برصغیر (پاک و ہند) میں قرآن فہمی اور تفسیری خدمات کا علمی اور تنقیدی جائزہ

تحقیقی مقالہ

برائے پی۔ ایچ۔ ڈی

مقالہ نگار۔ محمد حبیب اللہ قاضی

نگران۔ پروفیسر ڈاکٹر عبدالقادر سلیمان

شعبہ اسلامیات پشاور یونیورسٹی

شعبہ علوم اسلامیہ پشاور یونیورسٹی

۱۴۲۵ھ ۲۰۰۵ء

IN THE NAME OF ALLAH, BENEFICENT AND THE MOST MERCIFUL

۱۔ کِتَابٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْکَ مُبٰرَکٌ لِّیَدَّبَّرُوْٓا اٰیٰتِهٖ وَلِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ

(صٓ : ۲۹)

۲۔ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ٭

(محمد: ۲۴)

۳۔ وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ ٭

(القمر: ۱۷)

۴۔ اَلْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَّکَ اَوْ عَلَیْکَ

(الجامع المسلم)

الفہرست

نمبر شمار	فہرست عنوانات	صفحہ
	مقدمہ	
۱	باب اول فصل اول	
۱۔	تفسیر کی لغوی تحقیق	۲
۲۔	تفسیر کی اصطلاحی تحقیق	۳
۳۔	تاویل کی لغوی تحقیق	۵
۴۔	تاویل کی اصطلاحی تحقیق	۵
۵۔	تاویل الکلام	۶
۶۔	تاویل الاخبار	۶
۷۔	تفسیر وتاویل کا فرق وامتیاز	
۶	خلاصہ کلام	
۷	مبہمات کی تعیین	۷
۱۰۔	تاویل صحیح وتاویل باطل	۸
۱۱۔	تفسیر وتاویل کے استعمالات	۸
۱۲۔	مراجع	
۲۔	باب اول فصل دوم	
۱۳۔	علم تفسیر کی ابتداء، اولین مفسرین، اوران کی تفسیری کاوشیں	
۱۴	تفسیر عہد نبوی ﷺ میں	۱۳
۱۵۔	تفسیر عہد صحابہ کرامؓ میں	۱۴
۱۶۔	عصر تابعین میں تفسیری امتیازات	۱۶
۱۷۔	تفسیر عہد تدوین وتالیف میں	۱۷
۱۸۔	چند مشہور (فقہی، ادبی، تاریخی، نحوی، لغوی، کلامی) تفاسیر	۱۸
۱۹۔	مراجع	۲۰

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۳۔	**باب اول فصل سوم**	
۲۰۔	قرآن کی تفسیر و ترجمے کے جواز و عدم جواز میں علماء کے آراء	۲۸
۲۱۔	اسباب ترجمہ قرآن کریم	۲۹
۲۲۔	کیا قرآن کا ترجمہ ممکن ہے؟	۳۰
۲۳۔	ترجمے کی شرائط	۳۱
۲۴۔	ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ	۳۲
۲۵۔	مراجع	۳۴
۴۔	**باب دوم فصل اول**	
۲۶۔	تفسیر کی اقسام اور ہر قسم سے تین اہم تفاسیر کا ذکر	
۲۷۔	تفسیر بالماثور (تعریف)	۳۶
۲۸۔	تفسیر بالماثور میں مشہور تفاسیر	۳۷
۲۹۔	تفسیر بالرائے اور صحت تفسیر کے لئے چند لازم امور	۴۰
۳۰۔	تفسیر بالرائے اور علماء کا موقف	۴۲
۳۱۔	تفسیر بالرائے میں مشہور تفاسیر	۴۴
۳۲۔	التفسیر الفقہی	۴۷
۳۳۔	التفسیر الصوفی	۴۸
۳۴۔	صوفیاء کی مشہور تفاسیر	۵۰
۳۵۔	مراجع	۵۱

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۵۔	باب دوم فصل دوم	
	تفسیر کے مختلف مناھج اور طریقہ کار عہد بعہد	

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۳۱۱۔	معتزلہ اور پرویز	۵۲۵
۳۱۲۔	پرویز تفسیر نو جدیدیت اور آزاد رجحانات	۵۲۵
۳۱۳۔	قرآنی افکار	۵۲۸
۳۱۴۔	انس و جن کی تفسیر	۵۳۱
۳۱۵۔	تاویلات پرویز	۵۳۲
۳۱۶۔	اطاعت رسول کا مفہوم پرویز کے نزدیک	۵۳۳
۳۱۷۔	قرآن میں غور فکر کرنے کا پرویزی طریقہ	۵۳۷
۳۱۸۔	اپنے خیالات کو قرآن سے کشید کرنے کا پرویزی طریقہ	۵۳۸
۳۱۹۔	قرآنی اصطلاحات	۵۳۹
۳۲۰۔	پرویز کی قرآنی فقاہت	۵۴۲
۳۲۱۔	سورۃ الکوثر کا ترجمہ (بطور نمونہ)	۵۴۸
۳۲۲۔	پرویز پر علماء امت کی تنقید	۵۴۸
۳۲۳۔	فتنہ پرویز اور عالم اسلام کے علماء کی آراء اور فتاوی	۵۴۹
۳۲۴۔	دیال سنگھ لائبریری میں مولانا احمد علی لاہور کا خطاب	۵۴۳
۳۲۵۔	مراجع	۵۵۵

المقدمہ

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم

فاعوذبالله من الشیطن الرجیم ٥

بسم الله الرحمن الرحیم

مقدمہ:۔

قرآن کریم پوری انسانیت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت ہے۔اوراس کی مخاطب نوع انسان ہےاوراس کا خطاب سب کے لئے یکساں ہے مگراس سے مستفید ہونے کی صلاحیت سب کی یکساں نہیں ہوتی۔

قرن کریم ایک ایسی کتاب ہے کہ دنیا کی کوئی کتاب اس کی ہمسری وبرابری نہیں کرسکتی۔اس کی تلاوت،اس کودیکھنا،سننا، سنانا عمل کرنااوراس کی کسی بھی حیثیت سے نیت صحیح کے ساتھ نشرواشاعت،بیان،ترجمہ وتفسیر عظیم سعادت ہے۔

تفسیر کے ضمن میں آیاتِ قرآنی دوقسم کی ہیں

هو الذی انزل علیک الکتاب منه آیات محکمات هن ام الکتاب و اخر متشابهات) (۱)

ا

بعض آیات تواتنی صاف،واضح اورآسان ہیں کہ ہرعربی جاننے والاانہیں پڑھے گا ان کا مطلب فوراً سمجھ جائے گا۔اس لئے ایسی آیات کی تفسیر میں توکسی اختلاف کی گنجائش ہی نہیں ہوتی۔ایسی آیات کیلئے عربی زبان پر ماھرانہ نظراورعقل سلیم کے علاوہ ان کا مطلب سمجھنے کے لئے کسی اورمصدرکی ضرورت نہیں۔کیوں کہ قرآن عربی میں نازل ہوااوراس کے اولین مخاطب بھی عرب تھے قرآن میں اس کااظہاریوں ہواہے

۱. اِنَّااَنزَلناه قراناعربیا (۲)

۲۔ وکذلک انزلناه حکما عربیا (۳)

۳.بلسان عربی مبین (۴)

۴.انا جعلناه قرانا عربیا لعلکم تعقلون (۵)

۵. فانما یسرناه بلسانک لعلهم یتذکرون(۶)

۶. وهذا کتاب مصدق لسانا عربیا (۷)

(۱)آل عمران :۷ (۲) یوسف:۲
(۳) الرعد :۳۷ (۴) الشعراء :۱۹۵
(۵) الزخرف:۳ (۶)الجاثیه :۵۸
(۷) الاحقاف:۱۲

(ب) ٥

امام غزالی (المتوفی ۵۰۵ھ) نے اس شخص کو بھی تفسیر بالرائے کی وعید کا مستحق بتایا ہے جو زبان عربی سے نا آشنا ہونے کے باوجود تفسیر کی جرأت کرتا ہے

" الثانی ان یتسا رع الی تفسیر القرآن یظاهر العربیة من غیر استظهار بالسمآء والنقل فیما یتعلق بغرائب القرآن وما فیه من الالفاظ المبهمة والمهدلة وما فیه من الاختصار (۱)

تفسیر بالرائے کا دوسرا مصداق یہ ہے کہ کوئی شخص لفظوں کی محض ظاہری شکل وصورت کو دیکھ کر تفسیر قرآن کی جرأت کرے اور قرآن مجید میں جو غرائب ہیں اور ان کے علاوہ جو اور الفاظ مبہم، مہدلہ یا جو اختصار ہے ان کے حل کرنے میں سماع اور نقل سے مدد نہ لے۔

۲۔

دوسری قسم ان آیات کی ہے جن میں کوئی اجمال، ابہام یا تشریحی دشواری پائی جاتی ہے ان کو پوری طرح سمجھنے کے لئے ان کے پورے پس منظر کو سمجھنے کی ضرورت ہوتی ہے یا ان سے دقیق قانونی مسائل یا گہرے اسرار و معارف مستنبط ہوتے ہوں۔ ایسی آیات کی تشریح کے لئے محض زبان دانی کافی نہیں بلکہ ان کیلئے ذیل مذکور مصادر کے علاوہ محدثانہ، فقیہانہ، اور مجتہدانہ فراست کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

فہم قرآن کے کے لئے بنیادی مصادر یہ ہیں

۱۔ قرآن کریم

۲۔ احادیث نبویہ ﷺ

۳۔ اقوال صحابہؓ

۴۔ اقوال تابعین

۵۔ لغت عرب

ان پانچ ماخذ کے ذریعے سے فہم قرآن تو ہوسکتا ہے لیکن مکمل فہم قرآن کے اسرار و حکم اور حقائق و معارف کے بارے میں کسی بھی دور میں یہ نہیں کہا جاسکا کہ اب تفسیر قرآن کی انتہا ہوگئی ہے۔ فہم قرآن یا تفسیر میں قرآن کا حق ادا ہوگیا ہے۔
بلکہ ان پر غور و فکر کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے اور جس کو بھی اللہ تعالی نے علم و عقل اور خشیت و انابت کی دولت سے نوازا ہو، وہ تدبر کے ذریعے نئے حقائق تک رسائی حاصل کرسکتا ہے۔ اور ہر دور میں غور و تدبر کی دعوت خود قرآن پاک نے دی ہے

(۱) احیاء العلوم ص ۳۹

۱. کتاب انزلناہ الیک مبارک لیدبروا ایاتہ ولیتذکر اولوا الالباب (۱)

۲. افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالھا (۲)

چنانچہ ہر دور کے مفسرین اپنے اپنے فہم کے مطابق اس باب میں اضافہ کرتے چلے آئے ہیں اور گزشتہ چودہ صدیوں کے دوران میں مختلف رجحانات رکھنے والے اہل علم نے مختلف فکری ضروریات کو پورا کرنے کیلئے اپنی اپنی ضروریات اور اپنے اپنے تقاضوں کے مطابق قرآن مجید کی طرف رجوع کیا، اور قرآن مجید سے رہنمائی حاصل کی پھر انہوں نے اس رہنمائی کو اپنے ہم خیال، ہم ذوق اور ہم مسلک لوگوں تک پہنچانے کا بندوبست کیا۔

ابتداء تفسیر میں تفسیر بالماثور کا سکہ رائج الوقت تھا اور علمی دنیا میں اس کا چلن تھا لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ''کمزور روایات،، تفسیر میں شامل ہو گئیں ان کمزور روایات کا بڑا ماخذ اسرائیلیات تھیں متقدمین میں تو جب تک تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ تھا اسرائیلی روایات سے قرآن کی تفسیر بیان کرنے میں حد درجہ احتیاط سے کام لیتے تھے کیوں کہ رحمت عالم ﷺ کا ارشاد ہے

من تکلم فی القرآن بغیر علم فلیتبوا مقعدہ من النار (۳)

لیکن بعد کے دور میں اس ذمہ داری کی وہ سطح باقی نہ رہی۔ تو امام ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ جیسے عظیم مفسر کو بھی کہنا پڑا۔

''کہ جہاں تک میں سمجھتا ہوں اس امت کو ''کعب الاحبار،، (متوفی ۳۲ھ) کی طرف سے آنے والے کسی علم کی کوئی ضرورت نہیں ہے (۴)

گویا کمزور روایات کے سلسلے میں اس جملہ میں بہت کچھ کہہ دیا گیا ہے۔

بہر صورت تفسیر بالماثور کا سارا مواد مرتب ہو گیا کتابیں دستیاب ہو گئیں تو اب لوگوں نے ایک قدم اور آگے بڑھایا اور تفسیر بالرائے سے بھی کام لینا شروع کیا تفسیر بالرائے کے بارے میں **تین نقطۂ نظر** پیدا ہوئے۔

۱۔

پہلا نقطہ نظر یہ تھا کہ تفسیر بالرائے ایک غلط رجحان ہے اس سے بڑی خرابیاں پیدا ہوں گی۔ اس لئے اس کی سرے سے اجازت نہیں ہونی چاہیے اور اس نہج کی تفسیر سے اجتناب کرنا چاہیے۔

(۱) ص: ۲۹

(۲) النساء: ۸۲

(۳) ابوداود، ترمذی النسائی، مسند احمد (باب ان یفسر القرآن بغیر علم)

(۴) تفسیر ابن کثیر مقدمہ ص ۶

۲۔

دوسرا نقطہ نظریہ تھا کہ تفسیر بالرائے کی عمومی مخالفت نہ کی جائے، بلکہ یہ دیکھا جائے کہ جو رائے دی جارہی ہے وہ مسلمہ اصول تفسیر اور اصول دین کے مطابق ہے یا نہیں؟ اگر وہ رائے قابل قبول ہے تو رائے محمود ہے۔ ورنہ رائے مذموم۔

۳۔

تیسرا اور آخری نقطہ نظر یہ تھا جو تدبر قرآن کے تناظر میں دیا گیا وہ یہ تھا

"کہ انسان کی ہر رائے قابل قدر ہے قرآن مجید نے خود" لیتذکر"، "لیتدبر"، "یتدبرون"، کہہ کر اس کی اہمیت کو واضح کیا ہے غور وفکر کی تلقین جابجا کی ہے اس لئے کسی بھی رائے میں تفسیر کا راستہ نہیں روکنا چاہیئے۔

مختصر یہ کہ امت مسلمہ میں نہ تو آخری رائے کو پذیرائی ملی اور نہ پہلی رائے کو قبولیت کا شرف حاصل ہوا!

امت مسلمہ نے ان دونوں آراء کو قبول نہیں کیا بلکہ ایک درمیانی راستہ اختیار کرتے ہوئے اچھی رائے اور بری رائے میں فرق کیا۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تفسیر بالرائے کا رجحان بڑھتا گیا اور ہر آنے والا "مفسر قرآن"، پچھلے مفسرین کی نسبت تفسیر بالرائے سے زیادہ کام لینے لگا کیوں کہ علم تفسیر میں مزید پھیلاؤ جو ہوسکتا ہے وہ تفسیر بالرائے یا تفسیر بالاجتہاد ہی کی بنیاد پر ہوسکتا ہے تفسیر بالاجتہاد میں مختلف مکاتب فکر "فقہاء"، کی تفاسیر بھی آگئیں، کلامی اور صوفیانہ تفاسیر کا رجحان بھی پیدا ہوا، جس میں انہوں نے اپنے مزاج کے مطابق قرآن مجید کی تفاسیر لکھیں۔

ترجمہ وتفسیر کے اس میدان میں برصغیر بھی پیچھے نہیں رہا، بلکہ یہاں" تفسیر قرآن عزیز"، جزوی اور کامل طور پر ابتداء اسلام ہی سے مرتب ہوئی تھی جیسا کہ کشمیر کے ایک راجہ مہروک کے متعلق مشہور ہے کہ اس نے قرآن مجید کی تفسیر مقامی زبان میں تصنیف کرائی تھی۔ اسی طرح عبد بن حمید (المتوفی ۲۹۴ھ یا ۲۹۹) بھی گجھ (سندھ) کے مفسر گزرے ہیں۔ عراقی (متوفی) نے ۲۷۰ھ میں قرآن حکیم کا ترجمہ وتفسیر سندھی زبان میں کیا ہے برصغیر میں قرآن کریم کا یہ پہلا ترجمہ وتفسیر ہے(۱)

لیکن قرآن کریم کی مربوط اور منظم تفاسیر کا کام برصغیر میں شاہ ولی اللہ (المتوفی ۱۱۷۶ھ) اور ان کے صاحبزادوں (شاہ عبد العزیز (المتوفی ۱۲۳۹ھ)، شاہ رفیع الدین (المتوفی ۱۲۳۳ھ)، شاہ عبدالقادر (المتوفی ۱۲۳۰ھ) کے بعد شروع ہوا۔ پھر ان کی پیروی میں قرآن مجید کی خدمت کرنے والوں نے متعدد تراجم اور تفاسیر مختلف زبانوں میں لکھے اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے اور نئے آنے والے مفسرین اور اہل علم نئی نئی ضروریات کے پیش نظر قرآن مجید کے نئے نئے ترجمے اور تفسیر کرتے چلے آئے ہیں

(۱) تذکرۃ المفسرین ص ۱۱

۱۸۵۷ء جنگ آزادی کے بعد مختلف مکاتب فکر کی کچھ ایسی تفاسیر وجود میں آگئیں کہ ان تفاسیر میں عقل کا عمل دخل کچھ زیادہ تھا ان میں حدیث کی حجیت ختم ہو کر رہ گئی پھر پاک و ہند میں ایسے حضرات کی تعداد بڑھ گئی جو مطالب قرآنی کے صحیح فہم کے لئے احادیث کے علم کو شرط قرار نہیں دیتے ان کی رائے میں احادیث نا قابل قبول ہیں اور تاریخ کا حصہ ہیں لہذا تشریع احکام یا تفسیر قرآن میں ان سے مدد نہیں لی جا سکتی۔

علامہ ابن حزمؒ اندلسی (متوفی ۴۵۶ھ) فتنہ انکار حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں

''کہ دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی اور فتنہ نہیں ہو سکتا کہ آدمی قرآن مجید کو کتاب الٰہی مانے اور رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا بھی قائل ہو لیکن اس کے باوجود وہ احادیث و اخبار کی حجیت سے انکار کرے،،(۱)

اور پھر ان کے مقابلے میں کلامی تفاسیر وجود میں آئیں، فروعی اختلافات کے ساتھ ساتھ کچھ ایسی تفاسیر بھی ہیں جو مفسر کے مزاج اور فکری رجحان کی عکاسی کرتی ہیں اور بعض نے اپنی فکر و سوچ کو قرآن پاک کے تابع کرنے کی بجائے قرآن پاک کی آیات کو اپنی فکر و سوچ اور عقل کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی۔

؎ خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں ۔ ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق (۲)

لیکن اس سلسلے میں یہ بات قابل غور ہے کہ اس طرح عقل و فہم سے وہی حقائق و اسرار معتبر ہیں جو تفسیر قرآن کے تناظر میں شرعی اصول اور مذکورہ بالا پانچ ماخذ سے متصادم نہ ہوں۔ تاریخ اسلام کے ہر دور میں ایسے افراد کی ایک جماعت موجود رہی ہے جو فہم قرآن میں زمانے کے فلسفیانہ مسائل اور عقائد و نظریات کو بیان کئے۔

ان تفاسیر نے آگے جا کر اپنے اندر افکار کا ایک وسیع حلقہ چھوڑا ہے۔

فہم قرآن:

فہم قرآن سے مراد قرآن مجید کو پڑھ کر بعض چیزوں کے متعلق ''حسن و قبح،، معلوم کرنا نہیں، بلکہ فہم قرآن سے غرض یہ ہے کہ انسان مجتہدانہ طور سے احکام کا استنباط کر سکے قرآن کی کسی آیت کو پڑھ کر اس کے واقعی اور حقیقی مفہوم کو واضح اور متعین کر سکے۔

آج برصغیر (پاک و ہند) میں فہم قرآن کے حوالے سے راسخ الاعتقادی اور جدت پسند فکر کی الگ الگ جماعت قائم ہے۔ اور ان کی الگ الگ ضخیم جلدوں میں فکری تفاسیر بھی موجود ہیں۔

(۱) احکام الاحکام ج ا ص ۱۰۲

(۲) ضرب کلیم ص ۴۴

پی ایچ۔ڈی کے لئے انتخاب کی وجہ :۔

کسی مفسر کے افکار و خیالات کا جائزہ لینا اگرچہ مشکل کام ہے لیکن موجودہ حالات تو اس بات کے متقاضی ہیں کہ ان تمام افکار و خیالات کا علمی جائزہ لیا جائے ، تاکہ منتشر تفسیری افکار اور فہم قرآن سے متعلق قدیم و جدید نظریات پر مبسوط تفاسیر کا علمی جائزہ لیا جائے تاکہ پراگندہ اور منتشر اقوال و افکار ایک مربوط شکل میں ''حال و مستقبل کے صاحبان فہم قرآن،، کے ہاتھوں میں آجائیں اور تحقیق و تدقیق کے میدان میں ایک نئے باب کا اضافہ ہو۔

اس سلسلے میں میں نے اس مقالہ میں شیعہ مفسرین کو چھوڑ کر ہر مکتب فکر کی تفسیر پر سیر حاصل محققانہ بحث کی ہے

اظہار تشکر:

میں اس سلسلے میں اپنے مشفق و مہربان اور محترم استاد پروفیسر ڈاکٹر عبدالقادر سلیمان مدظلہ کی خدمات اور موقع بہ موقع ہدایات اور رھنمائی کا تہ دل سے معترف ہوں اگر وہ رھنمائی نہ فرماتے ،تو شاید اتنا بڑا کام پایۂ تکمیل کو نہ پہنچتا ، اور ان کے ساتھ ساتھ میں محترم ڈاکٹر محمد عمر صاحب (چیرمین شعبہ اسلامیات) محترم ڈاکٹر مفتی حبیب الرحمٰن صاحب ،محترم جناب ڈاکٹر ضیاء اللہ صاحب،، محترم جناب ڈاکٹر قبلہ آیاز صاحب، محترم جناب ڈاکٹر محمد مشتاق صاحب، محترمہ ڈاکٹر جمیلہ سڈل صاحبہ اور دوسرے تمام اساتذہ کرام کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے مجھے تحقیق و تدقیق کا گر سکھایا، اور خوب تربیت فرمائی، اور ان تمام دوستوں کا بھی بے حد ممنون ہوں کہ جنہوں نے اس مقالہ کی تیاری میں میری مدد فرمائی۔

اللہ تعالی ہم سب کا حامی ناصر ہو۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

محمد حبیب اللہ قاضی

باب اول

فصل اول

تفسیر کی لغوی تحقیق

تفسیر کا لفظ ''فسر'' سے ماخوذ ہے جس کے معنی کسی بات کو کھول دینے کے ہیں اصل عبارت متن کہلاتی ہے اور اس کے کھولنے اور بیان کرنے کو ''تفسیر'' کہتے ہیں

۱ . ''فَسّر'' : الفسر ؛ البیان .والفسرُ ؛نظر الطبیب الی المآء .وھو التفسیرۃ (۱)

۲ . الفسر : اظھار المعنی المعقول .والتفسیر فی المبالغۃ کالفسر .

والتفسیر: قد یقال فیما یختص بمفردات الالفاظ وغریبھا . ولھذا یقال تفسیر الرؤیا وتاویلھا قال اللہ تعالی واحسن تفسیرا(۲)

۳.الفسر : البیان ، فسر الشیء یفسرہ بالکسر ، ویفسرہ بالضم فسرًا وفسرہ :ابانۃ .والتفسیر مثلہ (۳)

۴.التفسیر فی اللغۃ استبانۃ والکشف (۴)

۵.الفسر : الابانۃ وکشف المغطیٰ (۵)

۶ . التفسیر فی اللغۃ فھو راجع الی معنی الاظھار والکشف : واصلہ فی اللغۃ من التفسیرۃ وھی القلیل من المآء الذی ینظر فیہ اطباء فکما ان الطبیب بالنظر فیہ یکشف عن علۃ المریض فکذلک المفسر یکشف عن شان الایۃ وقصصھا ومعناھا (۶)

الفسر : الابانۃ وکشف المغطی کالتفسیر . والفعل کضرب ونصر ونظر الطبیب الی المآء کالتفسرۃ (۷)

التفسیر : ھوا لایضاح والتبیین (۸) ومنہ قولہ تعالیٰ فی سورۃ الفرقان ولا یا تونک بمثل الا جئنک بالحق واحسن تفسیرا(۹) ای بیانا وتفصیلا وھو ماخوذ من الفسر وھو الابانۃ والکشف (۱۰)

التفسیر فی الاصل ھو الکشف والاظھار (۱۱)

التفسير : هو تفعيل من الفسر وهو البيان والكشف ويقال مقلوب السفر تقول اسفر الصبح (۱۲) ای اضاء وانما بنوه علی التفعیل لا نه للتکثیر (۱۳) کقوله تعالی یذبحون ابناء کم(۱۴) وغلقت الابواب (۱۵)

فکانه یتبع سورة بعد سورة وآیة بعد أخریٰ(۱٦)

الفسر والسفر یتقارب معناهما کتقارب لفظیهما ، لکن جعل الفسر لاظهار المعنی المعقول ، وجعل السفر لابراز الاعیان للبصار ،فقیل :سفرت المرأة عن وجهها ، واسفر الصبح (۱۷)

تفسیر کی اصطلاحی تعریف:علم یبحث فیه عن کیفیة النطق بالفاظ القرآن ومد لو لا تها واحکامها الافرادیة والترکیبیة ومعانیها التی تحمل علیها حالة الترکیب وتتمات لذلک (۱۸)

اس تعریف کی تشریح یوں ہے

فقولنا علم(هو جنس یشمل سائر العلوم) . وقولنا یبحث فیه عن کیفیة النطق بالفاظ القرآن هذا (هو علم القرأت) وقولنا ومدلو لا تها (ای مدلولات تلک الالفاظ وهذاهو علم اللغة الذی یحتاج الیه فی هذا العلم)

وقولنا واحکامها الافرادیة والترکیبیة (هذا یشمل علم التصریف وعلم الاعرا ب وعلم البیان وعلم البدیع)ومعانیها التی تحمل علیها حالة الترکیب (شمل بقوله التی تحمل علیها وما دلالة علیه بالحقیقة وما دلالته علیه بالمجاز فان الترکیب قدیقتضی بظاهره شیئا ویصد عن الحمل علی الظاهر صاد فیحتاج لاجل ذلک ان یحمل علی غیر الظاهر وهو المجاز). وقولنا وتتمات لذلک (هو معرفة النسخ وسبب النزول وقصة توضیح بعض ماانبهم فی القرآن ونحو ذلک . (۱۹)

فمنهم من اطال فی تعریفه فقال:

هو علم نزول الایات ،وشئو نها واقاصیصها ،والاسباب النازلة فیها ثم ترتیب مکیها ومدنیها وبیان محکمها ،ومتشابها وناسخها ومنسوخها وخاصها وعامها ومطلقها ومقیدها ومجملها ومفسدها وحلالها وحرامها ووعدها ووعیدها وامرها ونهیها وعبرها وامثالها ونحو ذلک (۲۰)

بعض نے تفسیر کی اصطلاحی تعریف اس طرح کی ہے

التفسیر : علم یفهم به کتاب الله المنزل علی نبیه محمد ﷺ وبیان معانیه استخراج احکام هوحکمه واستمداد ذلک من علم اللغة والنحو ،فالتصریف وعلم البیان واصول الفقة والقرأت ویحتاج لمعرفة أساب النزول والناسخ والمنسوخ(۲۱)

وهذاالتعریف اوضح ،وایسر من التعریفین السابقین .

ومن العلماء من اوجز فی التعریف : فقال

هو علم یبحث فیه عن احوال القرآن الکریم ،من حیث دلالته علی مراد الله تعالی بقدر الطاقة البشریة (۲۲)۔

والمراد بکلمة" علم" المعارف التصوریة ،وخرج بقولنا:" یبحث فیه احوال القرآن" العلوم الباحثة عن احوال غیر ه و خرج بقو لنا:" من حیث دلالته علی مراد الله تعالی" العلوم التی تبحث عن احوال القرآن من جهة دلالته لعلم القرأت فانه یبحث عن احوال القرآن من حیث ضبط الفاظه و کیفیة ادائها ،وقولنا : "بقدر الطاقة البشریة " لبیان أنه لایقدح فی العلم بالتفسیر عدم العلم بمعانی المتشابهات ،ولا عدم العلم بمرادالله فی الواقع ونفس الامر (۲۳)

جب علم تفسیر ایک مدون علم کی صورت اختیار کر لی اور مختلف پہلوؤں سے اس کی خدمت کی گئی تو ایک انتہائی وسیع اور پہلودار علم بن گیا اور زمانے کے تقاضوں کے مطابق اس میں تفصیلات کا اضافہ ہوتا چلا گیا اب علم تفسیر جن تفصیلات کو شامل ہے اس کی اصطلاحی تعریف یہ ہوگئی ہے

علم یبحث فیه عن کیفیة النطق بالفاظ القرآن ومد لو لا لتها واحکا مها الافرادیة والترکیبیة ومعانیها التی تحمل علیها حالة الترکیب وتتمات لذلک کمعرفة النسخ وسبب النزول وقصة تو ضح ماأبهم فی القرآن ونحو ذلک " (۲۴)

قدیم زمانے میں "تفسیر" کے لئے ایک اور لفظ "تاویل" بھی بکثرت استعمال ہوتا تھا اور خود قرآن کریم نے اپنی تفسیر کے لئے یہ لفظ استعمال فرمایا ہے "وما یعلم تاویله الاالله (۲۵)

اس لئے بعد کے علماء میں یہ بحث چھڑ گئی کہ آیا یہ دونوں لفظ بالکل ہم معنی ہیں یا ان میں کچھ فرق ہے؟ ان میں مناسبت کیا ہے؟

تاویل کی لغوی تحقیق:

التاویل: ال اِلیہ اولا ومالا : رجع وعنہ: ارتد .والدھن وغیرہ، اولا وایالا : خَثُرَ:والتہ انا: لازم متعد .واول الکلام تاویلا :وتاولہ : دبّرہ و قدرہ وفسرہ. والتاویل عبارۃ الرؤیا (۲۶)

التاویل:الاول:الرجوع الی الشیء یوؤل اولا ومالا :رجع واول الیہ الشیء :رجعہ وألت عن الشیء: ارتددت (۲۷)

ومنہ قولہ تعالیٰ: فاماالذین فی قلو بھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ .وما یعلم تاویلہ الا اللہ (۲۸) ویعلمک من تاویل الاحادیث (۲۹) بل کذبوابمالم یحیطوا بعلمہ ولما یاتھم تاویلہ (۳۰) فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر ذلک خیر واحسن تاویلا (۳۱) ولنعلمہ من تاویل الاحادیث (۳۲)

وما نحن بتاویل الاحلام بعٰلمین (۳۳) ھذا تاویل رؤیای من قبل (۳۴) وعلمتنی من تاویل الاحادیث (۳۵)

اسی طرح تقریبا قرآن پاک کے سترہ مقامات پر تاویل کا لفظ آیا ہے" ومعناہ فی جمیعھا "البیان ، والکشف ، والایضاح(۳۶)

روح المعانی (۳۷) میں اس کی تعریف یوں کی گئی ہے

التاویل: اِشارۃ قدسیۃ ومعارف سبحانیۃ تنکشف من سجع العبارات للسالکین وتنھل من سحب الغیب علی قلوب العارفین (۳۸)

بعض علماء نے اس کی تعریف یوں کی ہے

التاویل : صرف الایۃ علی طریق الاستنباط الی معنی یلیق بھا محتمل لما قبلھا وما بعدھا وغیر مخالف للکتاب والسنۃ(۳۹)

تاویل کی اصطلاحی تعریف:

علماء سلف کے یہاں تاویل سے دو معنی مراد لئے جاتے ہیں:

۱ . تاویل الکلام ؛ بمعنی ما اوله الیه التکلم أو ما یوول الیه الکلام ویر جع، والکلام انما یر جع ویعود الی حقیقته التی هی عین المقصود . وهو نوعان: انشاء واخبار ومن الانشاء: الأمر

فتاویل ا لامر :هو الفعل المامور به(۴۰) ومن ذلک ماروی عن عائشةؓ قالت کان رسول الله ویقول فی رکوعه وسجوده : سبحانک اللهم وبحمدک اللهم اغفر لی ، یتأول القرآن (۴۱) تعنی قوله تعالی :فسبح بحمد ربک واستغفره • انه کان توابا (۴۲)

وتاویل الاخبار: هوعین المخبراذا وقع کقوله تعالیٰ : ولقد جئناهم بکتاب الله فصلناه علی علم هدی ورحمة لقوم یومنون (۴۳)

هل ینظرون الا تاویله یوم یاتی تاویله یقول الذین نسوه من قبل قد جآء ت رسل ربنا بالحق فهل لنا شفعآء • فیشفعوا لنا اونرد فنعمل غیر الذی کنا نعمل (۴۴)

فقد اخبرانه فصل الکتاب،وانهم لاینظرون الاتاویله ، ای مجیء مااخبرالقرآن بوقوعه من القیامة واشراطها ،وما فی الاخرة من الصحف والموازین والجنة والنار وغیر ذلک (۴۵)

تفسیر وتاویل کا فرق وامتیاز :

تفسیر اور تاویل کے فرق سے متعلق بہت سارے اقوال ہیں جن میں چند کا ذکر کئے دیتا ہوں۔

۱ . التفسیر والتاویل معنی واحد(۴۶)

۲ . التفسیر کشف المراد عن اللفظ المشکل والتاویل رد احد المحتملین الی مایطابق الظاهر (۴۷)

التفسیر اعم من التاویل واکثر استعماله فی الالفاظ ومفرداتها واکثر استعمال التاویل فی المعانی والجمل وکثیرامایستعمل من الکتب الالٰهیه والتفسیر یستعمل فیها وفی غیرها (۴۸)

تعریف بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر کا اکثر استعمال الفاظ اور مفردات میں ہوتا ہے ان کی باہمی تالیف اور ترکیب اس کا موضوع ہے

ان التفسیر مباین للتاویل،فالتفسیرهو القطع بان مراد الله کذا ،والتاویل ترجیح احد المحتملات بدون قطع (۴۹)

التفسیر : بیان اللفظ عن طریق الروایة ، والتاویل بیان اللفظ عن طریق الدرایة . اَو التفسیر هو بیان المعانی التی تستفاد من وضع العبارة . والتاویل هو بیان المعانی التی تستفاد بطریق الاشارة .وقد اشتهر هذاعند المتاخرین (۵۰)

التاویل هو تفسیر الکلام وبیان معناه ، فالتاویل والتفسیر علی هذا متقاربان اومترادفان . ومنه دعوة رسول الله (ﷺ) لابن عباسؓ "اللهم فقهه فی الدین وعلمه التاویل (۵۱)

التاویل هو نفس المراد بالکلام . فتاویل الطلب نفس الفعل المطلوب .وتاویل الخبر نفس الشیء المخبر به. فعلی هذا یکون الفرق کبیرا بین التفسیر والتاویل لان التفسیر شرح وایضاح للکلام . ویکون وجوده فی الذهن بتعلقه ، وفی اللسان بالعبارة الدالة علیه .

اماالتاویل فهو نفس الامورالموجودة فی الخارج ، فاذا قیل : طلعت الشمس ، فتاویل هذا هو نفس طلوعها (۵۲)

التفسیر : ما وقع مبینا فی کتاب الله او متعینا فی صحیح السنة ،لان معناه قد ظهر ووضع (۵۳) والتاویل ما استنبطه العلماء ، ولذا قال بعضهم التفسیر ما یتعلق بالروایة والتاویل ما یتعلق با لدرایة ، ای التفسیر بالماثور والتفسیر بالرائی الاجتهاد (۵۴)

الخلاصه : ان التفسیر هو المعانی الظاهرة من القرآن الکریم التی هی واضحة الدلالة علی المعنی المراد لله عزوجل : والتاویل هو المعانی الخفیة التی تستنبط من الایات الکریمة والتی تحتاج الی تامل وتفکر واستنباطه ، والتی تحتمل عدة معان فیر جع المفسر منها ماکان اقوی عن طریق النظر والاستدلال ،ولیس هذا لاترجیع بقطعی بل هو ترجیع للاظهر والاقوی اذا حکم بانه المراد القطعی تحکم فی کتاب الله (۵۵) والله یقول : وما یعلم تاویله الاالله (۵۶)

مبہمات کی تعیین: مشکلات کا حل، متشابہات کی توضیح، احکام کی تفصیل ،قیود الفاظ کے لئے ،فوائد شان نزول کا بیان،لغات کا حل وغیرہ سب از قسم تفسیر ہیں

تاویل کا تعلق زیادہ تر معانی کے ساتھ ہوتا ہے برخلاف تفسیر کے (۵۷) اس لئے تفسیر کی تعریف یہ کی گئی ہے" کہ وہ ایک ایسا علم ہے کہ جس میں الفاظ قرآن کی کیفیت نطق اور الفاظ کے معانی اوران کے افرادی وترکیبی حالات اوران کے تتمات کا بیان کیا جائے (۵۸)

تاویل صحیح: جوالفاظ سے تعلق رکھےاوران سے معانی کے الفاظ بھی محتمل ہوں اوروہ اصول اسلامیہ اورسلف صالحین کے خلاف بھی نہ ہو اس کے لئے بھی بہت سے علوم درکار ہیں اورسب سے بڑھ کرایک خداداد ملکہ بھی درکار ہے جووہ نہ وراثت سے حاصل ہوتا ہے،اورنہ تعلیم وتعلم سے۔اس قسم کی تاویل قرآن پاک کے لئے مقبول ہے چنان چہ امام طبری متوفی ۳۱۰ھ (۵۹) نے اپنی تفسیر میں قریب قریب ہر صفحے پر جابجا تاویل سے کام لیا ہے جوان کے ہاں تفسیر ہی کے معنوں میں استعمال ہوا ہے وہ پہلے ایک آیت قرآنی تحریر کرتے ہیں اس کونقل کرنے کے بعد کہتے ہیں '' القول فی تاویل هذه الایة ،،گویاوہ تفسیروتاویل کوایک معنی میں استعمال کرتے ہیں (۶۰)

بعض متاخرین نے بھی تاویل کوتفسیر کے معنوں میں استعمال کیا ہے خاص طور پر مولانا حمیدالدین فراہی متوفی ۱۳۴۹ھ اوران کے شاگرد مولانا امین احسن اصلاحی (۶۱) نے تاویل اورتفسیر کوقریب قریب مترادف معنوں میں استعمال کیا مولانا اصلاحی کی تفسیر میں تاویل کالفظ تفسیر ہی کے لئے استعمال ہوا ہے (۶۲)

تاویل باطل: دوسری قسم کی تاویل باطل ہے جوظاہری الفاظ قرآن سے نہ سمجھی جائے ،ان کے مخالف ہو یا جمہورِ اسلام عقائد اورنصوص صریحہ واحادیث صحیحہ کے مخالف ہواس کوتحریف کہتے ہیں یہ حرام اورزندقہ والحاد ہے خواہ کوئی اس کا قائل ہو (۶۳)

مختصر یہ کہ ''علماء نے تفسیروتاویل کے مابین جس فرق وامتیاز کوملحوظ رکھا ہے اس کا سبب یہی ہے کہ تفسیر میں منقولات پر اعتماد کیا جاتا ہے اورتاویل کامدار وانحصار استنباط پر ہوتا ہے

استعمالات:

لفظ کے کئی احتمالات میں سے کسی ایک احتمال کوبغیر قطعیت اورشہادت کے متعین کرنا تاویل ہے،اورلفظ کی حقیقت اورمجاز کوبیان کرنا تفسیر ہے جیسے ''صراط'' کی تفسیر راستہ اور'' صیب' کی تفسیر بارش ہے اورتاویل لفظ کے باطن کوبیان کرنا ہے مثلا اهد نا '' کامعنی ہمیں ہدایت فرما ،''راستہ دکھا ہم کو'' آتا ہے کوئی تاویلی معنی پہنا کرکہتا ہے ''اهدنا الصراط المستقیم (۶۴) (ہمیں اس سیدھی راہ پر استقامت عطافرما (۶۵) الم: (۶۶) حروف مقطعات میں سے ہے مفسرین فرماتے ہیں اس لفظ کا مطلب ومفہوم صرف اللہ تعالی کومعلوم ہے اوررسول اللہ ﷺ سے بھی اس بارے میں کوئی روایت موجودنہیں ہے لیکن تاویل کرنے والے اس کی تاویل یوں کرتے ہیں '' الم '' اس سورت کانام ہے،یارسول اللہ ﷺ کانام ہے،یاالف سے اللہ لام سے جبرئیلؑ اورمیم سے محمد ﷺ مراد ہیں یعنی یہ قرآن اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ کے ذریعے محمد ﷺ پر نازل کیا۔(۶۷)

" ان ربک لبالمرصاد (۶۸) کالفظی معنی ہے بے شک آپ کا رب ضرور گھاٹ میں ہے اور اس کی تایل یہ ہے کہ" وہ نافرمانوں کو دیکھ رہا ہے اور ان کو نافرمانی کرنے سے ڈرایا گیا ہے

تاویل میں دلیل قطعی سے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ یہاں لفظ کا حقیقی معنی مراد نہیں ہے تاویل میں کبھی لفظ کو عموم پر محمول کیا جاتا ہے اور کبھی خصوص پر، مثلاً ایمان کا لفظ مطلقاً تصدیق کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے اور تصدیق شرعی کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے

والتین والزیتون (۶۹) اس کا تفسیری ترجمہ یہ ہے" قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی" تاویل اس کی یہ ہے کہ تین ایک مقام کا نام ہے چونکہ یہاں انجیر کی پیداوار بکثرت تھی اس وجہ سے یہ تین ہی کے نام سے مشہور ہو گیا اور زیتون بھی ایک مقام کا نام ہے (۷۰)

کل شیء ھالک الا وجھه (۷۱)

ترجمہ: ہر چیز فنا ہونے والی ہے سوائے اس کے چہرے کے۔

عام طور پر مفسرین نے یہاں چہرہ کے لفظ سے اللہ تعالی کی بابرکت ذات مراد لی ہے اور آیت کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ اللہ تعالی کی ذات باقی رہنے والی ہے اور باقی ہر چیز فنا ہونے والی ہے ان حضرات کی رائے میں یہاں چہرے کو ذات باری تعالیٰ کے لئے بطور استعارہ استعمال کیا گیا۔ یہ تاویل ہے

اس طرح قرآن مجید میں ایک جگہ آیا ہے یداللہ فوق ایدیھم (۷۲)

یعنی جب وہ بیعت کر رہے تھے تو ان کے ہاتھ پر اللہ تعالی کا ہاتھ تھا اس سے کیا مراد ہے؟ یہاں "ید،، اور" ہاتھ،، کا جو مفہوم بھی قرار دیا جائے گا وہ تاویل کے زمرے میں آئے گا۔

(مراجع)

(۱) مجمل اللغة . لابی الحسین احمد بن فارس بن زکریا اللغوی المتوفی ۳۹۵ھ ج۳ (مادہ فسر) موسسة الرسالة الطبعة الثانية ۱۴۰۶ھ

(۲) مفردات القرآن . للراغب الاصفهانی المتوفی ۴۲۵ھ تحت اللفظ "فسر" دار القلم دمشق الطبعة الاولیٰ ۱۴۱۷ھ

(۳) لسان العرب . للامام ابن منظور الدمشقی الافریقی المتوفی ۷۱۱ھ فصل الفاء ج۵ دار احیاء التراث بیروت ۱۴۰۸ھ

(۴) البحر المحیط . لامام ابی عبد اللہ محمد بن یوسف الاندلسی الغرناطی الشہیر بابی حیان المتوفی ۷۵۴ھ ج ۱ ص ۱۵ دار احیاء التراث العربی بیروت الطبعة الثانية ۱۴۱۱ھ

(۵) تاج العروس من جواهر القاموس. محمد مرتضی الزبیدی ج۳ "مادہ فسر" مکتبہ الحیات بیروت لبنان سطن

(۶) البرهان فی علوم القرآن لامامبدرالدین الزرکشی ج۲ ص ۱۴۷ دار المعرفة بیروت سطن

(۷) القاموس المحیط: للامام مجد الدین محمد بن یعقوب الفیروز ابادی المتوفی ۸۱۷ھ ج ۱ "مادہ الفسر" دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۷ھ

(۸) التفسی والمفسرون: الدکتور محمد حسین الذهبی ج ۱ ص ۱۳ دار الکتبالحدیثة الطبعة الثانية ۱۳۹۶ھ

(۹) ۱۹: ۳۳

(۱۰) التفسیر والمفسرون ج ۱ ص ۱۳

(۱۱) کتاب التعریفات لامام میر سید شریف علی بن محمد الجرجانی ص ۳۸ انتشارات ناصر خسرو تهران ایران ۱۳۴۴ھ

(۱۲) کشاف اصطلاحات الفنون . للشیخ محمد اعلی التهانوی المتوفی ۱۱۵۸ھ (تحت اللفظ التفسیر)
دار الکتب العلمیه بیروت الطبعة الاولی ۱۴۱۸ھ

(۱۳) مباحث فی علوم القرآن ؛منان خلیل القطان ص ۳۳۵ مکتبہ المعارف للنشر الیاض ۱۴۱۷ھ

(۱۴) البقرة : ۴۹ (۱۵) یوسف : ۲۳

(۱۶) مباحث فی علوم القرآن ص۳۳۵

(۱۷) مفردات القرآن تحت اللفظ "فسر"

(۱۸) البحر المحیط .للابی حیان (مادہ فسر)

(۱۹) ایضا ، مقدمہ تفسیر روح المعانی للعلامہ سید محمود آفندی الالوسی متوفی ۱۲۷۰ھ ص۴۶

(۲۰) الاتقان فی علوم القرآن للامام جلال الدین السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ ج۲ (مادہ الفسر)

(۲۱) البرهان فی علوم القرآن للزرکشی ج۲ص۱۴۷

(۲۲) منهج الفرقان فی علوم القرآن للشیخ محمد علی سلامہ ج۲ص۶ ،
مناهل العرفان فی علوم القرآن للشیخ محمد عبد العظیم الزرقانی ج۱ص۳۳۴ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان ۱۴۱۶ھ

(۲۳) ایضا ج۱ص۳۳۴

(۲۴) روح المعانی ج۱ص۴

(۲۵) ال عمران: ۷

(۲۶)القاموس المحیط ج ۱ (مادہ الٓ) (۲۷) لسان العرب ج۵ فصل الفاء

(۲۸) العمران : ۷ (۲۹) یوسف: ۲ (۳۰) یونس: ۳۹

(۳۱) النسآء : ۵۹ (۳۲) یوسف: ۲۱ (۳۳) ایضا ۴۴

(۳۴) ایضا: ۱۰۰ (۳۵) ایضا:۱۰۱ (۳۶) مناھل العرفان: ج۱ص۳۳۵

(۳۷) روح المعانی:تفسیر جامع لاراء السلف روایة ودرایة ،مشتمل علی اقوال اھل العلم (الاعلام لزرکلی ج۷ص ۱۷۶)

(۳۸) ج ۱ ص ۵

(۳۹) معالم التنزیل؛ للامام ابو محمد حسین بن مسعود البغوی المتوفی ۵۱۰ھ ج۱ص۶

(۴۰) مباحث فی علوم القرآن للقطان ص۳۳۶

(۴۱) الجامع الصحیح للبخاری للامام محمد بن اسماعیل البخاری المتوفی ۲۵۶ھ

(۴۲) النصر:۳

(۴۳) الاعراف:۵۲

(۴۴) الاعراف: ۵۳،۵۲

(۴۵) مباحث فی العلوم القرآن ص۳۳۶

(۴۶) لسان العرب ج۵ فصل الفآء القاموس المحیط ج۱ (مادہ الفسر)

(۴۷) ایضا ،تاج العروس للزبیدی ۳ (مادہ فسر)

(۴۸) مفردات القرآن للراغب الاصفھانی تحت اللفظ" فسر " کشاف اصطلاحات الفنون (التفسیر)

(۴۹) جامع البیان فی تفسیر القرآن لابن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ ج ۱ ص ۷

(۵۰) مناھل العرفان للزرقانی ص۳۳۶

(۵۱) الاصابہ فی تمیز الصحابہ ،الاتقان ج۲ص۱۸۷

(۵۲) ایضا ج۲ص۱۸۳ ،مباحث فی علوم القرآن ص۳۳۸

(۵۳) ایضا

(۵۴) الاتقان ج۲ص۱۷۳ ،الاسرائیلیات والموضوعات ص۳۸

(۵۵) التبیان فی علوم القرآن ؑ محمد علی الصابونی ص ۶۳ المکتبة الحقانیه محله جنگی بشاور باکستان ۱۴۰۱ھ

(۵۶) ال عمران : ۷

(۵۷) البیان فی علوم القرآن ؛ مولانا ابو محمد عبد الحق حقانی متوفی ص ۴۷ دار الاشاعت تفسیر حقانی دھلی ۱۳۵۰ھ

(۵۸) البحر المحیط للابی حیان ج ۱ ص ۵

البیان للحقانی ج ۱ ص۱۵

(۵۹)طبری: هو محمد بن جریر الطبری (ابو جعفر) مفسر ،مقرئی، محدث ، مورخ ، فقیه ، اصولی ،مجتهد ولد بطبرستان سنة ۲۲۴ھ وتوفی ۳۱۰ھ من تصانیفه جامع البیان فی تاویل القرآن ، تاریخ الامم والملوک ، تهذیب الاثار وغیره .

سیر النبلاء ج۹ : ۲۰۶

تاریخ بغداد ج۲: ۱۶۲

المنتظم ج۶: ۱۷۰

(۶۰)تفصیل کے لئے تفسیر طبری

(۶۱) تفصیل کے لئے باب چهارم فصل دهم مقاله هذا

(۶۲) ایضا

(۶۳) البرهان للزرکشی ج۲ ص ۱۴۸ ، الاتقان للسیوطی ج۲ ص ۸۳

(۶۴)الفاتحہ:۵

(۶۵)تفسیر رفاعی ۔سید محمد رفاعی فاتحہ:۵ دینی کتب خانہ لاہور

(۶۶)البقرہ:۱

(۶۷)تفسیر رفاعی البقرۃ:۱

(۶۸)الفجر:۱۴

(۶۹)التین:۱،۲

(۷۰) مجموعہ تفسیر فراہی ص۳۱۲

(۷۱)القصص:۸۸

(۷۲)الفتح:۱۰

باب اوّل

فصل دوم

علم تفسیر کی ابتداء ،اوّلین مفسرین اور ان کی تفسیری کاوشیں

تفسیر عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں :۔

تفسیر قرآن میں بنیادی مرجع تو خود نبی کریم ﷺ تھے اس لئے کہ قرآن کریم آپ ﷺ پر ہی اترا ہے اس بارے میں قرآن پاک کی گواہی یہ ہے وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزّل الیھم (۱)

پس آپ ﷺ کی بعثت قرآن کریم کی تشریح وتفسیر کے لئے ہوئی، اسی طرح علیحدہ طور پر قرآن کریم کے الگ الگ حصے کا نازل ہونا بھی اسی کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ مفسر اور مبین قرآن ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے وقرا نا فرقناہ لتقرأہ علی مکثٍ ونزلناہ تنزیلا ۰ (۲)

لہٰذا قرآن کریم کا تدریجی نزول اور الگ الگ حصے کا علیحدہ نازل ہونا ایک بہت بڑی دلیل ہے کہ اس کی وضاحت اور تفسیر آپ ﷺ کی طرف سے ہوئی۔ ذیل روایت سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے

قال ابو عبد الرحمن السلمی (۳) حد ثنا الذین یقرؤ ونناالقرآن کعثمان بن عفان (۴) وعبد اللہ بن مسعودؓ (۵) وغیرھما انھم کانوا اذا تعلموا من النبی ﷺ عشر آیات لم یجاوزوھا حتی یعلموا ما فیھا من العلم والعمل (۶)

حضرات صحابہ کرامؓ نبی کریم ﷺ سے ان آیات کے بارے میں پوچھتے تھے جوان پر مشکل معلوم ہوتی تھیں اوراس کی بہترین مثال یہ ہے

کہ جب آیت کریمہ "الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانهم بظلم اولٰئک لهم الامن وهم مهتدون (۷) نازل ہوئی تو حضرات صحابہؓ عرض کرنے لگے" اینا لا یظلم نفسه قال لیس ذلک انما هو الشرک الم تسمعوا ما قال لقمان لابنه وهو یعظه یٰبنی لا تشرک بالله ان الشرک لظلم عظیم (۸)

یعنی آپ ﷺ نے اس کی تفسیر فرمائی یہاں ظلم سے مراد شرک ہے

اور حضرت عائشہؓ سے "حساب یسیر" کی تفسیر پوچھا گیا آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا "ذلک العرض" (۹)

نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کے لئے ان آیات کی تفسیر فرماتے تھے جن کا سمجھنا صحابہؓ کے لئے مشکل ہوتا تھا عن عامر یقول سمعت رسول الله ﷺ وهو علی المنبر یقول "واعدوا لهم ما ستطعتم من قوة (۱۰) الا ان القوة الرمی الاانالقوة الرمی الاان القوة الرمی(۱۱)

اسی طرح حضرت انسؓ (۱۲) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا " الکوثر نهر اعطانیه ربی فی الجنة (۱۳)

پس مذکورہ احادیث سے یہ بات جان گئے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ قرآن پاک کے مفسر اول تھے

تفسیر عہد صحابہ کرامؓ میں

حضرات صحابہ کرامؓ نے بھی قرآن کریم اور اس کے علوم بالخصوص اس کی تفسیر کی طرف توجہ دی ۔ پس ان کی توجہ اور اہتمام اس بارے میں کامل درجے کی ہوتی تھی اور ان کا طریقہ کار قرآن کریم کی تعلیم کے بارے میں ایک ایک ایت کو سیکھنے کا ہوتا تھا اور وہ نبی کریم ﷺ سے جب دس ایت سیکھتے تو آگے نہ بڑھتے جب تک ان کے علوم سے واقف نہ ہوتے ۔

حضرت انسؓ المتوفی ۹۱ھ فرماتے ہیں جب کوئی شخص سورہ بقرہ یا ال عمران کو پڑھ لیتا تو وہ ہماری نظروں میں بلند مرتبہ اور باعزت ہو جاتا ۔ عبداللہ بن عمرؓ (۱۴) نے کئی برس اس علم کے سیکھنے میں گزار دیئے ۔

تفسیر قرآن کے سلسلے میں حضرات صحابہ کرامؓ کے درجات مختلف تھے پس حضرت نبی کریم ﷺ کے بعد چاروں خلفاء راشدینؓ (۱۵) کا مرتبہ ہے اور ان کے قریب عبداللہ بن عباسؓ (۱۶) کا ۔ اور آپ تو ترجمان القرآن ہیں اسی طرح عبداللہ بن مسعودؓ متوفی ۳۲ھ، زید بن ثابتؓ، (۱۷) ابوموسیٰ الاشعریؓ (۱۸)، ابی بن کعبؓ (۱۹) اور عبداللہ بن زبیرؓ (۲۰)

اور صحابہ کرامؓ میں سے بعض دیگر ایسے حضرات ہیں، کہ جن سے تفسیر قرآن منقول ہے تاہم ان مذکورین بالا کے مقابلے میں کم ہیں اور وہ حضرات یہ ہیں حضرت ابوھریرہؓ (۲۱)، جابر بن عبداللہ (۲۲) انس بن مالکؓ (۲۳) اور عبداللہ بن عمرؓ (۲۴)

روایات شدہ احادیث کی تعداد میں سیدنا علیؓ (۲۵) کی مرویات باقی تینوں خلفاءؓ کی نسبت سے زیادہ ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ باقی تینوں حضرات کی وفات حضرت علی متوفی ۴۰ھ سے پہلے ہو چکی ہے اور دوسری وجہ یہ کہ امور خلافت میں ان کی زیادہ مشغولیت کی وجہ سے مرویات کی تعداد کم ہوگئی۔ (۲۶)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود متوفی ۳۲ھ سے تو روایت شدہ احادیث کی تعداد حضرت علی متوفی ۴۰ھ کی روایات سے زیادہ ہیں (۲۷) حضرت ابن مسعود کا اپنا فرمان ہے" والذی لا الہ غیرہ ما نزلت آیۃ من کتاب اللہ غلا وانا اعلم وانا اعلم فیمن نزلت واین نزلت ولو اعلم امکان احد بکتاب اللہ منی تنالہ المطایا لاآتیتہ (۲۸)

حضرت علیؓ سے عبداللہ بن مسعودؓ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا" علم القرآن والسنۃ ثم انتھی وکفیٰ بذلک علما (۲۹)

اور اسی طرح عبداللہ بن عباسؓ ۶۸ھ کی روایات سب سے زیادہ ہیں وہ ترجمان القرآن کہلاتے ہیں ان کے بارے رسول اللہ ﷺ کی یہ دعا ہے

اللھم فقھہ فی الدین وعلمہ فی التاویل (۳۰) اور ایسے ہی نبی کریم ﷺ نے ان کے لئے برکت کی یہ دعا فرمائی اللھم بارک فیہ وانشر منہ، (۳۱) اور ایک مرتبہ یہ فرمایا " نعم ترجمان القرآن انت (۳۲)

حضرات صحابہ کرامؓ مشکل مقامات میں آیاتوں کی تفسیر سے متعلق ان سے پوچھتے تھے وہ تفسیر فرماتے۔

مثلا ایک ادمی نے عبداللہ بن عمرؓ متوفی ۷۳ھ سے سوال کیا" آسمانوں اور زمینوں کے بارے میں" کانتا رتقا ففتقنٰھما (۳۳) انہوں نے فرمایا "اذھب الی ذلک الشیخ فا سألہ ثم تعال فاخبر نی ما قال (۳۴)

پس وہ شخص ابن عباسؓ متوفی ۶۸ھ کے پاس گیا اور ان سے سوال کیا ابن عباسؓ نے فرمایا" کانت السمٰوات رتقا لا تمطر ففتق ھذہ بالمطر وھذہ بالنبات (۳۵) اس جواب کے سننے کے بعد وہ شخص ابن عمرؓ کے پاس آیا اور نہیں خبر دی ابن عمرؓ فرمایا " ان ابن عباس قد اوتی علما صدق ھکذا کا نتا (۳۶)

اور حضرات صحابہ کرامؓ کا طرز و طریقہ تفسیر قرآن کے بارے میں غایت درجے کے احتیاط پر مبنی تھا اور وہ حضرات اس بارے میں یعنی تفسیر کرنے میں احتراز کرتے تھے ان پر اللہ کا خوف غالب تھا کہ کہیں تفسیر میں ہم سے غلطی نہ ہو جائے۔

جیسے حضرت ابوبکر صدیقؓ (٣٧) سے روایت کی گئی ہے ای ارض تقلنی و ای سماء تظلنی اذا قلت فی کتاب اللہ ما لا اعلم (٣٨)

اور حضرت عمر بن الخطابؓ (٣٩) نے حق تعالیٰ کے قول وفاکھة و ابا (٤٠) کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا "ھٰذہ الفاکھة قد عرفناھا فما الاب؟ (٤١) پھر اپنے آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "ان ھذا لھو التکلف یا عمر . (٤٢) ایک دن سے متعلق ایک ادمی نے ابن عباس ٦٨ھ سے پوچھا " یو ماً عند ربک الف سنة (٤٣) ابن عباسؓ نے اس کی وضاحت یوں فرمائی "ھمایومان ذکرھما اللہ فی کتابہ اعلم بھما (٤٤) تو گویا کہ انہوں نے کتاب اللہ کے بارے میں اپنی طرف سے کچھ کہنا ناپسند کیا ۔

تابعین کے عہد میں تفسیر :۔

حضرات تابعینؒ کا دور تفسیر کے بارے میں اہم ترین دوروں میں سے ہے اور اسی طرح حضرات صحابہ کرام کے بعد تابعین کا اتفاق اور یکجا ہونا کسی مسئلہ پر اشرف ترین اجماع شمار ہوتا ہے اور ان حضرات کا دور علوم قرآنیہ اور علوم حدیث کے بارے میں ایک سنہرا دور کہلاتا ہے

حضرات تابعین میں سے تفسیر قرآن مین اہم مفسر حضرت مجاہد (٤٥) ہیں جو کہ ابن عباس متوفی ٦٨ھ سے شرف تلمذ حاصل کر چکے ہیں ان کے بارے میں سفیان ثوری (٤٦) فرماتے ہیں "اذا جآءک التفسیر عن مجاھد فحسبک بہ (٤٧) اور عراق (٤٨) میں مدرسہ علوم القرآن والسنة پروان چڑھا پس اہل کوفہ (٤٩) علم تفسیر میں سب سے زیادہ جاننے والے بن گئے یہ حضرات حضرت علیؓ متوفی ٤٠ھ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ٣٢ھ کے صحبت یافتہ تھے حضرت ابن مسعود کو بحیثیت استاذ تفسیر ہونے کی وجہ سے زیادہ فضیلت حاصل ہے اور اس مدرسے کے مشہور تلامذہ میں سے علقمہ بن قیسؒ (٥٠)، مسروق (٥١)، اسود بن یزید (٥٢)، عامر شعبی (٥٣)، حسن بصریؒ (٥٤)، قتادہؒ (٥٥) مرة الھمد انیؒ (٥٦) ہیں

اور اسی طرح مدینہ منورہ میں حضرت ابی بن کعبؓ متوفی ٣٠ھ نے علوم القرآن والحدیث کے درس وتدریس کا اهتمام کیا اور آپ کے دست مبارک سے ایک مدرسے کی تاسیس ہوئی، جس سے اکابر تابعینؒ نے قرآن وحدیث کے علوم حاصل کئے۔ آپ کے مشہور تلامذہ میں سے زید بن اسلم (٥٧)، ابوالعالیہ (٥٨) اور محمد بن کعب القرظی (٥٩) ہیں

عصر تابعین میں تفسیری امتیازات:۔

اس دور کے امتیازات میں سب سے بڑی چیز عہد نبوت ﷺ سے اس عہد کی قربت ہے اور عصر صحابہ سے ان کی معاشرت و معیشت ملتی ہے اور اس دور کو اس وجہ سے بھی فضیلت حاصل ہے
کہ انہوں نے قرآن کریم کی تفسیر جمع کی ہے اور انہی حضرات نے علوم تفسیر کے قوانین مرتب کیے، اور روایات کو حفظ کرنے کی طرف توجہ دلائی، اور تفسیر کی تقسیم " تفسیر بالرائ" اور " تفسیر بالماثور " (۶۰) اسی دور کے امتیازات میں سے ہیں

التفسیر فی عصر التدوین والتالیف :

تفاسیر کی منظم تدوین دور تابعین کے آخر میں ہوئی ان کا دور رسول اکرم ﷺ کے ارشادات اور صحابہ کرامؓ کے اقوال کو سینوں میں محفوظ کرنے کا تھا، بنوامیہ (۶۱) کے آخری دور بنوعباسیہ (۶۲) کی ابتدائی دور قرآن کریم کی تفسیر کی تالیف کا تھا اور اس دور میں مستقل تفاسیر وجود میں آئیں۔ انہوں نے قرآن پاک سے متعلق علوم (قرأت ، اسباب النزول، ناسخ و منسوخ، مفردات معانی و آیات کی تفسیر) اپنی تفسیروں میں جمع کیے۔ عصر تدوین سے قبل تفسیری روایات احادیث نبویہ کے ساتھ محفوظ تھیں حدیث نبوی ﷺ مختلف ابواب میں منقسم تھی اور ان میں ایک باب تفسیری روایات پر مشتمل ہوا کرتا تھا اس مرحلہ پر پہنچ کر تفسیر حدیث نبوی ﷺ سے الگ ہوگئی، اور اس نے ایک جداگانہ فن کی صورت اختیار کرلی۔ اب قرآنی ترتیب کے مطابق ہر ہر آیت اور سورت کی تفسیر مرتب ہونے لگی اس میں ابن ماجہ (۶۳)، ابن جریر طبری، (۶۴) ابن ابی حاتم (۶۵)، امام حاکم (۶۶) اور دیگر اکابر محدثین نے حصہ لیا، یہ تفاسیر سنداً انبی کریم ﷺ اور صحابہ و تابعین اور اَتباع تابعین سے منقول ہیں ان میں تفسیر بالماثور کے سوا دوسری چیز مذکور نہیں، البتہ ابن جریر نے تفسیری اقوال ذکر کے ان کی توجیہ کی ہیں (۶۷) اس دور کے مشہور مفسرین کرام کے نام یہ ہیں سفیان بن عیینہ (۶۸)، وکیع بن الجراح (۶۹)، وشعبۃ بن الحجاج (۷۰) ، یزید بن ھارون (۷۱) اور مفضل (۷۲) ابن ھمام (۷۳) ابن راھویہ (۷۴) روح بن عبادہ (۷۵)، یحی بن سلام (۷۶) عبدالحمید الکشی (۷۷)، عبداللہ بن الجراح (۷۸) علی بن ابی طلحہ (۷۹)، ابن مردویہ (۸۰)، سنید (۸۱)، نسائی (۸۲) ، البزاز (۸۳)، الطبرانی (۸۴)

ان حضرات کی تفسیریں اقوال صحابہ کرامؓ اور تابعین کی جامع تھیں ان کے بعد ابن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ کا نام قابل ذکر ہے ان کی تفسیر ابمل التفاسیر ہے یہ تفسیر روایات بیجنہ اعراب و استنباط اور دقیق آراء و افکار کا گنجینہ ہے

پھران کے نہج پرعبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی (۸۵) آئے۔انہوں نے مستند تفسیر لکھی جو منقولی تفاسیر میں اہم مصادر میں سے ہے اسی طرح ابوبکر نقاش (۸۶) اور ابوجعفر نحاس (۸۷) نے بھی تفسیریں لکھیں۔
پھر مکی بن ابی طالب (۸۸) اور مھدوی (۸۹) نے بھی ان کے نقش قدم پر چلتے تفسیر کے میدان میں قدم رکھے۔۔اور جب لوگوں کو تحقیق کی ضرورت محسوس ہوئی تو محمد بن عطیہ (۹۰) متاخرین میں تفسیر لکھ کراس کمی کو پورا کیا، ان تفاسیر کا خلاصہ قلمبند فرمایا، یہ تفسیر مغرب اوراندلس (۹۱) میں بہت مقبول ہوئی، پھراس فن میں قرطبی (۹۲) نے عظیم الشان تفسیر لکھی اور مشرق میں شہرت پائی۔(۹۳)

تفسیر کے علاوہ قرآن مجید کے خاص خاص مباحث پر جداگانہ اور مستقل تصانیف کا سلسلہ شروع ہوا، کسی نے صرف مسائل فقہیہ پر بحث کی کسی نے اسباب النزول پر کتاب لکھی یہ تصانیف اگر چہ بے شمار ہیں لیکن ان سب کو چھ قسموں پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔یعنی ا۔فقہی،۲۔ادبی،۳۔تاریخی،۴۔نحوی،۵۔لغوی،۶۔کلامی۔۔
اس قسم کے چند مشہور تفاسیر کے یہاں ذکر کئے دیتا ہوں ۔

۱. جا مع البیان فی تفسیر القرآن .	لابن جریر الطبری (متوفی ۳۱۰ھ)
۲. بحر العلوم	لابی اللیث السمر قندی (۹۴)(متوفی ۸۶۰ھ)
۳. الکشف و البیان عن تفسیر القرآن .	لابی اسحاق الثعلبی (۹۵)(متوفی ۴۲۷ھ)
۴.معالم التنزیل.	لابی محمد الحسین البغوی (۹۶)(م ۵۱۶ھ)
۵. المحرر الوجیز	لابن عطیة الاندلسی (۹۷) (م ۵۳۶ھ)
۶. تفسیر القرآن الکریم	لابی الفداء الحافظ ابن کثیر (۹۸) (م ۷۷۴ھ)
۷. الدر المنثور فی تفسیر الماثور ..	لجلال الدین السیوطی (۹۹) (م ۹۱۱ھ)
۸. مفاتیح الغیب .	للفخر الدین الرازی (۱۰۰) (م ۶۰۶ھ)
۹. انوار التنزیل واسرار التاویل .	للبیضاوی (۱۰۱)(م ۶۹۲ھ)
۱۰. مدار التنزیل وحقائق التاویل .	للنسفی (۱۰۲) (م ۷۰۱ھ)

۱۱. لباب التاویل فی معانی التنزیل . للخازن (۱۰۳)(م۷۴۱ھ)

۱۲. البحر المحیط لابی حیان متوفی ۷۴۵ھ

۱۳. غرائب القرآن ورغائب الفرقان للنسابوری (۱۰۴)(م۷۲۸ھ)

۱۴. تفسیر جلالین لجلال المحلی(م۸۶۱ھ) ولجلال السیوطی (۱۰۵)

۱۵. ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم .. لابی السعود (۱۰۶)(م۹۸۲ھ)

۱۶. روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم بالسبع المثانی.. للآلوسی (م۱۲۷۰ھ)

۱۷. احکام القرآن للجصاص (۱۰۷) (م۳۷۰ھ)

۱۸. احکام القرآن لابن العربی (۱۰۸) (م۵۴۳ھ)

۱۹ احکام القرآن لکیا لهراسی (۱۰۹) (م۵۰۴ھ)

مراجع

(۱) النحل:۴۴

(۲)الاسراء:۱۰۶

(۳)هو عبدالرحمن السلمی الکوفی مشهور بکنیته مات بعد السبعین (تقریب التهذیب .الحافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی المتو فی۸۵۲ھ ص ۱۷۰ طبع دار النشرالکتب الاسلامیه کو جرانواله با کستان

(۴)هو عثمان بن عفان القرشی الاموی ، امیر المو منین و ثالث خلفاء الراشدین ولد بعدالفیل بست سنین علی الصحیح اسلم قدیما وهو ذو النورین قال رسول الله ﷺ لکل نبی رفیق ورفیقی فی ا لجنةعثمان ،احد العشرة المبشر ة بالجنة وقد اشتریٰ بئر رومة ووقف للمسلمین قتل یوم الجمعة لثمان عشرة خلت من ذی الحجةبعد العصرسنة ثلاث وعشرین من الهجرة ودفن فی البقیع . (الاصابة ج۲ ص ۴۶۲ تا ۴۶۳)

(۵)ابن مسعود: هو ابو عبد الرحمن حلیف بنی زهره ،احد السابقین الاولین ، اسلم قدیماوهاجر الهجرتین وشهد بدرا ،وکان یلزم رسول الله ﷺ وله فضائل اخریٰ کثیرة.(انظر للتفصیل .الاصابة ج۲ ص ۳۶۹ ،۳۷۰ ،مقدمة فی التفسیرلابن تیمیه ص ۲

(۶) مقدمہ تفسیرابن کثیر ج۱ص۸

(۷)الانعام: ۸۲

(۸) اخرجه البخاری فی کتاب احادیث الانبیاء باب قول الله تعالی ولقد اتینا لقمان الحکمة ان اشکر لله رقم الحدیث ۳۱۷۵

(۹) الجامع الصحیح للامام البخاری ،کتاب التفسیر ،تفسیر سورة الانعام طبع دار الفکر بیروت ۱۴۰۱ھ

(۱۰)الانفال:۲

(۱۱) الجامع الصحیح المسلم باب فضل الرمی رقم الحدیث ۳۵۴۱

(۱۲) هو انس بن ما لک الانصاری الخزرجی خادم رسول الله ﷺ ما ت من البصرة سنة احدیٰ وتسعین .

الاستیعاب ج۱ ص۱۰۹

(۱۳) الجامع الترمذی باب ماجآء فی صفة الجنة .رقم الحدیث ۲۳۶۵

(۱۴)هو عبد الله بن عمر بن الخطاب العدوی ولد فی۱۰ ن قبل الهجرة وتوفی۷۳ ھ نشأ فی الاسلام وهاجر الی المدینة مع ابیه وشهد فتح مکة ،افتی الناس ستین سنة وهو آخر من توفی بمکة من الصحابة ،له فی الصحیحین ۲۶۳۰ حدیثا

الاصابة : ترجمة رقم ۴۸۲۵ ،وفیات الاعیان لابن خلکان ج ۱ ص ۲۴۶ وفیه وفاته سنة ۷۳ھ

(۱۵) هم ابوبکر وعمر وعثمان وعلی رضی الله عنهم .تفصیل کے لئے تاریخ الخلفاء للسیوطی ص ۲۶ فما بعدها

(۱۶)هو عبد الله بن عباس بن عبالمطلب الهاشمی ابن عم رسول الله ﷺ وکان یسمی البحر لسعة علمه ،ویسمی حبر الامة وقال عبید الله بن عبد الله بن عتبه کان ابن عباس قد فات الناس بخصال بعلم ما سبقه وفقه فیما احتیج الیه من رائه وحلم ،ونسب ونائل، وما رأیت احدا کان اعلم بما سبقه من حدیث رسول الله ﷺمنه توفی سنة ثمان وستین ، (اسد الغابه ج۳ ص ۲۹۰)

(۱۷)هو زید بن ثابت الضحاک الانصاری وکنیته ابوسعید وشهد احد ا والخندق وله من الفتاویٰ توفی سنة ۴۵ھ .

(الاستیعاب ص ۵۳۷)

(۱۸) هوعبدالله بن قیس بن سلیم من بنی الاشعر من قحطان ولد فی زبید (بالیمن) وقدم مکة فاسلم وهاجر الی الحبشة وتوفی سنة ۴۴ھ وله فی الصحیحین ۳۵۵ حدیثا .

وللتفصیل ... طبقات ابن سعد ج۴ ص ۴۷۹ ،الاصابة ج۴ ص ۱۱۸ وحلیة الاولیاء ج۱ ص ۲۵۶

(۱۹) هو ابی بن کعب بن قیس سیدالقراء توفی فی خلافة عمر .. (تذکرة الحفاظ للذهبی ج۱ ص۱۶ طبع دار احیاء التراث)

(۲۰) هو عبد الله بن زبیر القرشی الاسدی کان اول مو لود بالمدینة فی الاسلام ولی الخلافة تنیف علی ژمان سنوات وکان صوام اقواما استشهد بسبب محاصرة الحجاج الثقفی مکة سنة ثلاث وسبعین وله اثنتان وسبعون سنة .شذرات الذهب ج۱ ص ۸۰)

(۲۱) هو عبدالرحمن بن صخر الدوسی الملقب بابی هریره صحابی کان اکثر الصحابة حفظاللحدیث و الروایة اسلم سنة ۷ھ ولزم صحبةالنبی ﷺ فروی عنه ۵۳۷۴ حدیثا وولی إمرة المدینةوتوفی فیها سنة ۵۹ھ .

تهذیب السماء واللغات .ج۲ ص ۲۷۰ ،الاصابه ترجمة رقم ۱۱۷۹ ،الجواهر المضیئة ج۲ ص ۴۱۸ ذیل المذیل ص ۱۱۱

(۲۲) هو جابر بن عبد الله بن عمرو بن الحرام الانصاری السلمی من اهل بیعة الرضوان واهل السوابق فی الاسلام مات سنة ثمان وسبعین .(شذرات الذهب ج۱ ص۸۴)

(۲۳) هو خادم رسول الله ﷺ واحد المکثرین من الروایة عنه صح عنه قال قدم النبی ﷺ المدینة انا ابن عشرسنین ، کان آخر الصحابة مو تا بالبصرةسنة تسعین او احدی وتسعین .

الاصابه فی تمیز الصحابة ج۱ (ماده ا،ن) لشهاب الدین ابی الفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ دار احیاء التراث العربی بیروت

(۲۴)هو عبد الله بن عمر بن الخطاب القرشی العدوی اسلم مع ابیه وهو صغیر لم تبلغ الحلم ، شهد بدرا فرده النبی ﷺ لصغره ومشاهده الخندق وشهد غزوة موته ،ویرموک، وفتح مصر وافریقیه وکان کثیر الاتباع لآثار رسول الله ﷺ توفی سنة ۷۳ھ بعد قتل ابن الزبیر بثلاثة اشهر . (اسد الغابه ج۳ ص ۳۴۲تا ۳۴۸)

(۲۵) هو علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب الهاشمی القرشی ابو الحسن امیر المو منین رابع الخلفاء الراشدین واحد العشرة المبشرة بالجنة وابن عم النبی وصهره واحد الشجعان الابطال ومن اکابر الخطباء والعلماء بالقضاء واول الناس اسلاما قتله عبد الرحمن ابن ملجم سنة ۴۰ھ روی عن النبی ﷺ ۵۸۶حدیثا . (الاصابة ج۳ ص۵۰۷)

(۲۶)الاتقان فی علوم القرآن ج۲ص۱۳۴

(۲۷)ایضا

(۲۸) مقدمة فی التفسیر لابن تیمیه ص ۳۱ ،اخرجه البخاری فی صحیحه کتاب الفضائل القرآن باب القراء من اصحاب النبی ﷺ

(۲۹)حلیة الاولیاء وطبقات الاصفیاء للحافظ ابی نعیم احمد بن عبدالله الاصفهانی المتوفی ۴۳۰ھ ج۱ ۲۹۱ ،داراحیاء التراث العربی بیروت

(۳۰) مسند احمد رقم ۲۶۶، ۲۶۹، ۳۲۸، ۳۲۹ ۳۵۹ مقدمه فی اصول التفسیر ص ۳۱ واورده البخاری فی صحیحه

(۳۱) حلیة الاولیاء وطبقات الاصفیاء ج اص ۳۲۰

کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال . للعلامة علاء الدین علی المتقی الهندی المتوفی ۹۸۵ھ ج ۱۱ حدیث نمبر ۳۳۵۸۵

موسسة الرسالة ۱۴۰۵ھ

(۳۲)معجم الکبیر للحافظ ابی القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی المتوفی ۳۶۰ھ ج ۱۱ ص ۸۰ رقم ۱۱۱۰۸

مکتبه التوعیة الاسلامیة طبع اول ۱۴۰۰ھ

(۳۳)الانبیاء: ۳۰

(۳۴)حلیة الاولیاء ج اص ۳۲۰

(۳۵)ایضا

(۳۶) ایضا

(۳۸)هو عبد الله بن ابی قحافه (ابو الصدیقؓ) صاحب رسول ﷺ ورفیقه فی الهجرةشهد معه المواقع کلها وبویع بالخلافة بعد وفاة النبی ﷺ وکانت وفاته سنة ۱۳ه ودفن بجوار الرسول ﷺ .

(تفصیل کے لئے . طبقات ابن سعد ص ۱۲۰ ،تا ۱۵۲، الاصابه ج۲ ص ۲۵۲

(۳۹)مقد مه فی اصول التفسیر لابن تیمیه ص ۳۷

(۴۰) هو عمربن الخطاب بن نفیل ابو حفص القرشی العدوی ثانی الخلفاء الراشدین المتوفی ۲۳ھ .

الاصابه ج۲ ص ۵۱۱ ، وشفاء العلیل ص ۴۴

(۴۱) العبس : ۳۱

(۴۲) فضائل القرآن للامام الادیب عبید الله القاسم ابن سلام المتوفی ۲۲۴ھ دار الکتب العلمیه بیروت ۱۴۱۱ھ

مقدمه فی اصول التفسیر لابن تیمیه ص ۲۳

(۴۳) ایضا

(۴۴)الحج: ۳۷

(۴۵)المعارج: ۴

(۴۶) هو ابو الحجاج مجاهد بن جبیر المکی المتوفی ۱۰۴ھ . کشف الظنون ج۲ ص ۴۵۸

(۴۷)هو سفیان بن سعید بن مسروق الثوری من بنی ثور ، ابو عبد الله ولد سنة ۹۷ھ توفی ۱۶۱ھ ،امیر المومنین فی الحدیث ونشا فی الکوفه ، له من الکتب الجامع الکبیر والجامع الصغیر کلاهما فی الحدیث وکتاب فی الفرائض.

انظر للتفصیل : دول الاسلامیة ج اص ۸۴ ، ابن الندیم ج اص ۲۲۵، ابن خلکان ج ۱ص ۲۱۰ ، الجواهر المضیئة ج اص ۲۵۰ تاریخ بغداد ج ۹ ص ۱۵۱

(۴۸)مقدمه تفسیر لابن تیمیه ص ۳۴

(۴۸) هی بلاد معروفة فی اسفل ارض العرب قرب البحر والعراق معناه شاطی البحر فهو علی شاطی دجله والفرات .

(معجم البلدان ج۴ص ۹۰)(آج کل امریکہ نے عراق پر تیل کے واسطے صدر صدام حسین کو زبردستی اقتدار سے ہٹا کر قبضہ جمایا ہوا ہے (محقق)

(۴۹)هو المصر المشهور بارض بابل من سواد العراق . (معجم البلدان ج۴ ص ۹۰)

(۵۰) هو النخعي الكوفي كان يشبه بعبد الله بن مسعود واستفتاء غير واحد من الصحابة توفي سنة ثنتين وستين .

(شذرات الذهب ج ا ص ۸۰)

(۵۱)هو مسروق بن الاجدع بن مالک الهمدانی الفقیه العابد المشهور توفی سنة ۶۳ھ (تذکرة الحفاظ ج ا ص ۳۶)

(۵۲) هو عبد الرحمن بن يزيد النخعي الكوفي الفقيه العابد ادرک عمر وسمع من عائشة توفي سنة ثمان وتسعين من الهجرة

(شذرات الذهب ج ا ص ۱۱۳)

(۵۳)هو عامر بن شراحيل الشعبي اصله من حمير نسوب الى الشعب (شعب همدان) ولد بالكوفه سنة ۱۹ھ ونشأها وهو راوية فقيه من كبار التابعين ، توفي سنة ۱۰۳ھ .

(تذكرةالحفاظ ج ا ص ۷۴ ، البداية والنهاية ج۹ ص ۳۹ ،تهذيب التهذيب ج۵ س ۶۹)

(۵۴) هو ابو الحسن ابو سعيد مو لى زيد بن ثابت ولد في زمن عمرؓ

(۵۵) هو ابو خطاب قتاده بن دعامة السدوسي ،عالم اهل البصرة مفسر الكتاب آية في الحفظ اماما في النسب راسا في العربية واللغة وايام العرب توفي سنة سبع عشرة ومأة . (ميزان الاعتدال ج۳ ص۳۸۵ وطبقات المفسرين للداؤدی ج ا ص۴۷)

(۵۶) هو مرة بن شراهيل الهمداني ابو اسماعيل ثقة عابد من الطبقة الثانية مات سنة ست وسبعين وقيل بعد ذلک.

(تقريب التهذيب ص ۳۳۲

(۵۷) هو الامام ابو عبد الله العدوي العمري المديني الفقيه ، قال الذهبي : ولزيد تفسير يرويه عنه ولده عبد الرحمن وكان من العلماء الابرار مات سنة ست وثلاثين ومائة . (طبقات المفسرين للداودی س ۱۷۲)

(۵۸) هو رفيع بن مهران الرياحي المقرى الفقيه مات سنة ثلاث وتسعين من الهجرة . (ايضا ص ۸۷)

(۵۹) هو الكوفي المولود والمنشأ ثم المديني ولد في حيات النبي ﷺ وكان كبير القدر ثقة موصوفابالعلم والورع توفي سنة ۱۰۸ھ (شذرات الذهب ج ا ص ۱۳۶)

(۶۰)ان کی تعریف بعد میں آ رہی ہے

(۶۱) امیہ ایک شخص بنوعباس سے تھا جس کی نسل بنوامیہ کے نام سے مشہور ہوئی ان میں متواتر پندرہ شخصوں نے حکومت کی اس خاندان کی سلطنت مصر،حجاز، ہند،چین،خراسان،افریقیہ اندلس وغیرہ میں رہی،ان کا پایۂ تخت دمشق تھا ان کی سلطنت " الدولة الاسلامیہ،، کہلاتی ہے

بنوامیہ کے خلفاء اورامراء کے نام یہ ہیں

۱۔حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ متوفی ۶۰ھ (م۶۶۱ء) ۲۔یزید بن معاویہ م۶۳ھ (۶۸۰ء) ۳۔معاویہ بن یزید (م۶۴ھ

۴۔عبداللہ بن زبیر (شہادت ۷۳ھ ۵۔مروان بن الحکم ۶۵ھ (۶۸۳ء) ۶۔عبدالملک بن مروان (م ۸۱ھ (۶۸۴ء)

۷۔ولید بن عبدالملک (م۹۵ھ (۷۰۵ء) ۸۔سلیمان بن عبدالملک (م۹۸ھ (۷۱۴ء)

۹۔عمر بن عبدالعزیز (م۱۰۱ھ) (۷۱۷ء) ۱۰۔یزید بن عبدالملک (۱۰۵ھ) ۱۱۔ہشام (م۱۲۵ھ) (۷۲۳ء)

۱۲۔ولید بن یزید (م ۱۲۶ھ (۷۴۲ء) ۱۳۔یزید بن ولید (م۱۲۶ھ) (۷۴۳ء)

۱۴۔ابراھیم بن ولید (۱۲۶ھ، ۷۴۳ء) ۱۵۔محمد بن مروان (م۱۲۷ھ، ۷۴۴ء

(اسلامی انسائیکلوپیڈیا ص۱۴۶) تاریخ ملت ج۱ ص ۴۴۳تا۸۷۳)

مسئلہ خلافت ابوالکلام آزاد ص ۲۲۲ مکتبہ جمال اردو بازار لاہور ۲۰۰۱ء

(۶۲) بنو عباسیہ: بنی ہاشم میں سے ایک مشہور بزرگ خاندان کا نام ہے جو حضرت عباسؓ کی اولاد ہے جو صدیوں اسلامی قلمرو پر نہایت شان و شوکت کے ساتھ حکمران رہا عباسی خاندان کا پہلا حکمران ابوالعباس سفاح تھا جو ۱۳۲ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا اس خاندان میں ۳۷ حکمران گزرے ہیں ۱۳۲ھ سے ۶۵۶ھ تک اس خاندان کی حکمرانی رہی۔

(تفصیل کے لئے: تاریخ الخلفاء للسیوطی ص ۱۰۱)

(۶۳) ابن ماجہ: للحافظ ابی عبداللہ محمد بن یزید القزوینی المتوفی ۲۷۳ھ ۔ سنن ابن ماجہ ۴۳۴۱ احادیث نبوی ﷺ اور کلامی، فقہی احکام و مسائل کا بہترین مجموعہ ہے (مہتاب کمپنی لاہور سطن)

(۶۴) ابن جریر؛ هو محمد بن جرير ابو جعفر الطبرى صاحب التصانيف فكان حافظا لكتاب الله عالما بالسنن له التفسير الذى لم يصنف مثله ولد ۲۲۴ھ وتوفى سنة ۳۱۰ھ . (طبقات الحفاظ ص ۳۰۷)

(۶۵) هو عبد الرحمن بن ابى حاتم ابو محمد التيمى ، كان بحرا فى العلوم ومعرفة الرجال ومن تصانيفه : التفسير المسند وكتاب الجرح والتعديل .

(۶۶) امام حاكم : هو محمد بن عبد الله بن محمد الطهمانى النيسابورى الحاكم الشافعى ،محدث ،حافظ ،مورخ ،توفى سنة ۴۰۵ھ وله مصنفاة كثيره . (سير النبلاء للذهبى ج ۱۱ ص ۳۶ ، تاريخ بغداد ج۵ ص ۴۷۳
وفيات الاعيان ج ۱ ص ۶۱۳ ، المنتظم لابن الجوزى ج۷ ص ۲۷۴
لسان الميزان ج۷ ص ۲۳۲

(۶۷) علوم القرآن للصبحى ص ۱۷۱

(۶۸) سفيان بن عيينه ؛ هو ابو محمد الكوفى كان من الحفاظ المكثرين والعلماء الفضلاء العقلاء ،ولد سبع ومائة .وكان اماما حجة واسع العلم كبير الورد له جوابات القرآن وتفسيره مطبوع محقق توفى سنة ثمان وتسعين ومائة .

(تقريب التهذيب ص ۴۰ طبقات المفسرين ج ۱ ص ۱۹۸)

(۶۹) هو وكيع بن الجراح ابو سفيان الكوفى ثقة ،حافظ ، عابد، احد ائمة الاعلام مات سنة ۱۹۷ھ .

(تقريب التهذيب ج۲ ص ۳۲۹ ، تذكرة الحفاظ ج ۱ ص ۳۰۶)

(۷۰) هو شعبة بن الحجاج الواسطى ثم البصرى ولد فى سنة ۸۲ھ وتوفى فى سنة ۱۶۰ھ من ائمه الرجال الحديث حفظا ودراية .
تاريخ بغداد ج۹ ص ۲۵۵ ، تهذيب التهذيب ج ۴ ص ۳۳۸ ، وشذرات الذهب ج ۱ ص ۲۳۷)

(۷۱) هو يزيد بن هارون ابو خالد الواسطى قال على بن المدينى مارأيت رجلا قط أحفظ من يزيد بن هارون تو فى سنة ست ومأتين

(شذرات الذهب ج۲ س ۱۶)

(۷۲) هو المفضل بن المهلهل وقال ابن حبان "كان من العباد ممن يفضل على الثورى "تو فى سنة مائة وسبع وستين .

(ايضا ج ۱ ص ۲۶۳)

(۷۳)هو عبد الرزاق بن همام الحافظ ابو بكر الحميرى صاحب التصانيف كالتفسير المشهور الذى روا عنه محمد بن حماد الطيرانى .ولد سنة ست وعشرين ومأئة ومات سنة احدى عشر ومائتين .

(طبقات المفسرين للداودى ج ۱ ص ۳۰۲ ، ميزان الاعتدال ج۲ س ۲۰۸)

(٧٤) هو اسحاق بن راهوية المروزى الامام الحافظ الكبير المجتهد ولد سنة ست وستين ومائة ،وعن احمد : لا احد لاسحاق بالعراق نظيرًا مات فى نصف شعبان سنة ثمان وثلاثين ومائة . (طبقات المفسرين للداودى ج ١ ص ١٠٤)

(٧٥) هو روح بن عباده بن العلاء القيسى البصرى ،ثقة جمع تفسيرا وتفسيره رواه عنه ابو الازهر بن درهم الباهلى البصرى مات سنة خمسين وماتين . (طبقات المفسرين للداودى ج ١ ص ١٨٠)

(٧٦) هو يحىٰ بن سلام ابو زكريا البصرى صاحب التفسير كان ثقة ثبتا عالما توفى سنة مأتين .

(ايضا ج٢ ص ٣٧٢، وطبقات القراء لابن الجزرى ج٢ ص ٣٧٢ ، لسان الميزان ج٦ ص ٢٥٩)

(٧٧) هو عبد بن الحميد الكشى الحافظ ابو محمد صاحب المسند والتفسير واسمه عبد الحميد فخفف تو فى سنة تسع واربعون ومأتين . (شذرات الذهب ج٢ ص ١٢٠)

(٧٨) هو عبدالله بن الجراح التيمى ابو محمد القهستانى .مات سنة اثنين وثلاثين ومأة ..(تقريب التهذيب ص ١٦٩)

(٧٩) هو على بن ابى طلحه ابن محارق اخذالتفسير عن مجاهد فلم يذكر مجاهدا بل ارسله عن ابن عباسؓ .

(ميزان الاعتدال ج٣ ص ٣٤)

(٨٠) هو ابوبكر احمد بن موسى بن مردوية الاصبهانى صاحب التفسير والتاريخ والتصانيف توفى سنة اربع مائة وعشر .

(تاريخ الاصبهان لابن العماد ج ١ ص ١٦٨ ، تذكرة الحفاظ ج٣ ص ١٠٥٠)

(٨١) هوابن داؤد المصيصى السنيد واسمه الحسين .وله تفسير رواه عنه محمد بن اسماعيل الصائغ مات سنة ست وعشرين وماتين

(طبقات المفسرين للداودى ج ١ ص ١٣)

(٨٢) هو عبد الرحمن احمد بن شعيب النسائى الامام الثقة صاحب المصنفات التى منها السنن وله تفسير سمى بتفسير النسائى توفى ثلاث عشرة وثلاث مائة . (شذرات الذهب ج ١ ص ٢٣٩)

(٨٣)هو الحسن الصباح البزاز نزيل بغداد صدوق مات سنة تسع و اربعين .

(تقريب التهذيب ص ٧٠)

(٨٤) هو الامام الحجة ابو القاسم سليمان بن احمد الشامى الطبرانى ولد سنة ستين ومائتين صنف المعجم الكبير والاوسط والصغير توفى سنة ستين وثلاث مائة . (تذكرة الحفاظ ج٣ ص ٩١٢)

(٨٥) هو عبدالرحمن بن ابى حاتم الرازى ،كان بحرا فى العلوم ومعرفة الرجال ومن تصانيفه التفسير المسند .

شذرات الذهب ج٦ ص ٣١٢)

(٨٦) هو محمد بن عيسىٰ ابو بكر النقاش البغدادى ، نزيل دمشق من الحادية عشرة ..(تقريب ص ٣١٤)

(٨٧) هو احمد بن محمد بن اسماعيل المرارى المصرى النحوى ابوجعفر النحاس ومن تصانيفه تفسير القرآن تو فى سنة ثمان وثلاثين وثلا ث مائة .. (شذرات الذهب ج٢ ص ٣٤٦)

(٨٨)هو ابو محمد القيس مكى بن ابى طالب القيسى المقرى اصله من القير وان والنتقل الى الاندلس صنف معانى القرآن الكريم وتفسيره وانواع علومه . وهو سبعون جزءا وكتاب الماثور عن مالك فى احكام القرآن وكتاب مشكل المعانى والتفسير ، وتوفى سنة اربع مآة وسبع وثلاثين من الهجرة. (شذرات الذهب ج٣ ٢٦٠)

(٨٩) احمد بن عمار الامام ابو العباس المهدوی نسبة الی المهدوية بالمغرب الف التواليف منها التفسير المشهور ، توفی بعد الثلاثين واربع مائة .   (طبقات المفسرين للداودی ج ص ٦)

(٩٠) هو ابو بكر بن غالب بن تمام بن عطية المحاربی الاندلسی الامام الحافظ المتقن . وله تفسير مشهور توفی سنة ثمان عشرة وخمس مائة .   (تذكرة الحفاظ ج٤ ص ١٢٦٩)

(٩١) كشف الظنون ج٢ ص٩٥

(٩٢) هو محمد بن احمد ابی بكر الانصاری المالكی ابو عبدالله القرطبی ، مصنف التفسير المشهور مات سنة احدی وسبعين وست مائة .   (طبقات المفسرين ج٢ ص ٦٩)

(٩٣) البرهان فی علوم القرآن للزركشی ج٢ ص ١٥٩ ، (كشف الظنون ج١ ص ١٣٩٦)

(٩٤) بحر العلوم: للشيخ الفاضلنصر بن محمدبن احمد ابو الليث السمر قندی السمرقندی وهو كتاب كبير فيه فوائد جليلة انتخبهامن كتب التفاسير واضاف اليها فوائد من عنده بعبارات فصيحة . یہ تفسیر سمرقندی کے نام سے تین جلدوں میں مطبوعہ ہے

(تفصیل کے لئے : تفسير مذكوره دار الفكر ١٤١٨ھ)

(٩٥) لابی اسحق احمدبن محمد بن ابراهيم الثعلبی النيسابوری الالمتوفيسنة ٤٢٧ھ (كشف الظنون ج ص ١٣٩٦)

(٩٦) للامام محی السنة ابی محمد حسين بن مسعود الفراء البغوی الشافعی المتوفی سنة ٥١٦ھ وهو كتاب متوسط نقل فيه عن مفسری الصحابة والتابعين ومن بعدهم . (ايضا ج٢ ص ١٧٢٦)

(٩٧) المحرر الوجيز فی تفسير الكتاب العزيز : للامام ابی محمد عبد الحق بن ابی بكر عطية الغرناطی المتوفی سنة ٥٣٦ھ هو اجل من صنف فی علم التفسير . (ايضا ج٢ ص ١٦١٣)

(٩٨) هو الامام الحافظ ابو الفداء اسماعيل ابن عمر القرشی الدمشقی المتو فی سنة ٧٧٤ھ وهو كبير فی عشر مجلدات فسر بالاحاديث والآثار مسندة من من اصحابها مع الكلام علی ما يحتاج اليه جرحا وتعديلا.. (ايضا ج١ ص ٤٣٩)

(٩٩) الدر المنثور فی التفسير المأثور (بالمأثور) مجلدات للشيخ جلال الدين عبد الرحمن بن ابی بكر السيوطی المتو فی سنة ٩١١ھ وهو مجلدات .   (ايضا ج٢ ص ٧٣٣)

(١٠٠) هو المعروف بالتفسير الكبير للامام فخر الدين محمد بن عمر الرازی سنة ٦٠٦ھ قال ابن خلكان جمع فيه كل غريب وهو كبير جدا لكنه لم يكمله وصنف الشيخ نجم الدين احمد بن محمد القمو لی تكملة له وتو فی سنة ٧٢٧ھ وقاضی القضاة شهاب الدين بن خليل الدمشقی متوفی سنة ٦٣٩ ...   (ايضا ج٣ ص ١٧٥٦)

(١٠١) للقاضی الامام العلامه ناصر الدين ابی سعيد عبد الله بن عمر البيضاوی الشافعی المتوفی بتبريز سنة ٦٩٢ھ و تفسيره هذا كتاب عظيم الشان غنی عن البيان لخص فيه من الكشاف ما يتعلق بالاعراب والمعانی والبيان .

(ايضا ج١ ص١٨٧)

(١٠٢) للامام حافظ الدين عبدالله بن احمدالنسفی المتوفی سنة ٧٠١ھ وهو كتاب وسط فی التاويلات جا مع لو جوه الاعراب والقرأتمتضمنا لد قائق علم البديع والاشارات ..(ايضا ج٣ ص ١٦٤٠ ، ١٦٤١)

(١٠٣) فی ثلاث مجلدات للشيخ علاء الدين علی بن محمد بن ابراهيم البغدادی الصوفی المعروف "بالخازن" المتوفی ٧٤١ھ

(كشف الظنون عن اسامی الكتب والفنون ج٣ص ١٥٤٠)

(۱۰۴)للعلامة نظام الدین حسن بن محمد بن حسین القمی النیسابوری المعروف بنظام الاعرج المتوفی۷۲۸ھ (ایضا ج ۳ص ۱۱۹۵،۱۱۹۶)

(۱۰۵)" من اوله الی آخر سورة الاسراء " للعلامة جلال الدین محمد بن احمد المحلی الشافعی المتوفی سنة ۸۶۴ھ ولما مات کمله الشیخ المتبحرجلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ. (ایضا ج ۱ ص ۴۴۵)

(۱۰۶) فی تفسیر القرآن ،،علی مذهب النعمان .للشیخ الاسلام ومفتی الانام المولی ابی السعود بن محمد العمادی المتوفی ۹۸۲ھ.. (ایضا ج ۱ ص ۹۵)

(۱۰۷)للشیخ الامام ابی بکر احمد بن علیالمعروف بالجصاص المتوفی سنة ۳۷۰ھ (ایضا ج ۱ ص ۲۰)

(۱۰۸)وللقاضی ابی بکر ابی محمد بن عبد لله المعروف بابن العربی الحافظ المالکی المتوفی سنة ۵۴۳ھ . (ایضا)

(۱۰۹) للشیخ الامام ابی الحسن علی بن محمد المعروف بالکیاالهراسی الشافعی البغدادی المتوفی ۵۰۴ھ (ایضا)

باب اول

فصل سوم

قرآن کریم کی تفسیر وترجمے کے جواز اور عدم جواز میں علماء کے آراء

اسباب ترجمہ قرآن کریم:

آفتاب اسلام کی شعاعیں مکہ معظمہ (۱) اور مدینہ منورہ (۲) سے طلوع ہوتی ہوئی دھیرے دھیرے بڑھتی جارہی تھیں روشنی کا دائرہ پھیلتا جارہا تھا اسلام کی اساس قرآن سے قائم ہے اور یہ پیغام اللہ نے بنی نوع انسان کو رسول اللہ ﷺ کے توسط سے پہنچایا، قرآن پاک کا ارشاد ہے ''قل یاایھاالناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (۳) اور دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے ''وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا • ولکن اکثر الناس لا یعلمون (۴) لہٰذا قرآن کا تخاطب تمام بنی نوع انسان سے ہے اور اس کا پیغام آفاقی ہے '' وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لھم (۵)
ایک درخت بارآور ہو جس کے اثمار سے دنیا بھر کے انسان تاقیامت مستفید ہوتے رہیں ابدی نور ہو، جس کی روشنی میں انسان صراط مستقیم پر گامزن رہیں آخرکار دین اسلام جزیرۃ عرب کی حدود سے باہر پھیلنے لگا اور غیر عرب مسلمانوں کو قرآن کا پیغام سمجھنے کی ضرورت پیش آئی تاکہ وہ اسلام اور اس کے اصولوں سے معرفت حاصل کرسکیں کیوں کہ قرآن پاک کو سمجھے بغیر شرعی قوانین کا نفاذ ممکن نہیں، لہٰذا جب دائرہ اسلام عجم میں داخل ہوا تو قرآن پاک کے ترجمے کی ضرورت پیش آئی قرآن عربی میں تھا اور عجم کے مسلمان عربی سے نابلد تھے لہٰذا ذیل اسباب پیدا ہوئے۔

۱۔قرآنی تراجم کے وجود میں آنے کا اساسی اور اولین سبب اسلام کا غیر عربی ممالک میں انتشار ہے جس نے وہاں کے عربی داں علماء کو قرآن پاک کے ترجمے پر مجبور کیا، تاکہ ہر خاص وعام قرآن کا پیغام ذہن نشین کرلے۔

۲۔اگر صرف سبب پر اکتفاء کیا جائے تو اسکے لئے ہر زبان میں ایک ہی ترجمہ ہونا کافی تھا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی زبان کے متعدد تراجم موجود ہیں خود اردو میں دوسو سے زائد مکمل اور نامکمل قرآنی تراجم موجود ہیں اس کے کئی اسباب ہیں۔
مثلاً ایک معینہ وقت میں کیے ہوئے ترجمے لسانی اعتبار سے چالیس پچاس سال بعد ترجمہ کی زبان کی چاشنی سے کسی حد تک محروم ہوجاتے ہیں کئی الفاظ اور اصطلاحیں متروک ہوجاتی ہیں اور چندنئی اصطلاحوں کی تخلیق ہوتی ہے لہٰذا کئی ترجمے اس لئے بھی لکھے گئے کہ وہ اس لسانی ارتقاء کا ساتھ دے سکیں۔

۳۔تاریخ گواہ ہے، کہ ہر عصر میں انسانی معاشرہ چند خصوصیات کا حامل ہوتا ہے ان کی کچھ اپنی قدریں، خیالات، فلسفہ، فکر اور رجحان ہوتا ہے لہٰذا ہر زمانہ میں علماء نے اس چیز کو ضروری سمجھا کہ اپنے ہم عصر زمانے کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ترجمہ کریں۔

۴۔ یہ ثابت ہے کہ دنیا کے کوئی دوفرد بھی اپنے افکاروخیالات میں بالکل متماثل اور منطبق نہیں ہوسکتے، ہرایک اپنے خیالات کی ترویج اور دوسروں کی تردید کے لئے بھی ترجمے کرتے ہیں اس طرح سے نئے ترجموں کا ظہور ہوتا ہے۔

۵۔ قرآن ایک مسلمان کی زندگی کا مرکز اور مقصد ہے اس کا سننا، پڑھنا، پڑھانا اور ترویج کرنا مسلمان کے لئے سب سے زیادہ شرف وثواب کی بات ہے مثال کے طور پر شاہ عبدالقادر متوفی ۱۲۳۰ھ(۶) جب قرآن کا ترجمہ مکمل کر چکے تو فرماتے تھے

"روز قیامت ہر کسے باخویش دارد نامہ ۔۔۔ من نیز حاضری شوم تفسیر قرآن دربغل (۷)

دشمنان اسلام نے قرآن کو دانستہ مسخ کرنے کی خاطر اس کے غلط ترجمے کر کے چھاپا ہے ان کے انتقامی جذبات اور فاسدانہ خیالات نے قرآن پر اتہامات عائد کرنے کے لئے عجیب وغریب انداز میں ترجمے کئے ہیں چنانچہ ابھی میرے پاس "قرآن پاک کے غلط نسخے" کے عنوان سے سعودی وزیر اسلامی امور واوقاف شیخ صالح عبدالعزیز بن محمد ال شیخ کی طرف سے ایک پمفلٹ آیا ہے جس میں انہوں نے اطلاع دی ہے کہ "یہودیوں کے زیر انتظام قرآن پاک کا ایک عبرانی ترجمہ تیار ہوا ہے جس میں بہت کچھ تحریف واضافے سے کام لیا گیا ہے"(۸)

اگر ہرزبان میں ترجمہ نہ ہوتا تو ان کافروں کے عزائم اور خیالات کا سد باب مشکل ہوتا۔۔۔

کیا قرآن کا ترجمہ ممکن ہے؟

قرآن وہی ہے جو عربی میں ہے ترجمہ قرآن صرف ترجمہ ہے قرآن نہیں ہے ترجمہ قرآن سے عربیت جدا نہیں کی جاسکتی۔ ہاں! ہرزبان کا اپنا ایک مزاج ہوتا ہے ایک خاص رنگ ہوتا ہے اس کے اپنے محاورے ہوتے ہیں مخصوص اصطلاحیں ہوتی ہیں لہذا ایک زبان کو دوسری زبان کا روپ دیتے ہوئے کئی مشکلات پیش آتی ہیں جو لفظ ایک زبان میں ہوتا ہے اس کا ٹھیٹ ترجمہ دوسری زبان میں بہت مشکل ہوتا ہے اس کے مترادف اگر کوئی لفظ مل بھی جائے، تو عموماً اس کے رنگ کے درجوں میں فرق ہوجاتا ہے جیسے کہ سرخ رنگ تو سرخ ہی ہے لیکن اس کے کتنے درجے ہوتے ہیں ذراسی امیزش اس میں کتنے مدھم اور گہرے اثرات پیدا کر دیتی ہے اس طرح ہر لفظ اپنے اندر جذبات اور خیالات کے مخصوص درجوں کا حامل ہوتا ہے اور اس کی بالکل صحیح عکاسی دوسری زبان میں اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ بسااوقات تو ایک زبان کا لفظ ٹھیٹ اسی معنی میں دوسری زبان میں ہوتا ہی نہیں اس صورت میں اس کا قریب تر معنی والا لفظ لینا ہوتا ہے یا پھر لفظ کے معنی شرح کرنے پڑتے ہیں۔

یہ تو سب انسانی تحریر کے بارے میں ہے چہ جائیکہ "کلام اللہ"! لہٰذا قرآن کا ٹھیٹ ترجمہ تو کوئی انسان کر ہی نہیں سکتا، "ھو اسم للنظم والمعنی جمیعًا(۹)

"ھواسم للمنزل باللفظ العربی المنظوم ھذا لنظم الخاص المکتوب فی المصاحف المنقول الینا نقلا متواترا والاعجمی انما یسمی قرآنا مجازا ولذا یصح نفی اسم القرآن عنہ (۱۰)

ویمنع من کتابۃ القرآن بالفارسیۃ بالاجماع لانہ یؤدی للاخلال بحفظ القرآن لانا امرنا بحفظ النظم والمعنی جمیعا فانہ دلالۃ علی النبوۃ (۱۱)

قرآن کریم کا نزول ان تمام اسالیب کلام کے مطابق ہوا ہے کہ کوئی ترجمہ کرنے والا قرآن کا ترجمہ کسی زبان میں کما حقہ نہیں کر سکتا علماء اسلام کا فتویٰ ہے کہ قرآن کریم کا ترجمہ کرنا بالکل جائز اور صحیح ہے اور وہ عملا قرآن کریم کے ترجمے کر چکے ہیں جہاں تک اصل ترجمے کا تعلق ہے اس کا مخالف کوئی نہیں ہاں ترجمے کی کچھ شرائط ضرور ہیں اور جو شخص ان شرائط کو پورا نہ کر پائے اس کے لئے ترجمہ کرنا ضروری نہیں۔

ترجمے کی شرائط:

کسی کلام کو ایک زبان سے دوسری زبان میں لے جانے کے لئے چند شرائط ہیں

۱۔ مترجم دونوں زبانوں میں پوری مہارت رکھتا ہو، خصوصا جس زبان سے ترجمہ کرنا ہے اس پر پورا عبور ہو، اس کے ادب، اسلوب، نکات، محاورات اور گرائمر پر پوری پوری نظر ہونی چاہیئے۔

۲۔ جس عبارت کا ترجمہ کرنا ہے اس مین اگر کئی معنوں کا احتمال ہے تو ترجمہ میں خاص ایک معنی کو نہ لیا جائے بلکہ اس کے لئے دوسری زبان کے بھی ایسے ہی الفاظ لائے جائیں جو اصل کی طرح خود کئی معنوں کے محتمل ہوں۔

۳۔ اصل کلام میں اگر تخصیص و تعمیم یا احتراز و اطلاق کی قیود لگانی چاہیں، کنایات و استعارات کو صراحت اور حقیقت میں لانے کی بجائے دوسری زبان میں بھی کنایات اور استعارات کی صورت میں ہی ترجمہ کرنا چاہیئے۔

۴۔ ترجمے کو اصل سے بڑھنے نہ دے اپنی کسی خاص غرض کے لئے پہلے ترجموں میں تصرف کرنا یا بین القوسین جملے ساتھ لگانا ترجمہ نہیں بلکہ ترجمہ پر ایک اضافہ ہے اور اپنے مخصوص نظریات و افکار کے لئے ترجمے میں تصرف کرنا مذموم ہے۔ (۱۳)

اس حقیقت سے انکار نہیں کہ اصل عربی کو قائم رکھتے ہوئے قرآن پاک کا ترجمہ کرنا بالکل جائز ہے اور علماء سلام نے ہر ملک اور ہر زمانہ کے تقاضا کے مطابق قرآن عزیز کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کیا ہے اگر کسی عالم نے کسی زمانے میں ترجمہ قرآن کی مخالفت کی ہے اور اس کا منشاء صرف یہ تھا کہ قرآن کریم کو عربی سے علیحدہ کر کے صرف دوسری زبان میں باقی رکھنا جائز نہیں، برصغیر پاک و ہند کے علماء کو حجۃ الہند امام شاہ ولی اللہ متوفی ۱۱۷۶ھ مدتوں پہلے اس فکر سے فارغ کر چکے ہوئے ہیں

وبالجملۃ علماء الھند مجمعون علی جواز تراجم القرآن فی ھذا العصر و علماء مصر و مشیخۃ الازھر افردوا ھذہ المسئلۃ بالتالیفات ینفضھم فیھم الی الان امرھا (۱۴)

ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ:

بعض سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ شاہ ولی اللہ کے اس ترجمہ کی اشاعت کی وجہ سے شاہ صاحب کی مخالفت کی گئی اور ان پر قاتلانہ حملے ہوئے، مثلاً لکھا ہے

''جب شاہ صاحب نے فارسی میں قرآن شریف کا ترجمہ کیا اور اس کی اشاعت کی تو ملاؤں کے گروہ میں تہلکہ مچ گیا اور یہ سمجھ گئے کہ ہماری روزی کی عمارت ڈھا دی گئی، اب جہلا کبھی قبضہ میں نہیں آئیں گے اور وہ ہر بات پر بحث کرنے کو تیار ہو جائیں گے اس خیال نے ان کے دل میں ایک آگ بھڑکا دی اور علاوہ کفر کا فتویٰ دینے کے شاہ ولی اللہ متوفی ۱۱۷۶ھ کے جانی دشمن ہو گئے اور اب ان میں مشورے ہونے لگے کہ شاہ صاحب کو کیوں کر قتل کیا جائے'' (۱۵)

پھر عصر کی نماز کے بعد مفسدین (علماء) جو تعداد میں سو سے زیادہ تھے شاہ صاحب پر حملہ آور ہوئے اور جب شاہ صاحب نے اپنا گناہ پوچھا تو انہوں نے کہا'' تو نے قرآن کا ترجمہ کرکے بالکل عوام الناس کی نگاہوں میں ہماری وقعت کھو دیا اور اسی بناء پر شاہ صاحب نے دہلی چھوڑ کر عرب جانے کا قصد کیا'' (۱۶)

اسی طرح بہت سارے سوانح نگاروں نے بلا کسی تحقیق کے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے ان کے بقول جب علماء کو اس (ترجمہ) کا پتہ چلا تو تلواریں کھینچ کر آگئے کہ یہ کلام مجید کی انتہائی بے ادبی ہے'' (۱۷)

ایک سوانح نگار نے آگے بڑھ کر یہ بھی لکھ دیا ''کہ پوری اسلامی تاریخ میں سوائے بربری رہنما ابن تومرت (tumarth) (۱۸) کے جس نے عربی پر ضرب لگانے کے لئے قرآن کا غیر عربی میں ترجمہ کیا دوسری کوئی مثال نہیں ملتی' کہ ایک مسلمان نے غیر عربی میں قرآن کا ترجمہ کیا ہو اور وہ قابل قبول سمجھا گیا ہو' (۱۹)

علماء کے علاوہ متوسط مسلمان یقین رکھتے تھے کہ قرآنی تقدس کے پیش نظر عربی ہی میں قرآن کو پڑھنا چاہیئے پھر انہوں نے اس کے ثبوت میں یہ واقعہ بھی لکھا ہے'' کہ مارماڈیوک پکھتال (۲۰) نے ۱۹۲۸ء میں جب انگریزی میں قرآن کا ترجمہ کرکے علماء ازھر سے رابطہ کیا تو انہوں نے فتوی دیا کہ مترجم کے ترجمہ کو جو پڑھے یا تصدیق کرے وہ گناہ گار ہوگا'' (۲۱)

بہر حال یہ بیان محتاج ثبوت ہے کہ ابن تومرت متوفی ۵۲۴ھ مطابق ۱۱۳۰ء نے عربی زبان پر ضرب لگانے کے لئے غیر عربی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا تھا، کیوں کہ ابن تومرت قرآن وسنت کے بڑے پابند تھے بدعات ومنکرات پر سخت رد عمل کا اظہار کرتے تھے اور غلبہ اسلام کا جذبہ بھی ان میں بہت تھا (۲۲)

اسی طرح یہ بیان بھی مغالطہ آمیز ہے علماء ازہر نے پکھتال کے ترجمہ پر گناہ کا فتویٰ صادر کیا تھا اگر اسے درست مان لیا جائے تب بھی اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس مخالفت کی وجہ قرآن کا ترجمہ غیر عربی زبان میں کرنا تھا علامہ پکھتال کے ترجمہ پر اعتراض کی نوعیت وہی ہو سکتی ہے جو عبداللہ یوسف علی متوفی ۱۹۴۸ء (۲۳) کے انگریزی ترجمہ قرآن پر اعتراضات کی ہے یعنی خود ترجمہ قرآن کی خامیاں اور کمزوریاں باعث تنقید ہوں۔

بعض اور دانشوروں نے بھی شاہ صاحب سے متعلق اس ناخوشگوار واقعہ کا تذکرہ رنج اور افسوس کے ساتھ کیا ہے (۲۴) مگر شاہ صاحب کی اپنی تحریروں سے اس اہم واقعہ کا کوئی ثبوت نہیں ملتا حالانکہ شاہ صاحب نے اپنے ذاتی اور خاندانی حالات بڑی تفصیل سے لکھے ہیں یہاں تک جزئیات کو بھی قلم بند کیا ہے (۲۵)

اگر ایسا واقعہ رونما ہوا ہوتا تو وہ یقیناً اس کا ذکر کرتے اس کے برعکس انہوں نے لکھا ہے "کہ جب فتح الرحمان کی تکمیل ہوئی تو معاصریں اس کی طرف متوجہ ہوئے" (۲۶)

مولانا عبیداللہ سندھی متوفی ۱۳۶۳ھ نے اس واقعہ کو ایک دوسرے انداز سے بیان کیا ہے وہ لکھتے ہیں

"کہ جب شاہ صاحب نے قرآن کا ترجمہ کیا اس وقت دہلی پر شیعہ حکمران نجف علی خان (۲۷) کا تسلط تھا اس سے یہ ناگوار گزرا کہ عام مسلمان براہ راست قرآن سے استفادہ کریں اس لئے اس نے کچھ شرارت پسندوں کو بھیج کر شاہ صاحب کو پریشان کیا شاہ صاحب مسجد فتح پوری میں عصر کی نماز سے فارغ ہوئے تو ان لوگوں نے شاہ صاحب کی شان میں گستاخی کی" (۲۸) ایک روایت تو یہ ہے کہ نجف خان نے شاہ صاحب کے پہونچے اتروا دیئے (۲۹)

مگر یہ بات بھی خلاف واقعہ ہے کیونکہ خانوادہ ولی اللہی سے نجف خان کی عداوت اگرچہ مسلم ہے مگر شاہ صاحب کے وقت میں نجف خان کا دہلی آنا ثابت نہیں بلکہ ان کی وفات کے دس سال بعد ۱۱۸۵ھ مطابق ۱۷۷۱ء میں شاہ عالم ثانی (۳۰) کے ساتھ الہ آباد سے دہلی آیا پھر ترقی پا کر امیر الامراء بنا اور ۱۷۸۲ء میں وفات پائی۔ (۳۱)

مراجع

(۱) مکہ:بیت اللہ الحرام : سمیت مکة لانها تمسک الجبارین ای تذهب نخو تهم ، ویقال انما سمیت مکة لازدحام الناس بها من قولهم ویقال مکة اسم المدینة وبکة اسم البیت .

انظر للتفصیل : معجم البلدان . للشیخ الامام شهاب الدین ابی عبد الله یاقوت بن عبد الله الحموی الرومی البغدادی المتوفی ج۵ (ماده مکة) دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۹۹

(۲)مدینہ:یثرب :وهی مدینة الرسول ﷺ المشهور . ایضا ج۶ : ۸۴ (ماده مدینة)

(۳)الاعراف:۱۵۸

(۴)سبا:۲۸

(۵)ابراہیم:۴

(۶)ان کے حالات بعد میں آرہے ہیں

(۷)مقدمہ موضح القرآن ص۲

(۸)تحریف القرآن ۔۔شیخ صالح عبدالعزیز بن محمد آل شیخ وزارۃ اوقاف مدینہ منورہ ۱۴۲۳ھ

(۹)نورالانوار:احمد بن ابوسعید المعروف بملا جیون المتوفی ۱۱۳۰ھ کی تصنیف ہے یہ کتاب اصول فقہ میں ہے عمدہ کتاب ہے مدارس میں داخل درس ہے

. توضیح وتلویح: ؛هما شرح الشرح التنقیح للفاضل العلامة صدر الشریعة عبید الله ابن مسعود المحبوبی البخاری الحنفی المتوفیٰ ۷۴۷ھ وشرحه التوضیح للعلامة سعد الدین مسعود بن عمر التفتازانی الشافعی المتوفی ۷۹۲ھ وشرح الشرح الموسوم التلویح للعلامة تفتازانی ایضا . (کشف الظنون ج ۱ ص ۴۹۶)

(۱۰)ردالمحتار (شامی) ج۱ص۲۵۷

(۱۱)ایضا

(۱۳)آثار التنزیل: للعلامہ ڈاکٹر خالد محمود ج۱ص۲۸۵

(۱۴)یتیمۃ البیان للعلامہ مولانا محمد یوسف بنوری متوفی ص۲۷

(۱۵)حیات ولی۔ رحیم بخش دہلوی ص۴۱۸ مکتبہ سلفیہ لاہور ۱۹۵۵ء

دی انڈین مسلم ،پروفیسر محمد مجیب ص لندن ۱۹۶۷ء

(۱۶)حیات ولی ص۲۰ تا۲۱۸

(۱۷)رودکوثر ص۵۵۲

(۱۸) ابن تومرت کا نام محمد بن عبداللہ لقب مہدی ہیں مہدی الموحدین بھی کہا جاتا ہے نسبت بربری ہے مغرب اقصی سے تعلق رکھتے تھے عراق میں ۵۰۰ھ میں تعلیم حاصل کی مکہ مکرمہ میں ایک عرصہ تک مقیم رہے منکرات سے روکنے میں مشہور تھے مختلف ملکوں میں پھرے۔

دیکھیے الاعلام ج۷ص۱۰۴ ،دائرہ معارف اسلامیہ اردو ج۲ص۴۴۳ لاہور ۱۹۶۲ء

(۱۹)جائزہ تراجم قرآنی ص۱۰۰ ، ولی اللہ ۔محمد اسماعیل گودہروی ص۶۲ لاہور ۱۹۶۸ء

(۲۰) پکتھال: اسلامی نام محمد مارماڈیوک ہے ۱۸۷۵ء کولندن میں پیدا ہوئے، ۱۹۳۶ء میں انتقال کر گئے کئی زبانوں پر عبور حاصل تھا کئی اسلامی ممالک کے سفر کئے۔
مقدمہ ترجمہ قرآن ص ۳

(۲۱) shah waliullah a saint scholor of muslim india p, 91

(۲۲) الاعلام ج ۷ ص ۱۰۴

(۲۳) عبداللہ یوسف علی بمبئی (بھارت) میں ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۸۷۲ء پیدا ہوئے، لندن سے بیرسٹری کا امتحان پاس کر کے ۱۸۹۵ء میں واپس آئے متعدد زبانوں پر عبور حاصل تھا اسلامیہ کالج لاہور کے پروفیسر رہے ۱۳۷۳ھ فوت ہوئے۔ (تذکرۃ المفسرین ص ۲۰۰)

(۲۴) مسلمانوں کے سیاسی افکار ص ۲۶۴
مسلمانوں کا عروج وزوال از سعید احمد اکبرابادی ص ۳۳۳ ندوۃ المصنفین دہلی ۱۹۴۷ء
جھود اہل حدیث فی خدمۃ القرآن الکریم لعبد الرحمٰن الفریوائی ص ۲۱ الجامعۃ السلفیہ بنارس ۱۹۹۳ء

(۲۵) ملاحظہ ہو الجزء اللطیف فی ترجمۃ عبدالضعیف مشمولہ انفاس العارفین

(۲۶) حیات ولی ص ۳۸۷ تا ۳۸۶

(۲۷) مرزا نجف خان ایران سے آکر دہلی میں ملازمت اختیار کر لی، اپنی بہادری، تدبر اور لب جب سے بڑا عہدہ حاصل کر لیا پھر ذوالفقار ''نواب نجف خان بہادر غالب جنگ،، کا خطاب حاصل کر لیا شیعیت میں بڑا متعصب تھا کسی طور سنی کو برداشت نہ کرتا ایرانوں کو زیادہ سے زیادہ یہاں دہلی میں لا کر آباد کیا سکھوں کا خوب مقابلہ کیا ۱۱۹۶ھ کو فوت ہوئے۔

تاریخ ہندوستان ج ۹ ص ۳۲۲، تاریخ ملت ج ۳ ص ۷۸۹ تا ۷۹۱

(۲۸) شاہ ولی اللہ اوران کی سیاسی تحریک از مولانا عبیداللہ سندھی ص ۳۴ کتاب خانہ پنجاب لاہور ۱۹۴۲ء

(۲۹) امیر الروایات امیر محمد خان ص ۳۳

(۳۰) **شاہ عالم: الملک الفاضل محمد معظم بن اورنگ زیب التیموری شاہ عالم بہادر شاہ بن عالمگیر الدھلوی سلطان الھند حفظ القرآن وقرأ العلم وتدرب علی الفنون الحربیۃ وتادب باداب السلطۃ وولا اعمالا منھا ولایۃ لاھور، ثم ولایۃ کابل ولما توفی والدہ قام بالملک مات سنۃ ۱۱۲۴ھ.**

نزھۃ الخواطر ج ۶ ص ۱۱۰، ۱۱۱،

(۳۱) تفصیل کیلئے دیکھئے: مفتاح التواریخ از ولیم بیل نول کشور کانپور ۱۸۶۷ء

باب دوم فصل اول

تفسیر کی اقسام اور ہر قسم سے
تین اہم تفاسیر کا ذکر

۱. تفسیر بالمأثور: تعریف:

۱. هو کل تفسیر نقلی مسند الی الآثار المنقولة عن السلف الذی یعرف به العلوم المتعلقة بالقرآن مثل الناسخ والمنسوخ واسباب النزول ومقاصد الایات والذی لایعرف الا بالنقل عن الصحابةو التابعین (۱)

۲. فکل ماجاء فی القرآن نفسه من البیان والتفصیل لبعض الایات وما نقل عن الرسول ﷺ والصحابة رضی اللہ عنہم وتابعیهم یشمل فی التفسیر بالمأ ثور (۲)

اور تفسیر بالمأ ثور کی شرط اس نقل صریح صحیح پر اعتماد ہے جو معانی آیات یا ان کے علوم کی توضیح پر دلالت کرتا ہے وہ خواہ نقل بالقرآن ہو یا سنت،، اور اس سلسلے میں متقدمین نے بہت کچھ جمع اور محفوظ کیا ہے مگر ان کا جمع کردہ مواد اور منقولات ضعیف اور قوی، مقبول اور مردود سب پر مشتمل ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل عرب خود تو اہل کتاب (۳) و اہل علم نہ تھے ان پر تو جہالت چھائی ہوئی تھی جب انہیں کسی چیز کی معلومات کا شوق ہوتا تو وہ اہل کتاب سے پوچھ کر استفادہ کرلیا کرتے تھے ۔ جیسے سب سے پہلے کیا چیز پیدا ہوئی؟ اور آنے والے حوادث اور لڑائیوں کے بارے میں پیش گوئیاں وغیرہ۔

یہ لوگ عبداللہ بن سلام (۴) کعب احبار (۵) وہب بن منبہ (۶) اور عبد بن سلام (۷) وغیرہ تھے اس لئے مفسرین نے منقولات میں ان کی اس قسم کی تفسیریں بھر دیں جو ان حضرات کے اقوال ہیں اور جن کا احکام سے کوئی تعلق نہیں۔

پھر جب لوگوں کو ان باتوں کی تحقیق کا شوق ہوا، تو ابو محمد ابن عطیہ متوفی ۵۳۶ھ کا زمانہ آیا تو انہوں نے وہ تمام اقوال پرکھے جو تفسیر کے بارے میں تھے اور ان میں صحیح اقوال کا خلاصہ ایک کتاب میں جمع کردیا۔ اس سلسلے میں یہ بہترین کتاب تھی اس کے بعد مشرق میں قرطبی متوفی ۶۷۱ھ نے یہی طریقہ اختیار کیا۔ ان کی کتاب مشہور ہے (۸)

تو گزشتہ بیان سے واضح ہوا کہ تفسیر بالماثور میں اسرائیلیات کی امیزش ہوگئی، قرآن لغت عرب میں نازل ہوا تو عرب والے قرآن کو سمجھتے تھے اور مفردات ومرکبات قرآنیہ میں ان کی معانی جانتے تھے پس وہ کسی غیر سے سوال کرنے کے محتاج نہ تھے۔ ورغم المذکور ان للتفسیر بالماثور قیمة علمیة فلابد ان الرجوع الیه لنقله عن الصحابة رضی اللہ عنہم والتابعین ومن عن مذاهبهم الی ما یخالف ذلک کان مخطئابل مبتدعا وان کان مجتهدا مغفورا له خطأه لانهم اعرف الناس بالحق الذی بعث الله له رسوله واعلم الناس بالتفسیر ومعانی مفردات القرآن وتراکیبه. (۹)

تفسیر بالماثور میں مشہورترین تفاسیر:۔

ا۔ تفسیر ابن جریر:۔اہل فن علماء نے تفسیر بالماثور میں بہت سی کتابیں لکھیں ان میں سے اہم ترین محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ کی'' جامع البیان فی تفسیر القرآن '' ہےاور یہ ساری تفسیروں میں ایک اچھی تفسیر ہے علامہ داودی (۱۰) لکھتے ہیں

بلغنی عن ابی حاتم الاسفرائنی قال : لو سافر رجل الی الصنین حتی یحصل له کتاب تفسیر محمد بن جریر لم یکن ذلک کثیرا (۱۱)

وقال ابن خزیمه(۱۲): قد نظرت فیه من اولهالی اخره وما اعلم علی ادیم الارض اعلم من محمد بن جریر (۱۳)

وقال السیوطی المتوفی۹۱۱ھ : ابو جعفر راس المفسرین علی الاطلاق .. وتفسیره اجل التفاسیر لم یو لف مثله (۱۴)

علامہ نے اپنی تفسیر میں ناسخ ومنسوخ،مشکل قرآن،غریب قرآن اور معانی قرآن کو بیان کیا ہےاوراہل تاویل کے مختلف اقوال بیان کئے راجح اور مرجوح کے مضامین بیان کئے اسی طرح امم سابقہ کے قصےاور حالات بیان کئے ہیں

ان کا علمی مقام اور عدالت مسلم ہے علوم میں جامعیت وپختگی کے لحاظ سے اپنے اقران پر فائق تھے قرآن وحدیث،حلال وحرام میں صحابہ وتابعین کے اقوال اور فرق مخالفہ،ان کے مذاہب ومسائل اور تاریخ پر پورا عبور رکھتے تھےان کے اور بھی کئی تصانیف ہیں (۱۵)

بعض لوگوں نے ان کی طرف میلان الی الرفض (۱۶) کی جو نسبت کی ہے وہ صحیح نہیں (۱۷)۔تفسیر ابن جریر سب سے مشہوراور مسلم بلکہ مابعد کی جملہ تفاسیر کا مرجع مانی جاتی ہے گوکہ تفاسیر عقلیہ میں اس سے اقتباسات کم لئے جاتے ہیں۔

اس تفسیر کی امتیازات یہ ہیں کہ پہلے آیت کی تاویل وتفسیر بیان کرتے ہیں پھر اگر اس میں اقوال ہوں تو انہیں نقل کر کے ترجیح ما ہوالراجح کرتے ہیں تفسیر واقوال سند کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اگر ضرورت محسوس کریں تو اعراب بھی بیان کرتے ہیں اور احکام بھی مستنبط کرتے ہیں اور اگر کسی تفسیر میں دوقول ہوں ایک ماثور اور دوسرا معقول،تو ترجیح ماثور کو دیتے ہیں اور دوسری رائے کے ابطال پر دلیل پیش کرتے ہیں '' تاہم اس میں ایک کمزوری تھی جسے ابن کثیر نے پورا کردیا وہ یہ کہ اسانید میں اصول حدیث پر اکتفاء کر کے خود ترجیح بیان نہیں کرتے''۔(۱۸)

۲. تفسیر بحر العلوم:۔ اس تفسیر کے مؤلف مشہور حنفی فقیہ ابو اللیث نصر بن محمد بن ابراهیم السمر قندی المعروف بامام الهدی المتوفی ۳۷۳ھ یا ۳۷۵ھ ہیں اقوال مفیدہ کی کثرت اور تصانیف مشہورہ سے معروف ہیں یہ تفسیر بالروایت ہے مؤلف کا موقف ہے کہ" انه لا یجوز لاحدان یفسر القرآن برایه من ذات نفسه مالم یتعلم او یعرف وجوه اللغة واحوال التنزیل (۱۹)

البتہ اس میں تفسیر ابن جریر جیسی ترجیح اقوال نہیں ہے مگر شاذ و نادر کبھی کبھی قرأت اور لغات کی بھی تحقیق کرتے ہیں کبھی بغیر سند کے کہتے ہیں اس میں تفسیر بالروایت کے ساتھ ساتھ تفسیر بالدرایت بھی کی گئی ہے مگر روایت کا پہلو اس میں غالب ہے اس لئے اسے تفاسیر ماثورہ میں شمار کیا جاتا ہے(۲۰)

۳. الکشف و البیان عن تفسیر القرآن للثعلبی (۲۱):۔ مؤلف کا نام ابو اسحاق احمد بن ابراهیم الثعلبی النیسا پوری المتوفی ۴۲۷ھ ہیں یہ ایک جامع تفسیر ہے جو اکثر علوم کو شامل ہے کتاب کے شروع میں روایات کی اسانید ذکر کی ہیں پھر کتاب میں انہیں اسانید پر اکتفاء کیا گیا ہے اس کتاب میں اسرائیلیات بہت ہیں مگر چونکہ یہ متداول نہیں ہے اس لئے اس پر تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۴) معالم التنزیل للبغوی: مؤلف کا نام ابو محمد الحسین مسعود بن محمد المعروف بالفراء(۲۲) البغوی(۲۳) الفقیه الشافعی المفسر الملقب بمحی السنة المتوفی ۵۱۰ھ ہیں قال فی کشف الظنون . معالم التنزیل فی التفسیر للامام محی السنة ، وهو کتاب متوسط نقل فیه عن مفسری الصحابة و التا بعین و من بعدهم و اختصره الشیخ تاج الدین و وصفه فی الخازن فی مقدمة تفسیره بانه من اجل المصنفات فی علم التفسیر و اعلاها (۲۴)

وقال ابن تیمیه(۲۵) فی مقد مته فی اصول التفسیر" والبغوی تفسیره مختصر من الثعلبی لکنه صان تفسیره عن الاحادیث الموضوعة والاراء المبتدعة.(۲۶)

اس تفسیر کے شروع میں مرویات کی سندیں ذکر کی گئی ہیں کتاب میں معلق روایات ذکر کرتے ہیں مثلاقال ابن عباس کذا ، وقال مجاهد کذا کذا ، البتہ مقدمہ کی اسانید کے سوا اگر کوئی سند آتی ہے تو اسے ذکر کرتے ہیں اس میں ضعفاء سے بھی روایات لی گئی ہیں کبھی اسرائیلیات بھی ذکر کرتے ہیں کبھی اشکال وارد کر کے اس کا جواب بھی دیتے ہیں کتاب چونکہ مختصر ہے اس لئے اسے ابن کثیر اور خازن کے ساتھ چھاپی گئی ہے۔

(۵) **المحرر الوجيز فی تفسیر الکتاب العزیز لابن عطیه**: اس تفسیر کے مؤلف ابومحمد عبدالحق بن غالب بن عطیه الاندلسی المغربی الغرناطی الحافظ القاضی المتوفی ۵۴۶ھ ہیں یہ تفسیر پندرہ جلدوں میں ہے اس مین اکثر روایات ابن جریر کی تفسیر سے لی گئی ہیں ابن تیمیہ متوفی کا قول ہے "وتفسیر ابن عطیه خیر من تفسیر الزمخشری واُصح نقلا وبحثا وابعد من البدع وان اشتمل علی بعضهابل هو خیر منها بکثیر (۲۷)

(۶) **تفسیر القرآن العظیم**: مولف کا نام الحافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر وبن کثیر البصری ثم الدمشقی الفقیه الشافعی المتوفی ۷۷۴ھ ہیں کئی کتابوں کے مصنف ہیں ان کی تفسیر کو تفسیر ماثورہ میں بہت شہرت حاصل ہے تفسیر میں طرز تفسیر القرآن بالقرآن اور بالاحادیث والآثار اختیار کیا گیا ہے شروع میں آیات آسان الفاظ میں تفسیر کرتے ہیں اس پر دیگر متناسب آیات سے استشہاد کرتے ہیں پھر اس کے بعد متعلقہ حدیث واقوال ذکر کرتے ہیں ترجیح ما هوالراجح اصول حدیث کی روشنی میں کرتے ہیں اگر ضعیف روایات ہوں تو ان کے ضعف کی نشاندہی کرتے ہیں اگر اسرائیلی روایات ہوں تو بھی ان پر عدم جزم وعدم تصدیق کی تلقین کرتے ہیں جابجا مسائل فقہی ذکر کرتے ہیں۔۔ بہر حال اس کا مقام یہ ہے "انه لم یولف علی نمطه مثله" (۲۸)

۷. اَلدُّر المنثور فی التفسیر الماثور:

مولف هذاالتفسیر هو الحافظ جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمٰن ابی بکر بن محمد السیوطی الشافعی المتوفی ۹۱۱ھ ہیں

" وکان اعلم اهل زمانه بعلم الحدیث وفنو نه رجالا وغریبا ومتنا وسندا واستنباطا للاحکام ولقد اخبر عن نفسه انه یحفظ مأتی الف حدیث.(۲۹)

اپنی تفسیر پر تبصرہ خود یوں فرمایا ہے "وقد جمعت کتابا مسندا فیه تفاسیر النبی ﷺ فیه بضعة عشر الف حدیث ما بین مر فوع وموقوف وقد تم ولله الحمد فی اربع مجلدات وسمیته ترجمان القرآن" (۳۰)

درمنثور میں روایات کو جمع کیا گیا ہے مگر جرح وتعدیل، تصحیح وتضعیف نہیں کرتے ہیں گویا اس کتاب کے مطالعہ کے دوران احتیاط کی ضرورت ہے بہرحال کتاب جامع اور مفید ہے چھ جلدوں پر مشتمل اور متداول ہے

التفسير بالرائے الجائز:

تعريف: هو التفسير الذى يعتمد المصنف فيه على فهمه الخاص فى بيان المعنى او بيان أسرار وحكم الايات وعللها او الربط بين السور والايات وبيان مزاياها وفوائدها ، أو يهتم باستخراج الادلة التى تثبت إِصابة المذهب الذى ينتمى اليها أوعقيدة يعتقدها أو علم يتخصص فيه من التعريف السابق. (۳۱)

تفسیر بالرائے کی دوقسمیں ہیں

۱۔ الذى فسره المفسر باجتهاده لِابراز حكم القرآن واهدافه واسراره، او يبين المعنى طبق الصناعة اللغة العربية ويستدل بالشعر العربى أو يعالج جانبا من مشكلات المجتمع الاِسلامى فكان هدفه خدمة القرآن وارضاء ربه تعالى.(۳۲)

۲. الذى فسر المفسر لاستخراج الادلة على أحقيه رأيه ومذهبه وعقيدته ،أو إِبرازمزاياالجماعة التى ينتمى اليها ، أو يهتم ببيان اهمية العلوم التى يشتاق اليها او يخصص فيها فهد مه الاصلى اكتساب القوة والغلبة مراٸاة للناس .(۳۳)

تفسیر بالرائے کے بارے میں مفسرین کے مختلف خیالات پائے جاتے ہیں اس کی بعض قسمیں ممدوح اور بعض مذموم ہیں اگر یہ تفسیر قرآنی ھدایات کے قریب ہوتو ممدوح اور اگر بعید ہوتو مذموم ہے۔ تفسیر بالروایت کی یہ اصطلاحیں تدوین علوم کے دور میں وضع کی گئی ہیں تفسیر اس مکتب فکر کے نزدیک قرآن مجید کو صحیح طرح سے سمجھنے کے لئے احادیث نبوی ﷺ آثار صحابہ اور اقوال تابعین کو بنیاد بنانا ہے اس مکتب فکر والے اپنے اس دعوئ کے ثبوت میں رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث پیش کرتے ہیں۔

من قال فى القرآن بغير علم فليتبوأ مقعده من النار (۳۴) ایک اور حدیث میں ہے من قال فى القرآن برأيه فاصاب فقد اخطأ .(۳۵)

صحت تفسیر کے لئے جو امور لازم ہیں ان کا انحصار بالاجمال اصول ذیل میں ہے

۱۔ ہر آیت کی تفسیر آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی روایت کردہ تفسیر کے مطابق ہو، یا تفسیر مرفوع اور اقوال صحابہؓ سے ماخوذ و مستنبط ہو۔

۲۔ سیاق وسباق کے مطابق ہو۔

۳۔ قواعد عربیہ اور اہل لسان کے استعمال کے موافق ہو۔

۴۔اصول شریعت (دین کے اصول موضوعہ) اوران تمام قواعد کے مطابق ہو، جو دین میں مقرر وثابت ہیں اور جن پر اعتقاد وایمان لازم ہے

۵۔مقاصد قرآن کے ماتحت ہو۔(۳۶)

حافظ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ بیان فرماتے ہیں " تفسیر القرآن بمجرد الرائے حرام لما روی ابن جریر عن ابن عباسؓ عن النبیﷺ قال من قال فی القرآن برأیه اوبما لا یعلم فلیتبوأ مقعده من النار (۳۷)

وروی ابن جریر عن جندب ان رسول الله قال من قال فی القرآن فقد اخطأ (۳۸)

وفی لفظ لهم من قال فی کتاب الله برأیه فاصاب فقد اخطأ لانه قد تکلف مالا علم له به وسلک غیر ما امر به . وهکذا سمی الله القذفة کاذبین فقال فاذلم یأتوا بالشهدآء فاولئک عند الله هم الکا ذبون (۳۹) ولو کان قد قذف من زنیٰ فی نفس الامر لانه اخبربما لا یحل له الاخبار به (انتهیٰ کلامه مختصرا)(۴۰)

امام قرطبی متوفی ۶۷۱ھ ابن عباس متوفی ۸۶ھ کی روایت کردہ اس حدیث میں 'بمالا یعلم " کے دومعنی بتاتے ہیں

۱۔ایک یہ کہ کہ مشکلات قرآن کے حل اور تفسیر میں ایسی کوئی چیز بیان کی، جو صحابہ اور تابعین سے ماثور نہیں اور نہ ہی ان کے اقوال سے وہ مستنبط ہے تو اس قسم کی تفسیر کرنے والا اللہ کی ناراضگی کا نشانہ بنتا ہے۔

۲۔دوسرے معنی یہ ہیں '' کہ جو شخص قرآن میں ایسی بات کہے جو جانتا ہے کہ حق اس کے علاوہ ہے اور یہ بات خلاف حق ہے تو ایسی تفسیر پر اس کو اپنا ٹھکانہ جہنم بنالینا چاہیئے ۔(۴۱)

اور حدیث جندبؓ کی شرح میں سلف نے یہی مراد بیان کی ہے کہ قرآن کریم کی تفسیر میں کوئی قول اپنی خواہش کے موافق ایسا اختیار کرے۔جس کا کوئی ماخذ متقدمین کے اقوال اور صحابہؓ کی تفاسیر میں نہ ہو تو فی نفسہ اگرچہ یہ بات صحیح بھی ہو لیکن بایں ھمہ یہ خطا ہے کیوں کہ اس نے قرآن کے بارے میں بلا اصل اور بنیاد کے ایک فیصلہ کیا، حالانکہ قرآن کی تفسیر میں ہر بات سند کے ساتھ معتبر ہوسکتی تھی جو اہل اثر اور اصحاب روایت کی نقل پر مبنی ہو، بے ثبوت اور بلا اصل کوئی قول کسی باب میں بھی حجت اور سند کا درجہ نہیں رکھتی ۔(۴۲)

التفسیر بالرائے .

یطلق الرائی علی الاعتقاد ، وعلی الاجتهاد ،وعلی القیاس ومنه اصحاب الرائی ای اصحاب القیاس والمراد بالرائی هنا الاجتهاد .وعلیه فالتفسیر بالرائی .عبارة عن تفسیر القرآن بالاجتهاد بعد معرفة المفسر لکلام العرب ومناحیهم فی القول ومعرفته للالفاظ العربیة ووجوه دلالتها واستعانته فی ذلک بالشعر الجاهلی ووقوفه علی اسباب النزول ومعرفته بالناسخ والمنسوخ من ایات القرآن وغیر ذلک من الادوات التی یحتاج الیها المفسر .(۴۳)

تفسیر بالرائی سے متعلق علماء کا موقف .

قدیم زمانہ سے تفسیر بالرائے کے جواز وعدم جواز سے متعلق علماء کا اختلاف رہا ہے

ا۔فریق اول ۔ جو تفسیر بالرائی سے منع کرتے ہیں ان کے دلائل یہ ہیں

ا۔ ان کا موقف ہے ان التفسیر بالرائے قول علی الله بغیر علم ،والقول علی الله بغیر علم منهی عنه (۴۴) فالتفسیر بالرائی منهی عنه ، دلیل الصغریٰ : ان المفسربالرائی لیس علی یقین بانه اصاب ماارادالله تعالی، ولایمکنه ان یقطع بما یقول،وغایة الامر انه یقول بالظن،والقول بالظن قول علی الله بغیر علم (۴۵).

ودلیل الکبریٰ : قو له تعالیٰ وان تقولوا علی الله ما لا تعلمون(۴۶) .وهومعطوف ما قبله من المحرما ت فی قوله تعالی ،قل انما حرم ربی الفواحش ما ظهر منها وما بطن (۴۷) ولا تقف ما لیس لک به علم (۴۸)

وقد رد المجیزون هذاالدلیل ،فقالو نمنع الصغریٰ ، لان الظن نوع من العلم اذهو ادراک الطرف الراجح ، وعلی فرض تسلیم الصغری فاذانمنع الکبریٰ .لان الظن منهی عنه اذاامکن الوصول الی العلم الیقینی القطعی .بان یوجد نص قاطع من نصوص الشرع .او دلیل عقلی موصل لذلک ،امااذا لم یو جد شیء من ذلک فالظن کاف هنالاستناده الی دلیل قطعی من الله سبحانه وتعالی علی صحة العمل به اذذاک (۴۸)،لقوله تعالی لایکلف الله نفساالاوسعها (۴۹)وقوله علیه السلام اذا حکم الحاکم فاجتهد فاصاب فله اجران (۵۰)

ولقول رسول الله ﷺ لمعاذ حين بعثه الى اليمن فبم تحكم ؟قال لكتاب الله . قال فان لم تجد ؟ قال لسنة رسول الله ﷺ قال فان لم ؟قال اجتهد لرائی . فضرب رسو الله ﷺ فی صدره وقل الحمد لله الذی وحق رسول الله لما یرضی رسو ل الله.(۵۱)

مختصر یہ کہ اپنی رائے سے قرآن مجید کی تفسیر کرنا ناجائز ہے اور گناہ کبیرہ ہے لیکن ساتھ ہی یہ حقیقت بھی مسلم ہے کہ ہر ہر آیت کی تفسیر حضرت نبی اکرم ﷺ سے منقول نہیں بلکہ ہر آیت کی تفسیر میں کسی نہ کسی صحابی، تابعی یا تابع التابعی سے کوئی نہ کوئی اقوال ضرور منقول ہے جیسا کہ تفسیر ابن جریر متوفی ۳۱۰ھ اور در منثور للسیوطی متوفی ۹۱۱ھ سے معلوم ہوتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ جن آیتوں کی تفسیر انحضرت ﷺ سے منقول نہیں۔ صحابہ کرام، تابعین اور دیگر ائمہ اسلام نے اپنی رائے اور اجتہاد سے ایسی آیتوں کی تفسیر فرمائی۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تفسیر بالرائے والا جتہاد مطلقا ناجائز اور حرام نہیں ۔ذیل میں مفسرین کرام کے اقوال نقل کیے جاتے ہیں جن سے معلوم ہو جائے گا کہ کس مفہوم سے تفسیر بالرائے ناجائز اور حرام ہے۔

علامہ قرطبی اندلسی متوفی ۶۷۱ھ فرماتے ہیں تفسیر بالرائے کی ممانعت کا مطلب یہ ہے۔ان یکون له فی الشئی رائی والیه میل من طبعه وهواه القرآن علی وفق رأیه وهواه لیحتج علی تصحیح غر ضه (۵۲)

علامہ خازن متوفی ۷۴۱ھ رقمطراز ہیں قال العلماء النهی عن القول فی القرآن بالرائی انما ورد فی حق من یتأول القرآن علی مراد نفسه وهو تابع لهواه (۵۳)

اسکے بعد اس کی مثال بیان کرتے ہیں کما یحتج ببعض آیات القرآن علی تصحیح بد عته وهو یعلم ان المراد من الایة غیر ذلک لکن غرضه ان یلبس علی خصمه بما یقوی حجته علی بد عه کما یستعمله الباطنیة والخوارج وغیرهم من اهل البدعة فی المقاصد الفاسدة (۵۴)

ان عبارتوں سے معلوم ہوا ،کہ تفسیر بالرائی کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص جو کسی گمراہ فرقہ سے متعلق ہو اور اپنی گمراہی اور بدعت پر قرآن کی آیتوں سے استدلال کرے ۔

لیکن اگر ایک شخص علوم تفسیر، حدیث، لغت، صرف ونحو اور علم معانی وبیان کا متبحر عالم ہو اور صحیح العقیدہ اہل سنت وجماعت ہو، اگر وہ قرآن مجید کی کسی آیت کا ایسا مفہوم بیان کرے جو اسلام کے مسلمہ اصول وعقائد کے عین مطابق ہو اور قواعد زبان سے بھی پوری موافقت رکھتا ہو تو وہ تفسیر بالرائی میں داخل نہیں ہوگا۔

چنان چہ علامہ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ فرماتے ہیں

من تکلم بما یعلم ذلک لغة وشرعا فلا خرج علیه ولهذا روی عن هؤلآء وغیرهم اقوال فی التفسیر (۵۵)

علامہ قرطبی متوفی ۶۷۱ھ کا کہنا ہے" من استنبط معناه بحمله علی الاصول المحکمة المتفق علی معناه فهو ممدوح (۵٦)

علامہ خازن (۵۷) کا ارشاد ہے " فاماالتاویل وهو صرف الایة علی طریق الاستنباط الی معنی یلیق بها محتمل لما قبلها وما بعدها وغیر مخالف لکتاب الله والسنة فقد رخص فیه اهل العلم (۵۸)

خلاصہ کلام یہ کہ کسی آیت کا ایسا مفہوم بیان کرنا جو اس کے سیاق وسباق کے مطابق زبان کے اصول وقواعد کے موافق کتاب وسنت سے ہم آہنگ اور آیت کے الفاظ کا محتمل ہو (یعنی ایت کو اس پر محمول کرنے کی گنجائش ہو) تو اسے تفسیر بالرائے نہیں کہیں گے بلکہ وہ تاویل ہوگی جو شرعا جائز ہے ۔ہاں اہل بدعت جو اپنی خواہشات کے مطابق قرآن کی تفسیر کرتے ہیں یہ لوگ حق کے مخالف ہیں اور اپنی خواہشات کے مطابق تفسیر میں تاویلات کرتے ہیں تو کبھی اپنے عقائد کے موافق قرآنی آیات سے استدلال کرتے ہیں اور دوسروں پر رد کرتے ہیں انہی باطل بدعتی فرقوں میں سے خوارج (۵۹)،اور روافض (۶۰) لوگ ہیں اور باقی دیگر فرقے جھمیہ (۶۱)،معتزلہ (۶۲)،قدریہ (۶۳)،مرجیہ (۶۴) فلاسفہ (۶۵) اور قرامطہ (۶۶) ہیں

تفسیر بالرائے میں مشہور ترین تفسیریں:

ا۔مفاتیح الغیب للرازی: مولف هذا لتفسیرهو ابو عبد الله بن عمر بن الحسن الطبر ستانی الرازی الملقب بفخر الدین الرازی الشافعی المتوفی ٦٠٦ھ ہیں

مذکورہ تفسیر "تفسیر کبیر" کے نام سے معروف ہے کہ اس کے اندر انہوں نے کئی علوم وفنون کا ذخیرہ جمع کر رکھا ہے امام رازی کی رائے اگر چہ یہ ہے کہ قرآن کی آیات میں ربط بھی معجز ہے مگر پھر بھی ربط بین الآیات والسور کو بطور احسن بیان کرتے ہیں اس کے علاوہ امام موصوف نے علوم ریاضیہ اور فلسفیہ کو بھی کافی جگہ دی ہے البتہ معتزلہ کے اعتراضات کے اجوبہ میں جو طریقہ انہوں نے اختیار کیا ہے اسے ابن حجر متوفی (۶۷) نے ناپسند کیا ہے بایں طور کہ شبہے تو سخت کرتے ہیں مگر جوابات رکیک سے دیتے ہیں آیت کی تفسیر کرتے وقت مذاهب فقہاء کو بیان کر کے مذہب شافعی کو ترجیح دیکر اس پر دلائل بیان کرتے ہیں صرف یہی نہیں بلکہ ساتھ

ساتھ مسائل اصولیہ، نحویہ بلاغیہ وغیرہ بھی بسط و تفصیل سے بیان کرتے ہیں حتیٰ کہ بعض علماء نے یہاں تک کہہ دیا" جمع فیه کل غریبو غریبة ..(٦٨)

۲۔ انوار التنزیل واسرار التاویل للبیضاوی:

مو لف هذاالتفسير هو القاضی ناصر الدين ابو الخير عبدالله بن عمر البيضاوی الشافعی المتوفی ٦٨٥ھ یا ٦٩١ھ ہیں یہ تفسیر گویا تفسیر کشاف (٦٩) (للزمخشری متوفی ٥٢٨ھ)، تفسیر کبیر (للرازی متوفی ٦٠٦ھ) اور تفسیر الراغب (٧٠) تینوں کا خلاصہ ہے انہوں نے زمخشری کی طرح قواعد عربیہ کی روشنی میں تفسیر و تاویل کی ہے البتہ زمخشری کے اعتزالات سے گریز کیا ہے اس کتاب میں احادیث موضوعہ بھی بہت ہیں خاص کر سورتوں کے اوائل اور فضائل میں، یہ کتاب اپنی جامعیت، غوامض الحقائق اور لطائف و اشارات اور فنون و قواعد کی وجہ سے مقبول تفسیر ہے۔

۳۔ مدارک التنزیل وحقائق التاویل للنسفی:

مولف هذاالتفسير هو ابو البركات عبدالله بن احمدبن محمود النسفی الحنفی المتوفی ۷۰۱ھ ہیں یہ کتاب تفسیر مدارک کے نام سے مشہور ہے گویا یہ تفسیر بیضاوی اور کشاف زمخشری کا خلاصہ ہے البتہ اس میں اعتزال کی طرف کسی طرح میلان معلوم نہیں بلکہ اول سے آخر تک مصنف اہل سنت والجماعت کے مذہب پر چلے ہیں اسرائیلیات بہت کم ہیں کبھی کبھی ان پر جرح بھی کرتے ہیں۔(۷۱)

۴. لباب التاويل فی معانی التنزيل :

مولف هذاالتفسير هو علاوالدين ابوالحسن علی بن محمد بن ابراهيم البغدادی الشافعی الصوفی المعروف بالخازن المتوفی ۷۴۱ھ ہیں

تفسیر خازن دراصل بغوی کی معالم التنزیل میں اختصار کر کے اس پر دیگر متقدمین کی تفاسیر سے روایات بحذف السند کا اضافہ کر کے لکھی گئی ہے اس میں قصص کے باب میں اسرائیلی روایات کی بھرمار ہے مزید یہ یہ کہ ان روایات پر جرح بھی نہیں کرتے " الاقلیلاَ و نادرًا" کبھی کبھی فروع وغیرہ کے عنوان سے مسائل متفرعہ بھی ذکر کرتے ہیں علاوہ ازیں اپنے مخصوص فن یعنی زہد و تصوف کو بھی جگہ دیتے ہیں (۷۲)

۵۔ البحر المحیط لابی حیان۔۔

مو لف ھذا التفسیر ھو اثیر الدین ابو عبد اللہ محمد بن یو سف بن حیان الاندلسی الغرناطی الحیانی الشھیر بابی حیان المتوفی بمصر ۷۳۵ھ ۔

مذکورہ تفسیر اٹھ جلدوں میں ہے اہل علم کے ہاں بہت مقبول و متداول ہے اس میں وجوہ اعراب اور مسائل نحویہ کو خوب اجاگر کیا گیا ہے علاوہ ازیں قرأت، اسباب النزول، ناسخ و منسوخ، علوم بلاغت اور مسائل فقہیہ بھی بیان کرتے ہیں پہلے لفظ کے مفرد پر بحث کرتے ہیں پھر آیت کی تفسیر، پھر سبب نزول، ماقبل سے ربط ذکر کرتے ہیں جب کہ مفسرین کے اقوال نقل کرنے میں اپنے استاد جمال الدین محمد بن سلیمان المقدسی المعروف بابن نقیب (۷۳) کی کتاب ''کتاب التحریر و التحبیر لاقوال ائمۃالتفسیر فی معانی کلام السمیع البصیر '' پر عموماً اکتفاء کرتے ہیں (۷۴)

۶۔ غرائب القرآن ورغائب الفرقان

:مولف ھذاالتفسیر نظام الدین ابن الحسن بن محمد بن الحسین الخراسانی النیسابوری المعروف بنظام الاعرج اصلہ من مدینۃ قم ۔

یہ تفسیر گویا تفسیر کبیر میں اختصار اور کشاف وغیرہ کے اضافے کا مجموعہ ہے البتہ خازن کے برعکس کے یہ اپنا تصرف بھی کرتے ہیں ان پر تشیع کا الزام ہے مگر شاید یہ صحیح نہ ہو، کیونکہ ایک تو ان کی تفسیر میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو بظاہر اہل سنت کے خلاف ہو دوسرے یہ خود فرماتے ہیں'' وانی لم امل فی ھذا الاملاء الا الی مذھب اھل السنۃ والجماعۃ فبینت اصولھم ووجوہ استدلالاتھم بھا وما ورد علیھا من الاعتراضات والاجوباۃ عنھا " (۷۵)

۷۔ السراج المنیر :

مولف ھذاالتفسیر شمس الدین محمد بن الشربینی القاھری الشافعی الخطیب المتوفی ۹۷۷ھ ہیں آپ کے علمی مقام کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ان کے اساتذہ نے اپنی موجودگی میں درس اور افتاء کی اجازت انہیں دے رکھی تھی ۔ تفسیر میں اصح الاقوال، ضروری اعرابات، قراءات متواترات، جوابات الاشکالات، المناسبات بین الایات اور فقہی مسائل ذکر کرتے ہیں احادیث ضعیفہ اور موضوعہ میں زمخشری متوفی ۵۸۳ھ اور بیضاوی متوفی ۶۸۵ھ یا ۶۹۱ھ کا تعقب بھی کرتے ہیں کتاب میں اگر چہ اسرائیلی روایات ہیں مگر بہت کم ان کی نشاندہی اور تضعیف کرتے ہیں ۔(۷۶)

۸۔ ارشاد العقل السليم الى مزاياالكتاب الكريم :

مولف هذاالكتاب هو ابوالسعود محمدبن مصطفى(۷۷)العمادى الحنفى المتوفى ۹۸۲ھ ہیں
يمتاز هذالتفسير بحسن السليقه والذوق السليم ،ودقة التنظيم ويعتنى بتوضيح المسائل المتعلقة
باعجازالقرآن ،ويقرر الادلة على مذهب اهل السنة (۷۸)

۹. روح المعانى فى تفسير القرآن العظيم والسبع المثانى:

مولف هذالتفسير هو شهاب الدين السيد محمود افندى الآلوسى الحنفى البغدادى المتوفى
۱۲۷۰ھ ہیں چونکہ یہ تفسیر سابقہ تمام تفاسیر کا مجموعہ یا خلاصہ بالفاظ دیگر قدر مشترک ہے اس لئے اس میں وہ سب کچھ ہیں جو سابقہ
تفاسیر میں موجود ہیں البتہ اسرائیلیات اور مکذوبات پر سخت تنقید کرتے ہیں تاہم اس میں تفسیر صوفی کا پہلو نمایاں ہے۔(۷۹)
(تفاسیر کی یہ تقسیم یعنی بالروایۃ وبالدرایۃ باعتبار اکثر واغلب کے ہے)

۳. التفسير الفقهى:

جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ راجح قول کے مطابق حضور ﷺ نے قرآن کریم کے تمام احکام ومعانی واسرار بحيث لا يشذ عنه شيئا "بیان نہیں فرمائے ہیں بلکہ جب آیت یا سورت نازل ہوتی ،تو حسب موقعہ اس کی تفسیر بیان فرماتے ،پھر اگر کوئی حادثہ پیش آتا تو صحابہ آپ سے رجوع فرماتے جس پر یا تو نئی وحی نازل ہوتی یا آپ ﷺ کسی آیت کی روشنی میں جواب مرحمت فرماتے۔ تاآنکہ حضور ﷺ کا وصال ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد تو لوگ صحابہؓ کے پاس استفتاء لے کر آتے صحابہ اجتہاد کر کے جواب عنایت فرماتے بعض مسائل پر تو اصحاب کا اتفاق ہوتا اور بعض مسائل پر اختلاف ہوتا ،جن کی مثالیں فقہ میں موجود ہیں چونکہ سب کا مقصد طلب حق ہوتا تھا اس لئے ایک دوسرے کی توہین وابطال نہیں کرتے تھے جب ائمہ اربعہ (۸۰) کا زمانہ آیا اور مزید نئے واقعات رونما ہونے لگے تو انہوں نے محسوس کیا کہ ایسا بنیادی اصول ہونا چاہیئے جن کی بدولت استنباط آسان ہوجائے ،یہیں سے مذاہب اربعہ کی بنیاد پڑ گئی۔

جن تفاسیر میں استنباط الاحکام کا عنصر چلی ہے ایسی تفاسیر کو "تفسیر فقہی" کہتے ہیں اس قسم کی تفاسیر بھی اگر چہ زیادہ ہیں ہر طبقے والوں نے لکھی ہیں حتی اہل ظواہر (۸۱) نے بھی لکھی ہیں مگر میں ان تفاسیر پر تبصرہ کرنا چاہتا ہوں جو متند اول اور مشہور ہوں۔ لہٰذا یہاں چار تفسیروں پر روشنی ڈالی جاتی ہے وہ یہ ہیں۔

۱. احکام القرآن للجصاص الحنفی:

مو لف هذاالتفسیرهو ابوبکر احمدبن علی الرازی المشهور بالجصاص المتوفیٰ ۳۷۰ھ ہیں تفسیر میں فقہی ابواب کی ترتیب سے عموماان آیات سے بحث ہوتی ہے جواحکام سے متعلق ہوں، فقہی تفسیروں میں اہم ترین تصنیف مانی جاتی ہے خصوصاً احناف کے ہاں! مصنف نے اس میں آیات احکام کی تفسیر پر اکتفا کیا ہےاور ماثور کے ذریعے اس کی تشریح کرتا ہے فقہی اختلافات کوبیان کرتا ہےاور ترجیح فقہ حنفی کودیتا ہے۔

۲. احکام القرآن لکیا الهراسی الشافعی:

مو لف هذا الکتاب هو عماد الدین ابو الحسن علی بن محمد بن علی الطبری المعروف بالکیاالهراسی(۸۴) المتوفی ۵۰۴ھ.

یہ تفسیر شافعیہ کے لئے تفسیر فقہی میں بڑی اہمیت رکھتی ہے انہوں نے بھی تقریباوہی طرز اختیار کیا ہے جوامام جصاص متوفیٰ ۳۷۰ھ کا ہے، یہ کتاب ایک جلد پر مشتمل ہے۔

۳۔احکام القرآن لابن العربی (۸۵) المالکی:

اس کتاب میں مابہ الامتیاز یہ ہے کہ اس میں ہرسورت کولیا گیا ہے البتہ بحث ان ایات سے کرتے ہیں جن سے احکام مستنبط ہوتے ہیں جس کا طریقہ یہ اختیار کیا ہے کہ پہلے سورت لاتے ہیں پھراس میں جتنی آیاتیں احکام سے متعلق ہیں ان کا شمار پھر بالترتیب ہرآیت کی شرح کرتے ہیں مثلا پہلی آیت اوراس میں اتنے مسائل ہیں دوسری آیت اس میں اتنے مسائل ہیں۔
یہ تفسیر مالکیہ کے لئے اہم ہے ان کالب ولہجہ بنسبت پہلے دوحضرات کے نرم اور متادبانہ ہے تاہم کبھی کبھی امام ابوحنیفہ متوفی ۱۵۰ھ اورامام شافعی متوفی ۲۰۴ھ کے متعلق سخت جملے بھی استعمال کرتے ہیں اسرائیلیات اورضعیف احادیث سے استدلال کے سخت مخالف ہیں لیکن مذھب مالکی کے علماء کے لغزشوں سے چشم پوشی کرتے ہیں۔

۴.الجامع لاحکام القرآن لابی عبد الله القرطبی المالکی:

مو لف هذاالتفسیر هو الامام ابو عبد الله محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح الانصاری الاندلسی القرطبی المتوفی ۶۷۱ھ کان رحمه الله من عبادالله الصالحین و العلماء العارفین الزاهدین فی الدنیا المشغولین بما ینفعهم من امور الاخرة .(۸۶)

جن تفاسیر میں تفسیر بالماثور والرائے کو جمع کیا گیا ہے ان میں سے سب سے اچھی تفسیر ہے اور انہوں نے آیات احکام کی تفسیر پر اکتفا نہیں کیا بلکہ سبب نزول، قرات مختلفہ، اعرابات الفاظ غریبہ کی تشریح بھی کرتے ہیں اور ماقبل تفاسیر سے بھی استفادہ کرتے ہیں اور ان کے مخصوص امتیازات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ لغت کی جانب زیادہ توجہ مرکوز کرتے ہیں اور اشعار قدیمہ کو استشھاد کے لئے لاتے ہیں۔(۸۷) اور اسی قسم کی تفاسیر میں "تفسیر المنار للرشید رضا (۸۸) تفسیر فی ظلال القرآن للسید قطب (۸۹)، تفسیر مظہری (۹۰) تفسیر معارف القرآن (۹۱) وغیرہ۔

التفسیر الصوفی:

صوفیائے کرام سے قرآن مجید کی آیات کے تحت کچھ ایسی باتیں منقول ہیں جو بظاہر تفسیر معلوم ہوتی ہیں مگر وہ آیت کے ظاہری اور ماثور معنی کے خلاف ہوتی ہیں مثلاً قرآن کریم کا ارشاد ہے "قاتلوا الذین یلونکم من الکفار (۹۲) (قتال کرو ان کافروں سے جو تم سے متصل ہیں)۔۔۔اس کے تحت بعض صوفیاء نے کہا کہ "**قاتلوا النفس فانما تلی الانسان**(۹۳) (نفس سے قتال کرو، کیوں کہ وہ انسان سے سب سے زیادہ متصل ہے)

'اس قسم کے جملوں کو بعض حضرات نے قرآن کریم کی تفسیر سمجھ لیا بلکہ درحقیقت وہ تفسیر نہیں، صوفیاء کرام کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ قرآن کریم کی اصل مراد یہ ہے اور جو مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آرہا ہے وہ مراد نہیں ہے، بلکہ وہ قرآن کریم کے ظاہری مفہوم پر جو اس کے اصل مآخذ سے ثابت ہو، پوری طرح ایمان رکھتے ہیں، لیکن اس کے ساتھ ہی وہ اپنے ان وجدانی استنباطات کو بھی ذکر کردیتے ہیں جو اس آیت کی تلاوت کے وقت ان کے قلب پر وارد ہوئے۔" (۹۴)

ماضی قریب کے معروف مفسر علامہ محمود آلوسی (۹۵) جن کی تفسیر میں صوفیائے کرام کی اس قسم کے وجدانی استنباطات بکثرت ملتے ہیں صوفیائے کرام کے منشاء کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

قرآن کریم میں سادات صوفیاء سے جو کلام منقول ہے وہ درحقیقت ان دقیق امور کی طرف اشارے ہوتے ہیں جو ارباب سلوک پر منکشف ہوتے ہیں اور ان اشارات میں اور قرآن کریم کے ظاہری مفہوم میں جو حقیقتاً مراد ہوتا ہے تطبیق ممکن ہے صوفیاء کا یہ اعتقاد نہیں ہوتا کہ ظاہری مفہوم مراد نہیں اور باطنی مفہوم مراد ہے اس لئے کہ یہ باطنی ملحدوں کا اعتقاد ہے جسے انہوں نے شریعت کی بالکلیہ نفی کا زینہ پہنایا ہے، ہمارے صوفیاء کا اس اعتقاد سے کوئی واسطہ نہیں اور ہو بھی کیسے سکتا ہے؟ جب کہ صوفیاء نے تاکید کی ہے کہ قرآن کریم کی ظاہری تفسیر کو سب سے پہلے حاصل کیا جائے۔(۹۶)

لیکن صوفیاء کے اس قسم کے اقوال کے بارے میں مندرجہ ذیل امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے

۱۔ ان اقوال کو قرآن کریم کی تفسیر قرار نہ دیا جائے بلکہ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ قرآن کریم کی اصل مراد وہی ہے جو تفسیر کے اصل ماٴخذ سے سمجھ میں آتی ہے، اگر ان اقوال کو قرآن کریم کی تفسیر سمجھ لیا جائے تو یہ گمراہی ہے علامہ سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے ایک قول نقل کیا ہے ''جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ یہ تفسیر ہے تو وہ کافر ہو جائے گا،، (۹۷)

۲۔ اس قسم کے اقوال میں بھی صرف ان اقوال کو درست سمجھا جائے جن سے قرآن کریم کی کسی آیت کے ظاہری مفہوم یا شریعت کے کسی مسلمہ اصول کی نفی نہ ہوتی ہو، ورنہ یہ صریح الحاد ہے۔

۳۔ اس قسم کی وجدانیات صرف اس وقت معتبر ہو سکتے ہیں جب وہ قرآن کریم کی تحریف کی حد تک نہ پہنچتے ہوں اور اگر قرآن کریم کے الفاظ کو توڑ مروڑ کر کوئی بات کہی جائے تو وہ بھی الحاد اور گمراہی ہے

مثلاً ایک شخص نے آیت قرآنی ''من ذالذی یشفع (۹۸) کے تحت یہ کہا کہ یہ اصل میں 'مَن ذَلّ ذِی یَشفِ عُ'' ہے ذی سے مراد ''نفس'' ہے اور مطلب یہ ہے کہ 'جو شخص نفس کو ذلیل کرے گا، شفا پا جائے گا' اس بات کو یاد رکھو' علامہ سراج الدین بلقینی (۹۹) سے اس کے بارے میں پوچھا گیا، تو فرمایا ''ایسا کہنے والا ملحد ہے'' (۱۰۰)

۴۔ قدیم زمانہ میں ملحدوں کا ایک فرقہ ''باطنیہ'' (۱۰۱) کے نام سے گزرا ہے جس کا دعویٰ یہ تھا کہ قرآن کریم سے ظاہری طور پر جو مطلب سمجھ میں آتا ہے حقیقت میں وہ اللہ تعالیٰ کی مراد نہیں ہے بلکہ ہر لفظ سے ایک باطنی مفہوم کی طرف اشارہ ہے اور وہی قرآن کی اصل تفسیر ہے'' (۱۰۲)

صوفیائے (۱۰۳) کرام کی مشہور تفسیریں یہ ہیں:

۱۔ تفسیر القرآن العظیم: مولف ھذا التفسیر ھو ابو محمد سھل بن عبداللہ بن یونس بن عیسیٰ التستری (۱۰۴) المتوفی ۲۸۳ھ ہیں

۲۔ حقائق التفسیر: مولفہ ھو ابو عبدالرحمٰن محمد (۱۰۵) بن الحسین بن موسیٰ الازدی السلمی المتوفی ۴۱۲ھ

۳۔ عرائس البیان فی حقائق القرآن ۔ لابی محمد الشیرازی ۶۶۶ھ (۱۰۶)

۴۔ التاویلات النجمیہ: ۔ نجم الدین دایہ متوفی ۶۵۴ھ (۱۰۷) وعلاء الدولہ السمنانی (۱۰۸) المتوفی ۷۳۶ھ

۵۔ التفسیر المنسوب ۔ لابن عربی (۱۰۹) المتوفی ۶۳۸ھ۔

مراجع

(۱)مقدمہ من کتاب العبر وديوان المبتداء والخبر لعبد الرحمن محمد بن خلدون المتوفی۸۰۸ھ ج ۲ ص ۱۲۰

طبع بیروت لبنان (ط،۱)۱۴۱۳ھ

(۲) التفسير والمفسرون . للدكتور محمد حسین الذهبی ج ۱ ص ۱۵۲ مطبعة السعادة ۱۳۹۶ھ

(۳)هم اليهود والنصارى.

(۴) هو عبدالله بن سلام الاسرائيلی صحابی جلیل القدر حليف الانصار مشهود له بالجنة من سبط يوسف ابن يعقوب عليهما السلام، وقصة اسلامه مشهورة وهوالمراد بقول بعض المفسرين فی قوله تعالی (ومن عنده علم الكتاب ..الرعد: ۴۳) وقوله تعالی وشهد شاهد من بنی اسرائيل فامن . وما قاله ابن خلدون فی مقدمته فی بيان الاسرائيليات المنقولة فی التفسير بالماثور والتمثيل بهذالصحابی الجلیل لا ينبغی له مع جلالة علمه ونقل التفسيرالسقيم عن هذالصحابی الجليل غير صحيح لانه من اعرف الصحابه وكانواعرف الناس بمعرفة الصحيح من السقيم..

(مقدمه فی التفسیر لابن تیمیه ص ۳ .) تو فی عبدالله بن سلام سنة ۴۳ھ (شذرات الذهب ج ۱ ص ۴۰)

(۵)هو كعب الحبار عالم بالكتاب وبالاثار اسلم فی زمن ابی بكر تو فی سنة خمس وثلاثين من الهجرة .

(شذرات الذهب ج ۱ ص ۴۰)

(۶) مات سنة ثمان وعشرين ومائتين وبلغ فوق المائة السنة وعمی آخر عمره وله من الكتب كتاب المبتداء .

(الفهرست لابن النديم ص ۱۳۸)

(۷) هو ابو عبدالله اليمانی صاحب الخبار والقصص كانت له معرفة باخبار الاوائل وقيام الدنيا واحوال الانبياء وسير الملوک ،توفی سنة عشر ومأة . (ميزان الاعتدال ج۴ ص ۳۵۲)

(۸)مقدمہ ابن خلدون ج۲ ص ۱۲۰ (۹) مقدمہ فی التفسیر لابن تیمیہ ص ۲۸

(۱۰) هو محمد بن علی بن احمد الداودی المصری شمس الدين محدث، حافظ ،مفسر ، اقام بالقاهرة وتوفی ۱۰۳۹ھ وله مصنفاة مشهورة . شذرات الذهب ج ۸ ص ۲۶۴ ، الاعلام لزركلی ج۷ ص ۱۸۴

(۱۱) طبقات المفسرين ج۲ ص۱۱۴

(۱۲)ابن خزيمه :هو ابو بكر محمد بن اسحاق بن خزيمه النيسابوری ، امام الائمة فقيه الافاق المجتهد المطلق توفی سنه ۳۱۱ھ .

(صحيح ابن خزيمه)

(۱۳)طبقات المفسرين للداودی ج۲ص ۱۱۴

(۱۴) طبقات المفسرين للسيوطی ص۳۰

(۱۵) مثلا "تاريخ الامم والملوک ،كتاب القرأت، لاعدد والتنزيل ،كتاب اختلاف الفقهاء ، وتاريخ الرجال من الصحابة واتابعين اور كتاب التبصرة فی اصول الدين ...

(۱۶) رفض:الروافض:وہ لوگ مراد ہیں جو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خلافت کا انکار کرتے ہیں اس کی کئی شاخیں ہیں مثلاً کیسانیہ، بہانیہ وغیرہ۔

(الصواعق المحرقة على اهل الرفض و الزندقة ص ۴۲ قاهره ۱۳۰۷ھ)

(۱۷)الزادالیسیر فی مقدمۃالتفسیر ..مولانا کمال الدین المستر شد ص۱۸۰

دار التصنیف جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی ۱۴۲۲ھ

(۱۸)انظر: تفسیرابن جریر

(۱۹) مقدمہ تفسیر ص۵ دار الکتب المصریۃ

(۲۰) تفصیل کے لئے ۔ بحر العلوم دار الفکر ۱۴۱۸ھ

(۲۱) الثعلبی : ھو احمد بن محمد بن ابراھیم الثعلبی النیسابوری ابو اسحاق ۔مفسر ،مقرئی ،واعظ ،ادیب توفی ۴۲۷ھ من تصانیفہ " الکشف والبیان عن تفسیرالقرآن ، العرائس فی قصص الانبیاء ۔

سیر النبلاء للذھبی ج۱۱ ص ۹۲ ، وفیات الاعیان لابن خلکان ج۱ ص ۳۶ ، البدایہ لابن کثیر ج۱۲ ص ۴۰

معجم الادباء لیاقوت الحموی ج۵ ص ۳۶ ، طبقات المفسرین للسیوطی ص ۵

(۲۲)الحسین بن مسعود بن محمد المعروف بابن الفراء البغوی الشافعی (ابو محمد) فقیہ ، محدج ، مفسر توفی ۵۱۶ھ ۔

(تذکرۃ الحفاظ لابن الھادی ج۲ ص۱۵ ، سیر النبلاء ج۱۲ ص ۳ ، طبقات الشافعیۃ للسبکی ج۴ ص ۲۱۴)

(۲۳) بغوی : یقال لھا بغ وبغشور من قریۃ بخراسان (معم البلدان ج۱ ص ۴۶۸)

(۲۴) ج۲ ص

(۲۵)احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام الحرانی الدمشقی الحنبلی ،شیخ الاسلام ، تقی الدین ، محدث ، حافظ ،مفسر فقیہ ،مجتھد ۔وقد امتحن واوذی مرات وحبس بقلعۃ القاھرۃ والاسکندریۃ ودمشق وتوفی سنۃ ۷۲۸ھ ۔

طبقات الحنابلۃ لابن رجب ج۱ ص ۳۳۷ ، تذکرۃ الحفاظ لابن لاعماد ج۳ ص ۱ ،

تذکرۃ الحفاظ للذھبی ج۴ ص ۲۷۸ البدایۃ لابن کثیر ج۴ ص ۱۳۲

(۲۶) اصول التفسیر ص ۱۰

(۲۷)ایضا ص۸

(۲۸) التفسیر والمفسرون ۔للدکتور محمد حسین الذھبی ج۱ ص ۲۳۲ ،تا ۲۳۷ ۔بیروت ۱۳۹۶ھ

(۲۹)طبقات المفسرین للداودی ص ۲۱۱

(۳۰) مقدمہ الدر المنثور ص۲ الاتقان ج۱ ص۳

(۳۱) التفسیر والمفسرون ۔ للذھبی ج۱ ص ۲۵۴

(۳۲) ایضا

(۳۳) ایضا

(۳۴) مسند احمد : للامام احمد بن حنبل المتوفی ۲۴۱ھ باب ان یفسر القرآن بغیر علم ج۱ رقم ۲۲۳ ، ۲۶۹

السنن الکبریٰ ؛ للامام احمد بن شعیب النسائی ج۵ رقم ص ۳۱ رقم الحدیث ۸۰۸۵

(۳۵) المعجم الکبیر :　　ج۲ ص ۱۶۳ رقم ۱۶۷۲

السنن　للامام ابی داود المتوفی ۲۷۵ھ　ج۳ ص ۳۵۸ رقم ۳۵۰۵

(۳۶) علم اصول التفسیر۔مولانا محمد مالک کاندھلوی متوفی ص۱۱۶،　قرآن محل ناشران کتب کراچی ۱۳۸۳ھ

(۳۷) اخرجہ الترمذی والنسائی باب ان یفسر القرآن بغیر علم ،　مسند احمد ج۱ رقم ۳۵۰۵

(۳۸) رواہ ابوداود ج۳ ،والترمذی والنسائی ان یفسر القرآن بغیر علم

(۳۹) النور:

(۴۰) علم اصول التفسیر ص۱۱۶

(۴۱) مقدمہ تفسیر القرطبی ص۶

(۴۲) اصول التفسیر ص۱۱۷

(۴۳) التفسیر والمفسرون . الدکتور محمد حسین الذھبی ج ۱ ص ۲۵۴ دار الکتاب الحدیثہ (طب ۲) ۱۳۹۶ھ

(۴۴) ایضا ۲۵۶

(۴۵) مقدامۃ التفسیر للراغب الاصفھانی ص ، تنزیہ القرآن عن المطاعن . للقاضی عبد الجبار ص ۳۲۲

(۴۶) الاعراف: ۳۳

(۴۷) الاسراء: ۳۶

(۴۸) التفسیر والمفسرون ص ۲۵۷

(۴۹) البقرۃ : ۲۸۶

(۵۰) مسند　للامام احمد بن حنبل المتوفی ۲۴۱ھ ج۲ رقم ۱۷۷۷۴ ،موسسہ الرسالۃ ۱۴۲۰ھ

مسند ابو عوانہ للامام ابی عوانہ یقوب بن اسحاق الاسفرائنی المتوفی ۳۱۶ھ ج۴ رقم ۶۳۹۳ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۱۹ھ

(۵۱) مسند احمد ج۵ ص۵۲

(۵۲) تفسیر قرطبی ج۱ ص۳۲

(۵۳) خازن ج۱ ص۶

(۵۴) ایضا

(۵۵) تفسیر ابن کثیر ج۱ ص ۲

(۵۶) قرطبی ج۱ ص ۱۰

(۵۷) ھو علی بن محمد بن ابراھیم البغدادی مفسر ، فقیہ ،محدث مورخ ولد ببغداد وتوفی ۷۴۱ھ من تصانیفہ لباب التاویل فی معانی التنزیل فی التفسیر ؛ (الدر الکامنہ لابن حجر ۳: ۹۷ ، شذرات الذھب ج۶ ص ۱۳۱ ، ایضاح المکنون ج۱ ص ۵۹۱)

(۵۸) خازن ج۱ ص ۳

(۵۹)هم الذین خرجوا علی ومعاویہ لان علیاً رضیالتحکیم محتجین بانه لا یجوز ان یحکم الرجال فی دین الله ، وانهلا حکم الاالله وکفرواعلیا لقبوله التحکیم وحاربوه وهم فرق کثیرة لا یزال منهم الاباطنیة فی سلطنة عمان وفی الجزائر .

(انظر : الحور العین ص ۱۷۰ ، الفَرق بین الفِرق ص۱۹ ، الملل والنحل للشهرستانی ج ۱ ص ۱۱۴

(۶۰)هم الذین کانوا امع زید بن علی بن الحسین ثم ترکوه لما رفض ان یتبراء من الشیخین فقال لهم کانا وزیری جدی ثم اصبح هذااللقب لکل من غلا فی هذا المذهب ، وهم فرق متعددة . •

(تلبیس ابلیس ص ۹۷ ، ومقالات الاسلامیین ص ۱۵، الحور العین ص ۱۷۴)

(۶۱)هم اصحاب جهم بن صفوان وهو من الجبریة الخالصة وافق المعتزلة فی الصفات الازلیة .

الملل والنحل للشهرستانی علی هامش کتاب ابن حزم فی الفصل بین الملل . ج ۱ ص ۱۰۹ طبع بیروت دار المعرفة ۱۴۰۶ھ)

(۶۲)هم فرقة منحرفة وتسمیٰ اصحاب العدل والتوحید والوعد والوعید والمنزلة بین المنزلتین ویقولون :ان الله قدیم والقدم أصفی وصف ذاته ونفوا الصفات القدیمة اصلا واتفقوا علی ان کلام الله محدث مخلوق فی محل وتنقسم هذه الفرقة الی عدة اقسام ومن کبار هذه الفرقة واصل بن عطاء تلمیذالحسن البصری وابی الهذیل حمدان العلاف .. (انظر: الملل والنحل ج ۱ ص ۵۴)

(۶۳) هی فرقة من الفرق المنسوبة الی الاسلام ویلقبون بالقدریة وهذا یعنی انهم امتداد لفرقة القدریة وقد ظهرت هذه الفرقة عند ما خالف واصل بن عطاء . قال هو لا مومن ولا کافر وهو بمنزلة بین المنزلتین وقد انقسموا الی عدة فرق .

(الملل والنحل ج ۱ ص ۳۱ ، ۳۲ ، الفَرْق بین الفِرَق .عبد القاهر بن لاطاهر البغدادی ص ۹۳ بدون الطبع والتاریخ)

(۶۴)هم فرقة یوخرون العمل عن النیة وقیل : الارجاء تاخیر علیؓ عن الدرجة الاولیٰ فعلی هذه المرجیئة والشیعة فرقتان متقابلتان وهم اصناف مرجیئة الخوارج ومرجیئة القدریة ومرجیئة الجبریة ومرجیئة الخالفة .(الملل والنحل ج ۱ ص ۱۸۶)

(۶۵) هم فرقة ینسبون انفسهم الی الحکمة .والفیلسوف معناه بالیونانیة : محب الحکمة وبعضهم ینکرون النبوات ومنهم من لا ینکرونه واول من تفلسف هو نالیس الملطی ومنهم افلاطون وسقراط ومن المسلمین ابونصر الفارابی وابو علی بن سینا وغیرهم..

(للتفصیل راجع الملل والنحل ج ۱ ص ۶۰، ۶۱ ومقدمه ابن خلدون ص ۵۱۴)

(۶۶)هی فرقة من الفرق الباطنیة منسوبة الی اکرمیت وهی الاحمر ار فی العین ثم حوّ لاسمه الی القرمط بالعامیة او منسوب الی داعیة هذه الفرقة کان من حمران واسمه قرمط ولهذه الفرقة افکار ونظریات وعقائد فاسدة . (تلبیس ابلیس ص ۱۸۴)

(۶۷)هو احمد بن علی بن محمد بن محمد الحجر الکنانی الحافظ ابو الفضل شهاب الدین العسقلانی ثم المصری الشافعی ولد ۷۷۳ھ وتوفی سنة ۸۵۲ھ وله مصنفاة کثیرة مشهورة :.

هدیة العارفین اسماء المولفین وآثار المصنفین . اسماعیل پاشا البغدادی ج۵ دار الفکر ۱۴۰۲ھ

(۶۸)وفیات الاعیان لابن خلکان ج۳ ص ۳۳۸ رقم ۲۰۰

(۶۹)کشاف عن حقائق التنزیل ؛ للامام العلامة ابی القاسم جار الله محمود بن عمر الزمحشری الخوارزمی المتوفی ۵۳۸ھ

(۷۰) هو ابو القاسم حسین بن محمد بن المفضل المتوفی فی حدود ۳۲۵ھ اسم التفسیر " جامع التفسیر،، وهو تفسیر معتبر فی مجلد.

کشف الظنون ج۱ ص ۱۴۱ ، سیر النبلاء ج۱۸ ص ۱۲۰ ، الوافی فی الوفیات ج۱۳ ص۴۵ ، روضات الجنات ص ۲۵۰ ، معجم الادباء ج۱۸ ص ۲٦۰

(۷۱) تفصیل مدارک التنزیل

(۷۲) دیکھیے لباب التاویل

(۷۳) ابن النقیب: هو محمد بن سلیمان ابن الحسن البلخی الاصل ، المقدسی ، المعروف بابن النقیب جمال الدین ابو عبد الله . مفسر ، فقیه مشارک فی بعض العلوم توفی بالقدس ٦۹۸ھ مطابق ۱۲۹۹ء من آثاره : تفسیر القرآن جمع فیه خمسین مصنفا فی ۹۹ مجلدا .

تاریخ الاسلام ۔الجزء الاخیر للذهبی ص۲۰٦ ، شذرات الذهب لابن العماد ج۴۴۲ ، الجواہر المضیئة ج۲ ص۴۱۰

(۷۴) دیکھیے البحر المحیط

(۷۵) مقدمہ غرائب القرآن ص۸

(۷٦) الزاد الیسیر فی مقدمة التفسیر ص۲۰۳

(۷۷) هو الامام تولی القضاء وکان متبحرا فی العلوم وله حواشی علی الکشاف ولد سنة ثمان وتسعین وثمان مائة وتوفی سنة اثنین وتسعمائة. (شذرات الذهب ج۸ ص ۲۹۸)

(۷۸) مباحث فی علوم القرآن ص۳۹۳

(۷۹) تفصیل روح المعانی میں

(۸۰) هم امام ابو حنیفه نعمان بن ثابت بن زوطی المتوفی ۱۵۰ھ ، امام مالک بن انس اصبحی المتوفی ۱۷۹ھ ، امام محمد بن ادریس شافعی المتوفی ۲۰۴ھ ، امام احمد بن حنبل المتوفی ۲۴۱ھ

(۸۲) ظاہری مسلک کے امام داود بن علی اصبہانی بغدادی المتوفی ۲۷۰ھ ہیں الفاظ قرآن وحدیث کے ظاہر مفہوم پر عمل کرتے تھے اسی نسبت سے ان کے مسلک کو ظاہری کہا جاتا ہے اس مسلک کے چند مشہور ائمہ یہ ہیں اسحٰق بن راہویہ متوفی ۲۳۸ھ ، ابوثور ابراہیم بن خالد کلبی متوفی ۲۴۰ھ ۔(اسلام میں اختلاف کے اصول وآداب ۔ڈاکٹر طٰہٰ جابر فیاض العلوانی ۔ص۸۳ مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور ۱۹۸۷ء)

(۸۳) تفصیل احکام القرآن میں

(۸۴) هو عمادالدین ابو الحسن علی بن محمد الطبری الفقیه شافعی المذهب ولد عام ۴۵۰ھ وتوفی سنة ۵۰۴ھ

(للتفصیل انظر: وفیات الاعیان لابن خلکان ج۱ ص ۵۹۰ ، الدیباج المذهب فی معرفة اعیان المذهب لابن فرحون ص۲۲۴، ۲۸۱ . مطبعة السعاده ۱۳۲۹ھ)

(۸۵) هو محمد بن عبدالله بن محمد الامام ابو بکر بن العربی المعافری الاندلسی الاشبیلی ولد ۴۶۸ھ وتوفی ۵۴۳ھ .

(طبقات المفسرین ،للداودی ج۲ص ۱٦۷)

(۸٦) کشف الظنون ج ۱

(۸۷)مباحث فی علوم القرآن ص ۳۷۹

(۸۸) هو السید محمد رشید رضا تلمیذ امحمدعبده وتفسیره یسمیٰ تفسیر المنار ولد سنة ۱۲۸۲ھ وتوفی ۱۳۵۴ھ .

(التفسیر والمفسرون للدکتور للذهبی ج۳ص ۲۳۲)

(۸۹) هو ابن قطب بن ابراهیم ولد سنة ۱۳۲۴ھ مفکر اسلامی ،مصری توفی سنة ۱۳۸۷ھ واسم تفسیره فی ظلال القرآن .

(الاعلام للزرکلی ج۳ص ۱۴۷)

(۹۰) الشیخ الامام العالم الکبیر العلامة المحدث ثناء الله العثمانی الپانی پتی احد العلماء الراسخین فی العلم ومن مصنفاته المشهوره التفسیر المظهری فی سبع مجلدات کبار .توفی خمس وعشرین ومائتین والف ببلدة پانی پت .

(نزهة الخواطر ج۷ ص۱۲۸)

(۹۱) مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع بن مولانا محمد یاسین دیو بند میں ۱۳۱۴ھ کو پیدا ہوئے ،دارالعلوم دیو بند سے اپنی تعلیم مکمل کی ۷۰ ہزار سے زائد فتوے صادر کئے کئی کتابوں کے مصنف تھے تفسیر معارف القرآن ۸ جلدوں میں آپ کی زبردست یادگار ہے ۸۳ سال کی عمر میں ۱۳۹٦ھ دنیائے فانی سے رخصت ہوئے۔

(البلاغ مفتی نمبر ص ۳۳۳ تا ۳۴٦ ، مولانا محمد تقی عثمانی .دارالعلوم کراچی)

(۹۲) التوبه :۱۲۳

(۹۳)تفسیر القشیری المسمی لطائف الاشارات ، لامام ابی القاسم عبد الکریم القشیری النیسابوری الشافعی المتوفی ۴٦۵ھ دار الکتب العلمیه بیروت لبنان ۱۴۲۰ھ

(۹۴) علوم القرآن .مولانا تقی عثمانی ، ص ۳۵۳ مکتبه دارالعلوم کراچی ۱۴۱۹ھ

(۹۵) آلوسی: هو محمودبن عبدالله الآلوسی (آلوس قریة علی الفرات ببغداد) مفسر ،محدث ، فقیه، ادیب مشارک فی بعض العلوم وسافر الی الموصل فالقسطنطنیه ، مفسر تخرج علی علماء عصره توفی سنة ۱۲۷۰ھ له مصنفاة کثیرة فی تفسیره روح المعانی فی تفسیر القرآن فی تسع مجلدات .

هدیة العارفین البغدادی ج۲ ص ۴۱۸ ، التاج المکلل نواب صدیق حسن خان . ص ۳٦۰

الاعلام لزرکلی ج۸ ص ۵۳

(۹٦) روح المعانی۔ج۱ص ۷ ۔الاتقان ج۲ص ۱۸۵

(۹۷) اتقان ج۲ص ۱۸۴

(۹۸) تفسیر القشیری ،البقرة:۲۵۵

تفسیر القرآن الکریم ، الشیخ الاکبر العارف بالله العلامة محی الدین بن عربی المتوفی ٦۳۸ھ ج۱ ،انتشارات ناصرخسرو تهران طبع دوم ۱۹۷۸ء

(۹۹) بلقینی:هو عمر رسلان بن نصیر القاهری الشافعی محدث ، حافظ فقیه، مفسر نشاء بالقاهرة ودخل بیت المقدس وقدم دمشق ، وتولی قضاها وتوفی بالقاهرة سنة ۸۰۲ھ .

الضوء اللامع للسخاوی ج٦ ص ۸۵، شذرات الذهب لابن العماد ج ۷ ص ۵۱ ، ۵۲ ، الاعلام لزرکلی ج۵ ص ۳۰۵

(۱۰۰) اتقان: ج۲ص ۱۸۴

(۱۰۱) باطنی فرقہ: اسماعیلیوں کا فرقہ، قرآن مجید احادیث کے ظاہری الفاظ کے "باطنی" معنوں پر زور دینے کی وجہ سے یہ نام پڑ گیا ہے ان کے نزدیک باطنی نظام کے چار بنیادی تصورات ہیں ۱۔ باطن ۲۔ تاویل ۳۔ خاص و عام ۴۔ تقیہ ۔ دائرہ معارف اسلامیہ ج ۳ (مادہ با۔الف) مزید تفصیل آگے آ رہی ہے

(۱۰۲) علوم القرآن لمولانا محمد تقی عثمانی ص ۳۵۶

(۱۰۳) لفظ تصوف کی اصل:

لفظ تصوف کی اصل کے بارے میں ذیل خیالات کا اظہار کیا گیا ہے

۱۔ تصوف کا لفظ صوف سے ماخوذ ہے چونکہ صوفیاء بنا بر زہد عام لوگوں کی بنسبت بیش قیمت لباس سے احتراز کرتے اور وان کا لباس استعمال کرتے۔

۲۔ تصوف، صفاء سے نکلا ہے اسلئے وہ خود پاک اور دوسروں کو پاک کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۳۔ تصوف صفہ سے نکلا ہے اصحاب صفہ کی جانب اشارہ ہے۔ مقدمہ ابن خلدون ص ۵۲۲)

(۱۰۴) آپ ایک عظیم عارف اور زہد و تقویٰ میں عدیم المثال تھے صاحب کرامات تھے آپ مکہ میں مشہور عارف باللہ ذوالنون مصری سے بھی ملے تھے بصرہ میں عرصہ دراز تک قیام کیا اور ۲۷۳ھ یا ۲۸۳ھ میں فوت ہوئے۔

تعارف تفسیر: یہ تفسیر چھپ چکی ہے اور ایک جلد پر مشتمل ہے یہ پورے قرآن کریم کی تفسیر نہیں ہے مولف نے چیدہ چیدہ آیات قرآنیہ کی تشریح و توضیح کی ہے سہل نے مختلف مواقع پر جن آیات کی تفسیر کی تھی ان کو ان کے شاگرد ابو بکر محمد بن احمد بلدی نے یکجا کیا ہے ۔ مولف نے شروع میں ایک مقدمہ لکھا ہے جس میں چار الفاظ کا مفہوم بیان کیا ہے

وہ لکھتے ہیں "ہر آیت قرآنی چار معانی کی متحمل ہوتی ہے :۱۔ **ظاہر** : اس سے اس کی تلاوت، ۲۔ **باطن**: اس کا فہم و ادراک مراد ہے، ۳۔ **حد**: سے حلال و حرام مقصود ہے ۴۔ **مطلع**: سے وہ فہم و ادراک مراد ہے جو انسان کو خداوندی کی جانب سے ودیعت کیا جاتا ہے" (مقدمہ تفسیر القرآن ص ۶، ۷ مطبع السعادہ ۱۹۰۸ء)

ان کی تفسیر کے چند نمونے ملاحظہ ہوں "واتخذ قوم موسیٰ من بعده من حليهم عجلا" (الاعراف: ۱۴۸) کی تفسیر میں لکھتے ہیں "بچھڑے سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کی محبت میں گرفتار ہو کر انسان اللہ سے منہ موڑے۔ مثلاً اہل و اولاد اور مال وغیرہ، اس سے خلاصی اسی صورت میں ممکن ہے جب انسان تمام خواہشات کو ختم کر دے، جس طرح بچھڑے کے پجاری اس اسے اسی حالت میں چھٹکارا پا سکتے ہیں جب وہ اپنی جانوں کو تلف کر دیں" (تفسیر مذکور، آیت مذکورہ ص ۶۰)

قرآن کریم میں فرمایا وفديناه بذبح عظيم (الصافات: ۱۰۷) اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں "حضرت ابراھیم چوں کہ بتقاضائے بشریت اپنے بیٹے سے محبت کرتے تھے اس لئے آزمائش کے طور پر اللہ تعالیٰ نے اس کو ذبح کرنے کا حکم دیا منشائے خداوندی دراصل یہ نہ تھا کہ ابراھیم بیٹے کو ذبح کر ڈالیں بلکہ مقصد یہ تھا کہ غیر اللہ کی محبت کو دل سے نکال دیا جائے، جب یہ بات پوری ہوگئی اور حضرت ابراھیمؑ اپنی عادت سے باز آئے تو اسماعیلؑ کے عوض ذبح عظیم عطا ہوئی، " (تفسیر زیر تبصرہ ص ۱۲۰)

(۱۰۵) ۳۳۰ھ میں پیدا ہوئے، خراسان میں صوفیہ کے بڑے فاضل اور شیخ تھے طریق سلف پر گامزن رہے، تصوف کے تمام آداب و اطوار سے بخوبی آگاہ تھے علم حدیث میں مہارت و بصیرت رکھتے تھے اور چالیس برس تک حدیث کے مطالعہ میں مشغول رہے۔ اور تقریباً سو کے قریب تصانیف چھوڑیں۔ لیکن ان کے بارے میں کہا گیا ہے "کہ وہ ثقہ نہ تھے اور صوفیہ کے لئے حدیثیں وضع کیا کرتے تھے۔

(تاریخ بغداد ج ۴ ص ۲۴۴، طبقات المفسرین للسیوطی ص ۳۱، طبقات الشافعیہ ج ۳ ص ۶۰)

انداز تفسیر: یہ تفسیر ایک بڑی جلد پر مشتمل ہے اور اس کے قلمی نسخے مکتبہ ازھریہ میں محفوظ ہیں یہ تفسیر اگرچہ تمام قرآنی سورتوں پر مشتمل ہے تاہم اس میں سب آیات کی تفسیر نہیں کی گئی ہیں مخصوص آیاتوں کی تفسیریں کی گئی ہیں۔

(تاریخ تفسیر و مفسرین۔غلام احمد حریری ۔ص ۵۵۸ کشمیر بک ڈپو فیصل آباد ۱۹۹۹ء)

تفسیر ھذا پر نقد و جرح: اس تفسیر پر مختلف مفسرین نے نقد و جرح کی ہیں مثلاً ''اے کاش! سلمی یہ کتاب نہ لکھتے، اس لئے وہ باطنیہ کے عقائد کی ترجمانی کرتی ہے یہ کتاب عجائبات پر مشتمل ہے

(طبقات الشافعیہ۔ج ۳ص ۶۱) ''حقائق التفسیر کے سب اقوال جھوٹ پر مبنی ہیں (منھاج السنہ لعلامہ ابن تیمیہ ج ۴ص ۱۵۵)

(۱۰۶): عرائس البیان۔ مولف کا پورا نام ابو محمد روز بہان بن ابو نصر بقلی شیرازی صوفی ہے آپ نے ۶۰۶ھ میں وفات پائی اس سے زیادہ آپ کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔ (کشف الظنون ج ۲ص ۲۱)

یہ کتاب صرف اشاری انداز تفسیر کی حامل ہے اور ظاہری تفسیر سے اس میں مطلقا تعرض نہیں کیا گیا اگرچہ مولف ظاہری تفسیر کا قائل ہے مثلاً وہ لکھتا ہے'' میں نے اس کتاب وہ تمام حقائق و معانی یکجا کر دئے ہیں جو خداوند کریم کی جانب سے مجھ پر القاء کئے گئے تھے اس تفسیر میں جو کچھ بھی ہے وہ کتاب اللہ کی تفسیر اور مراد ربانی کے کشف و اظہار کے سلسلہ میں کیا گیا ہے۔

(مقدمہ تفسیر مذکورہ ص ۴) یہ تفسیر دو جلدوں میں چھپ چکی ہے (اور اس کا ایک نسخہ ''المکتبہ الازھریہ'' میں محفوظ ہے ۔تاریخ تفسیر للحریری ص ۵۶۳)

تفسیر کا نمونہ:

لیس علی الضعفاء ولا علی المرضی ولا علی الذین لا یجدون ما ینفسون (التوبۃ : ۹۱) مولف اس آیت کی تفسیر میں لکھتا ہے'' خداوند کریم نے اس آیت کریمہ میں اہل مراقبہ کا ذکر کیا ہے جو مشاہدہ اور بحر ازلیات میں ڈوبے رہتے ہیں اور جو مجاہدہ و ریاضت میں اس حد تک حصہ لیتے ہیں کہ اس کے جسم کمزور اور بیمار پڑ جاتے ہیں ذکر و فکر مین محو رہنے سے ان کے قلوب پگھل جاتے ہیں اس لئے فرمایا کہ کمزوروں پر کچھ حرج نہیں اور ان کی بیماری حب و عشق کے سوا کچھ نہیں۔ (عرائس البیان ج ۱ص ۳۳۹)

وتفقد الطیر فقال مالی لا اریٰ الھد ھد ام کان من الغائبین (النمل : ۲۰)

حقیقت کے پرندے نے سلیمانؑ کے دل کو اڑا لیا تھا چناں چہ وہ اسے تلاش کرنے لگے چونکہ ان کا مشاہدہ حق میں غائب ہو چکا تھا اس لئے تلاش کرنے پر جب نہ مل سکا تو بڑے حیران ہوئے کہنے لگے میرا دل کہاں گیا ؟ ان کا خیال یہ تھا کہ ان کا دل حق سے غائب ہے حالانکہ وہ حق کے اندر محو تھا اہل حضور عارفین کا یہی حال ہے لا اعذبنہ عذابا شدیدا اولا ذبحنہ (النمل : ۲۰) یعنی میں اسے سزا دوں گا وہ ہمیشہ دوام مراقبہ پر صبر کرے یا اسے عشق و محبت کی تلوار سے ذبح کر ڈالوں گا،، (ج ۲ص ۸۱۳)

(۱۰۷،۱۰۸)۔التاویلات النجمیہ :اس تفسیر کا آغاز نجم الدین دایہ نے کیا تھا اور اس کی تکمیل سے پہلے فوت ہو گئے بعد ازاں علاء الدولہ سمنانی متوفی ۷۳۶ھ نے اس کو مکمل کیا۔ بہترین صوفیا میں سے تھے اور سمنانی لقب علاء الدولہ اور رکن الدین جامع عالم اور کثیر التلاوت تھے نہایت بارعب اور باوقار تھے ابن عربی کو ناپسند کرتے تھے اور اسکی تکفیر کرتے تھے آپ تین سو سے زائد کتب کے مصنف تھے

(الدرر الکامنہ ج ۱ص ۲۵، طبقات المفسرین للداودی ص ۲۸، کشف الظنون ج ۱ص ۲۳۸)

اندازتفسیر: یہ تفسیر پانچ ضخیم مجلدات پر مشتمل ہے اوراس کا ایک قلمی نسخہ دارالکتب قاہرہ میں موجود ہے اس کی چوتھی جلد سورۃ الذاریات کی آیات ۱۷۔۱۸ پر ختم ہوتی ہے نجم الدین نے یہ تفسیر یہاں تک لکھی تھی کہ وفات پائی پانچویں جلد اس کا تکملہ ہے جس کو سمنانی نے مرتب کیا موصوف نے پانچویں جلد کے شروع میں ایک طویل مقدمہ لکھا ہے

جونہایت دقیق وعمیق ہے اوراس کو وہی شخص سمجھ سکتا ہے جوصوفیہ کے اصطلاحات سے واقف ہو، ان دونوں بزرگوں کے اندازتفسیر میں نمایاں فرق ہے نجم الدین دایہ پہلے ظاہری تفسیر لکھتے اوراس کے بعد تفسیری اشاری کی جانب توجہ دیتے ہیں ان کی تحریر کردہ تفسیر اشاری نہایت اسان اورزودفہم ہے اس لئے وہ فسلفیانہ تصوف کے نقطہ نظر حامل نہیں وہ ربط آیات بھی کرتے ہیں بخلاف ازیں ظاہری معانی سے بالکل سوکارنہیں رکھتے ان کی تحریر کردہ تفسیر سلاست وسہولت سے یکسرعاری اورحد درجہ عمیق وعویص ہے۔ (للتفصیل انظر:تفسیر مذکورہ مخطوطہ)

(۱) تفسیر منسوب ابن عربی: یہ تفسیر دوجلدوں میں الگ بھی طبع ہوئی ہے اورعرائس البیان کے حاشیہ پر بھی ان دونوں نسخوں کی نسبت ابن عربی کی جانب کی گئی ہے بعض لوگوں کے نزدیک یہ تفسیر عبدالرزاق قاشانی متوفی ۷۳۰ھ کی ہے جومشہور باطنی تھا شیخ محمد عبدہ متوفی کی بھی یہی رائے ہے علامہ رشید رضا لکھتے ہیں "تفسیر اشاری کے ضمن میں صوفیہ اور باطنیہ کے افکارونظریات گڈمڈ ہوجاتے ہیں اوران میں کوئی فرق وامتیاز باقی نہیں رہتا۔جس تفسیر کوابن عربی کی جانب منسوب کیا جاتا ہے وہ اسی قبیل سے ہے یہ تفسیر دراصل مشہور باطنی قاشانی کی تحریر کردہ ہے اس میں ایسے خیالات کا اظہار کیا گیا ہے جس سے اللہ کا دین اوراس کی کتاب دونوں پاک ہیں (تفسیر المنار ج ۱ص ۱۸)

خلاصہ یہ کہ یہ تفسیر ابن عربی کی تالیف نہیں بلکہ اس کوعبدالرزاق قاشانی صوفی نے مرتب کیا ہے

اندازتفسیر: یہ تفسیر صوفیہ کی نظری تفسیر اورتفسیر اشاری کا معجون مرکب ہے اوراس میں ظاہری تفسیر کومطلقا نظرانداز کردیا گیا ہے نظری تفسیر کی اساس وحدۃ الوجود پر رکھی گئی ہے یہ وہ نظریہ ہے جس نے قرآن کریم کی تفسیر پر بہت بڑا اثر کرڈالا۔

تفسیر اشاری: واذ قال ابراهيم رب اجعل هذابلدًا امنا وارزق اهله من الثمرٰت (البقرۃ :۱۲۶)

مولف اس آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں "جب ابراہیم نے کہا اے رب!اس بینے کو جودل کا حرم ہے امن والاشہر بنادے کہ اس پر نفسانی خواہشات کا غلبہ نہ ہو لعین دشمن اس پر حملہ آور نہ ہوسکے قوائے بدنیہ کا جن اس پر غالب نہ آسکے اس کے رہنے والوں کوروحانی معارف وانوار کے پھل عطا کر"من امن منهم" (البقرۃ:۱۲۶) یعنی ان میں سے جوخدا کی وحدانیت کا قائل ہواور آخرت کا یقین رکھتا ہو" (تفسیر ابن عربی ج ۱ص ۵۷ عبدالرزاق قاشانی امیریہ ۱۲۸۳ھ)

وحدۃ الوجود پر مبنی تفسیر: ربنا ما خلقت هذا باطلا سبحنک فقنا عذاب النار (ال عمران: ۱۹۱)

اس کی تفسیر یوں کرتے ہیں "اے رب تونے اپنے سوا کوئی چیز پیدا ہی نہیں کی اس لئے کہ تیرے سوا جو کچھ بھی ہے سب باطل ہے دنیا کی سب چیزیں تیرے ہی اسماء اورتیری صفات سکے مظاہر ہیں"سبحانک "یعنی ہم تجھے اس بات سے پاک سمجھتے ہیں کہ تیرے سوا بھی کچھ موجود ہو" (تفسیر مذکورہ ج ۱ص ۱۴)

ابن عربی اوراس کا اندازتفسیر: اسم گرامی محمد بن علی بن محمد کنیت ابوبکر لقب محی الدین اورنسبت حاتمی طائی اندلسی ہے ابن عربی (بلاالف لام) کے نام سے معروف تھے قاضی ابوبکر بن العربی صاحب احکام القرآن اوران کے درمیان فرق کرنے کے لئے ان کو'ابن عربی' اورقاضی کو'ابن العربی' کہا جاتا ہے ۵۶۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۶۳۸ھ میں فوت ہوئے مختلف ممالک کے سفر کیئے ۔(شذرات الذھب ج ۵ص ۱۹۱ ،دائرۃ المعارف للبستانی ج ۱ص ۵۹۹)

ابن عربی اوروحدۃ الوجود: ابن عربی کے نظریہ وحدۃ الوجود کا مطلب یہ ہے کہ وجوددرحقیقت ایک ہی ہے اوروہ ذات باری تعالی ہے البتہ ظاہری حواس کوکثرت نظر آتی ہے وحدۃ الوجود سے ابن عربی وحدت ادیان کا نظریہ ایجاد کیا۔ (حاشیہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ ج ۱ص ۲۳۳)

خلاصہ یہ ہے کہ ابن عربی کا علمی مقام بہت بڑا ہے ان کی تصانیف کی تعداد ۱۵۰ تک ہے مگر گردش ایام سے وہ کتب صفحۂ ہستی سے محو ہو گئیں "الفتوحات المکیہ" اور "فصوص الحکم" اب بھی مشہور ہیں (شذرات الذھب ج ۵ ص ۱۹۱)

ابن عربی اور تفسیر قرآن: ابن عربی کے تفسیر کی بنیاد وحدۃ الوجود پر رکھی گئی ہے مثلاً "قرآن کریم کی اس آیت کی تفسیر ملاحظہ ہو" من یطع الرسول فقد اطاع الله۔ (النساء: ۸۰)

"اس لئے کہ رسول جو کچھ بھی کہتا ہے اللہ کی طرف سے کہتا ہے اور اللہ کے ساتھ کہتا ہے بلکہ رسول کے منہ سے اللہ ہی بولتا ہے رسول صرف اس کی ظاہری تصویر ہے درحقیقت وہ خود ہی سب کچھ ہے" (الفتوحات: ج ۴ ص ۱۲۲)

و من یعظم شعائر الله فانها من تقوی القلوب (الحج: ۳۲) "شعائر اللہ سے وہ دلائل و براھین مراد ہیں جو ذات باری تعالیٰ تک پہنچانے والے ہوں" (ایضا ج ۴ ص ۱۰۹)

باب دوم

فصل دوم:

تفسیر کے مختلف مناھج

اور

طریقہ کار عہد بعہد

عہد رسول کریم ﷺ ۱۱ھ مطابق ۶۳۲ء اور صحابہ کرامؓ ۶۰ھ:

یہ ایک فطری بات ہے کہ نبی کریم ﷺ قرآن پاک کو اجمالا و تفصیلا سمجھتے تھے آپ ﷺ کے ذہن میں قرآن پاک کو محفوظ کرنے اور اس کے مطالب کو سمجھانے کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے قبول کی تھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **ان علینا جمعه و قرآنه ۰ فاذاقرأنه فاتبع قرآنه ۰ ثم ان علینا بیانه ۰ (۱)**

سرور کائنات ﷺ کے بعد صحابہ بھی قرآن کریم کے ظاہری احکام و مسائل کو سمجھتے تھے وہ ان کی عربی دانی کے ساتھ ساتھ بحث و نظر اور مشکلات قرآن کا حل معلوم کرنے کے سلسلے میں رحمت علم ﷺ کی طرف رجوع بھی تھا۔ ابن خلدون متوفی ۸۰۸ھ لکھتے ہیں '' قرآن کریم عربی زبان میں اترا، اس کا اسلوب و انداز بھی خالص عربی ہے سب صحابہ قرآن کریم کو سمجھتے اور اس کے مفردات و تراکیب سے اگاہ تھے'' (۲)

ممکن ہے ابن خلدون کا یہ خیال ہو، کہ سب صحابہ اپنی اپنی لیاقت اور طاقت کے مطابق سمجھتے تھے اس کی دلیل وہ روایت ہے جو ابو عبیدہ (۳) نے حضرت انسؓ (متوفی ۹۱ھ (۴) سے نقل کی ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ متوفی ۲۳ھ نے منبر پر یہ آیت پڑھی ''وفاکهة وابا ۰ (۵)

فرمانے لگے ''فاکهة '' سے ہم واقف ہیں کہ پھل کو کہتے ہیں یہ ''أبًا'' کیا چیز ہے؟ پھر خود فرمانے لگے عمر! یہ تو تکلف کی بات پر مبنی ہے (۶)

ابوعبیدہ بطریق مجاہد حضرت ابن عباس متوفی ۸۶ھ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ''فاطر السموت'' (۷) کے معنی سے واقف نہ تھا دو دیہاتی آئے اور وہ ایک کنوئیں کے بارے میں جھگڑنے لگے ایک نے کہا ''انا فطرتها'' (۸)

ظاہر ہے کہ جب حضرت فاروقؓ اور حضرت ابن عباسؓ کا یہ حال ہے کہ وہ بعض مفردات قرآن کے معانی دوسروں سے معلوم کرتے ہیں تو دیگر صحابہ کا کیا حال ہوگا ؟

عہد رسالت میں تفسیر کے مناھج (۹) ومصادر:

صحابہ کرامؓ عہد رسالت میں تفسیر قرآن کے سلسلہ میں چار مصادر پر اعتماد کرتے تھے

۱۔قرآن کریم

۲۔ نبی کریم ﷺ

۳۔اجتہاد

۴۔اہل کتاب

مصدر اول:

قرآن پاک میں جو چیز ایک جگہ مختصراً بیان ہوئی ہے تو دوسری جگہ تفصیلاً مذکور ہے اگر ایک جگہ مجمل ہے تو دوسری جگہ مفصل ہے لہٰذا مفصل آیات سے مجمل آیات کے سمجھنے میں مدد ملے گی یہ تفسیر القرآن بالقرآن ہے مثلاً آدمؑ وابلیس کا واقعہ بعض جگہ مختصرا آیا ہے اور بعض جگہ مفصلاً ۔اس کی جانب رحمت عالم ﷺ اور صحابہ کرامؓ قرآن کے معانی ومطالب کے معلوم کرنے کے لئے رجوع کرتے تھے۔

مصدر دوم رسول کریم ﷺ:

دوسرا منھج جس کی طرف صحابہ کرامؓ تفسیر قرآن کے سلسلے میں رجوع کیا کرتے تھے نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی تھی جب کسی آیت کا معنی اور مفہوم سمجھ میں نہ آتا تو وہ سرور کائنات ﷺ سے اس کا مطلب دریافت کرتے اور آپ اس پر روشنی ڈالتے قرآن کے بیان کے مطابق آپ کا فرض منصبی ہی کتاب الٰہی کی تشریح وتوضیح تھی۔ارشاد فرمایا'' وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم ولعلھم یتفکرون (۱۰)

کتب حدیث کا قاری اس حقیقت سے اگاہ ہے کہ ان میں تفسیر قرآن کے لئے ایک باب مخصوص کیا گیا ہے جس میں آپ ﷺ سے ماثور ومنقول تفسیر مندرج ہے مثلاً'' ابومحمد حاتم بن حبان (۱۱) روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا'' مغضوب علیھم (۱۲) سے یہودی مراد ہیں اور'' الضالین ''(۱۳) سے نصاریٰ۔(۱۴)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (متوفی ۳۲ھ (۱۵) سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "الصلوۃ الوسطیٰ" (۱۶) سے عصر کی نماز مراد ہے (۱۷)

ابی بن کعبؓ (۱۸) بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے آیت قرآنی "والزمھم کلمۃ التقویٰ" (۱۹) میں "کلمۃ التقویٰ" سے کلمہ طیبہ مراد ہے (۲۰) یہ چند مثالیں نمونے کے لئے پیش کئے گئے اس طرح کے تفسیری نکات سے احادیث کی کتابیں بھری پڑی ہیں جن کے مکمل ذکر کی یہاں گنجائش نہیں مطلب مختصراً یہ کہ "صحابہ کرام پر قرآن پاک کی تفسیر کرنے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان غالب تھا وہ ہر صورت میں کوشش کرتے تھے کہ قرآن کی تفسیر رحمت عالم ﷺ کے فرمائے ہوئے قول سے کریں۔

ایک سوال جو ذہن میں آتا ہے وہ یہ کہ "کیا آپ ﷺ نے پورے قرآن کی وضاحت فرمادی تھی ؟

اللہ تعالیٰ قرآن میں رسول اللہ ﷺ کا ایک کام یہ بھی بتایا "وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم (۲۱) لیکن کیا رسول اللہ ﷺ نے پورے قرآن پاک کی وضاحت فرمادی تھی؟ یا قرآن مجید کے کچھ حصہ کی تفسیر بیان کی اور باقی سے خاموشی اختیار کی؟ اس میں دو رائے ہیں۔ ۱۔ آپ نے پورے قرآن کی تشریح فرمادی تھی (۲۲)

۲۔ بعض اہل علم کا زاویہ نگاہ یہ کہ آپ ﷺ نے قرآن کریم کے کچھ حصہ کی تفسیر بیان فرمائی تھی (۲۳) ہر فریق کے اپنے اپنے دلائل ہیں (۲۴)

۳۔ اجتہاد و استنباط: عصر صحابہ میں تفسیر قرآن کا تیسرا ماخذ اجتہاد و استنباط تھا بکثرت صحابہ اپنے اجتہاد کے بل بوتے پر قرآن پاک کی تفسیر فرمایا کرتے تھے اس ضمن میں ان کے وسائل و ذرائع یہ تھے

۱۔ عربی زبان کے اَسرار و اوضاع کی پہچان ۔

۲۔ عربوں کے اخلاق و عادات سے آشنائی۔

۳۔ نزول قرآن کے وقت جزیرہ عرب میں یہود و نصاریٰ کے حالات سے آگاہی۔

۴۔ قوتِ فہم و وسعتِ عقل۔ (۲۵)

یہ حقیقت محتاج بیان نہیں کہ عربی زبان کے اوضاع و اَسرار سے آگاہی ایسی آیات کے سمجھنے میں معاون ثابت ہوتی ہے جن کا فہم و ادراک عربی زبان کی پہچان پر موقوف ہے اسی طرح جو آیات عربوں کے اخلاق و عادات سے متعلق ہیں ان کا مفہوم سمجھنے کے لئے عربوں کے عادات و اطوار سے واقفیت ناگزیر ہے مثلاً یہ آیت "انما النسیٓء زیادۃ فی الکفر۔ (۲۶)

اوراسی طرح یہ آیت ''ولیس البر بان تاتوا البیوت من ظھورھا (۲۷)

مذکورہ بالا ہر دو آیات کا مفہوم اسی صورت میں سمجھا جا سکتا ہے جب نزول قرآن کے وقت عربوں کے عادات سے واقفیت حاصل کی جائے اسی طرح نزول قرآن کے وقت جزیرہ عرب میں جو یہود و نصاریٰ موجود تھے ان کے احوال و کوائف سے آشنا ہونا اس لئے ضروری ہے کہ اس سے ان آیات کے سمجھنے میں مدد ملتی ہے جن میں اہل کتاب کے اقوال واعمال پر تنقید کی گئی ہے امام واحدی (متوفی ۴۶۸ھ (۲۸) فرماتے ہیں ''جب تک کسی آیت کا واقعہ متعلقہ اور سبب نزول معلوم نہ کر لیا جائے اس کی تفسیر کا جاننا ممکن نہیں (۲۹)

۴۔ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ (۳۰)

عہد صحابہ میں تفسیر قرآن کا چوتھا مصدر و منہج یہود و نصاریٰ تھے یہ اس لئے کہ قرآن کریم بعض مسائل میں عموماً اور قصص انبیاء و اقوام سابقہ کے کوائف واحوال میں خصوصاً تورات کے ساتھ ہم آہنگ ہے اس طرح قرآن کریم کے بعض بیانات انجیل سے بھی ملتے جلتے ہیں مثلاً حضرت عیسیٰؑ کی ولادت کا واقعہ اور ان کے معجزات وغیرہ۔

البتہ قرآن کریم نے جو طرز و منہاج اختیار کیا ہے وہ تورات وانجیل کے اسلوب بیان سے بڑی حد تک مختلف ہے قرآن کریم کسی واقعہ کی جزئیات و تفصیلات بیان نہیں کرتا بلکہ واقعہ کے صرف اسی جزو پر اکتفا کرتا ہے جو عبرت و موعظت کے نقطہ خیال سے ضروری ہوتا ہے بعض صحابہ کرامؓ ان واقعات کی تفصیلات معلوم کرنے کے لئے نو مسلم اہل کتاب صحابہ مثلاً عبداللہ بن سلام متوفی ۴۳ھ، کعب الاحبار متوفی ۳۵ھ وغیرہ سے رجوع کرنے لگے جن مسائل کے سلسلہ میں صحابہ نے آپ ﷺ سے کچھ نہیں سنا تھا مگر جو مسئلہ تفسیر کے ضمن میں آپ ﷺ سے سنا ہوتا تھا اس میں صحابہ کسی دوسرے کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے خواہ وہ کسی درجے کا بھی انسان ہو (۳۱)

تفسیر قرآن کا یہ منہج بہت کم اہمیت کا حامل ہے اس لئے کہ تورات وانجیل میں تحریف ہو چکی ہے اس لئے صحابہ اہل کتاب سے وہی بات اخذ کرتے تھے جو ان کے عقیدہ سے ہم آہنگ ہو، اور قرآن سے متصادم نہ ہو۔

اور حضرات صحابہ کرامؓ کا طرز و طریقہ تفسیر قرآن کے بارے میں غایت درجہ کے احتیاط پر مبنی تھا اور وہ حضرات اس بارے میں جرأت نہیں فرماتے تھے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ متوفی ۱۳ھ سے روایت کی گئی ہے '' ای ارض تقلنی و ای سماء تظلنی اذا قلت فی کتاب اللہ مالا اعلم (۳۲)

اور ایک ادمی نے ایک روز ابن عباسؓ متوفی ۸۶ھ سے پوچھا"یوما عند ربک الف سنة (۳۳) ابن عباسؓ نے جواب میں فرمایا " یوم کان مقدارہ خمسین الف سنة (۳۴) تو اس شخص نے کہا بے شک میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ اس کی وضاحت فرمائیں ،ابن عباسؓ نے فرمایا هما یو مان ذکرها الله فی کتا به اعلم بهما،فکره ان یقول فی کتاب الله ما لا اعلم (۳۵)

مختصر یہ کہ صحابہ کرام مندرجہ ذیل خصوصیات کے حامل بھی تھے

۱۔عربی زبان میں مہارت اور اس کے اسالیب بیان سے گہری مناسبت ،۲۔قوت اجتہاد و استنباط ،۳۔رفاقت نبوی ﷺ کی بناء پر اسباب نزول سے مکمل اگاہی۔

عصر تابعینؒ میں تفسیر کا طرز و طریقہ اور منہج:

تابعین کے دور میں مفسرین کرام کے مندرجہ ذیل طریقے تھے

۱۔تفسیر القرآن بالقرآن،

۲۔احادیث مرفوعہ،

۳۔صحابہؓ کے تفسیری اقوال،

۴۔اہل کتاب اوران کے کتب مقدسہ،

۵۔تابعین کا اپنا اجتہاد و استنباط۔

کتب تفسیر تابعین کے بکثرت اقوال منقول ہیں جو ان کے اجتہاد واستنباط پر مبنی ہیں عہد رسالت سے وصحابہ سے جوں جوں دوری ہوتی چلی گئی یہ غموض بڑھتا گیا۔لیکن تفسیر نویسی کے سلسلے میں تابعین نے لغت عرب کے اسالیب کلام اوران واقعات سے مدد لی، جونزول قرآن کے عصر و وقت میں پیش آئے تھے۔یہ دور بھی تفسیر بالماثور کا دور تھا تابعین قرآن کریم کی تفسیر بالرائے کرنے سے احتراز کرتے تھے۔

ایک شخص نے سعید بن جبیر (شہادت) ۹۵ھ سے تفسیر لکھنے کی فرمائش کی،تو وہ ناراض ہو گئے اور کہا" میرے جسم کا ایک حصہ گر جائے تو وہ مجھے گوارہ ہے مگر قرآن کی تفسیر لکھنا پسند نہیں"(۳۶)

یہ تفسیر بالروایت کا دور تھا مفسرین کے علم میں جو کچھ آتا تھا سب تفسیر میں جمع کر دیتے تھے اس طرح مستند اور غیر مستند روایات اور اہل کتاب سے منقول قصے سب تفسیروں میں راہ پا گئے .

عہد تابعین میں اسلام خوب پھیلا اور عجمی اقوام دائرہ اسلام میں داخل ہوگئیں تو تفسیر قرآن کی ضرورت پہلے سے بہت بڑھ گئی اس زمانہ میں قرآن مجید کو سمجھنے اور آیات قرآنی کے مفہوم کی وضاحت کے سلسلہ میں بھی صحابہ کرام کی روایت کردہ احادیث کو اہمیت دی جانے لگی اس مقابلہ میں قرآن مجید کے متن کو سمجھنے کے لئے بعض نے زمانہ جاہلیت کے عربی ادب (نظم ونثر) (۳۷) سے استفادہ کو ضروری سمجھا اور ایسے ہی لوگوں نے قرآن مجید کی تفسیر کے سلسلہ میں قدیم کتب مقدسہ کا مطالعہ بھی ضروری سمجھا ۔(۳۸)

مشہور تابعین مفسرین:

۱۔سعید بن جبیر	متوفی ۹۵ھ
۲۔مجاھد بن جبیر	متوفی ۱۰۳ھ
۳۔ضحاک بن مزاحم خراسانی	متوفی ۱۰۵ھ (۳۹)
۴۔عکرمہ مولیٰ ابن عباسؓ	متوفی ۱۰۵ھ (۴۰)
۵۔حسن بصری	متوفی ۱۱۰ھ
۶۔عطا بن ابی رباح	متوفی ۱۱۴ھ (۴۱)
۷۔قتادہ بن دعامہ	متوفی ۱۱۷ھ (۴۲)
۸۔زید بن اسلم	متوفی ۱۳۶ھ

اس عہد میں اسرائیلیات (۴۳) میں اضافہ ہوا، تابعین کا منہج اور طریقہ کار یہ تھا کہ آیات کی تفسیر کو کبھی رسالت مآب ﷺ سے براہ راست یا صحابہؓ سے نقل کرتے اور کبھی آیات کے معانی کو بغیر کسی سے منسوب کئے بیان کردیتے، بعد کے مفسرین نے ان اقوال کو احادیث نبوی ﷺ میں شامل کرلیا۔(۴۴)

عصر صحابہ و تابعین تک فقہی و کلامی مذاھب و مسالک پیدا نہیں ہوئے تھے اور نہ ہی ادبی و عقلی علوم وفنون کا کوئی نمونہ پایا جاتا تھا جس سے آگے چل کر علم و ادب کا تناور خت پروان چڑھا اور اس سے علوم وفنون کی شاخیں پھوٹیں صحابہ اور تابعین کے ادوار میں تفسیری اختلافات کا دائرہ محدود رہا۔ عہد تابعین کے اندر ان میں کچھ اضافہ ہوا۔ مگر تابعین کا اختلاف احکام میں زیادہ اور تفسیر میں کم تھا(۴۵)

عہد تبع تابعین:

اس عہد میں تفسیری روایات کے حاملین کی تعداد میں اضافہ ہوا، اس زمانہ میں تفسیری کتابیں مدون ہوئیں لیکن یہ سب دست برد زمانہ کی نذر ہو گئیں اس صدی میں تفسیری روایات کی جرح و تعدیل کا کام ہوا، تو ان میں بیشتر کمزور اور بعض وضع کردہ نکلیں حضرت علیؓ متوفی ۴۰ھ کے نام سے جو روایات کی گئی ہیں ان کی کل تعداد ۶۸۶ ہے لیکن ان میں جرح و تعدیل کے بعد صرف ۵۰ درست اور صحیح قرار دی گئیں حق بات یہ ہے کہ کثرت وضع (۴۶) حضرت علیؓ کے علم و فضل کے کثیر حصہ کو رائیگان کر دیا (۴۷) اسی طرح حضرت ابن عباسؓ متوفی ۸۶ھ کے نام سے جو تفسیری روایات ہیں ان کی کل تعداد ۱۶۶۰ ہے جن میں امام شافعی متوفی ۲۰۴ھ کے قول کے مطابق صحیح ماننے کے لائق سو سے زیادہ نہیں (۴۸)

تیسری صدی ھجری کے اواخر اور چوتھی صدی ھجری کے اوائل میں پورے قرآن مجید کی تفسیریں لکھی گئیں ابن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ کی ''جامع القرآن فی تفسیر القرآن'' پہلی تفسیر ہے جس میں ذہنی کاوش سے کام لیا گیا ہے طبری کی تفسیر اس کل قرآنی علم کا مجموعہ ہے جو اس وقت تک علماء اسلام کے پاس تھا بعد میں لکھی جانے والی تمام تفاسیر نے اس سے استفادہ کیا، طبری نے اپنی تفسیر میں کبھی کبھی روایتوں میں سے بعض بعض کو ترجیح دی اور ان پر اظہار خیال کیا۔ یہ تفسیر بالماثور میں زبردست تفسیر ہے اس میں انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت شدہ احادیث، صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے روایات کو جمع کر دیا ہے

"فزاد توجیه الاقوال، وترجیع بعضها علی بعض، وذکر الاعاریب والاستنباطات، والاستشهاد باشعار العرب علی معانی الالفاظ. (۴۹)

امام نووی (۵۰) نے فرمایا " وکتاب ابن جریر لم یصنف أحد مثله (۵۱) وقال الامام ابن تیمیه (۵۲)" هو من اجل التفاسیر واعظمها قدرا "(۵۳)

ابن جریر متوفی ۳۱۰ھ کا منہج:

تفسیر ابن جریر کا تفصیلی مطالعہ کرنے سے اس کا طرز و انداز کھل کر سامنے آتا ہے پہلی بات یہ نمایاں ہوتی ہے کہ ابن جریر جب کسی آیت کی تفسیر کرنا چاہتے ہیں '' القول فی تاویل قوله تعالی کذا و کذا'' پھر آیت کی تفسیر کرتے ہیں اور اس کی تائید میں اپنی سند کے ساتھ صحابہ و تابعین کے اقوال و آثار روایت کرتے ہیں، اور جب کسی آیت کے بارے میں دو یا زیادہ اقوال منقول ہوں تو وہ ہر قول کے ضمن میں اقوال صحابہ و تابعین سے استشہاد کرتے ہیں پھر ان کی توجیہ بھی کرتے ہیں اور

ایک کودوسرے کے مقابلے میں ترجیح دیتے ہیں اس کے پہلو بہ پہلو جہاں ضرورت کا تقاضا ہوتا ہے وہاں نحوی بحث بھی کرتے ہیں اگر آیت سے کوئی مسئلہ مستنبط ہوتا ہو، تو ابن جریر استنباط بھی کرتے ہیں

ابن جریر تفسیر بالرائے کے خلاف ہیں ان کی رائے میں تفسیر صحیح کی علامت یہی ہے کہ وہ صحابہ و تابعین سے مستفاد ہو۔ مثلاً قرآن کریم کی آیت : ثم یاتی من بعد ذالک عام فیه یغاث الناس و فیه یعصرون (۵۴)

اس آیت کی تفسیر میں ابن جریر نے علماء سلف کے مختلف اقوال اور اختلاف قرأت ذکر کیا اور پھر ان مفسرین پر شدید ردوّ کدّ کی ہے جولغت کی مدد سے تفسیر بالرائے کرتے ہیں (۵۵)

بسا اوقات ابن جریر ابن عباس متوفی ۸۶ھ سے روایت کرنے والوں مثلاً مجاہد متوفی ۱۰۳ھ وضحاک متوفی ۱۰۵ھ کے اقوال کے بارے میں بھی اسی قسم کا موقف اختیار کرتے ہیں (۵۶)

ابن جریر نے اگر چہ اپنی تفسیر میں روایات کو جمع مع اسناد ذکر کرنے کا التزام بھی کیا ہے مگر اکثر و بیشتر وہ اسناد کی جانچ پڑتال نہیں کرتے ہیں بعض اوقات ایک تجربہ کار ناقد کی حیثیت سے اسناد پر نقد و تبصرہ کرتے ہیں اور نا قابل اعتماد روایت کورد کر تے ہیں (۵۷)

تفسیر قرآن کے سلسلہ میں ابن جریر اجماع امت کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں قرآن کی آیت "فان طلقها فلا تحل له حتیٰ تنکح زوجا غیره (۵۸) اس کی تفصیل لکھتے لکھتے فرماتے ہیں "کہ آیت کا یہ مفہوم اجماع امت کی بناء پر متعین کیا گیا ہے" (۵۹)

ابن جریر مختلف قرأتیں ذکر کرنے کا اہتمام کرتے اور ان کے معانی و مطالب پر بھی روشنی ڈالتے ہیں اور اپنی تفسیر میں بسند کعب احبار (۶۰)، وھب بن منبہ (۶۱) ابن جریج (۶۲) اور سدی (۶۳) سے بکثرت اسرائیلی اخبار و واقعات نقل کرتے ہیں اسی طرح محمد بن اسحٰق (۶۴) سے بھی بہت سے واقعات روایت کرتے ہیں جوانہوں نے نومسلم نصاریٰ سے سنے۔ (۶۵) بے مقصد امور سے احتراز کرتے ہیں (۶۶)، اور کلام عرب اور جاہلی اشعار سے بھی استدلال کرتے ہیں اور فقہی مسائل میں فقہاء کے مذاہب و مسالک کا بھی ذکر کرتے ہیں نیز اس تفسیر میں علم الکلام کے بعض پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ (۶۷)

۲۔ الکشف والبیان عن تفسیر القرآن از ثعلبی متوفی ۴۲۷ھ:

ابن خلکان فرماتے ہیں "فن تفسیر میں آپ یکتائے روزگار تھے ایسی تفسیر لکھی جو دیگر تفاسیر پر فائق ہے (۶۸)

ثعلبی ایک عظیم مفسر اور صاحب تصانیف کثیرة تھے آپ کی تفسیر انواع و اقسام کے معانی و اسرار کی جامع ہے اس میں اعراب وقرأت کے بارے میں شاندار مباحث موجود ہیں (۶۹)

منہج تفسیر:

قرآن کریم میں فرمایا ''یو صیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین (۷۰)
اس آیت کی تفسیر میں مولف نے ورثہ کی تقسیم سے متعلق گویا ایک پوری کتاب تحریر کردی ہے تقسیم وراثت کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو اس میں مذکور نہ ہو، علاوہ ازیں مولف نے اس پر کھل کر گفتگو کی ہے کہ ظہور اسلام سے قبل دور جاہلیت میں ورثہ کیوں کر تقسیم کیا جاتا تھا (۷۱)

وان کنتم مرضیٰ اوعلی سفر اوجآء احد منکم من الغائط ولٰمستم النسآء فلم تجدوا مآء فتیمموا صعیدا طیبا (۷۲) اس آیت کی تفسیر میں مولف پہلے ''لمس وملامسہ'' کا مفہوم علماء سلف کے اقوال سے واضح کرتے ہیں پھر بتاتے ہیں کہ اس آیت کے بارے میں فقہاء کے پانچ مذاھب ہیں امام شافعی متوفی ۲۰۴ھ مسلک خصوصی تفصیل سے کام لیا ہے پھر تیمم سے متعلق علماء کے اقوال ومذاھب پر روشنی ڈالتے ہیں اور ہر فقیہ کے ذکر کردہ دلائل کا تجزیہ کرتے ہیں (۷۳)

الغرض مولف ہر علمی مسئلہ کے ذکر وبیان میں اس حد تک طوالت سے کام لیتے ہیں کہ یہ کتاب تفسیر بالماثور کے دائرہ سے نکلتی ہوئی دکھائی دیتی ہے (۷۴)

واقعہ یہ ہے کہ ثعلبی قصے کہانیوں کے نہایت دلدادہ تھے اسرائیلیات کے انبار اس میں ہیں سورہ کہف میں جہاں یاجوج ماجوج کا ذکر ہے وہاں ثعلبی نے بعید از عقل طویل افسانے بیان کئے ہیں (۷۵) انہوں نے اس میں صحت کا التزام نہیں رکھا (۷۶)

ولم یقصر تفسیرہ علی الماثور، بل جمع فیہ الی الماثور ذکر الوجود، والقرء ات، والعربیۃ واللغات، والاعراب والموازنات، والتفسیر والتاویلات والاحکام والفقھیات، والحکم والاشارات والفضائل والکرامات ثم ذکر فی اول الکتاب: اسانید الی من یروی عنھم التفسیر من علماء السلف، واکتفی بذلک عن ذکرھا أثناء الکتاب کما ذکر اسانیدہ الی مصنفات اھل عصرہ، وکتب الغریب، والمشکل، والقرأت (۷۷)

اوران کی تفسیر پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ نے کہا ''والثعلبی ھوفی نفسہ کان خیر ودین، وکان حاطب لیل (۷۸) ینقل ما وجد فی کتب التفسیر: من صحیح، وضعیف، وموضوع (۷۹)

معالم التنزيل للبغوی اوراس کا منہج:

وهو كتاب متوسط ،نقل فيه عن مفسری الصحابة والتابعين ومن بعدهم ،وليس خالصا للتفسير بالماثور ،بل جمع فيه بين التفسير بالماثور والتفسير بالرائی والاجتهاد المقبول كما لم يذكر فيه الاسانيد ، اكتفا بذكرها فی اول كتابه ،كما صنع الثعلبی ، فی تفسيره الذی هو اصل تفسيره ومرجعه . (۸۰)

قيمة التفسير :

وهذ التفسير من خيرة التفاسير ،واسهلها وابعدها عن التعقيدوعدم الاستطراد،وعدم الاكثار من المباحث اللغوية والنحوية ،والفقهية (۸۱)

وقد جمع فيه بين الصحيح والضعيف ،وذكر فيه كثيرًا من الاسرائيليات ، كأصله ، وذلک كما صنع فی قصة : هاروت وماروت""وقصة داود ""وسليمان " وكماصنع فی تفسيره قوله تعالیٰ " نٓ :والقلم ومايسطرون(۸۲) فقد ذكرأن "نٓ"هو: الحوت الذی علی ظهره الارض، وهو.ولاشک.من خرافات بنی اسرآئيل واباطيلهم (۸۳)

بغوی علماء سلف کے اقوال اکثر بلاسند ذکر کرتے ہیں مثلاً یوں کہتے ہیں ''قال ابن عباس كذا كذا وقال مجاهد كذاو كذا(۸۴)

رواۃ رجال پر بھی نقد و جرح کرتے ہیں غیر متعلق اقوال و آثار اور منکر روایات سے احتراز کرتے ہیں تفسیر کے مقدمہ میں اس پر روشنی ڈالتے ہیں کہتے ہیں ''کسی آیت کی تشریح یا حکم شرعی کی توضیح کے سلسلہ میں میں نے جہاں کہیں احادیث درج کی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ کتاب الٰہی کی وضاحت وصراحت کے لئے اس کی ضرورت تھی کتاب اللہ کی توضیح سنت سے طلب کی جاتی ہے اور امور دین کا مدار و انحصار سنت ہی پر ہے احادیث نبویہ میں نے معتبر ائمہ حدیث کی کتب سے اخذ کی ہیں اور منکر و غیر متعلق روایات سے احتراز کیا ہے(۸۵)

اکثر مفسرین اپنی تفسیر میں نحوی مسائل کی بھرمار کرتے ہیں لیکن بغوی اس سے پرہیز کرتے ہیں اسی طرح وہ دیگر غیر متعلقہ علوم کے ذکر و بیان سے بھی بہت کم دلچسپی لیتے ہیں

اور بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ بغوی قرآن کے ظاہری الفاظ پر وارد شدہ اعتراض نقل کر کے خود ہی اس کا جواب دیتے ہیں مثلاً آیت کریمہ ''واذا قضى امرا فانما يقول له كن فيكون (۸۶)
بہر حال یہ کتاب بذات خود عمدہ، بہت سی کتب تفسیر بالماثور سے افضل واحسن اور ہر طبقہ کے علماء کے مابین مقبول ومتداول ہے

المحرر الوجيز فى تفسير الكتاب العزيز لابن عطيه متو فى ۵۴۶ھ:

قال ابن تيميه : تفسير ابن عطيه خير من تفسير الزمخشرى ،واصح نقلا ،وبحثا ،وابعد من عن البدع .. بل هو خير منه بكثير، بل لعله ارجح هذه التفاسير (۸۷)

وقال ابن خلدون: لما رجع الناس الى التحقيق واتمحيص ، وجاء ابو محمد عبد الحق ابن عطيه من المتاخرين بالمغرب،فلخص تلک التفاسير كلهاوتحرّى ما هواقرب الى ا لصحة منها (۸۸)

منہج تفسیر:

ابن عطیہ کی زیر قلم تفسیر جملہ مفسرین کے نزدیک کتب تفسیر میں اپنا ایک خاص مقام رکھتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ابن عطیہ بڑی فاضل شخصیت تھے اس کے زیر اثر ان کی تفسیر کو بھی حسن قبول نصیب ہوا بقول مورخین مفسرین مولف نے اس کو جملہ تفاسیر سے ملخص کیا اور اس میں صرف صحیح مواد کو جگہ دی ہے (۸۹)

یہ کتاب ۱۵ ضخیم جلدوں میں چھپ چکی ہے (۹۰) اس میں آپ ایک آیت ذکر کر کے بڑی شریں اور بلیغ عبارت میں اس کی تفسیر کرتے ہیں پھر تفسیر میں وارد شدہ روایات وآثار تحریر کرتے ہیں ابن جریر (متوفی ۳۱۰ھ) سے انہوں نے بہت استفادہ کیا ہے اور بعض اوقات ابن جریر پر سخت تنقید کرتے ہیں قرآنی الفاظ کی تشریح کے سلسلہ میں وہ اکثر عربی اشعار اور ادبی شواہد سے استدلال کرتے ہیں نحوی مسائل کے ساتھ بھی ان کی خصوصی دلچسپی ہے وہ اکثر مختلف قرأتیں ذکر کر کے ان کے جداگانہ معانی ومطالب پر روشنی ڈالتے ہیں (۹۱) بعض حضرات نے ان کو معتزلہ کی طرف مائل بتایا ہے (۹۲)

تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر:

یہ تفسیر قرآن کریم کی تفسیر ماثور پر مشتمل کتب میں حد درجہ شہرت رکھتی ہے اس کا درجہ کتب تفسیر میں ابن جریر کے بعد ہے اس میں مولف نے سلف صالحین کے تفسیری اقوال کو یکجا کرنے کا اہتمام کیا ہے چنانچہ اس میں آیات کی احادیث مرفوعہ اور اقوال وآثار کی روشنی میں کی ہے حسب ضرورت جرح وتعدیل سے بھی کام لیا ہے

اس تفسیر کا منہج اور طرز و انداز یہ ہے کہ وہ سلیس اور مختصر عبارت میں آیت کی تفسیر کرتے ہیں اگر ممکن ہو تو کسی دوسری قرآنی آیت سے اس کے مفہوم کو واضح کرتے ہیں اس طرح آیات کے باہم مقارنہ سے قرآن کریم کا مطلب کھل کر سامنے آجاتا ہے پھر اس آیت سے متعلق احادیث مرفوعہ ذکر کرتے ہیں بعد ازاں اس کی تائید میں صحابہ وتابعین اور دیگر علمائے سلف کے اقوال تحریر کرتے ہیں بعض کو بعض پر ترجیح دیتے ہیں صحیح اور ضعیف کی نشاندہی کرتے ہیں اور رواۃ ورجال پر نقد و جرح کرتے ہیں (۹۳)

ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ متقدمین کی تفاسیر مثلاً ''ابن جریر متوفی ۳۱۰ھ، ابن ابی حاتم، ابن عطیہ ۵۴۶ھ وغیرھم سے بھی بہت استفادہ کرتے ہیں احکام پر مشتمل آیات کی تفسیر کرتے ہوئے فقہی احکام اور علماء کے اقوال و دلائل ذکر کرتے ہیں مثال کے طور پر آیت: فمن شهدمنكم الشهر (۹۴) کی تفسیر میں مولف نے چار مسائل ذکر کر کے اس کے بارے میں علماء کے مختلف مسالک اور ان کے براہین و دلائل بیان کئے ہیں۔

آیات الاحکام کی تفسیر کرتے ہوئے ابن کثیر اسی طرح فقہاء کے اقوال ان کے مسالک و مذاھب اور دلائل و براھین کی تفصیلات ذکر کرتے چلے جاتے ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ پہلو اطمینان بخش ہے کہ ابن کثیر دیگر مفسرین کی طرح اس میں حد سے تجاوز نہیں کرتے، بلکہ اعتدال کے دائرہ میں محدود رہتے ہیں۔

وهو من اجل التفاسير ،ان لم يكن اجلها واعظمها جمع فيه بين التفسير،والتاويل والرواية والدراية مع العنايه التامة بذكر الاسانيد، وبيان صحيحها، من ضعيفها ، من موضوعها،ونقد الرجال ،والجرح ،والتعديل،واستيفاء الايات فى الموضع الاول وتفسير القرآن بالقرآن مع حسن البيان (۹۵)

الدر المنثور فی التفسیر الماثور از سیوطی متوفی ۹۱۱ھ:

الدر المنثور فى التفسير بالماثور جمع فيه الروايات عن النبى ﷺ، والصحابة،والتابعين ،ولم يذكر فيه الاالمرويات الصرفة ، وقد ذكر فى مقدمته : انه لخصه من كتابه "ترجمان القرآن" وهو التفسير المسند الى رسول الله ﷺ والى الصحابة والتابعين ، وقد التزم فيه اخراج الاسانيد التى روى بها الائمة هذه المرويات ،وعزى كل رواية الى من اخرجها ،، (۹۶)

اس تفسیر میں صرف تفسیری اقوال و آثار کے ذکر کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے اور اپنی رائے کو جگہ نہیں دی ہے دیگر تفاسیر میں مفسرین نے اپنی ذاتی افکار و آراء کو بھی شامل کر دیا ہے (۹۷)

(خوف طوالت کے اندیشہ کے پیش نظر میں تفسیر بالماثور پر مشتمل دیگر کتب تفسیر سے بحث نہیں کرتا، اس بحث کو یہاں پر ختم کرتا ہوں اب تفسیر بالرائے کی آتا ہوں۔)

اہم کتب تفسیر بالرائے:

یہاں یہ امر پیش نظر رہے کہ جن کتب کو میں نے یہاں نقد و جرح اور ان کے منہج کو بیان کرنے کے لئے منتخب کیا ہے، ان میں سے ہر کتاب ایک مخصوص رجحان کی نمائندگی کرتی ہے اور اس پر تفسیر کا ایک خاص رنگ غالب ہے مثلاً بعض پر علم نحو کا رنگ نمایاں ہے بعض فلسفہ و علم الکلام کا شاہکار ہیں بعض میں واقعات اور اسرائیلیات کی بھرمار ہے مگر یہ جملہ کتب تفسیر بالرائی کی اسی قسم سے تعلق رکھتی ہیں جو جائز اور قابل قبول ہے

مفاتیح الغیب (المعروف تفسیر کبیر) للرازی متوفی سنہ ۶۰۶ھ:

یہ تفسیر پہلے آٹھ جلدوں میں تھی ابھی نہایت حسین طباعت سے آراستہ مصر کے مطبع البہیہ سے بتیس جلدوں میں شائع ہوئی ہے ابن خلکان متوفی ۶۸۱ھ کے مطابق امام رازی اس کو مکمل نہ کر سکے (۹۸)

اس تفسیر کا منہج:

تفسیر کبیر میں ربط آیات سور، ریاضی و فلسفہ، معتزلہ پر کڑی تنقید، علوم فقہ و اصول نحو و بلاغت کا بیان ہے، جس طرح روایت کے اعتبار سے تفسیر ابن کثیر نہایت جامع اور بے نظیر تفسیر ہے اسی طرح علوم درایت کے لحاظ سے تفسیر کبیر کا کوئی جواب نہیں امام رازی متوفی ۶۰۶ھ ہر آیت کی تفسیر، ترکیب نحوی اور شان نزول سے متعلق سلف کے جتنے اقوال ہوتے ہیں ان کو نہایت مرتب اور منضبط انداز میں پوری شرح و بسط سے وضاحت کرتے ہیں، جس سے باسانی معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں کتنے اقوال ہیں اور کیا کیا ہیں؟ دوسری تفسیروں میں یہ مباحث عموماً منتشر اور بکھری ہوئے ہوتے ہیں، جن سے خلاصہ نکالنے میں وقت لگتا ہے لیکن تفسیر کبیر میں یہ سب باتیں یکجا اور منضبط طریقے سے مل جاتی ہیں۔

قرآن کریم کے انداز بیان کی شوکت و عظمت کو پوری تفصیل سے بیان کرتے ہیں نیز آیات سے متعلق جو فقہی احکام ہوتے ہیں انھیں تفصیلی دلائل کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔

آیت میں جن باطل فرقوں اور عقل پرستوں نے کوئی تحریف کی ہوتی ہے اسے بتمام و کمال ذکر کر کے اس کی مدلل اور مفصل تردید کرتے ہیں اس طرح اس میں جمہیہ، معتزلہ، مجسمہ (۹۹) اباحیہ (۱۰۰) اور ان کے زمانہ کے تمام باطل فرقوں کی تردید موجود ہے۔

(ان خوبیوں کے باوجود)تفسیر کبیر کی روایات دوسری تفاسیر کی طرح رطب ویابس کا مجموعہ ہیں (۱۰۱)
اورمحدودے چند مقامات پر امام رازی نے جمہور مفسرین سے الگ راہ اختیار کی ہے مثلاً (لم یکذب ابراھیم الا ثلث کذبات) کی حدیث صحیح کورد کردیئے ہیں۔(۱۰۲)

انوار التنزیل واسرار التاویل از بیضاوی متوفی (بقول امام سبکی)۶۹۱ھ (اور ابن کثیر)۶۸۵ھ

منہج وتعارف تفسیر:

علامہ بیضاوی کی تفسیر متوسط الحجم اور تفسیر وتاویل دونوں کی جامع ہے یہ عربی زبان کے قواعد اور اہل سنت کے اصول وضوابط پر مشتمل ہے اگر چہ بعض اوقات وہ صاحب کشاف کے معتزلی عقائد سے بھی متاثر نظر آتے ہیں ۔(۱۰۳)
جس طرح صاحب کشاف ہر سورت کے آخر میں ایسی احادیث نقل کرتے ہیں جس سے سورت کی عظمت وفضیلت نمایاں ہوتی ہے اسی طرح بیضاوی نے بھی اس ضمن میں ان کی تقلید کی ہے حالانکہ یہ احادیث باتفاق محدثین موضوع ہیں (۱۰۴)
بیضاوی نے امام رازی متوفی ۶۰۶ھ کی تفسیر کبیر اور راغب اصفہانی متوفی فی حدود ۴۲۵ھ کی تفسیر سے بھرپور فائدہ اٹھایا ہے پھر اس پر صحابہ وتابعین کے اقوال وآثار کا اضافہ کیا اور عقل خداداد کی مدد سے طبع زاد نکات ولطائف شامل کئے۔
قاضی موصوف آیات الاحکام کی تفسیر کرتے ہوئے فقہی مسائل کی تفصیلات بیان کرتے ہیں مگر اس سے زیادہ دلچسپی نہیں لیتے ، فقہی مسائل کے تذکرہ کے دوران وہ امام شافعی متوفی ۲۰۴ھ کے مسلک کی تائید میں دلائل وبراھین ذکر کرتے ہیں جس آیت کا تعلق اہل سنت اور معتزلہ کے نزاعی مسائل کے ساتھ ہوتا ہے، وہاں قاضی صاحب دونوں کا موقف بیان کرتے ہیں ۔(۱۰۵)
بیضاوی اسرائیلیات کا تذکرہ بہت کم کرتے ہیں اگر کسی جگہ اسرائیلی واقعہ بیان بھی کرتے ہیں تو وہاں اس کے ضعف کی طرف اشارہ بھی کرتے ہیں۔

مدارک التنزیل وحقائق التاویل از نسفی متوفی ۷۰۱ھ:

امام نسفی نے اس کتاب کو تفسیر بیضاوی اور کشاف سے اخذ کیا، البتہ کشاف میں جو معتزلی عقائد مرقوم تھے ان سے احتراز کیا اور مسلک اہل سنت پر گامزن رہے یہ ایک متوسط القامت تفسیر ہے مولف نے اس میں وجوہِ اعراب اور مختلف قسم کی قرائتوں کو یکجا کیا ہے تفسیر کشاف میں جو بلاغی نکات تھے ان کو اس تفسیر میں سمولیا گیا ہے اس میں تفسیر بیضاوی سے بھی استفادہ کیا گیا ہے(۱۰۶)

آیات الاحکام کی تفسیر کرتے ہوئے آیت سے متعلق فقہی مذاہب و مسالک بیان کرتے ہیں امام نسفی بڑی سرگرمی سے حنفی مسلک کی حمایت کرتے اور دوسرے مسالک کی پرزور تردید کرتے ہیں (۱۰۷) اور اسرائیلیات کا ذکر بہت کم کرتے ہیں اور جہاں کہیں اسرائیلی روایت کا ذکر کرتے ہیں وہاں جگہ جگہ ان پر نقد و جرح کرتے ہیں (۱۰۸) اور بعض جگہ جرح ہی نہیں کرتے (۱۰۹)

لباب التاویل فی معانی التنزیل از خازن متوفی ۷۴۱ھ:

اس تفسیر کے مولف نے امام بغوی متوفی ۵۱۶ھ کی معالم التنزیل سے مختصر کیا اور متقدمین کی تفاسیر سے اس پر مفید اضافے کئے ہیں تفسیر ھذا میں منقول روایات کی بڑی کثرت پائی جاتی ہے اس میں شرعی احکام کے دلائل و براھین بکثرت موجود ہیں تفسیر میں ایسے اسرائیلی قصص اخبار موجود ہیں جو علم صحیح اور عقل سلیم کی ترازو میں پورے نہیں اترتے۔ (۱۱۰)

فقہی مسائل کے ساتھ خصوصی دلچسپی لیتے ہیں اور فقہاء کے مذاہب بھی بیان کرتے ہیں فروعات میں بھی الجھنے کی کوشش کرتے ہیں (۱۱۱) وعظ گوئی میں ماہر نظر آتے ہیں (۱۱۲)

البحر المحیط (۱۱۳) لابوحیان الاندلسی متوفی ۷۴۵ھ:

تفسیر کا انداز و طریقہ:

ابوحیان ایک عظیم شاعر اور لغوی امام تھے اور تفسیر میں بھی نحوی مسائل کی اس قدر بھرمار ہے کہ یہ تفسیر کے بجائے نحو کی کتاب معلوم ہوتی ہے اگر چہ اس تفسیر پر علم نحو کا غلبہ ہے مگر اس کے باوجود تفسیر کے دوسرے پہلوؤں کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ چناں چہ وہ مفردات کے معانی بیان کرتا ہے اس کے ساتھ ساتھ اسباب نزول، ناسخ و منسوخ اور مختلف قرائتوں کو زیر بحث لایا ہے قرآن کریم کے بلاغی پہلوؤں کو نظر انداز نہیں کرتا، آیات الاحکام کی تفسیر کرتے ہوئے فقہی جزئیات پر روشنی ڈالتے ہیں پھر اس سے متعلق علماء سلف و خلف کے افکار و آرا بیان کرتے ہیں معتزلی نظریات والوں کا مذاق اڑاتے ہیں (۱۱۴)

غرائب القرآن ورغائب الفرقان از نیسابوری متوفی ۷۲۸ھ:

انداز و منہج:

امام نیسابوری نے اپنی تفسیر میں جو انداز و طریقہ اختیار کیا ہے وہ بالکل نرالہ ہے پہلے قرائتوں کا ذکر کرتے ہیں پھر آیات کے باہمی ربط و تعلق پر روشنی ڈالتے ہیں بعد ازاں بڑے دلکش انداز میں آیات کے معانی و مطالب بیان کرتے ہیں۔

اس میں ابراز مقدرات، اظہار مظمرات، تاویل ومتشابہات ،تصریح وکنایات، تحقیق استعارات، فقہی مذاھب کی تفصیل اوران کے براھین ودلائل کسی کو بھی نظر انداز نہیں کرتے۔مثلا قرآن میں ارشاد ہے والسارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما (۱۱۵)

اس کی تفسیر لکھتے ہیں

'' جان لیجئے چوری کے بارے میں الزام تین چیزوں سے وابستہ ہے ا۔مسروق ۲ سرقہ ۳ سارق (۱۱۶)

علم کلام اور فلسفہ پر روشنی ڈالتے ہیں وہ آیت کی تفسیر سے فارغ ہو کر ''تفسیر اشاری'' کی طرف آتے ہیں ان کی اس تفسیر میں تصوف کا رنگ جگہ جگہ نمایاں ہے۔ جہاں تک احادیث کا تعلق ہے وہ خود فرماتے ہیں ''(حدیث) میں نے حدیث کی مشہور کتب سے لی ہیں اور بعض احادیث تفسیر کبیر اور کشاف سے ماخوذ ہیں اور جہاں تک فروع فقہیہ کا تعلق ہے جو استدلال کسی فرقہ نے کسی آیت سے کیا ہے وہ میں نے بلا نزاع وجدال اور بلا کم وکاست بیان کر دیا ہے (۱۱۷)

بہر کیف امام نیشاپوری متوفی ۷۲۸ھ اپنی اس تفسیر کے بارے میں لکھتے ہیں ''میری یہ کتاب امام رازی (متوفی ۶۰۶ھ) کی تفسیر کا خلاصہ ہے جو اکثر کتب تفسیر کی جامع ہے (۱۱۸)

السراج المنیر للخطیب الشربینی متوفی ۹۷۷ھ:

یہ تفسیر آسان مفید اور متوسط القامت تفسیر ہے مولف نے اس میں سلف سے استفادہ کیا ہے بعض اوقات بیضاوی متوفی ۶۸۵ھ یا ۶۹۱ھ، زمخشری متوفی ۵۳۸ھ اور بغوی متوفی ۵۱۶ھ کے اقوال بھی نقل کرتے ہیں، بعض دفعہ ان اقوال کو قبول کرتے ہیں، اور گاہے ان کی تردید کرتے ہیں مولف وہی قرأت ذکر کرتے ہیں جو متواتر ہوتی ہے۔ جن نحوی مسائل کا تفسیر سے کچھ تعلق نہیں ان سے احتراز کرتے ہیں حدیث صحیح (۱۱۹) اور حسن (۱۱۲۰) کے سوا دیگر احادیث ذکر نہیں کرتے اگر کہیں ضعیف احادیث کا ذکر کرتے ہیں تو اس کے ضعف پر روشنی ڈالتے ہیں (۱۲۱)

مولف تفسیری نکات بیان کرتے ہیں اور بعض سوالات کا ذکر کے ان کا جواب دیتے ہیں اس کے ساتھ قرآنی آیات کا ربط وتعلق واضح کرتے ہیں اور شرعی احکام کے براہین ودلائل بیان کرتے ہیں (۱۲۲) کہیں کہیں اسرائیلیات بھی ذکر کرتے ہیں (۱۲۳)

ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم : از ابوالسعو د متوفی ۹۸۲ھ :

یہ تفسیر اپنے باب میں عدیم النظیر ہے حسن تعبیر اور طریق ادا میں کوئی تفسیر اس کی نظیر نہیں ہو سکتی، مولف نے قرآن کے بلاغی اسرار ورموز پر اس طرح قلم اٹھایا ہے کہ آج تک کوئی مفسر اس طرح بیان نہ کر سکا (۱۲۳)

فضائل میں موضوعی احادیث کا بھی ذکر کرتے ہیں ربط وآیات کا خاص خیال رکھتے ہیں اسرائیلیات کا ذکر بہت کم کرتے ہیں اور پھر ان کے بارے میں "رُوِیَ اوُقِیلَ" کہہ کر ان کے ضعف کی طرف اشارہ کرتے ہیں (۱۲۴)
اس تفسیر میں فقہی مسائل کی قلت ہے، بہت کم تعرض کرتے ہیں۔

روح المعانی از آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ

مولف نے تفسیر ھذا کو روایۃ ودرایۃ اقوال سلف وخلف کی جامع بنانے کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا اگر اس کو سابقہ کتب تفسیر کا خلاصہ کہا جائے، تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں، فقہی مسائل میں امام رازی متوفی ۶۰۶ھ پر شدید نقد و جرح کر تے ہیں اور امام ابوحنیفہ متوفی ۱۵۰ھ کے مسلک کی حمایت کرتے ہیں معتزلہ اور دیگر فرق و مذاھب کے نظریات ومعتقدات کا ابطال کرتے ہیں (۱۲۵) اسرائیلیات کے تردید کے ساتھ مذاق بھی اڑاتے ہیں (۱۲۶) قرأت، ربط آیات، اسباب نزول بھی بیان کرتے ہیں۔ آیات قرآنیہ کا ظاہری معنی ومفہوم بیان کرنے کے بعد مولف ان کے باطنی اور صوفیانہ معانی پر بھی اظہار خیال کرتے ہیں۔ (۱۲۷)

مبتدعین (۱۲۸) کی تفاسیر:

فرقہ ہائے اسلامی کا ظہور:

تفسیر قرآن عہد رسالت سے لے کر تبع تابعین تک بڑی حد تک ایک ہی روش پر گامزن رہی، ہر پیچھے آنے والا دور اپنے سابقین سے بطریق روایت وسماع تفسیر قرآن اخذ کرتا رہا، ان تاریخی ادوار میں سے ہر دور میں نئے تفسیری رجحانات پیدا ہوتے چلے گئے جن کا قبل ازیں کوئی نشان نہ تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ عہد رسالت سے جس قدر دوری ہوتی چلی گئی تفسیر قرآن کے غموض وخفا کے پہلوؤں میں اضافہ ہوتا گیا بناء بریں مرور ایام کا لازمی نتیجہ یہ ہوا، کہ تفسیر کی ضرورت بیش از بیش بڑھتی گئی۔

تفسیر قرآن میں یہ اضافہ ان عقلی واجتہادی افکار ونظریات کی بناء پر ہوا جن کی ذمہ داری ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے جو عقلی پہلو کو بڑی اہمیت دیتے تھے "اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مختلف فرق ومذاھب پیدا ہو گئے ایسے علماء معرض ظہور میں آئے جو اپنے مذھب ومسلک کی نصرت وحمایت اور اپنے عقائد کا دفاع کرنے کے لئے ہر حیلہ اور وسیلہ کام میں لاتے، قرآن کریم سب فرقوں کا ہدف اولین تھا ہر فرقہ اپنے مخصوص افکار ومعتقدات کے لئے قرآن ہی سے دلائل تلاش کرتا تھا۔ (۱۲۹)

نوبت بایں جارسید کہ لوگوں نے اپنے مذاھب وعقائد کی تائد میں ایسی تفاسیر لکھنے کی بناء ڈالی جن میں کلام ربانی کو ان کی افکار وعقائد کے سانچہ میں ڈھالا گیا تھا مختصر یہ کہ ۳۷ھ تک امت چار فرقوں میں بٹ گئی تھی،

ا۔خوارج (۱۳۰

۲۔شیعہ (۱۳۱

۳۔مرجیئہ (۱۳۲)

۴۔حضرت معاویہ (۱۳۳) (بنوامیہ کے طرف دار۔)

ان میں سے کچھ ایسے بھی نکلے جنہوں نے غلو ومباحثہ سے کام لے کر ایسے عقائد گھڑ لئے، جو تفرق وانتشار کی خلیج وسیع ہونے کا سبب بن گئے، مثلا معتزلہ اور اہل سنت کی تقسیم ہوگئی، قبل ازیں تفسیر بالرائی الجائز اور اہل سنت کی مشہور کتب پر تفصیلی نقد وتبصرہ اور ان کا منہج بیان کر چکے ہیں اب یہاں یہ بتائیں گے کہ دیگر فرقہ ہائے کا موقف کتاب الٰہی کی تفسیر کے بارے میں کیا ہے اور انہوں نے کونسی اہم کتب تفسیر ورثہ میں چھوڑی ہیں۔

معتزلہ کے اصول خمسہ:

ا۔توحید ۲۔عدل۔ ۳۔وعدہ وعید ۔

۴۔کفر واسلام کی درمیانی منزل کا اقرار ۵۔امر بالمعروف ونہی عن المنکر

کوئی شخص جب تک ان اصول خمسہ کا معتقد نہ ہو، معتزلی کہلانے کا حقدار نہیں ہوسکتا (۱۳۴)

منہج تفسیر قرآن اور معتزلہ:

معتزلہ نے اپنے مذھب کی بنیاد اصول خمسہ پر رکھی ہے جو آیات ان کے عقائد سے متصادم تھیں وہاں عقل کو حکم مان کر متشابہات کے سلسلہ میں فیصل تسلیم کیا۔ احادیث صحیحہ سے انکار کیا جو ان کے مذھبی اصول وقواعد سے ٹکراتی تھیں (۱۳۵)

معتزلہ نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ ان کے سب تفسیری اقوال عنداللہ مراد ہیں (۱۳۶) معتزلہ کے نزدیک تفسیر میں لغت کی بڑی اہمیت ہے عربی لغت ان کے ہاں تفسیر میں اولین اصل واساس ہے اور عربی لغت میں قدیم عربی اشعار سے بھی مدد لیتے ہیں (۱۳۷)

تفسیر کشاف وکبیر سے ایسی لاتعداد مثالیں ملتی ہیں کہ معتزلہ نے اپنے عقائد کے اثبات کیلئے قرآن کریم میں مختلف قسم کے تصرفات کئے ہیں وہ گا ہے اپنے نظریہ کے اثبات کے لئے لغت سے مدد لیتے ہیں تا کہ نص قرآنی ان کے عقیدہ سے یک رنگ وہم آہنگ ہو جائے۔ (۱۳۸)

معتزلہ کی اہم کتب تفسیر:

تنزیہ القرآن عن المطاعن . از قاضی عبدالجبار (۱۳۹) متوفی ۴۱۵ھ۔

منہج تفسیر و انداز تفسیر:

سورہ فاتحہ سے شروع ہے اور سورۃ الناس پر ختم ہے مگر وہ پوری سورت اور تمام آیات کی تفسیر نہیں کرتے دراصل یہ کتاب مسائل پر مبنی ہے ہر مسئلہ سوال و جواب پر مشتمل ہے یہ اشکال گا ہے آیت کے ظاہری الفاظ پر عربیت کے اعتبار سے وارد ہوتا ہے اور کبھی اس لحاظ سے ، کہ وہ آیت مسلک اعتزال سے ٹکراتی ہے (۱۴۰) ۔

اس تفسیر میں امکانی حد تک معتزلی نظریات کو ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے جہاں کسی آیت کو اپنی نظریات کے خلاف پاتے ہیں تو اس کی تاویل کر کے اپنے عقیدہ کے سانچے میں ڈھالتے ہیں یہ تفسیر ایک جلد میں چھپ کر شائع ہوگئی ہے (۱۴۱)

الکشاف عن حقائق التنزیل للزمخشری متوفیٰ ۵۳۸ھ

تفسیر کشاف کا علمی مقام: زمخشری کو اپنی اس تفسیر پر بڑا ناز تھا وہ اپنی تفسیر کے بارے میں یہ شعر کہا کرتے تھے

ان التفاسیر فی الدنیا بلا عدد   ولیس فیها لعمری مثل کشاف

ان کنت تبغی الهدی فالزم قرأته   فالجهل کالداء والکشاف کالشافی (۱۴۲)

اس تفسیر میں مفسر نے قرآن کے بلاغی پہلو کو اجاگر کیا ہے اس کا بعد میں آنے والے عام مفسرین پر بہت اثر ہوا ، انہوں نے اسی سے متاثر ہو کر زمخشری کے بیان کردہ استعارات و مجازات اور دیگر بلاغی صورتوں کو اپنی کتب تفسیر میں جگہ دی۔ (۱۴۳)

انہوں نے بھی لغت کا سہارا لیا ہے جس لفظ کے حقیقی معنی قدرے بعید یا عجیب نظر آتے ہوں، زمخشری اس کو مجازی معنی پر محمول کرتے ہیں یہ طرز و طریقہ ابتداء سے انتہاء تک چھایا ہوا ہے (۱۴۴)

مرتکب کبائر ان کے نزدیک جہنمی ہے (۱۴۵) تاثیر سے انکار کرتے ہیں (۱۴۶) مولف کسی حد تک فقہی مسائل سے بھی تعرض کرتے ہیں مگر اس سے زیادہ دلچسپی نہیں لیتے اگرچہ وہ فقہی مسلک کے اعتبار سے حنفی ہیں مگر اس میں تعصب سے کام نہیں لیتے ۔ (۱۴۷) زمخشری اسرائیلیات کا ذکر بہت کم کرتے ہیں۔

تفاسیر فقہاء

فقہی تفسیر کا تدریجی ارتقاء (عہد نبوت ﷺ سے فقہی مسالک کے قیام تقریباً ۳۰۰ھ تک)

قرآن عزیز میں ایسی آیا تیں اتریں جو فقہی احکام پر مشتمل تھیں یہ احکام بندوں کی دنیوی واخروی فلاح و بہبود سے متعلق تھے صحابہ کرام کی زبان عربی تھی اس لئے وہ ان کو جانتے تھے اگر کسی بات کے سمجھنے میں دقت پیش آتی تو رحمت عالم ﷺ کی طرف رجوع کرتے ۔ جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو صحابہ کرام ان مسائل کے حل کے لئے پہلے قرآن کی طرف رجوع کرتے ورنہ نبی ﷺ کے فرمان کو دیکھتے ورنہ اجتہاد سے کام لیتے، یا ایک دوسرے سے ان کا حل پوچھ لیتے ۔(۱۴۸)

اس دوران مسائل کے حل میں صحابہ کے آپس میں اختلاف بھی ہوتے ،لیکن صحابہ آیت قرآنی کا جو مطلب سمجھتے ،اس کا برملا اظہار بھی کر دیتے ۔

مسالک اربعہ کے ظہور کے وقت فقہی تفسیر کی حالت:

مسالک اربعہ کے ظہور کے وقت فقہی تفسیر کی یہی کیفیت رہی ،اس دور میں مسلمانوں کے اندر ایسے مسائل وحوادث رونما ہوئے جن کے بارے مین متقدمین فیصلہ کرنہ پائے تھے چناں چہ ہر امام نے ان نو پیدا حوادث کو کتاب وسنت کی روشنی میں دیکھنا شروع کیا ۔ان کی رائے میں جو بات دلائل و براہین پر مبنی ہوتی ،اس کے مطابق فیصلہ صادر فرماتے ۔ان کے ہاں تعصب اور ہٹ دھرمی کا نام ونشان نہ ہوتا ۔(۱۴۹)

فقہاء کی تفسیری خدمات:

فقہاء کرام نے تفسیر قرآن کے سلسلہ میں جو محنت وکاوش انجام دی ہیں اس کا تفصیلی جائزہ لینے سے یہ حقیقت اجاگر ہوتی ہے کہ عصر تدوین سے پہلے اس سلسلہ میں کوئی خاطر خواہ کام انجام نہیں پایا، عصر تدوین کے بعد فقہاء کرام نے باختلاف مذاھب ومسالک فقہی تفسیر میں بہت سی کتب مرتب کی ہیں ۔ چند مشہور کتب کا تذکرہ یہاں ذکر کرتا ہوں ۔

تفاسیر فقہاء اور ان کا منہج :

۱۔ احکام القرآن الکریم :

للشیخ الامام العالم العلامۃ ابی جعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الازدی الطحاوی المتوفی ۳۲۱ھ . یہ فقہاء حنفیہ کی زبردست تفسیر ہے دو ضخیم جلدوں میں استانبول سے ۱۴۱۶ھ میں چھپی ہے اور یہ قرآن پاک کی ان آیات کی تفسیر ہے جن سے مسائل مستنبط ہوتے ہیں

احکام القرآن از جصاص متوفی ۳۷۰ھ:

جصاص اپنے دور کے علمائے احناف میں سے تھے آپ نے حنفی فقہ کی ترویج واشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا تھا(۱۵۰) علمائے احناف کے نزدیک ان کی یہ تفسیر فقہی تفسیر کی اہم کتب شمار ہوتی ہے اس لئے اس کی اساس حنفی فقہ کی حمایت و تقویت اور اس کے دفاع پر رکھی گئی ہے اس کی تبویب فقہی ترتیب کے مطابق کی گئی ہے یہ کتاب تفسیر سے زیادہ فقہ کی کتاب معلوم ہوتی ہے(۱۵۱)

حنفیت میں غلو وتعصب سے کام لیتے ہیں اس کے نتیجہ میں بعض آیات کی تاویل کر کے ان کو اپنے فقہی مسلک سے ہم آہنگ کرنے کی سعی کی ہیں (۱۵۲)) امام شافعی متوفی ۲۰۴ھ کے مسلک کی سختی سے تردید کرتے ہیں (۱۵۳) گویا جصاص کے نزدیک امام شافعی کی رائے وزن ہی نہیں رکھتی اوران کے بغیر بھی اجماع منعقد ہوسکتا ہے۔

جصاص سے متعلق مشہور ہے کہ وہ معتزلی عقائد سے متاثر تھے اوران کا یہ رجحان ان کی تفسیر میں بھی کچھ کچھ دکھائی دیتا ہے(۱۵۴)

احکام القرآن:

مولف العلامۃ المحدث الشیخ ظفر احمد عثمانی ہیں یہ پانچ ضخیم جلدوں میں یہ تفسیر مولانا اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ کی فکر کے مطابق ہے عمدہ تفسیر ہے(۱۵۵)

احکام القرآن:

للامام المعظم ابی عبداللہ محمد بن ادریس الشافعی المتوفی ۲۰۴ھ۔اس تفسیر کے جامع الامام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی النیسابوری المتوفی ۴۵۸ھ صاحب" السنن الکبریٰ،، ہیں (۱۵۶)

احکام القرآن از کیا ہراسی متوفی ۵۰۴ھ

منہج تفسیر:

شافعیہ کے نزدیک یہ کتاب فقہی تفسیر کی اہم کتاب ہے مولف شافعی المسلک ہے جس طرح جصاص حنفی مسلک کی حمایت و طرف داری میں معروف ہیں اسی طرح مولف ہر جگہ شافعی فقہ کی تائید کرتے ہیں آیات الاحکام کی تفسیر فقہ شافعی کے قواعد کی روشنی میں کرتے ہیں اوران کی امکانی کوشش ہوتی ہے کہ آیت کی تاویل اس انداز میں کرے کہ مخالف اس سے استدلال نہ کر سکے مولف نے کتاب ھذا کے مقدمہ میں کھل کر فقہ شافعی کی مدح وتوصیف کی ہے(۱۵۷)،اس تفسیر میں مولف نے امام شافعی کی طرف سے جصاص (متوفی ۳۷۰ھ) پر سخت حملہ کیا ہے(۱۵۸)

تفسیر میں آیات الاحکام سے تعرض کیا گیا ہے اور قرآن کی تمام سورتوں کی تفسیر مختصر طور پر بیان کیا گیا ہے۔

احکام القرآن۔ از ابن العربی مالکی متوفی ۵۴۳ھ

یوں تو یہ تفسیر قرآن کریم کی تمام سورتوں پر مشتمل ہے مگر اس میں صرف ایات الاحکام کی شرح وتفسیر کی گئی ہے مولف کا انداز یہ ہے کہ وہ کسی سورت کے بارے میں ذکر کرتے ہیں کہ اس میں اس قدر آیات الاحکام ہیں پھر وہ ان میں سے ایک ایک آیت کی تفسیر کرتے ہیں اس کا انداز ذکر و بیان عموماً یہ ہوتا ہے کہ ''اس آیت میں پانچ مسائل ہیں اور دوسری میں سات مسائل ہیں حتی کہ سورت میں جس قدر بھی آیات الاحکام ہوتی ہیں ان سب کی توضیح کرتے ہیں ۔(۱۵۹)

ابن العربی کبھی اعتدال سے کام لیتے ہیں (۱۶۰) اور کبھی سخت تعصب سے کام لیتے ہیں مخالف مذھب والے (خصوصا امام ابوحنیفہ متوفی ۱۵۰ھ) کو برداشت نہیں کرتے ،(۱۶۱)

ابن العربی اسرائیلی روایات کو پسند نہیں کرتے (۱۶۲) اور ساتھ ابن العربی احادیث ضعیفہ کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتے اوران سے احتراز کرتے ہیں (۱۶۳)

الجامع لاحکام القرآن: ازابوعبداللہ قرطبی مالکی متوفی ۶۷۱ھ

اس کتاب کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولف اس میں اسباب نزول ،اقسام قرأت اوراعراب سے تعرض کرتے ہیں اس کے ساتھ قرآن عزیز کے غریب الفاظ پر بھی روشنی ڈالتے ہیں اکثر و بیشتر لغت کی جانب رجوع کرتے اور عربی اشعار سے استشہاد کرتے ہیں مولف کا خاص انداز یہ ہے کہ وہ معتزلہ،قدریہ،شیعہ،فلاسفہ کی تردید کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے اور اسرائیلی واقعات کا تذکرہ شاذ ونادر ہی کرتے ہیں

مولف علمائے سلف کے تفسیری اقوال نقل کر کے قائل کا نام ذکر کرتے ہیں بعض جگہ ان کے اقوال پر تنقید وتبصرہ بھی کر تے ہیں خصوصا ابن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ،ابوبکر جصاص متوفی ۳۷۰ھ، الکیاھراسی متوفی ۵۰۴ھ،اورابن عطیہ متوفی ۵۴۶ھ کے بکثرت اقوال نقل کرتے ہیں قرآنی آیات جن احکام پر مشتمل ہوتی ہیں مولف ان میں فقہی مسائل بیان کرتے ہیں ۔

قرطبی کی بے تعصبی: قرطبی کی بہت اہم خوبی یہ ہے کہ وہ مالکی مسلک سے وابستہ ہونے کے باوصف گروہی تعصب سے پاک نظر آتے ہیں وہ دلیل وبرھان کی پیروی کرتے ہیں (۱۶۴)

التفسیر الکبیر: للامام العلامۃ تقی الدین ابن تیمیہ المتوفی ۷۲۸ھ ۔سات جلدوں میں ہے حنبلی مسلک کی اہم تفسیروں میں سے ہے(۱۶۵)

تفسیر عصر حاضر میں: قرآن عزیز کی شرح وتفسیر کے سلسلہ میں ہمارے علمائے سلف نے متاخرین کے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں چھوڑی تھی انہوں نے قرآن حکیم میں بحث وتحقیق کا حق ادا کر دیا تھا اور اس کے کسی گوشہ کو بھی تشنہ نہیں چھوڑا تھا کسی پہلو کو بھی دیکھیں مثلاً لغوی اور بلاغی پہلو ادبی، فقہی، مذھبی اور فلسفیانہ پہلو۔ ان میں سے ہر پہلو پر مفسرین نے کھل کر بحث کی تھی، جدید مفسریں صرف ان منتشر اقوال کو یکجا کریں یا ان کے مبہم اقوال کی شرح وتوضیح کریں، یا ان کے ضعیف اقوال کو ہدف تنقید بنا دیں، یا ایک رائے کو دوسری کے مقابلے میں ترجیح دیں لیکن کافی عرصہ تک اس میں کوئی نیا اضافہ ہو سکا۔

عصر حاضر میں انواع تفسیر:

عصر حاضر میں تفسیر کی ذیل قسمیں بھی بنائی جا سکتی ہیں

۱۔علمی طرز وانداز

۲۔مذھبی رنگ

۳۔ملحدانہ طرز فکر

۴۔ادبی واجتماعی اسلوب وانداز (۱۶۶)

الجواہر فی تفسیر القرآن الکریم، از شیخ طنطاوی جوہری متوفی ۱۹۸۰ء (۱۶۷)

منہاج تفسیر:

مولف نے اس تفسیر میں وہ سب چیزیں جمع کر دی ہیں جن کی ایک مسلم کو ضرورت ہے چناں چہ اس میں احکام واخلاق، عجائب قدرت، جدید علوم وفنون سبھی ملتے ہیں اس کے مطالعہ سے حیوانات ونباتات اور ارض وسموات کے اسرار ورموز کا پتہ لگتا ہے مولف کا بیان ہے کہ قرآن میں علوم وفنون سے متعلق سات سو پچاس سے زائد آیات ہیں بخلاف ازیں فقہی احکام کے بارے میں کل ایک سو پچاس آیات وارد ہوتی ہیں مولف اپنی تفسیر کے اکثر مقامات میں مسلمانوں کو اس بات کی ترغیب دلاتے ہیں کہ علوم کونیہ سے متعلق آیات میں غور وفکر کرنا چاہیئے اور اس سے سہل انگاری مناسب نہیں۔

مولف لکھتے ہیں ''اے امت مسلمہ! حیرت ہے کہ تقسیم میراث کے بارے میں چند آیات وارد ہوئی تھیں اور ان کی وجہ سے علم رایاضی کی جانب مسلمانوں کا ذوق وشوق بڑھا پھر کیا بات ہوئی کہ عجائب قدرت کے سلسلہ میں سات سو آیات موجود ہیں اور ان پر غور وفکر کی زحمت گوارا نہیں کی جاتی، یہ علوم وفنون کا دور ہے (۱۶۸)

اگے مزید لکھتے ہیں '' عجائب قدرت میں غور وفکر معرفت الٰہی کے حصول میں ممد ومعاون ہے اس لئے اس کا درجہ فرض عین کا ہے(۱۶۹)

تفسیر زیر کتاب کے عمیق مطالعہ سے یہ حقیقت اجاگر ہوتی ہے کہ مولف دیگر متداول تفاسیر کی طرح پہلے کسی آیت کی مختصر لفظی تفسیر کرتے ہیں پھر اس کے بعد علمی بحث کا آغاز کرتے ہیں جس کو بہت طوالت دیتے ہیں اور اپنی اصطلاح میں اس کا نام'' لطائف یا جواہر'' رکھتے ہیں

اس بحث میں وہ عصر حاضر کے علماء شرق وغرب کے افکار ونظریات بیان کرتے ہیں اس سے ان کا مقصد اہل اسلام اور غیر مسلموں کو یہ تاثر دینا ہے کہ جو علوم آج کل ایجاد کئے جارہے ہیں قرآن کریم نے صدیوں پہلے لوگوں کو آگاہ کر دیا تھا ۔

مولف اکثر وبیشتر اپنے نظریات کی تائید میں نباتات وحیوانات، قدرتی مناظر، علمی تجربات سے بھی استشہاد کرتے ہیں مزید براں مولف ''انجیل برناباس'' سے بھی اپنے افکار وآراء پر استدلال کرتے ہیں ان کے خیال میں یہ واحد انجیل ہے جو تحریف سے محفوظ ہے، مولف کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ وہ جُمل کے حساب سے قرآنی علوم کا استخراج کرتے ہیں ۔

تفسیری نمونے:

واذقلتم یٰموسیٰ لن نصبر علیٰ طعام واحد فادع لنا ربک یخرج لنا مما تنبت الارض (۱۷۰)

طنطاوی اس آیت کی تفسیر مین پہلے طبی فوائد پر گفتگو کرتے ہیں پھر طبی جدید کے نظریات ذکر کرتے ہوئے یورپ کے اطباء کا ذکر کر کے کہتے ہیں کہ قرآن نے بھی اس آیت میں یہی کہا ہے اس آیت کے الفاظ'' الذی ھو ادنی بالذی ھو خیر '' میں اسی جانب اشارہ کیا گیا ہے من و سلویٰ کھا کر دیہات کی کھلی فضا میں زندگی بسر کرنا شہری زندگی سے بہتر ہے بلاشبہ شہروں میں پرتکلف کھانے کھائے جاتے ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ ذلت ورسوائی اور حکام کا جور واستبداد بھی برداشت کرنا پڑتا ہے (۱۷۱)

عصر حاضر میں تفسیر کا ادبی واجتماعی اسلوب اور ان کا منہاج:

عصر حاضر میں مفسرین نے قدیم طریقہ تفسیر کو چھوڑ کر ادبی واجتماعی طرز وانداز اور منہج کو اختیار کیا یہ طریقہ کچھ یوں ہے کہ سب سے پہلے قرآن عظیم کے ان مقامات کی نشاندہی کی جائے جن میں دقت تعبیر اور عمق فکر ونظر سے کام لیا گیا ہے اس کے بعد نہایت پُرکشش انداز میں ان مطالب ومعانی پر اظہار خیال کیا جائے جو قرآن کا مقصود اور نصب العین ہے پھر کائنات کے اجتماعی وعمرانی مسائل پر قرآنی نصوص سے استشہاد واستنباط کیا کیا جائے ۔

شیخ محمد عبدہ (۱۷۲) اوران کا تفسیری منہج:

شیخ نے قرآن کریم کو کسی خاص فقہی مسلک کے پیش نظر نہیں دیکھا، انھوں نے اسرئیلی روایات کو جوں کا توں قبول نہیں کیا، بلکہ ناقدانہ نگاہ ڈال کران کی چھان پھٹک کی اوراحادیث ضعیفہ یا موضوعہ کواپنی تفسیر میں جگہ نہیں دی۔لیکن ازادانہ طرز فکر ونظر بڑی حدتک معتزلہ سے ملتی جلتی ہے اور عقل انسانی کومطلق العنان بنادیا ہےاور بعض جگہ تفسیر کوتاویل میں تبدیل کر دیا ہے اورقرآن کووہ معانی پہنادیے جونزول قرآن کے زمانہ میں عربوں میں معروف نہ تھےعقائد کے باب میں صحیح حدیث کوبھی تسلیم نہیں کرتے۔(۱۷۳)

عبدہ کے نزدیک تفسیر کی دوقسمیں ہیں

ا۔تفسیر کی ایک قسم وہ ہے جس میں حل لغات،ترکیب نحوی اورفنی نکات واشارات کی طرف خصوصی توجہ مبذول کی جاتی ہے شیخ کہتے ہیں کہ اس کوتفسیر سے موسوم کرنا درست نہیں اس کا فائدہ صرف یہ ہے کہ مختلف فنون مثلاً نحو ومعانی وغیرہ کی مشق ہو جاتی ہے قرآن کریم کے ساتھ اس کا کچھ تعلق نہیں۔

۲۔تفسیر کی دوسری قسم یہ ہے کہ مفسر قرآنی آیت کی تشریح کرے۔اورعقائد واحکام کی حکمت ومصلحت پر اس طریق سے روشنی ڈالے جس سے روحانی مسرت حاصل ہواورانسان عمل وہدایت کی راہ پر گامزن ہو(۱۷۴)

وہ لکھتے ہیں ''کہ قرآن کسی کے عقیدہ کے تابع نہیں،،۔(۱۷۵)

اس مکتب فکر کے مشاہیر:

ا۔سید محمد رشید رضا متوفی ۱۳۵۴ھ(۱۷۶)

۲۔شیخ محمد مصطفےٰ المراغی(۱۷۷)

شیخ رشید کا اندازتفسیر بالکل وہی ہے جوان کے استاد محمد عبدہ کا ہے،دونوں میں کوئی فرق وامتیاز نہیں پایا جاتا چناں چہ شیخ رشید اپنے استاد کی طرح نہ تومفسرین کے اقوال نقل کرتے یں اورنہ ہی اپنے خصوصی افکار وعقائد کوتفسیر میں جگہ دیتے ہیں اسرائیلی روایات کا کوئی نشان ان کے یہاں موجود نہیں وہ مبہمات قرآن کی تعیین نہیں کرتے، بلکہ ان کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں احادیث موضوعہ سے احتراز کرتے ہیں علوم وفنون کے اصول وقواعد کا بالکل تذکرہ نہیں کرتے۔

تفسیری آراء:

سود کھانے والا یا قتل عمد کا مرتکب ان کے نزدیک دائمی جہنمی ہے (۱۷۸) شیطان یا جنات کے بادشاہ انسانوں پر تسلط حاصل ہے اور وہ انسانوں کو فائدہ یا نقصان پہنچا سکتے ہیں سفید جھوٹ ہے اور اسکی کوئی اصل نہیں (۱۷۹) شیخ رشید کے نزدیک حضور ﷺ کا معجزہ صرف قرآن کریم ہے اور کچھ نہیں ۔(۱۸۰)

منہج تفسیر شیخ محمد مصطفیٰ المراغی متوفی ۱۹۴۵ء:

شیخ المراغی تفسیر قرآن کے سلسلہ میں اپنے استاذ شیخ محمد عبدہ کی روش پر گامزن رہے چنانچہ نہ تو آپ مبہمات قرآن کی تعیین و تفصیل کی فکر رکھتے ہیں اور نہ ہی آپ ان جزئیات کی تفصیل بتاتے ہیں جن سے قرآن نے خاموشی اختیار کی ہے موضوع اور ضعیف احادیث نیز اسرائیلی روایات کے ساتھ بھی آپ کوئی دلچسپی نہ رکھتے ہیں ۔مثلاً ملاحظہ ہو

''وسارعوا الیٰ مغفرة من ربكم وجنة عرضها السموات والارض اعدت للمتقين (۱۸۱) اس آیت کی تفسیر وہ یوں کرتے ہیں

''یہ آیت اس بات پر روشنی ڈالتی ہے کہ جنت اس وقت تیار ہے اس لئے کہ فعل ماضی کا تقاضا یہی ہے کہ زمانہ گزشتہ میں یہ کام انجام پا چکا ہے اس امر کا بھی احتمال ہے کہ ماضی کا صیغہ مستقبل کے معنی میں ہو جیسے یہ آیت کہ ''نفخ في الصور'' (۱۸۲) اندریں صورت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جہنم کی تخلیق ہو چکی ہے مگر یہ بحث بے کار ہے اور اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا'' (۱۸۳)

ولقد آتينا لقمان الحكمة (۱۸۴)

فرماتے ہیں لقمان کے بارے میں مختلف اقوال ہیں ''ان کا تعلق بنی اسرائیل کے ساتھ تھا، وہ حبشی غلام تھے، وہ مصر کے سیاہ فام حبشی تھے، یونانی الاصل تھے، وہ بڑھئی تھے، وہ بکریاں چرایا کرتے تھے، وہ نبی تھے، وہ فلسفی تھے'' مگر یہ سب اقوال ناقابل الاعتماد ہیں جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو صاحب الحکمت قرار دیا ہے تو اس سے ان کی شان میں کچھ اضافہ نہیں ہوتا کہ آپ کا حسب و نسب بہت اچھا ہو'' (۱۸۵)

مراجع

(۱) القیامہ: ۱۷، ۱۸، ۱۹

(۲)مقدمہ ابن خلدون ج۲ فصل قرأت ص ۳۳۳

(۳)ابو عبیدہ: ابو عبیدۃ بن الجراح، احد العشرۃ المشہور شہد بدرا واحدا وسائر المشاہد مع رسول اللہ ﷺ وھاجر الی الحبشۃ الھجرۃ الثانیۃ توفی سنۃ ۱۸ھ۔

اسد الغابۃ ج۶ ص ۲۱۸ ،سیرۃ ابن ہشام ج۱ ص ۲۱۵ ، الاستیعاب ج۴ ص ۱۷۱۱

تہذیب التہذیب للامام ابن الحجر متوفی ۸۵۲ھ ج۱۰ ص ۱۸۱ دار الفکر ۱۴۱۵ھ

(۴)انس: ھو انس بن مالک بن النضر خادم رسول اللہ ﷺ کان یتسمی بہ ویفتخر بذلک ، خدم الرسول اللہ ﷺ عشر سنین ،تو فی سنۃ احدی وتسعین وھو آخر من توفی بالبصرۃ من الصحابۃ، (اسد الغابۃ ج۱ ص ۱۵۰ ۱۵۱، ۱۵۲)

(۵) عبس: ۳۱

(۶)الاتقان ج۲ ص ۴۳۱

(۷) الانعام: ۱۴، یوسف: ۱۰۱، ابراھیم: ۱۰، فاطر: ۱، الزمر: ۴۶، الشوریٰ: ۱۱

(۸)الاتقان ص۴۳۵

(۹) النہج: الطریق الواضح ،ونہج الامر وانہج ووضح. (مفردات القرآن للراغب الاصفہانی ص۸۲۵)

قال اللہ تعالیٰ لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا ۰ المائدۃ: ۴۸)

(۱۰) النحل: ۴۴

(۱۱)عدی بن حاتم: آپ ائمہ اعلام میں سے ہیں ۳۵۴ھ میں فوت ہوئے۔

کتاب التاریخ الکبیر للامام ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری المتوفی ۲۵۶ھ ج۶ ص ۳۵۴ رقم ۹۵۳۳

بلوغ المرام : لابن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ ص ۹۸۷

(۱۲)الفاتحۃ: ۷ (۱۳)ایضا

(۱۴) ترمذی :ابواب التفسیر :تفسیر سورۃ الفاتحہ ، جامع البیان للطبری ۱: ۷

(۱۵) ابن مسعود:ھو عبداللہ بن مسعود بن غافل ،کان اسلامہ قدیما اول الاسلام وھو اول من جہر بالقرآن بمکۃ، وھاجر الھجرتین جمیعا الی الحبشۃ والی المدینۃ وصلی القبلتین وشہد بدرا واحدا ،والخندق وبیعۃ الرضوان و شہد الیر موک وھو الذی اجہز علی ابی جہل وشہد لہ رسول اللہ ﷺ بالجنۃ ،توفی سنۃ ۳۲ھ۔ (اسد الغابۃ ج۳ ص ۳۸۴ تا ۳۹۱ ،رقم ۳۱۷۷)

(۱۶)البقرۃ: ۲۳۸

(۱۷)ترمذی :ابواب التفسیر :البقرۃ: ۲۳۸، مسند احمد :رقم ۳۸۲۹

ابوداود الطیالسی رقم ۳۶۶، مسلم کتاب المساجد رقم ۶۲۸ ، ابن حبان رقم ۱۷۴۶ طحاوی (شرح معانی الاثار): ج۱ ص ۱۷۴

(۱۸) ابی بن کعب: ھو ابی بن کعب بن قیس ، الانصاری الخزرجی المعاوی ،اول من کتب لرسول اللہ ﷺ مقدمہ المدینۃ ، ابی بن کعب وھو اول من کتب فی اخر الکتاب ، کان اصحاب القضاء من اصحاب رسول اللہ ﷺ توفی سنۃ ۳۰ھ . (اسد الغابۃ ج۱ ص ص ۶۱، ۶۲، ۶۳)

(۱۹) الفتح: ۲۶

(۲۰) سمع النبی ﷺ یقرأ : والزمهم کلمة التقوىٰ قال شهادة؛ ان لا الٰہ الا اللہ .   (اسدا لغابہ : ۱ : ۶۲)

(۲۱) النحل: ۴۴

(۲۲) اصول التفسیر لابن تیمیہ ص ۵

(۲۳) الاتقان للسیوطی ج ۲ ص ۱۷۴

(۲۴) ایضا

(۲۵) منہج الفرقان : محمد ابو سلامہ ج ۱ ص ۳۶ مطبع شبرا ۱۹۳۸ء ؛مناھل العرفان ج ۱ ص ۵۳۶

(۲۶) التوبہ : ۳۷

(۲۷) البقرة : ۱۸۹

(۲۸) امام واحدی :ھو علی بن احمد بن محمد بن علی الواحدی ، النیسابوری الشافعی ابو الحسن مفسر ،نحوی، لغوی فقیہ توفی بنیسابور سنة ۴۶۸ھ وله مصنفات مشهورة .

سیر النبلاء . للذهبی ج ۱۱ ص ۲۲۴ ، طبقات الشافعیة ج ۱ ص ۱۷۲ ،

وفیات الاعیان للابن خلکان ج ۱ ص ص ۴۱۹ ، معجم الادباء : ۱۲ : ۲۵۷

(۲۹) منہج الفرقان ج ۱ ص ۳۶

(۳۰) وقد عرفوا . "بالیهود" اذ "بیهود" من قدیم الزمان ،اما من آمنوا بعیسىٰ ،فقد اصبحوا یطلق علیهم اسم " النصارىٰ" واما من آمن بخاتم الانبیاء : فقد اصبح فی عداد المسلمین ویعرفون بمسلمی اهل الکتاب . (اهل الکتاب یطلقون علی الیهود والنصارىٰ ، ولکنهم فی مثل هذا یراد بهم الیهود غالبا لانهم الذین کانوا یسکنون بالمدینة وما جاروها)

(۳۱) تاریخ تفسیر للحریری ص ۶۳

(۳۲) فضائل القرآن ؛ للامام الادیب عبید الله القاسم ابن سلام المتوفی ۲۲۴ھ دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۱۱ھ

تفسیر ابن جریر ج ۱ ص ۲۶، مقدمہ فی اصول التفسیر لابن تیمیہ ص ۳۷ ،تفسیر قرطبی ج ۲۰ ص ۲۲۳

تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۵

(۳۳) الحج: ۳۷

(۳۴) المعارج: ۴

(۳۵) مقدمہ فی التفسیر لابن تیمیہ ص ۳۷

(۳۶) وفیات الاعیان لابن خلکان : ج ۱ ص ۳۶۵

(۳۷) تفسیر قرآن کے سلسلے میں عربی لغت کو اساس کی حیثیت حاصل ہے قدیم عربی اشعار سے کسی لفظ کے معنی تک پہنچنا ممکن ہے لیکن ایسی صورت میں جب کسی لفظ کو قرآن مجید نے اس کے قدیم معنی سے ہٹا کر خاص معنوں میں استعمال کیا یا اس کو بطور اصطلاح استعمال کیا ہے تو قدیم عربی شاعری سے مدد نہیں لی جاسکتی ۔ یا قدیم ادب وتحریر کو بنیاد نہیں بنایا جاسکتا بشرطیکہ شرع کے مطابق ہو (محقق)

(۳۸) الاتقان: ج ۲ ص

(۳۹)ہو ضحاک بن مزاحم الهلالی ابو القاسم الخراسانی ، المفسر مات سنة ۱۰۲ .

طبقات المفسرین للداودی ص ۱۵۵ دار الکتب العلمية بیروت(لبنان الطبعة الاولی ۲ ۱۴۲۲ھ،

نیل السائرین . مو لا نا محمد طاهر ص ۱۲۱ دار القرآن پنج پیر مردان

(۴۰) ہو عکرمه بن عبد الحبر ابو عبد الله البربری ثم المدنی الهاشمی ، مولی ابن عباس ، روی عن مو لا ہ وعائشة وابی هريرة وعقبة وعامر وابی سعید وغیره، وعن الشعبی: ما بقی احدکم اعلم بکتاب الله عن عکرمة ،عالم بالتفسیر مات سنة ۱۰۴ھ

طبقات المفسرین . للداودی ص ۲۶۵ ،رقم ۳۳۱

(۴۱) هو عطابن ابی رباح القرشی مو لا هم ابو محمد الحبری الیمانی نزیل مکة واحد الفقهاء الائمة توفی سنة ۱۱۴ھ .

نیل السائرین ص ۲۱

(۴۲) قتاده بن دعامه : ابو الخطاب السدوسی البصری الاعمی تو فی سنة ۱۱۷ھ او ۱۱۸ھ (ایضا ص ۲۱)

(۴۳)جمع اسرائیلة ، نسبة الیٰ بنی اسرائیل ،والنسبة فی مثل هذا تکون لعجز المرکب الاضافی لا لصدره ، واسرائیل هو: یعقوبؑ . ای عبد الله ،وبنو اسرائیل هم ابناء یعقوبؑ ومن تناسلوا منهم فیما بعد ، الی عهد موسیٰ ومن جآء بعده من الانبیآء حتیٰ عهد عیسیٰؑ .و حتیٰ عهدنبینا محمد ﷺ .

الاسرائیلیات والموضوعات فی کتب التفسیر . ڈاکٹرمحمدبن محمدابو شبهة (جامعه ازهر) ص ۱۲

مکتبه السنة دار ثقافیه للنشر والتوزیع والبحث العلمی

(۴۴)تاریخ التفسیر للصارم ص۴۴، علوم القرآن ڈاکٹرحسن الدین احمد ص۱۶۳ مکتبہ تعمیرانسانیت لاہور۱۹۹۴ء

(۴۵)ایضا

(۴۶) وضع الشیء یضعه وضعا ،اذاحطه واسقطه ،اومن وضعت المرأة ولدها اذا ولدته واما الاصطلاح : ائمة الحدیث فالموضوع : هو الحدیث المختلق ،المصنوع ، المکذوب علی رسول الله .ﷺاو علی من بعده من الصحابة والتابعین .

((انظر : القاموس المحیط والمصباح المنیر ماده(وضع)

(۴۷) تاریخ تفسیرومفسرین غلام احمد حریری متوفی ۱۹۹۰ص ۱۴۸

(۴۸)ایضا ص۹۰ تاریخ زوال ملت اسلامیہ ص۲۱۱ اکبرشاه خان نجیب ابادی

(۴۹)الاسرئیلیات والموضوعات ص۱۲۳

(۵۰) امام نووی: هو یحیٰ بن شرف بن مری النووی الدمشقی الشافعی ، محی الدین ابو زکریا ، فقیه ،محدث ،حافظ مشارک فی العلوم توفی سنة ۶۷۶ھ .تصانیفه الکثیرة .

تذکرة الحفاظ للذهبی ج۴ ص ۲۵۰ ، طبقات الشافعية للسبکی ج۵ ص ۱۶۲

شذرات الذهب لابن العماد ج۵ ص۳۵۴ ، مفتاح السعادة طاش کبریٰ ج۱ س ۳۹۸

(۵۱)الاتقان ج۲ص۱۷۸،۱۹۰

(۵۲) ابن تیمیه: هو احمد بن عبد الحلیم الحرانی ثم الدمشقی ، الحنبلی ،شیخ الاسلام ،محدث ، حافظ ،مفسر ،فقید ، مجتهد ، مشارک فی انواع من العلوم ولد سنة ۶۶۱ھ وتوفی سنة ۷۲۸ھ ومصنفاته الکثیرة .

تذکرة الحفاظ للذهبی ج۴ ص ۲۷۸ ، شذرات الذهب ج۵ ۳۷۶ ، معجم المولفین ج۲ ص ۶۱

(۵۳)اصول التفسیر ص ۴۲

(۵۴)یوسف: ۴۹

(۵۵) تفسیر ابن جریر ج۱۲ص ۱۳۸ یوسف: ۴۹

(۵۶)ابن جریر ج۱ ص۲۵۲ البقرۃ:۶۵ ،الجمعۃ :۵

(۵۷) انظر:الکھف:۹۴ ابن جریر ج۱۶ص۱۳

(۵۸)البقرۃ:۲۳۰

(۵۹)ابن جریر ج۲ص۲۹۰

(۶۰)کعب احبار: هو کعب بن مائع الحمیر من اوعیة العلم ومن کبار علماء اهل الکتاب اسلم فی زمن ابی بکر الصدیقؓ وتوفی ۳۲ھ .

الفهرست لابن الندیم ص ۱۰۱ ،وفیات الاعیان ج۳ ص ۲۱۴ ،نیل السائرین ص ۲۵

(۶۱)وهب بن منبه:هه مات سنة ثمان وعشرین ومأتین وبلغ فوق المأة السنه وعمی آخر عمره وله من الکتب کتاب المبتداء .

(الفهرست لابن الندیم ص ۱۳۸)

(۶۲)ابن جریج:هو عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج الاموی ، مولاهم ، المکی ، (ابو الولید ،ابوخالد)،محدث ،حافظ ، فقیه ، مفسر ،رومی الاصل ولد بمکه وقد للعراق ، وحدث بالبصرة ،واکثروا عنه : من آثاره: السنن ، مناسک الحج ، وتفسیر القرآن ،توفی ۱۵۰ھ . (تاریخ بغداد ج۱۰ ص ۴۰۰،سیر النبلاء للذهبی ۴۶۲، تذکرة الحفاظ للذهبی ج۱ ص ۱۶۰، تهذیب التهذیب لابن حجر ج۶ ص ۴۰۲، وفیات الاعیان ج۱ ص ۲۰۹

(۶۳)سدی:

(۶۴)محمد بن اسحق:هو محمد بن اسحق بن خزیمه النیسابوری ، امام الائمة فقیة الافاق المجتهد المطلق توفی سنة ۳۱۱ھ .

صحیح ابن خزیمه .(مقدمه) للامام ابو بکر محمد ابن اسحاق السلمی النیسابوری المتوفی ۳۱۱ھ ص ۹تا ۱۱ المکتب الاسلامی

(۶۵) الاسراء:۷ ابن جریر ج۱۵ص۳۳

(۶۶) انظر للتفصیل: المائدہ: ۱۲،۱۳ ابن جریر ج۷ص ۸۸ ،یوسف ابن جریر:۱۲ص۱۰۵

(۶۷) مثلاً ھود: ۴۰ ابن جریر ج۱۲ص۲۵ ،البقرہ:۲۲ ۔ابن جریر ج۱

(۶۸)وفیات الاعیان ج۱ص۳۷

(۶۹)معجم الادباء لیاقوت الحموی ج۵ص۳۷، وفیات الاعیان ج۱ص۲۲ ، شذرات الذهب ج۲ص۲۳۰

(۷۰)النساء: ۱۱

(۷۱)الکشف والبیان ج۲ص۹۱ (۷۲)النساء:۴۳ (۷۳)الکشف:ج۲ص۱۳۵

(۷۴) التفسیر والمفسرون ج۱ ص ۲۲۹

(۷۵) تفصیل کے لئے دیکھیے الکھف :۱۰ الکشف: ج۴ص ۱۲۱

(۷۶) الاتقان ج۲ س ۱۸۹ ، اصول التفسیر لابن تیمیه ص ۱۹

فتاویٰ ابن تیمیه ج۲ ص ۱۹۳ ،الرسالة المستطرفة للکتانی ص ۵۹

(۷۷)التفسير والمفسرون ج ۱ ص ۲۲۹ ، الاسرائيليات والموضوعات فی التفسير ص ۱۲۵

(۷۸) يعنی لايميزبين الصحيح والضعيف ، والغث والسمين ،والنافع،والضار

(۷۹) مقدمہ فی اصول التفسیر ص ۳۲

(۸۰) کشف الظنون ج ۲ ص ۱۶۸۰

(۸۱) الاسرائیلیات ص ۱۲۷

(۸۲) القلم:۱

(۸۳) مقدمہ فی اصول التفسیر ص ۳۲

(۸۴) للتفصیل معالم التنزیل

(۸۵) ایضاح ا ص ۹ (۸۶) البقرہ: ۱۱۷ ، معالم التنزیل ج ا ص ۲۹۴

(۸۷) مقدمه تفسير ابن عطيه ج ا ص ا موسسة دار العلوم دوحه قطر الطبعة الاولیٰ ۱۳۹۸ھ ، ۱۹۷۷ء

مقدمه ابن خلدون ص ۴۹۰ ، مقدمه اصول تفسير لابن تيميه ص ۲۱

(۸۸) ايضا

(۸۹) تفصیل کے لئے : البحر المحيط ج ا ص ۹ ، الديباج المذهب ص ۱۷۴ ، بغية الوُعاة للسيوطی ص ۲۱۵ ،

مقدمه ابن خلدون ص ۴۹۱

(۹۰) موسسةدار العلوم

(۹۱) انظر : تفسير ابن عطيه

(۹۲) مقدمه اصول تفسير لابن تيميه ص ۲۳

(۹۳) تفصيل کے لئے؛ تفسير ابن كثير

(۹۴) البقرة : ۱۸۵

(۹۵) ابن کثیر سے متعلق تفصیل کے لئے :

طبقات المفسرين للداودی ص ۳۲۷ ، اصول تفسير لابن تيميه ، الدر الكامنه ج ا ص ۳۷۳

شذرات الذهب ج ۶ ص ۲۳۱ ، الرسالة المسطرفة للكتافی ص ۱۳۶

(۹۶) الاتقان ج ۲ ص ۱۸۳

(۹۷) انظر: الدر المنثور

(۹۸) تفسیر کبیر کو احمدبن محمدبن ابو الحزم مکی نجم الدین مخزومی مصری متوفی ۷۲۷ھ نے مکمل کیا''

(الدرالکامنہ لابن حجر ج ا ص ۳۰۴، کشف الظنون ج ۲ ص ۲۹۹)

(۹۹) مجسمہ: ایک فرقہ کا نام ہے اس فرقہ کے لوگ اللہ تعالی کی صفات ثابت کرنے میں حد سے بڑھ گئے ہیں اللہ تعالی کے دیدار کے اس لئے قائل ہیں کہ اس سے جسم قرار دیتے ہیں ۔ اسلامی انسائیکلو پیڈیا ۔ مولوی محبوب عالم متوفی ۱۹۳۳ء ص ۴۴۹ الفیصل ناشران کتب لاہور ۱۹۹۲ء

(۱۰۰) اباحیہ: ایک حریص گروہ کا نام ہے جو تمام چیزوں کو اپنے لئے جائز ومباح سمجھتا ہے ان کا کہنا ہے کہ ہمیں گناہوں سے اجتناب کی قدرت نہیں ہے اور نہ ہمیں مامورات بجالانے کی طاقت ہے اور اس جہاں میں کوئی کسی چیز کا مالک نہیں ہے اور تمام لوگ اموال اور ازواج میں شریک ہیں (ایضا ص ۲۳)

(۱۰۱) علوم القرآن: مولانا تقی عثمانی ص ۵۰۴

(۱۰۲) تفصیل کے لئے تفسیر کبیر آیت ج

(۱۰۳) تاریخ تفسیر و مفسرین ص ۲۶۹

۱۰۴) ایضا

(۱۰۵) تفصیل کے لئے: البقرہ:۳، بیضاوی ج ۱ ص ۵۳، ۵۸

(۱۰۶) مثلاً ''النجم'' کی تفسیر دونوں تفاسیر میں ملاحظہ ہو۔

(۱۰۷) تفصیل کے لئے: البقرہ:۲۲۸ تفسیر مدارک ج ۱ ص ۸۹، البقرہ:۲۳۷

(۱۰۸) تفسیر مدارک: ص ۳۴

(۱۰۹) النمل:۱۶، ص:۲۱ مدارک ج ۳ ص ۲۹

(۱۱۰) تفصیل کے لئے: تفسیر مذکورہ ج ۳ ص ۱۶ کہف:۱۰

(۱۱۱) انظر: البقرہ:۲۲۶ خازن ج ۱ ص ۱۲۷

(۱۱۲) السجدہ:۱۶ خازن ج ۵

(۱۱۳) البحر المحیط : وهو كتاب عظيم فى مجلدات ثم اختصره فى مجلدين وسماه "النهر الماء من البحر"،

كشف الظنون ج ۱ ص ۲۲۶)

(۱۱۴) دیکھئے: البحر المحیط ج ۲ ص ۲۸۶، ج ۷ ص ۸۵

(۱۱۵) المائدہ:۳۸

(۱۱۶) تفسیر زیر تبصرہ: ج ۶ المائدہ:۳۸

(۱۱۷) ج ۳۰ ص ۲۲۲

(۱۱۸) ج ۶ ص ۱۹۵

(۱۱۹) حديث صحيح؛ الحديث المسند الذى يتصل اسناده بنقل العدل الضابط حتٰى ينتهى الى رسول الله ﷺ او الى منتهاه من صحابى او مَندونه ولا يكون شاذا ولا معللًا. شرح نحبة الفكر : لابن حجر العسقلانى ص ۴ ،تدريب الراوى ص ۶۰

(۱۲۰) حسن: هو ما اتصل سنده بنقل عدل خفيف الضبط وسَلِم من الشذوذ والعلة . (شرح نحبة ص ۱۱

حاشيه الفيه للسيوطى ص ۴۲

(۱۲۱) تفصیل کے لئے: السراج المنیر ج ۱ ص ۲۶۵ ج ۳ ص ۵۶۸ داراحیاء التراث ۱۳۹۲ھ

(۱۲۲) مثلا تفسیر مذکورہ البقرہ:۲۲۵، ۲۲۹

(۱۲۳) تفصیل؛ النمل:۱۶ ص ۲۱، ۲۴

(۱۲۴) الفوائد البہیہ مولانا عبدالحی لکھنوی متوفی ۱۳۴۱ھ ص ۸۲

(۱۲۵) النمل:۳۵

(۱۲۶) دیکھئے الجمعہ:۱۱ روح المعانی ج ۲۸

(۱۲۷) تفصیل روح المعانی میں

(۱۲۸) بدعت: دین میں کوئی نئی بات یا نئی رسم نکالنا نیا دستور یا رسم و رواج (فیروز اللغات مادہ بدعت)

البدعة : اسم من ابتداء الاحمر اذا ابتدائه واحدثه کارفعة اسم من الارتفاع (مغرب ج۱ ص ۳۰)

بدعت بالکسر الحدث فی الدین بعد الاکمال اوما ستحدث بعد النبی ﷺ من الاھوال والاعمال .(قاموس ج۲ ص ۳)

(۱۲۹)تاریخ تفسیر ومفسرین ص ۷

(۱۳۰)خوارج:(۱۳۱) شیعہ؛ جماعت ، پیروکار ،گروہ امامت بالنص کے قائل ، ان الشیعة لغة ھم الصحب والاتباع ویطلق فی عرف الفقھاء والمتکلمین من الخلف والسلف علی اتباع علیؓ وبنیه . (مقدمه ابن خلدون ص۲۱۵)

(۱۳۲) المرجئة: صنف من المسلمین ؛ یقولون الایمان قول بلا عمل کانھم قدموا القول وار جئو العمل ای اخروہ لانھم یرون انھم لو لم یصلوا ولم یصوموا النجاھم ایمانھم وھم فرقة من فرق الاسلام یعتقدون انه لا یضر مع الایمان معصیة

(الفرق بین الفرق ص ۱۹۱)

(۱۳۳)معاویه:ھو معاویة بن ابی سفیان کنیة عبد الرحمن اسم ھو وابوہ واخوہ یزید وامه ھند فی الفتح وکان معاویة یقول؛ اسلم عام القضیة ، وانه لقی رسول الله ﷺ مسلما وکتم اسلامه من ابیه وامه ؛ وشھد مع رسول الله ﷺ حنینا ، وقال ابن عباس : معاویة فقیه فبقی خلیفة عشرین سنة وامیرًا عشرین سنة ،توفی سنة ۶۰ھ. (اسد الغابه ج۵ ص ۲۱۱ تا ۲۱۲

(۱۳۴)تبیین کذب المفتری ابن عساکر ص۱۰ دمشق ۱۳۴۷ھ

.التبصیر فی الدین .امام ابو المظفر اسفرائنی ص۱۵ الانوار ۱۹۴۰ء

.صاحب شرح المواقف سید شریف ج۸ص۳۷۷ سعادہ ۱۹۰۷ء

. الفرق بین الفرق ابو منصور بغدادی ص ۹۸

(۱۳۵) الحیوان؛ للجاحظ ج۱ ص۱۶۸

(۱۳۶) التوضیح : ج۲ ص ۱۱۸

(۱۳۷) انظر: الکشاف ، القیامة: ۲۲،۲۳ المطففین : ۲۳

(۱۳۸) معتزلہ اور ان کے عقائد سے متعلق تفصیل کے لئے مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ ضروری ہے

الکشاف ، تاویل مختلف الحدیث لابن قتیبه ص۸۰

تبیین کذب المفتری ص۱۳۹ مقدمه اصول التفسیر لابن تیمیه ص۲۲

الفھرست لابن الندیم ص۲۳ ، طبقات المفسرین للسیوطی ص ۵۰

کشف الظنون ج۱ ص ۲۳۴ ،بغیة الوعاة ص ۲۳

(۱۳۹) ھو عبد الجبار بن احمد بن خلیل الھمدانی ابو الحسن فقیه، اصولی، ، مفسر، مشارک فی بعض العلوم کان مقلدا الشافعی فی الفروع وعلی راس المعتزلة فی الاصول ورد ببغداد وحدث بھا وتو لی القضاء بالرائی وتوفی سنة ۴۱۵ھ مو لفاته الکثیرة .

سیر النبلاء ۱۱: ۵۴ ، تاریخ بغداد ۱۱: ۱۱۳ ، طبقات الشافعیة ۳: ۲۱۹ ،

الکامل فی التاریخ ۹: ۱۱۵ ، طبقات المفسرین للسیوطی ص ۱۶

(۱۴۰) انظر للتفصیل: تفسیر زیر تبصرہ ص ۴،۵، ۱۵۹، ۳۸۵

(۱۴۱) تفسیر تنزیہ المطاعن لقاضی عبدالجبار متوفی ۴۱۵ھ

(۱۴۲) کشف الظنون ج۲ص ۱۷۳

(۱۴۳) مقدمہ ابن خلدون ص۶۴۶

(۱۴۴) البقرہ:۲۵۵ ،الزمر:۶۷ کشاف ج۱ص۲۷۸

(۱۴۵) النساء:۹۳ الکشاف ج۱ص۳۸۱

(۱۴۶) الکشاف ج۲ص۵۶۸

(۱۴۷) البقرہ:۲۳۰ الکشاف ج۱ص۲۶۴ ،الطلاق:۱ الکشاف:ج۲ص۴۶۶

(۱۴۸) تفصیل کے لئے دیکھئے :تاریخ التشریع الاسلامی للخضری ص۱۳

تاریخ التشریع الاسلامی ازسبکی ص۹۶

(۱۴۹) ایضا

(۱۵۰) شرح الازھار . احمد بن عبد الله جنداری ج ۱ ص ۴ التمدن ۲ ۱۳۳۲ھ

الفوائد البھیه فی تراجم الحنفیه ص۲۷

(۱۵۱) تفصیل کے لئے : احکام القرآن ج ۱ البقرہ: ۲۵ ، یوسف : ۲۶

(۱۵۲) دیکھئے : احکام القرآن ج ۱ البقرہ: ۱۸۷ ، البقرہ : ۲۳۲ النساء : ۲.

(۱۵۳) مثلا دیکھئے احکام القرآن ج ۲ ص ۱۴۳ ، ۱۴۵ ، ۴۴۰

(۱۵۴) مثلا : واتبعوا ما تتلو الشیاطین علیٰ ملک سلیمان (البقرہ: ۱۰۲)

مولف لکھتے ہیں "سحر کا اطلاق ہر باطل اور بے حقیقت چیز پر ہوتا ہے جس کا کوئی وجود نہ ہو، مزید لکھتے ہیں صحیح بخاری کی حدیث جس میں نبی کریم ﷺ پر جادو کئے جانے کا ذکر آیا ہے ملاحدہ کی وضع کردہ ہے"

(احکام القرآن ج۱ البقرۃ:۱۰۲ دیکھئے: البقرہ:۲۵۵ ،الانعام:۱۰۳ ،القیامہ:۲۳ ،احکام القرآن ج۳ص۵)

(۱۵۵) احکام القرآن: طابع: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱۴۱۳ھ

(۱۵۶) طابع: دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۷ھ

(۱۵۷) احکام القرآن ۔النساء: ۲۳ ،احکام القرآن ص۳۱۳

(۱۵۸) تاریخ تفسیر ومفسرین ص۶۰۹

(۱۵۹) احکام القرآن: ج۱ المائدہ:۶ ابی بکر محمد بن عبداللہ المعروف بابن العربی المتوفی ۵۴۳ھ ،دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

(۱۶۰) احکام القرآن ج۱ص۱۷۶، ۳۱۸،۲۳۲

(۱۶۱) احکام القرآن ج۱ البقرہ:۶۷

(۱۶۲) احکام القرآن ج۱ص۲۳۱

(۱۶۳) الجامع لاحکام القرآن ج۱ البقرہ۴۳ ، ۳۵۳ البقرۃ:۱۵۸ ج۲ص۳۰۴

(۱۶۴) طابع: دارالکتب العلمیہ بیروت (لبنان ۱۴۰۸ھ

(۱۶۵) تاریخ تفسیر ومفسرین ص۶۳۹

(۱۶۶) هو طنطاوی بن جوهری المصری ، عالم ،حکیم ، مشارک فی انواع من العلوم . والتحق با لاجامع الازهر ، وتخرج بدار العلوم . والقی محاضرات فی الجامعة المصریة وناصر الحرکة الوطنیة وتوفی بمصر سنة ۱۳۵۹ھ مو لفاته الکثیره .

(الاعلام لزرکلی ج۳ س ۳۳۳ ، ایضاح المکنون ج۲ س ۲۰۱ ، معجم المولفین ج۲ ص ۱۵)

(۱۶۷) تفصیل کے لئے دیکھئے الجواہر ج۳ص۱۹ ج۲۵ص۵۳

(۱۶۸) البقرۃ:۶۱

(۱۶۹) الجواہر ج۱ص۲۶

(۱۷۰) هو محمد عبده بن حسن خیرالله من ال الترکمانی ،فقیه ، مفسر، متکلم، حکیم ،سیاسی ولد بمصر سنة ۱۲۶۶ھ وتوفی ۱۳۲۳ھ من تصانیفه تفسیر القرآن الکریم لم یتمه ، رسالة التوحید ،صرح مقامات البدیع الهمدانی ، الاسلام والرد منقدية ، والثورة العربیة لم تکمل .

(الاعلام لزرکلی ج۷ ص ۱۳۱ ، ایضاح المکنون البغدادی ج۲ ص ۵۳۵ ، معجم المولفین ،عمر رضا کحالہ ج۳ ص ۴۷۴)

(۱۷۱) تفسیر المنار ج۱ص۴ ،۱۵، ۱۷،۱۸

(۱۷۲) مقدمہ تفسیر المنار ص۳

(۱۷۳) تفسیر سورہ فاتحہ ص۵۴

(۱۷۴) هو محمد رشید بن علی القلمونی البغدادی الاصل الحسینی ،محدث مفسر ، مورخ ، ادیب ،سیاسی توفی سنة ۱۳۵۴ھ من تصانیفه تفسیر القرآن لم یکمل الخلافة والامامة العظمیٰ الوهابیون والحجاز ، الوحی المحمدی وتاریخ الاستاذ الامام الشیخ محمد عبده فتاوی رشید جمعها صلاح الدین المنجد .

(الاعلام لزرکلی ج۶ ص ۳۶۱ ، معجم المولفین ج۳ ص ۲۹۳)

(۱۷۵) احمد بن مصطفیٰ المراغی ،مفسر ،مصری تخرج بدار العلوم ثم کان مدرس الشریعة الاسلامیة بها ودعی نظارة بعض المدارس وعین استاذا للعربیة والشریعة الاسلامیه بکلیة غور دون بالخرطوم (سودان) وتوفی بالقاهرة ۱۳۷۱ھ من کتبه الحسبة فی الاسلام ،الوجیز فی الفقة.

(الاعلام لزرکلی ج۱ س ۲۵۸ معجم المولفین ج۱ ص ۳۰۴)

(۱۷۶) البقرۃ:۲۷۵ المنار ج۳ص۹۸

(۱۷۷) تفسیر سورۃ الناس ص۱۴۱ ج۷ص۵۱۶

(۱۷۸) الاسراء:۵۹ المنار ج۱۱ص۳۳۳

(۱۷۹) آل عمران:۱۲۳

(۱۸۰) الکهف: ۹۹ ،المومنون : ۱۰۱ ، یٰس: ۵۱ ، الزمر : ۶۸، ق: ۲۰ ، الحاقة : ۱۳

(۱۸۱) الدروس الدینیہ (تفسیر المراغی) آل عمران ۱۲۳

(۱۸۲) لقمان:۱۲

(۱۸۳) تفسیر مذکورہ ایت مذکورہ بالا

باب سوم

فصل اول

بر صغیر میں تفسیر کی ابتداء وارتقاء، مشہور مفسرین کے علمی کارنامے

بنوامیہ(۱) کے دور(۴۱ھ تا ۱۳۲ھ) میں اسلامی مملکت کی حدیں ہندوستان تک وسیع ہوگئیں تھیں ولید بن عبد الملک(۲) کے زمانے (۸۶ھ تا ۹۶ھ) میں باقاعدہ اسلامی سلطنت کا ایک صوبہ بن گیا عرب تاجروں کے ذریعے جنوبی ہند میں بھی مسلمانوں کی آمد شروع ہو چکی تھی بعد کو درہ خیبر (پشاور) کی راہ سے مسلمانوں کا داخلہ ہندوستان میں شروع ہوا۔ اور اسلامی تعلیمات کی اشاعت و تعلیم کی ضرورت محسوس ہوئی، اس غرض سے فقہ و حدیث اور تاریخ و سیر کے ساتھ قرآن مجید کی تفسیریں بھی لکھی گئیں۔

لیکن ہندوستان میں تفسیر کا فن کب آیا؟ اور سب سے پہلے کس نے تفسیر لکھی؟ اس کی بالکل صحیح تعیین کرنا خاصا مشکل ہے اس لئے کہ ہندوستان کی کوئی ایسی تاریخ نہیں ہے جس میں شروع سے لے کر اب تک کے تمام حالات مع تصانیف وغیرہ کے تذکرے موجود ہوں مسلمان جہاں پہنچے ہیں قرآن کریم اور مسجد ساتھ لے کے گئے ہیں اسی بنیاد پر سندھ کے علاقے میں تفسیر قرآن کے مفسر گزرے ہیں مگر پہلا مفسر کون تھا؟ تاریخ اس سے بھی خاموش ہے(۳) ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ کشمیر کے ایک راجہ(۴) کے متعلق مشہور ہے کہ اس نے قرآن مجید کی تفسیر مقامی زبان میں تصنیف کرائی تھی (۵)

عراقی (۶) نے ۲۷۰ھ میں قرآن حکیم کا ترجمہ یا تفسیر سندھی زبان میں لکھی ہے ہندوستان میں قرآن کریم کا یہ پہلا ترجمہ ہے(۷)

اسی امام عبد بن حمید (۸) بھی جلیل القدر مفسر گزرے ہیں ابن حجر عسقلانی (۹) نے عبد بن حمید کی مرتبہ تفسیر کا ایک حصہ محمد بن مزاحم (۱۰) کے قلم سے لکھا ہوا دیکھا ہے جو محمد بن مزاحم نے صرف ایک واسطہ سے عبد بن حمید سے حاصل کی ہے عبد بن حمید کی تفسیر کے بارے میں حضرت شاہ عبدالعزیز (۱۱) نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ تفسیر دیار عرب میں مشہور اور متداول ہے(۱۲)

(عبد بن حمید کا انتقال ۲۹۴ھ میں ہوا ، اس کے بعد تفسیر قرآن مجید کا کام ہوتا رہا۔)

پھر علامہ مخلص بن عبداللہ دہلوی متوفی ۷۶۶ھ (۱۳) نے قرآن مجید کی ایک تفسیر بنام "کشف الکشاف"، لکھی امیر کبیر تاتار خان متوفی ۷۹۹ھ دہلوی (۱۴) نے قرآن مجید کی ایک تفسیر "تاتارخانی"، لکھی، پہلا فارسی ترجمہ اٹھویں صدی ھجری میں نظام الدین قمی شافعی نیشاپوری (۱۵) نے کیا، جو دولت آباد آکر مقیم ہوگئے تھے۔ شیخ اشرف جہاں گیر سمنانی متوفی ۸۰۸ھ (۱۶) سمنانی ۲۳ سال کی عمر میں ہندوستان آئے ، انہوں نے قرآن مجید کی ایک تفسیر بنام "نور بخشیہ"، لکھی۔ حضرت گیسو دراز متوفی ۸۲۵ھ (۱۷) نے تفسیر کشاف (۱۸) کا حاشیہ اور علیحدہ تفسیر لکھی۔

شیخ احمد بن علی المہائمی (۱۹) قرآن کریم کی جامع تفسیر" بنام تفسیر رحمانی"، لکھی شیخ مہائمی کی یہ تفسیر مصر (۲۰) میں طبع ہوئی اور اس وقت کے جلیل القدر علماء سے خراج تحسین حاصل کیا۔(۲۱)

قاضی شہاب الدین دولت ابادی (۲۲) متوفی ۸۴۰ھ نے قرآن مجید کی تفسیر فارسی زبان میں لکھی جو مشہور اور جامع ہے تفسیر کا نام "بحر مواج" ہے

اسی طرح خواجہ حسین ناگوری متوفی ۹۰۱ھ (۲۳) کو سید دو عالم ﷺ سے بے پناہ محبت تھی قرآن شریف کی ایک تفسیر تین جلدوں میں بنام "نور النبی"، لکھی۔

مولانا اللہ داد (۲۴) جونپوری نے قرآن مجید کی ایک تفسیر لکھی، جو تفسیر کے حواشی پر مشتمل ہے وفات ۹۲۳ھ کو ہوئی۔

شیخ محمد بن عاشق چڑیا کوٹی (۲۵) نے قرآن مجید کی ایک تفسیر بنام "تفسیر محمدی" لکھی۔

شیخ حسن محمد المعروف بہ شیخ احمد (۲۶) گجراتی نے قرآن مجید کی تفسیر بنام "تفسیر محمدی"، لکھی احمد آباد میں ۹۸۲ھ کو فوت ہوئے۔

مولانا وجیہ الدین بن نصر اللہ (۲۷) گجراتی نے تفسیر بیضاوی کا حاشیہ لکھا۔

شیخ طاہر سندھی ثم برھانپوری (۲۸) نے قرآن مجید کی تفسیر بہ نام "مجمع البحرین" (۲۹) لکھی شیخ کا وصال دسویں صدی کے آخر میں ہوا۔(۳۰)

شیخ عبدالحق دہلوی (۳۱) نے جس طرح حدیث کی خدمت کی اسی طرح تفسیر قرآن مجید کی خدمت بھی فرمائی حضرت شیخ عبدالحق کی وفات ۱۰۵۲ھ کو ہوئی۔

اورنگ زیب عالم گیر (۳۲) کے استاذ ملاجیون جون پوری (۳۳) کی تفسیر احمدی عربی زبان میں عالم اسلام میں مستند تفسیر مانی جاتی ہے۔

آخر کار حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلوی (۳۴) برصغیر میں ترجمۃ القرآن اور تفسیر کے امام بن کے آئے، آپ نے فارسی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ (فتح الرحمٰن) لکھا جس پر مختصر مگر جامع تفسیری فوائد تحریر فرمائے، اس وقت ہندوستان میں دفتری اور تعلیمی زبان فارسی تھی لیکن اس زبان میں قرآن مجید کا کوئی ترجمہ رائج نہ تھا بحر مواج کو اتنی مقبولیت حاصل نہیں ہوئی تھی، پھر آپ کے فرزند شاہ رفیع الدین متوفی (۳۵) نے اردو زبان میں ترجمہ فرمایا آپ کے دوسرے فرزند شاہ عبدالقادر (۳۶) نے "تفسیر موضح القرآن لکھی۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی (متوفی ۱۲۲۵ھ)(۳۷) حضرت شاہ ولی اللہ متوفی ۱۱۷۶ھ کے شاگرد اور شیخ طریقت مرزا مظہر جانجاناں دہلوی (۳۸) ش ۱۱۹۵ھ کے خلیفہ طریقت قاضی ثناء اللہ نے تفسیر مظہری عربی زبان میں لکھی، جس پر اہل علم کو پورا پورا اعتماد ہے قاضی صاحب کا انتقال ۱۲۲۵ھ کو ہوا۔

اسی طرح نواب صدیق حسن خان (۳۹) (متوفی ۱۳۰۷ھ) نے قرآن کریم کی قابل قدر خدمت انجام دی ہیں ''تفسیر فتح البیان'' اور احکام قرآن میں ''نیل المرام'' عربی زبان میں تفاسیر لکھیں۔(۴۰)

مولا عبدالحق دہلوی (۴۱) متوفی ۱۳۳۵ھ نے عیسائیت اور دہریت، نیچریت کا دفاع کرتے ہوئے قابل قدر تفسیر لکھی جو اردو زبان میں اس موضوع پر بہتر تفسیر ہے۔ اسی طرح امیر علی (۴۲) کا مواھب الرحمٰن معروف ومشہور ہے

ہمارے اس دور میں تفسیری اصول کے مطابق جن حضرات نے قرآن مجید کی خدمت کی ہے ان میں حضرت مولانا محمود حسن المعروف شیخ الہند (۴۳) کا مقام بہت بلند ہے آپ نے مالٹا کی اسارت کے زمانہ میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا جو دراصل اس علمی جماعت کا کارنامہ ہے جو حضرت مولانا حسین احمد مدنی (۴۴) اور مولانا عزیر گل (۴۵) پر مشتمل تھی، آپ کے اس مترجمہ مصحف پر مولانا شبیر احمد عثمانی (۴۶) کے علمی اور تفسیری فوائد ہیں

نیز مولانا مفتی محمد شفیع (۴۷) نے اپنی معروف تفسیر معارف القرآن میں معارف ومسائل کے نام سے بہترین تفسیر لکھی ہیں، اسی طرح جامع اور مکمل تفسیر بیان القرآن جو اس زمانہ میں تفسیر کے اساتذہ کے لئے بھی مشعل راہ ہے مولانا اشرف علی (۴۸) کی دینی، علمی اور روحانی بصیرت کا شاہکار ہے۔(۴۹)

ان کے ساتھ ساتھ فہم قرآن کو فقیہانہ انداز اور مربوط شکل میں احکام القرآن کے نام سے مولانا ظفر احمد عثمانی نے میدان مدارس تفسیر میں لائے، یہ عربی زبان میں پانچ ضخیم جلدوں میں ہے۔(۵۰)

اسی دیوبندی مکتب فکر کی ایک تفسیر ''حل القرآن،، کے نام سے مولانا اشرف علی تھانوی کے ترجے اور مولانا حبیب احمد کیرانوی کی تفسیر کے ساتھ دو جلدوں میں آئی ہے یہ عام فہم تفسیر ہے قدیم وجدید اعتراضات کا حل موجود ہے(۵۱)

مولانا احمد رضا خان (۵۲) کا ترجمہ اور مولانا نعیم الدین (۵۳) کا مختصر حاشیہ بھی مشہور ہے

فکر ولی اللہی کے ترجمان مولانا عبیداللہ سندھی (۵۴) اور مولانا احمد علی لاہوری (۵۵) کے تفسیری خدمات قابل ذکر ہیں نیز مولانا ابوالکلام آزاد (۵۶) کا ترجمان القرآن اور مفتی عاشق الٰہی مہاجر مدنی (۵۷) کی انوار البیان بھی عام فہم اردو تفاسیر میں نمایاں ہیں اسی زمرے میں مولانا ادریس کاندھلوی (۵۸) کی تفسیر معارف القرآن بھی اپنا ثانی نہیں رکھتی۔

حال ہی میں دیوبند سے ۱۲ ضخیم جلدوں میں ''انوار القرآن،، کے نام سے تفسیر آئی ہے یہ کئی تفاسیر کا خلاصہ اور معلومات کا ذخیرہ ہے اس کے مولف ومصنف مولانا محمد نعیم (شیخ الحدیث وتفسیر دار العلوم دیوبند وقف) ہیں۔(۵۹)

مراجع

(۱) بنوامیہ: قبیلۂ قریش کی شاخ ہے قریش کے خاندان میں "امیہ" گزرا ہے اس کی طرف منسوب ہے حضرت معاویہؓ متوفی ۶۰ھ اس خاندان کے بانی خلفاء میں سے ہیں سلسلہ نسب یوں ہے معاویہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ۔

(تاریخ ملت مفتی زین العابدین سجاد میرٹھی، مفتی انتظام اللہ شہابی اکبرابادی ج ا ص ۴۴۴ ادارہ اسلامیات لاہور طبع اول ۱۹۹۱ء)

(۲) ولید بن عبدالملک ۵۰ھ میں پیدا ہوئے، باپ کی وفات (۸۶ھ) کے بعد تخت نشین ہوا، بہترین سپہ سالاران کول گئے، بہت سے علاقے فتح کرنے کے بعد ۹۶ھ وفات پائے، انیس بیٹے یادگار چھوڑے۔ (تاریخ ملت ج ا ص ۵۹۸ تا ۶۳۶)

(۳) تاریخ مسلمانان پاک و ہند ص ۱۰۷،

تذکرۃ المفسرین۔ قاضی زاہد الحسینی ص ۳۳،

جائزہ تراجم قرآنی ص ۱۱ مجلس معارف القرآن دارالعلوم دیوبند

(۴) راجہ مہروک بن لائق

(۵) تذکرۃ المفسرین ۳۳

(۶) عراقی: كان اماما فاضلا فی فنون كثيرة ؛ خصوصا فی التفسير وتاليفه، وكان ابوه من الاندلس، تقدم مصر ؛ مات ۷۰۴ھ

(طبقات المفسرین : احمدبن محمد ص ۲۶۱ مكتبة العلوم والحكم المدينة المنوره طبع اول ۱۴۱۷ھ

(۷) عجائب الہند ص ۲ تا ۴، فقہائے ہند ج ا ص ۸۹ تا ۹۱، تذکرۃ المفسرین ص ۵،

معارف القرآن مولانا قاضی زاہد الحسینی ص ۱۰، تاریخ التفسیر (صارم) ص ۲۵

(۸) عبد بن حميد : سمه عبد الحميد بن نصر الكسی (سمر قندی) ابو محمد محدث، حافظ جوال، مفسر، توفی بدمشق سنة ۲۹۴ھ یا ۲۹۹ھ من آثره المسند الكبير وتفسير القرآن.

(شذرات الذهب ج۲ ص ۱۲۰، كشف الظنون ج ۲ ص ۴۵۳، هدية العارفين ج ا ص ۴۳۷

(۹) ابن حجر: هو احمدبن علی بن محمد الكنانی، العسقلانی المصری، المولد، والمنشاء، والدار، و الوفاة، الشافعی. محدث، مورخ، اديب، شاعر، توفی سنة ۸۵۲ھ، تصانيفه كثيره مفيدة ممتعة.

(الضوء اللامع ج۲ ص ۳۶، شذرات الذهب ج۷ ص ۲۷، البدر الطالع ج ا ص ۸۷،

مفتاح السعاده ج ا ص ۲۹۰.

(۱۰) محمد بن مزاحم:

(۱۱) عبد العزيز: الشيخ الامام العالم الكبير العلامه المحدث الدهلوی. سيد العلماء فی زمانه لقبه سراج الهند مصنفاته كثيرة توفی ۱۲۳۹ھ. نزهة الخواطر ج۷ ص ۳۰۶)

(۱۲) معارف القرآن: قاضی زاہد الحسینی ص ۵۱ دارالاشاعت مدینہ مسجد اٹک

(۱۳) مخلص : هو الشيخ الفاضل الكبير الهندی الدهوی احد كبار الفقهاء الحنفية صنف تفسيرا سماه كشف الكشاف وكانت وفاته فی سنة اربع وستين ومائة. (سجة المرجان ص ۵۲، نزهة الخواطر ج۲ ص ۱۶۵، ۱۶۶)

(۱۴) امير كبير تاتار خان: كان من الرجال المعرفين بالفضل والصلاح والرياسة، وكان فاضلا عادلا، انة صنف كتابا فی التفسير وسماه التاتار خان. (نزهة الخواطر ج۲ ص ۱۹، ۲۰)

(۱۵) نظام الدین: هو العلامة نظام حسن بن محمد بن حسین النیسابوری القمی المعروف بنظام الاعرج المتوفی ۷۲۸ھ.

(کشف الظنون ج۱۹۵۳،۱۱۹۲۱)

(۱۶) اشرف جهانگیر: کان عالما کبیرا عارفا وله مصنفاة کثیرة منهم التفسیر القرآن المسمی "النور البخشیة مات سنة ثمان وثمان مائة.

(نزهة الخواطر ج۳ س ۲۶،۲۵)

(۱۷) گیسو دراز: هو احمد بن محمد الهندی المعروف بکیسو دراز (ای طویل الشعر) الحنفی توفی سنة ۸۲۵ھ.

(هدیة العارفین ج ۱ ص ۱۲۰ نزهة الخواطر

(۱۸) کشاف: عن حقائق التنزیل لزمحشری متوفی ۵۲۸ھ

(۱۹) المهائمی: هو علی بن احمد بن ابراهیم المهائمی الدکنی الهندی الحنفی، فقیه، مفسر، متکلم صوفی من تصانیفه "تبصیر الرحمن وتیسیر المنان" توفی سنة ۸۳۷ھ.

(نزهة الخواطر ج۳ص ۸۰، هدیة العارفین ج ۱ ص ۷۲۰، ایضاح المکنون ج ۱ ص ۵۲)

(۲۰) سمیت مصر بمصربن مصایم بن حام بن نوح علیه السلام، وهی من فتوح عمرو بن العاص فی ایام عمر بن الخطاب المتوفی ۲۳ھ.
معجم البلدان ج ۵ ص ۱۳۷ تا ۱۴۳

(۲۱) تذکرۃ المفسرین قاضی زاہد الحسینی ص ۳۳ دار الاشاعت اٹک ۱۴۰۱ھ

(۲۲) هو الشیخ الامام العالم الکبیر العلامة احد الائمة بارض الهندولد بدولة آباد دهلی سبع مائة من الهجرة وله مصنفاة جلیلة مجتمعة سارت بها رکبان العرب والعجم منها "البحر المواج" فی تفسیر القرآن الکریم بالفارسی مات سنة تسع واربعین وثمان مائة بمدینة جونپور.

(نزهة الخواطر ج۳ س ۱۵، ۱۶، ۱۷)

(۲۳) خواجه حسین نا گوری هو حسین بن خالد الناگوری کمال الدین وله مسنافاة منها "تفسیر القرآن الکریم" المسمیٰ نور النبی فی ثلاثین جزءا.

(نزهة الخواطر ج۴ ص ۸۴،۸۳)

(۲۴) هو الفاضل العلامة اِلٰه داد بن عبد الله احد العلماء الفاضل المشهورین فی الهند ولد فی مدینة جو ن پور له شروح وتعلیقات مات سنة ۹۲۳ھ.

(نزهة الخواطر ج ۴ص ۳۸،۳۷)

(۲۵) شیخ محمدبن عاشق: هو احد الفقهاء الحنفیة اسس مدرسة عظیمة بچڑیا کوٹ له مصنفات منها التفسیر المحمدی وغیره مات سنة ۹۷۲ھ.

(نزهة الخواطر ج۴ ص ۲۶۹)

(۲۶) شیخ حسن: هو الشیخ الفاضل الکبیر حسن بن احمد بن نصر الگجراتی ولد ۹۲۳ھ وکا ن عالما کبیرا فی الفقه والاصول والتفسیر، وله مصنفاة عدیدة منها تفسیر القرآن الکریم اجتهد فیه فی ربط الایات بعضها ببعض ومنها تعلیقات شریفة علی تفسیر البیضاوی. مات سنة ۹۹۸ھ.

(نزهة الخوطر ج۴ ص ۳۴۴)

(۲۷) وجیه الدین: هو وجیه الدین بن نصر الله وکانت له الید الطولی فی حسن التصنیف ومن مصنفاته الممتعة حاشیه علی تفسیر البیضاوی مات سنة ۹۹۸ھ.

(نزهة الخواطر ج۴ ص ۳۴۴)

(۲۸) طاهر سندهی: هو العالم الکبیر طاهر بن یو سف السندهی ثم البرهان پوری احد العلماء المبرزین فی الفقه والحدیث وله مصنفاة کثیرة منها مجمع البحرین فی تفسیر القرآن علی مشرب الصوفیة وذوقهم ومنها مختصر تفسیر المدارک مات سنة اربع بعد الالف.

(نزهة الخواطر ج۵ س ۲۰۲ تا ۲۰۶)

(۲۹) هو مجمع البحرين فی غرائب التنزيل ولطائف الاخبار :

(۳۰) للتفصیل: کشف الظنون ، آثار الصنادید۔ سرسید احمد خان ۔ پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی ۱۹۶۶ء

ابجد العلوم نواب صدیق حسن خان مکتبہ قدوسیہ لاہور ۱۹۸۳ء

اتحاف النبلاء مطبع مجتبائی کان پور ۱۲۸۸ھ

تذکرہ علماء ہند رحمان علی مطبع نول کشور لکھنو ۱۹۱۴ء

(۳۱) شیخ عبد الحق : هو الشيخ الامام المحدث الفقيه ،اعلم العلماء الاعلام الیخ عبد الحق بن سيف الدين اول من نشر علم الحديث بارض الهند تصنيفا وتدريسا ولد ۹۹۸ھ تو فی ۱۰۵۲ھ. (نزهه الخواطر ج۵ص ۲۱۹، ۲۲۹)

(۳۲) هو الامام المجاهد السلطان بن السلطان ابو المظفر محی الدين محمد اورنگ زیب عالم گیر بن شاهجهان ولد سنة ثمان وعشرين والف وجلس على سرير الملک ثمان وستين والف وكان عالما دينا تقيا متورعا منقلبا فی المذهب مات سنة عشرة ومائة والف . (نزهة الخواطر ج۶ ص۱۲۹ تا ۱۴۳)

(۳۳) ملا جیون : هو العالم الكبير العلامة احمد بن ابی سعيد بن عبيد الله الحنفی المشهور بملا جيون وله مصنفاة جيده حسان ممتعة اشهرها، التفسير الاحمدی فی مجلد كبير مات سنة ثلاثين ومأة والف .

مآثر الکرام ج۱ ص ۳۱۶ ، ۳۱۷ ،بزم تیموریه ص۲۲۷

تذکره علماء هند ص۱۵۵ ،نزهة الخواطر ج۶ ص ۲۱ تا ۲۳

(۳۴) ولی الله: هو الشيخ الامام الهمام حجه الله بين الانام ، اوحد العلماء الدين ،ولد سنة اربع عشرة ومائة والف فی ايام عالمگير وله مصنفاة عديدة ومن التفسير ، فتح الرحمان فی ترجمة القرآن بالفارسية ، الفوز الكبير فی اصول التفسير مات سنة ۱۱۷۶ھ .(نزهة الخواطر ج۶ ص ۴۰۶ تا ۴۲۸)

(۳۵) رفيع الدين :هو الشيخ الامام العالم الكبير العلامة رفيع الدين عبد الوهاب بن ولی الله الدهلوی المحدث المتكلم الاصولی الحجة الرحلة فريد عصره ونادرة دهره ولد بمدينة دهلی وتوفی ۱۲۳۳ھ .

(نزهة الخواطر ج۷ص ۲۰۶ تا ۲۰۸)

(۳۶) عبد القادر :الشيخ العالم الكبير العارف عبد القادر بن ولی الله احد العلماء المبرزين فی المعارف الالهية وكانت وفاته سنة ثلاثين ومائتين والف بدهلی . (نزهة الخواطر ج۷ص ۳۲۶،۳۲۷، ۳۲۸)

(۳۷) قاضی ثناء الله: هو الشيخ الامام الكبير العلامة المحدث احد العلماء الراسخين فی العلم وله تفسير القرآن فی سبع مجلدات كبار المعروف " التفسير المظهری " مات سنة خمس وعشرين ومأتين الف . (نزهة الخواطر ج۷ص ۱۲۸، ۱۲۹)

(۳۸) مرزا مظهر جان جاناں : هو مرزا جان جانان الدهلوی الشيخ العالم المحدث الفقيه الزاهد ،شمس الدين حبيب الله وله مكاتيب نافعة وديوان الشعر بالفارسيه ، توفی شهيدا سنة ۱۱۹۵ھ .

مرزا کے حالات کے لئے دیکھیے:

خزینۃ الاصفیاء :	مفتی غلام سرور لاہوری ج ا ص ۶۸۴،	مطبع نامی گرامی سراج پنڈت لکھنو ۱۲۹۰ھ
مقامات مظہری ،	شاہ غلام علی علوی مجددی	مجتبائی دہلی ۱۳۰۹ھ
حدائق الحنفیہ	مولوی فقیر محمد جہلمی ص ۴۵۳	نول کشور لکھنو ۱۳۲۴ھ
الیانع الجنی	محمد بن یحیٰ ص ۶۷	مطبع صدیقی بریلوی ۱۲۸۷ھ
گلزار اولیاء	مظفر حسین ص ۴۱	مطبع سبحانی حیدرآباد دکن ۱۳۳۹ھ
تذکرہ علماء ہند	محمد ایوب قادری ص ۲۲۶	پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی ۱۹۶۱ء
مفتاح التواریخ	منشی دانشور ص ۳۵۸	نول کشور لکھنو ۱۲۸۴ھ
نزہۃ الخواطر	ج ۶ ص ۵۵،۵۹)	

(۳۹) نواب صدیق حسن خان : هو العلامة الزمان وترجمان الحديث والقرآن ولد سنة ثمان واربعين والف ببلدة بریلی وله مصنفاة كثيرة ومولفاة شهيرة فى التفسير والحديث والفقة والاصول والتاريخ والادب مات سنة سبع وثلاث مائة والف .

(نزهة الخواطر ج۷ ص ۲۰۲

(۴۰) تفصیل باب چهارم فصل سوم میں ملاحظه هو .

(۴۱) شیخ عبد الحق العالم الكبير ، الفقيه الحنفى المفسر المشهور ولد سنة سبع وستين ومأتين والف وكان قوى المباحثة شديد الرغبة . (نزهة الخواطر ج۸ ص ۲۴۱، ۲۴۲)

(۴۲) امیر علی: السيد الفاضل العلامة امير على بن معظم على الحسينى المليح ابادى ثم اللكهنوى احد العلماء المشهورين فى الهند ولد فى سنة ۱۲۷۴ھ وتوفى ۱۳۳۷ھ بلكهنو. (نزهة الخواطر ج۸ ص۸۴ تا ۸۶)

(۴۳) شیخ الهند : الشيخ العالم الكبير العلامة المحدث ،اعلم العلماء فى العلوم النافعة ولد سنة ستين ومأتين والف نشأ بديو بند ،كان آية باهرة فى علو الهمة وبعد النظر والاخذ بالعزيمة ، وحب الجهاد فى سبيل الله تو فى بدهلى سنة تسع وثلاثين وثمان مائة والف . ونقل جسده الى ديو بند ودفن . (نزهة الخواطر ج۸ ص ۴۹۲ ، ۴۹۳، ۴۹۴)

(۴۴) مو لا نا حسین احمد :الشيخ العالم الصالح المحدث حسين احمد بن حبيب الله الحنفى الفيض ابادى ولد فى التاسع عشر من شوال سنة ست وتسعين ومأتين والف ، كان من نوادر العصر وأفراد الرجال صدقا واخلاصا ، وعلو همة وقوة ارادة .مات سنة ۱۳۷۷ھ ودفن بديوبند الشيخ محمود حسن والامام محمد قاسم نا نوتوى متوفى ۱۲۹۷ھ

(نزهه الخواطر ج ۸ص ۱۲۶ تا ۱۳۲)

(۴۵) مو لا نا عزیر گل

(۴۶) مولا شبیر احمد :

(۴۷) مفتی محمد شفیع:

(۴۸) تهانوی: الشيخ لاعالم الفقية الواعظ المعروف بالفضل والاثر ولد سنة ثمانين ومأتين بعد الالف ،كا نت له مهارة جيدة فى التصنيف والتذكير وله مصنفاة كثيرة ممتعة . (نزهة الخواطر ج۸ ص ۶۱،۶۲،۶۳)

(۴۹) تفصیل کے لئے : معارف القرآن ۔ قاضی محمد زاهد الحسینی دار الارشاد خانقاہ مدنی ،مدینہ مسجد اٹک ۱۴۲۲ھ

قرآن کریم کے اردو تراجم ۔ ڈاکٹر احمد خان مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد ۱۹۸۷ء

قرآن حکیم کے اردو تراجم ڈاکٹر صالحہ عبد الحکیم شرف الدین قدیمی کتب خانہ کراچی (سطن)

تاریخ التفسیر عبد الصمد صارم الازہری مکتبہ معین الادب اردو بازار لاھور ۱۹۹۱ء

(۵۰) ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱۴۱۳ھ

(۵۱) ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان ۱۴۱۶ھ

(۵۲) هو احمدرضا خان ، واشتغل بالعلم حتى برع فى العلم وفاق اقرانه فى كثير من الفنون لا سيما الفقة والاصول كان متشددا فى المسائل الفقهية والكلامية متوسعا مسارعا فى التكفير مات سنة ۱۳۴۰ھ

(نزهة الخواطر ج۸ ص ۴۹، ۵۰، ۵۱)

(۵۳) نعیم الدین: ان کے حالات باب چہارم فصل ہشتم

(۵۴) هو احد العلماء المشهورين ولد سنة ۱۲۸۹ھ فى بلد سيال كوت فى بيت من بيوت الوثنيين ،وكان من نوادر الرجال فى قوة الارادة وشهامة النفس واقتحام المخاطر والبعد فى التخيل والاعتماد على النفس ومن مصنفاته التفسير المقام المحمود والهام الرحمن بالعربية ،توفى سنة ثلاث وستين وثلاث مأة والف .

(نزهة الخواطر ج ۸ص ۳۲۳تا ۳۲۸)

(۵۵) احمد علی لاہوری: ان کے حالات باب چہارم فصل دوازدھم

(۵۶) ابوالکلام: ایضا فصل ہفتم

(۵۷) عاشق الٰہی: ایضا فصل دوم

(۵۸) ادریس کاندھلوی: ایضا

باب سوم

فصل دوم

برصغیر میں مشہور مفسرین کے تراجم و تفاسیر کا مختصر تعارف وجائزہ

۱: تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان: مفسر نظام الدین الحسن محمد بن الحسین قمی نیشاپوری دولت آبادی متوفی ۷۱۰ھ یا ۷۲۸ھ ہیں یہ عربی زبان میں ہے اور چھ جلدوں میں دستیاب ہے(۱)

اس تفسیر میں مصنف نے تفسیر کشاف (۲) اور تفسیر کبیر (۳) سے استفادہ کیا ہے طرز تفسیر یہ ہے کہ پہلے مختلف قرأتوں کو نقل کرتے ہیں اور پھر ان پر تبصرہ کرتے ہیں

آپ کی تفسیر کی خصوصیت یہ ہے کہ برصغیر میں سب سے پہلے عربی زبان میں پورے قرآن کریم کی تفسیر آپ ہی نے مرتب فرمائی۔ (۴)

۲:۔بصائر ذوی التمیز فی لطائف الکتاب العزیز: امام مجدالدین محمد بن یعقوب الفیروزآبادی المتوفی ۸۱۲ھ کی تالیف ہے پانچ جلدوں میں ہے(۵)

۳: تفسیر تبصیر الرحمن وتیسیر المنان: مؤلف شیخ علاءالدین علی بن احمد المہائمی متوفی ۸۱۵ھ(۶) ہیں یہ تفسیر دو جلدوں میں پہلی مرتبہ ۱۲۹۵ھ میں مصر سے شائع ہوچکی ہے دیگر تفسیری فوائد کے علاوہ اس میں ایک خاص ندرت اور جدت کا پہلو یہ ہے کہ ہر سورت کی ابتداء میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم،، کی تفسیر ایسے انداز سے کی گئی ہے کہ اس میں ساری سورت کا مضمون اجمالی طور پر سمودیا گیا ہے (۷) اعجازی اور ادبی نکات پر اس قدر جامع اور بے مثل بحث کی ہے اس تفسیر کی تعریف یوں کی گئی ہے ''اتی فی تفسیرہ بما لم یحوہ تفسیر کشف سر الکشاف حتی ترکہ اقل من فتیل وقطمیر وقضی علی القاضی والبیضاوی بسیف الهندی الماضی (۸)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں'' تفسیر رحمانی کہ بہ صنعت ایجاد و تدقیق موصوف است وتفسیر رابہ قرآن امتزاج است (۹)

۴:بحر مواج : مولف ملک العلماء مولانا قاضی شہاب الدین دولت آبادی ثم الدہلوی متوفی ۸۴۹ھ ہیں(۱۰) فارسی زبان میں مطبوعہ ہے اور اس کا قلمی نسخہ بھی کتب خانہ فاضلیہ (واہ ارڈننس فیکٹری گڑھی افغاناں پشاور) میں موجود ہے (۱۱)

۵:مجمع البحرین: شیخ محمد طاہر صدیقی پٹنی سندھی متوفی ۹۸۴ھ (۱۲) کی تفسیر ہے جس مین صوفیاء کے ذوق ومشرب کی جھلک نمایاں ہے، یہ تفسیر عربی زبان میں ہے اس کے نہج کا اندازہ ان مثالوں سے لگایا جاسکتا ہے، فی قلوبهم مرض (۱۳) کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''مرض دو قسم کا ہوتا ہے ایک حقیقی ایک مجازی:

حقیقی مرض کا مطلب یہ ہے کہ وہ جب جسم کو لاحق ہو جاتا ہے تو اس کو اعتدال و توازن کے دائرے سے باہر نکال دیتا ہے اور مریض کے افعال و حرکات میں خلل انداز ہوتا ہے

مرض مجازی اس کیفیت سے تعبیر جو اغراض نفسانی کو پیش آتی ہے اور ان کے کمال میں خلل ڈالتی ہے مثلاً جہالت، سوئے عقیدہ، کج فہمی اور ترغیب معصیت وغیرہ۔ آیت سے مجازی معنی مراد ہے (۱۴)

۶: تفسیر سواطع الالہام: (۱۵) اس کے مولف ابو الفضل فیضی متوفی ۱۰۰۴ھ ہیں فیضی نے یہ تفسیر غیر منقوط الفاظ میں لکھی ہے عربی زبان میں اس طرح کی تفسیر لکھنا کوئی آسان کام نہ تھا وہ بھی مختصر نہیں بلکہ پورے قرآن مجید کی تفسیر سات سو صفحات میں ہے اس کی تعریف یوں کی گئی ہے

''میرا خیال ہے کہ یہ ایک ایسا کارنامہ ہے جس کی نظیر شاید دوسرے اسلامی ممالک کے علمی حلقوں میں نہیں مل سکتی. اس شخص نے تمام امور کو سمیٹنے کی جہاں تک میرا خیال ہے ایک کامیاب اور ایسی کوشش کی ہے جس کی نظیر اس سے پہلے مشکل ہی سے مل سکتی ہے (۱۶)'' برهان فضیلت شیخ فیضی سواطع الالہام تفسیر بے نقاط است که درین هزار سال پیشتر هیچ مستعدی را میسر نه شد ' طرفه این که این چنین کار دشوار در عرض دو سال از مبدء به منتهی رسانید '' (۱۷)

۷: التفسیرات الاحمدیہ: اس کے مولف ملا جیون (۱۸) ہیں اس تفسیر کا پورا نام '' التفسیرات الاحمدیہ فی بیان آیات الشرعیہ '' ہے اور تفسیر احمدی کے نام سے مشہور ہے یہ قرآن مجید کی مکمل تفسیر نہیں ہے، بلکہ اس میں محض ان آیات کی تفسیر و توضیح اور تشریح کی گئی ہے جن سے کوئی حکم نکلتا ہے آیات کو قرآن مجید کے ترتیب کے مطابق رکھا ہے جن آیات کی تفسیر بیان کرتے ہیں اس سے پہلے یہ لکھتے ہیں کہ ان سے کون سا مسئلہ نکلتا ہے الفاظ و لغت سے بھی بحث کرتے ہیں لفظی تراکیب اور اعراب کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالتے ہیں ''

ان کا نقطہ نظر تو حنفی ہے مگر انہوں نے مسائل کے بیان میں دوسرے مذاھب کا بھی تذکرہ کیا ہے (۱۹)

۸: فتح الخبیر. مترجم و مفسر حضرت شاہ ولی اللہ متوفی ۱۱۷۶ھ ہیں (۲۰)

۹: تفسیر سورہ فاتحہ: مفسر مولانا اکرام الدین دہلوی ہیں مفسر شاہ عبد العزیز متوفی ۱۲۳۹ھ کے شاگرد ہیں یہ ایک جلد میں ہے

۱۰: ترجمہ و تفسیر مرادیہ: اٹھارویں صدی عیسوی کے ترجموں میں ایک قابل ذکر ترجمہ شاہ مراد اللہ انصاری نقشبندی سنبھلی (۲۱) کا ہے اس مکمل ترجمہ و تفسیر کی تصنیف کا سال ۱۱۸۴ھ ہے اور ۱۲۴۷ھ مطابق ۱۸۳۱ء کو طبع ہوا. اس ترجمہ و تفسیر کا اسلوب بہت عام فہم اور سلیس ہے اور ترجمہ بامحاورہ ہے (۲۲)

فاتحہ کا ترجمہ ملاحظہ ہو " سب تعریف اللہ کو ہے جو سارے جہاں کا رب ہے، بہت مہربان، نہایت رحم والا ہے مالک انصاف کے دن کا، تجھ ہی کو ہم بندگی کریں اور تجھ ہی سے مدد چاہیں، چلا ہم کو سیدھی راہ، ان کی جن پر تو نے فضل کیا نہ جن پر غصہ ہوا اور نہ بہکنے والے" (۲۳)

انہوں نے قرآنی متن کے الفاظ کی ترتیب کا پورا خیال بھی رکھا ہے" الضآلین" کا ترجمہ "بہکنے والے" کیا ہے یہ ان کی علمیت کی دلیل ہے آج کل کے ترجمے ان کے سامنے نہیں تھے بلکہ یہ ان کی انفرادی کوشش اور شخصی علمیت کا نتیجہ ہے (۲۴)

۱۱: **تفسیر مظہری:** یہ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی ۱۲۲۵ھ کی تصنیف ہے اور انہوں نے اپنے شیخ (۲۵) کے نام پر اس تفسیر کا نام "تفسیر مظہری" رکھا ہے ان کی یہ تفسیر بہت سادہ اور واضح ہے اور اختصار کے ساتھ آیات قرآنی کی تشریح معلوم کرنے کے لئے مفید ہے قاضی صاحب نے آیات قرآنی کی تشریح کے ساتھ متعدد روایات کو بھی کافی تفصیل سے ذکر کیا ہے اور دوسری تفسیروں کے مقابلے میں زیادہ چھان پھٹک کر روایت لینے کی کوشش کی ہے (۲۶)

تفسیر مظہری اس لحاظ سے بھی اہم ہے کہ ضروری تفسیر کے ساتھ ساتھ مسائل کی تشریح میں حنفیوں کے نقطہ نظر کو مدلل طور پر پیش کیا ہے تفسیروں میں عام طور پر جو اسرائیلی روایات داخل ہوگئی ہیں قاضی صاحب نے ان روایات کی تردید کی ہے یہ تفسیر عربی زبان میں ہے اور دس جلدوں میں ہے (۲۷) ندوۃ المصنفین دہلی نے اس تفسیر کا اردو زبان میں ترجمہ کر دیا ہے اس تفسیر میں الفاظ کی تشریح، معانی ومطالب کی وضاحت کے علاوہ احکام وعقائد کے بارے میں بھی تفصیل موجود ہے عام طور سے ان کے زمانے میں عربی زبان میں جو تفسیریں رائج تھیں وہ زیادہ تر شوافع کی لکھی ہوئی تھیں بیضاوی اپنے دقیق اسلوب اور علمی نکات کی وجہ سے درس میں داخل تھی لیکن بیضاوی میں عبارت کا اختصار رمز واشارے تک پہنچ جاتا ہے مصنف چونکہ مذہبا شافعی ہیں اس لئے فقہی مباحث میں حنفیوں کے نقطہ نظر کی وضاحت نہیں ہوتی، ہندوستان کے باشندے حنفی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں لہذا قاضی ثناء اللہ متوفی ۱۲۲۵ھ نے اس تفسیر میں ضروری تفسیر کے ساتھ مسائل کی تشریح میں حنفیوں کے نقطہ نظر کو مدلل طور پر پیش کیا ہے وہ اس تفسیر میں یہ بحث کرتے ہیں کہ بسم اللہ سورہ فاتحہ کی آیت ہے یا علیحدہ ہے؟ پھر اس سے جو فقہی مسائل پیدا ہوتے ہیں ان کا ذکر کیا ہے اور حنفیوں کے مسلک کی تائید میں بہت سی احادیث نقل کی ہیں کہیں کہیں صوفیانہ اصطلاحات کی جانب بھی اشارے ملتے ہیں

تفسیروں میں بہت سی اسرائیلی روایات داخل ہوگئی ہیں جنہیں قرآن مجید کے قصص کی تشریح میں پیش کیا جاتا ہے قاضی صاحب نے ان روایات کی تردید کی ہیں اوران کی کمزوری واضح کی ہیں مثلاً ھاروت وماروت اور چاہ بابل کے سلسلے میں جو قصے تفسیروں میں درج ہیں کہ فرشتوں نے انسانی معاصی پر اعتراض کیا' اس پر ھاروت و ماروت فرشتے انسانی جذبات وخواہشات کے ساتھ دنیا میں بھیجے گئے انہوں نے یہاں شراب، زنا، قتل اور شرک کا ارتکاب کیا اوراس کی سزا میں سخت عذاب میں مبتلا ہوئے۔ اب قاضی صاحب لکھتے ہیں

''یہ بہت ہی کمزور اور شاذ روایات پر مبنی ہے قرآن مجید میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے بعض روایات تو ایسی ہیں کہ عقل و نقل دونوں اس سے انکار کرتی ہیں یہ ساری باتیں یہودیوں کی افتراء کردہ ہیں (۲۸)

حنفی مسلک کی وضاحت یوں کرتے ہیں

''امام شافعی (متوفی ۲۰۴ھ) اورامام احمد (متوفی ۲۴۱ھ) بخاری شریف کی روایت کے مطابق ذمی کافر کے بدلے مسلمان کے قتل کے قائل نہیں ہیں لیکن احناف ذمی کافر کے قتل پر مسلمان کو قصاص میں قتل کرنے کا حکم دیتے ہیں حدیث مذکورہ میں کافر سے مراد حربی کافر مراد لیتے ہیں صاحب ھدایہ نے نبی کریم ﷺ کے عمل سے استدلال کیا ہے (۲۹)

۱۲: **تفسیر موضح القرآن**: مترجم مفسر شاہ عبدالقادر بن شاہ ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۲۳۰ھ ہیں (۳۰)

۱۳: **تفسیر عزیزی**: مصنف شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ ہیں (۳۱)

۱۴: **ترجمہ قرآن وتفسیر رفیعی**: مترجم شاہ رفیع الدین متوفی ۱۲۳۳ھ ہیں قرآن حکیم کا اردو زبان میں جامع اور مکمل ترجمہ سب سے پہلے آپ ہی نے فرمایا جو ۱۲۰۰ھ کے آخر میں مکمل ہوا' یہ ترجمہ مقبول اور مستند سمجھا جاتا ہے (۳۲)
اس ترجمہ کے علاوہ آپ نے قرآن مجید کی ایک تفسیر بھی لکھی ہے جو تفسیر رفیعی کے نام سے مشہور ہے (۳۳)

۱۵: **تفسیر روفی المعروف بہ تفسیر مجددی**: شاہ روف احمد نقشبندی مجددی (۳۴) متوفی ۱۲۴۹ھ کی تصنیف ہے اس ترجمہ میں الفاظ تو مانوس ہیں لیکن ترکیب اور بندش الفاظ میں سلاست نہیں یہ تین جلدوں میں ہے متعدد بار شائع ہوچکی ہے (۳۵)

۱۶: **جامع التفاسیر**؛ مولف نواب قطب الدین خان بہادر دھلوی متوفی ۱۲۸۹ھ ہیں اس ترجمہ وتفسیر کا اسلوب قدیم ہے ترجمہ تحت اللفظ ہے (۳۶)

۱۷: **تفسیر آیات الاحکام** : یہ تفسیر مولانا حافظ عبدالعلی نگرانی (۳۷) متوفی ۱۲۹۶ھ کی تالیف ہے اس کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں آیات کو فقہی ترتیب پر مرتب کیا گیا ہے اور یہ بڑی اہم تفسیر ہے اس کا پہلا ایڈیشن ۱۲۶۲ھ میں لکھنو سے دوسرا مطبع محمدی بمبئی سے ۱۲۶۶ھ میں شائع ہوا ۔ (۳۸)

۱۸: **تفسیر اکسیر اعظم** : مولانا احتشام الدین مرادابادی (۳۹) نے ترجمہ اور ضخیم تفسیر لکھی ہے اس کی پہلی جلد ۱۳۰۳ھ موافق ۱۸۸۵ء مکتبہ مراداباد میں طبع ہوئی دوسرا ایڈیشن نو جلدوں پر مشتمل لکھنو کے نول کشور پریس سے ۱۳۱۳ھ میں طبع ہوا ۔ (۴۰)

۱۹: **تفسیر فتح البیان** ۔ مصنف مولانا نواب صدیق حسن خان متوفی ۱۳۰۷ھ ہیں یہ تفسیر عربی زبان میں ہے اور اردو میں اس کا ترجمہ ہوگیا ہے پورا نام "فتح البیان فی مقاصد القرآن" ہے یہ تفسیر آٹھ جلدوں میں ہے اس کے حواشی پر تفسیر ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ ہے نیز امام شوکانی (۴۱) کی تفسیر کا انہوں نے خلاصہ کیا ہے (۴۲)

۲۰: **ترجمان القرآن** : یہ بھی نواب صدیق حسن خان متوفی ۱۳۰۷ھ کی ہے اردو زبان میں ہے اور پندرہ جلدوں میں ہے (۴۳)

۲۱۔ **تفسیر القرآن وھوالھدیٰ والفرقان** : مؤلف سرسید احمد خان (۴۴) متوفی ۱۸۹۸ء ہیں یہ ایک نامکمل اردو میں تفسیر ہے اس تفسیر سے متعلق علماء کرام نے تو اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے، بلکہ سرسید کے مداح اور دست راست حضرات (۴۵) نے بھی ان پر تنقید کی ہیں

"جو معنی سرسید صاحب نے قرآن پاک کے بیان کئے ہیں سرسید نے اس تفسیر میں ٹھوکریں کھائی ہیں اور بعض بعض مقامات پر ان سے رکیک لغزشیں ہوئی ہیں (۴۶)

ایک اور صاحب (۴۷) نے سرسید کے نام خط میں اپنی ناراضگی کا اظہار یوں فرمایا ہے "میں اب تک آپ کی آراء سے اتفاق نہیں کرتا اور ہر بحث میں اسے قرآن کی وہ تفسیر جس کو کوئی قرآن کے مطالب کی تشریح و تفصیل اور تفسیر نہیں سمجھتا بلکہ اکثر جگہ تفسیر کو "تفسیر القول بمالا یرضی بہ قائلہ" تصور کرتا ہوں " (۴۸)

۲۲۔ **ترجمہ مرزا حیرت دہلوی** : مترجم مرزا حیرت دہلوی متوفی ۱۸۹۹ء ہیں ان کا یہ ترجمہ با محاورہ، رواں اور سلیس و شستہ ہے مترجم نے ترجمہ کے ساتھ جگہ جگہ بوقت ضرورت حواشی بھی چڑھائے ہیں نفس ترجمہ کے اعتبار سے اس میں اکثر اغلاط پائے جاتے ہیں۔

مولانا اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ نے ایک مختصر رسالہ ''اصلاح ترجمہ حیرت'' کے نام سے تصنیف کیا ہے اس میں صرف ابتدائی دو پاروں کی وہ غلطیاں مذکور ہیں جو لغات کے ترجمہ اور متن وحواشی سے متعلق ہیں (۴۹)

۲۳۔خلاصۃ التفاسیر : مؤلف مولوی فتح محمد (۵۰) لکھنوی متوفی ۱۳۲۷ھ ہیں یہ تفسیر کئی مستند تفاسیر کا مجموعہ اور خلاصہ ہے جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے اس تفسیر میں علمی اور ادبی ابحاث کا ذکر نہیں قرآن فہمی کے طور پر جن تفاسیر سے انتخاب کیا ہے ان کی فہرست جلد اول کے خاتمہ پر دے دی ہے یہ تفسیر چار جلدوں میں مطبوعہ ہے (۵۱)

۲۴۔ترجمہ ڈپٹی نذیر احمد: مترجم مولوی ڈپٹی نذیر احمد (۵۲) دہلوی متوفی ۱۹۱۲ء ہیں اس ترجمہ کو زبان کی سلاست ، شستگی کے لحاظ سے بڑی شہرت حاصل ہے اس کی خصوصیت اس کی بامحاورہ اور شستہ زبان ہے ان کا اپنا بیان ہے ''ترجمہ ہونا چاہیئے سلیس ،شگفتہ ،مطلب خیز ، بامحاورہ کہ ایک نظر ڈالو تو چھوڑنے کو جی نہ چاہے صفحے کے صفحے اور ورق کے ورق پڑھتے جاؤ ،طبیعت نہ گھبرائے (۵۳) اس کے باوجود ان سے ترجمہ میں لغزشیں ہوئی ہیں مولانا تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ نے ان کے ترجمہ پر تنقیدی نوٹ لکھے ہیں جو ''اصلاح ترجمہ دہلویہ'' کے نام سے مطبوعہ ہے (۵۴)

۲۵۔تفسیر یسیر: یہ مولانا عبدالحق درمنگوی (بھگوی پشاوری) متوفی ۱۹۱۳ء کی پشتو زبان میں ترجمہ وتفسیر ہے مولانا فصیح وبلیغ پشتو اور فارسی کے شاعر تھے انہوں نے قرآن کا ترجمہ اس طریق سے کیا کہ ترجمہ لفظی بھی اور عام فہم بھی ۔ یہ تفسیر تقریباً ایک ہزار صفحات پر محیط ہے (۵۵)

پھر تفسیر یسیر مزید بامحاورہ ترجمہ کر کے ''تیسیر الیسیر'' کے نام سے لکھا اس کے بعد مولانا عبدالحق کے برخوردار مولانا عبیدالحق نے تفسیر کے وہ حواشی لکھے جو ان کے والد سے رہ گئے تھے اور اس کا نام '' فوق الیسیر'' رکھا اس کا پانچواں ایڈیشن ۱۹۸۳ء میں نورانی کتب خانہ پشاور سے شائع ہوا۔

۲۶۔تفسیر غایۃ البرھان: مترجم ومفسر حکیم سید محمد حسن امروہی مرادابادی (۵۶) ہیں یہ تین جلدوں پر مشتمل ہے جلد اول میں صرف تمہید اور مقدمہ ہے جلد دوم اور سوم میں ترجمہ اور تفسیر ہے معنوی لحاظ سے ترجمہ درست اور مناسب ہے زبان تو ہے ادبی ،لیکن روانی نہیں ہے (۵۷)

۲۷۔تبویب القرآن فی مضامین القرآن :علامہ وحید الزمان خان (۵۸) دوجلدوں میں ہے اور اردو زبان میں ہے (۵۹)

۲۸۔ فتح المنان بہ تفسیر القرآن: مؤلف مولانا عبدالحق متوفی ۱۳۲۳ھ ہیں(۶۰)

۲۹۔ مواھب الرحمٰن ۔ سید امیر علی (۶۱) بن معظم علی ملیح آبادی متوفی ۱۳۳۷ھ ترجمہ اور تفسیر ہے اردو میں مفصل اور مستند سمجھی جاتی ہے یہ تفسیر ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اور مطبوعہ ہے(۶۲)

۳۰: احسن التفاسیر۔ مؤلف سید احمد حسن دہلوی (۶۳) متوفی ۱۳۳۸ھ ہیں یہ تفسیر سات جلدوں میں اس تفسیر میں مؤلف نے ایک جامع مقدمہ لکھا ہے جو علم تفسیر کے متعلق ۵۶ مفید عنوانات پر مشتمل ہے مقدمہ میں تفسیر لکھنے کا سبب یوں بیان کرتے ہیں

''ائمہ متقدمین کی تفسیروں میں آنے والی آحادیث اور صحابہ کرامؓ کے اقوال اس تفسیر کی بنیاد ہیں اور آیات قرآنیہ سے استنباط اس کتاب کی امتیازی خوبیاں ہیں (۶۴)

۳۱: اعظم التفاسیر: مفسر مولانا رحیم بخش دہلوی (۶۵) عمدہ تفسیر ہے تفصیل خوب ہے سات جلدوں میں ہے دہلی میور پریس سے ۱۳۱۱ھ کے دوران شائع ہوئیں۔(۶۶)

۳۲۔ ترجمہ شیخ الہند۔ مترجم مولانا محمود حسن متوفی ۱۳۳۸ھ(۶۷)

۳۳: تفسیر ایوبی: مولانا محمد ایوب دہلوی کی تفسیر ہے اور چار جلدوں میں ہے(۶۸)

۳۴۔ کنز الایمان ۔ مولانا احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۸ھ(۶۹)

(۳۵) آسان قرآن مجید: ترجمہ قرآن کے ساتھ ''تفسیر القرآن بآیات القرآن،، کے نام سے مختصری تفسیر بھی ہے شاہ عبدالقادر متوفی ۱۲۳۰ھ کے ترجمہ کو آسان کر کے پیش کیا ہے اس کے مترجم و مفسر سر سید احمد خان متوفی ۱۳۱۵ھ کے فکری شاگرد علی احمد خان دانشمند جالندھری ہیں اس کے حاشیے پر سید احمد خان کی فکر تعلیم ہے(۷۰)

۳۶۔ فتح الحمید۔ مترجم مولانا فتح محمد(۷۱) جالندھری ہیں ان کا یہ ترجمہ تراجم قرآن کے سلسلے میں اوسط درجے کا ترجمہ ہے کہا جا سکتا ہے زبان نہ بہت زیادہ پاکیزہ و شستہ ہے اور نہ بہت زیادہ مغلق و گنجلک! البتہ عام فہم اور سلیس ہونے میں کلام نہیں ہے نیز اپنی معنویت کے لحاظ سے علماء کرام کے نزدیک قابل اعتماد سمجھا جاتا ہے مطبوعہ ہے اور مقبول عام ہے (۷۲)

۳۷: ترجمہ قرآن مجید۔ مترجم مولانا محمود امروٹی (۷۳) سندھی متوفی ۱۳۴۸ھ ہیں یہ ترجمہ سندھی زبان میں ہے جو سندھی تراجم وتفاسیر میں پہلا کامیاب ترجمہ تسلیم کیا گیا ہے اور کئی مرتبہ شائع بھی ہو چکا ہے (۷۴)

۳۸: نظام القرآن وتاویل الفرقان بالفرقان۔ مفسر مولانا حمید الدین فراہی متوفی ۱۳۴۹ھ ہیں یہ مطبوعہ ہے اس کے علاوہ مفردات القرآن، الامعان فی اقسام القرآن ، اسالیب القرآن ، اصول التاویل، حجج القرآن، کتاب الرسوخ، اسباب النزول ، تاریخ القرآن، اوصاف القرآن اور فقہ القرآن بھی ہیں جو کہ غیر مطبوعہ ہیں (۷۵)

۳۹: کشاف القرآن: پشتو زبان میں حافظ محمد ادریس (۷۶) متوفی ۱۹۱۹ء تالیف ہے اور مطبوعہ ہے

۴۰: ترجمہ قرآن: مولانا عاشق الہی (۷۷) میرٹھی متوفی ۱۳۶۰ھ ہیں اس ترجمہ کی معنوی عمدگی کے بارے میں مولانا محمود حسن متوفی ۱۳۳۸ھ لکھتے ہیں

"بندہ کے احباب میں اول مولوی عاشق الہی سلمہ ساکن میرٹھ نے ترجمہ کیا ہے اس کے بعد مولانا اشرف علی تھانوی سلمہ اللہ نے ترجمہ کیا ہے احقر نے دونوں ترجموں کو تفصیل سے دیکھا ہے جو جملہ خرابیوں سے پاک وصاف اور عمدہ ترجمے ہیں (۷۸) زبان وانشاء کے لحاظ سے مولانا عاشق الہی کا ترجمہ اچھا خاصا رواں اور سلیس ہے اور مطالب کے لحاظ سے بھی عام فہم اور مطلب خیز ہے (۷۹)

۴۱: ترجمہ وتفسیر بیان القرآن ۔ مصنف مولانا اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ ہیں (۸۰)

(۴۲) اشرف التفاسیر: چار جلدوں میں ہے مولانا اشرف علی ہی کے جملہ خطبات، ملفوظات اور جملہ تصانیف سے منتخب سینکڑوں تفسیری نکات پر مشتمل ہے مولانا محمد تقی عثمانی (مفتی دار العلوم کراچی) کے مقدمہ کے ساتھ اس کی اشاعت ہوئی ہے (۸۱)

۴۳: حل القرآن: مترجم مولانا اشرف علی تھانوی اور مفسر مولانا حبیب احمد کیرانوی ہیں یہ تفسیر دور حاضر کی ضروریات کے مطابق جامع تفسیر ہے قدیم وجدید اعتراضات کا تسلی بخش جواب موجود ہے دو جلدوں میں ہے پہلی جلد ۴۷۷ صفحات پر محیط ہے (۸۲)

۴۴: **تفسیر تبیان** ۔ یہ تفسیر مولانا حسین علی متوفی ۱۳۶۳ھ کی تالیف ہے اس میں قرآن مجید کی تمام سورتوں کا خلاصہ الگ الگ دیا گیا ہے دوسری تفسیر ''بے نظیر'' ہے (۸۳)

۴۵: **تفسیر القرآن** : یہ پنجابی زبان میں محمد نبی بخش (۸۴) حلوائی متوفی ۱۳۶۴ھ کی تصنیف ہے اور نظم میں ہے اور پندرہ جلدوں میں ہے (۸۵)

۴۶: **خزائن العرفان** ۔ مولانا سید نعیم الدین مرادابادی (۸۶) متوفی ۱۳۶۷ھ کی مختصر تفسیر ہے مطبوعہ ہے (۸۷)

۴۷: **تفسیر ثنائی** ۔ مولانا ثناء اللہ امرت سری متوفی ۱۳۶۷ھ کی تفسیر ہے اردو زبان میں کئی جلدوں میں ہے ان کی ایک عربی تفسیر '' تفسیر القرآن بکلام الرحمن '' کے نام سے ایک جلد میں ہے (۸۸)

۴۸: **تفسیر عثمانی** ۔ مفسر مولانا شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۳۶۹ھ ہیں (۸۹)

۴۹: **احکام القرآن** : مفسر مترجم مولانا ظفر احمد عثمانی ہیں عربی زبان میں فقہی مسائل کا قرآنی حل ہے (۹۰)

۵۰: **تفسیر حسن نظامی** ۔ خواجہ حسن نظامی (۹۱) متوفی ۱۳۷۲ھ کی تصنیف ہے یہ تفسیر دستیاب بھی ہے خواجہ صاحب کا طرز دوسرے تمام تراجم سے مختلف ہے وہ پہلے شاہ رفیع الدین متوفی ۱۲۳۳ھ کا تحت اللفظ ترجمہ متن قرآن کے نیچے نقل کرتے ہیں اس کے نیچے ان کا اپنا ترجمہ ہوتا ہے ترجمہ قران کے مفہوم کو واضح اور عام فہم کرنے کے لئے جا بجا قوسین میں لمبی لمبی تشریحی عبارتیں اپنی مخصوص انشاء میں لکھتے ہیں جن کی مدد سے معمولی پڑھا لکھا ادمی بھی باسانی استفادہ کرسکتا ہے یہ دو جلدوں میں ہے (۹۲)

۵۱: **ترجمہ و تفسیر تسہیل القرآن** ۔ مولوی فیروز الدین (۹۳) (مالک فیروز سنز لاہور) کی تالیف ہے ترجمہ کی زبان میں سادگی اور سلاست ہے پے چیدہ اصطلاحات اور مشکل الفاظ کے استعمال سے گریز کیا ہے اس ترجمے کے کئی ایڈیشن مذکورہ مطبع نے طبع کئے ہیں

۵۲: **ترجمہ قرآن** ۔ مترجم علامہ عبداللہ یوسف علی (۹۴) متوفی ۱۳۷۳ھ ہیں یہ ترجمہ انگریزی زبان میں موصوف کا عظیم الشان کارنامہ ہے

۵۲: ترجمان القرآن ۔مترجم ومفسر مولانا ابوالکلام آزاد متوفی ۱۳۷۷ھ ہیں (۹۵)

۵۳: کشف الرحمٰن ۔مترجم مولانا احمد سعید دہلوی (۹۶) متوفی ۱۳۸۰ھ ہیں مولانا قرآن مجید کی تفسیر بھی "تسہیل القرآن" اورتیسیر القرآن" کے نام سے لکھی ہے یہ تفسیر دو جلدوں میں ہندوستان و پاکستان میں شائع ہوچکی ہے اس تفسیر کو علماء کی ایک مؤقر جماعت کے مشورے سے لکھی گئی ہے اور اس تفسیر کی ترتیب اور تسوید مفتی کفایت اللہ (متوفی ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۹۵۲ء) (۹۷) کی نگرانی میں ہوئی ہے یہ تفسیر قدیم وجدید کئی تفسیروں سے استفادہ کرکے لکھی گئی ہے۔(۹۸)

۵۴: تفسیر المقام المحمود ۔مفسر مولانا عبیداللہ سندھی متوفی ۱۳۶۳ھ (۹۹)

۵۵: حاشیہ قرآن عزیز۔ مولانا احمد علی لاہوری متوفی ۱۳۸۱ھ کی تصنیف ہے (۱۰۰)

۵۶: الطاف الرحمٰن بتفسیر القرآن ۔مولانا عبدالباری فرنگی محلی متوفی ان کا ترجمہ بلحاظ زبان دانی آسان اور عام فہم ہے ترجمہ با محاورہ ہے اور رواں ہے (۱۰۱)

۵۷: ترجمۃ القرآن ۔یہ ترجمہ وتفسیر مولوی محمد علی امیر (۱۰۲) جماعت احمدیہ لاہور کے قلم سے ہے یہ انگریزی میں تفسیری ترجمہ جدید انگریزی خواں طبقہ کی ذہنیت کو پیش نظر رکھ کر کیا گیا ہے اس کے شروع میں مفصل دیباچہ ہے جس میں اصول دین، وعقائد واحکام شریعت، ضروری مسائل تفصیل کے ساتھ آگئے ہیں پھر ہر سورت کے شروع میں سورۃ کے مضامین ومباحث سے متعلق ایک مقدمہ ملتا ہے "فکر احمدیت" حواشی میں کم نظر آتی ہے بلکہ سید احمد خان متوفی ۱۳۱۵ھ کے نظریات اچھے خاصے موجود ہیں یعنی معجزات وخوارق کی تاویلات ۔ (۱۰۳)

۵۸: تفسیر سورہ فاتحہ: مولف محی الدین قصوری متوفی ۱۳۹۰ھ ہیں ۳۰۸ صفحات پر مشتمل مفید تفسیر ہے (۱۰۴)

۵۹: تفسیر نعیمی ۔مفتی احمد یار خان گجراتی متوفی ۱۳۹۱ھ ہیں گیارھویں پارے کی آخر تک ہے (۱۰۵)

۶۰: معارف القرآن ۔مفسر مولانا محمد ادریس کاندھلوی متوفی ۱۳۹۴ھ ہیں اٹھ جلدوں میں ہے (۱۰۶)

۶۱: معارف القرآن ۔یہ تفسیر اٹھ جلدوں میں ہے مفسر مولانا مفتی محمد شفیع متوفی ۱۳۹۶ھ ہیں (۱۰۷)

۶۲: تفسیر ماجدی۔ اس کے مفسر مولانا عبدالماجد دریابادی متوفی ۱۳۹۸ھ ہیں مولانا نے اپنے علمی اور ذہنی ذوق کی بناء پر اسلامی کتب کا مطالعہ کیا، اور قرآن پاک کی تفسیر لکھ ڈالی، مقبول عام تفسیر ہونے کے باوجود بعض علماء کے خدشات ہیں مثلاً '' دوسرے، بہت سے علماء و مصنفین کی طرح بعض مسائل کے بارے میں مولانا دریابادی مرحوم بھی اپنی کوئی انفرادی رائے رکھتے تھے شخصیت سے قطع نظر یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جمہور علماء امت کی رائے سے اختلاف میں خطرہ ہے (۱۰۸)

۶۳: تفسیر ستاری سورۃ الفاتحہ: یہ مولانا عبدالستار محدث دہلوی (امام غرباء اہل حدیث) کے افادات ہیں ۸۷۰ صفحات محیط عمدہ اور علمی تفسیر ہے (۱۰۹)

۶۴: تفہیم القرآن۔ مؤلف مولانا سید ابوالاعلی مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ ہیں۔ (۱۱۰)

۶۵: جواہر القرآن ۔ مولانا غلام اللہ خان متوفی ۱۴۰۰ھ اس تفسیر کے مؤلف ہیں (۱۱۱)

۶۶: تفسیر ودودی۔ یہ تفسیر مولانا فضل ودود (تہکال بالا پشاور) متوفی ۱۴۰۲ھ کی ہیں مولانا ودود پشاور اور پھر دہلی سے تعلیم مکمل کی انہوں نے پندرہ پاروں کی تفسیر مکمل کی اور وفات پائے مگر اس تفسیر و ترجمہ کی تکمیل مولانا گل رحیم آسماری (مردانی) نے کی یہ تفسیر و ترجمہ پشتو زبان میں دو جلدوں میں مطبوعہ ہے (۱۱۲)

۶۷: تفسیر سراج البیان۔ یہ تفسیر مولانا محمد حنیف ندوی متوفی ۱۹۸۷ء مطابق ۱۴۰۷ھ کی کاوش فکر کا نتیجہ ہے چھ جلدوں میں ہے (۱۱۳)

۶۸: معالم العرفان۔ مترجم و مفسر محمد علی صدیقی کاندھلوی ہیں اس تفسیر میں زیادہ تر شیخ الہند محمود حسن اور مولانا شبیر احمد عثمانی کے تفسیری افادات سے استفادہ کیا گیا ہے اور بہت سارے تفسیروں سے استفادہ کر کے مواد اکھٹا کیا گیا ہے بارہ پاروں تک اور بارہ جلدوں میں ہے (۱۱۴)

۶۹: کاشف البیان۔ مولانا عبداللطیف مردانی متوفی ۱۹۹۰ء کی تفسیر ہے اردو زبان میں ہے دوران درس نواب محمد علی خان قلم بند شدہ ہے

خصوصیات تفسیر: آیات کا ترجمہ برعایت تحت لفظی یا محاورہ کیا گیا ہے بعض آیات کی تفسیر میں اسباب النزول، وربط آیات خوبی کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں، حل لغات ونکات کلام الٰہی کی تشریحات کا اظہار عمدہ طرز پر کیا گیا ہے ربط السورۃ والایات کا خصوصی انتظام ہے یہ تفسیر چھ جلدوں میں ہے (۱۱۵)

۷۰: تدبر قرآن ۔ مترجم ومفسر مولانا امین احسن اصلاحی متوفی (۱۱۶)

۷۱: تیسیر القرآن ۔ (احادیث کی روشنی میں) چار جلدوں میں ہے مترجم ومفسر مولانا عبدالرحمٰن کیلانی متوفی ۱۹۹۵ء ہیں اور اردو زبان میں سلفی انداز کی تفسیر ہے (۱۱۷)

۷۲: ضیاء القرآن ۔ مترجم مفسر پیر کرم شاہ الازہری ہیں یہ تفسیر پانچ جلدوں میں ہے (۱۱۸)

۷۳: تفسیر بیان السبحان: ۱۷ پاروں پر مشتمل تفسیر ہے مفسر مولانا عبدالدائم جلالی ہیں اردو زبان میں عمدہ تفسیر ہے

۷۴: درس قرآن ۔ مترجم ومفسر مولانا محمد احمد کراچوی ہیں یہ گیارہ جلدوں میں مطبوعہ ہے (۱۱۹)

۷۵: ترجمہ وتفسیر فیوض القرآن ۔ ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی کی مرتبہ ہے اس میں دیگر تراجم وتفسیر کو سامنے رکھ کر مختصر انداز میں قرآن کا مفہوم واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے تین جلدوں میں ہے ممتاز علمائے کرام اور مکاتب فکر نے اس میں تقاریظ لکھ کر اپنے اچھے خیالات کا اظہار کیا ہے (۱۲۰)

۷۶: معالم العرفان فی دروس القرآن ۔ مترجم مفسر مولانا صوفی عبدالحمید سواتی (۱۲۱) (مہتمم نصرت العلوم گوجرانوالہ) ہیں یہ تفسیر بیس جلدوں میں ہے (۱۲۲)

۷۷: ذخیرۃ الجنان: مولانا سرفراز صفدر (شیخ الحدیث نصرۃ العلوم گجرانوالہ) کی تفسیر ہے ایک جلد میں ہے فی الحال پہلے پارے کی تفسیر آئی ہے

۷۸: تیسیر الرحمٰن لسان القرآن ۔ ڈاکٹر محمد لقمان سلفی ہیں، یہ دو جلدوں میں ہے اردو زبان میں مؤلف اہل حدیث مسلک سے تعلق رکھتے ہیں (۱۲۳)

۷۹: فتح الرحمٰن فی احکام القرآن: مولانا عبدالغنی جاجروی کے افادات ہیں یہ صرف سورۃ فاتحہ وبقرہ کی تفسیر ہے (۱۲۴)

۸۰: تفسیر رضوی ۔ مولانا غلام رسول رضوی فیصل ابادی، مترجم ومفسر ہیں بریلوی مکتب فکر سے تعلق ہے (۱۲۵)

۸۱: **گلدستہ تفاسیر۔** دور حاضر کی مستند تفاسیر (تفسیر مظہری، تفسیر عزیزی، تفسیر ابن کثیر، معارف القرآن (مفتی محمد شفیع) معارف القرآن (مولانا ادریس کاندھلوی) کا خلاصہ ہے اس کے مرتب مولانا عبدالقیوم مہاجر مدنی ہیں یہ تفسیر سات جلدوں میں ہے (۱۲۶)

۸۲: **تعارف القرآن:** یہ تفسیر عالمی فلسفہ و مذھب کے تناظر میں لکھی گئی ہے اس تفسیر کی پانچ جلدیں ہیں مولف حمید نسیم ہیں اس تفسیر میں مولف نے عالمی اخلاق وعقائد کے حوالے سے اپنی توفیق کے مطابق کتاب وحکمت کے ان پہلوؤں کونمایاں کرنے کی کوشش کی ہے جو فرد کو سچا مومن اور انسان کامل بنانے کا وسیلہ ہین جو ایک مثالی معاشرہ کی اساس ہیں اس تفسیر کے آخر میں ایک ضمیمہ دیا گیا ہے جس میں بڑے بڑے ادیان اور یونانی وہندی فلسفہ کے اہم مکاتب فکر کی الٰہیات اور مابعد الطبیعاتی نظریات پر مختصر شذرے شامل کئے گئے ہیں تاکہ تقابلی جائزے کے لئے قاری کوفوری مواد مل سکے۔ (۱۲۷)

۸۳: **الہام الرحمٰن:** یہ مولانا عبدالجبار باجوڑی کی تفسیر ہے اور دو جلدوں میں ہے (۱۲۸)

۸۴: **نشر المرجان فی مشکلات القرآن:** مولانا محمد افضل خان کی تفسیر ہے (۱۲۹)

۸۵: **افضل التراجم بلغۃ الاعاجم:** یہ بھی مولانا مولانا افضل خان کا پشتو زبان میں ترجمہ اور تفسیر ہے اور ایک جلد میں ہے

۸۶: **تفریح الجنان فی تفسیر ام القرآن:** مولانا عبدالقادر ہزاروی کی لکھی ہوئی ہے ایک جلد اردو زبان میں ہے (۱۳۰)

۸۷: **اسرار التنزیل:** مولانا امیر محمد اکرم اعوان کی تصنیف ہے اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اردو ترجمہ کے ساتھ انگریزی ترجمہ اور مختصر جامع انداز میں تفسیر بھی ہے یہ تفسیر آٹھ جلدوں میں ہے (۱۳۱)

۸۸: **ماثر المفسر الاثری مقدمۃ تفسیر الحسن البصری:** محقق ڈاکٹر شیر علی شاہ، شیخ الحدیث دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک) ہیں جیسا کہ نام سے ظاہر ہے مولانا شیر علی شاہ نے مدینہ یونیورسٹی میں امام حسن بصری متوفی ۱۱۰ھ پر تحقیقی مقالہ لکھا تھا اَب یہ مقالہ چھپ گیا ہے (۱۳۲)

۸۹: **معارف سورہ فاتحہ:** مفسر مولانا عبداللہ درخواستی ہیں اس تفسیر کے ساتھ پاک وہند میں سورہ فاتحہ کے تفاسیر وتراجم کی طویل فہرست بھی ہے (۱۳۳)

۹۰: کتاب الاساس: یہ تفسیر سورہ فاتحہ ہے مولف شمس الخطاب قریشی زیدوی ہیں ۶۲ تفسیروں کا خلاصہ ہے ۱۸۳ صفحات پر مشتمل ہے (۱۳۴)

۹۱: درسی تفسیر: مولانا نسیم غازی مظاہری بجنوری کی تفسیر ہیں اخری پارے کی عمدہ تفسیر ہے اور ایک جلد میں ہے (۱۳۵)

۹۲: سورہ فاتحہ اور تعمیر شخصیت:

مفسر ڈاکٹر طاہر القادری ہیں ۲۲۱ صفحات پر عمدہ اور مفید معلومات پر مشتمل تفسیر ہے (۱۳۶)

۹۳: احکام القرآن: مفسر مولانا محمد ایوب الھاشمی (فاضل دیوبند) ہیں یہ چند ضروری عنوانات کے ساتھ ۱۸۶ صفحات پر محیط عمدہ کتاب ہے

۹۴: تفسیر القرآن الکریم: مولانا عبد السلام رستمی ہیں ایک ضخیم جلد میں ہے (۱۳۷)

۹۵: تفسیر لامثال: مولوی محمد امین انغانی پشاوری غیر مقلد کی چار جلدوں میں پشتو زبان میں تفسیر ہے مولوی مذکور سخت متعصب ہیں تفسیر میں احناف کے خلاف ان کا تعصب نمایاں ہے (۱۳۸)

مراجع

(۱) غرائب القرآن ، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان ۱۴۱۶ھ

(۲) تفسیر کشاف الکشاف عن حقائق التنزیل للامام العلامة ابی القاسم جار الله محمود بن عمر الزمخشری المتوفی سنة ۵۳۸ھ (کشف الظنون ج۲ ص۱۴۷۵)

(۳) هو المسمی مفاتیح الغیب المعروف التفسیر الکبیر للامام فخر الدین محمد بن عمر الرازی المتوفی سنة ۶۰۶ھ

(کشف الظنون ج۲ ۱۷۵۶)

(۴) تذکرة المصنفین ص ۱۲۴

(۵) المکتبة العلمیه بیروت لبنان (سطن)

(۶) المهائمی: کان من طائفة النوائت ' کوایت ' او النوانط کضوابط قوم فی بلاد دکن و گجرات. شیخ علی بن احمد گجرات میں پیدا ہوئے تحصیل علوم کے بعد قصبہ مہائم میں قاضی مقرر ہوئے ۱۴۳۱ء میں فوت ہوئے۔

(نزهة الخواطر ج۳ ص ۸۰ اخبار الاخیار شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ

یاد ایام ۔ مو لانا عبدالحی لکھنوی متوفی ۱۳۴۱ھ طبع علی گڑہ'

تذکرہ علماء ہند. ص۴۷ 'اب کوثر ص ۴۵۰ ' ۴۵۱

(۷) تفسیر رحمانی ۔المعروف تفسیر المهائمی

(۸) سیوانی :شیخ الجامعة الازهر محمد اسیوانی' مقدمه تفسیر مهائمی ص۸

(۹) اخبار الاخیار ص ۱۷۴

(۱۰) وطن اپ کا غزنی تھا لیکن دولت آباد (دکن) میں نشو ونما پائی تعلیم کی تکمیل دھلی سے کی قاضی القضاۃ اور ملک العلماء سے مشہور ہوئے کئی کتابیں لکھیں مثلا بدائع البیان' فتاوی ابرہیم شاہیہ اور تفسیر میں بحر مواج ' قاضی کی وفات ۸۴۵ھ میں ہوئی. آب کوثر ص ۴۴۷ ' ۴۴۵

(۱۱) تذکرة المفسرین ص ۱۴۰ ' ۱۴۲

(۱۲) هو العالم الکبیر طاهر بن یوسف السندهی ثم البرهان پوری ، احد العلماء المبرزین فی الفقه والحدیث وله مصنفاة کثیرة منها "مجمع البحرین فی تفسیر القرآن علی شرب الصوفیة وذوقهم.

(نزهة الخواطر ج۵ ص ۲۰۲ ، فقهاء هند ج۴ حصه اول ص ۱۹۷ ، ۱۹۸ ، ۱۹۹ ، ۲۰۰)

(۱۳) البقرة:۱۰

(۱۴) اذکار الابرار شاہ محمد تقی حیدر ص ۴۲۶ تا ۴۳۳ شاہی پریس لکھنو ۱۳۵۷ھ

(۱۵) سواطع الالهام ، وهو کتاب منفرد بین التفاسیر لانه فسر الایات بکلمات حروفها مهملة کلها من اول القرآن الکریم الی آخره.

کشف الظنون ج۱ ص۱۰۰۸

فیضی کے حالات کے لئے. شعر العجم مولانا شبلی نعمانی منتخب التواریخ ، ملا عبدالقادر بدایونی ج۳ ص۲۹۹

(۱۶) نظام تعلیم وتربیت ج۲ ص۴۲

(۱۷) ماثر الکرام . مولانا غلام علی آزاد ص۱۹۹

(۱۸) ملا جیون : احمد بن ابی سعید بن عبد الله الحنفی الهندی المدعو بملا جیون فقیه ' اصولی ' محدث ' مفسر من مؤلفاته اشراق الابصار فی تخریج الاحادیث ،نو الانوار ' التفسیرات الاحمدیه وغیره توفی ۱۱۳۰ھ بدهلی.

معجم المؤلفین ج ۱ ص۲۳۵

(۱۹) تفصیل کے لئے اصل کتاب ملاحظہ ہو۔ (نورانی کتب خانہ قصہ خوانی بازار پشاور (سطن)

(۲۰) تفصیل کے لئے باب چہارم فصل اول مقالہ ھذا

(۲۱) شاہ مراد انصاری:

(۲۲) قرآن مجید کا ایک قدیم اردو ترجمہ :مولانا محمد سالم قاسمی معارف القرآن دار العلوم دیو بند

سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر ج ۳ ص ۱۸۰ اکتوبر ۱۹۷۶ء

(۲۳) ایضا

(۲۴) تذکرہ تراجم قرآنی :ص ۲۰

(۲۵) ایضا ص ۲۰

(۲۶) شیخ مرزا مظہر جان جاناں متوفی ۱۱۹۵ھ

(۲۷) تفصیل کے لئے تفسیر مظہری ومقدمہ تفسیر معارف القرآن ج ۱ ص ۵۸ مولانا محمد تقی عثمانی

عربی علوم وفنون کے علماء : محمد یونس بلگرامی ص ۲۴ مطبوعہ لکھنو ۱۹۷۹ء

(۲۸) تفسیر مظہری : ج ۱

(۲۹) ایضا ج ۱ ص ۱۸۱ (خلاصہ بحث)

(۳۰) تفصیل باب چہارم فصل اول مقالہ ھذا

(۳۱) ایضا

(۳۲) ایضا

(۳۳) ایضا

(۳۴) هو الشيخ الفاضل روف احمد بن شعور احمد الرامپوری احد عباد الله الصالحين ،ولد ونشاء بمدينة رامپور

" له تفسير على القرآن الكريم بالهندية فى مجلدين • نزهة الخواطر ج ۷ ص ۲۱۰)

(۳۵) تاریخ التفاسیر للصارم ص ۱۲

(۳۶) جامع التفاسیر : اس کی تفصیل باب چہارم فصل

(۳۷) عبدالعلی نگرامی : هو الشيخ العالم الصالح عبد العلى بن پیر على امام الهندى النگرامى ، احد الفقهاء الحنفية وله مصنفاة عديدة اشهرها تفسير آيات الاحكام فى مجلد توفى سنة ۱۲۹۶ھ . (نزهة الخواطر ج ۷ ص ۳۱۱)

(۳۸) علماء کرام: مولانا مطلوب الرحمٰن : ومعارف ستمبر ۱۹۴۰ء

(۳۹) هو الشيخ العالم الفقيه احد العلماء المشهورين له تفسير القرآن الكريم با لاردو سماه الاكسير الاعظم مات سنة ثلاث عشرة وثلاث مائة والف . نزهة الخواطر ج ۸ ص ۲۳

(۴۰) قرآن حکیم کے اردو تراجم ص ۸۰

(۴۱) شو کانی: هو محمد بن على بن محمد الشوكانى الخولانى ثم الصنعانى ، ابو عبد الله ، مفسر ، فقيه ، اصولى ،مورخ اديب ، نحوى، منطقى ، متكلم ، حكيم ، مصنفاة كثيرة توفى سنة ۱۲۵۰ھ .

البدر الطالع للشوكانى ج ۲ ص ۲۱۴ ،معجم المولفين ج ۲ ص ۳۲۲)

(۴۲) تفصیل باب چہارم فصل سوم

(۴۳) ایضا فصل سوم

(۴۴) ایضا فصل چہارم

(۴۵) مقالات حالی ۔الطاف حسین حالی متوفی ۱۹۱۴ء ج ا ص ۲۴۷

(۴۶) حیات جاوید۔ مولانا حالی حصہ اول ص ۱۷۴ مفید عام عام آگرہ

(۴۷) یعنی محسن الملک متوفی ۱۳۲۵ھ

(۴۸) مقدمہ تفسیر القرآن

(۴۹) مقدمہ تفسیر عثمانی ص ۳

(۵۰) مولوی فتح محمد تائب لکھنوی نومسلم تھے مولانا لکھنوی سے درسیات کی تحصیل کی، رفاہ المسلمین کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا تھا
(حیات عبدالحی ۔ابوالحسن علی ندوی ص ۵۸،

هو الشيخ العالم الفقيه الحنفى. احد الفقهاء المبرزين فى الفقه والاصول . وله مصنفاة منها تفسير القرآن بالاردو فى اربعة مجلدات وهو المسمٰى بخلاصة التفاسير. نزهة الخواطر ج۸ ص ۳۸۱)

(۵۱) قرآن کریم کے اردو تراجم ص ۸۰

(۵۲) ۱۸۳۶ء میں میں بجنور (بھارت) میں پیدا ہوئے کئی اردو کتابوں کے مصنف ہیں
(تاریخ ادبیات ص ۴۰۶، قاموس المشاہیر از بدایونی ص ۱۳۴

(۵۳) مقدمہ ترجمۃ القرآن

(۵۴) اغلاط کی تفصیل کے لئے: مولانا اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ کی تنقید مقدمہ فوائد عثمانی میں دیکھیئے۔ (ناشر: نور محمد کتب خانہ ارام باغ کراچی)

(۵۵) پشتو تراجم وتفاسیر قرآن ۔۔۔قاری محمد عادل خان مطبوعہ مقالہ المعارف لاہور فروری ۱۹۷۵ء ص ۱۴
مفہوم القرآن مولانا فدا محمد مطبوعہ پشاور ص ۲۷،
مشاہیر سرحد ڈاکٹر فیوض الرحمن لاہور
مقدمہ تفسیر یسیر نورانی کتب خانہ پشاور طبع پنجم ۱۹۸۳ء

(۵۶) هو الشيخ الفاضل محمد حسن بن محمد الامروهوى ،احد العلماء الشيعة ولد ونشاء ببلدة امروهة وكان حيا سنة ۱۲۹۱ھ (نزہۃ الخواطر ج ۷ ص ۴۷۴)

(۵۷) قرآن حکیم کے اردو تراجم ۔۔۔۔ص ۲۲۴

(۵۸) وحید الزمان ؛تفصیل باب چہارم فصل سوم

(۵۹) تبویب القرآن۔ ایضا

(۶۰) تفصیل باب چہارم فصل پنجم

(۶۱) هوالفاضل العلامة المليح ابادی ثم اللکهنوی احد العلماء المشهورين فی الهند ، وکان اعلم العلماء فی زمانه فاعر فهم بالنصوص والقواعد مع تو سعه فی الرجال والحديث ،غير متصلب فی المذهب الحنفی وله مصنفاة عديدة منها " مواهب الرحمان فی تفسير القرآن ،، بالاردو فی ثلاثين مجلد. (نزهة الخواطر ج۸ ص ۸۶،۸۵)

(۶۲) تفصیل مواهب الرحمٰن

(۶۳) سيد احمد حسن : هو الشيخ العالم المحدث احمد حسن الدهلوی احد العلماء المشهورين ولد ونشأ بمدينة دهلی وحفظ القرآن وله مصنفاة كثيرة ممتعة منها "احسن التفاسير ،، بالاردو فی مجد كبار . (نزهة الخواطر ج۸ ص ۴۸

(۶۴) احسن التفاسیر ۔۔۔مکتبہ سلفیہ لاہور

(۶۵) رحیم بخش:

(۶۶) قرآن نمبر ص۸۸۴

(۶۷) تفصیل مقالہ ھذا باب چہارم فصل دوم

(۶۸) تفسیر ایوبی

(۶۹) تفصیل باب چہارم فصل ہشتم

(۷۰) ناشر: انجمن تبلیغ القرآن گلبرگ لاہور (سطن)

(۷۱) فتح محمد جالندھری ۱۸۶۴ء کو ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے ،بعد میں جالندر انا پڑا۔ تمام عمر علمی مشاغل میں گزاری۔

(تعارف قرآن ۔ڈاکٹر فیوض الرحمٰن ص۲۲۶،۲۲۷

(۷۲) تفصیل فتح الحمید ۔ تاج کمپنی کراچی

(۷۳) امروٹی:

(۷۴) تذکرۃ المفسرین ص۱۹۳

(۷۵) تفصیل باب چہارم فصل دہم

(۷۶) مردان میں ولادت ہوئی تعلیم کی تکمیل کی شعبہ عربی یونیورسٹی اف پشاور کے صدر رہے جہاز حادثہ میں شہید ہوئے ہیں ۔۔

(تذکرۃ المفسرین ص۱۹۶)

(۷۷) عاشق الٰہی: ۱۲۹۸ھ میں پیدا ہوئے ،میرٹھ میں تعلیم مکمل کی، دارالعلوم میں تدریس کے فرائض انجام دیئے کئی کتابیں تصنیف کیں۔

(مشاہیر علماء ڈاکٹر فیوض الرحمٰن ص۲۴۴)

(۷۸) مقدمہ ترجمہ شیخ الہند ص۲

(۷۹) تفصیل کے لئے ترجمۃ القرآن ۔۔ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

(۸۰) تفصیل باب چہارم فصل دوم مقالہ ھذا

(۸۱) ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

(۸۲) ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان ۱۴۱۶ء

(۸۳) تفصیل باب چہارم فصل یازدہم مقالہ ھذا

(۸۴) محمد نبی بخش:

(۸۵) تذکرۃ المفسرین ص ۱۹۸

(۸۶) نعیم الدین:

(۸۷) مقدمہ کنزالایمان ، باب چہارم فصل ہشتم

(۸۸) تفصیل باب چہارم فصل مقالہ ھذا

(۸۹) ایضا فصل دوم مقالہ ھذا

(۹۰) ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۱۶ھ

(۹۱) نظامی: علی حسن نام جائے ولادت دہلی ہے ۱۲۹۶ھ میں پیدا ہوئے کئی کتابیں لکھیں ۱۳۷۲ھ کو فوت ہوئے
(معاصرین ---عبدالماجد دریابادی ص ۹۶، ۹۷-- کراچی

(۹۲) دائرہ معارف اسلامیہ (مادہ تفسیر)

(۹۳) فیروزالدین:

(۹۴) عبداللہ یوسف: بمبئی (بھارت) ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۸۷۲ء کو پیدا ہوئے لندن سے بیرسٹری کا امتحان پاس کر کے ۱۸۹۵ء میں واپس آئے متعدد زبانوں پر عبور حاصل تھا اسلامیہ کالج لاہور کے پروفیسر رہے ۱۳۷۳ھ کو فوت ہوئے (تذکرۃ المفسرین ص ۲۰۰)

(۹۵) تفصیل باب چہارم فصل ہفتم مقالہ ھذ

(۹۶) احمد سعید:

(۹۷) مفتی کفایت اللہ: آپ ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۸۹۷ء کو دارالعلوم دیوبند فارغ ہوئے۔ کچھ عرصہ "مدرسہ عین العلم"، شاہجہانپور میں شیخ الحدیث اور صدر مفتی رہے، پھر مدرسہ امینیہ، اور مدرسہ عالیہ فتح پوری کا انتظام وانصرام کی ذمہ داریاں آپ کے سپرد ہوئیں، جمعیہ علماء ہند کے صدر بھی رہے، ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۹۵۲ء کو فوت ہوئے۔ (مقدمہ کفایت المفتی ، حفیظ الرحمن واصف متوفی ۱۴۰۷ھ ج ۱ ص ۶، ۷، ۸، ۹ مکتبہ امدادیہ ملتان)

(۹۸) مقدمہ کشف الرحمن

(۹۹) تفصیل باب چہارم فصل دوازدھم

(۱۰۰) ایضا

(۱۰۱) ذکر آزاد۔ مؤلف عبدالرزاق ملیح ابادی ص ۳۷ مطبوعہ ۱۹۶۰ء

(۱۰۲) باب چہارم فصل ششم

(۱۰۳) تفصیل بیان القرآن میں

(۱۰۴) کریمی پریس لاہور سطن

(۱۰۵) باب چہارم فصل ہشتم

(۱۰۶) باب چہارم فصل دوم

(۱۰۷) ایضا

(۱۰۸) تاج کمپنی کراچی

(۱۰۹) مکتبہ ایوبیہ کراچی سطن

(۱۱۰)تفصیل باب چہارم فصل سیزدہم

(۱۱۱)باب ایضا فصل یازدہم

(۱۱۲)تفسیر وددوی

(۱۱۳)محمد حنیف ۱۹۰۸ء کو گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے، ندوۃ العلماء جا کر اپنی تعلیم مکمل کی ۱۹۳۰ء کو واپس آئے، یہاں درس قرآن دیتے رہے
(تعارف قرآن ص ۲۴۵)

(۱۱۴)تفصیل معالم العرفان ۔ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

(۱۱۵) تفسیر کاشف البیان

(۱۱۶) تفصیل باب چہارم فصل دہم

(۱۱۷) مکتبہ السلام وسن پورہ لاہور طبع ۲۰۰۰ء

(۱۱۸)تفصیل باب چہارم فصل ہشتم

(۱۱۹) فرید بک ڈپو جامع مسجد دہلی

(۱۲۰)سعید کمپنی کراچی ۱۴۰۴ھ

(۱۲۱)۱۹۱۷ء کو مانسہرہ میں پیدا ہوئے دیو بند سے اپنی مکمل کی فراغت کے بعد مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں
(مولانا سے ملاقات اور سوال و جواب کا خلاصہ ۱۰ جولائی ۲۰۰۳ء)

(۱۲۲)تفصیل معالم العرفان ادارہ تالیفات نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

(۱۲۳)دار الکتاب والسنۃ لاہور ۱۴۲۳ھ

(۱۲۴) فتح الرحمٰن مکتبہ جارجروی رحیم یار خان ۱۴۲۴ھ

(۱۲۵)تفصیل تفسیر رضوی

(۱۲۶)گلدستہ تفاسیر ۔۔ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

(۱۲۷)تفصیل تفسیر زیر تبصرہ فضلی سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ اردو بازار کراچی ۱۹۸۷ء

(۱۲۸)الہام الرحمٰن

(۱۲۹)نثر المرجان

(۱۳۰)تفریح الجنان

(۱۳۱)ادارہ نقشبندیہ اویسیہ دار العرفان چکوال ۲۰۰۰ء

(۱۳۲)فضلی سنز کراچی ۱۴۱۳ھ

(۱۳۳) مکتبہ حامدیہ نواں شہر ایبٹ آباد

(۱۳۴)دار العلوم تعلیم القرآن شاہ منصور صوابی ۱۹۹۴ء

(۱۳۵)المکتبہ الاشرفیہ لاہور

(۱۳۶) ادارہ منہاج القرآن ماڈل ٹاؤن لاہور بار پنجم ۱۹۸۵ء

(۱۳۷)

باب چہارم:

فصل اول

بر صغیر میں قرآن فہمی

اور

تفسیر کے میدان میں

مختلف مکاتب فکر

اور ان کے

قرآنی افکار

باب چہارم:

فصل اوّل

حضرت شاہ ولی اللہ مکتب فکر

اُن کا خاندان

مشہور مفسّرین و مترجمین

مختصر حالاتِ زندگی:۔

قطب الدین احمد یا عبداللہ المعروف ولی اللہ بن عبدالرحیم ۴ شوال ۱۱۱۴ھ یا ۱۱۱۵ھ مطابق ۱۷۰۲ء کو قصبہ ''پھلت''، ضلع مظفر نگر میں پیدا ہوئے (۱)

یہ دور جہالت اور خود غرضی کا تھا جس میں لوگ مذہب اور اخلاق سے بہت ہٹ چکے تھے اور ان کی باہمی نا اتفاقی نے ان کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر کے ان میں ضعف پیدا کر دیا تھا۔ ہر گروہ اپنے حال میں مست تھا حق اور انصاف کی طرف کوئی نظر اُٹھا کر نہیں دیکھتا تھا (۲)

ایک طرف تو یہ نا اتفاقی تھی اور دوسری طرف خارجی اور داخلی قوتیں اسلام اور حکومت اسلامیہ کی بنیادوں کو کھوکھلی کرنے کی کوشش کر رہی تھیں اور مسلمانوں نے جہاد فی سبیل اللہ کو بھلا دیا تھا۔ و کان التقاعد عن الجهاد فی مثل هذا الزمان تفویتا لخیر کثیر (۳)

شاہ ولی اللہ کے آباؤ اجداد:۔

شاہ صاحب کے آباواجداد عرب سے چھٹی صدی ھجری میں ہندوستان آئے، اور ضلع ''روھتک'' (صوبہ ہریانہ بھارت میں دھلی کے قریب ایک محلہ) میں اقامت پذیر ہوئے۔

چنانچہ شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

ہمارے اجداد عظام میں سب سے پہلے شیخ شمس الدین مفتی (۴) (چھٹی صدی ھجری میں) ہندوستان آئے اور قصبہ ''روھتک'' میں سکونت اختیار کی (۵)

مفتی شمس الدین ممتاز عالم و عابد تھے۔ روہتک میں ان کے قیام کی وجہ سے وہاں کی دینی اور اسلامی فضاء ساز گار ہوئی۔ اور کفر و شرک کے اثرات کم ہوئے تفسیر و حدیث اور فقہ میں اجتہاد کا درجہ رکھتے تھے۔ (۶)

مفتی صاحب کی وفات (تاریخ معلوم نہیں) کے بعد ان کے بڑے صاحب زادے عبدالملک (۷) جانشین ہوئے۔ شیخ عبدالملک کو قرآن سے بڑا لگاؤ تھا ان کے بیشتر اوقات تلاوت قرآن میں صرف ہوتے۔ وہ اپنے مواعظ میں عقیدہ توحید اور ارکان اسلام پر زور زیادہ دیتے۔ انہی کے عہد میں احتساب، افتاء اور قضاء کے شعبے اس خاندان کے لئے مخصوص ہو گئے۔ (۸)

ان کی وفات کے بعد قاضی بدھا (قاضی کبیر) (۹) اس منصب پر فائز ہوئے جو ایک صاحب نسبت بزرگ تھے۔

دسویں صدی ھجری کے آواخر تک، یہ خاندان قلعہ ''روھتک'' کے متصل اس عمارت میں مقیم تھا جو ''قلعہ خود'' کہلاتی تھی اور بعد میں محلہ چیبیاں (دھلی) کے نام سے معروف ہوئی۔(۱۰)

حضرت شاہ ولی اللہ کا دادا شیخ وجیہ الدین (۱۱) بڑے عالم و عارف تھے۔ سفر و حضر میں ہمیشہ تلاوت قرآن کا معمول رکھتے اور کبھی نہ چھوڑتے (۱۲)

اُن کی اولاد میں علم و فضل سے ابوالرضا محمد (۱۳) اور شیخ عبدالرحیم (۱۴) متصف ہوئے۔

شیخ عبدالرحیم متوفی ۱۱۳۱ھ علوم عقلیہ و نقلیہ کے جامع ہونے کے ساتھ صاحب نسبت بزرگ تھے۔ مسلکاً حنفی اور نسبتاً نقشبندی تھے ان کے عارفانہ مکاتیب کا مجموعہ ''انفاس رحیمیہ'' کے نام سے شاہ اہل اللہ (۱۵) نے مرتب کیا ہے (۱۶)

شیخ عبدالرحیم ہمیشہ تلاوت قرآن کا اهتمام کرتے۔ تھوڑے دنوں کے لئے تدوین فقہ (فتاوٰی عالمگیری) میں معاون تھے۔(۱۷)

۱۱۱۲ھ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب محدث متوفی ۱۱۳۱ھ نے چھتہ شیخ زود (میہندیاں) دہلی میں جہاں آپ کا خاندان آباد تھا ایک اسلامی مرکز ''مدرسہ رحیمیہ'' کے نام سے قائم کیا۔ اس زمانہ میں ''مدرسہ رحیمیہ'' علوم وفنون کا منبع اور رشد و ہدایت کا عظیم مرکز شمار ہوتا تھا۔(۱۸)

''مدرسہ رحیمیہ'' میں علوم ظاہری کی تکمیل کے ساتھ ساتھ باطنی علوم و معارف سے بھی دلوں کو معمور و منور کیا جاتا تھا ''مدرسہ رحیمیہ'' کا فاضل اگر ایک جانب یگانہ روزگار عالم ہوتا تو دوسری جانب کامل درجہ کا شیخ ہوتا تھا۔(۱۹)

شاہ عبدالرحیم صاحب تمام عمر درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ قرآن مجید اور حدیث پاک کا درس دیتے، اور رات کو طالبان خدا کی توجہ دہی اور مراتب سلوک طے کرنے میں مشغول رہتے اور ظاہری اور باطنی دونوں علموں کی تعلیم دیتے۔(۱۹)

شیخ عبدالرحیم نے دو شادیاں کیں، پہلی بیوی سے ایک صاحبزادے (صلاح الدین) تولد ہوئے۔ جبکہ دوسری شادی شیخ محمد پھلتی (۲۱) المتوفی ۱۱۲۵ھ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ ان کے بطن سے دو صاحبزادے شاہ ولی اللہ اور شاہ اہل اللہ تولد ہوئے۔

حضرت شاہ ولی اللہ کی تعلیم و تربیت :

شاہ ولی اللہ کی تعلیم و تربیت کا انتظام ان کے والد شیخ عبدالرحیم نے خود ہی کیا تھا اور اپنی شفقت و محبت پدری اور حمیت دینی کے ساتھ بیٹے کی نشو و نما میں حصہ لیا تھا شاہ عبدالرحیم کا گھریلو ماحول خالص دینی تھا اور ''مدرسہ رحیمیہ'' کا ماحول بھی علمی تھا سات سال کی عمر میں قرآن پاک ختم کیا۔ اور پندرہ سال کی عمر میں علوم مروجہ سے فراغت حاصل کی۔(۲۲)

شاہ صاحب طبعی طور پر نہایت ذہین وذکی تھے۔ جیسا کہ شاہ عبدالعزیز المتوفی ۱۲۳۹ھ کہتے ہیں۔

''میں اپنے والد ماجد جیسا قوی الحفظ نہیں دیکھا، سننے کا تو انکار نہیں کر سکتا، لیکن آنکھ سے نہیں دیکھا۔(۲۳)

شاہ صاحب مدرسہ میں تعلیم کے ساتھ ساتھ خود کا مطالعہ اور غور وخوض کا سلسلہ جاری رکھا جس سے ان کی تعلیمی لیاقت اور ذہنی استعداد میں قابل ذکر اضافہ ہوا۔ چنانچہ شاہ صاحب خود ہی اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔

''میں مدرسہ میں چند بار شان نزول اور معانی قرآن عظیم میں تدبر اور دیگر تفاسیر کے مطالعہ کے ساتھ والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوا، اور یہ طریقہ میرے لئے فتح عظیم کا سبب بنا۔(۲۴)

شاہ ولی اللہ کا طریقہ تدریس:۔

شاہ صاحب نے ''وصیت نامہ'' میں اپنے تعلیمی تجربہ کا جو نچوڑ بیان کیا ہے وہ یہ ہے

''ابتداء میں ''صرف ونحو'' کے تین یا چار رسالے، بعدہ عربی زبان میں تاریخ یا حکمت کی کوئی کتاب، عربی زبان پر قدرت کے بعد ''موطا امام مالک'' (۲۵) پھر ترجمہ قرآن بلا تفسیر پھر ''جلالین'' (۲۶) پھر ایک وقت میں ''بخاری ومسلم'' کے مانند کتب حدیث اور فقہ وعقائد وسلوک کی کتب پڑھائی جائیں اور دوسرے وقت میں کتب دانشمندی مثلاً ''شرح ملا جامی'' (۲۷) اور قطبی (۲۸) اگر میسر ہو، تو ایک روز مشکوٰۃ (۲۹) پڑھائی جائے۔(۳۰)

شاہ صاحب ابتداء میں شاگردوں کو ہر فن کی کتابیں پڑھاتے تھے مگر بعد میں انہوں نے اپنی صلاحیتوں اور قوتوں کو تین چیزوں پر مجتمع ومرتکز رکھا یعنی تصنیف وتالیف، ارشاد ومعارف گوئی اور قرآن کا ترجمہ وحکمت کی اشاعت اور حدیث کی تدریس۔ اس کے علاوہ دوسرے علوم کے لئے انہوں نے اپنے شاگردوں میں سے ایک شخص کو ہر فن کے لئے تیار کیا اور ان کے سپرد متعلقہ فن کے طلباء کر دیئے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز متوفی ۱۲۳۹ھ اپنے والد کے اس معمول کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں

''حضرت والد ماجد (شاہ ولی اللہ) ازہریک فن شخصے تیار کردہ بودند وطالب ہرفن بادے می سپر دندخود مشغول معارف گوئی ونویسی بودند وحدیث می خوانند۔(۳۱)

شاہ صاحب کا مسلک :۔

امام ولی اللہؒ کا مسلک یہ ہے کہ وہ زیر بحث مسائل کو پہلے قرآن وحدیث کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں اس کے بعد ان کے متعلق فقہاء کے اقوال وآراء کو کتاب وسنت کی روشنی میں جانچتے ہیں۔ فقہی اقوال جو ان دونوں سے موافقت رکھتے ہیں ان کو قبول کرتے ہیں اور جو ان کے خلاف ہوتے ہیں ان کو رد کرتے ہیں(۳۲)

لا نہ نبی طریقتہ علی عرض المجتھدات علی الکتاب والسنۃ،وتطبیق الفقھیات بھما وقبول

مایو افقھمامن ذلک ورد مالا یو افقھما کائناماکان ومن کان(۳۲)

قرآنِ کریم سے تعلق:

شاہ صاحب کوقرآن کریم سے شغف اور تعلق عہد طفولیت سے تھا اور یہ بھی ان کے والد ماجد کی تربیت کا اثر تھا خود شیخ عبدالرحیم متوفی ۱۱۳۱ھ (شاہ صاحب کے والد) کا معمول بقول شاہ اہل اللہ متوفی ۱۱۸۶ھ یہ بیان کیا گیا ہے۔

''ہمیشہ تلاوتِ قرآن میں مشغول رہتے ،بجز عذر کے اور انتہائی خوش الحانی اور تجوید وقرآت کی رعایت کے ساتھ تلاوت کرتے اور اکثر دوستوں کے حلقہ میں تلاوت کے علاوہ دوتین رکوع معانی قرآن کے بیان اور تدبر کے ساتھ پڑھتے (۳۳)''

''وہ قرآن مجید کے علمی نکات اور اسرار ورموز کو بڑے تبحر علمی کے ساتھ بیان کرتے جسے سن کر ماہرین فن حیرت کرتے'' (۳۴)

ظاہر ہے کہ اس کا اثر صاحبزادے (شاہ ولی اللہ) کی زندگی پر بھی ہونا تھا۔چنانچہ قرآن فہمی کا ذوق شاہ صاحب کے اندر بھی پیدا ہوا،مدرسہ میں تعلیم کے زمانہ میں شاہ صاحب قرآن فہمی کے سلسلہ میں تفسیروں کے ساتھ والد ماجد سے رجوع کرنے کا تذکرہ کرتے ہیں جس سے ان پر علم وعرفان کا دروازہ کھلا۔(۳۵)

شاہ صاحب قرآنِ کریم سے اپنی وابستگی کو اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت تصور کرتے تھے اور اس قدر اسے اہمیت دیتے تھے کہ گویا وہ ان کا حاصل زندگی ہو،اور اسی لئے بار بار انہوں نے اس نعمت کے تحدث کو ضروری سمجھا،ایک جگہ اعتراف کرتے ہیں۔

''اس بندۂ ضعیف پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں جن میں سب سے زیادہ عظیم الشان نعمت یہ ہے کہ اس نے مجھے قرآن مجید کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائی اور نبی کریم ﷺ کے احسانات اس کمترین امت پر بہت ہیں جن میں سے سب سے بڑا احسان قرآن کریم کی تلقین قرنِ اوّل کو فرمائی اور انہوں نے قرنِ ثانی تک پہنچایا،اس طرح درجہ بدرجہ اس خاکسار کو بھی اسکی روایت اور درایت سے حصہ ملا۔(۳۶)

دوسری جگہ اس نعمت کا اظہار اِن الفاظ میں کرتے ہیں

''الحمدللہ اس فقیر کو ان تمام فنون تفسیر میں خاص مناسبت حاصل ہے اور علوم تفسیر کے اکثر اصول اور اس کے فروغ کی ایک معقول مقدار معلوم ہے اور اس کے ہر فن میں اجتہاد فی المذھب کے قریب قریب تحقیق واستقلال حاصل ہو گیا ہے ۔ان کے علاوہ فنون تفسیر کے دوتین اور فن بھی فیض الٰہی کے بحر بیکراں سے القاء ہوئے ہیں،اگر سچ پوچھو،تو میں قرآن مجید کا بلا واسطہ ایسا ہی شاگرد ہوں جیسا کہ رسالت مآب ﷺ کا۔

ولو ان لی فی کل منبت شعرة لسانا

لما استوفیت واجب حمدة (۳۷)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ کا سب سے بڑا کارنامہ قرآن اور علوم قرآن کی اشاعت ہے یہ قرآن پاک کے فہم کی طرف لوگوں کو لانے کی زبردست تحریک تھی۔

"شاہ صاحب نے قرآنِ شریف کا جو اَب تک صرف جزدانوں میں بند تھا فارسی ترجمہ کیا قرآن کی یہ دعوتِ عام ایسا انقلابی اقدام تھا کہ اس سے حکومت کے ایوان میں زلزلہ آ گیا اس وقت کے مولوی ننگی تلواریں لیکر شاہ صاحب پر ٹوٹ پڑے" (۳۸)

چونکہ حضرت شاہ کے زمانے میں حکومت ہند کی سرکاری زبان فارسی تھی اور اس کو قبول عام حاصل تھا کلام اللہ کو عام فہم بنانے کے لئے اس کا مروج زبان میں ترجمہ کیا جانا ضروری تھا گو حالات نامساعد تھے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا اور "اس زمانے میں عام مسلمان اس غلط فہمی کا شکار تھے کہ تلاوت قرآن کریم سے قرآن کا حق ادا ہو جاتا ہے اور یہی ایک اہم سبب تھا جس نے شاہ صاحب کو قرآن کا فارسی میں ترجمہ کرنے پر آمادہ کیا" (۳۹)

درین زمانه که مادر آنیم ودرین اقلیم که ماساکن آنیم نصیحت مسلمانان

اقتضاء می کند که ترجمه قرآن عظیم بزبان فارسی سلیس وروزمره صند

اوّل تحریر کرده شود (۴۰)

قرآن انسانوں کی ھدایت کا دائمی سرچشمہ ہے اور مسلمانوں کی اصلاح وتربیت اور ان کی علمی وفکری ترقی قرآن ہی کے فہم وتدبر اور اس کے مطابق زندگی گزارنے سے وابستہ ہے اس لئے شاہ صاحب نے اپنی توجہ قرآن اور علوم قرآن کی تعلیم وترویج پر زیادہ صرف کی۔

شاہ صاحب کے زمانہ میں قرآن مجید یقیناً پڑھا پڑھایا جاتا تھا بعض فارسی کی تفسیریں اور تراجم بھی موجود تھے دینی درسگاہوں میں جلالین کشاف (لزمحشری متوفی ۵۳۸ھ) اور مدارک (للنسفی متوفی ۷۰۱ھ) جیسی تفسیریں داخل نصاب تھی۔ (۴۱)

جیسا کہ شاہ صاحب نے اپنے والد شاہ عبدالرحیم متوفی ۱۱۳۱ھ سے جس جس فن کی کتابیں پڑھیں، ان کی ایک فہرست دی ہے۔ تفسیر سے متعلق فرماتے ہیں۔

"تفسیر بیضاوی کا ایک بڑا حصہ تو میں نے والد بزرگوار سے **سبقا سبقا** پڑھا اور باقی کا آپ کے ارشاد کے بموجب خود مطالعہ کیا (۴۲)

تو اس بیان سے معلوم ہوا کہ تفاسیر کا کچھ حصہ داخل نصاب تھا مگر اس کے باوجود یہ کہنا بالکل درست ہے۔ کہ مسلمانوں کی علی العموم قرآن سے جذباتی وابستگی ان میں علمی اور فکری پختگی پیدا کرنے کے بجائے جمود و تعطل کی نذر ہو کر رہ گئی تھی نظری طور پر قرآن تو دین و شریعت کا پہلا سرچشمہ تسلیم کیا جاتا تھا مگر مسائل و احکام میں فقہی جمود اور بحث و استدلال میں فلسفیانہ موشگافیوں نے جڑ پکڑ لئے تھے محفلیں سجا سجا کر تصوف اور قصے کہانیوں کی کتابیں پڑھتے تھے مگر اس میں قرآن کے حلقے بنانے کا رحجان نہ تھا۔

شاہ صاحب لکھتے ہیں ''

ان کے زمانہ میں تین چیزوں کا زیادہ رواج تھا

۱۔ برھان یعنی (یونانی علوم اور کلام سے مرکب علم)

۲۔ وجدان یعنی (تصوف اور صوفیا کے رموز و ارشادات)

۳) السمع (یعنی علوم نقلیہ میں انتشار) (۴۳)

لوگ یہ سمجھتے تھے کہ قرآن کا سمجھنا اور اس پر غور کرنا علماء کا کام ہے (جیسے کہ آج کل کے لوگوں کا خیال ہے) اور ان کیلئے صرف اس قدر کافی ہے کہ قرآن کی تلاوت کر لیا کریں قرآن پاک کے درس و تدریس کے ماحول میں بھی قرآن فہمی سے زیادہ تفسیر خوانی پر صرف ہوتی تھی۔ (۴۴)

شاہ صاحب نے مسلمانوں کو پر سوز طریقے سے سمجھایا ''اگر تم انصاف سے کام لو، تو نزول قرآن کا اصل فائدہ یہ ہے کہ اس سے نصیحت حاصل کی جائے، قرآن کا صرف تلفظ مقصود نہیں۔ اگر چہ وہ بھی غنیمت ہے مسلمانوں نے یہ کیا شیوہ اختیار کر لیا ہے کہ وہ قرآن کے مفہوم کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اس شخص کو کیا حلاوت نصیب ہوتی ہے جو قرآن کے معنی کو نہیں سمجھتا۔ (۴۵)

ترجمہ قرآن:

چنانچہ شاہ صاحب نے سلیس اور متعارف فارسی زبان میں لوگوں کے لئے قرآن پاک کا ترجمہ کیا جو ''فتح الرحمٰن'' کے نام سے مشہور ہے اس ترجمہ کا مقصد صرف یہ تھا کہ لوگ قرآن پاک کی طرف متوجہ ہوں اور اس کو پڑھیں سمجھیں اور اس کے مطابق اپنی زندگی درست کریں۔ فاسد خیالات، اوھام اور غلط قسم کے رسوم اور اعمال جو مسلمانوں میں رائج ہو چکے ہیں ان کا ازالہ ہو۔ چنانچہ شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

''اس کتاب (فتح الرحمٰن) کا مرتبہ متن قرآن اور فارسی کے مختصر رسائل پڑھنے کے بعد ہے تا کہ فارسی ان کی سمجھ میں بے تکلف آ جائے خاص طور پر سپاہیوں اور اہل حرفہ کے بچوں کیلئے جو کہ علوم عربیہ کو پورا کرنے کی توقع نہیں رکھتے،

سن تمیز کے پہلے ہی مرحلہ میں اس کتاب کی ان کو تعلیم دینی چاہیے، تاکہ ان کے اندر پہلی چیز جو داخل ہو وہ کتاب اللہ کے معانی ہوں اور ان کی سلامتی فطرت ہاتھ سے نہ جائے۔ ملحدوں کے اقوال جو کہ صوفیوں کے لبادہ میں پنہاں ہو کر دنیا کو گمراہ کرتے ہیں ان کو فریفتہ نہ کریں خام معقولیوں کی ہرزہ سرائی اور واہیات، ہندوؤں کی بکواس ان کے لوح سینہ ملوث نہ کرے۔ پھر وہ لوگ جو عمر کا ایک بڑا حصہ گزار دینے کے بعد توبہ کی توفیق پاتے ہیں مگر اسلامی علوم کو حاصل نہیں کر پاتے یہ کتاب (فتح الرحمٰن) ان کو پڑھانی چاہیے۔ تاکہ وہ قرآن کی تلاوت میں حلاوت پائیں اور اس کتاب کا فائدہ عام مسلمانوں کے حق میں متوقع ہے انشاء اللہ (۴۶)

قرآن مجید کے ترجمہ اور مختصر تفسیری حواشی کے ساتھ شاہ صاحب علوم قرآن کی اشاعت اسی عزم اور اعتماد کے ساتھ کی اور اس موضوع پر ایک نہایت جامع کتاب ''الفوز الکبیر فی اصول التفسیر'' لکھی نیز فتح الخبیر اور مقدمہ فی قوانین الترجمہ'' بھی ضبط قلم کیا۔ (۴۷)

شاہ صاحب کی قرآنی خدمات بڑی وقیع اور بے نظیر ہیں انہوں نے اپنے علمی ذوق کی تسکین کے لئے نہیں بلکہ کتاب ھدایت کی ترویج واشاعت کے لئے اور امت کو ازسرنو قرآن کی بنیادوں پر کھڑی کرنے کے لئے جامع منصوبہ بند طریقہ پر کام کا آغاز کیا، یہ شاہ صاحب ہی کی تحریک اور رھنمائی تھی، سماجی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو اس مہم کے تین نمایاں پہلو ہیں۔

۱۔ مہلک رسوم ورواج اور مشرکانہ عقائد وخیالات کی عام وبا کے لئے قرآن پاک کو موثر علاج کی حیثیت سے متعارف کرانا۔ کہ جتنی قربت قرآنِ پاک سے ہوگی مشرکانہ خیالات واعمال سے اسی قدر دوری ہوتی چلی جائیگی اور جب تک قرآن پاک کی اشاعت نہیں ہوگی یہ برائیاں ختم نہ ہوسکیں گی۔

۲۔ دوسرے یہ کہ قانون اور شریعت کی اساس اور سرچشمہ اول کی حیثیت سے قرآن پاک کو پیش کرنا، کہ زندگی کے تفصیلی معاملات میں وہی مرجع اور قول فیصل قرار پائے۔

۳۔ یہ احساس پیدا کرنا کہ جب لوگ قرآن کی طرف رجوع کریں گے تو ان کی علمی، ذہنی اور فکری سطح بھی حسب استفادہ بلند ہوتی چلی جائیگی اور علم وفکر کا منبع ان کے ہاتھ آجائیگا۔

اس ترجمہ قرآن سے ظلم وجہالت کے طوفانوں کا زور یقیناً کم ہوگیا اور صورتِ حال میں کافی حد تک تبدیلی آئی قرآن پاک کی اشاعت کا رجحان بڑھا اور اُمت قرآن خوانی کے مرحلہ سے نکل کر ''قرآن فہمی'' کے مرحلہ تک آئی۔

مولانا ندوی لکھتے ہیں

''شاہ صاحب نے اس مرض (شرک وبدعت) بلکہ وبائے عام کے علاج کے لئے قرآن مجید کے مطالعہ اور تدبر اور اس کے فہم کو سب سے مؤثر علاج سمجھا اور یہ بات محض ذہانت، قوت مطالعہ اور قیاس پر مبنی نہ تھی بلکہ ایک ایسی بدیہی حقیقت تھی جس پر قرآن مجید خود شاہد اور نہ صرف عہد بعثت کی تاریخ بلکہ اسلام کی پوری تاریخ دعوت اور سرگزشت اصلاح وتجدید گواہ ہے (۴۸)

شاہ ولی اللہ متوفی ۱۱۷۶ھ کی فکری تربیت اور ان کی علمی اساس میں ہم ان کے والد شاہ عبدالرحیم متوفی ۱۱۳۱ھ کو اصل مانتے ہیں شاہ عبدالرحیم نے خود اپنے نامور صاحبزادے کو تعلیم دی تھی چنانچہ انہوں نے شاہ ولی اللہ کو قرآن کا ترجمہ تفسیروں سے الگ کر کے پڑھایا اور اس طرح قرآن کا اصل متن اس کیلئے قابل توجہ بنایا پھر آپ نے وحدۃ الوجود (۴۹) کے مسئلے کو صحیح طریقے پر حل کیا اور اسے اپنے صاحبزادے کو ذہن نشین کیا نیز شاہ عبدالرحیم ہی نے حکمت عملی کو اسلامی علوم میں ایک باوقار اور اہم مقام دیا اور اپنے صاحبزادے شاہ ولی اللہ کو اس کی خاص طور سے تلقین کی اور یہ تینوں کی تینوں شاہ عبدالرحیم کی تربیت کا نتیجہ ہے (۵۰)

حضرت مولانا سید محمد میاں (۵۱) صاحب لکھتے ہیں۔

''حضرت شاہ ولی اللہ نے قرآن مجید کا ترجمہ اس وقت کی دفتری زبان فارسی میں کیا، تو مولوی نما جاہ پرست مشتعل ہو گئے۔ اور اسی غضب اور طیش میں انہوں نے حضرت شاہ صاحب پر قاتلانہ حملہ کرایا جسکی مدافعت قدرت کے اس غیبی ہاتھ نے کی جو تاریخ عالم میں عظمت پانے والوں کی حفاظت پر ایسے موقع پر کیا کرتا ہے۔ (۵۲)

کیونکہ شاہ صاحب سے قبل قرآن مجید کی افہام وتفہیم کا عام رواج نہ تھا اس عہد کے بعض علماء بھی قرآن مجید اور اسکی تعلیمات سے کما حقہ واقف نہ تھے۔

''اکبر کے دربار میں جب مسلمان علماء اور پرتگیز مشنریوں میں مباحثے ہوتے اور مشنریوں نے (جو کلام مجید کے لاطینی ترجمہ کی وجہ سے اس کے اندراجات سے واقف تھے) کلام مجید کے بعض حصوں پر اعتراض کئے، تو اس وقت پتہ چلا کہ جن مسلمانوں نے عربی میں قرآن پڑھا بھی تھا، انہیں بھی اس کے مضامین اور اندراجات سے پوری طرح واقفیت نہ تھی بسا اوقات یہ ہوتا کہ پادری کلام مجید کے کسی بیان پر اعتراض کرتے اور مسلمان کہہ دیتے کہ یہ تو قرآن مجید میں ہے ہی نہیں اور پھر کلام مجید کھول کر دیکھا جاتا تو وہ حوالے نکلتے ۔ (۵۳)

قرآنی علوم پر شاہ ولی اللہ کی تصانیف کا تنقیدی مطالعہ و جائزہ:

قرآنی علوم پر شاہ صاحبؒ نے گرانقدر خدمات انجام دی ہیں انہوں نے قرآن کے مطالب و معانی کی تفہیم و تشریح کے لئے ترجمہ قرآن سے لیکر متعلقات قرآن تک متعدد بیش قیمت تصانیف چھوڑی ہیں اس قبیل کی جن کتابوں کا عام طور پر تذکرہ ملتا ہے وہ ذیل ہیں۔

۱. فتح الرحمان

۲. الفوزالکبیر فی اصول التفسیر

۳. فتح الخبیر بمالا بد حفظه فی علم التفسیر

۴. تاویل الا حادیث فی رموز قصص الانبیاء

۵. زهراوین (ترجمه سورئه بقره وآل عمران)

۶. المقد مة فی قوانین الترجمه۔

ان کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب کے ذہن میں قرآن کی اشاعت کا بہت ہی واضح نقشہ موجود تھا اور اسی کی بناء پر وہ ملت اسلامیہ کی تعمیر کرنا چاہتے تھے شاہ صاحب کی یہ تصانیف آج بھی اسی قدر و قیمت کی حامل ہیں جس طرح وہ مصنف کے عہد میں تھیں مگر ''الفوز الکبیر'' اور فتح الرحمٰن،، کے علاوہ دیگر کتابیں نایاب ہیں فتح الرحمان کے ترجمہ اور حواشی پر الگ سے گفتگو کی جائے گی اس لئے بقیہ کتابوں کا ذیل میں تنقیدی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

الفوزالکبیر فی اصول التفسیر:-

قرآنی موضوعات پر شاہ صاحب کی تصانیف میں سب سے زیادہ معروف اور مقبول کتاب ''الفوز الکبیر فی اصول التفسیر'' ہے یہ کتاب فارسی زبان میں لکھی گئی تھی آج کل اس کے اردو، عربی اور انگریزی تراجم بکثرت دستیاب ہیں۔ یہ کتاب ہندوپاک کے درس نظامی کے مدارس میں شامل نصاب ہے مختصر ہونے کے باوجود جامع اور مفید ہے تفسیر کے اصولوں کو اختصار کے ساتھ متعارف کرانے کے لئے اس سے بہتر اور مختصر کتاب نہیں ملتی۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی کے بقول۔

''اصول التفسیر پر عام طور پر کوئی چیز نہیں ملتی صرف چند اصول وقواعد تفاسیر کے مقدمہ میں یا اپنا طرز تصنیف بیان کرنے کے لئے بعض مصنفین چند سطروں میں لکھ دیئے ہیں شاہ صاحب کی کتاب ''الفوز الکبیر'' بھی اگرچہ مختصر ہے لیکن پوری کتاب سراسر نکات وکلیات ہے اور ایک جلیل القدر عالم کی جس کو فہم قرآن کے مشکلات کا علمی تجربہ ہے ایک قیمتی اور نادر بیاض ہے'' (۵۴)

شاہ صاحب نے قرآنی علوم و مطالب کے یہ نکات قرآن کا مطالعہ کرنے والوں کو ضخیم تفسیروں سے بچانے کے لئے رقم کیا ہے چنانچہ مقصد تالیف بیان کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں۔

''جب اس فقیر پر کتاب اللہ کے سمجھنے کا دروازہ کھولا گیا تو میں نے چاہا کہ بعض مفید نکات جو کتاب اللہ کو سمجھنے میں دوستوں کو کارآمد ہو سکتے ہیں ایک مختصر رسالہ میں منضبط کردوں۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ان قواعد کو سمجھ لینے کے بعد طالبوں پر کتاب اللہ کو سمجھنے میں ایک وسیع شاہ راہ کھل جائے گی کہ اگر وہ ایک عمر کتب تفسیر کا مطالعہ کرنے یا مفسروں سے پڑھنے میں صرف کریں تو اس قدر ضبط کے ساتھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ (۵۵)

یہی سبب ہے کہ شاہ صاحب ایک جگہ فرماتے ہیں'' اقول لطلبة العلم، اشتغلتم بالعلوم ا ليو نانيِ وبالصرف و النحو وظننتم ان هذا هو العلم .ان لا تشتغلو ا بالعلوم الا لية الا بانها الة لابا نها امور مستقلة (۵٦)

شاہ صاحب کوئی بات اس وقت تک قبول نہیں کرتے تھے جب تک وہ قرآن و سنت سے پوری موافقت نہ رکھتی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات وہ جمہور مفسرین کی رائے سے اتفاق نہیں کرتے۔ (۵۷)

اصول تفسیر کے بیان میں شاہ صاحب نے قرآنی مطالب اور علوم کو پانچ علوم میں تقسیم کیا ہے آپ کی یہ تحقیق ہمیں تفسیر کی بڑی کتابوں میں بھی نہیں ملتی۔

فتح الرحمٰن بترجمۃ القرآن کا تعارف ،خصوصیات۔

فتح الرحمٰن فارسی زبان میں قرآن کریم کا عام فہم اور سلیس ترجمہ ہے ترجمہ کا آغاز شاہ صاحب نے ۱۱۴۳ھ سے قبل کیا تھا اور ۱۱۵۱ھ میں مکمل ہوگیا۔ (۵۸)

ترجمہ کے محرکات:۔

فارسی کے دوسرے تراجم قرآن کی موجودگی میں (۵۹) شاہ صاحب کو ایک نئے ترجمہ (فتح الرحمٰن) کی تحریک کیوں کر ملی؟ اس کے بارے میں وہ خود ہی لکھتے ہیں کہ

''مسلمانوں کی نصیحت اور خیر خواہی ہر زمانہ اور ہر علاقہ میں جداگانہ ہوتی ہے اور مختلف تقاضے رکھتی ہے، اسی لئے علماء دین اور آکابر اہل یقین نے تفسیر، احادیث، عقائد، فقہ اور سلوک پر متنوع کتابیں لکھی ہیں اور گوناگوں تالیفات رقم کی ہیں کسی گروہ نے اطناب (تفصیل بیانی) کی شاہ راہ اختیار کی ہے تو کسی گروہ نے کوچہ اختصار اپنایا۔ کسی جماعت نے عجم کی زبان میں گفتگو کی تو کسی گروہ نے عربی زبان میں موتی بکھیرے۔

لہذا فارسی زبان میں اظہار فضیلت اور عبارت آرائی، متعلقہ قصوں اور توجیہات کا تذکرہ کئے بغیر قرآن عظیم کا ترجمہ کیا جائے تا کہ عوام وخواص یکساں طور پر سمجھ سکیں اور چھوٹے بڑے سبھی معانی قرآن کا ادراک کر سکیں اس لئے اس اہم کام کا داعیہ فقیر کے دل میں ڈالا گیا اور اس کے لئے مجبور کیا گیا، دوسرے تراجم پر غور کیا تا کہ جو ترجمہ مناسب حال ہو ،اسکی ترویج واشاعت کی کوشش کی جائے اور جس طرح ممکن ہو ،اہل زمانہ کے لئے مرغوب ہو لیکن بعض ترجموں میں بے کیف طوالت محسوس کی اور بعض ترجموں کو مخل حد تک مختصر پایا کوئی ترجمہ اس میزان پر پورا نہ اترا، لامحالہ نئے ترجمہ کی تالیف کا پختہ ارادہ کرلیا۔ (٦٠)

شاہ صاحب کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے زمانہ میں مطالعہ قرآن کا عام رجحان نہ تھا لوگ قرآن کی بجائے مولانا رومی (٦١) کے اشعار اور کتاب منطق الطیر (٦٢) سے زیادہ شغف رکھتے تھے حلقے بنا بنا کر اس کو سننے سنانے کا اہتمام کرتے اور لطف اندوز ہوتے تھے۔شاہ فرماتے ہیں۔

''لوگ اس ترجمہ قرآن کو اپنی مجلسوں میں پڑھیں اور اسکی تفہیم سے شغل خاطر کریں اگر وہ اولیاء اللہ کے کلام کا مشغلہ ہے تو یہ شغل کلام اللہ ہے اگر وہ حکمتوں کے مواعظ ہیں تو یہ احکم الحاکمین کا موعظ ہے اور اگر وہ عزیزوں کے مکتوبات ہیں تو یہ رب العزت کا مکتوب ہے'' (٦٣)

شاہ صاحب کے ہاں اس ترجمہ قرآن کی کتنی بڑی قدر تھی ان کی احساس ذمہ داری اور کمال احتیاط کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے فتح الرحمٰن کے مقدمہ کو ختم کرتے ہوئے کاتب حضرات کو بایں الفاظ نصیحت فرمائی ہیں۔

''اس ترجمہ کے کاتبوں کے لئے اس فقیر کی وصیت یہ ہے کہ قرآن پاک کی عبارت کو جلی حروف میں لکھیں اور اعراب وسرخی کو ترجمہ سے ممتاز کریں احتیاط کریں کہ ترجمہ کے الفاظ میں کوئی تحریف نہ درآئے اور اشتباہ کی جگہوں پر مکمل جملہ کو سرخ نقطہ کے ذریعہ مابعد سے جدا کریں اور اضافی وتوصیفی ترکیب کو مضاف وموصوف کے کسرہ کے ساتھ لکھیں تا کہ مبتدیوں پر روشن ہو، اگر ترجمہ میں کوئی لفظ مبتدیوں کے لئے نامانوس لگے یا کوئی تقریر بچوں کے ذہن کے لئے دشوار معلوم ہو، تو سعادت منداحباب کتاب کے حاشیہ پر اس کے معنی لکھدیں تا کہ کسی فرد کو مشکل نہ ہو۔(٦٤) یہ ترجمہ اپنی خوبی میں لاثانی ہے ''وھذا الترجمة من احسن التراجم لم یر نظیر ھا فیما قبل ولا فیما بعد .(٦٥)

اس ترجمہ کی مختصر تفسیر بہت سے فوائد کی حامل ہے اور مفسر نے جس نظر اور فکر سے قرآن کو سمجھا ہے یہ ترجمہ اس کا صحیح عکس ہے

''ولو لم یکن ھذا الامام لما کنا نطمئن بتفاسیر مثل الرازی والبیضاوی .(٦٦)

فتح الرحمٰن بترجمۃ القرآن کی خصوصیات:-

فارسی کے دیگر تراجم کے مقابلے میں فتح الرحمٰن کا جو امتیاز ہے اس پر شاہ صاحب نے خود ہی روشنی ڈالی ہے وہ لکھتے ہیں یہ ترجمہ دوسرے تراجم سے متعدد وجوہ سے ممتاز ہے

۱۔ یہ کہ قرآن کی عبارت کا اسی مقدار کے مطابق متعارف فارسی زبان میں اظہار مراد اور لطافت تعبیر کے ساتھ ترجمہ کیا گیا ہے اور دوسرے تراجم میں عبارت کی طوالت تعبیر کی رکاکت اور مفہوم کے سمجھنے میں جو دقت پیش آتی ہے حتی الامکان اس سے احتراز کیا گیا ہے۔

۲۔ سارے ترجمے دو حال سے خالی نہیں ہیں یا تو قرآن سے متعلق قصوں کو مطلقاً چھوڑ دیا گیا ہے یا ان تمام کا احاطہ کیا گیا ہے اس ترجمہ میں درمیانی راہ اختیار کی گئی ہے۔ جس جگہ آیت کا معنی قصہ پر موقوف ہے وہاں اس کے دو تین جملے منتخب کئے گئے ہیں اور جہاں آیت کا معنی قصہ پر موقوف نہیں ہے وہاں اسے ترک کر دیا گیا ہے۔

۳۔ تیسرے یہ کہ مختلف توجیہات میں عربی کے اعتبار سے زیادہ مضبوط علم حدیث اور علم فقہ کے اعتبار سے زیادہ درست اور صرفی لحاظ سے کم الفاظ کی توجیہ کو اختیار کیا گیا ہے۔ جو کوئی تفسیر وجیز (۶۷) اور تفسیر جلالین (۶۸) جو کہ اس ترجمہ کی بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں اور دوسری تفاسیر کا مطالعہ کرے گا وہ اس میں ذرا بھی شک نہ پائے گا۔

۴۔ یہ کہ ترجمہ کچھ اس انداز سے کیا گیا ہے جو کوئی نحو کا جاننے والا ہے۔ اس سے قرآن کے اعراب، محذوف کی تعین، ضمیر کا مرجع اور لفظ کا محل وغیرہ جو کہ عبارت میں مقدم ومؤخر کیا گیا ہے وغیرہ کو جان سکتا ہے اور جو شخص نحو نہیں جانتا وہ بھی اصل مقصد سے محروم نہیں رہے گا۔

۵۔ قدیم تراجم کی دو صورتیں ہیں یا تو ترجمہ تحت اللفظ ہے یا ترجمہ حاصل المعنی، ان دونوں میں بہت سی دشواریاں (خلل) پیدا ہو جاتی ہیں اور یہ ترجمہ دونوں قسم کے ترجمہ کو جامع ہے (۶۹)

شاہ صاحب نے یہ ترجمہ چونکہ عوام میں قرآن فہمی کا رجحان عام کرنے کے لئے کیا ہے اس لئے ترجمہ کے بیچ بیچ میں تشریحی الفاظ کا اضافہ کر کے مدعاء کلام کی وضاحت کی ہے اس طرح یہ ترجمہ محض ترجمہ نہیں ہے بلکہ ترجمانی کا بھی کام کرتا ہے۔

بعد کے اردو مفسرین میں بہت سے لوگوں نے یہی انداز ترجمہ اختیار کیا ہے مگر وضاحتی الفاظ کے لئے قوسین (   ) کی علامت استعمال کی ہے شاہ صاحب کے زمانے میں غالباً قوسین کے استعمال کا رواج نہ تھا۔

عوام الناس میں فہم قرآن کا ذوق پیدا کرنے کے لئے شاہ صاحب نے اس بات کا بھی خیال رکھا ہے کہ ان مقامات پر جہاں مفسرین نے طویل بحثیں کی ہیں اور مختلف تاویلات وتوجیہات کے ذریعے مفہوم متعین کرنے کی کوشش کی ہیں وہاں وہ بڑی سادگی سے گزر جاتے ہیں اور بحث کو سرے سے چھیڑتے ہی نہیں تا کہ قاری کا ذہن اس میں الجھ کر نہ رہ جائے، چنانچہ اس سلسلہ میں شاہ صاحب کا نقطہ نظر یہ ہے

''کہ مشکل مقامات کی توجیہ، متشابہات کی تاویل اوران جیسے مقامات میں علماء کے درمیان اختلاف پیدا ہوا ہے اگر بنظرِ تحقیق دیکھو تو یہ مذاہب اہل شرع نہیں ہیں بلکہ شریعت میں عقل کی مدد سے موشگافی کی ایک قسم ہے(۷۰)

بہرصورت ہندوستان کے مروجہ فارسی تراجم میں فتح الرحمان ایک انفرادی حیثیت کا حامل ہے اوراسکی انفرادیت کئی اعتبار سے مسلم ہے ذیل میں اس ترجمہ کی مدد سے شاہ ولی اللہ متوفی ۱۱۷۶ھ کے افکار کے بعض پہلوؤں پر گفتگو کی جاتی ہے۔

اس ترجمہ میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس سے قرآن کے مطالب واضح ہو جاتے ہیں اور مدعاء کلام کی تفہیم کے لئے وہ کافی ثابت ہوتا ہے۔ یعنی ''فتح الرحمان،، قرآن کریم کا ترجمہ ہی نہیں، ترجمانی بھی ہے اسی لئے اس میں سلاست اور روانی ہے۔

فتح الرحمان میں ایک سے زیادہ معانی میں ترجیح:۔

فتح الرحمان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ ایسے موقع پر جہاں دو یا چند معانی اور مفاہیم کی گنجائش ہے یا مفسرین نے آیت کے کئی معنی علی سبیل الاختلاف مراد لئے ہیں وہاں شاہ صاحب نے اپنے تفسیری ذوق کی مناسبت سے ترجمہ کیا ہے اور اس بات کی پابندی نہیں کی ہے کہ وہ وہی راہ اختیار کریں جو عام مفسرین کی ہے بلکہ اگر کسی نے کوئی معروف رائے دی اور وہ شاہ صاحب کے نزدیک زیادہ مناسب حال ہے تو وہ اسی کو ترجیح دیتے ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ترجمہ کرتے وقت شاہ صاحب کے سامنے مفسرین کے اقوال واختلاف موجود رہتے ہیں

مولانا ڈپٹی نذیر احمد متوفی ۱۹۱۲ء شاہ صاحب کی اس خصوصیت کا ادراک کرتے ہوئے کہتے ہیں

''کہ فی الحقیقت قرآن کے مترجم ہونے کے لئے جتنی باتیں درکار تھیں ترجمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ سب شاہ ولی اللہ متوفی ۱۱۷۶ھ میں علی وجہ الکمال پائی جاتی تھیں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مولانا صاحب کی نظر تفاسیر، احادیث اور دین کی کتابوں پر ایسی وسیع ہے کہ بس انہی کا حصہ تھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک آیت بلکہ ہر ایک لفظ کی نسبت مفسرین کے جتنے اقوال ہیں وہ سب ان کے پیش نظر ہیں اور وہ ان میں سے جس کو واضح پاتے ہیں اسے اختیار کر لیتے ہیں''(۷۱)

مثال کے طور پر سورۃ بقرہ کی یہ آیت

"و کذلک جعلنا کم امة وسطالتکونوا شهدآء علی الناس ویکون الرسول علیکم شهیدا.(۷۲)

اس کا ترجمہ شاہ صاحب یوں کرتے ہیں

وهم چنیں ساختیم شمارا گروهے مختار تا گواه باشید بر مرد ماں و تا باشد رسولؐ گواه بر شما (۷۳)

"وَسط" ایک جامع لفظ ہے جس کا ترجمہ مفسرین نے خیار (پسندیدہ) معتدل، اجود اور وسط وغیرہ کیا ہے کسی نے "الخیار الاجود" کیا ہے(۷۴) اور کسی نے "خیارًا عدولا" کیا ہے(۷۵) اور کسی نے "وسطا ای عدلاً" کیا ہے (۷۶) اور کسی نے "خیاراً" ترجمہ کر کے اسکی وضاحت "وسط الشیء" سے کی ہے(۷۷)

ان تمام مفاہیم کی گنجائش اس لفظ میں موجود ہے مگر شاہ صاحب نے موقع کلام کی مناسبت سے "مختار" ترجمہ کیا ہے اس میں پسندیدگی کے علاوہ قوت اور شوکت کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے یہ ترجمہ اگرچہ "خیارا" ہی سے ماخوذ ہے لیکن اس ترجمہ نے آیت کے مفہوم کو بہت بلند کر دیا ہے۔

اسی طرح سورۃ بقرہ کی ایک دوسری آیت

وا تی المال علی حبہٖ ذوی القربیٰ و الیتامیٰ و المساکین (۷۸)

کا ترجمہ شاہ صاحب نے یوں کیا ہے۔

"وبد هد مال باوجود دوست داشتن آں مال خداوندان خویشے را یتیما ں را و فقیراں را"(۷۹)

جب کہ "علی حبہ" کی ضمیر کا مرجع بہت سے مفسرین نے اللہ کو قرار دیا ہے یعنی اللہ کی وجہ سے اسکی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں شاہ صاحب نے یہاں اس معنی کو ترجیح دی ہے کہ مال کی محبت کے باوجود خدا کی راہ میں اسے خرچ کرنا اصلی نیکی ہے۔

اس مفہوم کی ایک حدیث بھی ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا

"افضل الصدقة ان تصدق و انت صحیح سحیح تامل الغنی وتخشی الفقر (۸۰)

اسی طرح حسب ذیل آیت ملاحظہ ہو۔

واذا تولیٰ سعی فی الارض لیفسد فیها ویهلک الحرث والنسل واللہ لا یحب الفساد۔(۸۱)

شاہ صاحب نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

"وچوں ریاست پیدا کند بشتاید در زمین تا تباهی کند در انجا ونا بود سازد زراعت و مواشی را ۔وخدا دوست ندارد تباه کاری را"(۸۲)

یعنی تو لی یہاں "صار والیا" کے معنی میں ہے جب کہ عام طور پر مفسرین نے واذا تولی "ادبر" کے معنی میں لیا ہے(۸۳) جس طرح سورۃ القیامۃ میں کہا گیا ہے "فلا صدق ولاصلی ولکن کذب وتولیٰ (۸۴) جس کا مطلب یہ ہے کہ منافقین جب رسول اللہ ﷺ کی مجلس سے اٹھ کر جاتے ہیں تو فساد فی الارض میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور کھیتوں اور نسل انسانی کو غارت کرتے ہیں۔

شاہ صاحب کے ترجمہ کا یہ فائدہ ہے کہ خدا سے بے نیاز بادشاہوں اور حاکموں کی آمریت کو بے نقاب کیا گیا ہے کہ وہ اقتدار ملنے کے بعد کسی قسم کی تباہی مچاتے ہیں اسی مفہوم کو سورۃ النمل کی یہ آیت بھی تقویت پہونچاتی ہے۔

ان الملوک اذا دخلوا قریۃً افسدوها وجعلو اعزۃ اهلها اذلۃ ۰ وکذالک یفعلون ۰(۸۵)

اردو زبان کے مفسرین نے بھی بالعموم "واذا تولیٰ" کو "ادبر" کے معنی میں لیا ہے مگر بعض نے شاہ صاحب کے ترجمہ کی پیروی کی ہے۔(۸۶)

شاہ صاحب سے پہلے بھی بعض نے اس ترجمہ کو پسند کیا ہے۔

وقیل واذا تولیٰ اذا کان والیا فعل مایفعله ولاۃ السوء من الفساد فی الارض یا هلاک الحرث والنسل (۸۷)۔

سورۃ ال عمران کی آیت "یایها الذین امنو ا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوالله لعلکم تفلحون۔(۸۸) کا ترجمہ کرتے ہیں

"اے مومنان صبر کنید و محنت کشید وبرائے جهاد آماده باشید و بتر مید از خدا باشد که رستگار شوید(۸۹)

"رابطو" کا مطلب عام مفسرین نے عبادت میں ملازمت و مداومت اور مسجد سے وابستگی بیان کیا ہے مگر شاہ صاحب نے رابطو سے مراد جہاد لیا ہے لفظ میں اسی معنی کی بڑی گنجائش ہے متقدمین میں بعض حضرات کا رجحان بھی یہی ہے(۹۰)

سورۃ یونس کی آیت ''وما یتبع الذین یدعون من دون اللہ شر کاء .ان یتبعون الا الظن وان ھم الا یخرصون (۹۱)۔

اس آیت میں حرف ''ما'' کو عام مفسروں نے موصولہ مانا ہے مگر شاہ صاحب نے اس کو موصولہ کے بجائے نافیہ تسلیم کیا ہے اور اس طرح ترجمہ کیا ہے ''وپیروی نمی کنند آنانکہ پرستش می کنند بجز خدائے شریکان رابحقیقت پیروی نمی کنند، مگر وھم را و نیستند مگر دروغ گو۔(۹۲)

اس ترجمہ میں معنویت یہ ہے کہ مشرکین خود اپنے گمان کی پیروی کرتے ہیں اور اسے اپنے جھوٹے خداؤں کی طرف منسوب کرتے ہیں یہ بالکل جھوٹے ہیں۔

فتح الرحمان فقہی نکات کے لحاظ سے:-

اس ترجمہ میں شاہ صاحب نے حسب موقع فقہی نکتہ کو بھی ملحوظ رکھا ہے آیت کا ترجمہ اس ڈھنگ سے کیا ہے کہ قاری کا ذہن فوراً صورت مسئلہ کی طرف مبذول ہوجاتا ہے۔

مثلاً '' وللمطلقات متاع بالمعروف (۹۳) کا ترجمہ کیا ہے

''طلاق دادہ شدگان رالازم است بہرہ مند ساختن یعنی نفقہ و سکنی''(۹۴)

یہاں ''متاع'' کا لفظ جسکی وضاحت شاہ صاحب نے نفقہ اور سکنی سے کی ہے فقہی اعتبار سے بڑی اہمیت کا حامل ہے بعض مفسرین نے بھی اگر چہ یہی معنی نفقہ عدت مراد لیا ہے(۹۵)

لیکن ائمہ اربعہ کے نزدیک اس سے مراد کچھ اور ہے۔نقہ حنفی کے مطابق ایک جوڑے لباس کو ''متاع'' کہتے ہیں(۹۶)

فقہ حنفی کے مطابق آدمی مطلقہ کو اپنی حیثیت کے مطابق جو کچھ دیدے وہ متاع ہے(۹۷)

فقہ شافعی کے مطابق متاع کا تعین اس طرح کیا گیا ہے کہ صاحب حیثیت کے لئے ایک خادم، اوسط درجہ کے آدمی کیلئے ایک جوڑا کپڑا اور کم ازکم درجہ یہ ہے کہ تیس درھم یا اس کے مساوی کوئی چیز دی جائے (۹۸) گویا ائمہ فقہ نے متاع سے مراد نفقہ اور سکنی نہیں لیا ہے مگر شاہ صاحب نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

اسی طرح'' وللمطلقات یتربصن بانفسھن ثلثة قروء''(۹۹) میں ''قروء'' سے مراد امام ابوحنیفہ المتوفی ۱۵۰ھ نے ''حیض'' اور امام شافعی المتوفی نے ''طہر'' لیا ہے(۱۰۰)

شاہ صاحب نے مفاہیم میں دونوں کی رعایت کی ہے وہ کہتے ہیں ''واں زناں کہ طلاق دادہ شد ایشاں را انتظار سہ حیض یا سہ طہر کنانند(۱۰۱)

موقع کلام کی رعایت:-

اس ترجمہ کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں موقع کلام کی نزاکت کا پورا پورا لحاظ پایا جاتا ہے۔اور آیت کے مفہوم اور روح کو اس کے مطابق اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔صرف ایک مثال ملاحظہ ہو۔(طوالت کے خوف سے ایک مثال پر اکتفاء کیا گیا)

"یا یھا الذین امنوا اتقوالله وابتغوا الیه الوسیلة"(۱۰۲)

شاہ صاحب ترجمہ میں فرماتے ہیں۔

" اے مسلمانان بترسید ازخدا و به طلبید قرب بسوئی او " (۱۰۳)

یہاں شاہ صاحب نے "وسیلہ" کا ترجمہ "تقرب" کیا ہے عام مفسرین نے وسیلہ ہی کیا ہے۔وسیلہ اور تقریب میں جو لطیف فرق ہے اس کو اگر سامنے رکھا جائے تو شاہ صاحب کا ترجمہ بہت قیمتی معلوم ہوتا ہے۔

ترجمہ میں تنوع:-

شاہ صاحب نے ترجمہ کرتے وقت اس بات کی بھی رعایت کی ہے کہ اگر کوئی آیت اپنے اندر ایک سے زیادہ معانی کی گنجائش رکھتی ہے اور ان معانی کے درجے برابر ہیں تو انہوں نے ان کا تذکرہ کیا ہے ترجمہ میں ایک کو ذکر کیا ہے اور حاشیہ پر دوسرے کا اظہار کیا ہے اس سے وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ دونوں ترجمے اپنی جگہ درست اور مناسب ہیں اور دونوں کو اختیار کیا جا سکتا ہے مثلاً "وماکان لرسول ان یاتی بایة الا باذن الله .لکل اجل کتاب .یمحوالله مایشاء ویثبت و عنده ام الکتاب(۱۰۴) کا ترجمہ کرتے ہیں

" ونشاید هیچ پیغامبر را که بیارد هیچ نشانه مگر به حکم خدا .هر قضائے موقت را نامه هست .نابود میسازد و خدا هرچه می خواهد و ثابت می کند هرچه خواهد ونزدیک اوست

ام الکتاب یعنی لوح محفوظ " (۱۰۵)

حاشیہ پر دوسرے ترجمہ کی صراحت یوں کرتے ہیں

"شاید معنی چنیں باشد که هر زمانه را شریعت است نسخ می کند خدائے تعالیٰ آنچه می خواهد و ثابت می گزارد آنچه می خواهد و نزدیک اوست لوح محفوظ " (۱۰۶)

ترجمہ کی ندرت:-

شاہ صاحب نے بعض مواقع پر عام مفسروں سے بالکل ممتاز ترجمہ کیا ہے اور اس ترجمہ کی وجہ سے آیت کو نیا معنی پہنا دیا ہے مثلاً سورۃ بقرہ کی آیت ''و علی الذین یطیقونه فدیة طعام مسکین(۱۰۷) کا مفہوم عام طور پر مفسرین یہ لیتے ہیں ''کہ جولوگ روزہ کی طاقت رکھتے ہیں وہ فدیہ دے کر روزہ چھوڑ سکتے ہیں اور وہ اس آیت کو منسوخ قرار دیتے ہیں (۱۰۸)

بعض لوگ ''یطیقونه'' کا ترجمہ'' لایطیقونه'' سے کرتے ہیں(۱۰۹)

شاہ صاحب نے ان دونوں سے مختلف ترجمہ کیا ہے کہ

'' واجب است بر آنانکه می توانند داد فدیه که عبارت از طعام یک درویش است (۱۱۰)

اس ترجمہ سے وہ ساری الجھنیں رفع ہو جاتی ہیں جن کی بنیاد پر آیت کو منسوخ قرار دیا جاتا ہے۔

فتح الرحمان میں سلاست روانی، حسن ادا، جملوں کی خوبصورتی اور عبارت کی دلکشی بھی بہت ہے اور اسی وجہ سے وہ عام تراجم سے ممتاز ہے تلاوت کے وقت قرآن کے الفاظ، نظم آیات نزاکت تعبیر اور حسن ابلاغ سے قاری جو لطف اٹھاتا ہے شاہ صاحب نے کوشش کی ہے کہ اس طرح کی لذت ترجمہ کے اندر بھی پیدا ہو جائے اور قرآن کے ساتھ ترجمہ قرآن بھی قاری کے ذہن و دل میں گھر لے، مثال کے طور پر سورۃ الم نشرح کی ان آیاتوں کا ترجمہ ملاحظہ کیجیے۔

الم نشرح لک صدرک ووضعناعنک وزرک الذی انقض ظهرک .ورفعنالک ذکرک (۱۱۱)

ترجمہ: آیا کشاده نه کرده ایم برائے سینه ترا۔ ودور کردیم ازتو بارِ ترا۔آن بار که گران کرده بود پشت ترا۔وبلند ساختیم برائے توثنائے ترا۔(۱۱۲)

اس ترجمہ میں سلاست اور فقروں کی چستی کے ساتھ ایک طرح غنائیت پائی جاتی ہے جو قرآنی آیات ہی سے مستعار ہے۔

تفسیر (حواشی) فتح الرحمان، خصوصیات، شاہ صاحب کے امتیازی افکار:۔

فتح الرحمان پر شاہ صاحب کا خودنوشت تفسیری حاشیہ بھی ہے یہ حاشیہ الگ بھی شائع ہوا ہے اور قرآن کے ساتھ بھی۔
اس حاشیہ میں یہ دشواری پیش آ گئی ہے کہ فتح الرحمان کے مطبوعہ نسخوں پر جو حاشیہ ہے اسکی زبان بالعموم فارسی اور خال خال عربی ہے جب کہ الگ سے جو حاشیہ ملتا ہے اس کی عمومی زبان عربی ہے اور کہیں کہیں فارسی ہے۔ اختلاف زبان کی وجہ سے یہ فیصلہ کرنا دشوار ہے کہ حاشیہ شاہ صاحب نے عربی میں لکھا ہے یا فارسی میں۔

بعض نے اس کو عربی زبان کے ضمن میں رکھا ہے (۱۱۳) ابھی میرے سامنے جو نسخہ موجود ہے اس کا حاشیہ فارسی زبان میں ہے (۱۱۴)

حواشی کا امتیاز:۔

حاشیہ میں شاہ صاحب آیات کی ضروری تشریح اور مشکل مقامات کی توضیح کی ہے۔ بعض مقامات پر انتہائی اختصار سے کام لیا ہے ایک یا دو لفظوں میں مدعا بیان کیا ہے اور جہاں ضرورت محسوس کی ہے قدرے تفصیل سے گفتگو کی ہے یہ حاشیہ مؤلف کی قرآن فہمی کا بڑا ثبوت فراہم کرتا ہے شاہ صاحب نے اس میں مروجہ تفسیری اقوال سے اختصار کے ساتھ تعرض کیا ہے۔ اور حسب موقع اپنی رائے کا بھی اظہار کیا ہے شان نزول، ربط آیات، ناسخ و منسوخ، فقہی احکام اور تمثیلات و محاکات پر گفتگو کی ہے۔ گویا قرآن پڑھتے وقت ایک طالب قرآن کو جن ضروری چیزوں سے واقف ہونا چاہیئے۔ شاہ صاحب نے کم و بیش ان کو موضوع بحث بنایا ہے۔ اس لئے کہنا چاہیئے کہ یہ حاشیہ مطالعہ قرآن کا رھنما اصول ہے۔
اس حاشیہ کا سب سے بڑا امتیاز اختصار اور جامعیت ہے، شاہ صاحب نے قرآن کے مطالب کو سمجھانے کیلئے حاشیہ پر چند الفاظ لکھ کر مفہوم کو کھول دیا ہے۔
مثلاً قرآن کی یہ آیت .یایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین (۱۱۵) کا ترجمہ کیا ہے'' جہاد کن با کافران و جہاد کن با منافقان (۱۱۶)

حاشیہ پر شاہ صاحب نے صرف دو الفاظ کا اضافہ کیا ہے یعنی ''بسیف'' ''و بزبان'' (۱۱۷) مگر ان دو الفاظ میں مدعائے کلام کو پوری طرح نکھار دیا ہے اور جہاد کا مطلب اور اس کی نوعیت کو واضح کر دیا ہے۔

وماکان المومنون لینفروا کافۃ ٭ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون ۔(۱۸)

سورۃ التوبہ کی اس آیت کا ترجمہ شاہ صاحب نے یوں کیا ہے۔

"ممکن نیست مومنان را کہ برآیند ھمہ یک جا پس چرا بیرون نیامدند ان ہر جمعے از ایشاں چند کس تا دانشمند شوند در دین و تا بیم کنند قوم خود را چوں باز آیند بسوئے ایشاں بود کہ ایشاں بترسند۔(۱۱۹)

حاشیہ پر صرف اتنا لکھا ہے یعنی "طالب علم دین فرض کفایه است (۱۲۰) اس جملہ نے آیت کے پورے مفہوم کو سمیٹ لیا ہے اس آیت کی توجیہ کرنے میں مفسرین کے دو گروہ ہیں ایک نے نکلنے کا مطلب برائے جہاد لیا ہے (۱۲۱) اور دوسرے نے برائے علم۔(۱۲۲)

فقہی مسائل کا استنباط:-

حواشی میں شاہ صاحب نے حسب ضرورت فقہی احکام و مسائل پر بھی گفتگو کی ہے اور اپنے افکار واضح کئے ہیں۔ اور آیت سے مستنبط ہونے والے مسائل کی نوعیت کو بھی نمایاں کیا ہے

قابل ذکر بات یہ ہے کہ شاہ صاحب نے فقہ حنفی کے علاوہ دیگر فقہی مکاتیب کا بھی خیال رکھا ہے اور آیات کی توضیح و تفسیر میں ان کی حیثیت ظاہر کی ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شاہ صاحب کسی فقہ پر انحصار کرنے کے بجائے فقہ اربعہ کو اس لئے سامنے لاتے ہیں کہ جو رائے موقع کے لحاظ سے مناسب ہو اس کو ترجیح دی جائے ، یا آیت سے جو رائے بعید معلوم ہوتی ہو اس کی حقیقت پر روشنی ڈالی جائے اور اس طرح مطالعہ قرآن کے ضمن میں ایک شخص فقہی بصیرت بھی حاصل کرتا چلا جائے۔

مثال کے طور پر اس آیت کو لے لیجئے۔

فمن اضطر فی مخمصة غير متجانف لاثم .فان الله غفور رحيم۔(۱۲۳)

اس کے ذیل میں شاہ صاحب لکھتے ہیں "کہ "مخمصۃ" میں مردار کھانا جائز ہے

" مترجم گوید یعنی درمخمصه خوردن مردار جائز است و نزدیک ابی حنیفه فائده لفظ غیر مائل بگناه آنست که زیاده از ضرورت نخورد و نزدیک مالک وشافعی آنست که قاطع طریق وسارق را رخصت نیست (۱۲۴)

شاہ صاحب نے ان دونوں رایوں میں کسی کو ترجیح نہیں دی ہے تا کہ معلوم ہو جائے کہ دونوں رائے اپنی جگہ درست ہیں

ذاتی رجحان کا اظہار:-

بعض مواقع پر شاہ صاحب نے فقہاء اربعہ سے قطع نظر اپنے ذاتی رجحان کا اظہار کیا ہے اور اسی کے مطابق آیت کی تشریح کی ہے۔

وقل للمومنات يعضضن من ابصار هن ويحفظن فروجهن ولا يبدين زينتهن ماظهر منها وليضر بن بخمر هن على جيو بهن ولايبدين زينتهن الا لبعولتهن .(۱۲۵)

شاہ صاحب اس کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں

مواضع زينت دوقسم است آن چه وسترآں حرج است وآن وجه و كفين بود وآنچه درسترآں حرج نيست مانند سرو گردن وعضد وذراع وساق پس ستروجه و كفين ازاجنبيان فرض نيست بلكه سنت است وستر غير آں از اجنبيان فرض است نه از محارم .والله اعلم .(۱۲۶)

چہرے کے پردے کے سلسلے میں علماء کے درمیان کوئی ایک رائے نہیں ہے بعض چہرہ کا پردہ لازم سمجھتے ہیں اور بعض لوگ اس سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں شاہ صاحب نے فرض اور سنت کی تقسیم کر کے صورت مسئلہ کو نہایت خوش اسلوبی سے واضح کر دیا ہے۔

صلوٰۃ قصر کی آیت اور شاہ صاحب کی رائے:-

سورۃ النساء کی آیت ”**واذاضربتم فی الارض فليس عليكم جناح ان تقصروا من الصلوة ان خفتم ان يفتنكم الذين كفروا ان الكافرين كانوا لكم عدوا مبيناً.(۱۲۷)**

کی تفسیر میں شاہ صاحب فرماتے ہیں

”مشهور آن است كه اين آيت درصلوة مسافر نازل شده است و خوف قيد اتفاقى است وآنچه نزديک ايں بنده رحجان يافته است آنست كه اين آيت درصلوة خوف نازل شده است وسفر قيد اتفاقيست ومراد ازقصر در كيفيت ركوع وسجود است كه بايمائے ادا ميتواں كردنه در كميت ركعات(۱۲۸)

عام مفسرین سے اختلاف رائے:-

شاہ صاحب نے فتح الرحمان کے تفسیری حاشیہ میں متعدد مواقع پر جمہور مفسرین سے ایک الگ رائے اختیار کی ہے اوران مواقع پر آیات کی دوسری توجیہ کی ہے شاہ صاحب کی ان توجیہات اورالگ فکر سے آیات قرآنی میں ان کی مجتہدانہ بصیرت اورنکتہ سنجی ہی کا پتہ نہیں چلتا بلکہ اس سے آیات کے مفہوم کی وسعت کا بھی پتہ چلتا ہے۔

نصوص پر از سرنو غور کرنا اوران سے مسائل کا اپنے طور پر استنباط کرنا ہی ایک مجتہد کی شان ہوتی ہے۔چنانچہ سورۃ النساء کی حسب ذیل آیت ملاحظہ ہو۔

وان كان من قوم بينكم وبينهم ميثاق فدية مسلمة الى اهله وتحرير رقبة مومنة (۱۲۹)

اسکی تفسیر کرتے ہوئے شاہ صاحب لکھتے ہیں

جمہور مفسرین نے "وان كان من قوم بينكم وبينهم ميثاق" کی تصویر" کافر مقتول" کو سمجھا ہے۔اس بات کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ مومن اورکافر کے درمیان وراثت منقطع ہے اور سبیل دیت سبیل میراث ہے لیکن بندہ ضعیف کا خیال ہے" کہ مسئلہ کی تمہید ما كا ن لمومن ان يقتل مو منا الا خطأ' ہے(۱۳۰)

اور" وهو مو من " کی قید زیر بحث مسئلہ میں قابل اعتبار ہے اوردیت کا لزوم ایفائے عہد کے لحاظ سے ہے نہ کہ بر سبیل میراث، اوراسکی نظیر سورۃ ممتحنہ (۱۳۱) میں قوم معاہد کی طرف سے آنے والی مومن عورت کا مہر ہے۔(۱۳۲)

شاہ صاحب کے اختلاف کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی مومن نے دوسرے مومن کو قتل کر دیا۔تواس پر دیت اورایک غلام آزاد کرنا ضروری ہے"وان كان من قوم بينكم وبينهم ميثاق" کا مطلب مقتول کافر نہیں بلکہ مقتول مومن ہے جس کے" ولی اہل الذمہ" ہیں اوراسکی مثال سورۃ ممتحنہ کی آیت ہے سورۃ بقرۃ کی آیت "واذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فلا تعضلوهن ان ينكحن ازواجهن اذا تراضوا بينهم بالمعروف .(۱۳۳)

کی تفسیر کرتے ہوئے شاہ صاحب لکھتے ہیں كه "المشهور عند المفسرين ان طلقتم خطاب لازواج والاتعضلوهن خطاب لاولياء واخذ وا ذلک من حديث معقل بن يسار وهو معروف فى المفسرين ، والعبد الضعيف مائل الى ان الخطاب لازواج فى الكلمين و معنى ازواجهن ازواجا يرغبن فيهم وهم ازواج من لهن فيما يؤل وانما فهم معقل بن يسار نهى الاولياء عن العضل من طريق المفهوم لا من طريق المدلول فهلا الوجه اقوم الوجوه للنساء(۱۳۴)

سورہ انبیاء کی آیت "ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثها عبادی الصالحون (۱۳۵) کا مطلب عام طور پر مفسرین کے نزدیک یہ ہے کہ ارض جنت نیکوکاروں کے لئے ہے مگر شاہ صاحب نے اس آیت میں ارض سے مراد جنت نہیں بلکہ حقیقی زمین لیا ہے اور "صالحون" کا مصداق امت محمدیہ کو قرار دیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں "در آخر زمان پیغامبرے مبعوث شود و امت او بر زمین غالب شود (۱۳۶)

قصاص کی حکمت :-

بعض مقامات پر شاہ صاحب نے بالکل اچھوتے ڈھنگ سے آیت کی تفسیر کی ہے

مثلاً" ولکم فی القصاص حیٰوۃ یا اولی الالباب (۱۳۷)

شاہ صاحب نے اس کی تفسیر میں ایک نیا نکتہ پیدا کیا ہے اور وہ اصول مساوات ہے لکھتے ہیں

"اهل جاهلیت شریف را در مقابله وضیع نمی کشتند ودر مقابله شریف چند سس از وضیع می کشتند خدائے تعالی نازل فرمود که حکم الهی باعتبار مما ثلت است در اجناس کشتگان های معنی که احرار را حکم جداست که هر حر مثل حر دیگر است دراں حکم وعبید راحکم جدااست که هر عهد مثل عهد دیگر است دراں حکم وزنانرا حکم جداست که هر زن مثل زن دیگر است دراں حکم وامتیاز زماں است حکم دریاب دیات نه دربار قود یعنی قصاصو پس هر مردے ازیں اجناس مساوی است بافرد دیگر هر چند بعضے شریف باشد وبعض وضیع وبعض جمیل وبعض ذمیم بعض مالدارو بعض فقیر وسنت زیاده کرده است دوجنس دیگر مسلمان درمقابله مسلمان است و کافر درمقابله کافر، پس اگر بعض ورثه عضو کنند یا از کشتن گزشته خون بها قبول نمایند ولے دوم رابا ید که بحسن معامله مطالبه کند نه بد رشتی وقاتل را باید که بخوشخوئی ادا کند نه به بد خوئی ۔(۱۳۸)

آیت قصاص کے ضمن میں اس نظریہ مساوات کی قدر و قیمت کیا ہے شاہ صاحب کی فکر کا داعی لکھتا ہے۔

"قصاص کی تعبیر غالباً آپ کو کسی تفسیر میں نہیں ملیگی شاہ صاحب کا کہنا یہ ہے کہ قرآن کریم نے اس آیت میں انسانی مساوات کو منتہاء حیات قرار دیا ہے انسانی مساوات کے متعلق اس بنیادی چیز کی طرف جہاں تک میری نظر کام کر سکتی ہے ہمارے کسی صاحب فکر کی توجہ نہیں گئی ۔(۱۳۹)

شاہ صاحب کی انفرادی فکر کے چند اور پہلو:۔

سورہ ھود (۱۴۰) کی درج ذیل آیت ملاحظہ کیجیے" حتیٰ اذا جاء امرناو فارالتنور قلنا احمل فیھا من کل زوجین اثنین۔(۱۴۱)

یہاں "فارالتنور" سے مراد شاہ صاحب نے "غضب الٰہی" لیا ہے (۱۴۲)۔جبکہ عام مفسرین نے زمین سے پانی کا ابلنا اور بعض نے خاص قسم کا "تنور" مراد لیا ہے۔(۱۴۳)

یہاں شاہ صاحب نے "غضب الٰہی" کو متعین کر کے ایک نئی بات پیدا کی ہے جو پورے کلام کو اٹھا دیتی ہے۔اب گویا ترجمہ یہ ہو گیا "تا وقتیکہ آمد فرمان ما وبجو شید (تنور) غضب الٰہی "(۱۴۴)

اس غضب کی ظاہری شکل خواہ چشمہ کا ابلنا ہو یا آگ کے تنور کا چشمہ بن جانا ہو، یا جو بھی شکل فی الواقع پیش آئی ہو سب اس میں سما جاتی ہیں

غرانیق العلیٰ کی تحقیق:۔

ایک نظر" غرانیق العلیٰ" کی روایات پر بھی ڈالنا ضروری ہے۔جس کے زیر اثر کئی مفسرین مورو ثین غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں۔

چنانچہ اس واقعہ سے متعلق سورۃ حج کی درج ذیل آیت کا صحیح پس منظر سمجھنا ضروری ہے" وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطن فی ا منیتہ .فینسخ اللہ مایلقی الشیطٰن ثم یحکم اللہ آیاتہ .واللہ علیم حکیم .(۱۴۵)

تفسیر وحدیث اور سیرت میں ایک واقعہ ملتا ہے جسے اس آیت کی شان نزول سمجھا جاتا ہے اور اس سے آیت کا مفہوم متعین کیا جاتا ہے۔وہ واقعہ یہ ہے۔

کہ ایک مرتبہ نبیؐ اپنی قوم کی محفل میں تشریف فرما تھے آپ کی خواہش ہوئی کہ کوئی آیت اللہ کی طرف سے نازل نہ ہو، جس سے یہ لوگ بھڑک جائیں تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ النجم (۱۴۶) نازل کی چنانچہ آپؐ نے تلاوت فرمائی اور جب" افرئیتم اللٰت والعزیٰ (۱۴۷) ومناۃالثالثۃ الاخریٰ "(۱۴۸) تک پہونچے تو شیطان نے آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری کر دیئے " تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتھن لترجی (۱۴۹)

اور آپ نے قرآن کی آیات کے ساتھ دونوں جملوں کی قرآت کی اور پوری سورۃ کی تلاوت مکمل فرمائی، اختتام سورۃ پر آپ نے سجدہ کیا تو آپ کے ساتھ حاضرین (کفار) نے بھی سجدہ کیا، شام ہوئی تو جبرئیل امین تشریف لائے تو آپؐ نے ان کو سورۃ النجم سنائی جب ان دوشیطانی جملوں تک پہنچے، تو جبرئیل امین نے کہا میں نے تو یہ دونوں جملے آپ کو نہیں سنائے تھے اسکی تنبیہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ بنی اسرائیل کی یہ آیت نازل فرمائی'' وان کا دوا لیفتنونک عن الذی اوحینا الیک لتفتری علینا غیرہ .واذا لا تخذوک خلیلا .ولو لا ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیھم شیئا قلیلا .اذا لا ذقنک ضعف الحیات و ضعف الممات ثم لا تجد لک علینا نصیراً.(۱۵۰)

رسول اللہ ﷺ بہت غمگین ہوئے۔ یہاں تک سورۃ حج کی مذکورہ آیت نازل ہوئی۔(۱۵۱)

عام مفسرین اور محدثین نے اس کو درست قرار دیا ہے۔(۱۵۲) لیکن بعض مفسرین اس واقعہ کو ماننے کے لئے تیار نہیں، وہ اس سلسلے میں ساری روایات کو ضعیف قرار دیتے ہیں (۱۵۳)

شاہ صاحب کی انفرادیت یہ ہے۔ کہ وہ ان واقعات سے صرف نظر کر کے آیت کے نظم سے مفہوم متعین کرتے ہیں۔ اور اس آیت کی بڑی انوکھی تشریح ہے۔ انہوں نے حضورؐ کے ''تمنی'' (۱۵۴) کی وضاحت کی ہے اور اسی وضاحت سے سارا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

''آنحضرتؐ بخواب دید ند کہ ھجرت کردہ اند بزمینے کہ نخل بسیار دارد پس وھم بجانب یمامہ وھجر رفت ودرنفس الامر مدینہ بود مثلاً آنحضرتؐ بخواب دیدند کہ بمکہ درآمدہ اند حلق وقصر می کند پس وھم آمد کہ درھماں سال ایں معنی واقع شود ودرنفس الامر بعد ازسالہائے چند متحقق شد ودرامثال ایں صورت امتحان مخلصاں ومنافقاں درمیاں می اید(۱۵۵)

شاہ صاحب نے یہ دوپس منظر بیان کر کے آیت کے مفہوم کو اس پیچیدگی سے بالکل جدا کر دیا ہے جس کا ارتکاب عام طور پر مفسروں کو کرنا پڑا ہے۔

بعض اور افکار:-

شاہ صاحب کے اخذ کردہ بعض نکات اور افکار بہت ہی قیمتی اور لا ثانی ہیں ایسا لگتا ہے جیسے شاہ صاحب آیت میں ڈوبتے ہیں اور پھر گہرے سمندر سے چن چن کر موتی نکالتے ہیں شاہ صاحب کے ان افکار کی حسب ذیل تین مثالیں ملاحظہ ہوں

ا۔ ما ننسخ من آیة اونسھا نات بخیر منھا او مثلھا (۱۵۶)

ناسخ ومنسوخ کا مسئلہ علماء کے ہاں پیچیدہ رہا ہے اور پے چیدگی کا سبب یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نسخ کو اس کے لغوی معنی میں استعمال کرتے تھے (یعنی ایک چیز کا دوسری چیز سے ازالہ کرنا) نہ کہ اہل اصول کے اصطلاحی معنی میں۔(۱۵۷)

لہذا اہل علم متفقہ طور پر یہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ قرآن شریف میں کونسی آیات منسوخ ہیں؟ متقدمین کے ہاں نسخ سے مراد یہ تھی کہ جب ایک مضمون جسے پہلے مطلق طور پر بیان کیا گیا ہو اور بعد میں دوسرے مقام پر اسے مقید کیا گیا ہو یا پہلے کوئی بات اجمالی طور پر بیان کی گئی ہو، جس کی تفصیل بعد میں دی گئی ہو، تو لغوی طور پر اس کو اس طرح کہا جائے گا ''دوسرے مضمون نے پہلے مضمون کو منسوخ کر دیا،، چنانچہ مکی آیاتیں عموماً کلیات اور اصول بیان کرتی ہیں جب کہ مدنی سوتوں میں ان کی تفصیل اور تشریح ہوتی ہے (۱۵۸)،،

نسخ کے بارے میں اختلاف کی وجہ سے مفسرین نے منسوخ آیات کی تعداد بڑھادی تھی امام سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ نے کمی کر کے انیس بتایا لیکن شاہ صاحب (م ۱۱۷۶ھ) نے ان میں سے چودہ کا حل بتلا دیا، اور باقی پانچ آیات کو منسوخ سمجھا۔ (۱۵۹)

۲. قل اللھم ملک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک من تشآء وتعز من تشآء وتذل من تشآء .بیدک الخیر .انک علی کل شئی قدیر (۱۶۰)

اسکی تشریح کرتے ہوئے شاہ صاحب لکھتے ہیں

درا مرایں دعا بشارت است بمغلوب شدن کافراں (۱۶۱)

یعنی یہ آیت درس دعا ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کو اقتدار کی بشارت بھی ہے

۳. ھو الذی کف ایدیھم عنکم و ایدیکم عنھم ببطن مکة من بعد ان اظفر کم علیھم و کان اللہ بماتعملون بصیراً (۱۶۲)

اس ذیل میں لکھتے ہیں

''کہ بظاہر بندہ ضعیف کے نزدیک اس آیت میں فتح مکہ کی بشارت ہے اس لئے کہ اس دن کو ماضی کے لفظ یعنی تحقیق کے قبیل سے بیان کرنا بشارت کی ایک قسم ہے'' (۱۶۳)

۴۔فوسطن به جمعاً۔(۱۶۴)

فرماتے ہیں ''این قسم اشارت است بآنکه جهاد مشروع خواهد شد ورضائے الٰهی باسپان غازیان متعلق خواهد شد۔(۱۶۵)

یہ آیت مکی ہے اور مکہ میں جہاد کا حکم نہیں دیا گیا تھا البتہ جہاد کی طرف جیسا کہ شاہ صاحب کی تفسیر سے واضح ہوتا ہے اشارہ ضرور کر دیا گیا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دین کی راہ میں ''جہاد'' ایک لازمی مرحلے کی حیثیت سے آئے گا اور رضائے الٰہی کا معیار بن جائے گا جو لوگ اس میں شریک ہوں گے وہی رضائے الٰہی کے حقدار ہوں گے۔

خلاصہ کلام:

حاشیہ فتح الرحمان میں بہت سے افکار اہل علم کے دلچسپی کے موجود ہیں،

خلاصہ بحث کہ شاہ صاحب نے قرآن کریم کو سمجھنے اور سمجھانے کی جو کوشش کی ہے وہ بعد کی نسلوں کے لئے مشعل راہ ہے اس لحاظ سے بھی کہ قرآن ہی اسلامی شریعت کا مصدر اولین اور اساسی الٰہی ہے شاہ صاحب نے ماقبل مفسرین کی نگاہوں سے قرآن پاک کو دیکھنے اور ان کی آراء پر بھروسہ کرنے کے بجائے از خود قرآنی آیات کی تہوں تک پہنچنے کی کوشش کی ہے۔

سرائیلی روایات کے بارے میں شاہ صاحب کا موقف:

اسرائیلی روایات کے سلسلہ میں شاہ صاحب کا نقطہ نظر جیسا کہ انہوں نے خود ہی فتح الرحمان کے مقدمہ مین واضح کیا ہے یہ ہے

''اسرائیلی روایات جو کہ علماء اہل کتاب سے منقول ہیں نہ کہ خیر البشر ﷺ کی حدیث سے! فتح الرحمان میں شامل نہیں کئے گئے ہیں بجز اس جگہ پر جہاں بغیر اس کے معنی کی گرہ نہیں کھلتی اور ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں (۱۶۶)

چنانچہ شاہ صاحب نے پوری تفسیر میں اسی ضابطہ کی پیروی کی ہے مگر بعض مقامات پر جہاں انہوں نے قرآنی واقعہ کی توضیح مذکورہ نہج پر کی ہے وہاں غالباً ان کی نظر سے واقعہ کا دوسرا رخ او جھل رہ گیا ہے اور اس وجہ سے ان کی توجیہ دیگر مفسرین کی طرح سے قرآن کی گرہ کھولنے سے قاصر رہی ہے مثال کے طور پر حسب ذیل آیت میں غور کیجئے

''هو الذی خلقکم من نفس واحدة وجعل منها زوجها لیسکن الیها فلما تغشها حملت حملا خفیفا فمرت به • فلما اثقلت دعوالله ربهما لئن اٰتیتنا صالحا لنکونن من الشاکرین • فلما اتهما صالحا جعلا له شرکاء فیما اتهما فتعلی الله عما یشرکون • (۱۶۷)

شاہ صاحب اس کی تفسیر یوں کرتے ہیں

"کہ یہ انسان کی صورت حال ہے کہ عمل کے وقت نیت اسکی درست ہوتی ہے اور جب لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اس سے بھول جاتا ہے اور نام میں شرک کرتا ہے یہ حواؑ کے حال پر منطبق ہوتا ہے چنانچہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حواؑ حاملہ ہوئیں تو شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا، اور جب لڑکا پیدا ہوا۔ تو اس کا نام عبدالحارث رکھ دیا، چونکہ ان مقامات کی مثالوں میں تمام قیود ضروری نہیں اس لئے آدم اس شرک سے بری ہیں اور یہ آیت ان کی عصمت کو صدمہ نہیں پہنچاتی اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا، کہ نام میں شرک بھی شرک ہی ہے، جس طرح لوگ غلام فلاں اور عبد فلاں وغیرہ نام رکھتے ہیں۔ (۱۶۸)

یہ تفسیر تو فتح الرحمان کے مطبوعہ نسخہ کے حاشیہ پر ہے قلمی نسخہ میں فارسی کے بجائے عربی میں حسب ذیل تفسیر کی گئی ہے

"هذه الاية مشكلة لان ظاهرها وقوع الاشراك من ادم وقد تقر ان الانبياء معصومون فاضطر المفسرون الى التقضى من هذه الاشكال فقيل معنى جعلا له شركاء جعل اولادهما له شركاء بدليل قوله تعالى عما يشركون ولا يخفىٰ ما فيه من البعد والخرام نظم الكلام وقيل الخطاب لقريش والنفس والدة قصى جعل له من خير امراة عربية قرشية وسميا اولادهما عبد مناف وعبد الرحمان وعبد العزى وعبد قصى (الى آخره)(۱۶۹)

ہر چند کہ یہاں شاہ صاحب نے عصمت نبی کو بچانے کی کوشش کی ہے مگر حدیث کے حوالے سے مذکورہ واقعہ لکھ کر آیات کا وہی مفہوم بیان کیا ہے جو بالعموم بتایا جاتا ہے حافظ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ نے اس حدیث کو تین وجوہ (۱۔ سند صحیح نہیں ہے، ۲۔ حدیث مرفوع نہیں ہے، ۳۔ یہ بعض ملتوں کے بارے میں ہے نہ کہ ادم کے بارے میں) کی بناء پر معلول کر دیا ہے اور فرماتے ہیں

"فهذا يدلك على انه موقوف على الصحابى ويحتمل انه تلقاه من بعض اهل الكتاب من امن منهم مثل كعب وهب بن منبه وغيرهما (۱۷۰) یہاں شاہ صاحب کمزور محسوس ہوتے ہیں

شاہ ولی اللہ المتوفی ۱۱۷۶ھ کے مشہور تلامذہ:

شاہ ولی اللہ کے علمی وفکری اور روحانی فیض کا سلسلہ بہت وسیع ہے۔ آج جو مشہور مدارس درس نظامیہ کے قائم ہیں وہ اپنا سلسلہ شاہ صاحب سے ہی جوڑتے ہیں ظاہر ہے کہ یہ شاہ صاحب اور ان کے اسلاف کی خدمات کا ایک مبین اعتراف ہے جن حضرات نے شاہ صاحب سے براہ راست علمی وفکری اور روحانی فیض حاصل کیا،

ان میں سے چند مشہور حضرات خصوصیت کے حامل ہیں

۱۔شاہ عبدالعزیز المتوفی ۱۲۳۹ھ

۲۔شاہ رفیع الدین المتوفی ۱۲۳۳ھ

۳۔شاہ عبدالقادر المتوفی ۱۲۳۰ھ

۴۔شاہ عبدالغنی المتوفی ۱۲۰۳ھ (فرزندوں میں سب سے چھوٹے تھے ۱۱۷۱ھ میں پیدا ہوئے، ان کے باقی حالات سے تذکرہ کی کتابیں خالی ہیں شاہ اسماعیل شہید ۱۸۳۱ء آپ کے فرزند ہیں) (۱۷۱)

۵۔قاضی ثناءاللہ پانی پتی المتوفی ۱۲۲۵ھ

شاہ صاحب کے براہ راست تلامیذ کی تعداد مختصر ہے اور کمی کی وجہ شاہ عبدالعزیز کے بیان کے مطابق یہ تھی کہ شاہ صاحب نے جوانی میں تدریس کی طرف توجہ کی تھی اور اس کے بعد جب اپنے شاگردوں کی ایک ایسی جماعت تیار کر لی جو مختلف فنون کے ماہر تھے تو "مدرسہ رحیمیہ" ان کے سپرد کر کے خود فکر و تحقیق اور تصنیف و تالیف کیلئے وقف ہو کر رہ گئے۔(۱۷۲)

اسی بیان سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ یہ محدود تعداد ان سے اس عہد میں مستفید ہوئی تھی جب ان کے افکار میں مجتہدانہ رنگ، انقلابیت اور انفرادیت آئی تھی

شاہ عبدالعزیز:۔

شاہ عبدالعزیز حضرت شاہ ولی اللہ کے بڑے صاحبزادے تھے ان کی ولادت ۲۵ رمضان المبارک ۱۱۵۹ھ کو ہوئی ان کی تعلیم وتربیت حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے خود کی، والد کی وفات (۱۱۷۶ھ) کے وقت ان کی عمر ۱۷ برس تھی۔(۱۷۳) شاہ صاحب کے بعد ان کی ذمہ داریوں اور علمی رہنمائی کا بوجھ انہوں نے ہی اٹھایا اور اس شان سے، کہ ملت اسلامیہ ہند کی انتہائی نازک وقت میں دینی، علمی، سماجی، سیاسی اور فکری تربیت اور رہنمائی کی۔آپ کی تصانیف میں تفسیر عزیزی، فتاوی عزیزیہ ،ملفوظات عزیزی، عجالہ نافعہ، بستان المحدثین، تحفہ اثنا عشریہ، سر الشہادتیں، رسالہ بلاغت، تحقیق الدعاء، میزان الکلام، حاشیہ مرزاہد مشہور ہیں (۱۷۴)

تفسیر عزیزی یا فتح العزیز:۔

حضرت شاہ عبدالعزیز نے ''فتح العزیز'' المعروف بہ ''تفسیر عزیزی'' کو شدت مرض اور ضعف کی حالت میں املاء کرایا تھا۔ یہ کئی جلدوں میں تھی جن کا بڑا حصہ ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ (جنگ آزادی) میں ضائع ہوگیا شروع اور آخر کی دو جلدیں بچ گئیں۔(۱۷۵)

ویسے مشہور یہ ہے کہ مطبوعہ شکل میں جو ہمارے سامنے ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے سورۃ بقرہ پارہ سیقول آیت'' وان تصوموا خیر لکم''۔(۱۷۶) اور دوسرے حصہ پارہ تبارک الذی (۱۷۷) اور پارہ عم یتسآءلون (۱۷۸) کی تفسیر لکھی ہے لیکن تحقیق سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے تمام قرآن حکیم کی تفسیر لکھی ہے زمانہ کے حادثات کی وجہ سے پوری تفسیر اہل علم تک نہیں پہنچی، میرے اس دعوے کی دلیل خود شاہ صاحب کی تحریر ہے حضرت شاہ صاحب نے (اگر کسی نے قرآن حکیم کی مختلف آیات کا مطلب اور تفسیر دریافت کی ہے) اس کے جواب میں آیات کی تفسیر لکھ کر بھیجی اور ساتھ فرمایا ہے کہ یہ مضمون اپنی تفسیر فتح العزیز سے نقل کر کے بھیج رہا ہوں۔

چنانچہ'' فتاوٰی عزیزیہ'' سے چند تحریریں نقل کرتا ہوں۔

۱. ثم انشانا من بعد هم قرنا آخرین ۔(۱۷۹)

اس آیت کے متعلق فرماتے ہیں'' یہ تفسیر کتاب ''فتح العزیز'' سے نقل کیا ہے''(۱۸۰)

۲ .ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین .انهم لهم المنصورون.(۱۸۱)

شاہ صاحب فرماتے ہیں اس آیت کی تفسیر''سورہ والصافات'' کی تفسیر ''فتح العزیز'' میں مذکور ہے۔(۱۸۲)

۳.هو الذی خلق السموٰت والارض فی ستة ایام .(۱۸۳)

فرماتے ہیں ''ان واقعات کی تفصیل سورۃ سجدہ (پارہ ۲۴) میں مذکور ہے اور تفسیر فتح العزیز میں اسکی مکمل تشریح کردی گئی ہے اس وقت مسودہ سے نقل کرنا دشوار ہے(۱۸۴)

ان حوالوں کے علاوہ اور آیات کی تفسیر بھی آپ نے فتاوٰی میں لکھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مکمل قرآن کی تفسیر تالیف فرمائی ہے جو بدقسمتی سے ہم تک نہیں پہنچی ہے۔

''اگر شاہ صاحب کی تفسیر مکمل مل جاتی، تو یہ تفسیر امام رازی (متوفی ۶۰۶ھ) کی تفسیر کبیر، اور زمخشری (متوفی ۵۳۸ھ) کی تفسیر کشاف سے بہتر اور زیادہ مفید ثابت ہوتی (۱۸۵)

شاہ عبدالعزیز نے مدرسہ رحیمیہ (جو شاہ عبدالعزیز کے دور میں مدرسہ عزیزیہ کے نام سے مشہور ہو گیا تھا) میں ۶۴ سال تک قرآن پاک کا عالمانہ و عارفانہ درس دیا۔ اور شاہ ولی اللہ کی تحریک ''رجوع الی القرآن'' کی تکمیل فرمائی۔ (۱۸۶)

طریقہ تدریس:۔

امام عبدالعزیز نے یہ کیا کہ ان کے زمانے میں عام علماء جن علوم سے مانوس زیادہ تھے موصوف نے خود بھی ان علوم میں دلچسپی لی۔ آپ مروجہ درسی کتابوں میں جو اقوال شاہ ولی اللہ کی تحقیق کے خلاف پاتے، ان پر بڑی لطافت سے بتدریج جرح کرتے جاتے اور آخر میں بہت ہلکے الفاظ میں شاہ ولی اللہ کا قول نقل کر دیتے۔ اس طرح ولی اللہی فکر آسانی سے دماغ میں جذب ہو جاتا (۱۸۷)

شاہ عبدالعزیز کے ساتھ ان کے اپنے بھائی شاہ رفیع الدین (متوفی ۱۲۳۳ھ) اور شاہ عبدالقادر (متوفی ۱۲۳۰ھ) بہترین معاون ثابت ہوئے، عقلی مسائل کے لئے جس قدر تحقیق کی ضرورت ہوتی اس کو شاہ رفیع الدین پورا کرتے رہے، کشفی مسائل میں خصوصیت کے ساتھ شاہ عبدالقادر ممتاز تھے نقلی علوم کی تعلیم شاہ عبدالعزیز (متوفی ۱۲۳۹ھ) کے اپنے ذمہ تھی۔ (۱۸۸)

گویا علم کے تینوں ذرائع یعنی عقل، نقل اور کشف کی مدد سے ایک جامع سوسائٹی پیدا کرنے کی کوشش جاری رہی۔

شاہ عبدالعزیز نے اپنے والد کی فارسی تفسیر ''فتح الرحمان'' کے اسرار و رموز سے عوام کو آگاہ کرنے کے لئے فارسی میں ''تفسیر عزیزی''، لکھی اس کے علاوہ شاہ صاحب کے ایک شاگرد نے شاہ صاحب کے تدریس قرآن کو قلم بند کر کے سورہ مومنون سے سورہ یٰس تک تقریباً سوا پانچ پاروں کی تفسیر مرتب کی جو پنج پاروں کے نام سے مشہور ہوئی ہے۔ (۱۸۹)

فتح العزیز کو ہر ایک عالم باسانی سمجھ سکتا ہے فتح الرحمان میں اجمال تھا فتح العزیز میں تفصیل ہے حروف مقطعات کی تفسیر میں شاہ صاحب لکھتے ہیں ''ان کا سمجھنا بہت مشکل ہے'' (۱۹۰)

فتح العزیز میں ''الم'' کی تفسیر پڑھنے کے بعد وہ چیز آسان ہو جاتی ہے نیز فتح العزیز میں عوام کی طبیعت کو جذب کرنے کے لئے ایسی باتیں بکثرت موجود ہیں جو ان کے نزدیک مسلمات میں سے تھیں بے شک بعض چیزیں ان میں حدیث کے فن تنقید کی رو سے غیر ثابت بھی آ جاتی ہیں لیکن یہاں ان کا مطلب تنقید سکھانا نہیں بلکہ اپنے والد امام ولی اللہ کی حکمت کو عوام تک پہنچانا ہے۔

مولانا عبیداللہ سندھی متوفی ۱۳۶۳ھ لکھتے ہیں

''وہ غیر ثابت حدیث کو رسول اللہ ﷺ کا فعل بنا کر پیش نہیں کرتے بلکہ اسے محض اس لئے پیش کرتے ہیں کہ ان کے مخاطبین کے نزدیک اس کی حیثیت ایک مسلم امر کی ہے۔ (۱۹۱)

تفسیر عزیزی سے نمونہ:۔

الم: یعنی اصل لازم الاتباع محکم کہ منکروں کے واسطے معجزہ ہے اور دلیل پکڑنے والوں کو مفید ہے کہ بڑے بڑے مطلبوں کے واسطے ساتھ دلیلوں روشن کے ثابت کرنے والی ہے اور شبہات واہیہ کو دور کرنیوالی۔

"ذٰلک الکتاب" یعنی وہ کتاب ہے کہ بسبب بلند درجہ کمال کے اپنے اور دقت اسرار اور دقائق اپنے کے وہم اور فہم سننے والوں کے سے غائب اور جولاں گاہ فکروں اور نظروں سے دور ہے (۱۹۲)

حضرت شاہ رفیع الدین المتوفی ۱۲۳۳ھ:۔

امام عبدالعزیز متوفی ۱۲۳۹ھ نے اپنی قرآنی فکری تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ان تربیت یافتہ افراد کی ایک مرکزی جمعیت بھی بنائی، جس میں سب سے پہلے اپنے تینوں بھائیوں (مولانا رفیع الدین، مولانا عبدالقادر، اور مولانا عبد الغنی) کو رکھا۔ سب سے چھوٹے (بھائی) مولانا عبدالغنی پہلے فوت ہو گئے۔ اس لئے اہل دہلی ان سے زیادہ آشنا نہ ہوئے۔ اور "حضرات ثلثہ" کا لفظ اہل دہلی کی زبان میں امام عبدالعزیز اور ان کے دو بھائیوں (مولانا رفیع الدین، مولانا عبدالقادر) کے لئے بولا جاتا رہا۔ (۱۹۳)

عوام کیلئے مولانا رفیع الدین نے قرآن عظیم کا لفظی ترجمہ ہندی (۱۹۴) میں کیا، شاہ ولی اللہؒ کے تمام بلند مرتبہ صاحبزادگان اپنے والد کے مشن کی تکمیل کے تحت ہر قدم اٹھاتے تھے اور اس اصلاحی اور دعوتی تحریک کی تکمیل ان تمام حضرات کا اولین فرض تھا تو پھر اس ترجمہ کی غرض ہماری سمجھ میں آ سکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ بڑے بھائی کے سامنے قرآن کریم کی زبان عربی سے مسلمانوں کو قریب کرنا تھا اور چھوٹے بھائی کے سامنے قرآنی پیغام کو عوام کے دلوں میں اتارنا تھا۔
اس لئے انہوں نے "تحت اللفظ" ترجمہ کیا ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی شاہ رفیع الدین کے تفسیری ذوق کے متعلق لکھتے ہیں

"شاہ رفیع الدین صاحب چند دنوں کے سفر کے بعد واپس آئے تو مجھے ایک مختصر مگر قیمتی رسالہ کا تحفہ دیا جو ایسے لطائف و نکات پر مشتمل ہے جن میں وہ منفرد ہیں اور ان سے پہلے کسی نے نہیں لکھا ان کی یہ انفرادیت سورۃ نور کی تفسیر اور اس کے اندر پوشیدہ معانی کی رونمائی کے سلسلہ میں ہے پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں" کہ اس باب میں ان کے بیانات ایسے حیرت انگیز ہیں جن کے ذریعہ انہوں نے مغز سخن کو ظاہر کر دیا اور دلوں کے چراغ روشن کر دیئے اور اپنے اسلوب کی انفرادیت سے سعید روحوں کو تازہ دم کر دیا ہے۔ (۱۹۵)

شاہ رفیع الدین کا ترجمہ آج سے تقریباً ۱۹۸ سال پیشتر لکھا گیا تھا بلاشبہ زبانِ اردو میں آج کافی فرق نمایاں ہے اس کے علاوہ اس کا ترجمہ لفظی تھا اس کے باوجود آج بھی اگر کسی کو قرآن کے لفظی معنی معلوم کرنے ہوں تو اس سے بہتر ترجمہ موجود نہیں۔

ترجمہ کا نمونہ:-

تلک من انباء الغیب نوحیھا الیک ماکنت تعلمھا انت ولا قومک من قبل ھذا فاصبر. ان العاقبة للمتقین. (۱۹۶)

ترجمہ: یہ خبریں غیب کی سی ہیں کہ وحی کرتے ہیں ہم ان کو طرف تیری، نہ تھا تو جانتا، ان کو تو اور نہ قوم تیری پہلے اس سے پس صبر کر تحقیق آخر کار واسطے پرہیز گاروں کے ہے۔(۱۹۷)

وان ربک لذو فضل علی الناس ولکن اکثر ھم لایشکرون۔(۱۹۸)

ترجمہ: اور تحقیق پروردگار تیرا البتہ صاحب فضل ہے اوپر لوگوں کے اور لیکن بہت ان کے نہیں شکر کرتے۔(۱۹۹)

اس ترجمہ کی تعریف فرماتے ہوئے شیخ الہند مولانا محمود الحسن متوفی ۱۳۳۹ھ یوں تحریر کرتے ہیں

''شاہ رفیع الدینؒ کا یہ کمال ہے کہ تحت اللفظی ترجمہ کا التزام کر کے ایک ضروری حد تک سہولت اور مطلب خیزی کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا(۲۰۰)

شاہ عبدالقادر المتوفی ۱۲۳۰ھ۔

شاہ رفیع الدین متوفی ۱۲۳۳ھ کے بعد شاہ عبدالقادر صاحب کا نام ''مدرسہ عزیزیہ'' کے مدرسین اور شاہ ولی اللہ متوفی ۱۱۷۶ھ کے افکار کو پھیلانے والوں کی فہرست میں نظر آتا ہے۔ آپ نے درس و تدریس کے ساتھ ترجمہ قرآن کا بھی سلسلہ شروع فرمایا(جس طرح ان کے والد کا مشن تھا) ہندوستان میں شاہ ولی اللہ کے بعد ترجمہ قرآن کا ذوق زیادہ تر انہی سے پھیلا۔

موضح قرآن:-

مسجد اکبری(واقع دہلی) وہی تاریخی مسجد ہے جس میں شاہ عبدالقادر محدث دہلوی سال ہا سال درس قرآن دیتے رہے اور شاہ ولی اللہ کے افکار کی اشاعت میں مصروف رہے۔ اور اسی دوران آپ نے ''موضح قرآن'' جیسی شہرہ آفاق تفسیر تحریر فرمائی اور قرآن کریم کے علمی نکات و لطائف کا دریا بہا دیا ہے۔ ترجمۂ قرآن سے متعلق وہ خود فرماتے ہیں۔

''بندے عاجز عبدالقادر کے خیال میں آیا کہ جس طرح ہمارے بابا صاحب بڑے حضرت شیخ ولی، شیخ عبدالرحیم صاحب(متوفی ۱۱۳۱ھ) کے بیٹے سب حدیثیں جاننے والے ہندوستان کے رہنے والے نے فارسی زبان میں قرآن کا معنی آسان کر کے لکھے ہیں اسی طرح عاجز نے ہندی زبان میں قرآن شریف کے معنی لکھے ہیں(یعنی موضح القرآن) (۲۰۱)

ہندوستان میں شاہ ولی اللہ کے بعد سب سے پہلا شخص جس نے نوعمر اور نوزائیدہ اردو زبان میں با محاورہ ترجمہ قرآن مجید کیا وہ عظیم شخصیت شاہ عبدالقادر کی ہے شاہ صاحب نے مسلسل ۴۰ برس تک مسجد اکبری میں اعتکاف کر کے ترجمہ قرآن مجید مکمل کیا آپ نے اپنی تمام علمی، روحانی کشفی صلاحیت و قابلیت اور افکار کو ترجمہ قرآن بکھیر دیا، یہ ترجمہ اپنے مصنف کی الہامی بصیرت کا شاہکار ہے۔ (۲۰۲)

اسی طرح شاہ صاحب کے تفسیری فوائد بھی نہایت عجیب و غریب حکیمانہ نکات پر مشتمل ہیں شاہ صاحب کے ترجمہ اور فوائد پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا سید انور شاہ کشمیری (۲۰۳) فرماتے ہیں

"ترجمہ کی طرح شاہ صاحب کے تفسیری اجتہادات میں بھی الہامی بصیرت کی روشنی نظر آتی ہے بڑی بڑی تفسیریں ان علمی نکات و لطائف سے خالی ہیں جنہیں حضرت شاہ صاحب نے مختصر مختصر جملوں میں بیان کیا ہے۔ (۲۰۴)

فقہی مسائل کی تشریح میں تو شاہ صاحب اپنے حنفی فقہی مسلک کی پابندی فرماتے ہیں لیکن عقائد کلام کے مسائل میں شاہ صاحب کے ہاں ان کی اجتہادی شان نظر آتی ہے

شاہ ولی اللہ نے فارسی فوائد میں نہایت اختصار سے کام لیا ہے اور شاہ عبدالقادر صاحب (متوفی ۱۲۳۰ھ) کے ہاں نہایت بلیغ انداز میں ہر اہم مسئلہ کی تشریح ملتی ہے اور وہ تشریح بڑی بڑی طویل تفسیروں سے بے نیاز کر دیتی ہے

قاری محمد طیب (۲۰۵) لکھتے ہیں "مولانا محمد قاسم نانوتوی (۲۰۶) بانی دارالعلوم دیوبند سے ہمارے بزرگوں نے یہ مقولہ سنا ہے "کہ اگر اردو میں قرآن نازل ہوتا تو شاید اس کی تعبیرات وہی یا اس کے قریب قریب ہوتیں جو اس ترجمہ کی ہیں" (۲۰۷)

ترجمہ کا نمونہ :-

الطیبات للطیبین .(۲۰۹)

ترجمہ: اچھیاں واسطے اچھوں کے (۲۱۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم کا ترجمہ شاہ صاحب نے یوں کیا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے (۲۱۱)

شاہ صاحب نے بسم اللہ سے پہلے فعل مقدر مانا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ "شروع کرنا" ترجمہ کیا ہے (۲۱۲) اس میں تلاوت کرنیوالی عورتیں شامل نہیں، ان کے لئے شروع کرتی ہوں ہونا چاہیئے۔ امام شاہ ولی اللہ نے "بنام خدائے بخشائندہ" لکھا۔ (۲۱۳)

تفسیر مظہری:۔

اس تفسیر کے مصنف مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی ۱۲۲۵ھ ہیں ابتدائی تعلیم کے بعد دہلی جا کر حضرت شاہ ولی اللہ متوفی ۱۱۷۶ھ سے با قاعدہ علم حاصل کیا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں تحصیل علوم سے فارغ ہو کر تزکیہ نفس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس وقت کے مشہور بزرگ حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید ۱۱۹۵ھ کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا حضرت میرزا ان سے بہت محبت کرتے تھے فرمایا کرتے تھے "اگر اللہ مجھ سے کسی تحفے کا مطالبہ کریں تو میں ثناء اللہ کو پیش کر دوں گا۔" (۲۱۴)

"قاضی صاحب کے علم، تدبر اور فقہ و حدیث میں مہارت کی وجہ سے حضرت شاہ عبدالعزیز متوفی ۱۲۳۹ھ نے انہیں "بیہقی وقت" (۲۱۵) کا خطاب دیا ہوا تھا۔ (۲۱۶)

قاضی صاحب کی تصانیف میں سب سے نمایاں حیثیت ان کی "تفسیر مظہری"، کو حاصل ہے جسے انہوں نے عربی زبان میں سات بڑی جلدوں میں تحریر فرمایا ہے

تفسیر مظہری علامہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی کی تصنیف ہے ان کی یہ تفسیر بہت سادہ اور واضح ہے اور اختصار کے ساتھ آیات قرآنی کی تشریح معلوم کرنے کے لئے نہایت مفید ہے انہوں نے الفاظ کی تشریح کے ساتھ متعلقہ روایات کو بھی کافی تفصیل سے ذکر کیا ہے اور دوسری تفسیروں کے مقابلے میں زیادہ چھان پھٹک کر روایات لینے کی کوشش کی ہے۔

اگرچہ ان کی اس تفسیر میں شاہ ولی اللہ کے شاگرد ہونے کے ناطے شاہ صاحب کے افکار نظر نہیں آتے لیکن تصوف کے ساتھ حنفیت کا رنگ غالب اور تزکیہ نفس کی طرف زیادہ توجہ دیتے ہیں۔

مراجع

(۱) ولی الله الدهلوی: هو ولی الله بن عبد الرحیم العمری الدهلوی، محدث، مفسر، فقیه، اصولی ولد بدهلی بالهند، ونشأ بها وحج واقام بالحرمین مدة واخذ من علمائها ثم عاد الی الهند ودرس وتوفی فی دهلی مصنفاته کثیرة ممتعة.

هدیة العارفین للبغدادی ج۲ ص ۵۰۰ . معجم المولفین ج۴ ص ۷۶

انفاس العارفین . شاه ولی الله المتوفی ۱۱۷۶ھ ص ۱۹۳ . مطبع احمدی دهلی

التفهیمات الالهیه– شاه ولی الله ص۹ المجلس العلمی ڈابھیل ۱۹۳۶ء

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۔ مولانا عبدالقیوم مظاہری ص۱ مطبع کانپور انڈیا ۱۹۶۷ھ

الیانع الجنی . محمد بن یحیی محسن تربتی ، ص۱۳۴ مطبع صدیقی دہلی

نزہۃ الخواطر ۔ سید عبدالحی لکھنوی ج ۷ طیب اکیڈیمی کراچی

تاریخ دعوت وعزیمت ۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی متوفی ۱۴۲۰ھ مجلس نشریات اسلام کراچی

اثار الصنادید ۔ سید احمد خان المتوفی ۱۳۱۵ھ ص۱۱۱ دہلی ۱۹۶۵ء

الواح الصنادید۔ مولانا عطاء الرحمٰن قاسمی ، ص۱۲ فیس بکس اردو بازار لاہور ۱۹۹۰ء

(۲) مقدمہ حجۃ البالغہ ۔شاہ ولی اللہ ص۱۸

(۳) ایضاً ج۲ ص۱۷۱

(۴) مفتی شمس الدین ارض ہند میں وارد ہونے والا پہلا شخص ہے تفسیر وحدیث میں اعلیٰ مقام حاصل تھا ۔

(فقہاء ہند ۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی ج ۵ حصہ اول ۲۰۸ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور)

(۵) انفاس العارفین ۔ ص۱۴۴ تا ۱۵۲۔

حیات ولی، مولانا رحیم بخش دہلوی ص۳ مکتبہ سلفیہ لاہور ۱۹۵۵ء

حیات ولی۔ حافظ محمد عاصم دہلوی دہلی ۱۸۷۰ء

جمهرة انساب العرب۔ ص۱۴۳ دارالمعارف مصر ۱۹۴۸ء

شاہ ولی اللہ کے آجداد گرامی۔ نورالحسن راشد کاندھلوی۔ دوماہی فکرونظر۔ اسلام آباد جولائی ستمبر ۱۹۸۷ء

(۶) انفاس العارفین ۔ص۱۵۲ ، حیات ولی ۔ص۱۱

(۷) مفتی شمس الدین کی وفات کے بعد یکے بعد دیگرے ان کے صاحب زادے اور پوتے مفتی کمال الدین ،مفتی قطب الدین مسند تدریس پر فائز ہوئے۔ مفتی قطب الدین کے بعد تو ان کے صاحبزادے شیخ عبدالمالک اس مسند کو زینت بخشی ۔(فقہاء ہند ج ۵ حصہ اول ص ۲۰۸)

(۸) ایضاً ۔حیات ولی ۔ص۱۸

(۹) قاضی بڈھا: یہ شیخ عبدالمالک صاحب زادے تھے باپ کی جگہ پر مقرر ہوئے ، (فقہاء ج۵ ح اول ص ۲۱۰)

(۱۰) ھادی ھریانہ۔ منظور الحق صدیقی ۔ص۲۰۔ طبع لاہور ۱۹۶۳ء

(۱۱) هو الشیخ العالم الکبیر وجیه الدین الدهلوی ، احد العلماء المبرزین فی المنطق والحکمة ، ولی التدریس ببلدة دهلی مات ودفن بدهلی .

(نزہۃ الخواطر ج ۷ ص ۵۲۴

(۱۲) انفاس العارفین ۔ص ۱۵۶، حیات ولی ۳ تا ۱۰)

(۱۳) ابوالرضا محمد عالم و فاضل تھے نشر علوم اور مفید فنون کی اشاعت کے اعتبار سے خصوصی مہارت رکھتے تھے۔ (تاریخ وفات معلوم نہیں)

(حیات ولی ص ۲۰۴)

(۱۴) شیخ عبدالرحیم. هو الشیخ العالم الکبیر عبد الرحیم العمری الدهلوی ، کان من کبار المشائخ النقشبندیة ، انه کان من وجوه مشائخ دهلی ومن اعیانهم توفی سنة ۱۱۳۱ھ (الیانع الجنی ص ۹۵، نزهة الخواطر ج ۶ ص ۱۵۲)

(۱۵) شاہ اہل اللہ۔ ۱۱۱۹ھ "پھلت" میں پیدا ہوئے، علوم سے فراغت کے بعد اپنے والد (شاہ عبدالرحیم) کے مکاتیب کا ایک مجموعہ تیار کیا طب میں مہارت حاصل تھا ۱۱۸۶ھ میں فوت ہوئے۔ (انفاس العارفین ص ۳۵۸)

ملفوظات عزیزی۔ شاہ عبدالعزیز المتوفی ۱۲۳۹ھ ص ۲۲ مطبع مجتبائی میرٹھ ۱۳۱۴ھ

؛الیانع الجنی ص ۹۴ ، شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان ص ۹۶ تا ۱۰۵

(۱۶) انفاس العارفین۔ ص ۱۵۶ ،حیات ولی ص ۱۰۳

شاہ ولی اللہ کی قرآنی فکر کا مطالعہ۔ مولانا محمد سعود عالم قاسمی۔ ص ۴۲۔ المحمود اکیڈمی لاہور ۱۹۹۸ء

(۱۷) الثقافة الاسلامیہ فی الہند۔ سید عبدالحی لکھنوی المتوفی ۱۳۰۴ھ۔ ص ۱۱۱۔

فتاوی عالمگیری کے مؤلفین۔ مولانا مجیب اللہ ندوی۔ ص ۰۷ طبع لاہور ۱۹۸۸ء

(۱۸) الواح الصنادید۔ ص ۴۱

(۱۹) ایضاً۔ ص ۴۱

(۲۰) واقعات دار الحکومت دہلی۔ مولوی بشیر الدین احمد دہلوی۔ ص ۵۸۵ آگرہ ۱۹۱۹ء

(۲۱) شیخ محمد پھلتی عالم و فاضل تھے انتہا درجہ کے طباع اور صاحب کرامت بزرگ تھے۔ (حیات ولی ص ۱۵۸ تا ۱۸۴)

شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان۔ مولانا حکیم محمود احمد برکاتی۔ ص ۹۶۔ اشاعت اسلام لاہور ۱۹۷۶ء

(۲۲) مقدمہ فتح الرحمان ،نزهة الخواطر ج ۶ ص ۳۹۹

(۲۳) ملفوظات شاہ عبدالعزیز۔ ص ۱۱

(۲۴) انفاس العارفین ۔ ص ۱۹۴

(۲۵) موطا امام مالک: فی الحدیث للامام مالک بن الحمیری الاصبحی المدنی امام دار الهجرة المتوفی سنة ۱۷۹ھ وهو کتاب قدیم مبارک قصد فیه جمع الصحیح لکن انما جمع الصحیح عنده لا علی اصطلاح اهل الحدیث لانه یرٰ المراسیل و البلاغت صحیحة . (کشف الظنون ج ۲ ص ۱۹۰۷)

(۲۶) جلالین : لجلال الدین المحلی (هو محمد بن احمد بن محمد المحلی المصری الشافعی مفسر، فقیه، متکلم، اصولی ،نحوی، منطقی ولد بالقاهرة ونشأ بها وتوفی سنة ۸۶۴ھ). ولجلال الدین السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ

(هدیة العارفین للبغدادی ج ۲ ص ۲۸۲ ، ایضاح المکنون ج ۱ ص ۱۶ ، معجم المولفین ج ۳ ص ۹۲)

(۲۷) شرح ملا جامی: امام عبدالرحمٰن جامی متوفی ۸۹۸ھ کی کتاب ہے فن نحو میں ہے

(۲۸) قطبی: قطب الدین رازی متوفی ۷۶۶ھ کی تصنیف ہے منطق کی کتاب ہے

(۲۹) مشکوۃ: ولی الدین عراقی کی تصنیف ہے حدیث کی عمدہ کتاب ہے

(۳۰) التفہیمات الالٰہیہ (وصیت نامہ مشمولہ)

(۳۱) ملفوظات عزیزی ص ۴۰

(۳۲) ضمیمہ جات، شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک۔ مولانا عبیداللہ سندھی المتوفی۔ ص ۲۳۱

(۳۳) الثقافتہ الاسلامیہ فی الہند۔ ص ۱۳۹

(۳۴) انفاس رحیمیہ۔ شاہ اہل اللہ متوفی ۱۱۸۶ھ ص ۳۸۔ مطبع مجتبائی دہلی ، الواح الصنادید۔ ص ۱۷، ۱۸

(۳۵) شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ۔ مولانا عبیداللہ سندھی۔ ص ۵۱

(۳۶) تفصیل کیلئے۔ انفاس العارفین۔ ص ۱۹۴

(۳۶) مقدمہ الفوز الکبیر ص ۱۰

(۳۷) ایضا

(۳۸) الواح الصنادید۔ ص ۱۷، ۱۸

(۳۹) شاہ ولی اللہ کی تعلیم۔ پروفیسر غلام حسین جلبانی، ص ۲۵ ادارہ مطبوعات یوسف مارکیٹ لاہور ۱۹۹۹ء

(۴۰) حیات ولی۔ حاشیہ ص ۴۱۸، ۴۱۹

(۴۱) الواح الصنادید : ص ۱۸

(۴۲) حیات ولی۔ حافظ محمد عاصم دہلوی۔ ص ۴۱۰

(۴۳) التفهيمات الالهيه۔ ص ۸۳

(۴۴) حیات ولی ص ۴۱۰

(۴۵) مقدمہ فتح الرحمٰن

(۴۶) ایضا

(۴۷) ان کتابوں کا تعارف بعد میں ارہا ہے

(۴۸) تاریخ دعوت وعزیمت۔ ج ۵ ص ۱۴۰

(۴۹) وحدۃ الوجود: صوفیوں کا ایک گروہ ہے جو تمام موجودات کو خدا تعالی کا وجود ہی شمار کرتے ہیں اور اللہ وہ جتنے وجود ہیں انہیں اعتباری شمار کرتے ہیں جیسے کہ موج، بلبلہ، گرداب، قطرہ وغیرہ کو پانی شمار کرتے ہیں (اسلامی انسائیکلو پیڈیا ص ۶۱۲)

مسئلہ وحدت الوجود (ہمہ اوست) اور "وحدۃ الشہود"، کا بازار حضرت شاہ کے زمانے میں خوب گرم تھا شیخ محی الدین ابن عربی متوفی مسئلہ وحدہ الوجود کے بانی تھے اور خود شاہ صاحب بھی اسی کے قائل تھے شیخ اکبر وہ اشعار ملاحظہ ہوں، جو وحدۃ الوجود سے متعلق ہیں

لقد صار قلبی قابلا کل صورۃ — فمرعی لغزلان و دیر لرهبان

وبیت لاوثان و کعبۃ طائف — والواح تورلۃ و مصحف قرآن

ادین بدین الحب انی توجہت — رکابیۃ فالحب دینی وایمانی

(شاہ ولی اللہ کی تعلیم ۔ ص ۱۴۱)

شاہ صاحب سے ایک صدی قبل مجدد الف ثانی نے وحدت الشہود کے عقیدے کی بنا و رکھی، ھو سبحانہ وراء الورآء ثم ورآء الوراء ثم وراء الوراء .

شاہ ولی اللہ وحدہ الوجود اور وحدۃ الشہود کے اختلاف کو لفظی نزاع سمجھتے ہیں ان کے نزدیک ان مطلب ایک ہے۔

تفصیل: مکتوبات امام ربانی ج ۱ مکتوب ۲۶۰ ، عبقات ص ۳۹ عبقہ نمبر ۲۰ ، التفہیمات ج ۱ ص ۱۸۸

(٥٠) شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ ص ١٢

(٥١) مولانا محمد میاں:

(٥٢) تحریک شیخ الہند۔ ص ٤٨

(٥٣) رود کوثر۔ ڈاکٹر شیخ محمد اکرم۔ ص ٥٥٢۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور

(٥٤) تاریخ دعوت وعزیمت۔ ج ٥ ص ٥١

(٥٥) الفوز الکبیر ص ٣،٢

(٥٦) التفہیمات الالٰہیہ ج ١ ص ٢١٤، ٢١٥

(٥٧) الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند ص ١٣٩

(٥٨) مقدمہ فتح الرحمان ص ٣

(٥٩) ہندوستان میں قرآن کی فارسی تفسیر کی روایت آٹھویں صدی ہجری سے شروع ہوتی ہے اور پہلی تفسیر غالباً ''غرائب القرآن ورغائب الفرقان'' ہے اس کے مؤلف حسن بن محمد المعروف نظام نیشاپوری ہیں ٧٣٠ھ میں اسکی تکمیل ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ''بحر مواج،، مؤلف ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی متوفی ٨٤٩ھ ''تفسیر نور النبیؐ،، مؤلف خواجہ حسین ناگوری متوفی ٩٠١ھ ''تفسیر سیر النبی،، مؤلف مولانا معین الدین واعظ ہروی ''لب الفوائد،، مکمل تفسیر ہے سلیس فارسی زبان میں ہے مختصر مگر ضروری تشریح ہے (مصنف کا نام معلوم نہیں) ''راز معرفت،، مولانا لطف اللہ بن نعمت اللہ نوح ہالائی سندھی متوفی ٩٩٨ یا ٩٩٩ھ کا فارسی ترجمہ ہے۔ ''شرح القرآن،، مؤلف مولانا معین الدین خواجہ محمود نقش بندی متوفی ١٠٨٥ھ ''تفسیر نظامی،، مؤلف شیخ نظام الدین بن عبدالشکور تھانیسری متوفی ١٠٣٦ھ، ''تفسیر امنی،، مؤلف محمد امین صدیقی علوی متوفی ١١١٩ھ، ''نعمت عظمیٰ،، مؤلف مرزا نور الدین الملقب نعمت خان متوفی ١١١٥ھ، ''زیب التفاسیر،، مؤلف صفی بن ولی قزوینی کشمیری، (تکمیل ١٠٨٧ھ میں ہوئی ہے)

تفصیل کیلئے:۔ کشف الظنون ج ١، ٢، ٣، ٤، تاریخ تفسیر ومفسرین۔ غلام احمد حریری، فقہاء ہند

ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت۔ مولانا مناظر احسن گیلانی۔ حاشیہ ص ١٤٢

سبحۃ المرجان۔ ص ٩٦ غلام آزاد بلگرامی۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ١٩٧٦ء، تذکرہ علماء ہند۔ ص ٨٨

نزہۃ الخواطر۔

اخبار الاخیار۔ ص ١٨٧۔ ١٨٦

تذکرۃ المفسرین۔ مولانا قاضی زاہد الحسینی

خزینۃ الاصفیاء۔ ج ١ ص ٣٩١

ہندوستانی مفسرین اور ان کی فارسی تفسیریں

حدائق الحنفیہ۔ ص ٤٠٢، ٤٠١

جائزہ تراجم قرآنی۔ ص ٩٨

الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند۔ ص ١٩

(٦٠) مقدمہ فتح الرحمن۔ ٢

(٦١) هو جلال الدين الرومي، صوفي توفي بقونية سنة ٦٧٢ھ من آثاره: االروض الكبير، وكتابه المشهور اسمه المثنوى، فارسي منظوم في تراحفات الرمل المسدس على مجلدات.

كشف الظنون ج ٢ ص ١٥٨٨ معجم المولفين ج ١ ص ٥٠٠

(۶۲) فارسی منظوم ، للشیخ عطار الهمدانی المتوفی ..وھو فی تراحفات الرمل المسد س .

(کشف الظنون ج ۲ ص ۱۸۶۴)

(۶۳) مقدمہ فتح الرحمٰن ص۲

(۶۴) ایضاً

(۶۵) الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند۔ ص۱۴۰

(۶۶) الہام الرحمٰن۔ مولانا عبید اللہ سندھی ص۲۷

(۶۷) یہ امام علی بن احمد بن محمد ابوالحسن الواحدی نیشاپوری المتوفی ۴۶۸ھ کی تفسیر ہے واحدی نے تفسیر وجیز کے علاوہ دو مزید تفسیریں وسیط اور بسیط کے نام سے لکھی ہیں۔

(کشف الظنون ج۱ ص۴۶۰)

(۶۸) یہ علامہ جلال الدین محلی متوفی ۸۶۴ھ اور علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ کی معروف و متداول تفسیر ہے

(۶۹) ملاحظہ ہو مقدمہ فتح الرحمان

(۷۰) مقدمہ فتح الرحمان

(۷۱) رود کوثر۔ ص۵۴ ۔۵۰۳

(۷۲) ۲:۱۴۳

(۷۳) فتح الرحمان ص۲۸۔ تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی، لاہور

(۷۴) تفسیر ابن کثیر ج۱ البقرہ:۱۴۳

(۷۵) جلالین۔ ج۱ ایضا

۔روح المعانی ایضا

(۷۶) جامع البیان للطبری ایضا

(۷۷) الکشاف عن حقائق غوامیض التنزیل۔ ج۱

(۷۸) ۲:۱۷۷

(۷۹) فتح الرحمن۔ البقرہ: ۱۷۷

(۸۰) البخاری: باب الوصایا ص۷ المسلم کتاب الزکوۃ :۹۲ ابوداود وصایا:۴

نسائی زکوۃ :۶۰ ابن ماجہ وصایا ۴ مسند احمد ج۲ص۲۳۱، ۲۵۰، ۴۱۵، ۴۴۷

(۸۱) ۲:۲۰۵

(۸۲) فتح الرحمان ص۴۰

(۸۳) جامع البیان۔ تفسیر البقرہ:۲۰۵

(۸۴) ۲۹:۳۱، ۳۲

(۸۵) ۱۹:۳۴

(۸۶)۔ترجمان القرآن۔مولانا ابوالکلام آزاد۔ج ا۔۲: ۲۰۵

تفہیم القرآن۔مولانا ابوالاعلیٰ مودودی۔ج ا۔۲: ۲۰۵

(۸۷)الکشاف عن حقائق غوارض التنزیل: ج ا۔۲: ۵ص

(۸۸)۴: ۲۰۰

(۸۹)فتح الرحمان۔ص ۹۴

(۹۰)صفوۃ التفاسیر

(۹۱)۱۱: ۲۶

(۹۲)فتح الرحمان ص ۲۶۰

(۹۳)البقرہ: ۲۴۱

(۹۴)فتح الرحمان البقرہ: ۲۴۱

(۹۵)الکشاف ج ا۔۲: ۲۴۱

(۹۶)ردالمختار علی درمختار ج ۲ کتاب النکاح ۲۱۳

(۹۷)المدونة الکبریٰ ج ۲

(۹۸)معالم التنزیل۔ج ۲

(۹۹)۲: ۲۲۸

(۱۰۰)بدایۃ المجتہد ج ۲ ص ۸۹

(۱۰۱)فتح الرحمان۔۲: ۲۲۸

(۱۰۲)المائدہ: ۳۵

(۱۰۳)فتح الرحمان۔۶: ۳۵

(۱۰۴)الرعد: ۳۹،۳۸

(۱۰۵)فتح الرحمان: ۱۳: ۳۹،۳۸

(۱۰۶)حاشیہ فتح الرحمان محشی الامام شاہ ولی اللہ۔الرعد: ۳۹،۳۸، تاج کمپنی کراچی

(۱۰۷)البقرۃ: ۱۸۴

(۱۰۸)زمخشری التوفی ۵۳۸ھ اس کو ابتدائے اسلام پر محمول کرتے ہیں بعد میں آیت'' فمن شهد منكم الشهر ،، سے اختیار منسوخ ہو کر روزہ رکھنا لازمی ہو گیا۔ (الکشاف ج ا البقرہ: ۱۸۴)

امام بخاری التوفی ۲۵۶ھ حضرت عبداللہ ابن عمر (التوفی ۷۳ھ) روایت نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ الحکم ہوگئی جمہور علما ء رائے بھی یہی ہے

(۱۰۹)دوسری صورت یہ ہے کہ اس آیت کو منسوخ الحکم نہ مانا جائے، اس کی پھر دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ''یطیقو نه ،، سے پہلے '' لا ،، مقدر ہو ،جیسے ''يبين الله لكم ان تضلوا ،، (النساء : ۱۷۶) میں'' لا ،، مقدر ہے 'ای لا تضلوا ،، چنانچہ چنانچہ امام حفص کی قرات ''لا يطيقونه ،، ہے یا ''یطیقونه ،، باب افعال سے ہو اور اس میں '' همزه ،، سلبیہ ہو'' اطاق فلان ،، کے معنی بے طاقت ہونے کے ہیں۔

(انوار القرآن ج ا البقرہ؛ ۱۸۴)

(۱۱۰) فتح الرحمان۔البقرہ:۱۸۴

(۱۱۱)الانشراح:۱،۲،۳،۴

(۱۱۲)فتح الرحمان؛ایضاً

(۱۱۳)ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں۔ڈاکٹر سالم قدوائی۔ص ۱۹۵ مکتبہ جامعہ دہلی ۱۹۷۳ء

۱۱۴) تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور (سطن)

(۱۱۵)التوبہ:۷۳

(۱۱۶)فتح الرحمان۔التوبہ۷۳

(۱۱۷)حاشیہ فتح الرحمان۔التوبہ:۷۳

(۱۱۸)التوبہ:۱۲۲

(۱۱۹)ترجمہ فتح الرحمان۔التوبہ:۱۲۲

(۱۲۰)حاشیہ فتح الرحمان

(۱۲۱)الکشاف۔التوبہ:۱۲۲

(۱۲۲)تفسیر ابن کثیر:التوبہ۱۲۲ روح المعانی۔التوبہ۱۲۲

(۱۲۳)المائدہ:۳

(۱۲۴)حاشیہ فتح الرحمان:المائدہ:۳

(۱۲۵)النور:۳۱

(۱۲۶)حاشیہ فتح الرحمان:۳۱

(۱۲۷)النساء:۱۰۱

(۱۲۸)حاشیہ فتح الرحمان:۱۰۱

(۱۲۹)النساء:۹۲

(۱۳۰)فتح الرحمن: النساء:۹۲

(۱۳۱)۲۸واں پارے کی سورۃ ہے اس میں ۱۳آیات اوردو رکوع ہیں

(۱۳۲)الممتحنہ:۱۰

(۱۳۳)البقرہ:۲۳۳ ،(حاشیہ فتح الرحمان النساء:۹۲ یعنی ولا تمسکوا بعصم الکوافر وسئلوا ما انفقتم ولیسئلوا ما انفقوا .

(۱۳۴)البقرہ:۲۳۳

(۱۳۵)فتح الرحمان (قلمی نسخہ)

(۱۳۶)الانبیاء:۱۰۵

(۱۳۷)فتح الرحمان۔ الانبیاء:۱۰۵

(۱۳۷)البقرہ:۱۷۹

(۱۳۸)حاشیہ فتح الرحمان۔البقرہ:۱۷۹

(۱۳۹) شاہ ولی اللہ کا فلسفہ۔ مولانا عبید اللہ سندھی ص ۵۳

(۱۴۰) سورہ ھود مکہ میں نازل ہوئی اس کی ایک سو تیس آیات اور دس رکوع ہیں قرآن میں گیارھویں نمبر پر ہے

(۱۴۱) ھود: ۴۰

(۱۴۲) حاشیہ فتح الرحمان؛ ھود: ۴۰

(۱۴۳) تفسیر ابن کثیر ج ۲: ھود: ۴۰ ۔۔۔۔۔ روح المعانی ایضا: ۴۰

(۱۴۴) حاشیہ فتح الرحمان ھود: ۴۰

(۱۴۵) الحج: ۵۲

(۱۴۶) النجم مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی ۶۲ آیات اور تین رکوع ہیں قرآن میں ۵۳ نمبر پر ہے

(۱۴۷) لات، عزیٰ، مناۃ مشرکین مکہ کے بتوں اور دیویوں کے نام ہیں ان میں ''لات،، طائف والوں کے ہاں بہت معزز تھا ''مناۃ،، قبیلہ اوس اور خزرج اور خزاعہ کے ہاں، اور قریش ''عزیٰ،، کی عزت کرتے تھے۔ (تفسیر عثمانی النجم: ۲۰)

(۱۴۸) النجم: ۱۹، ۲۰

(۱۴۹)

(۱۵۰) الاسراء: ۷۳، ۷۴، ۷۵

(۱۵۱) ۵۲

(۱۵۲) ابن جریر التوفی ۳۱۰ھ جیسے امام تفسیر و تاریخ وفقہ ، ابوبکر جصاص التوفی ۳۷۰ھ جیسے نامور مفسر فقیہ ، زمخشری التوفی ۵۳۸ھ جیسے عقلیت پسند مفسر اور حافظ ابن حجر التوفی ۸۵۲ھ جیسے بلند پایہ محدث ، اس کو صحیح مانتے ہیں اور اس کو اس آیت کی تفسیر قرار دیتے ہیں حافظ ابن حجر کا محد ثانہ استدلال یہ ہے
''سعید ابن جبیر کے طریق کے سوا باقی جن طریقوں سے یہ روایت آئی ہے وہ یا تو ضعیف ہیں یا منقطع، مگر طرق کی کثرت اس پر دلالت کرتی ہے کہ اس کی کوئی اصل ضرور ہے، علاوہ بریں یہ ایک طریقہ سے متصلا بسند صحیح بھی نقل ہوا ہے جس کی تخریج بزاز نے کی ہے، ابو یوسف بن حماد عن امیہ بن خالد عن شعبہ عن ابی بشر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس . اور دو طریقوں سے اگر چہ یہ مرسل ہے مگر اس کے راوی صحیحین کی شرط کے مطابق ہیں یہ دونوں روایتیں طبری نے نقل کی ہیں ایک بطریق معمر بن سلیمان وحماد بن سلمہ عن داود بن ابی ھند عن ابی العالیہ ۔
تفصیل کے لئے :

(۱۵۳) امام ابن کثیر التوفی ۷۷۴ھ ، امام بیہقی التوفی ، قاضی عیاض التوفی ، امام ابن خزیمہ التوفی، قاضی ابوبکر ابن العربی التوفی ۵۴۳ھ، امام رازی التوفی ۶۰۶ھ امام قرطبی التوفی ۶۷۱ھ، علامہ عینی التوفی ، امام شوکانی التوفی ۱۲۵۰ھ اور علامہ آلوسی التوفی ۱۲۷۰ھ محققین ومفسرین نے اس قصے کو بالکل غلط قرار دے رہے ہیں

ابن کثیر کے نزدیک ''اس کی سب سندیں منقطع اور مرسل ہیں،،، (ابن کثیر)

'' وقال الامام الحافظ ابو بکر احمد بن حسین البھیقی هذه القصة غير ثابتة من جهه النقل ، وان رواتها مطعون عليهم (بحر)،، ،

ابن خزیمہ نے کہا ''یہ زنادقہ کا گھڑا ہوا ہے،،

قاضی عیاض لکھتے ہیں ''اس کی کمزوری اس سے ظاہر ہے کہ یہ قصہ نہ صحاح ستہ میں ہے اور نہ کسی صحیح متصل سند اور ثقہ راویوں سے منقول ہے (کتاب الشفاء)

هو مردود عند المحققين (بیضاوی)

وقال القرطبی " الاحادیث المروية فی نزول هذه الاية ليس منها شئی يصح (احکام القرآن)

امام ابن عطیہ التوفی ۵۴۶ھ کے نزدیک بھی یہ روایت صحیح نہیں ہے (المحرر الوجیز ج ۱۰)

(۱۵۴)(احکام الٰہی سے) اذا تمنی ۔ منی کے معنی جس طرح تمنا کے ہیں پڑھنے کے بھی ہیں "فی امنیته ای فی تلاوته"، (مفردات القرآن)
ای قرأ وتلا (لسان العرب) تَمَنّٰی کتابَ اللهِ آخِرَ لَیلِهِ وآخِرَها لاقَی حِمَامَ المَقَادِرِ
تمنی کتاب الله آخر لیله تَمَنّیَ دَاودَ الزبورَ علٰی رِسلِ

(۱۵۵) حاشیہ فتح الرحمٰن الحج:۵۲

(۱۵۶) البقرہ:۱۰۶

(۱۵۷) الخیر الکثیر ص۱۲۶، الفوز الکبیر ص۱۵

(۱۵۸) شاہ ولی اللہ اوران کا فلسفہ (سندھی المتوفی ۱۳۳۶ھ) ص۷۲،۷۳

(۱۵۹) ایضاً ص۱۰۴

(ناسخ ومنسوخ کا مسئلہ: امام سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ کے نزدیک انیس آیات اور جمہور کے نزدیک اکیس (۲۱) اور شاہ ولی اللہ المتوفی ۱۱۷۶ھ کے نزدیک پانچ آیات منسوخ ہیں شاہ صاحب نسخ کو ایک اجتہادی امر سمجھتے ہیں اور متاخرین کی رائے سے اختلاف رکھتے ہیں
تفصیل: فتح الرحمٰن البقرہ:۱۸۴، تفہیمات الالٰہیہ ج۲ص ۱۷۳، الفوز الکبیر ص۱۵، الہام الرحمٰن ص۲۳۳
شاہ ولی اللہ اوران کا فلسفہ ص۷۲،۷۸)

(۱۶۰) ال عمران:۳۶

(۱۶۱) حاشیہ فتح الرحمان ۔ ال عمران:۳۶

(۱۶۲) الفتح:۲۴

(۱۶۳) حاشیہ فتح الرحمان ۔۲۴

(۱۶۴) العادیات:۵

(۱۶۵) حاشیہ فتح الرحمان:۵

(۱۶۶) مقدمہ فتح الرحمٰن

(۱۶۷) الاعراف:۱۸۹

(۱۶۸) حاشیہ فتح الرحمٰن ۔ الاعراف:۱۸۹

(۱۶۹) فتح الرحمٰن قلمی نسخہ خدا بخش لائبریری پٹنہ (انڈیا)

(۱۷۰) تفسیر ابن کثیر الاعراف:۱۸۹

(۱۷۱) فقہاء ہند ج۵ص ۲۱۰

(۱۷۲) ملفوظات عزیزی ۔ شاہ عبدالعزیز متوفی ۱۲۳۹ھ ص۴۰

(۱۷۳) الیانع الجنی ص۱۰۵

۔حدائق الحنفیہ فقیر محمد جہلمی ص۴۷۱ نول کشور لکھنو ۱۹۰۶ء

علمائے ہند کا شاندار ماضی ۔ مولانا محمد میاں ۔ ج۲ص۱۷۷ کتابستان دہلی ۱۹۸۵ء

۔شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات ۔ خلیق احمد نظامی ۔ ص۲۱۴ ندوۃ المصنفین دہلی ۱۳۸۸ھ

۔نزہۃ الخواطر ۔ ج۶ ص۲۶۵

۔ تذکرہ علماء ہند۔ رحمان علی ص ۳۰۲ نول کشور لکھنو ۱۹۱۴ء

۔ حیات ولی۔ ص ۶۲۹ ، آثار الصنادید۔ سرسید احمد خان ص 518

(۱۷۴) الیانع الجنی۔ ص ۱۰۶ تذکرہ علماء ہند ص ۳۰۳

(۱۷۵) الواح الصنادید۔ ص ۱۴۱

(۱۷۶) البقرہ: ۱۹۴

(۱۷۷) ۲۹

(۱۷۸) ۳۰

(۱۷۹) المومنون: ۴۳

(۱۸۰) فتاوٰی عزیزی۔ ص ۱۲

(۱۸۱) الصافات: ۱۷۱، ۱۷۲

(۱۸۲) فتاوٰی عزیزی۔ ص ۱۷ ایچ ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل کراچی ۱۹۶۹ء

(۱۸۳) ھود: ۷

(۱۸۴) فتاوٰی عزیزی۔ ص ۲۸، ۲۹

(۱۸۵) شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان۔ حکیم مولوی انیس احمد پھلتی لاہوری ص ۱۹، ۲۰ مجلس اشاعت اسلام لاہور ۱۹۷۶ء

(۱۸۶) شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک۔ مولانا عبید اللہ سندھی ص ۵۲ المحمود اکیڈمی لاہور سطن

(۱۸۷) محاسن موضح القرآن۔ مولانا اخلاق حسین قاسمی۔ ص ۵۷ ذوالنورین اکادمی بھیرہ سرگودھا اشاعت اول ۱۴۰۳ھ

(۱۸۸) محاسن موضح القرآن۔ ص ۵۷

(۱۸۹) الفوز الکبیر ص ۱۷۷

(۱۹۰) شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک۔ ص ۶۰

(۱۹۱) تفسیر عزیزی ج ۱ ص ۱۶۱

(۱۹۲) شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک۔ ص ۶۴

(۱۹۳) اس زمانہ میں ''اردو زبان'' عموماً ہندی ہی کہا جاتا تھا۔

(۱۹۴) الواح الصنادید۔ ص ۱۷۸

(۱۹۵) ھود: ۴۹

(۱۹۶) ترجمہ شاہ رفیع الدین۔ ھود: ۴۹۔ مہتاب کمپنی نیو انارکلی لاہور سطن

(۱۹۷) النمل: ۲۳

(۱۹۹) ترجمۃ القرآن: النمل: ۲۳

(۲۰۰) مقدمہ ترجمۃ القرآن ''موضح فرقان''

(۲۰۱) مقدمہ موضح قرآن

(۲۰۲)الواح الصناديد ص۷۹

(۲۰۳)هو الشیخ الفاضل العلامة الحسینی الحنفی الکشمیری ، احد العلماء الحنفیة وعلماء الحدیث الاجلاء ولد فی کشمیر ۱۲۹۲ھ حصل العلوم کان الشیخ نادرة عصره فی قوةالحفظ وسعة الاطلاع علی کتب المتقدمین والتضلع من الفقه والاصول والرسوخ فی العلوم العربیة الدینیة والتفسیر وعلوم الحکمة مصنفاته کثیرة توفی سنة ۱۳۵۲ھ .

(نزهه الخواطر ج۸ ص ۹۰ تا ۹۳)

(۲۰۴) تقریر ترمذی .

(۲۰۵) مو لا قاری محمد طیب :

(۲۰۶)هو الشیخ الامام العالم الکبیر محمد قاسم بن اسد علی الصدیقی النانوتوی ، احد العلماء الربانیین ولد بنا نوته سنة ۱۲۴۸ھ وقرأ سائر الکتب الدرية ، وکان ازهد الناس واعبدهم واکثرهم ذکرا ومراقبة اسس المدرسة الاسلامیة بدیوبند . توفی سنة ۱۲۹۷ھ مصنفاته عدیدة .

سوانح قاسمی ۔ مولانا مناظر احسن گیلانی نزھۃ الخواطر ج۷ ص۴۲۰، ۴۲۲

علماء ہند کا شاندار ماضی مولانا سید حسین احمد مدنی

(۲۰۷)مقدمہ موضح القرآن ۔تقریظ مولانا قاری محمد طیب متوفی ۔ ۱۷

(۲۰۸)النور:۲۶

(۲۰۹)موضح قرآن:نور:۲۶

(۲۱۰) موضح قرآن،الفاتحہ:۱

(۲۱۱)بیان القرآن:مولانا اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ ۔ج۱

(۲۱۲)فتح الرحمان :الفاتحہ:۱

(۲۱۳)الیانع الجنی ۔ص۱۱۱ ۔تذکرہ علماء ہند ۔ ص۲۳۲ نزھۃ الخواطر ج۷ ص۱۲۸

فقہاء ہند محمد اسحاق بھٹی ۔ ج۵ حصہ دوم ۲۱۵

اگر خدائے تعالیٰ بروز قیامت ازبندہ پرسید کہ بردرگاہ ما تحفہ چہ آوری؟ عرض کنم ثناء اللہ پانی پتی را"

مقامات مظہری ۔غلام علی علوی ص۷۶ مطبع احمدی دہلوی

۔مقدمہ تفسیر مظہری ۔(اردو) ص۶،۷ دارالاشاعت کراچی ۱۴۱۱ھ

(۲۱۴) بهیقی:.هو احمدبن الحسن بن علی البهیقی الخراسانی الشافعی (ابوبکر) محدث، فقیه، توفی بنیسابور سنة ۴۵۸ھ وتبلغ تصانیفه الف جزء منها کتاب السنن الکبیر فی الحدیث فی عشر مجلدات المشهور.

سیر النبلاء للذهبی ج۱۱ ص ۱۸۴ ،الطبقات الشافعیۃ ص۳۶ وفیات الاعیان ج۱ ص۲۴ الانساب للسمعانی ج۱ ص۱

(۲۱۵)نزھۃ الخواطر ۔ج۷ ص۱۲۸

باب چہارم

فصل دوم

تفسیر قرآن کے میدان میں علماء دیوبند کی مساعی جمیلہ، ان کا منہج، مشہور مفسرین ومترجمین اور ان کی خصوصیات (مثلاً شیخ الہند مولانا محمود حسن (۱) مولانا اشرف علی تھانوی المتوفہ۱۳۶۲ھ، مولانا شبیر احمد عثمانی مولانا مفتی محمد شفیع (۳) اور مولانا محمد ادریس کاندھلوی (۴) وغیرہ۔

تمہیدی کلمات:

برصغیر کے مسلمانوں کی اکثریت حنفی مسلک کی پیرو رہی ہے البتہ بعض مسائل کی تشریح وتوضیح اور تعبیر میں اختلاف کی وجہ سے حنفی علماء دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے اور اس کی بنیاد پر دو مسلک (دیوبندی اور بریلوی) وجود میں آئے۔

عوام میں مذہبی مسائل کے حوالے سے بعض اعمال ہیں جن کی شرعی حیثیت کے تعین میں اختلاف پیدا ہوا، اور یوں ایک گروہ اصلاح کی طرف مائل ہوا، اور دوسرے گروہ نے ان اعمال ورسوم کی تائید کی۔

برصغیر میں صوفیاء کرام نے اسلام کی نشرواشاعت میں بنیادی کردار ادا کیا ہے اس لئے یہاں کے عام مسلمان ان سے وابستگی رکھتے ہیں البتہ اس وابستگی کے بعض مظاہر موضوع بحث بنے اور اسی طرح مصلحین اور موئدین کی دو جماعتیں وجود میں آئیں ایک جماعت دیوبند سے متعلق ہونے کی وجہ سے دیوبندی کہلائی۔ اور دوسری مولانا احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ (۵) کی مناظرانہ صلاحیتوں اور عوامی رسوم واعمال کی تائید میں ان کے زور استدلال کی بناء پر ان کے وطن ''بریلی،، کے نام پر ''بریلوی،، کہلائی۔

یہ دونوں حنفی اور دونوں فقہی جزئیات میں علماء احناف کے مشہور کتابوں کو ماخذ مانتے ہیں البتہ بعض کلامی مسائل میں اختلاف کی وجہ سے اپنا اپنا نقطہ نظر رکھتے ہیں۔

دیوبندی مکتب فکر اور مدارس تفسیر:۔

دیوبندی مکتب فکر اصلاح عقائد واعمال کا مکتب فکر ہے مسلم عوام پر ہندوانہ اثرات، غیر اسلامی معاشرتی اعمال کی تاثیر اور منحرف صوفی افکار واعمال کی اصلاح کی جانب ان کی توجہ رہی۔

دارالعلوم دیوبند کے متوسلین نے اصلاحی کوششوں کو پیش نظر رکھا علمی وفکری میدان میں کافی کام کیا ہے درسی کتب کے حواشی سے لیکر شروح تک اور تالیفات وتصنیفات سے لیکر تراجم تک بہت سا سرمایہ چھوڑا، فقہ وحدیث، عربی زبان وادب اور تصوف تک قابل قدر کام کیئے۔ جہاں تک قرآن کریم کے ترجمہ وتفسیر کا تعلق ہے اس میں ان کے روحانی فیض کا تعلق شاہ ولی اللہ متوفی ۱۱۷۶ھ اور ان کے فرزندوں سے جا کر ملتا ہے

کیونکہ ہندوستان میں سب سے پہلے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ۱۱۵۰ھ میں کلام اللہ کا فارسی میں ترجمہ کیا، جس کا نام ''فتح الرحمٰن،، رکھا، اس زمانے میں ہندوستان کے مسلمان بکثرت فارسی زبان سمجھتے تھے اور خط و کتابت اکثر و بیشتر فارسی میں ہوتی تھی اور سرکاری مراسلے سب کے سب فارسی میں ہوتے تھے اس لئے شاہ صاحب نے لوگوں کی سہولت کے لئے فارسی میں ترجمہ کیا۔

بعد از اں فارسی کا رواج کم ہوتا چلا گیا اور ضرورت اس کی ہوئی کہ اردو زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا جائے چنانچہ شاہ صاحب کے ترجمہ کے پچیس سال بعد ۱۲۰۵ھ میں ان کے فرزند حضرت شاہ عبدالقادر متوفی ۱۲۳۰ھ نے اردو زبان میں قرآن کریم کا با محاورہ ترجمہ کیا مگر اس کا پورا پورا لحاظ رکھا کہ محاورہ مدلول قرآنی کے تابع رہے، یہ اردو میں سب سے پہلا ترجمہ تھا جو عمدہ اور مفید ہے شاہ صاحب نے علاوہ ترجمہ کے مختصر اور ضروری فوائد بھی لکھے ہیں اور اس ترجمہ کا نام ''موضح قرآن،، رکھا جو اسکی صفت بھی اور تاریخ بھی۔

دوسرا اردو ترجمہ شاہ عبدالقادر متوفی ۱۲۳۰ھ کے بھائی شاہ رفیع الدین دہلوی متوفی ۱۲۳۳ھ نے کیا مگر شاہ رفیع الدین کا ترجمہ ''تحت اللفظ،، تھا کہ جو ترتیب الفاظ قرآنی کی ہے وہی ترتیب اردو ترجمہ کے الفاظ کی ہے تاکہ کم استعداد والے کو یہ معلوم ہو سکے کہ یہ کس لفظ کا ترجمہ کیا ہے۔

اسی عرصہ میں شاہ ولی اللہ متوفی ۱۱۷۶ھ کے بڑے صاحبزادے شاہ عبدالعزیز نے ۱۲۰۸ھ میں فارسی زبان میں ایک مبسوط تفسیر لکھنی شروع کی جو حقائق و معارف میں بلاشبہ امام رازی متوفی ۶۰۶ھ کی تفسیر کبیر کا نمونہ تھی مگر افسوس کہ مکمل نہ ہو سکے ایک حصہ میں صرف پارہ ''البقرہ ،،ان تصوموا خیر لکم (۶) تک تفسیر آئی، اور دوسرے حصے میں پارہ ''تبارک الذی،، اور پارہ ''عم،، کی تفسیر آئی اگر یہ تفسیر مکمل ہو جاتی تو اس تفسیر کی نظیر نہ ہوتی جیسا کہ تفسیر عزیزی کے موجودہ حصہ کو دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ ایسے دقیق اور عمیق علوم کسی اور تفسیر میں نظر نہیں آتے۔

یہی تینوں ترجمے اردو زبان میں تفسیر قرآن کے لئے سنگ بنیاد بنے۔ اور ہندوستان میں کوئی عالم ان ترجموں سے بہتر ترجمہ نہ کر سکی، یہ حضرات ترجمہ قرآن کے بانی اور امام ٹھیرے اور ان ہی کی نقش قدم پر چلتے ہوئے اور انہی حضرات کی فکر کو اپناتے ہوئے دیوبند مکتب فکر کے علماء نے تراجم و تفاسیر لکھنے شروع کئے سب سے پہلے مولانا اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ نے ''بیان القرآن،، کے نام سے ۱۳۲۵ھ میں ایک تفسیر لکھی پھر اسی طرز پر بہت مختصر اور جامع تفسیر جو جدید شبہات کے ازالے کے لئے کافی وشافی ہے مولانا شبیر احمد عثمانی المتوفی ۱۹۴۹ء نے لکھی، اس ترجمہ و تفسیر کی مقبولیت کا یہ عالم کہ سعودی گورنمنٹ نے لاکھوں کی تعداد میں چھپوا کر اردو خوان طبقے میں مفت تقسیم کئے۔

فہم قرآن کی یہ دو منزلیں طے ہوئی تھیں اول صحیح ترجمہ، دوم مختصر اور جامع تفسیر۔ جن سے قرآن پاک کے مطالب اور معانی بخوبی و آسانی سے سمجھ میں آسکیں اس سلسلہ میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن متوفی ۱۳۳۹ھ کے ترجمے کو زیادہ شہرت ہوئی انہوں نے شاہ عبدالقادر کے ترجمہ کو سلیس کیا اور اس کے مختصر حواشی لکھنے شروع کئے جو ''سورہ نساء،، تک مکمل کر سکے چونکہ اس سے پہلے اردو زبان میں مولانا اشرف علی متوفی ۱۳۶۲ھ اور مولانا عاشق الٰہی میرٹھی متوفی کے تراجم وجود میں آچکے تھے۔

حضرت شیخ الہند المتوفی ۱۳۳۹ھ اپنے ترجمے سے متعلق لکھتے ہیں

''کہ حضرت شاہ ولی اللہ المتوفی ۱۱۷۶ھ، شاہ عبدالقادر المتوفی ۱۲۳۰ھ، شاہ رفیع الدین المتوفی ۱۲۳۳ھ، مولانا عاشق الٰہی اور مولانا اشرف علی تھانوی کے تراجم موجودہ صحیحہ معتبرہ کے ہوتے ہوئے ہمارا جدید ترجمہ کرنا لہو لگا کر شہیدوں میں شامل ہونا ہے لیکن اس ننگ خلائق کو یہ خیال ہوا کہ حضرت شاہ صاحب ممدوح کے مبارک و مفید ترجمہ میں لوگوں کو جو کل دو خلجان ہیں یعنی بعض الفاظ و محاورات کا متروک ہو جانا،

دوسرے بعض بعض مواقع میں ترجمہ کے الفاظ کا مختصر ہونا۔ جو اصل میں تو ترجمہ کی خوبی تھی ابنائے زمانہ کی سہولت پسندی اور مذاق طبیعت کی بدولت اب یہاں تک نوبت آئی، کہ جس سے ایسے مفید و قابل قدر ترجمے کے متروک ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے سو اگر غور و احتیاط کے ساتھ ان الفاظ متروکہ کی جگہ الفاظ مستعملہ لئے جائیں تو پھر انشاء اللہ شاہ صاحب کا یہ صدقہ جاریہ بھی جاری رہ سکتا ہے اور مسلمانان ہند اس کے فوائد سے خالی نہ رہ جائیں اس ضرورت کو مدنظر رکھ کر یہ ترجمہ ۱۳۳۶ھ کو پورا کیا گیا ہے۔(۷)

یہ ترجمہ ہندی محاورہ کے مطابق کیا گیا ہے تحت لفظی نہیں کیا گیا ہے۔

حواشی میں انہوں نے کیا لکھا ہے اور کیا منہج اختیار کیا ہے وہ خود بیان کرتے ہیں

''موضح قرآن کے جملہ فوائد کے لینے کا التزام کیا ہے مگر شاذ و نادر کسی وجہ سے اس کے بیان کرنے کی حاجت نہیں سمجھی اور فوائد میں چونکہ ہر طرح سے گنجائش اور وسعت ہے ترجمہ کی طرح قید اور تنگی نہیں تو اسلئے ہم نے اکثر یہ کیا ہے کہ حضرت ممدوح کے فوائد کو اپنی عبارت میں بیان کیا ہے اور تقدیم و تاخیر، تغیر و تبدل، اجمال و تفصیل وغیرہ امور سے احتراز نہیں کیا اور بہت سے فوائد بالاستقلال مفید اور نافع سمجھ کر مختلف موقعوں لیکر اپنی رائے سے بڑھا دیئے ہیں،،(۸)

جیسا کہ عرض کیا گیا یہ فوائد نا مکمل ہیں ان کے ان حواشی کی تکمیل ان کے نامور شاگرد مولانا شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۹۴۹ء نے کی یہ حواشی اپنے ایجاز و اعجاز کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہیں، قرآن فہمی کے لئے مختصر ہونے کے ساتھ بہترین تفسیر ہے۔

بیان القرآن:۔ شاہ ولی اللہ المتوفی ۱۱۷۶ھ کے روحانی اور فکری فرزندوں نے یکے بعد دیگرے قرآن فہمی اور تفسیری خدمات کے سلسلے میں اپنی کوششیں جاری رکھیں، دارالعلوم سے فارغ ہونے والے محقق علماء نے کئی تفسیریں لکھیں، بیان القرآن اس سلسلے کی اہم کڑی تھی یہ بارہ جلدوں میں ہے متعدد مرتبہ مختلف پبلشروں نے شائع کیے ہیں اس میں مولانا نے پہلے عام فہم ترجمہ کیا ہے جو محاوراتی ترجمہ نہیں ہے بلکہ اس میں لفظی ترجمے کا خاص طور پر لحاظ رکھا گیا ہے محاورے مشکل ہونے کی وجہ سے مولانا نے ذیل آیات ''ف،، لکھ کر جامع قسم کی تفسیر وتشریح کی ہیں اور اس میں شبہات کے ازالے کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے اگر کوئی شبہ یا اشکال پھر بھی رہ گیا ہو تو اس کا جواب حاشیے میں دیدیا گیا ہے۔

بیان القرآن میں ترجمہ کا انداز:

مولانا تھانوی نے اس ترجمہ میں جو طریقہ اختیار کیا ہے یا اس ترجمہ کی جو خوبیاں ہیں ان چند یہ ہیں

۱۔ رعایت ترکیب یا رعایت لفظی: بیان القرآن کے ترجمہ کی بنیادی واساسی خوبی یہ ہے کہ مولانا تھانوی قرآنی کلمات، اسماء وافعال کو ہی ترجمہ میں منتقل کر دیتے ہیں تا کہ عربی الفاظ کی شان وشوکت بھی قائم رہے اور قرآنی مفہوم کا ابلاغ بھی ہو جائے مثلا نمونہ ملاحظہ ہو۔

واللہ یختص برحمتہ من یشآء (۹)

ترجمہ مولانا تھانوی: اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ جسکو منظور ہوتا ہے مخصوص فرمالیتے ہیں (۱۰)

۲: فان اعرضوا (۱۱) پھر اگر وہ اعراض کریں (۱۲)

۳: ورفعنا بعضھم فوق بعض (۱۳) اور ہم نے ایک کو دوسرے پر رفعت دی (۱۴)

قرآنی اسلوب کی پیروی:

یہ مولانا کی نادر خوبی ہے کہ مولانا تھانوی نے قرآن پاک کے اردو ترجمہ میں قرآنی اسلوب کا انداز اختیار کیا ہے قرآن پاک میں ایک اسم کی جگہ دوسری اسم ایک فعل کی جگہ دوسرا فعل، مذکر کی جگہ مونث یا مونث کی جگہ مذکر لانے کی مثالیں ملتی ہیں اس طرح واحد کی جگہ جمع اور جمع کی جگہ واحد لایا جاتا ہے اور کہیں ''جن،، بول کر ''فرشتے،، مراد لئے جاتے ہیں بیان القرآن میں اسی اسلوب کی ایک مثال ملاحظہ ہو،

ان اللہ یامر کم ان تذبحوا بقرۃ (۱۵) ترجمہ؛ حق تعالیٰ تم کو حکم دیتے ہیں کہ تم ایک بیل ذبح کرو (۱۶)
مولانا تھانوی یہاں بقرۃ کا ترجمہ گائے کے بجائے بیل سے کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ مصری تحریروں اور کتبات میں جو نقش ونگار ملتی ہیں ان میں مصری دیوتاوں نے ایک شکل سانڈ (بیل) کی بھی ملتی ہے گویا قرآن پاک میں مونث کا لفظ بول کر مذکر مراد لیا، اور مولانا تھانوی نے بھی اسی طرح ترجمہ کئے۔

قرآنی آیات ومتبادلات کا استعمال:

مولانا تھانوی ترجمہ کرتے وقت عربی آسماءوافعال کا اردو میں کوئی مترادف یا متبادل نہیں لاتے، البتہ قرآنی الفاظ کا عربی میں مترادف ضرور لاتے ہیں خود قرآن پاک میں یہی اسلوب پایا جاتا ہے حضرت موسیٰ کی سانپ کے لئے ''ثعبان وجآن،، اور ''حیہ،، (۱۷) کے الفاظ آئے ہیں مولانا تھانوی بھی اسی اسلوب کی پیروی کرتے ہیں۔

اردو ترجمہ میں تکرارِ الفاظ اور زورِ بیان:

قرآن پاک میں کئی ایسے مقامات ہیں جہاں اللہ تعالی کا انداز تحکمانہ اور آمرانہ ہے وہاں بہت زور پایا جاتا ہے ایسے مقامات پر اگر ترجمہ میں ایک لفظ سے مطلب پورا نہ ہوتا ہو تو مولانا تھانوی مزید الفاظ لاتے ہیں تاکہ قرآن کا زور برقرار رہے مثلاً ''کذلک یطبع اللہ علیٰ کل قلب متکبر جبار (۱۸) اسی طرح اللہ تعالیٰ لڑاکے، ہر مگرور و جابر کے قلب پر مہر کر دیتا ہے،، (۱۹) یود احدھم لو یعمر الف سنۃ (۲۰) ان میں کا ایک ایک اس حوس میں بتلا ہے کہ اسکی عمر ہزار برس کی ہو،، (۲۱)

قرآن کے ترجمہ میں سجع کا انداز:

قرآن پاک کا پرتاثیر ہونے میں جہاں اور بہت سے عوامل ہیں ان میں قرآن پاک کے مقفع و مسجع الفاظ بھی ہیں قرآن پاک میں سجع کا پایا جانا ایک حقیقت ہے اگرچہ اس کا خاص التزام نہیں ہے مولانا تھانوی بھی وہاں ترجمہ سجع کے انداز میں کرتے ہیں۔ مثلاً ''ثم لا یجدون ولیا ولا نصیرا (۲۲) پھر نہ ان کو یار ملتا نہ مددگار (۲۳)
اس تفسیر میں خصوصی طور پر سورتوں اور آیات کے باہمی ربط بیان کرنے کا التزام کیا گیا ہے اور آیات سے مستنبط ہونے والے ضروری مسائل کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے ۔

بیان القرآن کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ مضمون واحد سے تعلق رکھنے والی آیات کے آغاز میں ایک جامع قسم کا عنوان لکھ دیا گیا ہے جس سے ان آیات کا حاصل مفہوم ذہن نشین ہو جاتا ہے ان عنوانات کے ذریعے سورتوں کے مضامین کا خلاصہ بھی مرتب کیا جا سکتا ہے

''تصوف اور سلوک،، کے جو مسائل آیات سے مستنبط ہوتے ہیں ان کا ذکر بھی ذیل میں ''مسائل السلوک،، کے نام سے کر دیا گیا ہے اس تفسیر میں زائد مضامین سے احتراز کیا گیا ہے۔

مسائل فقہیہ وکلامیہ پر اس قدر کلام کیا گیا ہے جس قدر اس تفسیر میں ضرورت تھی لیکن تفسیر کلامی کے مقابلہ میں اثری تفسیر کا رنگ غالب ہے

اس تفسیر میں سلف صالحین کا مکمل اتباع کیا گیا ہے متاخرین کے اقوال جو سلف کے خلاف تھے نہیں لئے گئے ہیں اختلافی مسائل میں صرف مذہب حنفی کو ترجیح دی ہے دوسرے مذاہب بشرط ضرورت حاشیے میں لکھ دیئے ہیں (۲۴)

تفسیر میں جہاں کسی کتاب کی عبارت لی گئی ہے وہاں اس کتاب کا نام لکھ دیئے ہیں جہاں کوئی ماخذ نہیں لکھا ہے وہاں مصنف اپنی رائے لکھی ہیں اس تفسیر کے لکھتے وقت بیضاوی (انوا التنزیل و اسرار التاویل للبیضاوی متوفی ۶۹۲ھ) جلالین (للمحلی متوفی ۸۶۴ھ والسیوطی متوفی ۹۱۱ھ)، اتقان (للسیوطی)، معالم التنزیل (للبغوی متوفی ۵۱۶ھ)، روح المعانی (، مدارک (مدارک التنزیل للنسفی متوفی ۷۰۱ھ) ، خازن (لباب التاویل للخازن متوفی ۷۴۱ھ) تفسیر فتح المنان (المعروف تفسیر حقانی)، تفسیر ابن کثیر (لابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ)، درمنثور (للسیوطی)، کشاف (للزمخشری متوفی ۵۳۸ھ)، اور قاموس (۲۵) پیش نظر رہی ہیں۔

اس تفسیر کو جن روایات پر مبنی کیا گیا ہے ان میں التزام رکھا گیا ہے کہ وہ صحیح روایتیں ہوں،

اس تفسیر سے ہر شخص اپنی استعداد وصلاحیت کے موافق استفادہ کر سکتا ہے مگر عوام اردو دانوں کی بہ نسبت طلباء عربیہ اور علماء اس سے استفادہ کرنے کی اپنے اندر زیادہ اہلیت وصلاحیت رکھتے ہیں اور مشکلات قرآنی کے حل کرنے میں خاص طور پر ان کے لئے اچھی مددگار ہے

بیان القرآن فہم مطالب قرآنی کے لئے جس طرح کفایت کرتا ہے شکوک وشبہات کے ازالے اور اشکالات کے حل کے لئے بھی زمانہ حاضرہ کی تفسیروں میں اس کو امتیازی اور خصوصی مقام حاصل ہے اس کے حکیمانہ اسلوب بیان اور محققانہ طرز استدلال سے قرآنی مجید کے مطالب اس طرح دل نشین ہو جاتے ہیں اسکو ہر زمانہ میں ہر دور کے علماء نے پسند کئے ہیں ۔

اس تفسیر وترجمہ کو لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی اس سلسلے میں مولانا مقدمہ تفسیر میں لکھتے ہیں

''بہت روز سے خود بھی اور احباب کے اصرار سے بھی گاہ گاہ خیال ہوا کرتا تھا کہ کوئی مختصر تفسیر قرآن مجید کی لکھی جائے جو ضروریات کو حاوی اور زوائد سے خالی ہو، مگر تفاسیر وتراجم کی کثرت دیکھ کر اس کو امر زائد سمجھا جاتا تھا اسی اثنا میں نئی حالت یہ پیش آئی کہ بعض لوگوں نے محض تجارت کی غرض سے نہایت بے احتیاطی سے قرآن کے ترجمہ شائع کرنے شروع کیے جن میں بکثرت مضامین خلاف قواعد شرعیہ بھر دیئے جن سے عام مسلمانوں کو بہت مضرت پہنچی (۲۶)

ترجمہ وتفسیر کے نمونے:

ایاک نعبد و ایاک نستعین (۲۷)

ترجمہ: ہم آپ کی ہی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں (۲۸)

مسائل السلوک : مقام السالکین منتھی عند قوله ایاک نعبد وبعده یطلب التمکین وذلک ان الحمد مبادی حرکة المرید فان نفسی السالک اذا تزکت و مرأة قلبه ازا تجلت فلاحت فیها الانوار العنایة الموجبة للولایة تجردت النفس الزکیة للطلب فرأت آثارنعم الله تعالیٰ علیها سابغة و الطافة غیر متناهیة محمدت (۲۹)

''الم (۳۰)،، **کی تفسیر** : ان حروف کے معانی سے عام لوگوں کو اطلاع کہیں نہیں دی گئی شاید رسول اللہ ﷺ کو بتلا دیا گیا ہو۔ کیوں کہ اللہ ورسول نے اہتمام کے ساتھ وہی باتیں بتلائی ہیں جن کے نہ جاننے سے کوئی حرج دین میں واقع ہوتا ہو، اور ان کے نہ جاننے سے کوئی حرج نہ تھا اس لئے ہم کو بھی ایسے امور کی تفتیش نہ چاہیئے ،، (۳۱)

تفسیر معارف القرآن:۔

مترجم ومفسر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی متوفی ۱۳۹۴ھ مطابق ۱۹۷۴ء (۳۲) ہیں اس میں آپ نے ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر متوفی ۱۲۳۰ھ ہی کا لکھا ہے لفظی ترجمہ کے بعد رواں ترجمہ ہے۔ جس میں ضروری تشریحات بھی کی ہیں اور تفسیر میں متقدمین ومتاخرین کی کتب تفسیر کا خلاصہ پیش کیا ہے یہ تفسیر علوم معارف کا ایک بھرپور خزینہ اور علماء متقدمین کے علوم کا ایک بہترین مجموعہ ہے مطالب قرآنیہ کی توضیح وتشریح، ربط آیات کا بیان، احادیث صحیحہ اور اقوال وآثار صحابہ وتابعین پر مشتمل تفسیری نکات، ملاحدہ اور زنادقہ کی تردید ان کے شبہات اور جوابات، کلام الٰہی کی عظمت وشوکت، اس کی جامعیت اور اس کے اعجاز کا بیان۔ یہ چند خصوصیات جو معارف القرآن میں نمایاں طور پر نظر آتی ہیں۔

۱۳۶۰ھ میں اس تفسیر کی تالیف کا آغاذ کیا گیا ہے اور ''سورہ صافات،، اختتام تک پہنچ کر مصنف کی وفات ہوگئی ہے پھر ''سورہ ص،، سے آخر تک بطور تکملہ مصنف کے فرزند مولانا محمد مالک کاندھلوی نے تحریر کیے ہیں مولانا محمد مالک نے بھی مولانا ہی کے طرز اسلوب کا تتبع کیا ہے

منہج تفسیر:۔

مولانا ادریس کی تفسیر بیان القرآن کے طرز پر لکھی گئی ہے جو مطالب قرآنیہ کی توضیح وتشریح اور ربط آیات کے علاوہ قدرے آحادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ وتابعین پر اور بقدر ضرورت لطائف ومعارف، نکات مسائل مشکلہ کی تحقیقات اور ملاحدہ وزنادقہ کی تردید اور ان کے شبہات اور اعتراضات کے جوابات پر مشتمل ہے ۸ ضخیم جلدوں میں ہے پہلی جلد ۶۸۱ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے اور آل عمران کی آیت نمبر ۹۱ تک ہے۔

اس تفسیر میں آیات، سورتوں میں ربط کا خاص خیال رکھا گیا ہے آیات کی ضروری تشریح کے بعد ''فائدہ،، کے عنوان سے اسرار ونکات بیان کرتے ہیں اور جا بجا فقہی اور کلامی مسائل کی توضیح کی ہیں یہ ترجمہ وتفسیر سلف صالحین کے مسلک کے مطابق ہے کہیں بھی اپنی رائے اور نظریے کو قرآن کا جامہ نہیں پہنا گیا ہے۔

تفسیر مذکورہ میں مولف جہاں ایک طرف، امام رازی متوفی ۶۰۶ھ، امام قرطبی متوفی ۶۷۱ھ، حافظ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ، امام آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ کے اقوال نقل کرتے ہیں وہاں شیخ محی الدین ابن عربی متوفی ۵۴۳ھ، حسن بصری متوفی ۱۱۰ھ (۳۳) اور مولانا رومی متوفی ۶۷۲ھ کے صوفیانہ کلام اور ذوقی معارف بھی نقل کرتے ہیں مختلف اقوال کے نقل کے ساتھ آخر میں قول راجح بیان کرتے ہیں ماخذ میں سب سے زیادہ علامہ آلوسی کی روح المعانی اور امام رازی کی تفسیر کبیر پر بھروسہ کرتے ہیں مفسر موصوف اپنی تفسیر سے متعلق لکھتے ہیں

''اس حقیر وفقیر کی یہ تفسیر گداگر کی جھولی کی طرح ہے جو قسم قسم کے نوالوں سے لبریز ہوئی ہو، کوئی اس گدائے بےنوا سے پوچھے کہ تیرے پاس یہ قسم قسم کے کھانے کہاں سے آئے، تو وہ جواب میں یہ کہے گا کہ میں گدائے بےنوا ہوں، مگر بادشاہوں اور امیروں کے دروازوں پر بھیک مانگتا ہوں وہاں سے جو کچھ ملتا ہے وہ سب کے سب سامنے لاکر رکھ دیتا ہے جسے جو کھانا اچھا معلوم ہو وہ کھالے،، (۳۴)

آگے لکھتے ہیں ''اس تفسیر میں جو کچھ بھی علم ہے وہ سب کا سب خسروان علم وحکمت کے دسترخوانوں کی بھیک ہے میں نے ان دروازوں کے نام بھی ظاہر کر دیئے ہیں جہاں سے یہ بھیک ملی ہے تاکہ اگر کسی کو کچھ اور مانگنا ہو تو براہ راست وہاں سے مانگ لے (۳۵)،،

اس تفسیر میں مفسر کا طریقہ تفسیر یہ ہے کہ مفسر ایک یا دو یا زیادہ آیات کا ترجمہ کرتے ہیں پھر ان کی مکمل تفسیر کرتے ہیں تفسیر میں نہ طوالت سے کام لیتے ہیں اور نہ اختصار سے۔۔ بلکہ درمیانہ طریقہ اختیار کرتے ہیں کبھی کبھار ربط بھی بیان کرتے ہیں آیات میں خاص خاص آسماء والفاظ وغیرہ کی خوب وضاحت کرتے ہیں تاکہ قارئین کے لئے عنوانات کے دیکھنے میں آسانی ہو۔ آیات کی تفسیر کے بعد اگر کوئی نکتے کی بات رہ گئی ہو تو ''ف،، لکھ کر اس کی بھی تفصیل کرتے ہیں مثلاً آیت

وبشر الذین آمنوا وعملو االصلحٰت ان لھم جنٰت تجری من تحتھا الانھار کلما رزقوا منھا من ثمرۃ رزقا قالوا ھذا الذی رزقنا من قبل واتوا بہ متشٰبھا ولھم فیھا ازواج مطھرۃ وھم فیھا خالدون (۳۶) کا ترجمہ وتفسیر کے بعد فائدے میں لکھتے ہیں

''انسان کے لئے تین چیزوں کا جاننا ضروری ہے

۱۔کہاں سے آیا ۲۔کہاں رہتا ہے ۳۔اور کہاں جانا ہے الذی خلقکم میں اس طرف اشارہ ہے کہ تم عدم سے آئے ہو اور الذی جعل لکم الارض سے اس طرف اشارہ ہے کہ چندروز زمین میں قیام ہے فاتقو االنار سے اس طرف اشارہ ہے کہ عالم آخرت کو جانا ہے عذاب الٰہی سے بچنے کی کوشش کرو،،(۳۷)

فتلقٰی ادم من ربہ کلمات فتاب علیہ انہ ھوالتواب الرحیم (۳۸)

اس آیت کی تفسیر میں ۱۹ صفحات استعمال کئے ہیں اور دلائل وبراہین کے ساتھ ثابت کئے ہیں کہ انبیاء کرام معصوم ہوتے ہیں صغیرہ وکبیرہ گناھوں سے پاک اور منزہ ہوتے ہیں قصداوارادۃً ان سے حق تعالیٰ کی نافرمانی ممکن نہیں (۳۹)

معارف القرآن:

مولف مولانا مفتی محمد شفیع (۴۰) متوفی ۱۳۹۶ھ ہیں مولانا تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ کی تفسیر ''بیان القرآن،، میں فنی زبان کا استعمال زیادہ ہوا ہے اور اردو بھی بالعموم پرانی استعمال کی گئی ہے اس لئے عام اردو دان لوگوں کے لئے اس سے اسفادہ کرنے میں دقت پیش آسکتی تھی مگر اس کی تلافی مفتی محمد شفیع نے اپنی تفسیر معارف القرآن سے کی ہیں۔

گویا معارف القرآن دراصل بیان القرآن ہی کی تسہیل ہے لیکن اردو دان طبقے عوام اور خواص دونوں کے لئے یہ تفسیر اس لئے زیادہ اہمیت وافادیت رکھتی ہے کہ اس میں الفاظ وکلمات کے معانی عام فہم اور سلیس زبان میں بیان کئے گئے ہیں اور آیات سے ثابت ہونے والے احکام شرعیہ اور دوسرے معارف ومسائل کی تحقیق وتنقیح بھی بڑے اچھے اسلوب میں بیان کئے گئے ہیں مفتی صاحب کو مولانا اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ اور مولانا شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۹۴۹ء کے تلمذ اور صحبت کا شرف بھی حاصل رہا ہے لہٰذا تفسیر بھی انہی کے طرز پر لکھی ہیں

قرآن فہمی اور مفتی محمد شفیع کا نظریہ:

بعض مصنفین و مفسرین پہلے نظریہ بناتے ہیں اور اس نظریے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے قرآن وحدیث سے استدلال کے لئے دلائل ڈھونڈتے ہیں تا کہ ان کی خواہش اور مطلب کی تکمیل ہو اور عوام کو بھی مطمئن کیا جا سکے لیکن مفتی صاحب اس چیز کے سخت خلاف ہیں اپنے اس نظریہ سے متعلق فرماتے ہیں

''بعض لوگ اس فکر میں رہتے ہیں کہ اللہ کے راستے میں یعنی قرآن وسنت میں کوئی چیز ان کے خیالات اور خواہشات کے موافق مل جائے، تو اس کو اپنی حقانیت کے استدلال میں پیش کریں جیسا کہ بے شمار اہل علم اس میں مبتلا ہیں کہ اپنے دل میں خیال کبھی اپنی غلطی سے کبھی کسی دوسری قوم سے متاثر ہو کر گھڑ لیتے ہیں پھر قرآن وحدیث میں اس کے مؤیدات تلاش کرتے ہیں اور کہیں کوئی لفظ اس خیال کی موافقت میں نظر پڑ گیا تو اس کو اپنے حق میں قرآنی دلیل سمجھتے ہیں حالانکہ یہ طریقہ کار اصولاً ہی غلط ہے کیوں کہ مومن کا کام یہ ہے کہ اپنے خیالات وخواہشات سے خالی الذھن ہو کر کتاب وسنت کو دیکھے جو کچھ ان سے واضح طور پر ثابت ہو جائے اس کو اپنا مسلک قرار دے،، (۴۱)

تفسیر معارف القرآن میں مولانا محمود حسن متوفی ۱۳۳۹ھ کا ترجمہ، بیان القرآن کی شرح وتسہیل،، ملحدین کے شکوک و اعتراضات کا ازالہ، عصری ضروریات تہذیب جدید کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے قرآن حکیم کا پیغام قارئیں کے سامنے رکھدیا ہے فقہی مسائل کا وافر ذخیرہ اس تفسیر میں موجود ہے نیز اصول تفسیر کا پورا پورا لحاظ رکھتے ہوئے سلف صالحین پر اعتماد کیا گیا ہے جو صحابہ وتابعین سے منقول و ماثور اور مستند کتب حدیث وتفسیر میں موجود ہے اور معارف ومسائل کے نام سے فقہی احکام کی تفصیل ہے اس بارے میں مفتی صاحب کا اپنا کہنا ہے

'' احقر کی صرف اردو عبارت ہی ہے مضامین سب علماء سلف کی تفسیر سے لئے ہوئے ہیں،، (۴۲) جن کے حوالے بھی موجود ہیں

۱۔ اس تفسیر میں نکات کی تحقیق، نحوی ترکیب، فن بلاغت کے نکات اور اختلاف قرأت کی بحثیں ہیں انہی کے ذریعہ قرآن کے صحیح مفہوم کو پایا جاسکتا ہے

۲۔ مستند ومعتبر تفاسیر سے ایسے مضامین کو اہمیت کے ساتھ نقل کیا گیا ہے جو انسان کے دل میں قرآن کی عظمت بڑھائیں

۳۔ تفسیر میں تشدد یا فرقہ واریت والی کوئی بات موجود نہیں۔

اس تفسیر میں قرآن مجید کے دو مستند ترجمے ایک شیخ الہند مولانا محمود حسن متوفی ۱۳۳۹ھ کا جو دراصل شاہ عبدالقادر متوفی ۱۲۳۰ھ کا ترجمہ ہے دوسرا مولانا اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ کا ہے

یہ مشہور تفسیر آٹھ ضخیم جلدوں میں ہے تقریبا ہر کتب خانہ اور ہر فہم قرآن کے شوقین کے پاس موجود ہے اور متعدد بار چھپ چکی ہے اس تفسیر کی ابتدا میں مولانا تقی عثمانی (جو مفتی صاحب کے فرزند ہیں) کا لکھا ہوا علوم قرآن سے متعلق معلوماتی مقدمہ ہے اس مقدمہ کے خاص خاص اور موٹے موٹے عنوانات یہ ہیں وحی الٰہی اور اس کی ضرورت ،تاریخ نزول قرآن، مکی اور مدنی آیات کی تفصیل ،حروف اور قرأت کی تفصیل، تاریخ حفاظت قرآن، نقطے، حرکات، اجزاء ،علم تفسیر، تفسیر قرآن کے ماخذ ،اسرائیلیات کا حکم وغیرہ (۴۳)

منہج تفسیر: مولف مذکورہ تفسیر میں مضمون کی نوعیت کو دیکھ کر ایک ہی موضوع سے متعلق آیا تیں دیتے ہیں نیچے ترجمہ ہوتا ہے اس کے بعد بیان القرآن سے خلاصہ تفسیر کے نام سے ترجمہ و تفسیر پیش کرتے ہیں اس کے بعد معارف و مسائل، خلاصہ مضمون مع ربط لکھتے یں اگر اس آیت میں مخصوص مفہوم والے الفاظ ہوں تو ان کی تشریح کرتے ہیں نیز فقہی احکام کی تفصیل پیش کرتے ہیں اور مسائل کے بیان میں فقہ حنفی ہی کو ترجیح دیتے ہیں تفسیر میں زیادہ تر بحر محیط (لابی حیان متوفی ۷۴۵ھ)، ابن جریر ،روح المعانی تفسیر مظہری (لقاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی ۱۲۲۵ھ)، بیان القرآن (لمولانا اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ)، کے حوالے دیتے ہیں اور حدیث شریف میں زیادہ تر صحاح ستہ کے حوالے ہیں سیرت میں زیادہ تر خصائص کبریٰ (لجلال الدین السیوطی متوفی ۹۱۱ھ) کے حوالے دیتے ہیں (۴۴)

مثال ملاحظہ ہو" **وکذلک جعلنکم امة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شهیدا** (۴۵)

ترجمہ کے بعد خلاصہ تفسیر ہے معارف مسائل کی تفصیل ہے امت محمدیہ کا خاص اعتدال،، اعتدال امت کی حقیقت، اہمیت اور اسکی تفصیل: ا۔ معنی اعتدال، ۲۔ وصف اعتدال ۳۔ ثبوت اعتدال اسلام ،امت محمدیہ میں ہر قسم کا اعتدال موجود ہے ا۔ اعتقادی اعتدال ۲۔ عمل اور عبادت میں اعتدال ۴۔ معاشرتی اور تمدنی اعتدال ۵۔ اقتصادی اور مالی اعتدال وغیرہ بڑے عنوانات اور ان کی تشریح ہے۔ (۴۶)

ان عنوانات کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تفسیر ہر لحاظ سے جامع تفسیر ہے اور بہت ہی آسان ہے عوام و خواص دونوں کے لئے کارآمد اور مفید ہے

ان کے علاوہ مکتب دیو بند کی ایک اہم شخصیت مولانا حسین علی متوفی ۱۳۶۳ھ ہیں جنہوں نے ردشرک و بدعت اور اثبات توحید میں ایک منفرد انداز اپنایا ان کی مختصر مگر جامع تفسیر ''بلغۃ الحیر ان،، اور ان کے شاگرد و جانشین مولانا غلام اللہ خان متوفی ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۹۸۰ء کی جواہر القرآن اس مکتب فکر کی نمائندہ تفاسیر ہیں ان کے ہاں ربط آیات پر خصوصی توجہ ہے جس سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ کلام مربوط اکائیوں پر مشتمل ایک مربوط کلام ہے (۴۷)

اسی طرح دیو بندی مکتب فکر کی ایک اور اہم شخصیت مولانا عبید اللہ سندھی متوفی ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۹۴۴ء کی ہیں جن کے ہاں جہاد و انقلاب مرکزی موضوعات ہیں ولی اللہی فکر کی تشریح و تعبیر میں مولانا سندھی کا خصوصی مقام ہے (۴۸)

اس مکتب فکر کی اہم مفسر مولانا احمد لاہوری متوفی ۱۹۶۳ء ہیں جن کا ترجمہ قرآن مع حواشی چھپ چکا ہے اور علماء و عوام میں قبولیت حاصل کر چکا ہے (۴۹)

تفسیر ماجدی:

مولانا اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ سکول کے فقہی و صوفی انداز کے ساتھ جدید فلسفی، نفسیاتی اور سائنسی بحثوں کے اضافے کے ساتھ قرآن کے حواشی مرتب ہوئے وہ تفسیر ماجدی کے نام سے چھپ چکے ہیں اس تفسیر کی ایک اضافی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں قدیم تفاسیر کا ملخص قاری کو میسر آتا ہے ان کی تفسیر کی خوبی یہ ہے کہ اس میں تفسیر بالماثور کے انداز اختیار کیا گیا ہے اور قدیم تفسیری ورثہ سامنے رکھ کر فقہ و تصوف اور کلام آثار پر بحث کی گئی ہے (۵۱)

اس تفسیر میں حدیث اور قرآنی آیات سے اصلاحی نکات کے استنباط کا اچھا ذخیرہ موجود ہے

مولانا ماجدی متوفی ۱۹۷۷ء اپنا عقیدہ یوں بیان کرتے ہیں

''معاصر مذھبی و روحانی شخصیتوں میں متاثر سب سے زیادہ مولانا تھانوی (متوفی ۱۳۶۲ھ) سے رہا باقی کم و بیش دینی روحانی استفادہ بہت سے دوسرے حضرات سے بھی کیا مولانا حسین احمد مدنی متوفی (۵۲) مولانا محمد علی جوھر (۵۳)، مولانا مناظر احسن گیلانی، مولانا حمید الدین فراہی (متوفی ۱۳۴۹ھ) اور سید سلیمان ندوی (۵۴) وغیرھم۔

عقائد اہل سنت پر قائم ہوں لیکن دوسرے کلمہ گو فرقوں کی بھی تکفیر نہیں کرتا بلکہ حتی الامکان ان کے اقوال کی تاویل ہی کر لیتا ہوں فقہ حنفی کا قائل ہوں لیکن محدثین اور دوسرے ائمہ فقہ کی بھی دل سے عظمت کرتا ہوں،، (۵۵)

انوارالبیان فی کشف اسرار القرآن:

سلیس اور عام فہم اردو زبان میں مفصل اور جامع تفسیر، تفسیر القرآن بالقرآن اور تفسیر القرآن بالحدیث کا خصوصی اہتمام، دلنشین انداز میں احکام و مسائل اور مواعظ و نصائح کی تشریح، اسباب نزول کا مفصل بیان تفسیر و حدیث اور کتب فقہ کے حوالوں کے ساتھ ۔۔ مترجم و مفسر مولانا مفتی عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنی ہیں یہ تفسیر نو ضخیم جلدوں میں ہے۔(۵۶)

تفسیر انوار القرآن:

مصنف مولانا محمد نعیم (شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند (وقف) ہیں یہ تفسیر ۱۲ ضخیم جلدوں میں ابھی ابھی آئی ہے اور مکمل ہے پہلی جلد سورۃ فاتحہ اور بقرہ پر مشتمل ہے اور ۶۲۱ صفحات پر محیط ہے اس تفسیر کے ماخذات ابن کثیر، قرطبی، بیضاوی، جلالین، تفسیر مظہری، روح المعانی، احکام القرآن للجصاص، ۵ تفسیرات احمدیہ، بیان القرآن، ترجمہ شیخ الہند مع فوائد عثمانی، تفسیر حقانی، معارف القرآن، ترجمان القرآن، تفہیم القرآن، کتب حدیث، کتب فقہ وغیرہ ہیں ۔
اور بوقت ضرورت سابقہ اسمانی کتب یعنی بائبل، اور تورات کے حوالے بھی دیئے گئے ہیں

تفسیر کا طریقہ:

اس تفسیر میں مصنف کا طریقہ تفسیر یہ ہے کہ ترجمہ کے بعد مباحث کے عنوان سے الفاظ کی تشریح کرتے ہیں اور لغات کی بھی تفصیل بتاتے ہیں پھر شان نزول کے ساتھ ربط آیات بھی لکھتے ہیں اگر یہ آیت فقہی احکام سے تعلق رکھتی ہے تو ذیل آیت مسائل بھی بتاتے ہیں اس کے بعد اس آیت کی تفسیر کرتے ہیں ماخذات کے بیان میں صرف ماخذ کا نام لکھتے ہیں پوری تفصیل نہیں بیان کرتے۔

اس تفسیر میں قرآن کی تفسیر قرآن سے، پھر حدیث اور پھر اسلاف کی تفاسیر سے کرتے ہیں۔علماء دیوبند کی اکثر تفاسیر کا یہی حال ہے کہ وہ تفسیر بالرائے سے اجتناب کرتے ہیں اس تفسیر میں ضعیف روایات بہت کم ہیں مصنف اپنے خیالات کم ہی لکھتے ہیں بلکہ اسلاف کا حوالے دیکر مزید ان کی تشریح کرتے ہیں۔
اس سلسلے میں مصنف لکھتے ہیں" تفسیر بالرائے کے اندیشہ سے احقر نے تفسیر میں زیادہ تر معتبر اہل علم کے کلام کو پیش کیا ہے "
(۵۷)

ایاک نعبد وایاک نستعین (۵۸)

تفسیر میں لکھتے ہیں ''کسی اور کے آگے دست سوال دراز نہ کرے البتہ کسی نبی یا ولی یا نیک عمل کو وسیلہ قرار دیکر اللہ تعالی سے دعا مانگنا اس کے منافی نہیں ہے کیوں کہ وہ فی الحقیقت اللہ ہی سے مانگنا ہے مقبول بندہ سے نہیں وہ محض وسیلہ اور ذریعہ ہے (۵۹)

اس تفسیر میں تفسیر کے بعد اس سورۃ کا خلاصہ بیان کرتے ہیں جس میں مسائل واحکام بھی بیان کرتے ہیں

اخر میں عرفان وسلوک کے عنوان سے مختصر صوفیانہ اسرار ورموز بیان لکھتے ہیں

مثلا تفسیر سورہ فاتحہ کے آخر میں لکھتے ہیں'' شروع آیات میں پہلے تو سالک کے ابتدائی احوال ذکر، فکر، اسماء الہیہ میں تامل و نظر کرنے کا اور صانع عالم کی عظمت شان اور قہر وغلبہ کا بیان ہوا، اس کے بعد ایاک نعبد میں مقام عبدیت وفنا کی کی طرف اور پھر وایاک نستعین میں مقام تمکین کی طلب کے لئے اشارہ ہوا جس سے عارف تجلیات ربانی اور مقام مشہود میں پہنچ گیا پھر آیت اھدنا الصراط المستقیم میں مقام تمکین اور وصول الی اللہ کی طرف رھنمائی اور استقامت کی درخواست ہے اور صراط الذین انعمت علیھم میں گزشتہ اہل تمکین کی راہ کی طرف اشارہ اور غیر مغضوب علیھم سے اہل تکوین کے طریقوں سے پناہ جوئی ہے (۶۰)

حروف مقطعات کے بیان میں علماء امت کی تمام رائیں پیش کرتے ہیں اور آخر میں اپنی رائے یوں دیتے ہیں کہ حاصل اس تفسیر کا یہ نکلا ''کہ ان حروف کے بارے میں اب تک دو آراء سامنے آئی ہیں بعض نے ان معانی سے لاعلمی ظاہر کی ہیں اور بعض نے ان کے معانی معلوم ہونے کا دعوی کیا ہے مگر یہ نزاع حقیقی نہیں بلکہ اس کو نزاع لفظی سمجھنا چاہیئے کیوں کہ جن حضرات نے انکار کیا ہے ان کی مراد قطعیت سے انکار ہے اور جن حضرات نے بیان مراد کی کوشش کی ہے ان کا مطلب ظنی مراد ہے سو جس چیز کا اثبات ہے اس کی نفی نہیں کی گئی اور جس بات کی نفی کی گئی ہے اس کا کسی نے اثبات نہیں کیا۔(۶۱)

مولانا مذکور کے نزدیک قرآن فہمی کے لئے عربی ادبی علوم میں مہارت ضروری ہے نیز ربط آیات شان نزول، ناسخ ومنسوخ، احادیث، علم کلام، علم اصول تفسیر، نکات تصوف کے علوم سے باخبر ہونا ضروری ہے۔

تفسیر مذکورہ میں باطل مذاہب ہندومت، یہودیت، عیسائیت، قادیانیت اور پرویزیت وغیرہ کا دلائل کے ساتھ رد کی گئی ہے اس تفسیر میں چھوٹے چھوٹے عنوانات دے کر متعلقہ مضمون کو خوب واضح کیا گیا، آخری بارھویں جلد تو زیادہ ضخیم ہے سورۃ ''الحاقۃ،، ۲۹واں پارے سے آخر تک ہے اور ۸۵۲ صفحات پر محیط ہے۔

تفسیر کے آخر میں ضمیمہ کے عنوان سے بعض آیات عبادات سے متعلق کچھ احادیث کے فقہی مضامین قارئین کی دلچسپی اور معلومات کے لئے پیش کئے ہیں یہ مضامین طہارت سے لیکر حج کے مسائل تک ہے(٦٢)

مراجع

(۱)هو الشیخ العالم الکبیر العلامة المحدث المفسر محمود حسن بن ذو الفقار علی الحنفی الدیوبندی ، اعلم العلماء فی العلوم النافعة واحسن المتاخرین ملکة فی الفقة واصوله واعرفهم بنصوصه وقواعده ولد سنة ۱۲۶۸ھ فی "بریلی"، ونشأ بدیوبند وقرأ العلوم وولی التدریس فی المدرسة العربیة بدیوبند ثم اخذ الطریقة عن الشیخ رشید احمد گنگوهی . وکان وضع خطة لتحریر الهند من الانجلیز کان یرید ان یستعین فیها بالحکومة الافغانیة والخلافة العثمانیة ، وهیا لها جماعة من تلامیذه ،ولبث فی مالطه نحو ثلاث سنوات وشهرین صابرا محتسبا توفی سنة ۱۳۳۹ھ مصفاته عدیدة مفیدة ؛

نزهة الخواطر ج۸ ص ۴۹۴ ،

نقش حیات مولانا حسین احمد مدنی ص ۲۳۴

تحریک شیخ الهند ،

بیس بڑے مسلمان عبد الرشید ارشد ص ۲۲۸ تا ۲۵۲

سفرنامہ مالٹا مولانا حسین احمد مدنی مکتبہ زکریا علمگیر مارکیٹ لاہور

(۲)هو الشیخ العالم الفقیه اشرف علی بن عبد الحق الحنفی التهانوی الواعظ المعروف بالفضل والأثر،قرأ العلوم کلهم فی المدرسة العالیة بدیوبند ، واخذ الطریقة عن الشیخ الکبیر امداد الله المهاجر الی مکة المبارکه ، وله مصنفاة کثیره ممتعة مابین صغیر وکبیر ، فبلغت الی نحو ثمان مائة توفی سنة ۱۳۶۲ھ . نزهة الخواطر ج۸ ص۶۵ تا ۶۸ بیس بڑے مسلمان ۳۵۲تا۳۶۸

(۳)مولانا مفتی محمد شفیع ابن مولانا محمد یاسین ۱۳۱۴ھ کو پیدا ہوئے ،دارالعلوم دیوبند کے ممتاز فضلاء میں سے تھے ۱۳۳۶ھ کو دارالعلوم سے فارغ ہوئے ،۱۳۳۶ھ سے ۱۳۶۲ھ تک دارالعلوم میں بحیثیت مفتی رہے ،۱۳۶۷ھ کو پاکستان آئے ،یہاں کراچی میں مدرسہ کھولا۔کئی کتابوں کے مصنف رہے تفسیر معارف القرآن آپ کی سب سے بڑی یادگار ہے

تفصیل کے لئے دیکھئے: حالات مفتی اعظم ۔مولانا محمد رفیع عثمانی ادارۃ المعارف کراچی

(مقدمہ تفسیر معارف القرآن (عنوان مختصر سرگزشت ص۶۰ ۔ادارالمعارف ۱۴۲۱ھ)

(۴)مولانا ۱۳۱۷ھ کو کاندھلہ (بھارت) میں پیدا ہوئے ، مدرسہ شرفیہ (تھانہ بھون) سے ابتدائی کتابیں پڑھنے کے بعد سہارن پور میں داخل ہوگئے سہارن پور سے دورہ حدیث کے بعد دیوبند جاکر دوبارہ دورہ حدیث کیا،فراغت کے بعد مدرسہ امینیہ دہلی ،پھر دیوبند تدریس کی خدمات انجام دیئے ۱۹۴۹ء کو پاکستان آئے ،جامعہ عباسیہ بہاول پور میں بحیثیت شیخ الجامعہ چارج لیا۱۹۵۱ء کو جامعہ اشرفیہ لاہور سے منسلک ہوگئے،۱۳۹۴ھ مطابق ۱۹۷۴ء کو فوت ہوئے۔ کئی مفید کتابوں کے مصنف رہے۔

(تفصیل کے لئے: مولانا محمد ادریس کاندھلوی احوال وآثار۔محمد سعد صدیقی مکتبہ المعارف شہدادپور سندھ ۱۴۲۲ھ

(۵)ان کی تفصیل بعد میں آرہی ہے

(۶)البقرہ:۱۸۴

(۷)مقدمہ تفسیر عثمانی ص۳

(۸)ایضا

(۹)البقرہ:۱۰۵

(۱۰)بیان القرآن البقرہ:۱۰۵

(۱۱)حم السجدہ:۱۳

(۱۲)بیان القرآن: ایضا

(۱۳)الزخرف:۳۲

(۱۴)بیان القرآن ایضا

(۱۵)البقرہ:۶۷

(۱۶)بیان القرن:ایضا

(۱۷)فالقی عصاہ فاذا ھی ثعبان مبین ۔ الاعراف:۱۰۷، الشعراء : ۳۲،

جانّ : الحجر: ۲۷ ، النمل : ۱۰ ، القصص : ۳۱ ، الرحمن: ۱۵، ۳۹، ۵۶، ۷۴ حیة: طٰہٰ : ۲۰

(۱۸)المومن:۵۳

(۱۹)بیان القرآن ج۴ ایضا

(۲۰)البقرہ:۹۶

(۲۱)بیان القرآن ج۱

(۲۲)الفتح:۲۲

(۲۳)بیان القرآن الفتح:۲۲

(۲۴)تفصیل بیان القرآن میں

(۲۵) قاموس: القاموس المحیط والقابوس الوسیط الجامع لما ذھب من کلامالعرب شماطیط: للامام مجد الدین محمدبن یعقوب الفیروز آبادی الشیرازی المتوفی ۸۱۷ھ (کشف الظنون ج۲ ص ۱۳۰۶، ۱۳۱۰)

(۲۶)مقدمہ بیان القرآن ج۱ص۳

(۲۷)الفاتحہ:۴

(۲۸)بیان القرآن الفاتحہ:۴

(۲۹)حاشیہ بیان القرآن ج۱الفاتحہ:۴

(۳۰)البقرہ:۱

(۳۱)بیان القرآن ۔البقرہ:۱

(۳۲)ان کا ترجمہ ص۱۹۳ حوالہ نمبر۴ میں گزر چکا ہے

(۳۳) حسن بصری : ھوا لحسن البصری بن ابی الحسن ابو سعید ، مولی زید بن ثابت وکان اماما ، کبیر الشان ،رفیع الذکر، راسا فی العلم والعمل ھوھو راس الطبقة الثالثہ ، مات فی رجب سنة عشر ومائة .له التفسیر رواه عنه جماعة وکتابهالی عبد الملک بن مروان فی الرد علی القدریة .   (طبقات المفسرین للداودی ص ۱۰۶)

(۳۴)مقدمہ تفسیر معارف القرآن ص۳

(۳۵)مقدمہ تفسیر ج۱ ص۲

(۳۶)البقرہ:۲۵

(۳۷)معارف القرآن ج۱البقرہ؛۲۵

(۳۸) البقرۃ: ۳۷

(۳۹) تفصیل معارف القرآن ج ا ص ۱۳۲ تا ۱۵۲

(۴۰) مقالہ ھذا ص ۱۹۳

(۴۱) معارف القرآن ج ۵ ابراھیم: ۳۰ ص ۲۱۰

(۴۲) دیباچہ معارف القرآن ص ۱۶

(۴۳) مقدمہ معارف القرآن ص ۸

(۴۴) تفصیل کے لئے دیکھئے معارف القرآن ادارۃ المعارف کراچی ۱۴ ۱۳۹۹ھ

(۴۵) البقرہ: ۱۴۳

(۴۶) معارف القرآن ج ا البقرہ: ۱۴۳

(۴۷) تفصیل کے لئے دیکھئے باب ۴ فصل ۸ مقالہ ھذا

(۴۸) دیکھئے باب ایضاً فصل ۹

(۴۹) مشاہیر علماء ج ۲ ص ۲۳۲

(۵۰) تفسیر ماجدی: تفسیر ماجدی مصنف مولانا عبدالماجد دریابادی بن عبدالقادر ۱۸۹۱ء کو بھارت میں پیدا ہوئے لکھنو سے بی۔اے کیا، عثمانیہ یونیورسٹی (حیدر آباد) سے منسلک ہو گئے ہفت روزہ ''سچ،، اور پھر ''صدق جدید،، نکالا، کئی کتابوں کے مصنف ہیں ۱۹۷۷ء کو وفات پائے، مولا اشرف علی تھانوی المتوفی ۱۳۶۲ھ سے بیعت تھے۔

(۵۱) تفسیر ماجدی تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور (سطن)

(۵۲) الشیخ العالم الصالح المحدث حسین احمد بن حبیب اللہ الحنفی الفیض آبادی، من نوادر العصر وأفراد الرجال صدقا واخلاصا وعلو همة وقوة ارادة توفی سنة ۱۳۷۷ھ . (نزهة الخواطر ج۸ ص ۱۲۶ الی ۱۳۲)

(۵۳) م ولانا محمد علی رئیس الاحرار ۱۸۷۸ء کو بجنور (بھارت) میں پیدا ہوئے ۱۸۹۹ء میں مولانا علی گڑھ سے بی۔اے کر کے اعلیٰ تعلیم کے لئے آکسفورڈ (انگلینڈ) روانہ ہوئے واپسی میں انگریزی حکومت میں ملازم ہوئے ۱۹۱۰ء کو ملازمت چھوڑ دی اخبار کامریڈ جاری کیا تحریک خلافت کے علاوہ کئی تحریکوں میں حصہ لیا کئی مقدمات کا سامنا کیا، ۱۹۳۱ء آپ کی وفات ہے (مولانا محمد علی جوہر ، سیرت محمد علی بیس بڑے مسلمان ص ۸۵۷ تا ۸۳۰

(۵۴) هو الشیخ الفاضل سلیمان بن ابی الحسن الحسینی الزیدی الدسنوی البهاری ،احد العلماء المبرزین فی الفنون الادبیة ونوابغ الفجلاء والمولفین فی القارة الهندية توفی سنة ۱۳۷۳ھ۔ (نزهة الخواطر ج ۸ ص ۱۷۷ تا ۱۸۳)

(۵۵) نقوش آپ بیتی نمبر ۔ مولانا عبدالماجد دریابادی ص ۱۰۷۹

(۵۶) تفصیل کے لئے: انوار البیان ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان ۱۴۱۸ھ

(۵۷) تفسیر انوار القرآن ج ۱۲ ص ۸۵۲ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ ۱۴۲۴ھ

(۵۸) فاتحہ: ۴

(۵۹)تفسیر انوار القرآن ج۱ فاتحہ:۴

(۶۰)ایضا ج۱ص۳۲

(۶۱) ایضاص۳۶

(۶۲)انوار القرآن ج۱۲ ص۸۵۳

بابِ چہارم

فصلِ سوم

برِ صغیر میں اہلِ حدیث مکتبِ فکر کے تفسیری افکار، ان کا تفسیری منہج، خدمات تفسیری خصوصیات وامتیازات وتفردات۔

تمہید:۔

برِ صغیر میں امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ کے دور سے تقلید کے خلاف ایک ردِ عمل پیدا ہوا اور فقہی روایتوں سے آزادی کا رجحان ظاہر ہوا۔ بالآخر اہلِ حدیث مکتبِ فکر کے طور پر منظم ہوا۔ جو اپنے آپ کو سلف صالحین کے نام کے ساتھ نسبت کر کے "سلفی" اور "اثری" بھی کہلاتے ہیں۔

اہلِ حدیث مسلک سے تعلق رکھنے والے علماء نے اصلاح عقائد کی ایک جارحانہ مہم جاری رکھی، جس کے نتیجے میں انہیں عوامی ردِ عمل کا بھی سامنا کرنا پڑا، بالخصوص بریلوی مکتبِ فکر کے واعظین اور علماء کی جانب سے خوب ان کی مخالفت ہوئی، اور علماء دیوبند نے بھی اہلِ حدیث مکتب فکر کے افکار کے خلاف کتابیں لکھ کر اپنے خیالات کا اظہار کیا لیکن اس عوامی دباؤ کے باوجود اہلِ حدیث علماء اپنے افکار کی اشاعت میں لگے رہے اور بحیثیتِ مجموعی برِ صغیر میں تقلیدی رویوں اور خصوصاً حنفی مدارس کو متاثر کیا۔

تفسیرِ قرآن کے سلسلے میں ان کی خدمات قابلِ قدر ہیں لیکن اس کے باوجود ان کی تفاسیر "تفسیر بالماثور" ہونے کے ساتھ چند اختلافی مسائل کے دائرے میں زیادہ گھومتی ہیں۔

غیر تقلیدی، سلفی انداز کی تفسیری خدمات میں نواب صدیق حسن خان متوفی ۱۳۰۷ھ (۱)، نواب وحید الزمان متوفی ۱۳۳۸ھ (۲)، مولانا محمد بن ابراہیم میمن جوناگڑھی متوفی ۱۳۶۰ھ (۳)، مولانا ثناء اللہ امرتسری متوفی ۱۳۶۷ھ (۴) وغیرھم کے نام نمایاں ہیں سلفی نقطہ نظر سے ان حضرات کی تفاسیر میں احادیث وآثار کو نمایاں مقام حاصل ہے اور ان کا ماخذ بالخصوص ابنِ کثیر اور فتح القدیر (للشوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ) ہے جس میں تفسیری احادیث وآثار کا ذخیرہ کافی موجود ہے۔

تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن

نواب صدیق حسن خان رئیس بھوپال متوفی ۱۳۰۷ھ نے تفسیر القرآن پر عربی میں "فتح البیان فی مقاصد القرآن" ۷ جلدوں میں لکھی اور اسی طرح اردو میں ایک تفسیر بنام "ترجمان القرآن" ۱۵ جلدوں میں مرتب کی ہیں اصول تفسیر وطبقات مفسرین پر "الاکسیر فی اصول التفسیر" لکھیں مگر یہ سب فتح القدیر (للشوکانی) تفسیر ابن کثیر، بیضاوی اور کشاف سے نقل کی ہیں اور تفسیر ابوالسعود (المتوفی ۹۸۲ھ) بہت کچھ مدد لی گئی ہے (۵) اور اکسیر فی اصول التفسیر، میں بڑے بڑے مفسرین پر نقل مین ہاتھ صاف کیا ہے (۶)

نواب صاحب ذی علم اور صاحب نظر مصنف تھے قرآن مجید کی اہم تفسیریں قدیم وجدید ان کی نظر کے سامنے رہی ہیں، ان کی خواہش ہوئی کہ قدماء کی طویل تفسیریں پڑھنی لوگوں کیلئے دشوار ہیں اس لئے ایسی تفسیر لکھی جائے کہ جس میں گزشتہ مفسرین کے خیالات اختصار کے ساتھ آجائیں۔ اور آنحضرت ﷺ، صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ اور ائمہ سلف کی تشریحات مناسب ترتیب اور حسن سلیقہ کے ساتھ پیش کردی جائیں۔

مقدمہ میں نواب صاحب نے عہد صحابہ سے لے کر اپنے زمانے تک کے مفسرین کے نقطہ نظر اور اصول تفسیر سے متعارف کرالیا ہے روایت اور درایت کا مطلب سمجھایا ہے اس کے ساتھ تفسیر بالرائے کی حقیقت واضح کی ہیں۔ اور طریقہ کار پیش کئے ہیں۔ لکھتے ہیں

''اکثر میرے دل میں یہ خیال گشت کرتا رہا کہ میں تفسیر کی ایک ایسی کتاب لکھوں جو معتبر طور پر روایت اور درایت دونوں پر حاوی ہو' اور تفسیر بالرائے سے پاک ہو۔ (۷)

اس کے بعد اپنے مقصد اور تفسیری نقطہ نظر کو وضاحت کے ساتھ پیش کئے ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ کی تفسیر درمنثور روایتی نقطہ نظر سے خاص طور پر خان صاحب کے پیش نظر رہی ہے اس کے ضروری مطالب کے ساتھ دوسری تفاسیر سے مناسب معلومات جمع کردی ہیں ضعیف روایتوں کے ضعف کی طرف اشارہ کردیا ہے اور متضاد روایتوں میں ترجیح کی صورتیں بیان کردی ہیں۔

حروف مقطعات کے سلسلے میں دوسرے مفسرین کی طرح مختلف اقوال نقل کئے ہیں لیکن آخر میں یہی کہا ہے کہ اگر کسی کو سلامتی رائے مطلوب ہے اور ائمہ سلف کی اقتداء کرنا چاہتا ہے تو اسے اس بارے میں کوئی رائے نہیں دینی چاہیے بلکہ صرف اس اعتراف پر اکتفا کرنا چاہیے کہ ان حروف کے نازل کرنے میں اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت پوشیدہ ہے جس تک ہماری عقلیں نہیں پہنچ سکتیں۔ (۸)

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ (۹)

کی تفسیر میں قرآن مجید کے اعجاز کے بارے میں اختصار و جامعیت کے ساتھ ضروری باتیں بیان کردی ہیں۔ اس سلسلے میں قرآن کریم کے لفظ '' **ولن تفعلوا** '' (۱۰) کے تحت لکھتے ہیں

''یہ قرآن مجید کی پیش گوئی ہے ایام نبوت اور اس کے بعد آج تک مخالفین قرآن کے مقابلے میں کچھ پیش نہ کر سکے۔ (۱۱)

بعض آیات کی تشریح میں یہودیوں کی پھیلائی ہوئی غلط روایات تفسیروں میں منتقل ہوگئی ہیں اس قسم کی آیات کی تفسیر میں نواب صاحب نے غلط بیانیوں کی تردید کی ہے اور بقول خود اصل معاملے کی وضاحت کی ہیں۔

جنت ارم یا بہشت شداد ان کے نزدیک اسی قسم کی غلط روایات میں سے ہیں نواب نے ''الم تر کیف فعل ربک بعاد ' ارم ذات العماد' التی لم یخلق مثلها فی البلاد(۱۲) کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ یہاں ''ارم'' سے مراد ''بہشت شداد'' نہیں ہے بلکہ ارم عاد کے دادا کا نام ہے'' عاد'' کی وضاحت کیلئے ''ارم'' کا ذکر کر دیا ہے۔ تا کہ یہ پتہ چل جائے کہ عاد سے مراد وہ قوم عاد ہے جو ارم کی اولاد ہے۔(۱۳)

''ذات العماد'' سے کسی مخصوص عمارت کی طرف اشارہ نہیں ہے بلکہ ان کی قوت وقدرت کی طرف اشارہ ہے یعنی وہ لوگ ایسے صاحب قوت تھے کہ ان کی مانند کوئی قبیلہ نہیں ہوا ہے(۱۴) اس سلسلے مین ائمہ لغت وتفسیر کے بیانات نقل کئے ہیں۔ ان کے نزدیک بہشت شداد کا قصہ جھوٹ در جھوٹ اور افتراء در افتراء ہے(۱۵)

اس کے بعد اپنی تائید میں حافظ ابن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ(۱۶)، ابن خلدون (المتوفی ۸۰۸ھ(۱۷) شیخ نجم الدین محمد الغیطی (المتوفی ۹۸۴ھ(۱۸) اور محدث شوکانی (المتوفی ۱۲۵۰ھ(۱۹) وغیرہ محققین کے بیانات نقل کئے ہیں لکھا ہے کہ ''یہ سب کے سب اسرائیلی خرافات اور زنادقہ کی گھڑی ہوئی باتیں ہیں۔(۱۹)

تفسیر القرآن بکلام الرحمان :

مولانا ثناء اللہ امرتسری متوفی ۱۳۶۷ھ کی تفسیر ہے عربی زبان میں ہے اور ایک جلد میں ہے قرآن مجید کی بہت سی تفسیریں علماء نے مختلف انداز پر لکھی ہیں بعض لوگوں نے تفسیر میں اپنی عقل اور اپنے علم وفکر کا استعمال کیا ہے بعض نے دوسروں کی رائے اور خیالات سے فائدہ اٹھایا ہے لیکن اس تفسیر میں مولانا ثناء اللہ نے کلام اللہ کی تفسیر خود آیات ربانی سے کی ہے۔ مولانا ثناء اللہؒ اہم علماء میں سے تھے اپنے خیالات اور نظریات کے اعتبار سے زبردست اہل حدیث تھے بڑے مناظر تھے، بڑے بڑے مباحثوں میں حصہ لیا ہے ان کے بہت سے علمی کارناموں میں ان کی یہ تفسیر ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ انہوں نے پوری کوشش کی ہے کہ قرآن کریم کی آیات کی تفسیر خود قرآن سے کریں۔ اس سلسلے میں قرآن پاک کا گہرا مطالعہ کر کے یکساں مفہوم والی آیات سے مطلب بیان کیا ہے۔

یہ کام ویسے آسان معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت کافی مشکل ہے اس کیلئے ضروری ہے کہ سارے قرآن مجید کو پورے غور وخوض سے پڑھا گیا ہو اور آیات کا ربط ایک دوسرے سے اچھی طرح سمجھ لیا گیا ہو۔ کیونکہ اس کے بغیر ادائیگی مفہوم ممکن نہیں ویسے تو قرآن کی تفسیر قرآن ہی کے ذریعے کرنا اچھا ہے لیکن اس طرز کو اختیار کر کے مکمل تفسیر اور تشریح ذرا مشکل ہے۔ خصوصاً احکام اور مسائل کی آیاتوں کو اس طرح واضح کرنا کہ ان سے پڑھنے والوں کے ذہن میں پوری بات آجائے اور مسئلہ سمجھ لیں یہ کام بغیر احادیث اور عقلی دلائل کے تقریباً ناممکن ہے۔

جب یہ تفسیر شائع ہوئی تو کچھ اہل حدیث علماء نے اس پر بہت سے اعتراضات کئے اور اس کی رد میں ایک رسالہ ''اربعین'' کے نام سے شائع ہوا جس میں اس تفسیر کی چالیس جگہوں پر سخت قسم کے اعتراضات تھے۔ جب ۱۳۴۴ھ میں مولانا ثناءاللہ حج کرنے گئے تو ان مخالفین نے وہاں بھی اپنی کتاب اشاعت کی اور ان کو بدعتی قرار دیا (۲۱)۔ بالاخر عبدالعزیز بن سعود المتوفی ۱۳۷۳ھ (۲۲) شاہ عرب کو اس مسئلے کے حل کرنے کیلئے علماء کی ایک مجلس قائم کرنی پڑی (۲۳). (اس کی تفصیل آگے آرہی ہے)

جیسا کہ اوپر لکھا جاچکا ہے کہ اس قسم کی تفسیر میں بہت سی باتوں کی وضاحت پوری طرح سے نہیں ہو پاتی، اس تفسیر میں بھی بہت سارے مسائل واضح نہیں ہو سکے ہیں مصنف نے ان کی مزید تشریف وتوضیح کیلئے حاشیے پر احادیث لکھی ہیں، یا بعض جگہوں پر دوسری کتابوں کا حوالہ دیا ہے۔ اسی طرح اختلافی مسائل کو بھی حاشیے پر بیان کر دیا ہے کہیں پر اپنی رائے کا اظہار کیا ہے اور کہیں پر فیصلہ قاری پر چھوڑ دیا ہے۔

اس تفسیر میں بعض مسائل پر بحثیں کافی لمبی ہیں " استوی علی العرش (۲۴)'' کی توضیح میں کافی تفصیل سے کام لیا ہے یہی وہ مسئلہ جس پر ممالک عرب کے علماء نے ان سے اختلاف کیا ہے۔ (۲۵)

استوی علی العرش: " استوی یلیق بشانہ سبحانہ لقولہ تعالیٰ لیس کمثلہ شیء و ھو السمیع البصیر (۲۶)

پھر حاشیہ میں مزید توضیح امام غزالی (المتوفی ۴۵۰ھ (۲۷)، ابن تیمیہ (المتوفی ۷۲۸ھ (۲۸) اور شاہ ولی اللہ (المتوفی ۱۱۷۶ھ کے استدلال کا حوالہ دیکر لکھتے ہیں۔

"الاستواء وغیرہ من صفات اللہ مذہب السلف فیہ التفویض و التفویض لہ معنیان احدھما تفویض العلم بمعانیہ اللغویۃ کیفیتھا ایضا الی اللہ وثانیا بعد العلم بمعانیہ اللغویۃ تفویض العلم بکیفیتھا الی اللہ (۲۹)

پھر ائمہ مذکورہ بالا کی عبارات پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں

فثبت من کلام ھولاء الکبار الاذکیاء ان مذھب السلف لا یمنع من فھم المعانی اللغو یۃلایات الصفات بل یمنع من فھم کیفیتھا مثلاً معنی استویٰ علی العرش علی ماقال اھل اللغۃ تسخیر الملک للملک کمانبہ علیہ الشیخ الدھلوی فی کلامہ المذکور (۳۰)

اسی طرح آیت '' وکان عرشہ علی الماء (۳۲) کی تشریح یوں کرتے ہیں'' ای حکو متہ قبل خلق السماء والارض علی ھیئتھما المرئیۃ (۳۳)

مذہب اہل حدیث کے ایک اور عالم دین مولانا صلاح الدین یوسف اس آیت کی تفسیر ابن کثیر (المتوفی ۷۷۴ھ) کے حوالے سے یوں کرتے ہیں۔

استواء: کے معنی علو اور استقرار کے ہیں سلف نے بلا کیف و بلاتشبیہ یہی معنی مراد لئے ہیں یعنی'' اللہ تعالیٰ عرش پر بلند اور مستقر ہے،،۔ لیکن کس طرح اور کس کیفیت کے ساتھ؟ اسے ہم بیان نہیں کر سکتے، نہ کسی کے ساتھ تشبیہ ہی دے سکتے ہیں (۳۲) '' جو اللہ کی مخلوق کے ساتھ تشبیہ دے اس نے بھی کفر کیا اور جس نے اللہ کی اپنے بارے میں بیان کردہ کسی بات کا انکار کیا اس نے بھی کفر کیا'' (۳۴)

اور اللہ کے بارے میں اسکی یا اس کے رسول کی بیان کردہ بات کو بیان کرنا تشبیہ نہیں ہے اس لئے جو باتیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں نص سے ثابت ہیں ان پر بلا تاویل اور بلا کیف و تشبیہ ایمان رکھنا ضروری ہے۔ (۳۵)

حروف مقطعات کے سلسلے میں بعض مفسرین تو صاف یہ کہہ دیتے ہیں کہ ان کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں، بعض اپنے اپنے اندازے سے کہہ دیتے ہیں مولانا نے بھی ان حروف سے مطلب اخذ کئے ہیں مثلاً

'' الم '' (۳۶) کی تشریح یوں کی ہے'' میں اللہ ہوں زیادہ جاننے والا ہوں کا مختصر ہے۔'' انا اللہ اعلم'' (۳۷)

الٓمٓصٓ (۳۸) ای انا اللہ الاعلم الصادق (۳۹)

الٓرٰ (۴۰) انا اللہ اریٰ (۴۱)

طٰسٓ (۴۲) انا اللہ ذو الطول القدوس (۴۳)

مولانا ثناء اللہ کی دوسری تفسیر ''تفسیر ثنائی'' ہے یہ تفسیر اردو زبان میں ہے' جس کا نام مولانا نے اپنے نام کی مناسبت سے رکھی ہے اور اس کی وجہ تالیف میں مولانا نے دو باتیں بیان کی ہیں۔

ا۔ مسلمانوں کو فہم قرآن کا ذوق دلایا جائے'

۲۔ مخالفین اسلام کے اعتراضات کا عقلی و نقلی رد کر کے مدلل جواب دیا جائے۔(۴۴)

اصلاً یہ تفسیر چھوٹی چھوٹی اٹھ جلدوں میں ہے لیکن اب مکمل تین جلدوں میں دستیاب ہے۔

اس تفسیر کا اسلوب یہ ہے پہلے ہر آیت کا ترجمہ ہے اس کے بعد محققانہ انداز میں آیات کی تفسیر بیان کی گئی ہے با محاورہ ترجمہ اور آیات کے ربط کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے۔

مولانا کے عہد میں ہندو اور ان کے مختلف فرقوں کے سب مذہب و مسالک سے منسلک لوگ موجود تھے مولانا نے ان سب کے افکار و خیالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کے غلط عقائد و نظریات کا مدلل عقلی و نقلی انداز میں رد کیا ہے۔ اور خاص کر سر سید احمد خان (المتوفی ۱۳۱۵ھ) اور مرزا غلام احمد قادیانی (م ۱۹۰۸ء) کے تفسیری تفردات کا ناقدانہ جائزہ لیتے ہوئے مدعائے قرآنی کو واضح اور سلیس انداز میں پیش کیا ہے۔

کافی علماء و مفسرین نے اس تفسیر کی تعریف کی ہیں اور اس کا علمی مقام بتائے ہیں۔

شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی (المتوفی ۱۳۳۹ھ) فرماتے ہیں

''تفسیر کا فن اعلیٰ درجے کا فن ہے تمام عربی علوم و فنون اس کے خادم ہیں اس لئے تمام سلف صالحین اپنی اپنی استعداد اور لیاقت کے مطابق قرآن کریم کی تفسیر کرنے پر متوجہ ہوئے انہیں مفسرین میں مولانا ثناء اللہ صاحب ہیں جنہوں نے قرآن کی ایک تفسیر قرآن اور حدیث سے کی ہے جو کچھ انہوں نے لکھا ہے اچھا لکھا ہے(۴۵)

سید سلیمان ندوی (المتوفی ۱۳۷۳ھ(۴۶) تحریر فرماتے ہیں

''ان (مولانا ثناء اللہ ثنائی) کی تصنیفات میں دو تفسیریں خاص ذکر کے قابل ہیں تفسیر ثنائی اردو میں اور تفسیر القرآن بالقرآن عربی میں۔ مرحوم کو خود بھی یہ تفسیریں پسند تھیں' مرحوم چونکہ مناظر تھے اسلئے پہلی تفسیر میں آیات صفات کے باب میں سلفی عقائد کی بجائے شاہ ولی اللہ کی پیروی میں تاویل کی راہ اختیار کی' اس سے امرتسر کے غزنوی علمائے اہل حدیث (۴۷) نے ان کی بشدت مخالفت کی (۴۸)

الغرض یہ تفسیر اپنی نوعیت کی ایک ایسی تفسیر ہے جس میں قرآن کی روشنی میں اپنے دور کے ان تمام نقطہ ہائے فکر کی تغلیط کی گئی ہے جو اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کو ہدف تنقید ٹھہراتے ہیں۔(۴۹)

تفسیر ثنائی کا انداز بیان صاف وسادہ اور اختلاف قرآت سے مبرا ہے۔ مولانا خود اپنی تفسیر سے متعلق فرماتے ہیں۔

''میری غرض یہ ہے کہ قرآن کریم سے عوام اپنی اپنی سمجھ کے مطابق حصہ لیں اس لئے میں نے اختلاف قرآت کے مباحث نہیں لکھے کیونکہ موجودہ قرآت ہر حال میں مسلم اور معتبر ہے(۵۰)

آیات کا ترجمہ وتفسیر بامحاورہ اور فصیح اردو میں لکھا گیا ہے اور لفظی پیچ وخم کو ختم کر دیا گیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

''میں نے ترجمہ کرتے ہوئے الفاظ عربیہ کی پابندی نہیں کی بلکہ عربی محاورہ کو ہندی محاورہ میں لایا ہوں''(۵۱)

مزید تحریر کرتے ہیں ''اس امر کی پابندی بھی نہیں کی کہ جملہ اسمیہ کا ترجمہ جملہ اسمیہ میں ہی ادا کروں بلکہ اس کا مطلب باعتبار اردو محاورہ جس جملہ میں پایا ادا کر دیا''(۵۲)

ہر سورت کے شروع میں اس کا مختصر خلاصہ دیا گیا ہے۔ پھر شان نزول اور اس کے مضامین بیان کئے گئے ہیں

مثلاً ''ودت طائفة من اهل الكتاب لو يضلونكم و مايضلون الاانفسم (۵۳) کے تحت فرماتے ہیں

''حضرت معاذ بن جبلؓ (۵۴) اور حضرت حذیفہ بن یمانؓ (۵۵) کو یہودیوں نے اپنے مذہب کی طرف دعوت دی تو ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی(۵۶)

مصنف چونکہ مناظر تھے لہٰذا تفسیر لکھتے ہوئے یہ فن ان کے پیش نظر رہا ہے چنانچہ آیات کی تفسیر میں برموقع ومحل گمراہ فرقوں کا مدلل رد کرتے ہیں۔ مثلاً آیت کریمہ

واذ قال ربک للملائكة انى جاعل فى الارض خليفة (۵۷) کے تحت سرسید احمد خان متوفی ۱۳۱۵ھ کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''اس پر کیا دلیل ہے کہ ملائکہ سے مراد ''انسانی قوی'' ہیں حالانکہ انسان کے پیدا ہونے سے پہلے ہی فرشتوں میں اعلان کیا جاتا ہے کہ جب ہم آدم کو پیدا کریں گے تو تم اسے سجدہ کرنا''(۵۸)

اسی طرح غلام احمد قادیانی کے خیالات کا آیت ''انــی متوفیک و رافعک (۵۹) کے تحت رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''ہمارے مخاطب کہتے ہیں کہ رفع سے مراد رفع درجات ہے رفع جسم نہیں ہے اگر رفع سے مراد رفع درجات ہو، تو یہودیوں کے قول کی مخالفت کیا ہوئی جو لفظ ''بل'' سے ہونی چاہیے تھی''(۶۰)

اس تفسیر میں جابجا عقلی، نقلی اور منطقی طرز استدلال اختیار کیا گیا ہے۔

اس عربی تفسیر پر بعض اہل حدیث کی طرف سے اعتراضات بھی ہوئے اور ان پر گمراہی کا فتویٰ لگایا گیا۔(۶۱)

ترجمہ موضحۃ القرآن ''تفسیر وحیدی''

بیسویں صدی کے اوائل میں طبع ہونے والے تراجم و تفاسیر میں ''ترجمہ موضحۃ القرآن،، اور ''تفسیر وحیدی،، کا خاص مقام ہے اس کے مترجم و مفسر مولانا وحید الزمان متوفی ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۰ء ہیں ، مولانا وحید الزمان (۶۲) نے ترجمہ و تفسیر بعض مترجمین و مفسرین کی طرح قدیم مفسرین ''طبری (المتوفی ۳۱۰ھ)' زمخشری (المتوفی ۵۳۸ھ)، ابن کثیر (المتوفی ۷۷۴ھ)'' وغیرہ کی مدد سے نہیں لکھا۔ بلکہ ان کا طریقہ محدثین و سلفیین کا ہے آپ نے ترجمہ اور تفسیر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی احادیث سے استفادہ کر کے لکھا ہے اور جابجا احادیث کے حوالے موجود ہیں۔

ان کا ترجمہ اس قدر بامعنی اور جامع ہے کہ اگر وہ تفسیر وحیدی نہ بھی لکھتے ،تو ترجمہ ''موضحۃ القرآن،، سے مفہوم قرآن کا مقصد مکمل ہو جاتا' ترجمہ میں جابجا قوسین ہیں جس میں زائد الفاظ لکھے گئے ہیں۔ جس سے معانی و مطالب زیادہ واضح ہو جاتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

ولو شاء الله لجعلكم امة واحدة ولكن يضل من يشاء • ويهدى من يشاء' ولتسئلن عما كنتم تعملون (۶۳)

ترجمہ: اور اگر خدا چاہتا تو تم (سب) کو ایک ہی امت بنا دیتا (سب کا دین اور مذہب ایک ہی ہوتا) مگر وہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے راہ پر لاتا ہے اور تم جو دنیا میں کر رہے ہو (قیامت) میں تم سے اس کی ضرور باز پرس ہوگی۔ (۶۴)

ترجمہ سے پہلے فہرست مضامین ہے اس کی چند موٹی سرخیاں یہاں پیش کی جاتی ہیں جن سے مترجم کے عقائد اور افکار کی ترجمانی ہوتی ہے

(۱) توحید الٰہی　(۲) صداقت القرآن　(۳) صفات الٰہی کا بیان
(۴) وضو کے متعلق احکام　(۵) نماز کے متعلق احکام　(۶) مساجد کا بیان
(۷) زکوٰۃ و صدقات کا بیان　(۸) حج کے متعلق بیان　(۹) روزے کے متعلق احکام
(۱۰) عورتوں کے متعلق بیان　(۱۱) ترکہ کا بیان　(۱۲) جہاد کے احکام

(۱۳) محبت الٰہی کے تقاضے (۱۴) حدوں کا بیان (۱۵) تقلید کا بیان
(۱۶) سود کی مذمت (۱۷) نبوت کے دلائل (۱۸) رسولؐ کی فضلیت
(۱۹) قیامت و بہشت کا بیان (۲۰) علم نجوم اور جادو (۲۱) جنات کے متعلق بیان
(۲۲) فرقہ نیچریہ کا رد (۲۳) منکرین حدیث پر رد (۲۴) پادریوں کا رد
(۲۵) فرقہ رافضیہ کی تردید (۲۶) فرقہ خارجیہ کا رد (۲۷) منکرین کا رد
(۲۸) قدریہ' معتزلہ کا رد (۲۹) بدعتیوں کا رد (۳۰) فرقہ مرجیئہ کی تردید. (۶۴)

ترجمہ و تفسیر محمدی :

مترجم مولانا محمد بن ابراہیم میمن جونا گڑھی متوفی ۱۳۶۰ھ ہیں

دینی حلقوں میں مولانا محمد بن ابراہیم کا ''تفسیر ابن کثیر،، کا ترجمہ بڑے احترام سے دیکھا جاتا ہے۔ حافظ ابن کثیر (المتوفی ۷۷۴ھ) بیک وقت امام' محدث' مفتی' مفسر' فقیہ' نحوی اور تقویٰ دار عالم تھے۔ تفسیر القرآن جو ابن کثیر کے نام سے مشہور ہے اس کا شمار قابل اعتماد تفاسیر میں ہوتا ہے۔

اس میں قرآن کی تفسیر پہلے قرآن ہی کی آیات سے، پھر احادیث، اس کے بعد صحابہ' تابعین اور محدثین کے اقوال سے لکھی ہے۔ تقریباً تمام مؤرخین اور نقادوں نے اسکی تعریف کی ہیں۔ یہ تفسیر عربی زبان میں ۲ جلدوں میں ہے۔

مولانا محمد بن ابراہیم جونا گڑھی نے اردو دان طبقے کے استفادہ کیلئے اسے اردو میں ترجمہ کر کے شائع کیا ہے۔

اس کے علاوہ قران کا ترجمہ خود مولانا نے کیا ہے اور تحت السطور طبع کیا ہے۔ ان کا یہ ترجمہ عام فہم زبان میں ہے۔

مترجم سخت قسم کے اہل حدیث تھے اور حنفی مکتب فکر کے سخت خلاف تھے۔ تفسیر ابن کثیر کا ترجمہ کرتے وقت بھی جہاں کوئی آیت ان کے مطلب فکر کی آئی، تو اس نے ذیل اختلافی مسائل میں سے کوئی نہ کوئی مسئلہ چھیڑا ہے اور اپنے مسلک کی تائید میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ مثلاً ترجمہ ملاحظہ ہو

قرآن کریم نے ان حاجیوں کو جو عمرہ اور حج جمع کریں۔ (حج تمتع یا حج قران) شکرانے کا ایک جانور اللہ کی راہ میں دینے کا حکم دیا ہے انہوں نے ایک سفر مین حج اور عمرہ جمع کیا۔

فمن تمتع بالعمرة الی الحج • فما استیسر من الهدی • فمن لم یجد فصیام ثلثة ایام فی الحج • و سبعة اذا رجعتم • تلک عشرة کاملة (۶۵)

ترجمہ جونا گڑھی:-

سو جو حج سے عمرہ ملانے کا فائدہ اٹھائے اس پر قربانی ہے جیسی میسر آئے پھر جسے مقدور نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں اور سات جب اپنے گھر پلٹ کر جائے۔ یہ پورے دس ہوئے" (٦٦)

ترجمہ کے الفاظ (جب اپنے گھر پلٹ کر جائے) قرآن کریم کے اس آیت میں نہیں ہے یہ مترجم نے اپنی طرف سے ڈالے ہیں مترجم یہاں فقہ حنفی کی تردید کرنا چاہتا ہے۔ فقہ حنفی میں "سبعة اذا رجعتم" کا معنی یہ دیا گیا ہے۔ "جب وہ واپس لوٹے" (٦٧)

سو یہ سات روزے واپسی کے سفر میں بھی رکھے جا سکتے ہیں گھر پہنچنا ضروری نہیں،، احناف کے نزدیک اذا رجعتم سے گھر مراد ہے اور امام شافعی کے نزدیک حج سے فراغت ہے اور اصح قول ان کا گھر اور وطن پہنچنا ہے (٦٨)

مگر اہل حدیث مکتب فکر کے نزدیک یہ سات روزے گھر پہنچنے ہی پر ہی رکھنے ہونگے۔"

نیز حج کے موقع پر جو جانور بطور شکرانہ اللہ کی راہ میں ذبح کیا جاتا ہے یہ وہ قربانی نہیں جو پوری دنیائے اسلام میں حضرت ابراہیمؑ کی سنت کے طور پر کی جاتی ہے نہ اسے قربانی کہنا درست ہے۔ یہ دم شکر ہے جو ایک سفر میں عمرہ اور حج ملنے پر اللہ کی راہ میں کیا جاتا ہے۔ لیکن مولانا جونا گڑھی نے اسے قربانی سے موسوم کر دیا ہے۔ (٦٩)

ولقد اتیناک سبعامن المثانی والقرآن العظیم (۷۰)

ترجمہ جونا گڑھی:-

یقیناً ہم نے آپ کو سات آیاتیں دے رکھی ہیں۔ کہ دہرائی جاتی ہیں اور قرآن عظیم بھی دے رکھا ہے (۷۱)

یہاں "بھی" کا لفظ بتلاتا ہے کہ مترجم سوۃ فاتحہ کو قرآن کے علاوہ ایک دوسری وحی سمجھتا ہے اس سے فاتحہ کے قرآن ہونے کا انکار لازم آتا ہے قرآن کے کسی دوسرے مترجم نے یہاں "بھی" کا لفظ نہیں لکھا' یہاں سورۃ فاتحہ کو ہی قرآن عظیم کہا گیا ہے (۷۲)

(۱) علامة الزمان وترجمان القرآن والحديث' السيد صديق حسن بن اولاد حسن ' صاحب المصنفات الشهيرة والمؤلفات الكثيرة ولد ۱۲۴۸ھ ببلد قنوج وكان كثير النقل عن القاضی الشوکانی (المتوفی ۱۲۵۰ھ) وابن القيم وشيخه ابن تيميه الحرانی وامثالهم' شديد التمسک بمختاراتهم' وکان له سوّء ظن بائمة الفقه والتصوف جدا لا سيما ابی حنيفة والعجب انه کان يصلی علی طريقة الاحناف فلا يرفع الايدی فی المواضع غير تکبير التحريمة ولا يجهر بامين بعد الفاتحه ولا يضع يده علی صدره وان کان ليوتر بواحدة ويصلی ثمان رکعات فی التراويح . (نزهة الخواطر ج ۸ ص ۲۰۲)

(۲) احد الفضلاء المشهورين بالمناظرة ' ولد فی سنة سبع وثمانين ومائتين والف فرغ من تحصيل العلم سنة ۱۳۱۱ھ واشتغل بالتصنيف والتذکير والمناظره' له مصنفات کثيرة فی الرد علی مرزا غلام احمد القاديانی وعلی الارية وهی طائفة من کفار الهنود' ومن مصنفاته تفسير القرآن بکلام الرحمن فی تفسير القرآن بالعربية' فسر فيه القرآن بالقرآن و قد تعقب عليه بعض العلماء ' ومنها التفسير الثنائی بالاردو وکان عاملا نابذا للتقليد مات سنة ۱۳۶۷ھ فی سرگودها.

(نزهة الخواطر ج ۸ ص ۱۰۵ '۱۰۶)

(۳) وحيد الزمان : الشيخ العالم الکبير المحدث (نواب وقارنواز جنگ بہادر) کان من العلماء المشهورين وکبار المؤلفين ولد بکانپور سنه ۱۲۶۷ھ قرا العلوم من کبار العلماء ثم سکن بحيدر اباد وخدم الدوله الاصفية سنة ۱۳۰۴ھ حتی صار معتمدا للوزير' کان شديدا فی التقليد فی بداية امره ثم رفضه وتحرر واختار مذهب اهل الحديث مع شذوذ عنهم فی بعض المسائل' صنف کتبا کثيرا ومنها تفسير القران بالاردو وهو المسمی بالوحيدی مات سنة ۱۳۳۸ھ - (نزهة الخوطر ج۸ ص

(۴) محمد احتشام الدين : احد العلماء المشهورين ولد ونشاء بمراد اباد حصل العلوم وتصدر للتدريس والتصنيف ' له تفسير القران بالاردو 'سماه الاکسير الاعظم "فی مجلدات عديدة مات سنة ۱۳۱۳ھ- نزهة الخواطر ج۸ ص

(۵) محمد بن ابراہیم: ۱۸۹۰ء میں پیدا ہوئے ۱۹۱۲ء کو مدرسہ امینیہ میں داخل ہوئے' پھر اہل حدیث فکر رکھنے کی وجہ سے یہاں سے چھوڑ کر اہل حدیث کے مدرسے دارالکتاب والسنۃ (مہتمم عبدالوہاب ملتانی) میں داخل ہوئے' فراغت کے بعد دہلی میں مدرسہ محمدی کی بنیاد رکھی ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۹۴۱ء کو وفات پائی

(مقدمہ ترجمہ ص ۱۶' ۱۷ ' مکتبہ قدوسیہ لاہور)

(۶) قضاۃ الادب مولوی ذوالفقار احمد ص ۳۷

(۷) تاریخ التفسیر صارم ص ۳۵

(۸) فتح البیان ج ۱ ص ۱۱

(۹) ایضا

(۱۰) البقرہ: ۲۳

(۱۱) ایضا: ۲۴

(۱۲) فتح البیان ج ۱ البقرہ: ۲۳' ۲۴

(۱۳) الفجر: ۶' ۸

(۱۴) فتح البیان ج ۱۰ الفجر: ۶' ۸

(۱۵) فتح البیان ج ۱ ص ۶' ۸

(۱۶)ایضا

(۱۷)ابن کثیر:اسماعیل بن عمر بن کثیر البصروی ثم الدمشقی الشافعی المعروف بابن کثیر ، محدث، مورخ، مفسر ، فقیہ اقبل علی علم الاصول والحدیث وحفظ المتون والتواریخ له مصنفات کثیرة ، توفی سنة ۷۷۴ھ.

تذکرة الحفاظ. للامام

شذرات الذهب . لابن العماد ج۶ ص ۲۳۱، ۲۳۲

البدر الطالع . للامام الشوکانی ج ۱ ص ۱۵۳

مفتاح السعاده . طاش کبری ج ۱ ص ۲۰۴، ۲۰۵

(۱۸)ابن خلدون :عبدالرحمن بن محمد بن محمد بن محمد الحضرمی، الاشبیلی الاصل التونسی ثم القاهری، المالکی المعروف بابن خلدون ،عالم ،ادیب مورخ اجتماعی، حکیم توفی سنة ۸۰۸ھ ،مؤلفاته:العبر دیوان المبتداء والخبر فی ایام العرب والعجم والبربر ومن عاصرهم من ذوی السلطان الاکبر (تاریخ ابن خلدون)۔

الضوء اللامع .للامام السخاوی ج۴ ص۱۳۵، ۱۳۹ ، شذرات الذهب-لابن العماد، ج۷ص ۷۶، ۷۷

نفح الطیب-للمقری ۴، ص۱۷ ، البدر الطالع- للشوکانی ج ۱ ص۳۳۷، ۳۳۹ ،

المجددون فی الاسلام- للصعیدی ص ۲۹۵ تا ۳۰۱

تاریخ فلاسفة الاسلام - محمد لطفی جمعه ص ۲۲۵ تا ۲۵۲ ،

حسن المحاضره- للسیوطی ج ۱ ص ۲۶۳ ،

(۱۹)الغیطی:هو محمد بن احمد بن علی الغیطی ،السکندری ،الشافعی ،محدث ،مسند فی بعض العلوم ولد فی العشر الاول من القرن العاشر الهجری مصنفاة کثیرة ،توفی سنة ۹۸۴ھ

شذرات الذهب .لابن العماد ج۸ص ۴۰۶، ۴۰۷

کشف الظنون . لحاجی خلیفه ص ۱۰۶۷ ، ایضاح المکنون للبغدادی ج ۱ ص ۲۹

(۲۰)محدث شوکانی: ھو محمد بن علی الشوکانی الخولانی ثم الصنعانی المتوفی ۱۲۵۰ مفسر ،محدث ،فقیه ،اصولی ،متکلم ،مورخ، ادیب ،نحوی ، منطقی ، قاضی ، تصانیفه الکثیرة۔

البدر الطالع : للامام الشوکانی، ج ۲ ص ۲۱۴

التاج المکلل: نواب صدیق حسن خان ، ص۳۰۵ تا ۳۱۷

ھدیة العارفین: للبغدادی، ج ۲ ص ۳۶۵

(۲۱)فتح البیان: الفجر: ۶، ۸۷

(۲۲) اربعین:بالاربعین فی ان ثناء اللہ لیس علی مذهب المحدثین بل هو من المحدثین فی الدین الجهمیة والمعتزلة والقدریة المحرفین . مصنفہ عبدالحق الغزنوی التلمیذ حافظ مولوی عبداللہ امرت سری۔ یہ کتاب ۵۶ صفحات پر مشتمل مفید اور معلوماتی کتاب ہے مولانا ثناء اللہ کی تفسیر پر رد ہے

(ناشر: جمعیہ اہل سنت لاہور)

(۲۳) عبدالعزیز: ابن عبدالرحمٰن السعود ۱۲۹۷ھ کو ریاض میں پیدا ہوئے بچپن سے سیاسی حالات کا خوب مشاہدہ کیا ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۹۰۱ء میں ترکوں کے خلاف جنگ میں حصہ لیا بلکہ سعودی لشکر کی قیادت کی انگریزوں نے بھی خوب اس کی مدد کی ۱۹۱۵ء کو جب عالم گیر جنگ شروع ہوئی اس جنگ میں ابن سعود نے کوئی دلچسپی نہ لی، اس کے بعد بہت سی جنگیں لڑنے کے بعد ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۹۵۳ء کو جان جان آفرین کے سپرد کی۔

تاریخ سعودی عرب ۔۔۔ شیخ محمد حیات ص ۲۸۲ مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور ۱۹۹۲ء

(۲۴) تفصیل کے لئے دیکھیے: دیباچہ تفسیر القرآن بکلام الرحمان بعنوان "اصلاح الاخوان علی یدالسلطان" ادارہ احیاء السنۃ گجرانوالہ

(۲۵) الاعراف:۵۴

(۲۶) تفصیل کے لئے: الاربعین فی ان ثناء الله لیس علی مذهب المحدثین. مولوی عبد الحق غزنوی. لاہور پرنٹنگ پریس ۱۳۲۲ھ

الفیصلة الحجازیةالسلطانیه بین اهل السنه وبین الجهمیه الثانیه.عبد الاحد خانپوری . سرحد برقی پریس راولپنڈی

فیصلہ مکہ.عبدالعزیز.افتاب برقی پریس امرتسر (سطن)

(۲۷) تفسیر القرآن بکلام الرحمن. الاعراف : ۵۴

(۲۸) امام غزالی : محمد بن محمد الطوسی الشافعی المعروف الغزالی حکیم' متکلم' فقیه' اصولی' صوفی' مشارک فی انواع من العلوم ولد سنة ۴۵۰ھ وتوفی سنة ۵۰۵۔

سیر النبلاء : للامام الذهبی ج۱۲ ص ۷۵'۷۶ ' وفیات الاعیان :لابن خلکان ج ۱ ص ۵۸۶' ۵۸۸ '

طبقات الشافعیه : للسبکی ج۴ ص ۱۰۱

(۲۹) ابن تیمیه: احمد بن عبد الحلیم الحرانی ثم الدمشقی 'الحنبلی' شیخ الاسلام 'محدث'حافظ' مفسر'فقیه 'مجتهد 'مشارک فی انواع من العلوم ولد فی سنة ۶۶۱ھ وتوفی سنة ۷۲۸ھ ومصنفاته الکثیرة۔ تذکرة الحفاظ. للامام شمس الدین الذهبی ج۴ ص ۲۷۸'۲۸۹' فوات الوفیات۔ لابن شاکر الکتبی 'ج ۱ ص ۳۵'۴۵

(۳۰) تفسیر القرآن بکلام الرحمن حاشیه ۱

(۳۱) ایضا

(۳۲) هود: ۷

(۳۳) تفسیر القرآن ص ۱۶۸

(۳۴) تفسیر احسن البیان . الاعراف :۵۴ شاہ فہد پرنٹنگ مدینہ منورہ

(۳۵) ایضا

(۳۶) ایضا

(۳۷) البقره : ۱

(۳۸) تفسیر القرآن بکلام الرحمن :البقره: ۱

(۳۹) الاعراف: ۱

(۴۰) تفسیر بکلام الرحمن: الاعراف: ۱

(۴۱) یونس : ۱

(۴۲)تفسیر بکلام الرحمن:یونس : ۱

(۴۳)النمل: ۱

(۴۴)تفسیر بکلام الرحمن : النمل: ۱

(۴۵)تفسیر ثنائی مقدمہ ص۳

(۴۶)مقدمہ تفسیر عثمانی ص۵

(۴۷) هو الشیخ الفاضل سلیمان بن ابی الحسن الحسینی الزیدی البهاری . احد العلماء المبرزین فی الفنون الادبیة ونوابگ الفضلاء والمولفین فی القارة الهندیة مصنفاته عدیدة مفیدة توفی سنة ۱۳۷۳ھ (. نزهة الخواطر ج۸ص ۱۸۰ الی ۱۸۳)

(۴۸) غزنوعلماء اہل حدیث کے لئے دیکھے: بالاربعین فی ان ثناء الله لیس علی مذهب المحدثین بل هو من المحدثین فی الدین الجهمیة والمعتزلة والقدریه المحرفین . للمصنف مولوی عبد الحق الغزنوی تلمیذ لمولوی عبد اللی الغزنوی .

(طبع دوم ناشر جمیعة اهل سنت لاهور سطن)

فیصلہ مکہ :یعنی مولوی ثناء اللہ اوران کی تفسیر القرآن کے متعلق آخر فیصلہ

مرتب عبدالعزیز ناظم جمیۃ اہل حدیث ہندلاہور (سطن)

(۴۹)ایضا

(۵۰)تفصیل کے لئے: تفسیر ثنائی

(۵۱) مقدمہ تفسیر ثنائی ص۳

(۵۲) ایضا

(۵۳)ایضا

(۵۴)ال عمران:۶۹

(۵۵) معاذ بن جبل :هو معاذ بن جبل الانصاری الخزرجی ثم الجشمی ،احد السبعین الذین شهدوا العقبة من الانصار وشهد بدرا واحدا والمشاهد کلها مع رسول الله ﷺ ،وآخی رسول الله ﷺ بینه وبین عبد الله بن مسعود (المتوفی ۸۲ھ) قال رسول الله ﷺ : خذوا القرآن من اربعة : من ابن مسعود ، وابی بن کعب ، ومعاذ بن جبل وسالم مولی ابی حذیفه ، وتوفی فی طاعون عمواس سنة ثمانی عشره.

(اسد الغابة ج ۵ ص ۱۹۴ الی ۱۹۷)

(۵٦) حذیفه بن یمان : هو حذیفة بن الیمان ، هاجر الی النبی ﷺ فخیره بین الهجرة والنصرة ، فاختار النصرة ، وشهد مع النبی ﷺ احدا ، هو صاحب سر رسول الله ﷺ فی المنافقین لم یعلمهم أحد الا حذیفة لما حضره الموت قال هذه آخر ساعة من الدنیا : اللهم انک تعلم انی احبک ، فبارک لی فی لقائک ثم مات . توفی سنة ست وثلاثین . (اسد الغابه ج ۱ ص ۴٦۸ رقم ۱۱۱۳)

(۵۷)تفسیر ثنائی ال عمران:۶۹

(۵۸)البقرة:۳۰

(۵۹)تفسیر ثنائی:البقرة:۳۰

(٦۰)ال عمران:۵۵

(٦۱)تفسیر ثنائی :۵۵

(٦۲) مظالم روپڑی برمظلوم امرت سری ۔۔ابوالوفا ثناء اللہ امرت سری ثنائی برقی پریس امرت سر (سطن)

(۶۳) هو الشيخ العالم الكبير المحدث وحيد الزمان بن مسيح الزمان العمری الملتانی ثم الحيدر آبادی نواب وقار نواز جنگ بهادر ، كان من العلماء المشهورين وكبار المولفين مات سنه ۱۳۲۸ھ

نزھۃ الخواطر ج۸ص۵۳۹،

تاریخ اہل حدیث ۔۔۔مولانا محمد ابراھیم سیالکوٹی ص۴۸۲ مکتبہ قدسیہ لاہور سطن

تراجم علماء اہل حدیث ۔۔ملک ابویحیٰی امام نوشہروی ص۲۰ مکتبہ اہل حدیث ٹرسٹ کورٹ روڈ کراچی

ہندوستان مین اہل حدیث کی علمی خدمات ۔۔مولانا ابویحیا امام خان نوشہروی ص۳ مکتبہ نذیریہ اقبال ٹاون لاہور ۱۹۹۳ء

(۶۴) تفسیر وحیدی ؛

(۶۵) ایضا

(۶۶) البقرۃ:۱۹۶

(۶۷) ترجمہ جونا گڑھی ۔۔البقرہ:۱۹۶

(۶۸) انوار القرآن ج۱ البقرہ:۱۹۶

(۶۹) ترجمہ جونا گڑھی حولہ مذکرہ بالا

(۷۰) الحجر:۸۷

(۷۱) ترجمہ جونا گڑھی : الحجر ۸۷

(۷۲) تفصیل کے لئے دیکھئے

باب چہارم

فصل چہارم

سرسید احمد خان کی قرآنی سوچ

بحیثیت مفسران کی کارکردگی،

تفردات

اوران پر علماء کی علمی تنقید

سر سید احمد خان:

سر سید احمد خان انیسویں صدی میں ہندوستان کے مسلمانوں میں ایک انتہائی ممتاز مگر نزاعی شخصیت تھے۔ انہوں نے سماجی معاشرتی، مذہبی، ادبی، تعلیمی اور ایک حد تک سیاسی معاملات میں بھرپور دلچسپی لی۔ ہندوستان کے طول وعرض میں جس جذبہ سے انہوں نے مسلمانوں کی سماجی اور تعلیمی سرگرمیوں میں حصہ لیا اس کو عام طور پر سراہا گیا۔ مگر ان شعبوں میں بھی ہر ایک کو سر سید کے نظریوں سے کلی اتفاق نہ تھا، خصوصاً مذہبی امور میں سر سید کی رائے زنی ان کے اور مسلمانوں کے درمیان عموماً بدمزگی کا باعث بنی۔

آپ ۱۸۱۷ء میں دہلی میں پیدا ہوئے اور ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۸۹۸ء میں وفات پائی، اس وقت دہلی میں ترویج مذہب اور علوم اسلامی کے دو بڑے مرکز تھے ایک شاہ عبدالعزیز (المتوفی ۱۲۳۹ھ) کا مدرسہ، دوسرا مرزا مظہر جان جاناں (المتوفی ۱۱۹۵ھ) کا، پہلے میں ولی اللہی مسلک کی تعلیم دی جاتی تھی اور دوسرے میں طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی سر سید نے دونوں سے فیض حاصل کیا پہلے قرآن پڑھا پھر فارسی کی درسی کتابیں پڑھی۔ عربی میں بھی کچھ کتابیں پڑھیں یا ان کا کچھ حصہ پڑھا۔ ان کے اساتذہ کرام میں خصوصی طور پر امام شاہ ولی اللہ متوفی ۱۱۷۶ھ کے پوتے، شاہ محمد اسحاق متوفی (المتوفی ۱۲۶۲ھ) اور مولانا مملوک علی نانوتوی (المتوفی ۱۲۳۷ھ) قابل ذکر ہیں، باقاعدگی سے تعلیم حاصل نہ کر سکے اور ان کا تحصیل علم کا سلسلہ ادھورا رہ گیا۔ نوجوانی ہی میں ۱۸۳۹ء ملازمت سے وابستہ ہو گئے۔ اور ۱۸۷۶ء میں ملازمت سے ریٹائرڈ ہو گئے۔ ۱۸۷۷ء میں محمڈن اینگلو اورینٹل کالج کی بنیاد رکھی (۱) آپ کئی کتابوں کے مصنف رہے (۲)

سر سید نے ہی مسلمانوں کو مغربی علوم کی اہمیت سے آگاہ کیا اور اپنی تحریروں وتقریروں کے ذریعے مسلمانوں کو سائنس اور انگریزی تعلیم حاصل کرنے پر آمادہ کیا۔ ان کا خیال تھا کہ جب تک مسلمانوں میں سائنسی علوم حاصل کرنے کا شوق پیدا نہیں ہوگا۔ اور وہ جذبات کی بجائے عقل کو اپنا راہنما نہیں بنائیں گے ہرگز ترقی نہیں کر سکیں گے۔ چنانچہ مسلمانوں کو اس راہ پر چلانے کیلئے انہوں نے ایک ''تفسیر'' لکھنا شروع کی جس کی ''غرض وغایت'' بیان کرتے ہوئے خود لکھتے ہیں۔

''اسی زمانے میں جدید علم کلام کی حاجت ہے جس سے یا تو ہم علوم جدیدہ کے مسائل کو باطل کر دیں یا اسلامی مسائل کو ان کے مطابق کر دکھائیں۔'' (۳)

سرسید احمد خان کی قرآنی سوچ اور مذہبی تفکر:

سرسید احمد خان متوفی ۱۸۹۸ء کے قرآنی سوچ اور فکر کے آغاز کے کچھ بنیادی اسباب تھے جن کی نشو ونما دبستان شاہ ولی اللہ متوفی ۱۱۷۶ھ میں ہوئی جہاں انہوں نے اپنی ابتدائی مذہبی تربیت حاصل کی تھی (۳) ولی اللہی اساسیت یا فکری اصول نے اسلامی فقہ کی سخت خانہ بندی کے اثرات میں تخفیف پیدا کر دی تھی اور ہر مسلمان کو اس کا اختیار اور اجازت دے دی تھی کہ کسی مسئلہ پر سنی فقہ اربعہ (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) کے چاروں دبستانوں میں سے کسی ایک دبستان کے فتویٰ پر عامل ہو سکتا ہے۔

اس نے روایت پسندی کے خلاف ابن تیمیہ (المتوفی ۷۲۸ھ) کے اس نظریہ پر مکرر صاد کیا۔ کہ "باب الاجتہاد" (انفرادی تفکر کا دروازہ) آج بھی کھلا ہوا ہے اور اسے بند تصور نہیں کرنا چاہیے۔

اسلامی دینیات کے تین دستور العمل ۱۔علم تفسیر ۲۔علم حدیث ۳۔اور علم فقہ (جس کو چار دبستانوں نے مرتب کیا) میں سے آخری دستور العمل یعنی فقہ شاہ ولی اللہ کے چند غیر روایاتی منطقی مناظروں کی زد میں آ گیا تھا اور ان داخلی روحانی اور تاریخی قوتوں کا نتیجہ تھا۔ جنہوں نے اٹھارھویں صدی کے اوائل میں سلطنت مغلیہ (۹۳۲ھ مطابق ۱۵۲۶ء تا ۱۲۵۳ھ مطابق ۱۸۲۷ء) اور سلطنت عثمانیہ کے زوال (۶۹۰ھ تا ۱۲۴۰ھ مطابق ۱۹۲۳ء) کے دوران مذہبی مواد اور صورتحال کا بحیثیت مجموعی جائزہ لینے کی ضرورت پیدا کر دی تھی۔

سید احمد خان متوفی ۱۸۹۸ء کی پہلی دینی کتاب "راہ سنت و ردبدعت" (۱۸۵۰ء) اسی روش پر لکھی گئی اور اس کے بعد سے اور خاص طور پر ۱۸۷۰ء کے بعد ان کی نظر بار بار شاہ ولی اللہ (المتوفی ۱۱۷۶ھ) کی اساسیت کی جانب اٹھتی ہے لیکن وہ صرف اسے اپنی انقلابی جدیدیت کے دائرہ میں داخل کرنے اور اس سے متعلق توضیح جدید کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ کے اس خاص فقرہ کا کہ "اب وقت آ گیا ہے کہ اسلامی دینیات کو پوری طرح منطقی بحثوں اور دلیلوں سے مسلح کر کے میدان میں لایا جائے۔ (۵)

یہ فی الحقیقت اس بات کی جانب اشارہ تھا کہ کلاسیکی منہاجیات مباحثہ کی از سر نو صحیح اور واضح سمت متعین کرنے کی ضرورت ہے لیکن سید احمد خان نے اسے لامحدود عقلیت پسندانہ تفکر کے نقطہ آغاز کے طور پر استعمال کیا۔

اگرچہ سید احمد خان کی تفسیر اور دوسرے تحریروں میں شاہ ولی اللہ سے زیادہ کسی اور مصنف کا بار بار حوالہ نہیں دیا گیا ہے اور نہ ان سے زیادہ کسی اور کے متعلق بحث کی گئی لیکن انہوں نے اپنے معیار اور عقلیت پسندانہ بنیاد پر قرآن کی توضیح کی۔ اور جب انہوں نے روایاتی تفسیری ادب کے ذخیرے کو کھنگالا تو انہوں نے یہ محسوس کیا کہ تفسیروں میں "ادب" ثانوی مسائل سے بھرا پڑا ہے۔

مثلاً قرآن کا ''علم الکلام'' اور ''فقہ'' سے کیا تعلق ہے یا پھر اس کے معجزانہ انداز بیان (ایجاز) کی نوعیت سے' یا قدیمی تفاسیر کے دقیق اور باریک اختلافات کے موضوعات سے پرے ہے(۶)

اس بناء پر سید احمد خان نے تفسیر قرآن کے اپنے اصول وضع کئے سرسید کے نزدیک اس اصول کے مطابق قرآن پاک کی صحیح تفہیم اسی وقت ممکن ہے جبکہ پیغمبر اسلام ﷺ کے دور کے عربی محاوروں اور روزمروں پر پورا عبور حاصل ہو۔ لیکن اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنے لئے نیز ہر مسلمان کیلئے یہ حق محفوظ رکھا کہ نہ صرف یہ کہ وہ اس کا لفظی ترجمہ کرسکتا ہے۔ بلکہ اس کی تجزیاتی اور اشارتی توجیہ بھی کرسکتا ہے۔ توجیہات کی بنیادیں ''اصول'' پر مبنی ہوں گی نہ کہ ان ''فروغ'' پر! جو اصل سے اخذ کی گئی ہیں یا ان آیات قرآنی پر: جو خاص تاریخی مواقع کیلئے نازل ہوئی ہوں (۷)

انہوں نے اپنی تفسیر (۸) کیلئے ''پندرہ بنیادی اصول'' وضع کئے ہیں جن کا خلاصہ کچھ یوں ہے۔

اللہ قادر مطلق ہے حاضر وناظر ہے' وہ خالق کائنات ہے اس نے وقتاً فوقتاً بنی نوع انسان کی ہدایت کیلئے انبیاء مبعوث کئے۔ جن میں حضرت محمد ﷺ بھی شامل ہیں۔ قرآن وحی مستند ہے کلام الٰہی ہے۔ جو حضرت محمد ﷺ پر بذریعہ وحی نازل کیا گیا۔

رہ گیا یہ سوال کہ وہ ''حضرت جبرئیلؑ'' کے توسط سے بھیجا گیا یا اسکا مفہوم اور اس کے الفاظ آنحضرتؐ کے قلب پر القاء کئے گئے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ علماء اسلام کا مذہب یہ ہے کہ قرآن جبرئیل فرشتہ نے آنحضرت ﷺ تک پہنچایا ہے و لاشک ان هذه هفوات ليس لها في الاسلام نصيب(۹) میرا (سرسید کا) خاص مذہب یہ ہے ملکہء نبوت جسے روح الامین سے تعبیر کیا گیا ہے آں حضرت ﷺ کے قلب پر القا کیا ہے(۱۰)

قران پاک میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو نادرست ہو یا غلط ہو' یا خلاف واقعہ مندرج ہو، اللہ تعالیٰ کے جن اوصاف کا اس میں ذکر ہے وہ صرف اپنے جوہر کی صورت میں موجود ہیں اور اس کی ذات سے ہم آہنگ اور ابدی ہیں ان صفات کی نہ کوئی حد ہے اور نہ انتہاء! لیکن اس نے اپنی دانائی اور اختیار کلی سے قوانین قدرت تخلیق کئے، اور انہیں تخلیق اور وجود کے نظم وضبط کیلئے قائم رکھتا ہے۔ لہٰذا قرآن پاک میں کوئی شئے بھی قوانین فطرت کے خلاف نہیں ہوسکتی۔ قرآن شریف کا موجودہ متن حتمی ہے جس میں نہ کوئی چیز اضافی ہے اور نہ الحاقی' ہر سورت کی آیاتیں اپنے موجودہ تسلسل میں تاریخی ترتیب سے پائی جاتی ہیں کلاسیکی اسلام میں نسخ' جو متن اور تفسیر میں مسلمہ حقیقت کا درجہ رکھتا ہے' اسے مطالعہ قرآن کے سلسلہ میں رد کرنا ضروری ہے وحی قرآن نے بتدریج ترقی کی ہے۔ قرآنی مسائل معاذ' مسائل متعلقہ بہ ملائکہ' عنصریات اور کونیات سائنسی حقیقت کے متضاد نہیں ہوسکتے اور اسی کی زبان میں ان کی تشریح ہونا چاہیے اور آخر میں قرآن شریف کے بلاواسطہ یا بالواسطہ بیانات جو انسانی بیانات' جو انسانی معاشرت کی ترقی کے امکانات اور اضافوں کا باعث ہوسکتے ہیں کے مطالعہ کیلئے لسانی تحقیق بھی ضروری ہے(۱۱)

ان پندرہ اصولوں سے یہ منتج ہوتا ہے کہ وحی اور فطری قانون بعینہ ایک اور مماثل ہیں (۱۲)

وحی زندگی کی ادنیٰ ہیئتوں اور صورتوں میں ایک ادنی فطری حس کے طور پر کام کرتی ہے وحی اور انسان کے تعلق کا مسئلہ بہت زیادہ پیچیدہ ہے۔ اکثر حیوانات کے برعکس انسان معاشرتی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ معاشرتی نظام کے ذریعہ ہی وہ اپنے گردوپیش کی مخالف قوتوں پر قابو پاسکتا ہے معاشرتی نظام کی فطری ضرورت سے اس پر اور ضرورت حاوی ہوجاتی ہے۔ اور وہ ہے اخلاقی ضابطہ' جس کے بغیر معاشرہ ایک وحدت کی صورت میں قائم نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ فرد واحد اور معاشرت کیلئے الہامی قانون اور انسانی عقلیت پسندی میں ہم آہنگی لازمی ہے انسانی معاشرے میں وحی اور ادراک وشعور یکساں ہیں۔

ادراک شعور انسان کے سائنسی تجسس کیلئے فطری الہامی حس کا کام انجام دیتا ہے اور اس کے ساتھ ہی تصور الہٰ' خیر وشر کے درمیان امتیاز' روز حشر اور جزا وسزا حیات مابعد الممات پر ایمان رکھنے میں کارفرما ہوتا ہے۔ تاریخ کی رفتار کے ساتھ یہ الہامی جبلتیں ذہن انسانی پر واضح تمثالوں کے ساتھ منقش ہوجاتی ہیں۔ (۱۳)

عقلیت پسند حقیقت کے الہامی ادراک کی صلاحیت تمام لوگوں میں مساوی طور پر نہیں ہوتی' بعض افراد' جن کیلئے شاہ ولی اللہ (متوفی نے ۱۱۷۶ھ) 'مفھمون' '(۱۴) (صاحبان ادراک) استعمال کیا ہے بعض دیگر افراد کے مقابلہ میں اس صلاحیت کے بدرجہا بہتر مالک ہوتے ہیں انسانوں کے ان گزشتہ راہنماؤں میں فلسفی' سیاستدان ومدبر' مشہور فقہی کے بانی' ممتاز صوفی اور پیغمبر ظہور میں آئے۔

نبی کی فطری الہامی حس انسان میں اپنے ارتقاء کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ صورت ہوتی ہے۔ وہ بے شان وگمان کوندے کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے اور اکثر اس کا کوئی ظاہری سبب نہیں ہوتا مذہب میں اس اتفاقیہ مکاشفہ کو مختلف ناموں سے موسوم کرتے ہیں جن میں ''جبرائیل'' بھی شامل ہیں۔ پیغمبر کے یہ جبلی مکاشفات جتنے زیادہ ترقی یافتہ ہوں گے۔ اتنے ہی وہ کائنات کے قوانین الٰہیہ سے ہم آہنگ ہوں گے۔ (۱۵)

پیغمبرانہ وجدان کے ذریعہ منکشف ہونے والا شعور ایمان باللہ کی سب سے زیادہ افضل اور اعلیٰ شکل ہے۔ پیغمبر سچے بھی ہوسکتے ہیں اور جھوٹے بھی' جھوٹے نبی وہ ہوتے ہیں جن کے بدیہی وقوف میں صداقت الٰہیہ کا پیغام غلط سمت میں بھٹک جاتا ہے اور اس لئے انسانی عقلیت اور انسانی اخلاقیات کے معیارات کے متضاد ہوتا ہے لیکن وہ بھی متبعین کو اپنی جانب متوجہ کرسکتے ہیں اور ایسے معاشرے تخلیق کرسکتے ہیں جن کا رجحان شر کی جانب ہو (۱۶)

قرآن پاک کی ''فطرتیت'' پر مبنی شکل تفسیر سے عہدہ برآ ہونے کیلئے سید احمد خان ۱۳۱۵ھ نے آیات قرآنی کی دو مشہور اقسام ''بینات'' (هو الذی انزل علیکم آیات ،حکمات هن ام الکتاب. العمران :۷) اور ''متشابہات'' (واخر متشابهات : ال عمران :۷) کی نئی تعریف کی ہے یعنی ''لازمی'' اور ''اشاریاتی''۔ان میں سے پہلی وہ جس میں اسلامی عقیدے اور مسلک کی خفیف سی خفیف تقلیل بھی روا نہیں رکھی گئی تھی اور دوسری قسم کی آیات میں دو یا دو سے زیادہ تشریحات کی کھلی اجازت تھی (۱۷)

ان کے ہاں اللہ کی وحدانیت ،شرک نہ کرنا ،اسی ہی کی عبادت کرنا ،والدین کے حسن سلوک ،یتیموں غریبوں ،رشتہ داروں ، ہمسایوں غلاموں وغیرہ کے ساتھ بھلائی واحسان محکمات ہیں ۔(۱۸) باقی جہاں جہاں اللہ کی صفات بیان ہوئی ہیں وہ سب متشابہات ہیں مثلاً حشر اجساد، نعیم جنت،عذاب دوزخ، (۱۹)

دوسرا مسئلہ' جو بنیادی طور پر تھا ' قانونی اور تاریخی اہمیت کا تھا۔نسخ کا مسئلہ تھا یعنی ایک حکم قرآنی کی دوسرے قرآنی حکم سے تنسیخ کرنا' جس کی خود قرآن میں توثیق کی گئی ۔ماننسخ من آیة او ننسها نات بخیر منها او مثلها • الم تعلم ان الله علی کل شیء قدیر .(۲۰) سر سید کے ہاں آیت کے لفظ سے قرآن کی آیت مراد نہیں ہے بلکہ موسوی شریعت کے احکام مراد ہیں جو شرع محمدی میں داخل ہو گئے ہیں یا جن احکام شریعت مسوی کو یہودیوں نے بھلا دیا تھا وہ مراد ہیں ان کے قول کے مطابق قرآن کی کوئی آیت منسوخ نہیں (۲۱)

سید احمد خان ''اوح'' کو ایک غیر استدلالی حقیقت سے تعبیر کرتے ہیں جو حیوان اور انسان دونوں میں مسلم ہے اگر چہ فہم انسانی اسکی صحیح نوعیت کی گرفت نہیں کر سکتی' حیوانی روح کو بنیادی طور پر جبلت احاطہ کئے ہوئے ہے ۔انسانی روح لامحدود عمل کی صلاحیت رکھتی ہے وہ ترقی بھی کر سکتی ہے اور انحطاط پذیر بھی ہو سکتی ہے اور سائنسی تجسس اور تحقیق سے لے کر ٹھیٹ غیر انسانی افعال کی مرتکب ہو سکتی ہے۔وہ خیر و شر کے بذات خود انتخاب یا رد کرنے کی اہلیت نہیں رکھتی اس کا وجود جوہر کی شکل میں ہے اس لئے وہ لافانی ہے (۲۲)۔

پیغمبر فطرت کے قوانین الٰہیہ کا نفاذ کرتے ہیں معجزے کا تصور اس قانون کا غلط اور لاقانونی طریقہ ابطال کرتا ہے۔ اس لئے کتب سماوی میں معجزات کا جو ذکر ہے اسے ''استعاراتی'' ''اشاریاتی'' یا ''افسانوی'' سمجھنا چاہیے۔(۲۳)

پیغمبر اسلام ﷺ کے ساتھ جو معجزہ منسوب کیا جاتا ہے وہ ان کا عظیم پیغمبرانہ کارمنصبی ہے جو فطرتاً الہامی ہے لیکن تعقل سے پوری طرح ہم آہنگ ہے روایاتی طور پر حضرت محمد ﷺ سے سب سے زیادہ بڑا معجزہ جو منسوب کیا جاتا ہے وہ ''اسریٰ'' (۲۴) (ان کا آسمان پر جانا اور ایک بابرکت رات میں اللہ کا دیدار کرنا ہے) ہے جو نہ ''جسمانی'' تھا اور نہ ''روحانی'' بلکہ ''ایک خواب'' تھا (۲۵)

اسی قسم کا ایک عمل اسلامی علم ملکوت وشیطنت کو حدود عقلیت میں لانے کیلئے کیا گیا ہے ملائکہ مخلوقات کے ''خصائص'' ہیں جیسے پتھر میں سختی' پانی میں روانی اور انسان کے اندر ''وجدانی معرفت حقیقت'' قرآن کی اصطلاح میں اپنے ثانوی مفہوم میں فرشتہ خدائی اخلاقی سہارا ہے جو انسان کی حد سے زیادہ ناخوشگوار حالات سے نپٹنے کی کوشش میں مدد کرتا ہے (۲۶)
''شیطان'' یعنی مردود فرشتہ کو استعارتاً قرآن پاک میں مخلوق آتش سے موسوم کیا گیا ہے یہ دراصل انسان کے ''سیاہ شہوات'' کی جانب اشارہ ہے (۲۷)

سرسید احمد خان متوفی ۱۸۹۸ء نے ''جنات'' سے متعلق یہ استدلال پیش کیا ہے کہ لفظ ''جن'' (۲۸) پانچ مقامات پر قرآن میں لفظ ''جان'' (۲۹) کے مترادف کے طور پر مستعمل ہوا ہے (۳۰)۔ اور ان کے وجود کو فی الواقع تسلیم کئے بغیر ان مخلوقات پر عرب جاہلیت کے اعتقاد کی جانب اشارہ کیا ہے۔ قرآن پاک میں جنات معصیت' امراض اور دیگر مصائب کے مظاہر گردانے گئے ہیں ۔ چند دیگر مقامات پر قرآن نے جنگلوں' پہاڑوں اور ریگستانوں میں رہنے والے وحشی انسانوں کیلئے بھی یہی لفظ استعمال کیا ہے (۳۱)
اگر سرسید کی بات میں وزن ہے تو عرب مشرکین اس وہم میں مبتلا کیوں تھے ؟ کہ جنات کو غیب کا علم حاصل ہے اور وہ دور سے بھی کسی کی فریاد سن سکتے ہیں اور مدد بھی کر سکتے ہیں اس وہم کی بنیاد پر جب وہ کسی بیابان، صحرا یا جنگل میں قیام کرتے ، تو جنات کے سردار کی پناہ مانگتے ، اور کہتے ۔ کہ ''نعوذ بسید ھذہ الوادی من شر سفھاء قومہ (۳۲)
ابن حجر (المتوفی ۸۵۲ھ) جنات کے اسلام لانے کے بارے میں قرآنی آیات اور بہت ساری احادیث پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں

" فھذہ الاخبار تدل علی ان القصة وقعت اول البعثة وھو المعتمد (۳۳)
''سواد بن قارب،، (۳۴) ''جن،، ہی کی تبلیغ پر اسلام لانا مشہور ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آکر آپ ﷺ کی اجازت سے اپنا یہ کلام پیش کرتے ہیں

ب اتا نی برئی بعد لیلة وھجعة	ولم یک فیما بلوت بکاذب
ثلاث لیال قوله کل لیلة	اتاک رسول من لؤ بن غالب
فشمرت عن ساقی الازار وسطت	بی الذعلب الوجناء عند السباسب
فا شھد ان اللہ لا شیء غیرہ	وانک مامون علی کل غائب
وانک ادنی المرسلین شفاعة	الی اللہ یابن الاکرمین الاطائب
فمرنا بما یاتیک یا خیر من شیء	وان کان فیما جاء شیب الذوائب
وکن لی شفیعا یوم لا ذو شفاعة	سواک بمغن عن سواد بن قارب (۳۵)

جن کی تفسیر:

ومن الجن ھم ناس من بنی ادم اقویاء شبھوا فی قواھم بالجن وھذا تاویل فاسد وخروج بالجملة عما یقوله اھل التفسیر فی الایة وتعجیز للقدرة الالٰھیه نعوذ باللہ من ذلک (۳۶)

قرآن اورانجیل میں گناہ گارلوگوں پرعذاب کی شکل میں قدرتی مصائب کے نازل ہونے کی بنیادیں عام طور پر قائم ہیں اور کتب سماوی میں بطور تاریخی وقائع کے بیان نہیں ہوئے ہیں بلکہ ان کا ایک اخلاقی محرک ہوتا ہے جو افسانوی ڈھانچے سے مستعار لیا گیا ہے۔(۳۷)

سید احمد خان متوفی ۱۸۹۸ء تفصیلات میں قدم رکھ کر مزید خراب کر دیتے ہیں جبکہ وہ عہد نامہ قدیم اور جدید اور قرآن کے عوامی قصص کو ناپائیدار تاریخی مفروضات کا نام دے کر اپنے نقطہ نظر کی واضح کرتے ہیں اور اصحاب کہف کے ۳۰۰ سال کے سونے کو بلکہ مرنے اور زندہ ہونے کو ماننے کے لئے تیار نہیں (۳۸)

امام رازی (المتوفی ۶۰۶ھ) کے ذوالقرنین کو سکندر اعظم قرار دینے سے سید احمد خان نے انکار کیا ہے اور اسے چینی شاہنشاہ چی وانگ تی متوفی ۲۴۷ (قبل مسیح) قرار دیا ہے اور یاجوج ماجوج کو چینی ترکستان کی (تاتاری) قومیں بتایا ہے(۳۹)

قوانین اسلام کے چار ذرائع میں سے پہلا ذریعہ یعنی قرآن کی جدت پسندانہ تفسیر کا سوال سب سے زیادہ مشکل تھا اسی لئے یہ بات کچھ عجیب نہیں ہے کہ سید احمد خان کی مذہبی تصانیف کا بیشتر حصہ تفسیری اور تاویلی ہے۔ حدیث رسول ﷺ سے متعلق سید احمد خان کا نظریہ کچھ اس طرح ہے کہ امتداد زمانہ کے باعث حقیقت پر ارتکاز کا فقدان' غیر معمولی اور خلاف معمول واقعات کی عام پسندیدگی' صرف گفتہ پر بلا چون و چرا یقین' قوعد اور فتویٰ میں خلط ملط' شاہی خاندانوں کی رقابتوں کے سلسلے میں سیاسی داؤ پیچ' منافقین کی شرانگیزیاں اور خالص نفسیاتی ماحول میں جعلسازی' مافوق الفطرت واقعات خوش اقتصادی کے تانے بانے میں شامل کئے گئے جو تمام قدیم اور قرون وسطیٰ کی تہذیبوں میں مشترک طور پر پائے جاتے ہیں۔ (۴۰)

سید احمد خان ۱۸۹۸ء تنقید حدیث کے کلاسیکی منہاجیات پر سخت معترض تھے جس میں بخاری اور مسلم دونوں شامل تھیں ان کا نقطہ نظر یہ تھا کہ احادیث کا انحصار کلیتاً راویوں کے اسناد کے سلسلے میں افراد کے ذاتی طور پر قابل اعتماد ہونے پر تھا بجائے اس کے کہ حدیث کے متن پر عاقلانہ اور منطقی تنقید پر ہوتا (۴۱)

سید احمد خان نے تعدد ازدواج اس پر تین پہلوؤں سے غور کیا ہے ۱. قانون فطرت کے لحاظ سے ۲. معاشرتی سطح پر اس کے صحیح اور غلط استعمال سے ۳. اور اس کی مذہبی حیثیت سے۔ (۴۲)

سرسید کو اس میں کوئی حیاتیاتی نقص نظر نہیں آتا ہے جو "تعدد ازدواج" کی اجازت اور اس پر عمل پیرا ہونے میں قانون فطرت کے خلاف ہو۔ کیونکہ مرد قدرتاً مختلف عورتوں کو حاملہ کرنے کی پوری اہلیت رکھتا ہے (۴۳)۔

اس کیلئے سرسید نے قرآن عظیم کی اس آیت "وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی فا نکحوا ما طاب لکم من النسآء مثنی و ثلث و ربع (۴۴) کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں (۴۵)

حضرت عیسیٰؑ کی مجردی کسی اخلاقی یا مذہبی اصول کے تحت نہیں تھی بلکہ اس وجہ سے کہ یہود ان پر ناجائز اولاد ہونے کا اتہام رکھتے تھے اور کسی یہودی لڑکی کے شوہر ہونے کا اہل نہیں سمجھتے تھے بہر کیف وہ جوانی میں وفات پا گئے۔ (۴۶)

قرضوں پر سود (رباء) کی قرآن پاک نے قطعی ممانعت کی ہے اس سوال پر جو کسی بھی اسلامی سلطنت کی ترقی کیلئے موجودہ دور میں سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے اس واسطے کہ اس پر مالیہ اور بینکوں کے مستقبل کا انحصار ہے سید احمد خان کی تشریح یہ ہے کہ اس سے سود در سود کی ممانعت مراد لینا چاہیے اور سود مفرد خاص طور پر بینک کا سود یا حکومت کے تمسکات (بونڈ) پر سود کو مستثنیٰ قرار دینا چاہیے اور اس کی اجازت ہونا چاہیے۔ (۴۷)

اسلام میں فطرت کا تصور اور سید احمد کا نظریہ:-

مغربی اثرات کے آنے سے پہلے ہمارے یہاں یہ بات بالکل واضح تھی کہ اسلامی علوم میں لفظ ''**فطرت**'' کے کیا معنی ہیں

اس کے معنی میں الجھاؤ خود سر سید نے پیدا کئے ہیں۔ فطرت کے اسلامی تصور کو واضح کرنے کیلئے ایک بنیادی کتاب کا حوالہ پیش کرتا ہوں۔

الفطرة، بالكسر وسكون الطاء، الفطرة الخلقة من الفاطر الخالق،

وقال: الفطرة بمعنى الاسلام، وقال: معنى الفطرة فيه البداة التى أبدأ هم عليها،

وقال: الفطرة ماأخذ الله من الميثاق على الذرية وهم فى أصلاب آبائهم

وقال: الفطرة مايقلب الله تعالىٰ قلوب الخلق اليه بما يريدون(۴۸)

سر سید بعض الفاظ کو بنیاد بنا کر اپنی رائے کو تقویت دینے کی کوشش کر رہے ہیں مگر ان الفاظ کے معنی جن کو سر سید صاحب اپنی رائے کیلئے بنیاد بنا رہے ہیں۔ کیا ہیں؟ ''کتب لغات'' میں دیکھتے ہیں

طبع: جو انسان پر واقع ہوتی ہے بغیر ارادہ کے' **جبلت** جس پر انسان پیدا کیا گیا ہے۔

طبیعت: وہ قوت جو اجسام میں ساری ہوتی ہے اور جس سے جسم کمال طبعی کو پہنچتا ہے۔

فطرت: وہ جبلت جس کے ذریعے قبول دین کا میلان پیدا ہوتا ہے۔ (۴۹)

ان الفاظ کی اصطلاحی تشریح بالکل واضح کر دیتی ہے کہ سر سید لفظ ''فطرت'' کو جن معنوں میں رواج دینا چاہتے تھے وہ معنی ہمارے یہاں رائج نہ تھے۔ البتہ لفظ ''طبیعت'' ان معنوں سے قریب ہے جو سر سید کے ذہن میں لفظ ''نیچر'' کے تھے۔ عربی لفظ ''فطرت'' کا مادہ ''فطر'' ہے جس کی دو شکلیں ہیں ایک تو ''فِطر'' جس کے معنی پھاڑنا اور دوسرے ''فَطر'' جس کے معنی ہیں بنانا یا تخلیق کرنا (۵۰) اسلامی علوم میں لفظ ''فطرت'' کے معنی میں مندرجہ ذیل مفاہیم شامل ہیں۔

۱۔ اس کا اطلاق کبھی ان کمالات پر ہوتا ہے جو انسان کی تخلیق یا بناوٹ میں رکھے گئے ہیں۔

۲۔ کبھی اسلام پر ہوتا ہے

۳۔ کبھی قبول اسلام کی استعداد پر۔

۴۔ کبھی اللہ کی معرفت وتوحید پر۔

۵۔ کبھی انبیاء علیہم السلام کی اجماع سنت پر۔

۶۔ کبھی استقامت علی الدین پر۔

(۷) کبھی طریقہ حق پر۔

(۸) کبھی علامت استقامت پر۔

قرآن اور حدیث میں یہی استعمالات شائع ہیں اور ان سب میں لفظ کے اصل معنی وہ حالت جس پر انسان کی تخلیق کی گئی ہے۔ کسی نہ کسی طرح ملحوظ ہیں۔

لفظ فطرت قرآن شریف میں :

قرآن شریف میں لفظ ''**فطرت**'' صرف ایک بار آیا ہے' فاقم و جھک للدین حنیفاً. فطرت الله التی فطر الناس علیھا لاتبدیل لخلق الله (۵۱)

البتہ لفظ ''فطر'' اور ''فاطر'' کئی جگہ آئے ہیں

۱. انی وجھت وجھی للذی فطر السموات و الارض حنیفاوما انا من المشرکین (۵۲)

۲. و مالی لا اعبدالذی فطرنی و الیه ترجعون(۵۳)

۳. الا الذی فطرنی فانه سیھدین (۵۴)

۴. قل اغیر الله ا تخذ ولیا فاطر السموات والارض(۵۵)

۵. قالت رسلھم افی الله شک فاطر السموات و الارض(۵۶)

۶ قل اللھم فاطر السموات والارض(۵۷)

۷. الحمد لله فاطر السموات و الارض جاعل الملائکة رسلاً(۵۸)

۸. اذا السماء انفطرت (۵۹)

فاقم وجھک للدین حنیفا. فطرت الله التی (۶۰) کا مفہوم بالکل واضح ہے مگر سرسید نے اس آیت کے اجزاء کو ایک دوسرے سے الگ کر کے انہیں اپنے معنی پہنانے کی کوشش کی ہے۔ اور اس پر اصرار کیا ہے کہ قرآن شریف کی رو سے قوانین فطرت میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ (۶۱)

حالانکہ قرآن شریف میں سرسید والی ''فطرت،،یا'' قوانین فطرت،، کا نشان نہیں ملتا، اوپر جتنی آیات درج ہوئی ہیں ان میں یہی کہا گیا ہے کہ آسمان اور زمین اور اُن کے درمیان جو کچھ ہے وہ سب اللہ نے بنایا ہے اس حقیقت کو سمجھو، تسلیم کرو اور کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤ۔

اس کے علاوہ یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر 'دین اسلام' کو قبول کرنے کی اہلیت رکھ دی ہے جس کا نام فطرت ہے انسان کو اس اہلیت سے کام لینا چاہے۔ ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا ہے کہ کوئی انسان اپنی فطرت پر چلے گا یا نہیں چلے گا اس کا انحصار بھی اللہ پر ہی ہے انسان کو اللہ نے بنایا ہے اور ہدایت بھی اسی کی طرف سے ہے،

فطرت: حدیث شریف میں:۔

میں نے فطرت کا جو مفہوم بیان کیا وہ احایث سے بالکل واضح ہو جاتا ہے،

۱. الاسلام دین الفطرة (۶۲)

۲. کل مولود یولد علی الفطرة(۶۳)

۳۔ماھن مولود الا یولد علی الفطرة فابواه یهودانه او ینصرانه او یمجسانه(۶۴)

اِن تین حدیثوں کو ملا کر پڑھیں تو بات روشن ہو جاتی ہے کہ فطرت کے معنی دینِ اسلام کے سوا اور کچھ نہیں مگر یہاں دین اسلام کے معنی وہ دین سمجھنا چاہے جسے لیکر انبیاء علیہم السلام آتے رہے اور جس کی آخری شکل شریعت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے یہ فطرت وہ میثاق ہے جو روزِ ازل تمام انسانوں کی روحوں سے لیا گیا تھا جب اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا ''الست بربکم (۶۵) اور اُنہوں نے جواب میں' بلی (۶۶)' کہا۔

اب چند اور احادیث ملاحظہ ہوں۔

۴.لایزال امتی بخیر اوقال علی الفطرة مالم یُوخروالمغرب الی ان نشتبکً النجوم. (۶۷)

۵.عن شفیق قال ان حذیفة رای رجلا لا یتم رکوعه ولا سجوده فلما قضی صلوة رعاه فقال له حذیفة ماصلیت قال ولومت مت علی غیرالفطرة التی فطراللّٰه محمدً صلی اللّٰه علیه وسلم. (۶۸)

اِن دو احادیث میں فطرت کے مطابق عمل کرنے کے معنی ہیں، احکام شریعت کی پوری پابندی کرنے کے ہیں۔

اب آتا ہوں سرسید کی نظریہ فطرت کی طرف۔

یہاں سب سے پہلی بات یاد رکھنے کی یہ ہے کہ ابتدا میں سرسید نے فطرت کالفظ استعمال نہیں کیا ۔ بلکہ ،،خدا کی قدرت'' کا نام لیا ہے۔(۶۹) اس کے بعد سرسید نے ''خدا کی قدرت'' والے فقرے کو مختصر کر کے صرف ،قدرت' کہنا شروع کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ''قانون قدرت'' کا بھی ذکر کرنا شروع کیا ۔(۷۰)

آگے چل کر سرسید نے نیکی اور عبادت کرنے کے پرانے یا نئے اصول بیان کئے ہیں ان کا کہنا ہے کہ اگلے زمانے کے مسلمان خوفِ خدا اور بہشت وحور کی لالچ میں نیکی یا بدی کرنے پر آمادہ ہوتے تھے ان کے خیال میں اب لوگ اِس لئے نیکی کرتے ہیں کہ ''نیچر'' کا مقتضا رہی ہے (۷۱)

''قدرت'' کا ترجمہ ''نیچر'' (۷۲) غلط ہے، سرسید کے ذہن میں ''نیچر'' یا ''فطرت'' کے دو مفہوم ہیں ایک تو نظام کائنات، دوسرے اِنسان کی ماہیت ۔ ان دونوں معنوں میں عربی زبان کی کتابوں میں اِن کے لئے لفظ ''طبیعت'' استعمال ہوتا ہے سرسید نے صرف غلط ترجمہ پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ قرآن شریف میں جہاں کہیں لفظ ''فطرت،، یا ''خلق،، آیا تھا اس کا ترجمہ و مفہوم اپنی عقل کے مطابق سمجھا۔

کہتے ہیں ''اسلام نے جن چیزوں کو اچھا یا بُرا بتایا ہے وہ وہی ہیں جو ''فطرت،، کی رُو سے اچھی یا بری ہیں اور ٹھیٹ مسلمان اور سچے تابعدار سچی شریعت کے ہوتے ہیں گناہ بھی کرتے ہیں اور گناہ گار بھی ہوتے ہیں مگر دغاباز، مکار اور ریا کار نہیں ہوتے ۔(۷۳)

مندرجہ بالا اقتباس سے پتا چلتا ہے کہ سرسید کی نظر میں ،،نیچری،، کی تعریف کیا ہے

سرسید کے یہاں نیچر کا مفہوم :۔

سرسید ،،نیچر،، کو حقائق موجودات یا اصول نظام کائنات کے معنی میں استعمال کرتے ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ سارے عالم میں واقعات ایک نظم اور ضابطہ سے رونما ہورہے ہیں ہر چیز مقررہ قوانین پر عمل کررہی ہے اور ان ہی کے مطابق اس کے خواص وافعال کا ظہور ہوتا ہے آگ جل رہی ہے اور جلنے پر مجبور ہے برف ٹھنڈ پیدا کرتی ہے اور ایسا کرنا اس کے لئے ناگزیر ہے، ہوائیں چلتی ہیں دریا بہتے ہیں پودے اُگتے ہیں، بچے پیدا ہوتے ہیں بوڑھے ہوتے ہیں اور مر جاتے ہیں یہ سب کچھ ضابطہ اور قانون کے مطابق ہورہا ہے اسی قانون ضابطہ اور اصول کا نام ''نیچر،، ہے (۷۴)

سرسید کا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ ''نیچر،، کے یہ قوانین اور ضابطے اس قدر مستحکم ہیں کہ اُن کو کوئی توڑ نہیں سکتا، اللہ خود بھی ان کو نہیں توڑتا
'قرآن میں اس کا ارشاد ہے (ولن تجد لسنة الله تبديلاً)(۷۵)
ایک دوسری جگہ ارشاد ہے (لاتبديل لخلق اللهِ) (۷۶)

اس طرح سرسید اِسلام اور نیچر یا اسلام اور فطرت کی ہم آہنگی اور یگانگت کے قائل ہیں وہ توحید،
رسالت، وحی اور تمام عقائد و احکامِ اسلام کو نیچر ہی کی بناء پر ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ ملائکہ اور شیطان وغیرہ کو نیچرل
قوتوں سے تعبیر کرتے ہیں (۷۷)

سید صاحب (متوفی ۱۸۹۸ء) نیچر کی ستائش اور اس کی ہمہ گیر ظاہری شکلوں سے مرعوب اور متاثر ہو کر کہتے ہیں
''کہ کسی نے خدا کو اور کسی طرح نہیں جانا، اگر جانا تو نیچر ہی سے جانا۔ (۷۸)
موسیٰ علیہ سلام '' رب ارنی،، کے جواب میں کیا سنا'' لن ترٰنی ولكن انظر الى الجبل (۷۹)
''پہاڑ پر کیا تھا؟ وہی ''نیچر،، قانون قدرت کا نمونہ تھا خود ''خدا،، بھی اپنے آپ کو کچھ نہیں بتا سکا اور جو بتایا تو ''نیچر،، ہی کو
بتلایا۔(۸۰)

سرسید کے مندرجہ بالا بیان سے وحی کے انکار کا پتا چلتا ہے اس طرح جابجا سرسید کے خطبوں اور عبارتوں میں کہیں قرآن
شریف اور وحی کا اِستہزاء پایا جاتا ہے اور کہیں اللہ تعالیٰ اور انبیاء علیھم السلام کا درجہ نیچر کے تحت قرار پاتا ہے مثلاً یہ عبارت ملاحظہ
ہو۔

''نیچری اس وقت بھی پکاریں گے کہ بہشت میں جانا نہ یہودی ہونے پر موقوف ہے نہ عیسائی ہونے پر نہ وہابی ہونے پر موقوف
ہے نہ اور کچھ ہونے پر' بلکہ اصل یہ ہے کہ (من اسلم وجهه لِلهِ وهو محسن فله اجره عنده ربه. ولا خوف عليهم
ولا هم يحزنون (۸۱)
''پھر دیکھیے ان کی یہ صدا سنی جاتی ہے یا نہیں، ہم کو تو یقین ہے کہ ضرور سُنی جائے گی اگر سنی گئی تو پھر نیچریوں کی
بدولت سب کا بیڑا پار ہے۔(۸۲)

تفسیر سرسید کے ہاں:۔

جس طرح سرسید کے اکثر کام نرالے اور اچھوتے تھے اسی طرح اُن کی تفسیر بھی نرالی ہے تقریباً سرسید تک تمام مفسرین نے قرآن کی تفسیر اس اُصول پر نہیں لکھی کہ قرآن میں کوئی بات قانون فطرت کے خلاف نہیں ہے۔
مسلمانوں کی ذہنیت بدلنے کے لئے اُنہیں یہ باور کرانا لازمی تھا اس لئے سرسید نے اپنا تصورِ فطرت اور اس کے لوازمات سب سے زیادہ تفسیر کے ضمن میں استعمال کئے انہوں نے نہ صرف ایک نئی تفسیر لکھ ڈالی بلکہ اپنی تبلیغی مہم کا آغاز ہی اس طرح کیا کہ اپنے مضامین میں قرآنی آیات کے ایسے مطلب بیان کرنے شروع کئے۔ جو عقل و نقل دونوں کے خلاف تھے۔
اس نئی تفسیر میں اُن کو یہ فائدہ بھی نظر آتا تھا کہ اس کی بدولت مسلمان مغربی خیالات کو قبول کر کے ترقی کی راہ پر گامزن ہو جائیں گے۔

اس کے لئے انہوں نے ضروری سمجھا کہ اب تک مفسرین نے جس طرح قرآن شریف کو سمجھا ہے اسے رد کیا جائے چنانچہ اس معرکے میں اُن کا پہلا قدم یہ تھا کہ تقلید کے اصول کو ترک کیا جائے اور سلف کی پیروی سے نجات حاصل کی جائے (۸۳)
مگر اس کے بعد سرسید کو یہ مشکل آگئی کہ جن حقائق سے سرسید انکار کرنا چاہتے تھے ان کا اثبات حدیث سے ہوتا تھا لہٰذا دوسرا قدم اُنہوں نے یہ اُٹھایا کہ حدیث سے ہی انکار کر دیا اور کہا،، تمام علماء حدیث اس بات پر متفق ہیں کہ کُل حدیثیں بالمعنی روایت کی گئی ہیں نہ باللفظ۔ اس لئے الفاظ حدیث اس آخر راوی کے متصور ہوتے ہیں جن سے اس نے روایت کی۔ اس لئے اس باب میں حدیثوں اور سیر کی روایتوں سے بحث کرنا ہمارے نزدیک محض فضول اور بے فائدہ ہے۔ (۸۴)
تفسیر قرآن میں سرسید کیلئے یہ مشکل رہی' کہ قرآن شریف میں فرشتوں، جنوں اور معجزوں وغیرہ کا ذکر آتا ہے جنہیں انیسویں صدی کی سائنس قبول نہیں کرتی۔ اس مشکل کو حل کرنے کا طریقہ اُنہوں نے یہ نکالا کہ اپنی تفسیری مہم کا بنیادی اُصول یہ قرار دیا،''کہ قرآن شریف کلام الٰہی ہے اور کلام الٰہی خلاف واقع نہیں ہوسکتا،، (۸۵)
چنانچہ وہ لکھتے ہیں

''ہمارا یقین ہے کہ قرآن مجید حقیقت امور کے مطابق ہے کیونکہ ''ورڈ آف گاڈ،، ہے اور بالکل ''ورک اف گاڈ'' اس کے مطابق ہے جہاں تک ہمارے علوم کو ترقی ہوتی جاوے گی اور اس ترقی یافتہ علوم کے مطابق ہم اس پر غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ جو معنی ہم نے قرار دیئے تھے وہ ہمارے علم کا نقصان تھا قرآن مجید ہر ایک نقصان سے بری تھا۔ (۸۶)

سرسید لکھتے ہیں،، کہ اب ہمارے سامنے دو چیزیں موجود ہیں۔

۱۔ورک آف گاڈ (یعنی خدا کے کام)

۲۔ورڈ آف گاڈ (یعنی خدا کا کلام یعنی قرآن مجید)

اور ورک آف گاڈ اور ورڈ آف گاڈ کبھی مختلف نہیں ہو سکتے، اگر مختلف ہوں تو ورک آف گاڈ تو موجود ہے جس سے انکار نہیں ہو سکتا اور اس لئے ورڈ آف گاڈ جس کو کہا جاتا ہے اس کا جھوٹا ہونا لازم آتا ہے نعوذ باللہ منھا اس لئے ضروری ہے کہ دونوں متحد ہوں (۸۷)

یہاں سرسید نے صاف صاف کہا ہے کہ ورک آف گاڈ (یعنی سائنس کے اصولوں) کو ورڈ آف گاڈ یعنی قرآن مجید پر فوقیت حاصل ہے اور وہ سائنس کے اصولوں سے دستبردار ہونے کو نہیں ' چاہے قرآن مجید سے دستبردار ہونا پڑے۔
بہر حال جب سرسید تفسیر کی طرف آئے تو انہوں نے پہلے ہی سے طے کر لیا تھا کہ اُنہیں کیا کرنا ہے ان کا اصل معیار تو مشاہدہ یا سائنس کا طریقہ کار تھا اس لئے انہوں نے فرشتوں، جنوں اور شیطان کے وجود سے انکار کیا، حضرت جبرئیلؑ کے وحی لانے سے انکار کیا معراج بالجسد سے انکار کیا' سات آسمانوں کے وجود سے انکار کیا، حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بے باپ ہونے اور آسمان پر جانے سے انکار کیا معجزے سے انکار کیا غرض ہر ایسی چیز سے انکار کیا جو اُن کی عقل کے لئے قابل قبول نہ تھی۔

اُنہوں نے تفسیر کے چار اُصول قائم کیے ہیں:

۱۔تفسیر میں تحقیق کا دروازہ مفسرین نے بند کر دیا ہے میں اس کو قبول نہیں کرتا۔

۲۔قرآن مجید کے الفاظ کے وہی معنی لیں گے جو آن پڑھ جاہل عرب حقیقی یا مجازی معنی لیتے تھے

۳۔پس جو لوگ یہ بات کہتے ہیں کہ ہم قرآن مجید کے الفاظ سے ہر مقام پر وہی معنی لیں گے اور وہی حقیقت سمجھیں گے جو عرب کی زبان میں ان کے لئے معنی ہیں یہ ان کی محض غلطی ہے۔اسی لئے انھوں نے اپنے دوسرے اصول کو کاٹ دیا اور اوپر سے یہ اضافہ کیا کہ ھذاما الھمنی ربی . (یعنی مفسرین کی طویل طویل بحثیں اور دلائل سب ناکارہ، لیکن خود جو بات کہی وہ الہام!)

۴۔یہاں پر پھر دوسرے اصول کی طرف لوٹ گئے،، جس طرح کے فصیح و بلیغ انسان آپس میں بول چال کرتے ہیں اور جو طرز ان کی بول چال کا ہوتا ہے اس کا لحاظ قرآن مجید میں بھی ہمیشہ رکھنا چاہئے (۸۸)

اِن چار اصولوں کا فائدہ یہ ہوا کہ قرآن شریف کا انکار بھی نہ کرنا پڑا، اور مغرب کے تصور فطرت اور سائنس کے طریقہ کار کی تبلیغ بھی ہوتی رہی۔

سرسید کے قرآنی نظریات:

اس عنوان کے ذیل میں سرسید کی تفسیر ''تفسیر القرآن،، سے آپ کے چند قرآنی افکار مختصراً بطورِ نمونہ پیش کرتا ہوں۔

قرآنی معجزات سے انکار:

معجزہ (۸۹) کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے کوئی ایسا خرقِ عادت یا عام دستور اور مشاہدہ کے خلاف واقعہ جس کا صدور نبی ﷺ سے ہوا ہو۔ قرآن نے معجزہ کے لئے ''آیت،، یا ''مبصرۃ'' کے الفاظ استعمال کئے ہیں اور ایسا کوئی نہ کوئی معجزہ انبیاء کے ساتھ لازم و ملزوم سمجھا جاتا رہا ہے اس لئے انبیاءؑ کے مخاطبین بالعموم ان سے اپنی بات کی صداقت کے ثبوت میں معجزوں کا مطالبہ بھی کرتے رہے ہیں۔

حضرت ابراھیمؑ کے لئے آگ کا ٹھنڈا ہونا:

حضرت ابراھیمؑ کے متعلق آپ کا خیال ہے کہ انہیں سرے سے آگ میں ڈالا ہی نہیں گیا تھا بلکہ یہ معاملہ محض کفار کی کوششوں اور تدبیروں تک ہی محدود رہا (۹۰)

آپ کی دلیل یہ ہے

قلنا یا نار کونی بردا و سلاماً علی ابراھیم • وارادوا به کیدً افجعلنھم الاخسرین. (۹۱)

فرماتے ہیں ''اب اُن کی تدبیر کیا تھی؟ وہ تدبیر یہ تھی کہ ابراھیمؑ کو آگ میں ڈالا جائے اور اللہ نے نا کام بنادی۔ (۹۲)

اگر اتنی ہی بات تھی تو اللہ تعالیٰ کا آگ کو ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جانے کا حکم دینے کی ضرورت تھی؟

اصحاب فیل (۹۳)

اصحاب فیل کی تباہی کو سرسید یوں تاویل کرتے ہیں کہ ''ابرھہ کے لشکر میں چیچک کی وُبا پھوٹ پڑی تھی اور وہ فوج مرگئی (۹۴)

سید صاحب بھی کچھ عجیب تاویل کرتے ہیں کہ آخر چیچک کو ابرھہ کے لشکر سے کیا دشمنی تھی اور مکہ والوں سے کیا دوستی تھی۔ یہ وُبا اُن کو کیوں نہ لگی'' ترمیھم بحجارۃٍ من سجیل (۹۵) سے چیچک کی وبا کا تصور کیسے کشید کیا جا سکتا ہے؟

عصائے موسیٰ اور ید بیضا:

سید احمد خان ا(المتوفی ۱۳۱۵ھ) لکھتے ہیں

''اِن آیات پر (جو عصائے موسیٰ کے سانپ اور ید بیضا پر دلالت کرتی ہیں غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کیفیت جو حضرت موسیٰ پر طاری ہوئی اسی قوتِ نفس انسانی کا ظہور تھا جس کا اثر خود ان پر ہوا تھا یہ کوئی معجزہ یا فوق الفطرت نہ تھا اور نہ اس پہاڑ کی تلی میں جہاں یہ امر واقع ہوا، کسی معجزہ کے دکھانے کا موقع تھا اور نہ یہ تصور ہو سکتا ہے کہ وہ پہاڑ کی تلی کوتی مکتب تھا جہاں پیغمبروں کو معجزے سکھائے جاتے ہوں اور معجزوں کی مشق کرائی جاتی ہو، حضرت موسیٰؑ میں از روئے فطرت و جبلت کے وہ قوت نہایت قوی تھی جس سے اس قسم کے آثار ظاہر ہوتے ہیں وہ لکڑی لکڑی ہی تھی فی الواقعہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔(۹۶)

دریا کا پھٹنا:

یہ واقعہ قرآن میں کئی مقامات پر بصراحت موجود ہے کہ جب موسیٰؑ بنی اسرائیل کو لیکر راتوں رات نکلے اور فرعون اُن کے تعاقب میں نکلا تو حضرت موسیٰؑ نے بحکم الٰہی دریا پر اپنا عصا مارا' دریا میں راستے بن گئے۔موسیٰؑ بنی اسرائیل کو لیکر پار کر گئے ،فرعون غرقِ نیل ہوا۔(۹۷)

سید صاحب فرماتے ہیں

''نہ کوئی دریا پھٹا اور نہ کوئی خلافِ عادت معجزہ ظہور میں آیا تھا بلکہ اس دریا کی سمندر کی طرح عادت تھی کہ مدّ و جزر چڑھنا' اُترنا آنا فانا اس میں ہوا کرتا تھا پس جب رات کو موسیٰ بنی اسرائیل کے سمیت گزر رہے تھے اس وقت خشک تھا اور جب فرعون گزرنے لگا تو اتفاقاً چڑھ گیا(۹۸)

بارہ چشموں کا پھٹنا:۔

اسی طرح موسیٰؑ کا ایک معجزہ یہ بھی تھا کہ بنی اسرائیل کو پانی کے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ سے کہا کہ اپنا عصا پتھر پر مارو تو اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے (۹۹) اس کی تاویل سید صاحب نے یہ فرمائی ہے۔

''کہ ''حجر،، کے معنی پہاڑ کے ہیں اور ''ضرب،، کے معنی رفتن کے'' پس صاف معنی یہ ہوئے کہ اپنی اور لاٹھی کے سہارے پہاڑ پر چل، اس پہاڑ کے پرے ایک مقام ہے جہاں بارہ چشمے پانی کے جاری تھے (۱۰۰) '' فانفجرت منه اثنتا عشرة عينا'' (۱۰۱) یعنی اس میں سے پھوٹ نکلے ہیں بارہ چشمے (۱۰۲)

مطلب یہ ہوا اگر حضرت موسیٰؑ لاٹھی کے سہارے نہ جاتے، لاٹھی کے بغیر وہاں جاتے تو وہاں بارہ چشمے موجود نہ ہوتے ۔
یہ لاٹھی کے سہارے چلنے کی برکت تھی

پہاڑ کیلئے عربی میں کئی الفاظ آئے ہیں جو قرآن پاک میں مذکور ہیں، مثلاً جبال(۱۰۳) ،(جبل) ، رَوَاسی (۱۰۴)،طَوْد(۱۰۵) 'صخرہ(۱۰۶) وغیرہ جو علی الترتیب چھوٹے بڑے پہاڑوں پر بولے جاتے ہیں مگر، حجر(۱۰۷) کے معنی پتھر ہی کے ہیں۔

پھر''ضرب،، کا صلہ اگر''فی،، ہو، تو اس کے معنی چلنا ہوتے ہیں جیسے ضَرَبَ فِي الْأَرضِ۔ اور جب''ضَرَبَ،، کا یہ صلہ ،،ب،، سے ہو۔ تو اس کے معنی''چلنا،، کی بجائے کسی چیز سے مارنا ہوتے ہیں اور''ب،، کے بعد اس''آلہ،، کا ذکر ہوتا ہے جس سے مارا جائے گویا'' اضرب بعصاک الحجر ،، کے معنی لاٹھی سے مارنا ہی ہوں گے، اور لاٹھی کے سہارے چلنا نہیں(۱۰۸)

حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی پیدائش اور وفات اور سرسید:

حضرت عیسیٰؑ کی ولادت ایک عظیم معجزہ ہے اور آسمان پر اُٹھایا جانا بھی معجزہ ہے

لیکن سرسید اِن دونوں معجزوں کا منکر ہے لکھتے ہیں

''حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت میں کوئی نص صریح قرآن مجید میں موجود نہیں ہے کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے بلکہ مسیح کے زمانے کے سب لوگ جانتے تھے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہودیوں نے نہ سنگسار کیا نہ صلیب دیا بلکہ اپنی موت مرے اور خدا نے اُن کے درجہ اور مرتبہ کو''مرتفع (بل رفعه الله اليه) کیا۔(۱۰۹)

اسی طرح حضرت عیسیٰ کے دوسرے معجزات (۱۱۰) سے بھی اِنکار کیا ہے(۱۱۱)

رسول اللہ کے معجزات اور نظریہ سرسید:

انشقاق قمر:

اقتربة الساعة وانشق القمر (۱۱۲)

سرسید لکھتے ہیں ''یہاں چاند کے پھٹنے سے مراد یہ نہیں کہ وہ فی الواقع پھٹ گیا تھا مراد یہ ہے کہ قیامت کے نزدیک پھٹ جائے گا جیسے آسمان بھی پھٹ جائے گا اور دوسرے اجرام بھی زیروزبر ہو جائیں گے(۱۱۳)

معراج النبی ﷺ :۔

سبحان الذی اسرٰی بعبدہ لیلاً من المسجدالحرام الی المسجدالاقصی الذی بار کنا حو لہ لنریہ من اٰیتنا(۱۱۴)

مندرجہ بالا آیت میں آپ کے اس سفر کے جسمانی ہونے کی واضح دلیل ہے۔لیکن سید(المتوفی ۱۱۷۶)اس چیز سے انکار کرتے ہیں اور لکھتے ہیں

''اصل یہ ہے کہ انحضرتؐ نے معراج کی بہت سی باتیں جوخواب میں دیکھی ہوں گی لوگوں سے بیان کی ہوں گی منجملہ ان کے بیت المقدس میں جانا اوراس کودیکھنا بھی بیان فرمایا ہوگا'انحضرت ﷺ کا بجسدہ اور بیداری کی حالت میں معراج پر جانا ثابت نہیں ہوسکتا(۱۱۵)

ومارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمٰی(۱۱۶)

حضوراکرمؐ کے معجزات میں سے جوقرآن سے ثابت ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جنگِ بدر میں آپؐ نے ریت کی مٹھی شاھت الوجوہ (۱۱۷) کہتے ہوئے کفار کی طرف پھینکی تو اس کے ایک ایک ذرہ نے کفارکواندھا کردیا اور بھاگنے پر مجبور ہوگئے مگرسرسید اِن دونوں کاموں (معجزوں) کوہواؤں کے رخ کے سپرد کردیتے ہیں(۱۱۸)

مختصر یہ کہ سرسید نے ان کے علاوہ دوسرے خرقِ عادات امورٗ دعاؤں کے فوائد(۱۱۹) ،بنی اسرائیل کا بندر بن جانا(۱۲۰)اللہ تعالیٰ کی مارنے اورزندہ کرنے کی قدرت(۱۲۱)حضرت عزیرعلیہ السلام کی موت اورزندگی (۱۲۲)،پرندوں کی موت اورزندگی(۱۲۳)جنت اوردوزخ کی حقیقت(۱۲۴)اوران کی خارجی وجود(۱۲۵)وغیرہ کاانکارکیا ہے۔

سر سید پر علماء کی علمی تنقید

سر سید کی تفسیری مہم کی جو کمزوریاں میں نے دکھائی ہیں وہ کوئی ایسے نازک اور باریک نہیں بلکہ بدیہی غلطیاں ہیں ان غلطیوں کا ان کے معاصر علماء نے بھی سخت نوٹس لیا اور وقت وقت پر خط وکتابت کے ذریعے اُن کو آگاہ کرتے رہے اور بعض علماء نے اِن غلطیوں کا علمی جائزہ بھی لیا۔ تاکہ سر سید رجوع کر لے۔ لیکن وہ کسی طور ماننے کے لئے تیار نہ تھے، پھر محسن الملک (۱۲۶) جیسے مخلص دوست نے جو سر سید کی نیک نیتی کا معترف بھی تھا انہیں اس بات سے آگاہ بھی کیا، خود سر سید نے مذکورہ بالا آگاہی کا اعتراف بھی کیا ہے اور اپنی تفسیر کے آغاز میں محسن الملک (المتوفی ۱۳۲۵ھ) کا خط نقل کیا ہے جس میں اُنہوں نے لکھا ہے۔

''لطف یہ ہے کہ آپ اسے تاویل بھی نہیں کہتے (تاویل کو آپ کفر سمجھتے ہیں) بلکہ صحیح تفسیر اور اصلی تفسیر قرآن کی سمجھتے ہیں حالانکہ نہ سیاق کلام، نہ الفاظِ قرآنی' نہ محاورات عرب سے اس کی تائید ہوتی ہے (۱۲۷)

محسن الملک نے سر سید کے موقف کی ایک بڑی کمزوری کی طرف نشاندہی کی ہے ان کا کہنا ہے۔

''آپ ایک اصل کو بھی اصول دین سے اور ایک اعتقاد کو بھی منجملہ معتقدات مذہب کے ماڈرن سائنس اور زمانہ حال کے فلسفے کی رُو سے 'لا آف نیچر،، کے مطابق ثابت نہ کر سکیں گے (۱۲۸)

محسن الملک (المتوفی ۱۳۲۵ھ) کے نزدیک سر سید (المتوفی ۱۳۱۵ھ) اپنے مقصد میں بالکل ناکام رہے۔

''پس میرے نزدیک آپ دو مصیبتوں میں سے ایک میں سے بھی نہ نکل سکے کہیں قرآن کے معنی سمجھنے میں غلطی کی اور کہیں نیچر اور ''لاء آف نیچر،، کے ثابت کرنے میں، بعض جگہ تو آپ قرآن کا وہ مطلب سمجھے جو نہ خدا سمجھا، نہ جبرئیل، نہ محمد ﷺ نہ صحابہؓ، نہ اہلِ بیت نہ عام مسلمان، اور کہیں نیچر کے دائرے سے نکل گئے اور مذھبی آدمیوں کی طرح پرانے خیالات اور پرانی دلیلوں اور پرانی باتوں کا گیت گانے لگے،، (۱۲۹)

یہ ایسا اعتراض تھا جس کا جواب سر سید سے بھی نہ بن پڑا۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی المتوفی ۱۲۹۷ھ (۱۳۰) (بانی دار العلوم دیوبند) کا اعتراض:

اس تفسیر کے مسئلے پر مولانا محمد قاسم نانوتوی سے بھی سر سید کی خط وکتابت ہوئی جو کتابی شکل میں ''تصفیة العقائد،، کے نام سے ۱۹۰۲ء میں مطبع مجتبائی دہلی سے شائع ہوئی۔ اور ابھی تک ہندوستان و پاکستان سے اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

سرسید کی خوبیوں کے مولانا محمد قاسم نانوتوی (المتوفی ۱۲۹۷ھ) بھی قائل تھے مگر انہیں بھی محسن الملک (المتوفی ۱۳۲۵ھ) کی طرح یہی شکایت ہے کہ سرسید کسی بات سننے کو تیار نہیں بس اپنی کہے جاتے ہیں چنانچہ مولانا قاسم نانوتوی لکھتے ہیں۔

''سنی سنائی سرسید صاحب کی اولوا لعزمی اور دردمندی اہل اسلام کا معتقد ہوں اور اس وجہ سے ان کی نسبت اظہار محبت کردی' تو بجا ہے، مگر اتنا یا اس سے زیادہ ان کے فساد عقائد کو سن سن کر ان کا شاکی اور ان کی طرف سے رنجیدہ خاطر ہوں ان کی اس تحریر کو دیکھ کر دل سرد ہو گیا، یہ یقین ہو گیا کہ کوئی کچھ کہو وہ اپنی وہی کہے جائیں گے ان کے انداز تحریر سے یہ بات نمایاں ہے کہ وہ اپنے خیالات کو ایسا سمجھتے ہیں کہ کبھی غلط نہ کہیں گے،، (۱۳۱)

سرسید نے جو یہ اصول قائم کیا تھا کہ خدا کا کلام ہرگز خلاف حقیقت اور خلاف واقعہ نہیں ہو سکتا، اس کو مولانا محمد قاسم نانوتوی بھی مانتے ہیں لیکن ''حقیقت،، اور ''واقعہ،، کی تصریح وہ اس طرح کرتے ہیں ''حقیقت اور واقعہ کے دریافت کرنے کی صورت اس سے بہتر کوئی نہیں کہ خدائے تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے کلام کی طرف رجوع کیا جائے،، (۱۳۲)

اس کے برخلاف سرسید کا طریقہ یہ تھا کہ حقیقت کے دریافت کرنے کی صورت صرف یہ ہے کہ مغربی سائنس سے رجوع کیا جائے۔ (۱۳۳)

عقل کے معاملے میں بھی مولانا محمد قاسم نانوتوی نے یہ معیار قائم کیا تھا

''اگر اشارہ عقل معارض اشارہ نقل ہو تو ہرگز قابل اعتبار نہیں غرض عقل کی بات یہ ہے کہ کلام اللہ اور احادیث صحیحہ نمونہ صحت اور سقم دلائل عقلیہ سمجھے جائیں نہ برعکس،، (۱۳۴)

مگر سرسید عقل کی بالادستی پر جمے رہے اور عقل بھی انیسویں صدی والے سائنس کے اختیاری طریقہ کار کے معنی میں۔

سرسید دعوٰی کرتے تھے کہ اسلام کے احکام فطرت کے مطابق ہیں اس سلسلے میں بھی مولانا محمد قاسم نانوتوی نے انہیں یاد دلایا۔

''کہ فطرت اس حالت کو کہنا چاہئے جو روح کیلئے بمنزلہ صحت جسمانی ہو جو جسم کے لئے قبل عروض مرض ہوتی ہے اور بعد عروض مرض مفقود ہو جاتی ہے۔ طاعت میں لذت اور معصیت میں تکلیف ہونے لگے تو البتہ ایسے اہل قلوب کو ارباب فطرت کہہ سکتے ہیں پھر بھی سوائے نبی، کسی کا قلب دربارہ صحت وسقم، قرآن واحادیث کسوٹی نہیں ہو سکتا، ہاں قرآن واحادیث صحیحہ البتہ کسی کے وجدان کے کھرے کھوٹے بتانے کے لئے معیار ہیں،، (۱۳۵)

اس تفسیر سے متعلق سرسید کے سوانح نگار اور بہت سارے مسائل میں ان سے متفق خواجہ الطاف حسین حالی (۱۳۶) (المتوفی ۱۹۱۴ء) نے سرسید متوفی ۱۳۱۵ھ) کی تفسیری خدمات کو سراہنے کے باوجود اپنی رائے ان الفاظ میں ظاہر کی ہیں

'' سرسید کی تفسیر جس میں بیسیوں آیات کے معانی جمہور مفسرین کے خلاف لکھے گئے ہیں جو مطلب قرآن کا سرسید نے بیان کیا ہے وہ نہ خدا کو سوجھا، نہ نبی کو، نہ صحابہ و تابعین اور نہ دیگر علماء امت کو ،، (۱۳۷)

سرسید متوفی ۱۸۹۸ء پر علمی تنقید مدلل طریقے سے مولانا اصغر علی روحی (متوفی ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۹۵۴ء) (۱۳۸) نے کی ہے۔ انہوں نے جابجا ان کی عبارات نقل کر کے دلائل کے ساتھ محاسبہ کیا ہے

'' مثلاً سرسید کے نزدیک ،، وحی '' ایک قوت فطرت کا نام تھا ،، (۱۳۹)

اس کے جواب میں لکھتے ہیں

'' اگر یقیناً وحی ایک قوت فطرت کا نام ہے تو پھر " علمه شديد القوى ذو مرة (۱۴۰) کے الفاظ وحی رساں کے حق میں وارد ہوئے ہیں کیا معنی رکھتے ہیں؟ کیونکہ وحی اگر ایک قوت ہے تو تعریف میں یہ کہنا کہ بڑی قوتوں والی ہے ایک ایسی لغو بات ہے جس کو ایک معمولی فہم و عقل کا آدمی بھی جائز نہیں رکھتا کیونکہ ملکہ نفس انسانی ایک '' کیفیت راسخہ ،، کا نام ہے (۱۴۱) تو گویا معنی یہ ہوئے کہ نفس کی کیفیت راسخہ میں بڑی بڑی مضبوط کیفیات راسخہ موجود ہیں مگر ہمیں اس کلام سے کوئی معنی صحیح معلوم نہیں ہوتے ، علاوہ بریں ملکہ ایک ایسی کیفیت کا نام ہے جو بار بار کسی امر کی مشق کرنے سے مستحکم ہو جاتی ہے جس طرح نماز کی عادت ، کیونکہ ایک مدت تک اس کی پابندی کرنے سے انسان اس کے ادا کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے یعنی ایک ایسا امر جو عادت سے اختیار کیا جاتا ہے بتدریج طبیعت ثانیہ بن جاتا ہے اگر نبوت کو ایک ملکہ کہا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ پیغمبر ﷺ بذریعہ مشق اور کثرت مزاولت کے آہستہ آہستہ نبی بن گئے تھے مگر اس خیال کے ابطال میں سب سے بڑی زبردست اور قاطع حجت آیۃ ذیل ہے

'' انه لقول رسول كريم • ذی قوة عند ذی العرش مكين • مطاع ثم امين • وماصاحبكم بمجنون • ولقد راه بالافق المبين (۱۴۲)

اس آیت کے الفاظ سید صاحب کے خیال کی پوری تغلیط کر رہے ہیں کیونکہ ملکہ فطری کے لئے صفات مذکورہ بالا دلیل چسپاں نہیں ہو سکتی۔

سرسید لکھتے ہیں ''کہ قرآن مجید کا نزول نجماً نجماً ہوا ہے (۱۴۳)

جواب یہ ہے اگر فطرتِ نبوت تمام انبیاء کے مطابق قرآن مجید نجماً نجماً نازل ہوا ہے تو چونکہ فطرت نبوت تمام انبیاء علیہم السلام کی ایک ہی ہے اس لئے پہلے انبیاء علیہم السلام پر جو کتابیں دفعۃً واحدۃً نازل ہوئیں وہ خلاف فطرت نبوت قرار پائیں گے اور اس لئے ان پر ایمان لانا واجب نہ ہوا حالانکہ قرآن مجید کی ایک ایسی آیت پر بھی ایمان لانا واجب نہ ہوا جن میں کتب انبیاء پر ایمان لانا واجب قرار پایا ہے اور قرآن مجید کی ایسی آیات پر ایمان نہ لانا ''نؤمن ببعض و نکفر ببعض،، (۱۴۴) کا مصداق ٹھرے گا یا قرآن کی تکذیب لازم آئیگی (۱۴۵)

سرسید لکھتے ہیں

''کہ بمقتضائے فطرت انسانی یہ بات دیکھتے ہیں کہ تمام ملکات انسانی کسی محرک یا کسی امر کے پیش آنے پر اپنا کام کرتے ہیں اسی طرح ملکہ نبوت بھی جب ہی اپنا کام کرتا ہے جبکہ کوئی امر پیش آتا ہے (۱۴۶)

اس کا جواب ''مانی الاسلام،، کے مصنف یہ دیتے ہیں ''اگر بقول سید صاحب ملکہ سے قابلیت مراد ہے تو قبل از نبوت وہ ملکہ کہاں تھا؟ قابلیت کو ملکہ نہیں کہا جاتا اور اگر یوں کہو کہ قبل از نبوت وہ ملکہ راسخ طور پر موجود نہیں تھا تو جواب یہ ہے کہ ملکہ تو کیفیت راسخہ کا نام ہے پھر ملکہ نبوت کا لفظ نہ بولؤ قابلیت کہو اور صرف قابلیت کوئی شئے نہیں کیونکہ ایک ناخواندہ جاھل میں لکھنے پڑھنے کی قابلیت موجود ہے مگر وہ فی الحال لکھ پڑھ نہیں سکتا اس لئے قبل از نبوت لفظ ملکہ کا استعمال کس قدر بھاری غلطی ہے (۱۴۷)

یہ بات صحیح ہے اور کسی امر کے پیش آنے پر ملکہ نبوت کا اپنا کام کرنا بالکل بے معنی بات ہے کیونکہ کئی ایک مواقع پر جناب پیغمبر خدا ﷺ کو نزول وحی کی حد سے زیادہ آرزو رہی۔ مگر وحی نازل نہ ہوئی، مثلاً جنگ بدر کے قیدیوں کے باب میں کئی دن تک وحی کا انتظار فرمایا، قصہ افک، تحویل قبلہ، حقیقت روح، قصہ اصحاب کہف، قصہ ذوالقرنین کے متعلق مدتوں آپ منتظر رہے۔

سید احمد خان لکھتے ہیں

''کہ علماء نے آیۃ'' فالتقمہ الحوت (۱۴۸) کا مطلب غلط سمجھا ہے، کیونکہ ایت کا مطلب صرف یہ ہے کہ مچھلی نے یونس علیہ السلام کو لقمہ بنا کر منہ میں لے لیا آپ کا مچھلی کے پیٹ میں جانا ثابت نہیں ہوتا (۱۴۹)

جواب یہ ہے ''التقم'' کے معنی جو سید صاحب نے لیا ہے غلط ہے ''التقام'' کے معنی لقمہ کو گلے سے نیچے اتار لینے کے ہیں (۱۵۰)

سرسید صاحب لغت عربی کے ماہر نہیں تھے اس لئے ان سے یہ غلطی ہوئی ہے میں '' التقام،، لفظ عربی لغت میں دیکھتا ہوں تا کہ اصل حقیقت کا انکشاف ہو جائے لغات کی کتابوں میں اس لفظ کا معنی یوں ہے۔

واللقمة اکلها بمرة اللقم سرعة الاکل (۱۵۱) ،رجل تلقام یلتقم کل شئی واسع لحلق لقم ، لقمت الطعام القمه وتلقمته (۱۵۲) لہذا قرآن مجید میں بھی لفظ ''لقمہ'' ہی وارد ہوا ہے

لقمه:

ہڑپ کر جانا، نگل جانا، حلق سے اُتار جانا، نوالہ کر جانا، اڑا جانا، ڈکا جانا، کھا جانا، کھانے کی وہ مقدار جو ایک بار منہ میں ڈالیں (۱۵۳)

'' فالتقم،، کی لغات کی کتابوں میں تشریح سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اہل لغت سرسید احمد خان کی تردید کر رہے ہیں۔

سرسید متوفی ۱۳۱۵ھ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

قالوا لن نؤ من لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا ۰ او تکون لک جنة من نخیل وعنب فتفجر الانهار خللها تفجیرًا ۰ اوتسقط السماء کما زعمت علینا کسفاً او تاتی باللهِ والملا ئکة قبیلاً ۰ او یکون لک بیت من زحرف او تر قی فی السماء ولن نو من لر قیک حتی تنزل علینا کتبا نقرؤہ ۰ قل سجان ربی هل کنت بشرًا رسولاً (۱۵۴)

سید صاحب کی عربی دانی:

۱۔ ینبوع: لفظ واحد ہے جس کے معنی چشمہ کے ہیں سید صاحب نے '' چشمے،، بصیغہ جمع کیا ہے (۱۵۵) کوئی کہہ سکتا ہے کہ اصل مضمون میں اس غلطی سے کچھ اثر نہیں ہو سکتا حالانکہ لفظ لفظ کے ترجمہ کی غلطی سے مضمون میں زمین وآسمان کا فرق ہو جاتا ہے۔

۲۔ **رقی**: مصدر بمعنی چڑھنا کا ترجمہ سید صاحب ''منتر،، سے کرتے ہیں (۱۵۶ (غالباً اپ نے '' رقیہ،، بمعنی '' افسون،، سمجھا ہے) رقی برآمدن برنردبان (۱۵۷)

یقال رقیتُ فی السَلم رقیا ورقیا (۱۵۹)

۳۔ **کما زعمت** : کا ترجمہ بالکل چھوڑ ہی دیا یعنی آسمان کے ٹکڑے والے جیسا کہ تو کہتا ہے' چونکہ یہ الفاظ اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ پیغمبرؐ کے نزدیک بھی مثل تمام انبیاء علیہم السلام کی اسمان ایک ایسی مجسم چیز ہے جس کے ٹکڑے، گر سکتے ہیں (۱۵۹)

۴۔ **تنزل علینا**: جو متعدی ہے اور جس کے معنی ''تو ہم پر اُتار لائے ہیں،، اس کو فعل لازم سمجھا اور ترجمہ یوں کیا'' تو ہم پر اترے،، (۱۶۰) اور انہوں نے یہ خیال نہ کیا کہ لفظ کتاباً مفعول پڑا ہے جو فعل متعدی کو چاھتا ہے۔

۵۔ لفظ ''قبیلا،، کا ترجمہ بالکل چھوڑ دیا ہے (۱۶۱)

سید صاحب وجہ استدلال میں لکھتے ہیں'' کہ آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ آنخضرتؐ سے کوئی معجزہ صادر نہیں ہوا، (شاید قرآن پاک کی دوسری آیت ان کی نظر سے نہیں گزری ہوگی)

ونقلب افئدتهم وابصارهم كما لم يومنوا بهِ اول مرة (۱۶۲)

اس آیت میں لفظ'' اول مرۃ،، سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ حضورؐ سے کفار کی اس استدعاء سے پہلے انہوں نے معجزات دیکھے اور ایمان نہ لائے،، (۱۶۳)

سرسید کا ایک قول حضرت شاہ ولی اللہ متوفی ۱۱۷۶ھ کے متعلق:

سرسید (المتوفی ۱۳۱۵ھ) نے انکار معجزات کے ضمن میں ایک جگہ شاہ ولی اللہ کی نسبت ایک اتہام کر دیا وہ بھی کرامات اولیاء کا انکار کرتے ہیں (۱۶۴) لیکن عبارت نقل نہیں کی ہے۔

حالانکہ حجتہ اللہ البالغہ میں عنوان ہی کرامات اولیاء کا دیا گیا ہے۔ مثلاً

من هذا القسم سوال القبر ووزن الاعمال والمرور على الصراط والروية وكرامات الاولياء (۱۶۵) (سید از راہِ ناواقفی ایسا کیا ہے یا قصداً؟)

سید احمد خان لکھتے ہیں

''کیا تعجب کی بات نہیں کہ خدا کے پاس باوجودیکہ ان دو فرشتوں (جبرئیل و میکائیل) کے سوا اور بھی بہت سے فرشتے ہیں مگر بجز دو فرشتوں کے اور سب بے نام ہیں کیونکہ کسی اور کا نام قرآن پاک میں نہیں آیا (۱۶۶)

جواب یہ ہے ہزاروں صحابی پیغمبرؐ کے تھے لیکن حضرت زید (۱۶۷) کے سوا کسی اور کا نام قرآن میں نہیں آیا کیا'' مالک،، اور ''زبانیہ (۱۶۸)،، ملائکہ کا نام قرآن میں نہیں آیا،، (۱۶۹)

حضرت عزرائیل علیہ السلام معزز فرشتے ہیں اگر اُن کا نام (ذکر) قرآن میں ''ملک الموت (۱۷۰)،، آیا ہے نام نہیں آیا ہے حضرت ابوبکر صدیق (المتوفی ۱۵ھ) بھی جلیل القدر صحابی تھے ہر وقت رسولؐ کے ساتھ رہے، لیکن اس کے باوجود 'ثانی اثنین (۱۷۱) قرآن میں آیا ہے نام نہیں آیا ہے کیا انکار کیا جاسکتا ہے؟ کہ وہ حضورؐ کے صحابی نہیں تھے؟ (۱۷۲)

الطاف حسین حالی اور سر سید:

مولانا الطاف حسین حالی متوفی ۱۹۱۴ء جو کہ سر سید کے معتقد تھے لیکن بعض عقائد و نظریات کا ذکر کر کے ان سے اتفاق نہیں کیا ہے اور ان کا کہنا ہے کہ ذیل عقائد و نظریات میں سر سید سے غلطی ہوئی ہیں مثلاً

۱۔ اجماع امت حجت شرعی نہیں ہے۔

۲۔ قیاس ائمہ حجت شرعی نہیں ہے۔

۳۔ تقلید آئمہ واجب نہیں ہے۔

۴۔ شیطان یا ابلیس کا لفظ جو قرآن میں آیا ہے اس سے کوئی ہستی مراد نہیں ہے بلکہ انسان کے نفس امارہ یا قوت بہیمیہ مراد ہے۔

۵۔ نصاریٰ نے جن چوپایوں کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا ہو مسلمانوں کو ان کا کھانا حلال ہے۔

۶۔ معراج خواہ مکہ سے مسجد اقصیٰ تک ہو یا مسجد اقصیٰ سے آسمانوں تک! بہر حال بیداری میں نہیں بلکہ خواب میں ہوئی ہے اور یوں ''شق صدر،، بھی خواب میں ہوا ہے۔ (۱۷۳)

۷۔ فرشتوں کا کوئی الگ وجود نہیں ہے بلکہ برق کی قوت، جذب و رفع، پہاڑوں کی صلابت' پانی کا سیلان، درختوں کا نمو وغیرہ جیسی قوتوں کا نام ''فرشتہ،، ہے۔

۸۔ ادم، فرشتے اور ابلیس کا جو قصہ قرآن میں بیان ہوا تو ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا بلکہ یہ ایک مثال ہے جس کے پیرایہ میں انسان کی فطرت جذبات اور اسکی قوت بہیمیہ بیان کی گئی ہے

۹۔ قرآن میں رسول اللہ ﷺ سے کسی معجزہ کے صادر ہونے کا ذکر نہیں ہے۔

۱۰۔ مرنے کے بعد اُٹھنا، حساب و کتاب، میزان، پل صراط، جنت و دوزخ وغیرہ سب مجاز پر محمول ہیں نہ کہ حقیقت پر۔

۱۱۔ خدا کا دیدار کیا دنیا میں اور کیا عقبیٰ میں نہ ان ظاھری آنکھوں سے ممکن ہے نہ دل کی آنکھوں سے۔

۱۲۔ قرآن مجید میں جو جنگ بدر و حنین کے بیان میں فرشتوں کی مدد کا ذکر کیا گیا ہے ان سے ان لڑائیوں میں فرشتوں کا آنا ثابت نہیں ہوتا۔

۱۳۔ چور کے ہاتھ کاٹنے کی سزا جو قرآن میں بیان ہوئی ہے لازمی نہیں ہے۔ (۱۷۴)

مولانا اشرف علی تھانوی (المتوفی ۱۳۶۲ھ) لکھتے ہیں۔

''یہ سب انگریزی تعلیم اور نیچریت کی نحوست ہے۔ ہندوستان میں نیچریت کا بیج سرسید کا بویا ہوا ہے (۱۷۵)

مولانا تھانوی نے سرسید سے متلق ایک سوال کے جواب میں فرمایا ہے۔

''سرسید احمد خان کی وجہ سے گمراہی پھیلی یہ نیچریت زینہ ہے اور جڑ ہے الحاد کی۔ اس سے پھر شاخیں چلی ہیں یہ مرزا غلام قادریانی (م ۱۹۰۸ء) اس نیچریت ہی کا اول شکار ہوا' آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ ''استاد یعنی سرسید احمد خان (متوفی ۱۳۱۵ھ) سے بھی بازی لے گیا کہ نبوت کا مدعی بن بیٹھا۔ (۱۷۶)

مولانا عبدالحق حقانی اور سرسید:

سرسید پر سب سے زیادہ علمی تنقید مولانا عبدالحق حقانی (المتوفی ۱۳۲۵ھ، ۱۹۱۴ء) کی ہے انہوں نے سرسید کے رد میں ''فتح المنان،، المعروف تفسیر حقانی لکھ کر قرآن کریم کی ان تمام آیات و بینات کا اصل مقصد و مطلب توضیح کے ساتھ بتایا ہے اور تفسیر حقانی کے مقدمہ میں سرسید کی تحریفات ونظریات کے عقلی و نقلی مدلل جواب دیئے ہیں (۱۷۷)

سرسید مکتب فکر:

سرسید کے فکری شاگرد بالواسطہ اور بلاواسطہ بہت سارے ہیں اور گزرے ہیں۔ مفسر شخصیات میں صرف ایک کے تفسیری افکار کا یہاں مختصراً ذکر کرتا ہوں۔

آسان قرآن مجید مع تفسیر القرآن بآیات القرآن:

اس تفسیر کا تعارف باب سوم فصل دوم میں ہو چکا ہے یہاں مفسر کے چند تفردات ملاحظہ ہوں۔

۱. الم: (۱۷۶) یہ حروف مقطعات ہیں سورۃ کے مضمون کی سرخی کے خاص اجزاء ہیں ان میں کوئی خاص اسرار پوشیدہ نہیں، انگریزی میں بھی اس قسم کے حروف مقطعات رائج ہیں (۱۷۶)

۲۔ حضرت آدم قرآنی رو سے بنی نوع انسان کا ''آبا اول،، نہیں، نہ حواء بنی نوع کی ام اول ہیں، حضرت آدم تو طبقہ غرباء کا ایک علم یافتہ، ملکی نظم ونسق کی اعلی صلاحیت رکھنے کی وجہ سے کسی ملک میں خلیفہ مقرر کیا گیا، اور ملکی خدمات کے عوض ایک بہت بڑا باغ حضرت آدم کو دیا گیا اور اس میں سکونت کا بھی انتظام تھا، رہنے کے لئے ایک اچھا مکان تھا باغ کا مال حضرت ادم کے لئے جائز تھا، لیکن دوسرے باغ سے فائدہ اٹھانا منع تھا لیکن ابلیس کے ایک آلہ کار دوست حضرت آدم کو ورغلایا، اور آدم نے اس کے ملک کے باغ پر ناجائز حملہ کر دیا۔ لیکن آدم نے اس سے شرم ناک شکست کھائی، اپنے جنت جیسے ملک سے بھاگنا پڑا، عرب کے ریگستان میں پناہ لینی پڑی ۔ (۱۷۷)

۳۔ حضرت آدم قرآنی رو سے آسمانی روحانی جنت میں نہیں بنائے گئے نہ وہاں سے گرائے گئے یہ تو دشمن دین کے لغو ڈھکو سلے ہیں جو تمام مذاہب کے اندر داخل کر دیئے گئے ہیں (۱۷۸)

۴۔ ملائکہ سے مراد آسمانی ملائک نہیں، وہ مادی زمین کے خلافت کے بھوکے نہیں نہ ابلیس آسمان میں پیدا ہو کر نا فرمانی کر سکتا ہے یہ سب زمینی املاکوں کے مالک تھے۔ (۱۷۹)

۵۔ ''من وسلوٰی،، پہاڑی نعمتیں ہیں یعنی شکار، مچھلی، پہاڑی پھل وغیرہ (۱۸۰)

۶۔ حضرت عیسٰی وفات پا گئے ہیں جو لوگ حیات کے قائل ہیں وہ عیسائی قوم کی پیروی پر گامزن ہیں (۱۸۱)

۷۔ بہتر ایک ہی نکاح ہے، بہت ضرورت ہو، تو دوسری کر سکتا ہے لیکن پانچواں نکاح پر تو کوئی بندش نہیں لگائی (۱۸۲)

۸. وجعل منهم القردة والخنازير (۱۸۳)

یعنی خنزیر و بندر بنانا نہیں بلکہ ان کی خصلتیں بندروں اور سؤروں جیسی کر دینی۔ (۱۸۴)

۹۔ مشرکوں کا مسجد حرام میں داخلہ اللہ نے منع نہیں فرمایا بلکہ فرمایا'' میرا پہلا گھر کا دروازہ تمام اقوام پر کھلا رہے تاکہ تمام اقوام اللہ تعالی کا غیر فانی پیغام سن سکیں اور سیدھا راستہ پائیں۔ (۱۸۵)

۱۰۔ حضور ﷺ کو معراج خواب کی حالت میں ہوا۔ (۱۸۶)

۱۱۔ ابلیس سے مراد دنیا کے انسانی ابلیس ہیں جو تقاریر کر کے فتنہ وفساد پیدا کرتے ہیں (۱۸۷)

۱۲۔ اصحاب کہف اور اصحاب رقیم ایک نہیں دو گروہوں کے نام ہیں اصحاب کہف کا'' نبی،، چھپ کر کسی غار میں تبلیغ کرتا تھا اور اصحاب رقیم مشرک ظالم تھے آخر کار اصحاب کہف غالب آگئے مسجد اصحاب کہف کے مبلغ کی وفات کی جگہ پر بنائی گئی۔ (۱۸۸)

مراجع

(۱) حیات جاوید مولانا الطاف حسین حالی متوفی ۱۹۱۴ء ص ۱۵
تذکرہ سرسید محمد امین زبیری ص ۱۷
مقدمہ تفسیر القرآن پروفیسر رفیع اللہ شہاب ص ۲ دوست ایسوسی ایٹس اردو بازار لاہور ۱۹۹۸ء
نزھۃ الخواطر عبدالحی لکھنوی متوفی ۱۳۴۱ھ ص ۳۷ طیب اکیڈمی ملتان ۱۴۱۳ھ
موج کوثر شیخ محمد اکرم متوفی ۱۹۷۱ء ص ۷۷ ادارہ ثقافت اسلامی لاہور ۱۹۹۵ء

(۲) جن میں آثار الصنادید 'خطبات احمدیہ' تصحیح تاریخ فیروز شاہی' احکام طعام باھل کتاب 'انتخاب الاولین' تاریخ ضلع بجنور' قول متین در ابطال حرکت زمین' تسہیل فی جر الثقیل اور آئین اکبری کی تصحیح مشہور ہیں۔

(۳) حیات جاوید ص ۱۸

(۴) التحریر فی اصول التفسیر۔ سرسید احمد خان ص ۴

(۵) حجۃ اللہ البالغہ

(۶) التحریر فی اصو ل التفسیر سر سید ص ۴

(۷) ایضا ص ۸ تا ۲۹

(۸) سرسید نے چھ حصوں میں تفسیر القرآن کے نام سے ایک تفسیر لکھی ہے جو سورہ طٰہٰ کی آیت ۱۳۵ تک لکھی گئی تھی کہ اس کا انتقال ہو گیا اور تفسیر مکمل نہ ہو سکی اس کے حصوں کی تفصیل یہ ہے

حصہء اول: از فاتحہ تا ال عمران حصہ دوم : از ال عمران تا الانعام حصہ سوم :الانعام تا الانفال
حصہ چہارم :الانفال تا ھود حصہ پنجم از ھود تا بنی اسرآ ء یل حصہ ششم از بنی اسرآ ء یل
حصہ ہفتم طٰہٰ تک

(۹) تفسیر القرآن ص ۹۱

(۱۰) التحریر فی اصو ل التفسیر

(۱۱) التحریر فی اصول التفسیر ص ۸ تا ۵۶

(۱۲) تفسیر القرآن حصہ اول ص ۱، ۱۶، ۱۷

(۱۳) ایضا ۱:۱۲

(۱۴) مفھمون: کا ماحصل یہ ہے مفھمون مختلف استعداد کے اور کئی قسم کے ہوتے ہیں جن کو اکثر خدا کی طرف سے بذریعہ عبادت کے تہذیب نفس کے علوم کا القاء ہوتا ہے وہ کامل کہلاتا ہے جن کو اکثر عمدہ اخلاق اور تدبیر منزل کے علوم کا القاء ہوتا ہے وہ حکیم کہلاتا ہے جن کو سیاست کے امور کا القاء ہوتا ہے اور وہ اس کو عمل میں لاسکتا ہے وہ خلیفہ کہلاتا ہے جس کو ملاء اعلی سے تعلیم ہوتی ہے اور اس سے کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں وہ موید بروح القدس کہلاتا ہے جو قواعد ملۃ کا جاننے والا ہوتا ہے وہ امام کہلاتا ہے اور جس کے دل میں کسی قوم پر آنے والی مصیبت کی خبر ڈال دی جاتی ہے جس کی وہ پیش گوئی کرتا ہے یا قبر و حشر کے حالات کا اس پر انکشاف ہوتا ہے اور وہ اس کا وعظ لوگوں کو سناتا ہے وہ منذر کہلاتا ہے اور جب خدا اپنی حکمت سے مفھمین میں سے کسی بڑے شخص کو مبعوث کرتا ہے تا کہ لوگوں کو ظلمات سے نور میں لائے تو وہ نبی کہلاتا ہے:

حجۃ اللہ البالغہ باب حقیقۃ النبوۃ و خواصھا

(۱۵)تفسیر القرآن ۱۴،۱۸،۳۵،۳۶

(۱۶)تفسیر القرآن:۱۴،۱۸،۳۵،۳۶

(۱۷)خطبات احمدیہ ۔ از سر سید احمد خان ص ۹۷، ۹۸، ۹۹

(۱۸) تفسیر القرآن ص ۳۹۰

(۱۹) تفسیر القرآن حصہ دوم ص ۵

(۲۰) البقرہ: ۱۰۶

(۲۱)تفسیر القرآن ص۱۷۵

(۲۲) ایضا بنی اسرآءیل: ۸۵

(۲۳)تفسیر القرآن : ص ۲۰ تا ۲۹

(۲۴) سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجدالحرام الی المسجد الاقصا ۔ بنی اسرآئیل : ۱

(۲۵)تفسیر القرآن :ص ۲۲، ۲۰۴ ،خطبات ص ۶۵۸تا ۷۱٤

(۲۶) تفسیر القرآن ص۴۹، ۸۱۲

(۲۷) تھذیب الاخلاق سر سید احمد خان ص ۱۹۱

(۲۸) جن۔ الانعام : ۱۱۲، ۱۲۸، ۱۳۰، الاعراف :۳۸،۱۷۹ ،الاسرآء:۸۸ الکھف :۵۰ النمل :۱۷، ۳۹
سبا :۱۲، ۱۴،۱، ۴۱ فصلت:۲۵،۲۹، الاحقاف۱۸، ۲۹ الذاریات :۵٦ الرحمن :۳۳ الجن: ۱، ۵، ٦

(۲۹) الجآن. الحجر :۲۷، النمل:۱۰ ، القصص: ۳۱ ،الرحمن:۱۵، ۳۹،۵٦، ۷۴

(۳۰)تفسیر القرآن: الا نعام: ۱۳۰

(۳۱) الجن والجآن از سر سید احمد خان ص ۲ تا ۱۹
تفسیر القرآن ص ۵۹ تا ٦۷، ۱۱۵

(۳۲)

(۳۳) فتح الباری لابن حجر (المتوفی ۸۵۲ھ) "کتاب التفسیر سورہ جن ج۲ ص ۲۹۷، ۲۹۸

(۳۴) هو سواد بن قارب الازدی له صحبة ، روی عنه ابو جعفر محمد بن علی وسعید بن جبیر .
(کتاب الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج۴ ص۳۰۳ حیدرآباددکن ۱۹۵۲ء

(۳۵) دلائل النبوۃ للبیہقی ج۲ص۲۳۹، ۲۵۱ مکتبہ اثریہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

(۳٦)البحر المحیط لابو حیان الاندلسی (المتوفی ۷۵۴ھ) ج۷ ص۲۵ السباء:۱۲ دارالفکر بیروت ۱۹۸۳ء

(۳۷)تفسیر القرآن ص ۶۱۳تا۶۲۸

(۳۸)ترمیم اصحاب کہف ۔از سر سید احمد خان ص۸، ۱۸، ۵۰

(۳۹)تفسیر القرآن ص۷۸ تا ۱۰۳

(۴۰)تہذیب الاخلاق ص۳۴۰

(۴۱)آخری مضامین بر سید احمد خان ۔ ص۱۲۸تا ۱۳۳' خطبات ص۳۵۳ ، تفسیر ص۱۱۸'۱۲۳

(۴۲)خطبات ص۲۳۸

(۴۳)ایضا ص۲۳۸تا۲۴۰

(۴۴)النسآء: ۳

(۴۵) خطبات: ص۲۳۹

(۴۶)خطبات: ص۲۳۶'۲۴۷

(۴۷) خطبات ص۴۴

(۴۸) کشاف اصطلاحات الفنون:للشیخ محمدا علی التهانوی الحنفی المتوفی۱۱۵۸ھ ج۳ (باب الفاء فصل الراء)

دار الکتب العلمیه بیروت۱۴۱۸ھ

(۴۹) کتاب التعریفات۔ للشیخ علی بن محمد الجرجانی المتوفی ۸۱۶ھ (ماده فطر)

مکتبه فاروقیه محله جنگی پشاور ۱۴۲۳ھ

(۵۰) فطر: کے معنی تراش خراش کر خوب صورت تخلیق کرنا، فطرت الله التی فطر الناس علیها۔وہی تراش اللہ کی جس پر تراشالوگوں کو۔(ترجمہ شیخ الہند)

الحمد لله فاطر السموٰت والارض ۔سب اللہ کو ہے جس نے بنا نکالے آسمان اور زمین ۔۔۔(ایضا)

فطر : الشق طولا: یقال فَطَرَ فلان کذا فطرا ، وافطر هو فطورا ، وانفطر انفطارا، وفطرت الشاة ،حلبتها باصبعین ، وفطرت العجین . اذا عجنته ، فخبزته من وقته.

الفطرة؛ وفطر الله الخلق هو ایجادة الشیء وابداعه علی هیئته مترسحة لفعل من الافعال ...

(مفردات لراغب الاصفهانی ص ۲۴۰)

(۵۱)الروم : ۳۰

(۵۲)الانعام : ۷۹

(۵۳)یسین : ۲۲

(۵۴)الزخرف :۲۷

(۵۵)الانعام : ۱۴

(۵۶)ابراهیم :۱۰

(۵۷)الزمر : ۴۶

(۵۸)فاطر : ۱

(۵۹)الانفطار : ۱

(۶۰)الروم:۳

(۶۱)تفسیر القرآن:الروم ۳

(۶۲)تفسیر طبری؛الروم ۳۰ ،الدرالمنثور للسیوطی ایضا

(۶۳) الصحیح المسلم باب کل مولود یولد علی الفطرة .

(۶۴)ایضا ،نووی ج۱۶ص۲۰۷، ۲۰۸

(۶۵)الاعراف:۱۷۲

(۶۶)ایضا

(۶۷)السنن لابی داؤد کتاب الصلوۃ ، ابن ماجہ کتاب الصلوۃ ، مسند احمد ج ۳ رقم ۱۴۷، ۳۱۷، ۴۲۲، ۴۳۹

(۶۸) الجامع البخاری باب الاذان

(۶۹) خطبات احمدیہ ج،ص۲۱۳

(۷۰) مقالات سرسید ص ایضا

natur: physical, uniVere a whol out d0Or w0rld a r0und us.(۷۱)

کائنات،قدرتی مناظر،کارخانہ قدرت،فطرت،قوانین قدرت ،مناظر فطرت،مظاہر فطرت

kitabistan diCtiOnary ,bashir ahmad Quraishi

(Urdu bazar Lahoor)

(۷۲)مقالات سرسید ج۲ص۱۶۵

(۷۳)ایضا

(۷۴)الاسراء:۷۷

(۷۵)الاحزاب:۶۲،فاطر:۴۳،الفتح:۲۳

(۷۶)مقالات سرسید ج۳ص۱۰

(۷۷)تفسیر طبری ۔۔الروم:۳۰ ۔۔،الدر المنثور ایضا

(۷۸)۔مقالات سرسید ج۲ص۴۲

(۷۹)الاعراف:۱۴۳

(۸۰)مقالات سرسید ج۳ص۱۱

(۸۱)البقرہ:۱۱۳

(۸۲)مقالات سرسید ص ایضا

(۸۳)مقالات سرسید حصہ دوم ص۳۰۳

(۸۴)ایضا

(۸۵)ایضا

(۸۶)ایضا

(۸۷)مقالات سرسید حصہ دوم ص۲۰۶

(۸۸)ایضا ص۱۲،۱۵

(۸۹)معجزہ :آمر خارق للعادة : داع الی الخیر والسعادة مقرون بدعوی النبوة قصد به اظهار صدق من ادعی انه رسول من الله .
کتاب التعریفات للجرجانی ص۱۷۶ (مادہ المعجزہ)
خارق عادت، جس کو اللہ تعالیٰ کسی نبی کے ہاتھ سے ظاہر کردے اور دوسرے اس سے عاجز ہوں جمع معجزات ۔
مصباح اللغات مولانا عبدالحفیظ ابوالفیض بلیاوی مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی ۱۹۸۲ء

(۹۰) آثار الصنادید ج ۱ص ۲۱۲

(۹۱) الانبیاء:۶۹،۷۰

(۹۲) مقالات سرسید ج ۲ص ۱۷۷

(۹۳) الفیل: ۱تا۵

(۹۴) آثار الصنادید ج ۱ص ۲۱۰

(۹۵) الفیل:۴

(۹۶) تفسیر القرآن ص ۲۹۷

(۹۷) اوحینا الی موسیٰ ان اضرب بعصاک البحر ، فانطلق فکان کل فرق کالطود العظیم (الشعراء : ۶۳)
فاوحینا الی موسیٰ ان اسر بعبادی فاضرب لهم طریقا فی البحر یبسا لا تخٰف درکا ولا تخشیٰ فاتبعهم فرعون بجنوده فغشیهم من الیم ما غشیهم (طٰهٰ : ۷۹، ۸۰؛ ۸۱)

(۹۸) تفسیر القرآن البقرہ:۴۷

(۹۹) واذا استسقیٰ موسیٰ لقومه فقلنا اضرب بعصاک الحجر . فانفجرت منه اثنتا عشرة عینا . البقرہ : ۶۰

(۱۰۰) تفسیر القرآن : البقرة: ۶۰

(۱۰۱) البقرہ: ۶۰

(۱۰۲) تفسیر معارف القرآن ج ۱ البقرہ: ۶۰

(۱۰۳) جبل : البقرة: ۲۶۰' الاعراف : ۱۴۳' ۱۴۳' هود :۴۳' الحشر: ۲۱'
الجبال. الاعراف : ۷۴' ۷۴' الرعد: ۳۱' ابراهیم ۴۶' الحجر: ۸۲ : النحل : ۶۸' ۸۱' الاسراء: ۳۷' الکهف: ۴۷' مریم : ۹
طٰهٰ : ۱۰۵' الانبیاء: ۷۹' الحج : ۱۸' النور: ۴۳

(۱۰۴) رواسی: الرعد: ۳' الحجر :۱۹' النحل : ۱۵' الانبیاء : ۳۱ النمل : ۶۱:لقمان : ۱۰' فصلت : ۱۰' ق:۷' المرسلات : ۲۷

(۱۰۵) طود: الشعراء : ۶۳

(۱۰۶) صخرة : الفجر: ۹' الکهف ۶۳' لقمان : ۱۶

(۱۰۷) تفصیل کے لئے : قاموس المحیط مادہ "ضرب"

(۱۰۸) ایضا

(۱۰۹) تفسیر القرآن ؛ النساء : ، اصول التفسیر : ص ۱۷

(۱۱۰) انی قد جئتکم بآ یة من ربکم انی اخلق لکم من الطین کھیئة الطیر فانفخ فیه فیکون طیرا با ذن اللہ ، وابرئ الاکمه والابرص باذن اللہ . وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیو تکم . ان فی ذلک لآ یة لکم ان کنتم مو منین
(آل عمران: ۴۹)

(۱۱۱) تفصیل کے لئے تفسیر القرآن : ال عمران : ۴۹

(۱۱۲) القمر: ۱

(۱۱۳) مقالات سرسید۔ ج ۲

(۱۱۴) الاسراء: ۱

(۱۱۵) تفسیر القرآن؛ ج ۶ ص ۹۲ الاسرآء ۱

(۱۱۶) الانفال: ۱۷

(۱۱۷) شاهت الوجوه : (بخاری ج ۲ ص ۵۷۰)

(مشت خاک کے پھینکنے کا واقعہ "معجم طبرانی میں حکیم بن حزام اور عبداللہ بن عباس سے مروی ہے حافظ ہیثمی لکھتے ہیں کہ حکیم بن حزام کی روایت کی سند حسن ہے اور ابن عباس کے روایت کے رجال بخاری کے رجال ہیں۔) (مجمع الزوائد ج ۶ ص ۸۴)

(۱۱۸) تفسیر القرآن: الانفال :۱۶، ۱۷

(۱۱۹) تفسیر القرآن: ' البقرة: ۱۸۶' تہذیب الاخلاق ماہ ربیع الاول ۱۳۱۳ھ

(۱۲۰) تفسیر القرآن۔ البقرة: ۶۵

(۱۲۱) ایضا: ۲۴۱

(۱۲۲) ایضا: ۲۵۹

(۱۲۳) ایضا : ۲۶۰

(۱۲۴) ایضا: ۱۵

(۱۲۵) ایضا

(۱۲۶) محسن الملک: هو الامیر الکبیر مهدی علی بن ضامن علی الحسینی البارهوی الاتاوی نواب محسن الملک محسن الدولة میر نواز جنگ ، کان من الرجال المشهورین بالعقل والدهاء ، توطدت بینه وبین سید احمد خان الصلات العلمیه الفکریة واعجب بشخصیته وافکاره وساعده بالکتابة والتحریر والذب والدفاع ، الف کتابا فی الر د علی عقائد الشیعه سماه" آیات بینات ،، وهو کتاب عظیم ولکنة لم یکمل ، مات سنة ۱۳۲۵ھ ودفن فی علی گڑه ..
(نزهة الخواطر ج ۸ ص ۵۱۰ تا ۵۱۳

(۱۲۷) مقدمہ تفسیر القرآن ص ۲ ' مقالات سرسید حصہ دوم ص ۲۰۲

(۱۲۸) ایضا

(۱۲۹) ایضا ص ۲۱۳

(۱۳۰)قاسم نا نو توی :هو الشیخ الامام العالم الکبیر محمد قاسم بن اسد علی الصدیقی النانوتوی ، احد العلماء الربانیین ، فاستخلف له الشیخ امداد الله المهاجر المکی ومدحه بان مثل القاسم لا یوجد الا فی العصر السالف ، اسس المدسة الاسلامیة بدیوبند مع الشیخ الحاج عبد حسین وله مشاهد عظیمه فی المباحثة بالنصاری والدریة ،مسنفاته عدیدة مفیدة وممتعة مات سنة ۱۲۹۷ھ بدیوبند . علماهند کا شاندار ماضی ، سوانح قاسمی
نزهة الخواطر ج ۷ ص ۴۲۰ تا ۴۲۲

(۱۳۱) تصفیة العقا ئد ص۶

(۱۳۲)ایضا ص۷

(۱۳۳)ایضا

(۱۳۴)تصفیۃالعقائد ص۷

(۱۳۵) ایضا:ص۱۹

(۱۳۶) خواجہ الطاف حسین:الشیخ الفاضل خواجه الطاف حسین بن ایزد بخش الانصاری الپانی پتی ،احد الافاضل المشهورین فی الهند . وله مصنفاة جلیلة منها حیاة جاوید ، کتاب بسیط فی سیرة السید احمد بن المتقی الدهلوی وغیره ومن اشهر مصنفاته "المد والجزر فی الاسلام المعروف بمسدس حالی منظومة تلقاها الناس بالقبول مات سنة ۱۳۳۳ھ .
(نزهة الخواطر ج۸ ص ۸۴ تا ۸۶)

(۱۳۷)مقالات سرسید حصہ اول الطاف حسین حالی المتوفی ۱۹۱۴ء ص ۲۲۸ انجمن ترقی اردو کراچی طبع چہارم ۱۹۵۷ء

(۱۳۸)اصغر علی روحی بن مولانا قاضی شمس الدین ۱۲۸۴ھ کو گجرات میں پیدا ہوئے ،تعلیم سے فراغت کے بعد اورینٹل کالج لاہور کے پروفیسر رہے فارسی وعربی پر عبور حاصل تھا کئی کتابوں کے مصنف تھے مانی الاسلام دو ضخیم جلدوں میں ہے ۱۳۷۳ھ کو فوت ہوئے۔
(فارسی گویان پاکستان ڈاکٹر سبط حسن رضوی ج ۱ ص ۲۳۶ مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان ۱۹۷۴ء
تذکرہ اکابر اہل سنت مولانا عبدالحکیم شرف قادری ص ۶۰ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور ۲۰۰۰ء

(۱۳۹)تفسیر القرآن ج ۱ ص ۴۸

(۱۴۰)النجم:۶

(۱۴۱)مانی الاسلام ج ۱ ص ۲۳۲ منظور عام پریس لاہور طباعت ۱۳۵۰ھ

(۱۴۲)الانفطار:۱۹،۲۰،۲۱،۲۲،۲۳

(۱۴۳)تفسیر القرآن ج ۱

(۱۴۴) النسآء:۱۵۰

(۱۴۵)مانی الاسلام ص ۲۲۳،۲۲۳

(۱۴۶)تفسیر القرآن

(۱۴۷)مانی الاسلام ج ۱ ص ۲۲۴

(۱۴۸)الصٰفٰت :۱۳۱

(۱۴۹) التحریر فی اصول التحریر۔ ص ۱۷

(۱۵۰) مانی الاسلام ج ا ص ۳۰۵

(۱۵۱) لسان العرب ۔ ج ۱۲ ص ۵۳۶

(۱۵۲) مفردات القرآن مادہ (لق)

(۱۵۳) فرہنگ آصفیہ۔ مولانا سید احمد دہلوی متوفی ۱۹۱۸ء ج ۴ ص ۱۹۴، نور اللغات ج ۴ ص ۳۹۸ ، جہانگیر اللغات ص ۴۳۲

(۱۵۴) الاسراء: ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳

(۱۵۵) تفسیر القرآن :الاسراء: ۹۰

(۱۵۶) ایضا: ۹۳

(۱۵۷) انہوں نے اس لفظ کو ضَرَبَ یَضرِبُ سے رقیا ورقیا ورقیۃ نفع ونقصان کے لئے منتر پڑھنا لیا ہے حالانکہ یہ سَمِعَ یَسمَعُ سے رقیا ورقیا پہاڑ پر چڑھنا: الجبل وفیہ والیہ۔ (مصباح اللغات (مادہ رقی)

(۱۵۸) صراح مادہ (رقی)

(۱۵۹) مانی الاسلام ج ا ص ۳۶۷

(۱۶۰) تفسیر القرآن الاسراء: ۹۳

(۱۶۱) ایضا

(۱۶۲) (الانعام: ۱۱۰

(۱۶۳) مانی الاسلام ج ا ص ۳۶۸

(۱۶۴) مقالات سرسید ج ۲ ص ۳۲۱

(۱۶۵) ص ۴۱۲

(۱۶۶) مقالات سرسید ج ۲ ص ۳۲۱

(۱۶۷) زید: هو زید بن حارثة بن شراحیل ، مو لی رسول الله ﷺ اشهر موالیه وقال ابن عمر مكنا ندعوا زید بن حارثه الازید بن محمد حتی انزل الله تعالی ادعوهم لأبائهم ولما سیر رسول الله ﷺ الجیش الی الشام جعل امیرًا علیهم زید بن حارثة فقتل زید فی موتة من ارض الشام سنة ۸ھ ۔ (اسد الغابة ج ۲ ص ۲۸۱ رقم ۱۸۲۹)

(۱۶۸) سندع الزبانیہ۔ (العلق: ۱۸)

(۱۶۹) قرآن پاک میں چالیس مرتبہ سے زائد آیا ہے

(۱۷۰) ملک الموت: موت کا فرشتہ مقرب فرشتوں میں سے ایک فرشتے کا نام ہے ارواح کے قبض کرنے پر مامور ہے قرآن پاک میں ارشاد ہے قل یتو فکم ملک الموت الذی وکل بکم ثم الی ربکم ترجعون ۰ (السجدہ : ۱۱)

(۱۷۱) الا تنصروه فقد نصره الله اذ اخرجه الذين كفروا ثانی اثنين اذهما فی الغار ۰ اذيقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا. (التوبة : ۴۰)

(۱۷۲) حیات جاوید ۔حصہ دوم ص ۲۵۶ تا ۲۶۳ کا خلاصہ

(۱۷۳) حیات جاوید ص ۲۵۶ تا ۲۶۳

(۱۷۵)الافاضات الیومیہ ج۶ص۶۰۰

(۱۷۶)ایضاج۵ص ۱۰۶ ،

(۱۷۷)تفصیل مقالہ حذا باب چہارم فصل پنجم

(۱۷۸)البقرہ:۱

(۱۷۹) تفسیر مذکورہ البقرہ:۱ مکتبہ اخوت اردو بازار لاہور

(۱۸۰) تفسیر مذکورہ ص۳۰

(۱۸۱)ایضا ص۳۰تا۳۹

(۱۸۲)ایضا

(۱۸۳) تفسیر مذکورہ؛البقرۃ:۵۷

(۱۸۴)ایضا آل عمران:۵۴

(۱۸۵)ایضاص۹۶

(۱۸۶) المائدہ:۶۰

(۱۸۷)ایضاص۱۳۹

(۱۸۸)ایضا ص۲۴۰

(۱۸۹)ایضا الاسراء:۳۵۹

(۱۹۰)ایضا ص۳۶۰

(۱۹۱) ایضا ص۳۶۱

باب چہارم

فصل پنجم

غلام احمد قادیانی مکتب فکر تفسیر قرآن میں اس مکتب فکر کا منہج، فکری تفردات

مرزا قادیانی حالات وواقعات:۔

مرزا غلام احمد قادیانی بن حکیم غلام مرتضی موضع قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور (بھارت) کے رہنے والے تھے مغل خاندان سے تعلق تھا ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء مطابق ۱۲۵۶ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنی ابتدائی تعلیم سے متعلق مرزا کا اپنا قول ہے

''بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح ہوئی کہ جب میں چھ یا سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا جنھوں نے قرآن شریف اور فارسی کی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا دس برس کی عمر میں عربی خواں معلم فضل احمد کو میرے لئے مقرر کیا گیا' سترہ اور اٹھارہ سال کی عمر میں ایک اور مولوی گل علی شاہ کو میرے لئے مقرر کیا گیا اور طبابت کی کتابیں اپنے والد صاحب سے پڑھیں (۱)

تعلیم سے فراغت کے بعد ان کے والد نے ان کو ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے دفتر میں ملازم کرا دیا سیالکوٹ کے قیام کے دوران میں مذہبی امور سے ان کی دلچسپی بڑھ گئی عیسائیوں اور ہندوؤں سے بحثیں کرنے لگے ۱۸۸۰ء کو ایک کتاب'' براھین احمدیہ'' کے نام سے لکھی جس میں اختلافی مسائل بہت کم تھے لیکن ۱۸۹۱ء میں انہوں نے ''مسیح موعود'' اور'' مہدی'' ہونے کا دعوی کیا' (۲)

اس کے بعد ان کا بیشتر وقت مباحثوں' پیش گوئیوں اور تصنیف کتب میں گزرنے لگا' ۱۹۰۸ء میں لاہور میں انتقال ہوا' اور قادیان میں دفن ہوئے (۳)

غلام احمد کے دعوؤں کی کثرت تنوع کا یہ عالم ہے کہ وہ بیک وقت کئی باتوں کا دعوی کر بیٹھتے ہیں چند دعوے یہ ہیں

''میں محدث' امام زمان' مجدد' مثیل مسیح' مریم' مسیح موعود' ملھم' حامل وحی' مہدی' رجل فارسی' خاتم الانبیاء' یسوع کا ایلچی' رسول' مظہر خدا' مانند خدا' نطفہء خدا' ابن اللہ' ادم' شیث' نوح' ابراھیم' اسحاق' اسماعیل' یعقوب' یوسف' موسی' داود' عیسی' منجی' ظلی طور پر محمد' اور احمد' موتی' حجر اسود' میکائیل' ذوالقرنین' بیت اللہ' شیر' شمس اور امن کا شھزادہ ہوں (۴)

غلام احمد قادیانی اور ان کے پیروکاروں کی قرآن فہمی وافکار مع تحریف قرآن:

مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنی کوئی مخصوص باقاعدہ لکھی ہوئی تفسیر نہیں ہے ہاں انہوں نے اپنی تصانیف اور تقاریر و بیانات میں سورۃ البقرہ کی جن آیات کی تفسیر بیان کی ہے ان کے معتقدین نے ان آیات کو تفسیر کے ساتھ اکٹھی کر کے'' تفسیر سورۃ البقرہ'' کے نام سے ترتیب دے کر اشاعت کی ہیں اس کتاب کے ۲۹۵ صفحات ہیں اس تفسیر نما کتاب میں کچھ زیادہ ہی تفصیل سے کام لیا گیا ہے اور بہت سے مواضع میں تحریف قرآن کے مرتکب ہوئے ہیں ان کی یہ تفسیر تقریبا سب مفسرین کی

تفاسیر سے ہٹ کر ہے، میں نے اس کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ کیا اور جو کچھ مواد میرے ذہن کے مطابق علماء سلف سے ہٹ کر دیکھا، ان کو جمع کرتا گیا، تاکہ ان کے افکار و عقائد کا ذخیرہ تفسیر ہمارے ہاتھ آجائے، اور ان کے تفردات و شذوذ اور منہج معلوم ہو

غلام احمد قادیانی کے صاحبزادے مرزا بشیر الدین محمود کی تفسیر ''صغیر و کبیر'' (۵) جو کہ کئی جلدوں میں ہے وہ بھی مرزا صاحب کے الہامات (یعنی دلی خیالات) کی روشنی میں لکھی گئی ہے ان کے تفردات بھی اس مقالے میں ملاحظہ کر سکتے ہیں .

قرآن مجید کی تفسیر کے اصول:

سرسید احمد خان (متوفی ۱۸۹۸ء) عبداللہ چکڑالوی (۶) مرزا قادیانی (متوفی ۱۹۰۸ء) مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ جماعت قادیانی محمد علی (امیر جماعت مرزائیہ لاہوریہ) (۷) اور احمد الدین امرتسری (۸) اور غلام احمد پرویز (۹) نے اہل سنت و جماعت کے عقائد کے خلاف تفسیریں کی ہیں اور ایسے معنی پہنائے ہیں جو احادیث نبویہ ﷺ اور اقوال صحابہؓ و تابعینؒ کے مطابق نہیں۔

میں نے ذیل میں قرآن مجید کی تفسیر کے چند اصول لکھے ہیں اس کے بعد مرزا قادیانی کے مقرر کردہ معیار لکھوں گا تاکہ موازنہ سے معلوم ہو جائے گا کہ قادیانی اپنی تفسیر میں کیا سمجھانا چاہتے ہیں .

تفسیر کے اصول:

قرآن مجید کی تفسیر کے مندرجہ ذیل اصول ہیں

۱: قرآن کی تفسیر قرآن ہی سے بیان ہو اس میں جو بات ایک جگہ قرآن میں مجمل آئی ہے وہ دوسری جگہ تفصیل سے بیان کی گئی ہے

۲: جو تفسیر قرآن مجید کی حضرت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو وہی تفسیر ساری امت پر حجت ہے اس کے خلاف کہنا یا کرنا جائز نہیں.

۳: قرآن و حدیث کے بعد صحابہ کرامؓ کے اقوال سے ہو.

۴: جب تفسیر قرآن شریف کی قرآن پاک، یا سنت صحیحہ یا قول صحابی میں نہ ملے تو اکثر کے نزدیک تابعین کے قول کو لے .

۵: اگر یہ بھی نہ ہو تو لغت عرب سے تفسیر کرے اپنی طرف سے کوئی بات نہ کرے (۱۰)

مرزا قادیانی کا فہمِ قرآن کے لئے مقرر کردہ اصول:

۱: سب سے اول معیار تفسیر صحیح کا شواہد قرآنی ہیں

۲: دوسرا معیار رسول اللہ ﷺ کی تفسیر ہے

۳: تیسرا معیار صحابہ کی تفسیر ہے

۴: چوتھا معیار خود اپنا نفس مطہر لے کر قرآن میں غور کرنا ہے

۵: لغت عرب ہے(۱۱)

(مرزا قادیانی نے چار معیار کو تو تسلیم کر لئے ہیں لیکن تفسیر کے دوران ایک معیار کا بھی خیال نہیں رکھا ہے صرف چوتھے معیار میں اپنے نفس کی خواہشات اور ذھنی خیالات کا لحاظ رکھا ہے)

۱. الم • ذلک الکتاب لا ریب فیه • هدًی للمتقین • الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلٰوة ومما رزقنهم ینفقون(۱۲)

قادیانی تفسیر:

غلام احمد قادیانی (متوفی ۱۹۰۸ء) لکھتے ہیں

''مجھے یہ الہام بار ہا ہو چکا ہے '' اجیب کل دعائک ''دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ ایک ایسی دعا جو نفس الامر میں نافع اور مفید ہے قبول کی جائے گی میں جب اس خیال کو اپنے دل میں پاتا ہوں تو میری روح لذت اور سرور سے بھر جاتی ہے جب مجھے اول ہی اول الہام ہوا' قریبا پچیس برس یا تیس برس کا عرصہ ہوتا ہے تو مجھے بہت خوشی ہوئی، کہ اللہ تعالی میری دعائیں جو میرے یا میرے احباب کے متعلق ہوں گی ضرور قبول کرے گا پھر میں نے یہ خیال کیا کہ اس معاملہ میں بخل نہیں ہونا چاہیئے کیوں کہ یہ انعام الٰہی ہے اور اللہ تعالی نے متقین کی صفت میں فرمایا ہے '' ومما رزقنهم ینفقون ''پس میں نے اپنے دوستوں کے لئے یہ اصول کر رکھا ہے خواہ وہ یاد دلائیں یا نہ دلائیں کوئی امر خطیر پیش کریں یا نہ کریں ان کی دینی اور دنیاوی بھلائی کے لئے دعا کی جاتی ہے'' (۱۳)

۲:   والذین یو منون بما انزل الیک وما انزل من قبلک ٭ وبالاخرۃ ھم یوقنون (۱۴)

اس آیت کی تشریح وتفسیر یوں کرتے ہیں

''آج میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ قرآن شریف کی وحی اور اس سے پہلی وحی پر ایمان لانے کا ذکر تو قرآن شریف میں موجود ہے ہماری وحی پر ایمان لانے کا ذکر کیوں نہیں' اسی امر پر توجہ کر رہا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے القاء کے یکا یک میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ آیۃ کریمہ مذکورہ میں تینوں وحیوں کا ذکر ہے''ما انزل الیک '' سے قرآن شریف کی وحی اور''ما انزل من قبلک'' سے انبیاء سابقین کی وحی اور'' آخرۃ'' سے مراد مسیح موعود (مرزا قادیانی) ہے (۱۵)

(حالانکہ پہلی دونوں وحیوں کی نسبت تو ایمان کا لفظ استعمال ہوا ہے لیکن آخرۃ (۱۶) کی نسبت یقین کا لفظ استعمال ہوا ہے)

مرزا قادیانی کے صاحبزادے مرزا بشیر الدین اس آیۃ کے ذیل میں یوں لکھتے ہیں

''حضرت مسیح موعود کی بعثت کی پیش گوئی :

فارسی النسل ادمی پیدا ہوگا ایمان کو واپس لائے گا یعنی آپ ﷺ کا بروز ہونے کی حیثیت سے خداوند کی وحی سے اصلاح امت کرے گا ''(۱۷)

۳:   واذا قیل لھم لا تفسدوا فی الارض (۱۸)

جماعت احمدیہ کو منافقوں کی چالوں کو سمجھنے کی نصیحت کے عنوان سے اس آیت کی تشریح یوں کرتے ہیں

'' منظم جماعتوں میں منافقوں کا گروہ ضروری ہوتا ہے جماعت احمدیہ چوں کہ ایک منظم جماعت ہے اسے اس خطرہ کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے.(۱۹)

۴: الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء (۲۰)

اس کی تفسیر مین مرزا بشیر الدین لکھتے ہیں

'' خدا تعالیٰ انبیاء کرامؑ کو خارق عادت طور پر ضرر سے محفوظ رکھتا ہے اس زمانہ میں بانی سلسلہ احمدیہ (قادیانی) کے ذریعہ سے ایسے بیسیوں واقعات ظاہر ہوئے آپ کو خدا تعالیٰ نے بتایا کہ طاعون سے آپ کا گھر محفوظ رہے گا سو باوجود اس کے کہ سالہا سال تک قادیان میں طاعون پھیلتی رہی، آپ کے گھر میں کوئی حادثہ نہ ہوا.(۲۱)

۵: واذ قال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ ٭ قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک ہ قال انی اعلم ما لا تعلمون ٭ (۲۲)

اس کی تشریح غلام احمد قادانی یوں کرتے ہیں

" خلق ادم فی آخر الیوم السادس باذن الله احسن الخالقین • واتخذت روحانیة نبینا خیر الرسل مظهرا من امته لتبلغ کمال ظهورها وغلبة نورها کما کان وعدالله فی الکتاب المبین فانا ذالک المظهر الموعود ' والنور المعهود فامن ولا تکن من الکافرین (۲۳)

پھراس عبارت کی مزید تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں

'' سوادم جمعہ کی آخیر گھڑی میں بنایا گیا یعنی عصر کے وقت پیدا کیا گیا اسی وجہ سے احادیث میں ترغیب دی گئی ہے کہ جمعہ کی عصر اور مغرب کے درمیان بہت دعا کرو کہ اس میں ایک گھڑی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے یہ وہی گھڑی ہے جس کی فرشتوں کو خبر نہ تھی اس گھڑی میں جو پیدا ہو ' وہ آسمان پر آدم کہلاتا ہے اور ایک بڑے سلسلہ کی اس سے بنیاد پڑتی ہے سو آدم اسی گھڑی میں پیدا کیا گیا' اس لئے آدم ثانی یعنی اس عاجز کو یہی گھڑی عطا کی گئی اس کی طرف '' براہین احمدیہ'' (۲۴) کے اس الہام میں اشارہ ہے کہ'' ینقطع اباءک ویبدء منک (۲۵)

ان تشریحات پر بس نہیں کرتے' بلکہ اس آیت کی روشنی میں ان کا دعوی ہے کہ

'' میری نسبت خدا نے میرے ہی ذریعہ سے براہین احمدیہ میں یہ خبر دی ہے کہ میں آدم کے رنگ پر ایک خلیفہ پیدا کرتا ہوں تب اس خبر کو سن کر بعض مخالفوں نے میرے حالات کو کچھ اپنے عقائد کے خلاف پا کر اپنے دلوں میں کہا کہ یاالٰہی! کیا تو ایسے انسان کو اپنا خلیفہ بنائے گا کہ جو ایک مفسد آدمی ہے جو ناحق قوم میں پھوٹ ڈالتا ہے اور علماء کے مسلمات میں سے باہر جاتا ہے تب خدا نے جواب دیا کہ جو مجھے معلوم ہے وہ تمہیں معلوم نہیں یہ خدا کا کلام ہے جو مجھ پر نازل ہوا' اور در حقیقت میرے اور میرے خدا کے درمیاں ایسے باریک راز ہیں جن کو دنیا نہیں جانتی، پس یہ معنی ہیں اس وحی الٰہی کے کہ'[قال انی اعلم ما لا تعلمون،،(۲۶)

خدا کی ذات ازلی و ابدی ہے اس پر تغیر نہیں آتا' مگر انسان ازلی و ابدی نہیں ہے اس پر تغیر آتا ہے میرے الہام میں بھی مجھے آدم کہا گیا ہے (۲۷)

''انی جاعل فی الارض خلیفة " " ادم سے پہلے بھی مخلوق تھی، آدم اس کا قائم مقام اور جانشین ہوا.(۲۸)

غلام احمد قادیانی کے نزدیک کافروں کے ساتھ جہاد ختم ہے

لکھتے ہیں

''اس وقت تلوار کا جہاد تو باقی نہیں رہا، اور خدا تعالی نے اپنے فضل سے ہمیں ایسی گورنمنٹ دی ہے جس نے ہر ایک قسم کی مذھبی آزادی عطا کی ہے اب قلم کا جہاد باقی ہے'' واحل الله البيع وحرم الربوا (۲۹)

نیز اس آیت کی تفسیر میں غلام قادیانی کے صاحبزادے مرزا بشیر الدین کے خیالات سے بھی اگاہی حاصل کر لیتے ہیں

''انی جا عل فی الارض خلیفة ،، کے تحت لکھتے ہیں

''اس آیت میں مسلمانوں سے وعدہ کیا گیا ہے کہ ان کو پہلی امتوں کی طرح خلافت حاصل ہوگی یہ خلافت تین قسم کی تھی

۱: ایسے انبیاء ان میں پیدا ہوئے جو ان کی شریعت کی خدمت کرنے والے تھے

۲: ایسے وجود ان میں کھڑے کئے گئے جو نبی تو نہ تھے لیکن خدا کی خاص حکمت نے ان کو ان امتوں کی خدمت کے لئے چن لیا تھا اور وہ امت کو صحیح راستہ پر رکھنے کے کام پر خدا تعالی کی حکمت کے تحت لگائے گئے تھے

۳: ان امتوں کو خدا تعالی نے پہلی قوموں کا قائم مقام بنایا کہ وہ پہلوں سے شوکت چھین کر ان کو دی''. (۳۰)

پھر آگے لکھتے ہیں

'' جماعت احمدیہ کا ایمان ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد کے ذریعہ سے اس پرفتن زمانہ کی اصلاح اور اسلام کو دوبارہ اس کے مقام پر کھڑا کرنے کے لئے اللہ تعالی نے پھر اس تابع نبوت (یعنی غلام احمد قادیانی) کا جو رسول کریم (ﷺ) کی شان مناسب حال امتی نبوت ہے دروازہ کھولا ہے اس نے پھر اپ کے ماننے والوں میں خلافت کو بھی زندہ کر دیا ہے (۳۱)

۶: وعلم ادم الاسماء كلها (۳۲)

اس آیت مبارکہ کی تفسیر مرزا بشیر الدین یوں کرتے ہیں

''ادم علیہ السلام کو عربی زبان کے اصول سکھائے تھے (۳۳)

پھر مزید تشریح اپنے والد غلام احمد قادیانی کی طرف گھسیٹ کر یوں کرتے ہیں

''اللہ تعالی کے تعلیم دینے کی ایک تازہ مثال اس زمانہ میں پائی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ بانی سلسلہ احمدیہ جنہوں نے کسی باقاعدہ مدرسہ میں تعلیم نہ پائی تھی انہوں نے خدا تعالی کے حکم سے عربی شان میں کتب لکھنی شروع کیں۔ تو ایک دفعہ انہیں ایک رات میں چالیس ہزار عربی الفاظ سکھائے گئے چنانچہ اس کے بعد انہوں نے دعوی سے عربی کتب لکھیں اور دنیا کو چیلنج دیا کہ اس قسم کی فصیح عبارت اور لطیف مضامین پر مشتمل کتب الگ الگ یا مل کر لکھ کر پیش کریں لیکن باوجود اس کے کہ ان کتب کو عربی بلاد میں بھی کثرت سے پھیلایا گیا آج تک کوئی ان کی مثل نہیں لکھ سکا (۳۴)

۷: یآ دم اسکن انت وزوجک الجنۃ (۳۵)

اس آیت کے تحت غلام احمد قادیانی کا دعوی ہے

''یہ الہام جو میری نسبت ہوا 'یعنی یآدم اسکن انت وزوجک الجنۃ اردت ان استخلف فخلقت آدم '
جس کے معنی یہ ہیں کہ اے آدم تو تو اپنے جوڑے کے ساتھ جنت میں رہ ! میں نے چاہا کہ میں اپنا مظہر دکھاؤں اس آدم کو
! اس لئے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ صفی اللہ کے وجود کا سلسلہ دورہ یہ اس عاجز کے وجود پر آ کر ختم ہو گیا .(۳٦)

مزید تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''اس زمانہ میں خدا تعالی نے ایک شخص کو حضرت آدم کے قدم پر پیدا کیا جو یہی راقم ہے اور اسی کا نام آدم رکھا اور پہلے آدم کی طرح خدا نے اس آدم کو بھی زمین کے حقیقی انسانوں سے خالی ہونے کے وقت میں اپنے دونوں ہاتھوں جلالی اور جمالی سے پیدا کر کے اس میں اپنی روح پھونکی ' کیونکہ دنیا میں کوئی روحانی انسان موجود نہ تھا جس سے یہ آدم روحانی تولد پاتا ' اسلئے خدا نے خود روحانی باپ بن کر اس آدم کو پیدا کیا ۔اور ظاہری پیدائش کی رو سے اسے نر اور مادہ پیدا کیا، جس طرح پہلا آدم پیدا کیا تھا یعنی اس نے مجھے بھی جو آخری آدم ہوں جوڑا پیدا کیا 'جیسا کہ الہام ''یآدم اسکن انت وزوجک الجنۃ میں اس طرف ایک لطیف اشارہ ہے (۳۷)

پھر مزید اس آیت مبارکہ کی تحریف یوں کرتے ہیں

'میں ''توام،، پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا اور لڑکی صرف سات ماہ زندہ رہ کر فوت ہوگئی'' (۳۸)

اپنے آپ کو آدم علیہ السلام سے افضل قرار دیتے ہوئے آگے لکھتے ہیں

'' میری نسبت ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کا کلام اور الہام ہے ''کہ خلق ادم فا کرمہ،، یعنی خدا تعالی نے آخری آدم کو پیدا کر کے پہلے آدموں پر ایک وجہ کی اس کو فضیلت بخشی ،اس الہام اور کلام الہی کے یہی معنی ہیں گو آدم صفی اللہ کے لئے کئی بروزات تھے جن میں سے حضرت عیسیٰ بھی تھے لیکن آخری بروز اکمل اور اتم ہے (۳۹)

"۸: واذ قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس (۴۰)

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے اپنے آپ کو بھی ادم کی طرح فرشتوں کے سجدے کا حق دار مانتے ہوئے لکھتے ہیں

'' آدم کامل انسان تھے تو فرشتوں کو سجدہ (اطاعۃ) کا حکم ہوا' اسی طرح اگر ہم میں سے ایک آدم بنے ،تو وہ بھی فرشتوں سے سجدہ کا مستحق ہے (۴۱)

(پہلے اپنے آپ کو آدم ثانی بتلایا تھا اب یہاں اپنے آپ کو فرشتوں سے سجدے کا حق دار گردان رہا ہے)

آدم کی جنت کہاں تھی؟ غلام احمد قادیانی کے نزدیک یہ جنت زمین میں تھی۔ لکھتے ہیں

''ہمارا مذہب یہی ہے کہ زمین میں تھی خدا فرماتا ہے منها خلقنكم وفيها نعيدكم (۴۲) آدم کی بود و باش آسمان پر یہ بات بالکل غلط ہے (۴۳)

۹: واذ قلتم یا موسی لن نومن لک حتی نری الله جهرة فاخذتكم الصعقة وانتم تنظرون (۴۴) اس آیت کے ضمن میں اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کرتے ہیں'' احادیث کی بنیاد پر حضرت عیسی کو جو قرآن کریم کی رو سے وفات یافتہ ہے پھر زمین پر اتارنا کیسی بے اعتدالی ہے اور ناانصافی ہے جن کی وفات پر آیت'' فلما توفيتنى كنت انت الرقيب عليهم ''(۴۵) بلند آواز سے شہادت دے رہی ہے (۴۶)

جیسا کہ عرض کیا غلام احمد قادیانی کے نزدیک عیسٰی علیہ السلام کی وفات ہوئی ہے حیات عیسٰی کا عقیدہ بالکل غلط ہے اور رسول ﷺ کی توہین بھی ہے۔ لکھتے ہیں

''اس نبی کو جس کی امت کا خاتمہ'' ضربت عليهم الذله والمسكنة،، (۴۷) پر ہوا ہے اس کو زندہ کہا جاتا ہے حضرت عیسیٰؑ کی قوم یہودی تھی اور اس کی نسبت خدا تعالی نے یہ فرمایا کہ'' ضربت عليهم الذله والمسكنة'' اب قیامت تک ان کو عزت نہ ملے گی اب اگر حضرت عیسٰی پھر آ گئے تو ان کی کھوئی عزت بحال ہوگئی اور قرآن شریف کا یہ حکم باطل ہو گیا جس پہلو اور حیثیت سے دیکھو جو کچھ وہ مانتے ہیں اس پہلو سے قرآن کریم کا ابطال اور انحضرت ﷺ کی توہین لازم آتی ہے پھر تعجب ہے کہ یہ لوگ مسلمان کہلا کر ایسے اعتقادات رکھتے ہیں اللہ تعالی یہود کے لئے فتوی دیتا ہے کہ ان میں نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا اور وہ ذلیل ہو گئے' پھر ان میں زندہ نبی کیسے آ سکتا ہے (۴۸)

۱۰: واذاخذ نا ميثاقكم ورفعنا فوقكم الطور (۴۹)

غلام قادیانی تفسیر:

یاجوج ماجوج کا زمانہ مسیح موعود (قادیانی) کا زمانہ ہے جب یاجوج ماجوج کے ساتھ کسی میں تاب مقابلہ نہیں رہے گی تب مسیح موعود (قادیانی) کو حکم ہوگا کہ اپنی جماعت کو کوہ طور کی پناہ میں لے اوے، یعنی آسمانی نشانوں کے ساتھ ان کا مقابلہ کرے اور خدا کی زبردست اور ہیبت ناک عجائبات سے مدد لے ، مسیح موعود (قادیانی) کے زمانہ میں اس وقت زبردست نشانیاں ظہور میں آئینگی'' (۵۰)

۱۱: ان الذین امنوا والذین ھادوا والنصاری والصابئین من آمن باللہ (۵۱)

آیت میں لفظ ''نصاریٰ'' کی تفسیر کرتے ہوئے مرزا بشیر الدین لکھتے ہیں

''حضرت مسیح (عیسیٰ) کے ماننے والوں کو نصرانی لکھا جاتا تھا ان سے عربوں نے اخذ کیا اور آج ان میں یہی نام مشہور ہے خدا کی قدرت ہے کہ اس زمانہ میں امت محمدیہ ﷺ کے مسیح موعودؒ (قادیانی) کے اتباع کرنے والوں کو بھی ان کے مخالف ''قادیانی'' کہتے ہیں۔ یہ مشابہت بھی نہایت عجیب ہے (۵۲)

۱۲: واذ قتلتم نفسا فادرئتم بہ ٠ واللہ مخرج ما کنتم تکتمون(۵۳)

اس کی تفسیر جمہور مفسرین کے خلاف کر کے یہ کی ہیں لکھتے ہیں

''ایسے قصوں میں قرآن شریف کی کسی عبارت سے نہیں نکلتا کہ فی الحقیقت کوئی مردہ زندہ ہو گیا تھا اور واقعی طور پر کسی قالب میں جان پڑ گئی تھی اس آیت پر غور کرنے سے صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے ایک خون کر کے چھپا دیا تھا اور بعض پر خون کی تہمت لگا لیتے تھے۔ لہٰذا تدبیر یہ بتائی گئی کہ تم اس گائے کی بوٹیاں نوبت بہ نوبت اس لاش پر ماریں تب اصل خونی کے ہاتھ سے جب لاش پر بوٹی لگے گی تو لاش سے ایسی حرکات صادر ہو گی جس سے خونی پکڑا جائے گا،، (۵۴)

مرزا بشیر الدین محمود اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں

'' حضرت مسیح (عیسیٰ) صلیب پر تو لٹکائے گئے تھے پھر صلیب پر سے زندہ اتار لئے گئے تھے اور زخموں کی شدت سے دو تین دن بے ہوش اور ضعف کی حالت میں ایک حجرہ میں پڑے رہے' تیسرے دن طاقت پر وہاں سے نکلے اور حواریوں کی مدد سے قبائل کی طرف گئے۔ بخت نصر (۵۵) انہیں قید کر کے عراق (فارس) کی طرف لے گیا وہاں سے افغانستان اور کشمیر کی طرف بھیج دیا گیا'' (۵۶)

۱۳: ولقد اتینا موسی الکتاب وقفینا من بعدہ بالرسل (۵۷)

اس آیت کی تشریح میں اپنے خیالات کا اظہار یوں کرتے ہیں

''جس طرح موسیٰ کی شریعت کے آخری زمانہ میں حضرت مسیح علیہ السلام (حضرت عیسیٰ) بھیجے گئے جنہوں نے نہ تلوار سے بلکہ صرف خلق اور رحمت سے دعوت حق دی، اسی طرح خدا تعالیٰ نے اس شریعت کے لئے مسیح موعود کو بھیجا تاکہ وہ بھی صرف خلق اور انوار آسمانی سے براہ راست دعوت کرے اور جس حضرت مسیح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قریباً سو برس بعد آئے تھے اسی مسیح موعود (قادیانی) نے بھی چودھویں صدی کے سر پر ظہور کیا ''(۵۸)

۱۴ :ما ننسخ من آیة او ننسها نا ت بخیر منها او مثلها (۵۹)

''(مجھے) صبح کو ایک الہام ہوا تھا میرا ارادہ ہوا کہ لکھ لوں پھر حافظہ پر بھروسہ کر کے نہ لکھا، آخر وہ ایسا بھولا کہ ہر چند یاد کیا یاد نہ آیا دراصل یہی بات ہے ما ننسخ من آیة او ننسها نات بخیر منها او مثلها (۶۰)

۱۵ : الحق من ربک فلا تکو نن من الممتر ین (۶۱)

''عرصہ قریباً تین برس کا ہوا ہے کہ بعض تحریکات کی وجہ سے خدا تعالی نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی اس کے بعد اس عاجز کو ایک سخت بیماری آئی یہاں تک قریب موت کی وبت پہنچ گئی اور کل جنازہ نکلنے والا ہے اسی قریب الموت مجھے الہام ہوا۔ ''الحق من ربک فلا تکو نن من الممتر ین . یعنی یہ بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے سو اس وقت مجھ پر یہ بھید کھلا کہ جب نبیوں پر بھی ایسا وقت آتا ہے جو میرے پر آیا (۶۲)

۱۶ : ولنبلو نکم بشیء من الخو ف (۶۳)

ماموریں اور ان کی جماعت کو طرح طرح کے خطرات پیش آتے ہیں میرے ساتھ یہی سنت اللہ ہے کہ جب تک ابتلاء نہ ہو، تو کوئی نشانی ظاھر نہیں ہوتا،، (۶۴)

مرزا قادیانی کے فقہی فتوے ان کی تفسیر قرآن کی روشنی میں:

۱۷ : فمن کان منکم مر یضا او علی سفر فعدة من ایام اخر . (۶۵)

قادیانی تفسیر:

''اگر تم مریض ہو یا کسی ''سفر قلیل،، یا ''کثیر،، پر ہو۔ تو اس قدر روزے اور دنوں میں رکھو اللہ تعالی نے سفر کی کوئی حد مقرر نہیں کی (اسکے باوجود) جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ صیام میں روزہ رکھتا ہے وہ خدا کے صریح حکم کی خلاف ورزی کر رہا ہے (۶۶)

مثلاً کاشتکار تخم ریزی کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتے ہوں وہ مریض کے حکم میں ہیں پھر جب میسر ہو رکھ لیں'' (۶۷)

۱۸ : وعلی الذین یطیقو نه فد یة طعام مسکین (۶۸)

اس کے معنی ہیں کہ جو طاقت نہیں رکھتے ،صاحب مقدرت لوگ فدیہ ادا کریں ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے ،، (۶۹)

حدیث سے انکار :

۱۹ : شهر رمضا ن الذی انزل فیه القرآن هد ی للناس وبینات من الهدی و الفرقان (۷۰)

ہماری جماعت کو چاہیئے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبر میں جان ودل سے مصروف ہوجائیں اور حدیثوں کے شغل کو ترک کریں (۷۱)

۲۰ : و اذا سألک عبادی عنی فانی قریب . (۷۲)

قادیانی تفسیر:

فا علموا ان الدعاء حر بة اعطیت من السماء بفتح هذاالزمان ـ ولن تغلبوا الا بهذه الحربة یا معشر الحلان وقد اخبر النبیون من اولهم الی اخرهم بهذه الحربة ـ وقا لوا ان المسیح المو عود ینا ل الفتح بالدعاء التضر ع فی الحضرة لا با لملا حم وسفک دما ء الامة (۷۳)

۲۰ : فا ذکروا الله کذکرکم ابا ء کم او اشد ذکرا . (۷۴)

قادیانی تفسیر:

ایک دفعہ مجھے خدا نے مخاطب کر کے فرمایا

" انت منی بمنزلة اولا دی انت منی بمنزلة لا یعلمها الخلق ،، جیسا کہ اس آیت میں ذکر ہے (۷۵)

اس آیت کی مزید تحریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں

" ہرایک ابن ادم اپنے اندر ایک حیض کی ناپاکی رکھتا ہے مگر وہ جو سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے وہی حیض اس کا ایک لڑکے کا جسم طیار کر دیتا ہے اسی بناء پر فانی ہونے والے "اطفا ل الله " کہلاتے ہیں یہ استعارہ کے رنگ میں خدا کے بیٹے کہلاتے ہیں کہ وہ بچہ کی طرح دلی جوش سے خدا کو یاد کرتے رہتے ہیں جیسا کہ اس آیت میں اشارہ ہے (۷۶)

تحریف پر تحریف:

میں نے اپنے والد کی شکل پر اللہ تعالی کو دیکھا ان کی شکل بڑی بارعب تھی اور وہ عظیم الشان تخت پر بیٹھے ہیں اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ خدا تعالی ہے قرآن میں آیا ہے" کذکرکم آباء کم (۷۷)

۲۱: کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة با ذن الله ۔ والله مع الصا برين(۷۸)

غلام احمد قادیانی قرآن پاک کی خانہ ساز تفسیر کرتے ہیں ان کے دل میں جو خیال آتا ہے لکھ مارتے ہیں اور جو مطلب چاہتے ہیں گھسیٹ دیتے ہیں مثلاً اس آیت کی تفسیر قادیانی فکر میں ملاحظہ ہو ۔

''کشفی حالت میں اس عاجز نے دیکھا کہ انسان کی صورت پر دو شخص ایک مکان میں بیٹھے ہیں ایک زمین پر اور دوسرا چھت کے قریب بیٹھا ہے تب میں نے اس شخص کو جو زمین پر تھا مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے مگر وہ چپ رہا اور اس نے کچھ بھی جواب نہ دیا، چھت کے قریب کی طرف رخ کیا اس نے کہا ایک لاکھ نہیں بلکہ پانچ ہزار سپاہی دیا جائے گا تب میں نے کہا پانچ ہزار تھوڑے ادمی ہیں اگر خدا تعالی چاہے تو تھوڑے بہتوں پر فتح پا سکتے ہیں اس وقت میں نے یہ آیت پڑھی (۷۹)

۲۲: من ذالذی یشفع عنده الا با ذنه (۸۰)

غلام احمد قادیانی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں

''جو شخص مجھ سے سچی بیعت کرتا ہے اور سچے دل سے میرا پیرو بنتا ہے اور میری اطاعت میں محو ہو کر اپنے تمام ارادوں کو چھوڑتا ہے جو ان آفتوں کے دنوں میں میری روح اس کی شفاعت کریگی (۸۱)

۲۳: لا اکراه فی الدین (۸۲)

''پس جس حالت میں اسلام میں یہ ھدایت ہی نہیں کہ کسی شخص کو جبر اور قتل کی دھمکی سے دین میں داخل کیا جائے تو پھر کسی خونی مہدی (۴) خونی مسیح (۸۳) کی انتظار کرنا سراسر لغو اور بے ہودہ ہے،، (۸۴)

۲۴: واحل الله البیع وحرم الربوا (۸۵)

قادیانی فتوی:

''ہمارا مذھب یہی ہے اور اللہ تعالی نے یہی ہمارے دل میں ڈالا ہے کہ ایسا روپیہ اشاعت دین کے کام میں خرچ کیا جائے یہ بالکل سچ ہے کہ سود حرام ہے لیکن اپنے نفس کے واسطے، اللہ تعالی کے قبضے میں جو چیز جاتی ہے وہ حرام نہیں رہ سکتی ہے کیوں کہ حرمت اشیاء انسان کے لئے ہے نہ اللہ کے واسطے۔ پس اپنے نفس کے لئے بیوی، بچوں کے لئے، احباب ورشتہ داروں اور ہمسائیوں کے لئے بالکل حرام ہے لیکن اگر یہ روپیہ خالصۃ اشاعت دین کے لئے خرچ ہو تو حرج نہیں خصوصاً ایسی حالت میں کہ اسلام بہت کمزور ہو گیا ہے (۸۶)

یہاں قادیانی سود کھانے کے لئے اسلام کو کمزور کہہ کر قرآن وحدیث کی مخالفت کر رہا ہے قرآن میں ارشاد ہے

هو الذی ارسل رسو له بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله (۸۷)

شاید یہاں قادیانی نے اشاعت دین کے لئے سود کو جائز اس لئے جائز قرار دے رہے ہیں کہ لوگ سود کے پیسے قادیانی جماعت کو دیدیں تا کہ وہ ان پیسوں سے اپنے کفریات کی تبلیغ کریں.

''قادیانی جماعت جو قرآن شریف کے ترجمے اور جو کچھ تفسیر شائع کر رہی ہے ان میں جا بجا' موقع بہ موقع قادیانیت کا زہر بھر رہی ہے اور حتی الوسع اسلامی قرآن سے قادیانی قرآن کا کام لے رہی ہیں'' اور پر حوالہ جات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی اپنے الہامات (یعنی دل کے خیالات) کو کلام الٰہی قرار دیتے ہیں اور ان کا مرتبہ بلحاظ کلام الٰہی ہونے کے ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن مجید' تورات' انجیل اور زبور کا ہے۔ (نعوذبالله من شرورهم)

۲۵: ثم لیقضوا تفثهم ولیوفوا نذورهم ولیطوفوا بالبیت العتیق (۸۸)

مرزا بشیر الدین محمود اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں

" قرآن میں جس آدم کا ذکر ہے یہ نزدیک ترین آدم کا ذکر ہے اس آدم سے پہلے ایک لاکھ آدم اور گزرے ہیں (۸۹)

۲۶: اولئک یسارعون فی الخیرات (۹۰)

اس آیت کا ترجمہ ومفہوم کیا ہے اور مرزا بشیر الدین اس آیت کو گھسیٹ کر کہاں لے جا کر چسپاں کرتے ہیں اور اپنا مطلب کیسے نکال لیتے ہیں لکھتے ہیں

" مسٹر سٹرک لینڈ کواپریٹو سوسائٹیز کے ایک انگریز رجسٹرار نے ہماری جماعت کی امانت داری پر خوب تعریف کی، چندہ وصول کرنے والوں کو ہم بھی چھ مہینے کے لئے امانت داری سیکھنے کے واسطے امام جماعت احمدیہ کے پاس بھیج دیں گے. جماعت کی برتری کا احساس انگریز کے دل میں بھی پیدا ہوا تھا میں نے کئی دفعہ جماعت کے مخالفین کے سامنے یہ بات رکھی کہ تم ہمارا گندھا مقابلہ کرتے ہو. لہٰذا گندھے مقابلوں میں اپنی طاقتیں خرچ نہ کرو. (۹۱)

۲۷: لا تجعلوا دعاء الرسول (۹۲)

''امام کی آواز کے مقابلہ میں افراد کی آواز کوئی حقیقت نہیں رکھتی تمہارا فرض ہے کہ جب بھی تمہارے کانوں میں خدا تعالی کے رسول کی آواز آئے، تم فوراً اس پر لبیک کہو اور اس کی تعمیل کے لئے دوڑ پڑو' کہ اسی میں تمہاری ترقی کا راز مضمر ہے بلکہ انسان جس وقت نماز پڑھ رہا ہو تب بھی اس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ نماز توڑ کر خدا تعالی کے رسول کی آواز کا جواب دے.

مرزا بشیر الدین لکھتے ہیں

''ہمارے ہاں خدا تعالی کے فضل سے اس قسم کی مثالیں پائی جاتی ہیں چنانچہ حضرت خلیفہ اول (۹۳) رضی اللہ عنہ ایک دفعہ ایسا ہی کیا اور حضرت مسیحؑ کے آواز دینے پر مختصر انماز توڑ دی، اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور بھی لوگوں نے ایسا ہی کیا بعض لوگوں نے اعتراض کیا تو حضرت مسیح موعود نے یہی آیت پڑھ کر انہیں جواب دیا تھا بہر حال نبی کی آواز پر فوراً لبیک کہنا ایک ضروری امر ہے بلکہ ایمان کی علامتوں میں سے ایک بڑی بھاری علامت ہے'' (۹۴)

۲۸: وکا ئن من قریۃ املیت لھا وھی ظالمۃ ثم اخذ تھا الی المصیر (۹۵)

کی عجیب وغریب تحریف وتفسیر:

مرزا بشیر لکھتے ہیں

'' تاریخ سے ثابت ہے کہ ۱۲۷۱ھ میں عیسائیوں نے سر اٹھانا شروع کیا تھا جس کی طرف سورہ رعد کی ابتداء میں ہی ''الم'' کے الفاظ میں اشارہ کیا گیا تھا ۲۷۱ھ میں دس صدیاں شامل کی جائیں تو ''۱۲۷۱،، بن جاتا ہے اب سن عیسوی نکالنے کے لئے ''۱۲۷۱،، میں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے پہلے کے ''۶۲۱،، سال شروع کئے جائیں تو ''۱۸۹۲،، بن جاتے ہیں اور چونکہ سورہ رعد مکی سورۃ ہے جو ہجرت سے دو تین سال پہلے نازل ہوئی تھی اس لئے ''۱۸۹۲،، سے اگر دو سال نکالے جائیں تو ''۱۸۹۰،، اور اگر تین سال نکالے جائیں تو ''۱۸۸۹،، رہ جاتے ہیں اور ''۱۸۸۹،، ہی وہ سال ہے جس میں حضرت مسیح موعودؑ (یعنی قادیانی: محقق) نے لوگوں سے بیعت لی اور عیسائیت کی تباہی کی بنیاد رکھ دی'' (۹۷)

غلام احمد کے پیروکاروں کے نزدیک خلافت کے بغیر نہ اصل میں اقامت الصلوۃ ہو سکتی ہے نہ زکوۃ کی ادائیگی اور نہ اطاعت رسول! ان کے خیال میں نظام اور اس کی برکات بغیر خلافت حاصل نہیں ہو سکتی۔ (۹۸)

۲۹: وعداللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الا رض (۹۹)

مرزا بشیر صاحب اس کی تفسیر یوں کرتے ہیں

'' محمد رسول اللہ (ﷺ) کے تیرہ سو سال بعد اللہ تعالی نے مسیح موعودؑ (یعنی قادیانی) کو بھیجا اور اس طرح اس تابع نبوت کا جو رسول اللہ (ﷺ) کی شان کے مناسب حال امتی نبوت ہے دروازہ کھول دیا اور آپ کے ذریعہ اس نے پھر آپ کے ماننے والوں میں خلافت کو بھی زندہ کر دیا، چنانچہ یہ سلسلہ خلافت حضرت مسیح موعودؑ کے بعد شروع ہوا اور خلافت ثانیہ تک ممتد رہا'' (۱۰۰)

اس آیت کی مزید تحریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''جماعت احمدیہ (قادیانیوں) کو ایک اشارہ جو اس آیت میں کیا گیا ہے کبھی نہیں بھولنا چاہیئے جس طرح ہم نے پہلوں کو خلیفہ بنایا اسی طرح تمہیں بھی خلیفہ بنائیں گے (۱۰۱)

۳۰: واوینهما الی ربوة ذات قرار و معین(۱۰۲)

ربوه . ربوة' ربوة'وربوة ورباوة .وسمیت الربوة رابية كا نهاربت بنفسهافی مکان (۱۰۳)

ربوہ: کے معنی جائے بلند جس میں نشیب وفراز ہو' ایسی ریتلی زمین جس کی سطح قدرے بلند ہو' یہ عموماً سرسبز اور شاداب ہوتی ہے قرآن میں ہے کمثل جنة بربوة اصابها وابل فاتت اکلها ضعفین (۱۰۴)

مرزا بشیرالدین اس کو کشمیر کا علاقہ قرار دیتے ہیں لکھتے ہیں

'' یہ مقام کشمیر کا علاقہ ہے جسے اعلیٰ درجہ کے چشموں اور سرسبز و شاداب مقامات کی وجہ سے لوگ جنت نظیر قرار دیتے ہیں بلکہ خود کشمیر کا لفظ حضرت مسیح (قادیانی) کے سفر کشمیر کی طرف صریح اشارہ کرتا ہے (۱۰۵)

پھر اس آیت کی مزید تشریح یوں کرتے ہیں

'' کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مزار سری نگر محلّہ خان یار میں ہے (۱۰۶)

۳۱: لقد انزلنا آیات بینات (۱۰۷)

قادیانی تفسیر:

اللہ نے حضرت مسیح موعودؑ کو ہمارے اندر پیدا کیا اور آپ کا وجود ہمارے لئے آیات بینات بن گیا (۱۰۸)

۳۲: واصنع الفلک باعیننا (۱۰۹)

مرزا بشیر لکھتے ہیں

''اس جگہ کشتی سے ظاہری کشتی بھی ہوسکتی ہے مگر سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد حضرت نوحؑ کی جماعت ہے درحقیقت نبی ہی ہوسکتی ہے جس میں شامل ہوکر لوگ نجات پاتے ہیں '' (۱۱۰)

۳۳:ولماضرب ابن مریم مثلا اذا قومک منه یصدون ٥ وقالوا أالھتنا خیرام ھو ٥ ماضربوہ لک الا جدلا ٥ بل ھم قوم خصمون ٥ان ھو الا عبدانعمنا علیه وجعلناہ مثلا لبنی اسرآئیل ٥ ولو نشاء لجعلنا منکم ملائکة فی الارض یخلفون ۔وانه لعلم للساعة فلا تمترن بھا واتبعون ۔ ھذا صراط مستقیم(۱۱۱)

ترجمہ: اور جب کہ ابن مریم (عیسیٰ) کی مثال بیان کی گئی تو اس سے آپ کی قوم اکڑنے لگی، اور کہنے لگی کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ؟ یہ ذکر آپ سے صرف جھگڑنے کے لئے کرتے ہیں بلکہ وہ ہیں ہی جھگڑالو قوم' وہ تو ہمارا ایک بندہ ہے کہ جس پر ہم نے کرم کیا اور اس کو بنی اسرآئیل کے لئے نمونہ بنادیا تھا اور اگر ہم چاہیں تو تم میں سے فرشتے بنادیں کہ زمین پر یکے بعد دیگرے رہا کریں اور البتہ عیسیٰ جو ہے تو قیامت کی ایک نشانی ہے پس تم اس میں شبہ نہ کرو اور میرا کہا مانو، یہ ہے سیدھا راستہ '' (۱۱۲)

ان آیات مقدسہ میں حضرت عیسی علیہ السلام کا ذکر خیر ہے جیسا کہ ترجمہ سے واضح ہوا' ان میں ضمیریں جو'' منه ''ھو''ما ضربوہ'' علیه''وجعلنه'' سب ضمیریں ۔حضرت عیسیٰ ہی کی طرف پھرتی ہیں لیکن ان سب کے خلاف قادیانی تفسیر ملاحظہ ہو ۔ مرزا قادیانی نے آیت مقدسہ''وانه لعلم للساعة '' کی تفسیر میں لکھتے ہیں

'' حق بات یہ کہ''انه ،،کا ضمیر قرآن شریف کی طرف پھرتا ہے اور آیت کے یہ معنی ہیں کہ قرآن شریف مردوں کے جی اٹھنے کے لئے نشان ہے کیونکہ اس سے مردہ دل زندہ ہوتے ہیں قبروں گلے سڑے ہوئے باہر نکلتے ہیں اور خشک ہڈیوں میں جان پڑتی جاتی ہے '' (۱۱۳)

آگے اس کی تفصیل یوں بتاتے ہیں'

'والتفصیل فی ذلک ان فرقة من الیھود اعنی الصدوقین کانوا کافرین بوجود القیامة فاخبرھم الله علی لسان بعض الانبیاء ہ ان ابناء من قولھم یولد من غیراب وھذا یکون آیته لھم علی وجود القیامة فالی ھھنا اشار فی آیة وانه لعلم للساعة وکذالک فی آیة ولنجعله آیة للناس ای للصدوقین (۱۱۴)

مرزا قادیانی کے نزدیک وانه لعلم للساعة سے عیسی کی نسبت لینا صحیح نہیں ہے

'' اب مجھ سے سمجھو کہ''ساعة'' سے مراد اس جگہ وہ عذاب ہے جو حضرت عیسی کے بعد طیطوس رومی کے ہاتھ سے یہودیوں پر نازل ہوا تھا (۱۱۵)

تعجب کی بات یہ ہے کہ مرزا صاحب ایک قول پر بس نہیں کرتے ایک جگہ 'ساعۃ' سے مراد قیامت لیتے ہیں دوسری جگہ طیطوس رومی کی یہودیوں کے ساتھ جنگ لیتے ہیں

مرزا قادیانی کے یہ تینوں تشریح وتفسیر ایک دوسرے سے متصادم ہیں اور مختلف ہیں چونکہ انہوں نے اپنی نسبت تسلیم کرلیا ہے ''کہ مجھے مراق (۱۱۶) کی بیماری ہے'' (۱۱۷)

حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول قیامت کی نشانی:

احادیث کی روشنی میں:

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسو ل اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیو شکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلافیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد حتی تکون السجدۃ والواحدۃ خیر من الدنیا وما فیھا (۱۱۸) :

وانہ لعلم للساعۃ کی تفسیر صحابہ کرامؓ کے ہاں:

حضرت ابن عباسؓ متوفی ۶۸ھ نے آیت'' وانہ لعلم للساعۃ،، کی یہ تفسیر کی''.قال خروج عیسی علیہ السلام قبل یوم القیامۃ ''(۱۱۹)

اسی طرح سب تابعین کا یہی مسلک ہے '' کہ عیسیٰ آسمان میں زندہ ہیں قیامت کے قریب تشریف لائیں گے (۱۲۰)

مرزا غلام احمد قادیانی اور تحریف قرآنی:

مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں کے اکثر مواضع میں قرآنی آیاتیں غلط لکھی ہیں ضروری بات ہے جہاں قرآنی آیات آگے پیچھے ہوجائیں یا غلط لکھے جائیں تو ترجمے میں فرق آجائے گا اور قادیانی ہوبہو تحریف آیات کے مطابق ترجمے بھی غلط لکھے ہیں اس سے اندازہ لگائیے کہ ان کی قرآن دانی اور قرآن فہمی کیا تھی ؟ میں یہاں مشتے از خروارے چند آیاتیں پیش کررہا ہوں۔

۱: وان لم تفعلوا . (۱۲۱)

صحیح آیت ؛ فان لم تفعلوا (۱۲۲)

۲: قل لئن اجتمعت الجن والانس .قادیانی ترجمہ .ان کو کہہ دے اگر سب جن وانس اس بات پر متفق ہوجائیں (۱۲۳)

صحیح آیت : قل لئن اجتمعت الانس والجن :(۱۲۴) یہاں قادیانی نے ''الجن،، کو'' الانس،، سے پہلے لائے ہیں

۳: جا دلهم با لحکمة والمو عظه الحسنة ترجمہ قادیانی :عیسائیوں کے ساتھ حکمت اور نیک وعظوں کے ساتھ مباحثہ کر، نہ سختی. (۱۲۵)

قرآن پاک کی مکمل اور صحیح آیت اس طرح ہے"اد ع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجا دلهم بالتی هی احسن (۱۲۶)

۴. عسی ربکم ان یر حمکم علیکم .(۱۲۷) یہاں قایانی نے اپنی طرف سے "علیکم" کا اضافہ کیا ہے قرآنی آیت یوں ہے "عسی ربکم ان یر حمکم (۱۲۸)

۵: انا اتینک سبعا من المثا نی والقرآن العظیم .(۱۲۹) یہاں قادیانی نے" ولقد، حذف کر کے"انا، کا اضافہ کردیا ہے صحیح آیت قرآن میں یہ ہے"ولقد اتینک سبعا من المثا نی والقرآن العظیم(۱۳۰)

٦: فمن یر جو ا لقاء ربه(۱۳۱) یہاں لفظ" کان" کھا گیا ہے اصل آیت"فمن کان یرجوا لقا ء ربه (۱۳۲) ہے اسی طرح سینکڑوں آیاتیں ہیں کہ جن میں قایانی نے یاتو اضافہ کردیا ہے یا تو حذف کردیا ہے.

اجمالی فہرست:

تفسیر کبیر جلد اول سے چند ٹھوس اور موٹے موٹے مضامین کی فہرست یہاں تحریر کیے دیتا ہوں تا کہ ان کو دیکھ کر اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ قادیانیوں کے تفسیری افکار کیا ہیں اور یہ لوگ اپنی تفاسیر میں کیا فکر، نظریہ اور خیالات دینا چاہتے ہیں "خلیفہ کی تشریح' یہودیوں کے بندر بننے کی حقیقت' الہام کی تشریح' پیش گوئیاں' تناسخ کا عقیدۃ' مسئلہ جبر وقدر' جماعت احمدیہ 'عیسائیت' ناسخ ومنسوخ کی حقیقت' مسیح موعود(قادیانی) کے متعلق پیش گوئیاں' نبی کے مقام کی تشریح نبوت کسبی یا وهبی وغیرہ"(۱۳۳)

مراجع

(۱) خلاصہ: دیباچہ براھین احمدیہ ۔ غلام احمد قادیانی ص ۷

روحانی خزائن ۔ ایضا ج ۱ ص ۱۶ '

کتاب البریہ ایضا ج ۱۳ ص ۴ تا ۶'

سیرۃ المہدی ایضا حصہ اول ص ۱۱۶

نزھۃ الخواطر ج ۸ ص ۳۶۲ تا ۳۶۷

رئیس قادیان مولانا ابوالقاسم دلاوری

ائمہ تلبیس ایضا مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور ۱۹۸۷ء

(۲) روحانی خزائن ج ۱ ص ۱۶

(۳) سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۱۶

(۴) کتاب البریۃ حاشیہ ۱۸۳ ' روحانی ج ۱۳ ص ۲۰۱ '۲۰۲ '۳۵۳ ' ج ۳ ص ۹۲ ' ۲۱۳ '۲۱۵ '۲۱۶ '۴۰۹ ' ج ۱ ص ۵۹۳ '

تذکرہ ص ۱۲۹ ' ۲۵۸ '۲۵۹

اربعین حصہ اول ص ۷ '

ازالہ اوھام ص ۱۹۰ '

دافع البلاء ص ۱۱ '

حقیقت الوحی ص ۱۰۷

اعجاز احمدی ص ۷

(۵) تفسیر کبیر: یہ تفسیر مرزا بشیر الدین کی تصنیف ہے اور یہ کیوں لکھی گئی ہے؟ اس کی ابتدائی جلدوں میں کوئی تعریف نہیں ملتی ہے ہاں پانچویں جلد میں (جو کہ سورۃ الحج المومنون اور سورۃ النور پر مشتمل ہے) تفسیر لکھنے کی تحریک و مدعا بیان کی گئی ہے فرماتے ہیں

'' حضرت مسیح موعود علیہ السلام (قادیانی) کی اوائل دعوی (نبوت) سے یہ خواہش تھی کہ قرآن مجید کی نئی تفسیر لکھی جائے چناں چہ حضور علیہ السلام (قادیانی) ''ازالہ اوہام ''میں تحریر فرماتے ہیں '' اس زمانہ میں بلاشبہ کتاب الہی کے لئے ضروری ہے کہ اس کی ایک نئی اور صحیح تفسیر کی جائے (جو قادیانی خیالات اور مزعومات کے مطابق ہو) کیوں کہ حال میں جن تفسیروں کی تعلیم دی جاتی ہے وہ نہ اخلاقی حالت درست کرسکتی ہیں اور نہ ایمانی حالت پر نیک اثر ڈال سکتی ہیں بلکہ فطرتی سعادت اور نیک روشنی کی مزاحم ہو رہی ہیں اس کی وجہ ہی ہے کہ وہ اپنے اکثر زوائد کی وجہ سے قرآن کریم کی تعلیم نہیں ہے قرآنی تعلیم لوگوں کے دلوں سے ایسے مٹ گئی ہے کہ گویا قرآن آسمان اٹھایا گیا. (دیباچہ تفسیر کبیر . مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ ثانی قادیانی ج ۵ ص ۲ ۳ دسمبر ۱۹۵۷ء) آگے جاکر مزید اس کی تشریح یوں کرتے ہیں

آخری زمانہ میں قرآن آسمان پر اٹھایا جائے گا اور پھر دوبارہ قرآن کو زمین پر لانے والا ایک مرد فارسی الاصل ہوگا (یعنی مرزا بشیر الدین) لہذا تم قرآن مجید کی اپنی تفسیر کرنا'' ''یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا جیسا کہ مجھ سے یا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ ہی میں داخل ہے '' (حوالہ ایضا)

(۶) چکڑالوی گورداسپور (بھارت) کے چکڑالہ میں پیدا ہوئے ،حدیث کے زبردست منکر تھے (تفصیل فصل میں ملاحظہ فرمائیں گے)

(۷) تفصیل آگے آرہی ہے

(۸) گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے ، یہ عمل بالحدیث کو شرک تصور کرتے تھے دہلی میں تاریخ اسلام کے پروفیسر رہے۔

(۹) ان کے حالات کے لئے مقالہ ھذا باب چہارم فصل چہاردھم

(۱۰) تفسیر ابن کثیر ج ا ص ۴۳ تا ۷ ، اصول التفسیر لعلامۃ ابن تیمیہ ص ۱۰

ترجمان القرآن بلطائف البیان ج ا ص ۱۶ ،۱۷ ، ۱۸

(۱۱) کتاب برکات الدعاء ۔ مرزا غلام احمد ص ۱۳ ،۱۴ ، ۱۵ روحانی خزائن ایضا ج ۶ ص ۱۷ تا ۱۹

(۱۲) البقرۃ: ۲ ، ۳

(۱۳) تفسیر البقرہ۔ غلام احمد قادیانی ص ۵۸ (بحوالہ رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء ص ۱۳۲) ادرۃ المصنفین ربوہ طبع ۱۹۷۰ء

(۱۴) البقرہ: ۴

(۱۵) تفسیر البقرہ۔ ص ۶۳ بحوالہ ریویو اف ریلجیز ج ۱۴ ص ۴ بابت ماہ مارچ واپریل ۱۹۱۵

(۱۶) وبالاخرہ: قرآن شریف میں دیکھا تو اس میں "الاخرۃ "کا لفظ جہاں ایمان بالاخرۃ یا کفر بالاخرۃ کا ذکر اس موقعہ کے سوائے اٹھارہ موقعہ پر آتا ہے اور کسی جگہ بھی سوائے النشأ الثانیہ کے کوئی دوسرے معنی مراد نہیں پس یہ قطعی شہادت ہے اور قادیانی کا زعم سراسر غلط ہے تفصیل یہ ہے

الانعام : ۹۲، ۱۱۴، ۱۵۱ ، الاعراف: ۴۵ . یونس : ۲۰ ـ . یوسف: ۳۷. النحل : ۲۲ ،۶۰ . بنی اسرائیل : ۴۵ . المومنون : ۴.

النمل : ۳، ۴ .لقمان : ۴ السباء ۲۱ . الزمر : ۴۵. حم السجدہ : ۷. النجم : ۳۷

(۱۷) تفسیر کبیر .ج ا البقرہ: ۴

(۱۸) البقرہ: ۱۱

(۱۹) تفسیر کبیر۔ البقرہ: ۱۱

(۲۰) البقرہ: ۲۲

(۲۱) تفسیر کبیر البقرہ: ۲۲

(۲۲) البقرہ: ۳۰

(۲۳) تفسیر سورۃ البقرہ: ص ۱۲۱ بحوالہ خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱ تا ۱۷۸

(۲۴) یہ غلام احمد قادیانی کی ابتدائی تصنیف ہے

(۲۵) تفسیر سورۃ البقرہ: ۳۰ ص ۱۲۲ ، بحوالہ براھین احمدیہ ص ۴۹۰

(۲۶) تفسیر سورۃ البقرہ: ص ۱۱۸

(۲۷) ایضا ص ۱۲۴

(۲۸) ایضا ص ۱۲۵

(۲۹) ایضا ص ۳۸۸ آیت ۲۷۶ تا ۲۸۰

(۳۰) تفسیر کبیر ج ا ص ۳۰۶ البقرہ:۳۰

(۳۱) ایضا ص ۳۰۷

(۳۲) البقرہ : ۳۱

(۳۳) تفسیر کبیر . البقرہ : ۳۱ ج ا ص ۳۱۹

(۳۴) ایضا

(۳۵) البقرہ : ۳۵

(۳۶) تفسیر سورۃ البقرہ : ۳۵' ص ۱۲۹

(۳۷) ایضا

(۳۸) ایضا ص ۱۳۰

(۳۹) تفسیر سورۃ البقرہ : ص ۱۳۱

تریاق القلوب . غلام احمد قادیانی ص ۱۵۶

(۴۰) البقرہ: ۳۴

(۴۱) تفسیر سورۃ البقرۃ : ص ۱۳۴

(۴۲) طہ: ۵۵

(۴۳) تفسیر سورۃ البقرۃ ص ۱۳۵

(۴۴) البقرۃ: ۵۵

(۴۵) المائدہ: ۱۱۷

(۴۶) تفسیر سورۃ البقرۃ : ص ۱۴۴

(۴۷) البقرہ: ۶۱

(۴۸) تفسیر سورۃ البقرۃ: ص ۱۵۳

(۴۹) البقرہ: ۶۳

(۵۰) تفسیر البقرۃ: ص ۱۵۶ بحوالہ

چشمہ معرفت غلام احمد قادیانی ص ۸۰' ۸۱

(۵۱) البقرہ: ۶۴

(۵۲) تفسیر کبیر ج ا ص ۴۸۴

(۵۳) البقرہ: ۷۲

(۵۴) تفسیر سورۃ البقرۃ : ص ۱۵۹

(۵۵: بخت نصر با کے نسے سے ایک کافر بادشاہ کا نام ہے یہ لفظ "بخت،، اور "نصر،، سے مشتق ہے بخت اصل میں "بوخت،، تھا جس کے معنی ہیں لڑکا اور نصر "بت،، کو کہتے ہیں معنی ہوا "بت کا لڑکا،، بخت نصر نے بنی اسرائیل کی سلطنت میں بیت المقدس پر حملہ کر کے اسے فتح کیا اور خون کی ندیاں بہادیں بنی اسرائیل کو قید کیا بخت نصر کی فوجوں کا ذکر قرآن میں یوں آیا ہے

" فاذا جآء وعد اولهما بعثنا عليكم عبادالنا اولی باس شديد فجاسوا خلل الديار ۰ وكان وعدا مفعولا ۰ بنی اسرائیل :۵

تفصیل کے لئے قصص القرآن ج ۲ ،معارف القرآن ج ۵ ،اسلامی انسائیکلوپیڈیا ص ۱۳۵، ۱۳۶

(۵۶) تفسیر کبیر ض ا ص ۵۱۷

(۵۷) البقرہ: ۸۷

(۵۸) تفسیر البقرہ: ص ۱۸۶ ، ۱۸۷

(۵۹) البقرہ: ۱۰۶

(۶۰) تفسیر سورۃ البقرہ: ص ۱۸۶، ۱۸۷

(۶۱) البقرہ: ۱۳۷

(۶۲) تفسیر سورۃ البقرہ ص ۲۱۶ بحوالہ ازالہ اوھام حصہ اول غلام احمد قادیانی ص ۳۹۶، ۳۹۸، ۳۹۹

(۶۳) البقرہ : ۱۵۵

(۶۴) تفسیر سورۃ البقرۃ : س ۲۳۱

(۶۵) البقرہ : ۱۸۴

(۶۶) تفسیر سورۃ البقرہ : ص ۲۶۱

(۶۷) ایضا

(۶۸) البقرہ : ۱۸۴

(۶۹) تفسیر البقرہ : س ۲۶۳

(۷۰) البقرہ: ۱۸۵

(۷۱) تفسیر البقرۃ : ۲۶۵

(۷۲) البقرہ: ۱۸۶

(۷۳) تفسیر سورہ البقرہ : س ۲۹۱ ،

تذکرۃ الشہادتین ۔ غلام احمد قادیانی ص ۸۱، ۸۲

(۷۴) البقرہ: ۲۰۰

(۷۵) تفسیر سورۃ البقرہ : ص ۳۱۰

چشمہ مسیحی ۔ غلام احمد قادیانی ص ۵۸

(۷۶) ایضا ۳۱۱ ، تتمہ حقیقت الوحی ۔ غلام احمد قادیانی ص ۱۴۴

(۷۷) تفسیر سورۃالبقرہ : ۲۱۲

(۷۸) البقرہ: ۲۴۹

(۷۹) تفسیر سورۃ البقرۃ : ص ۳۴۱

(۸۰) البقرۃ:۲۵۵

(۸۱) تفسیرسورۃالبقرہ : ص۳۶۲ ،کشتی نوح ۔ ازغلام احمد قادیانی ص۱۴

(۸۲) البقرہ: ۲۵۶

(۸۳) مہدی: مادہ ھدی: معنی ہدایت یافتہ ،المہدی کالفظ متعدد مقام پر استعمال ہوا ہے مسلمانوں میں سے بعض کاعقیدہ ہے کہ مہدی بعض احادیث کے مطابق پیدا ہوں گے اور دین کا احیاء کر کے حکومت اسلامیہ قائم کریں گے سنیوں کا عقیدہ ہے کہ آخر میں ایک مجدد دین ضرور پیدا ہوں گے لیکن ضروری نہیں کہ اس کا نام مہدی ہو۔مگر شیعہ فرقہ مہدی کے آنے کو اپنے عقیدے کا ایک جزءلاینفک سمجھتا ہے۔

تفصیل کے لئے: تاریخ طبری ج۹:ص۱۳۸ ،الکامل لابن الاثیر ج۵ص۲۰۶

(۸۴) خونی مسیح: اس سے مسلمانوں کے عقیدے کی طرف اشارہ کررہے ہیں کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ زندہ آسمان کی طرف اٹھالئے گئے ہیں قیامت کے قریب نازل ہوں گے کفار سے جنگ کریں گے دجال کذاب کو قتل کریں گے لھذا قادیانی ان کی آمد اور اسلام کی خدمت کو ''خون ریزی،، کا نام دیتے ہیں (محقق)

(۸۵) تفسیرسورۃالبقرۃ : ص۳۶۴ ، مسیح ہندوستان.ازغلام احمد ص ۱۰۹

(۸۶) البقرہ:۲۷۵

(۸۷) تفسیرسورۃالبقرۃ: ص۳۸۷

(۸۸) الفتح : ۲۸

(۸۹) الحج:۲۹

(۹۰) تفسیرکبیر: ج۵ص۳۸

(۹۱) المومنون: ۶۳

(۹۲) تفسیرکبیر. ج۵ص۱۸۴

(۹۳) النور: ۶۴

(۹۴) مراد حکیم نورالدین احمد مرزا قادیانی کا پہلاخلیفہ ۔

(۹۵) تفسیرکبیر: ج۵ص۴۰۸،۴۰۹

(۹۶) الحج:۴۹

(۹۷) تفسیرکبیر. ج۵ص۶۵

(۹۸) ایضاً ص ۵ص ۲۶۹

(۹۹)

(۱۰۰) تفسیر کبیر. ج۵ص ۳۹۰

(۱۰۱) ایضاً

(۱۰۲) المومنون:۵۱

(۱۰۳) المفردات للاصفہانی .(مادہ ربو)

(۱۰۴) البقرہ:۲۶۵

(۱۰۵) تفسیر کبیر: ج۵ص ۱۷۷

(۱۰۶) ایضاً ص ۱۷۹

(۱۰۷) النور: ۴۷

(۱۰۸) تفسیر کبیر: ج۵ص ۳۵۹

(۱۰۹) المؤمنون : ۲۸

(۱۱۰) تفسیر کبیر: ج۵ ص ۱۶۰

(۱۱۱) الزخرف : ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱

(۱۱۲) تفسیر المنان : مو لانا محمد عبد الحق حقانی ج۶ الزخرف : ۵۷ تا ۶۱

(۱۱۳) ازالہ اوہام : ص ۴۲۴ ، خزائن ج۳ ص ۳۲۲

(۱۱۴) حمامۃ البشری : مرزا غلام احمد قادیانی : ص۹ ، خزائن ج۷ ص ۳۱۶

(۱۱۵) اعجاز احمدی : مرزا غلام احمد ص۲۰، ۲۱ خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۰

(۱۱۶) مراق: ایسی بیماری جس میں مریض کو اپنے جذبات اور خیالات پر کنٹرول نہیں رہتا انبیاء کو ایسی بیماریاں لاحق نہیں ہوتیں روحانی و جسمانی تکلیف دہ بیماریوں سے پاک ہوتے ہیں

(۱۱۷) تشحیذ الاذہان :غلام احمد قادیانی . ج۱ص ۵ص

(۱۱۸) صحیح بخاری : ج ا ص ۴۹۰ ،مسلم ج ا ص ۸۷

فتح الباری پارہ ۱۳

عمدۃ القاری ج ا ص ۴۵۱

ارشادالساری ج۵ ص ۴۱۸، ۴۱۹

مشکوۃ باب نزول عیسی

مزید تفصیل کے لئے :

مسلم ج۲ ص ۳۹۳ کتاب الفتن وشرائط الساعة ' ج ۱ کتاب الحج باب جواز المتمتع فی الحج والقران

مسند احمد ج٦ ص ۲۴ ' ج۴ ص۷ ' ج۲ ص ۲۷۲

مشکوۃ کتاب الفتن باب علامات بین یدی الساعة وذکر الدجال

کنز العمال ج۱۴ حدیث نمبر ۳۸٦۵۰

مجمع الزوائد ج۸ ص ۲۱۴

(۱۱۹) تفسیر درمنثور ج٦ الزخرف: ٦۱

(۱۲۰) تفسیر ابن جریر ج۲۵ الزخرف : ٦۱ ، در منثور ج٦ ص ۲۰'۲۱

(۱۲۱) براھین احمدیہ ص۲۲۰'۳۹۵ ' سرمہ چشم آریہ ص۱۰

(۱۲۲) البقرہ:۲۴

(۱۲۳) کرامات الصادقین :غلام احمد قادیانی ص۱۰۸

(۱۲۴) بنی اسرآئیل :۸۸

(۱۲۵) نورالحق :غلام احمد قادیانی حصہ اول ص۴٦ تبلیغ رسالت ج۳ ص۱۹۴

(۱۲٦) النحل::۱۲۵

(۱۲۷) براھین احمدیہ ص۵۰۵

(۱۲۸) بنی اسرائیل ۸

(۱۲۹) براھین احمدیہ ص۴۸۸ حاشیہ

(۱۳۰) الحجر ۸۷

(۱۳۱) براھین احمدیہ ص۴۲۸ حاشیہ

(۱۳۲) الکھف ۱۱۰

(۱۳۳) تفصیل کے لئے دیکھئے ۔۔تفسیر کبیر مرزا بشیر الدین محمود

مطبع احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ پنجاب

باب چہارم

فصل ششم

مولوی محمد علی (لاہوری گروپ)

تفسیر قرآن میں ان کا منہج، اور فکری تفردات

احمدیہ جماعت لاہوری گروپ کا اجمالی تعارف:

مرزا غلام احمد قادیانی کی موت ۱۹۰۸ء میں ہوئی' ان کے بعد حکیم نورالدین پہلے خلیفہ منتخب ہوئے لیکن جماعت کا انتظام صدر انجمن احمدیہ کے ہاتھ میں رہا' مرزا محمود مرزا غلام احمد کے بیٹا ہونے کی وجہ سے جماعت کا سارا انتظام اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے تھے حکیم نورالدین کی وفات (۱۹۱۴ء) کے بعد ایک جماعت نے مرزا بشیرالدین محمود کو غلام قادیانی کا دوسرا خلیفہ چن لیا' اس وجہ سے مولوی محمد علی اوران کے ہم نوا جماعت سے علیحدہ ہو گئے اور یوں لاہوری جماعت کا آغاز ہوا(۱)

قادیانی اور لاہوری جماعتوں کی تفریق بظاہر ذاتیات کے ایک مسئلہ پر ہوئی۔ لیکن اس ذاتی اختلاف کی تہ میں بھی ایک اصولی اختلاف تھا لاہوری مرزا قادیانی کے معتقد ہونے کے باوجود عام مسلمانوں سے اپنے آپ کو علیحدہ نہیں سمجھتی' اور ساتھ لاہوری احمدی مسلمانوں کو کافر نہیں کہتے. جب کہ مرزا قادیانی اپنے نہ ماننے والوں کو کافر سمجھتے ہیں، لاہوری گروپ مرزا کی نبوت کے قائل نہیں بلکہ اس کو مجدد اور مصلح مانتا ہے

یہاں یہ بات بھی واضح کردوں' کہ مولوی محمد علی اگرچہ مرزا کا بڑا قریبی معتقد اور مرید تھا لیکن خلافت نہ ملنے کی وجہ سے (سیاسی اختلاف میں) اپنی علیحدہ جماعت بنالی۔ یہ مرزا کو نبی نہیں مانتے اور نبوت کو ختم مانتے ہیں لیکن قادیانیوں کو کافر نہیں کہتے اور نہ قادیانی لاہوری گروپ کو کافر مانتے ہیں جماعت احمدیہ سے الگ ہونے کے بعد بھی مولوی محمد علی کے وہی عقائد رہے جو باقی جماعت کے تھے خلافت ملنے سے قبل اس کا کوئی اصولی اختلاف نہیں تھا البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ مولوی محمد علی نے ذاتی یا تنظیمی اختلاف کو اصولی اختلاف کی صورت میں پیش کر کے الگ جماعت بنالی.

قرآن فہمی :

مولوی محمد علی (ایم اے ایل ایل بی) کا اہم کام قرآن مجید کی اشاعت وتفسیر تھی بالخصوص انگریزی دان مسلمانوں اور غیر مسلموں میں یہ تفسیر شہرت پا گئی. نیز انہوں نے اردو دان طبقہ کے لئے تین جلدوں میں بیان القرآن کے نام سے ترجمہ وتفسیر لکھی اس تفسیر کے کل صفحات ۱۹۹۹ ہیں آخر میں لغات القرآن کے نام سے ۶۰ صفحات پر مشتمل مفید معلومات ہیں بیان القرآن میں اکاذ کا شان نزول بھی ابتدائے سورت میں بیان ہوتا ہے آیات کی تفسیر بعض کی بہت زیادہ تفصیل ہے اور بعض جگہ بہت زیادہ اجمال سے کام لیا ہے اور بعض جگہوں میں تفسیر کی ضرورت ہی نہیں سمجھی گئی ہے صرف ترجمہ پر اکتفاء کیا گیا ہے ربط السورۃ مع السورۃ نہیں ہے بہت کم ہی جگہوں پر حدیث شریف' اقوال صحابہؓ اور اکابرین کے تفاسیر کی جھلک موجود ہے، لغات کی کتابوں پر زیادہ انحصار کرتے ہیں ان کے قرآنی افکار کیا ہیں ان کی قرآن فہمی کو ان کی تفسیر بیان القرآن کی روشنی میں دیکھتے ہیں ▪

ا: انعمت علیهم .(۲) سے کون لوگ مراد ہیں قرآن کریم خود تشریح فرماتا ہے الذین انعم الله علیهم من النبیین والصدیقین والشهدآء والصالحین (۳)

مولوی محمد علی اس آیت کے تحت غلام احمد قادیانی پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں

'' یہاں نبی کا لفظ آجانے سے بعض لوگوں کو یہ ٹھوکر لگی ہے کہ مقام نبوت بھی اس دعا کے ذریعہ سے مل سکتا ہے اور گویا ہر مسلمان ہر روز بار بار مقام نبوت کو ہی اس دعا کے ذریعہ سے طلب کرتا ہے یہ ایک اصولی غلطی ہے اس لئے کہ نبوت محض موہبت ہے اور نبوت میں انسان کی جدو جہد اور اس کی سعی کو کوئی دخل نہیں "الرحمن علم القرآن (۴) سے بھی ظاہر ہے دنیا میں کوئی شخص کوشش کر کے اور دعائیں مانگ مانگ کر اور خدا سے التجائیں کر کر کے نہ پہلے نبی بنا' نہ آئندہ بنے گا (۵)

۲. وبالاخرة هم یوقنون (٦)

کی تفسیر اور قادیانی کے دعوی نبوت کی تردید:

آخرة آخر اوّل کے مقابلہ پر ہے اور'' الدار الاخرة ،، سے مراد'' النشأة الثانية .'' الاخرة ،، سے مراد'' الوحی الاخرة '' لینا اور پھر یہ نتیجہ نکالنا کہ قرآن کریم کوئی اور وحی میں نازل ہونے والا ہے جس پر ایمان لانا ضروری ہو گا خلاف قرآن کریم ہے'' (۷)

سرسید (المتوفی ۱۳۱۵ھ) کے افکار کی تردید:

'' ملائکہ نورانی ہستیاں ہیں جن کو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور وہ اللہ تعالی کی طرف سے رسول یعنی وسائط ہیں مسلمانوں میں سے بعض لوگ اس طرف گئے ہیں کہ ملائکہ صرف قوتوں اور طاقتوں کا نام ہے حتی کہ نبوت کو بھی ایک ملکہ یا طاقت قرار دیکر اس کا نام جبرئیل قرار دیا ہے اس عقیدہ کی رو سے یہ بھی عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ وحی الٰہی انسان کے اندر سے ہی ایک آواز کے پیدا ہونے کا نام ہے اور وہ کوئی خارجی شئے نہیں حالانکہ قرآن کریم میں جہاں اللہ تعالی کے انسان سے کلام کرنے کا ذکر ہے وہاں اکثر کلام کی ایک صورت یہ فرمائی کہ اللہ تعالی دل میں ایک بات ڈال دیتا ہے تو دوسری صورت میں 'من وراء حجاب '' (۸) فرمائی اور تیسری صورت میں وہ رسول بھیج کر اپنا کلام سناتا ہے جہاں رسول سے مراد جبرئیل ہے (۹)

۳: واذقتلتم نفسا فادرء تم فیها . والله مخرج ما کنتم تکتمون (۱۰)

اس میں کسی نبی کے قتل کا ذکر ہے اور یہ حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیب پر چڑھانے کا واقعہ ہے اور ان کے قتل کی کوشش کی طرف اشارہ ہے (۱۱)

۴: فقلنا اضربوہ ببعضها (۱۲)

محمد علی اس آیت کی تفسیر یوں کرتے ہیں

''حضرت مسیح علیہ السلام پر پورا قتل وارد نہیں ہوا صلیب پر آپ تین گھنٹے رہے اور اتنی دیر میں کوئی شخص صلیب کی موت سے مر نہیں سکتا آپ کے ساتھ جو چور صلیب دیئے گئے تھے ان کی ہڈیاں توڑی گئیں آپ کی ہڈیاں نہیں توڑی گئیں یہی فاضربوہ ببعضها ہے اور کذلک یحی الله المو تی (۱۳) کہہ کر بتا دیا کہ جس کو تم مردہ خیال کر بیٹھے تھے اسے خدا نے یوں زندہ رکھا یا زندہ کر دیا (۱۴)

۵: ما ننسخ من آیة او ننسها نات بخیر منها او مثلها (۱۵)

''اس آیت سے بعض آیاتوں کا بعض سے منسوخ مراد لینا بالکل بے تعلق ہے حالانکہ نسخ آیات قرآن کا ذکر نہیں بلکہ نسخ شرائع سابقہ کا ذکر ہے (۱۶)

۶: فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله ورسوله (۱۷)

''سود کی رقم کو دشمنوں کے خلاف اشاعت اسلام، تبلیغ دین پر لگانا بہتر اور جائز ہے (۱۸)

۷: آل عمران تیسری سورت کا نام ہے

محمد علی اس کی تشریح یوں کرتے ہیں

''عمران حضرت موسیٰ اور ھارون کے والد کا نام ہے اور چونکہ اس سورت میں نبوت کے سلسلہ موسویہ سے رخصت ہونے کا ذکر ہے اور اس سلسلہ کے آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے پیروؤں کی غلطیوں کا بالتفصیل ذکر ہے اس مناسبت سے اس کا نام ''آل عمران،، رکھا گیا'' (۱۹)

۸: تفسیر آیت' کلما دخل علیها زکریا المحراب ۔ وجد عندها رزقا ۔ قال یا مریم انی لک هذا ۔ قالت هو من عندالله (۲۰)

مفسرین نے تو حسب معمول اس کی نیز معمولی رزق قرار دیا گرمی کے پھل سردیوں میں اور سردی کے پھل گرمیوں یہاں کوئی ایسا لفظ نہیں نہ قرآن شریف میں روٹی کا ذکر ہے نہ پھلوں کا. بلکہ رزق سے مراد علم یا صحیفے جن میں علم تھا (۲۱)

نیز محمد علی کے افکار کے مطابق حضرت مریم کا نکاح یوسف (نامی شخص) سے ہوا تھا (۲۲) اور حضرت عیسیٰؑ امت محمدیہ کی طرف نہیں آ سکتے (۲۳)

۹: انی متو فیک (۲۴) سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عیسیٰؑ کو اللہ تعالی نے موت دے دی ہے (۲۵)

۱۰: وما قتلوہ وما صلبوہ (۲۶)

یہاں حضرت عیسیٰؑ سے قتل وصلیب ہر دو کی نفی کی گئی ہے اور یہ عطف خاص علی العام ہے گویا یہ بتاتا ہے کہ ان دونوں طریقوں میں سے کسی طریق سے حضرت مسیح کی جان ان کے جسم سے جدا نہیں ہوئی، نہ بذریعہ قتل، نہ بذریعہ صلیب '' (۲۷)

۱۱: او نلعنهم کما لعنا اصحب السبت (۲۸)

''جو سزا'' اصحب السبت'' پر وارد ہوئی۔ وہ بندر بن جانا نہ تھا بلکہ بندروں کی طرح ذلیل ہو کر در بدر ہونا تھا (۲۹)

۱۲: یا ایها الذین امنوا اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم . فان تنا زعتم فی شیء فردوہ الی الله والرسول (۳۰)

اس آیت کے تحت غلام احمد پرویز (المتوفی ۱۹۸۶ء) اور ان کے ہم خیالوں پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں

'' اپنے آپ کو اہل قرآن کہلانے والوں کا خیال ہے کہ رسول ﷺ کی اطاعت شرک میں داخل ہے ان لوگوں نے قرآن شریف کو اپنی رائے کے ماتحت کرنے کے لئے کس قدر باتیں اپنے پاس سے ڈال کر تحریف کا رنگ اختیار کیا ہے'' (۳۱)

نیز اسی آیت کے ذیل اہل تشیع اور قادیانیوں پر بھی رد کرتے ہیں جو اپنے اماموں کو معصوم اور غلام احمد کو نبی اور رسول مانا ہے (۳۲)

۱۳: واوینهما الی ربوة ذات قرار ومعین (۳۳)

یہاں '' ربوہ'' سے مراد کشمیر ہے محمد علی بھی اپنے سابقہ پیر و مرشد غلام احمد قادیانی کے ساتھ یہاں متفق نظر آتے ہیں کہ حضرت عیسی کشمیر آئے تھے (۳۴)

۱۴: کل فرق کالطود العظیم (۳۵)

اس کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں

'' ہر فریق ایک بڑے تودہ کی طرح تھا بارہ راستوں کا خیال بے بنیاد ہے یہاں سے مفسرین نے بارہ راستے نکالے ہیں حالانکہ کل فرق سے مراد پانی کے قطعات بھی ہو سکتے ہیں اور دونوں فریق جماعتیں بھی ہو سکتی ہیں

مراد یہ ہوگی کہ فرعون کے پہنچتے پہنچتے بنی اسرائیل سمندر کو عبور کر گئے اور سمندر کے دونوں کناروں پر یہ دونوں جماعتیں بڑے تودہ طرح نظر آنے لگیں (۳۶)

۱۴: ایھاالناس علمنا منطق الطیرواوتینا من کل شیء (۳۷)

اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں

''حضرت سلیمانؑ تمام جانوروں کی بولیاں سمجھتے تھے جس کے لئے نہ قرآن شریف میں سند ہے اور نہ حدیث شریف میں۔ '' منطق الطیر'' سے یہ مراد ہے کوئی عظیم الشان نعمت ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ کبھی چڑیا کی چوں چوں کو سننے بیٹھ جائے اور کبھی کوے کی کائیں کائیں' منطق الطیر کا تعلق سلطنت کے سامانوں سے ہے اور سلطنت کے سامانوں میں بالخصوص قدیم زمانہ سب سے بڑا کام جو پرندوں سے لیا جاتا تھا وہ نامہ بری کا تھا تو مجازاوہ نامہ جو پرند ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتا ہے ''منطق الطیر،، ہی کہلائے گا (۳۸)

۱۵: وحشرلسلیمن جنودہ من الجن والانس (۳۹) کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''جنوں کے لشکر سے یہ مراد ہے کہ وہ سلیمان کے بڑے بڑے صناعی کے کام کرتے تھے اور چونکہ یہ غیر اسرائیلی اور پہاڑی اقوام کے لوگ تھے اس لئے انہیں جن کہا ہے اور لشکر میں ایسے کاریگروں کی ضرورت بھی ہوتی ہے'' (۴۰)

۱۶: وتفقد الطیر فقال ما لی لا اری الھد ھد . ام کان من الغائبین (۴۱)

اس آیت میں جو ھدھد کا ذکر ہے محمد علی لاہوری اسکو پرندہ نہیں سمجھتے بلکہ وہ لکھتے ہیں

'' ھُد ھُد پرندہ نہیں بلکہ کسی شخص کا نام ہے جو محکمہ خبر رسانی سے تعلق رکھتا ہے یا سلیمان کے کسی افسر کا نام ھدھد ہوگا (۴۲)

۱۷: اخرجنا لھم دآبۃ من الارض تکلمھم (۴۳)

یہاں دابۃ الارض (۴۴) کی تفسیر یوں کرتے ہیں

'' دابۃ الارض سے متعلق علماء کے خیالات ہر اعتبار سے ساقط ہیں قرآن نے خود اس کو حل کیا ہے اسلئے وہ ایسا ''دابۃ'' قرار دیتا ہے جو لوگوں سے باتیں کرے گا اور کلام کرنا انسان سے خاص ہے اور دوسرا کوئی جانور کلام نہیں کرتا اگر '' دابۃ الارض '' سے مراد انسان نہ لئے جائیں تو پھر مراد وہ تمام اسباب ہوں گے جو زمین سے پیدا ہو کر انسان کی ہلاکت کا موجب ہو جاتے ہیں خواہ وہ طاعون اور وباؤں کے رنگ میں ہوں، جن کے کیڑے زمین سے پیدا ہوتے ہیں خواہ وہ جنگوں کے رنگ میں ہوں'' (۴۵)

۱۸ : فقال انی سقیم :(۴٦)

حضرت ابراھیمؑ کی طرف تین جھوٹ منسوب کرنا:

''مفسرین نے حضرت ابراھیم کے تین جھوٹوں میں سے ایک ٹھرایا ہے حالانکہ' صدیقا نبیا'' (۴۷) ان تینوں جھوٹوں کو خود جھوٹ ٹھراتا ہے اور یہ کہنا کہ یہ جھوٹ اللہ کی راہ میں تھے بے معنی ہے اللہ کی راہ اور بدی؟ یہ دو باتیں جمع نہیں ہوسکتیں ظاہر ہے کہ سقیم سے مراد''سقیم القلب'' ہے اور نجوم کی طرف دیکھ کر یہ فقرہ بمعنی ''سقیم القلب'' اور بھی زیادہ موزوں ہے اس لئے وہ لوگ نجوم کی عبادت کرتے تھے(۴۸)

۱۹ : ولقد فتنا سلیمان والقینا علی کرسیه جسدا ثم اناب (۴۹)

اس آیت سے مراد یہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ کا جانشین بلحاظ اخلاق وقوت ادھورا تھا (۵۰)

''یہاں بعض مفسرین نے ایک قصہ بیان کیا ہے کہ حضرت سلیمان کی شان وشوکت اور شیاطین اور جنوں کا ان کے ماتحت ہونا ایک انگشتری کی وجہ سے تھا جس پر اسم اعظم تھا اور وہ انگشتری ایک شیطان نے چرالی اور سلیمان بن گیا یہ سب لچر حکایات ہیں،،(۵۱)

۲۰ : فقال انی احببت حب الخیر (۵۲)

محمد علی کی رائے کے مطابق یہ گھوڑوں کی محبت کی وجہ سے نہ تھا بلکہ یہ محبت عن ذکر ربی (۵۳) تھی یعنی اس لئے کہ یہ گھوڑے بھی خدا کی راہ میں جہاد میں کام آتے تھے ان کی دوڑ کو دیکھ کر آپ خوش ہوئے اور ان گھوڑوں کو اپنے ہاتھ سے تھپکی دینی شروع کی کاٹنے کا یہاں ذکر نہیں(۵۴)

۲۱ : قال رب اغفر لی وھب لی ملکا لا ینبغی لا حد من بعدی (۵۵)

دعائے باطنی:

محمد علی حضرت سلیمانؑ کے اس دعا سے متعلق لکھتے ہیں

''یہ دعا آپ نے اس لئے کی کہ آپ کو اپنے بعد اس بادشاھت کی جو آپ نے اس قدر محنت سے بنائی تھی بری حالت دکھائی گئی میرے نزدیک ترجیح اس بات کو ہے کہ حضرت سلیمان نے دعا باطنی ملک کے لئے کی ہے نہ کہ ظاہری ملک کے لئے۔ جسموں پر حکومت زائل ہو جاتی ہے لیکن دلوں پر حکومت کبھی زائل نہیں ہوتی۔ (۵٦)

۲۲: والشیا طین کل بناء وغواص (۵۷)

اس آیت کی تفسیر میں اپنی رائے کا اظہار اس طرح کرتے ہیں

'' معماری کرنے والے اورغوطہ زن انسان ہی ہوسکتے ہیں اگر معمار سچ مچ کے شیاطین تھے تو مزدور کون؟ اوران کا زنجیروں میں جکڑا ہوا ہونا صاف بتا تا ہے کہ وہ غیر مرئی ہستیاں نہیں جو ناری مخلوق ہے بلکہ ایسے اجسام ہیں جو زنجیروں میں جکڑے جا سکتے ہیں (۵۸)

آگے لکھتے ہیں '' اور یہ کہنا کہ وہ (یعنی جنات) مختلف شکلیں اختیار کر سکتی ہیں '' بے سند بات ہے،، (۵۹)

۲۳: وایوب اذ نادی ربہ انی مسنی الشیطن بنصب وعذاب (۶۰)

لکھتے ہیں

'' یہ آیا تیں دلالت کرتی ہیں کہ حضرت ایوبؑ کی تکالیف جن کا یہاں اور قرآن کریم میں دوسری جگہ ان الفاظ میں ہے (انی مسنی الضر (۶۱) کسی سفر سے تعلق رکھتی ہیں جن میں وہ اپنے اہل وعیال اور اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گئے ہیں (۶۲)

لکھتے ہیں'' شیطان تکلیف دینے پر قادر نہیں شیطان سے یہاں کوئی شیطان صفت دشمن مراد ہے جو شرارت سے آپ کو تکلیف پہنچاتی اوران تکالیف کی وجہ سے آپ کو ہجرت کرنی پڑی'' (۶۳)

۲۴: وخذ بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا تحنث (۶۴)

''اور یہاں اگر جھاڑو ہی معنی مراد لئے جائیں تو ہوسکتا ہے کہ مراد صرف یہ ہو کہ اپنے دشمنوں پر جب قابو ملے تو ان سے ایسا معاملہ کرو جیسا کہ کوڑوں کی جگہ ایک جھاڑو سے مار لیا جائے کیونکہ اعداء کا ذکر مفھوم میں داخل ہے'' (۶۵)

۲۵: رفیع الدرجات . ذو العرش یلقی الروح من امرہ علی من یشآ ء من عبادہ (۶۶)

لکھتے ہیں

''یہاں روح سے مراد وحی ہے''من عبادہ'' سے مجدد ین وقت مراد ہیں ان کو وہی شخص جھوٹا کہہ سکتا ہے جسے قرآن وحدیث کی پرواہ نہ ہو '' (۶۷)

۲۶: لخلق السموت والارض اکبر من خلق الناس (۶۸)

''الناس سے مراد دجال ہے''الذین یجا دلون (۶۹) آیا ہے اور دجال سب سے بڑا حق سے جدا کرنے والا ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے دجال ایک آدمی کا نام نہیں بلکہ ایک گروہ کا نام ہے (۷۰)

۲۷ : وانه لعلم للساعة فلا تمترن بها واتبعون۔ . هذا صراط مستقیم (۷۱)

یہاں غلام احمد قادیانی کے ساتھ اتفاق کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''ساعت سے مراد یہودیوں کی تباہی ہے نہ قیامت کبریٰ' قیامت کبری کا نشان ہمارے نبی ﷺ ہیں (۷۲)

۲۸: واذ صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القرآن فلما حضروہ قالوا انصتوا . فلما قضی ولوا الی قومهم منذرین (۷۳)

''یہ چند آدمیوں کی جماعت تھی اور اجنبی لوگ تھے علیحدگی اور تنہائی کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ کفار تکلیف نہ دیں ان کے اپنے نشان اور ان کے آگ جلانے کے نشان بھی ان کے چلے جانے کے بعد موجود تھے آگ جلانیکی ضرورت کھانا وغیرہ پکانے کے لئے انسانوں کو ضرورت ہوتی ہے'' اور نشان بھی انسانوں کے باقی رہ سکتے ہیں''(۷۴)

(۲۹)لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر (۷۵)

انحضرت ﷺ کے غفر ذنب سے مراد :

''اللہ تعالی آپ کو دشمنوں کے الزامات سے پاک کردے گا جو آپ پر لگائے گئے تھے اور لگائے جانے والے تھے کافروں نے آپ کی طرف ذنوب منسوب کئے تھے اور''لیغفر لک اللہ،، کے معنی یوں بھی ہو سکتے ہیں وہ باتیں جو ذنوب کا رنگ اختیار کر سکتی ہیں اللہ تعالی تمہیں ان میں محفوظ کردے یعنی ان مواقع پر ذنوب کو سرزد نہ ہونے دے(۷۶)

۳۰: وهو با لافق الاعلی (۷٦)

''اس آیت سے مراد یہ ہے کہ آپ علو اور بلند مرتبہ کی انتہائی مقامات کو پہنچ گئے،،(۷۷)

۳۱ : ثم دنا فتدلی (۷۸)

مطلب یہ ہے کہ انحضرت ﷺ کا اللہ تعالی سے ایسا قرب شدید کا تعلق ہوا کہ جس سے بڑھ کر قرب ممکن نہیں یعنی انسانی تعلقات جس قدر قرب کو ظاہر کر سکتے ہیں اس سے بڑھکر آپ کا تعلق ہے (۸۰)

مولوی محمد علی کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کا معراج جسد عنصری سے نہ تھا جو کچھ دیکھا وہ دل نے دیکھا (۸۱)

۳۲ ؛ عند سدرة المنتھی (۸۲)

محمد علی لکھتے ہیں

'' سدرہ سے مراد درخت نہیں بلکہ یہاں اس سے مراد ایک خاص مقام ہے جس سے آگے کسی انسان کا علم ترقی نہیں کر سکتا لھذا آپ کا علم بھی اس کمال کو پہنچا جس سے آگے ترقی ممکن نہیں (۸۳)

۳۳: ونبئھم ان المآء قسمۃ بینھم : کل شرب مختضر (۸۴)

''یہ علاقہ پہاڑی تھا اور جب کافی بارشیں نہ ہوں تو ایسے علاقوں میں پانی کی تکلیف ہو جاتی ہے لہذا مطلب یہ تھا کہ تم نے تو آپس میں پانی کے حصے کئے ہوئے ہیں لیکن اس وجہ پر صالحؑ کی اونٹنی کو پانی سے نہ روکا جائے گا خواہ باری ایک فریق کی ہو یا دوسرے کی''(۸۵)

۳۳:فبای آلا ء ربکماتکذبان (۸۶)

''یہاں جنوں کا ذکر نہیں'انہیں خطاب میں شامل کیا جائے اور جن نعمتوں کا اوپر ذکر کیا گیا ہے(۸۷)ان سب سے انسان ہی فائدہ اٹھانے والے ہیں اسلئے یا تو انسان کے دو گروہ ہو سکتے ہیں جن کا ذکر قرآن شریف میں اکثر آتا رہتا ہے یعنی مومن اور کافر یا بڑے اور چھوٹے یا اہل مشرق اور مغرب(۸۸)

۳۴: یا ایھا النبی اذا طلقتم النسآء (۸۹)

لکھتے ہیں ''تین طلاق ایک ہی وقت میں ایک ہی واقع ہو گی'' (۹۰)

۳۵: قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قرآنا عجبا (۹۱)

''جن انسان ہی ہیں چونکہ یہ باہر کے لوگ تھے اہل عرب کی نظر سے مخفی تھے اسلئے انہیں جن کہا گیا اور یہ جن عیسائی تھے''(۹۲)

مراجع

(۱) موجِ کوثر شیخ محمد اکرم ص ۱۷۹ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور

(۲) الفاتحہ: ۷

(۳) النساء: ۶۹

(۴) الرحمٰن: ۱، ۲

(۵) بیان القرآن: ج ۱ ص ۱۰۹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ۱۳۳۰ھ

(۶) البقرہ: ۴

(۷) بیان القرآن ج ۱ ص ۲۰

(۸) الشوریٰ: ۵۱

(۹) بیان القرآن ج ۱ ص ۲۰

(۱۰) البقرہ: ۷۲

(۱۱) بیان القرآن؛ ج ۱ ص ۷۸، ۷۹

(۱۲) البقرہ : ۷۳

(۱۳) ایضاً

(۱۴) بیان القرآن : ج ۱ ص ۷۹

(۱۵) البقرہ : ۱۰۷

(۱۶) بیان القرآن : ج ۱ ص ۱۰۱، ۱۰۲

(۱۷) البقرہ : ۲۸۰

(۱۸) بیان القرآن - ج ۱ ص ۲۵۴

(۱۹) بیان القرآن - ج ۱ ص ۲۶۴

(۲۰) ال عمران : ۳۷

(۲۱) بیان القرآن : ج ۱ ص ۲۹۸، ۲۹۹

(۲۲) بیان القرآن : آل عمران . ۴۷ ج ۱ ص ۳۱۵

(۲۳) ایضاً ج ۱ ص ۳۱۷

(۲۴) آل عمران : ۵۵

(۲۵) بیان القرآن ج ۱ ص ۵۷۵

(۲۶) النسآء : ۱۵۷

(۲۷) بیان القرآن : ج ۱ ص ۵۷۵

(۲۸) النسآء : ۴۸

(۲۹) بیان القرآن : ج ا ص ۵۱۴، ۵۱۵

(۳۰) النسآء : ۵۹

(۳۱) بیان القرآن : ج ا ص ۵۲۳

(۳۲) ایضا ص ۵۲۴

(۳۳) المومنون: ۵۱

(۳۴) بیان القرآن ؛ ج۲ حاشیہ ۱۳۲۳ مطبع کریمی لاہور ۱۳۴۲ھ

(۳۵) الشعرآء : ۲۴

(۳۶) بیان القرآن ج۲ حاشیہ ۲۴۱۶

(۳۷) النمل : ۱۶

(۳۸) بیان القرآن ج۲ حاشیہ ۲۴۵۷

(۳۹) النمل :۱۷

(۴۰) بیان القرآن ج۲ حاشیہ ۲۴۵۸

(۴۱) النمل :۲۰

(۴۲) بیان القرآن: ج۲ حاشیہ ۲۴۵۸

(۴۳) النمل:۸۲

(۴۴) دابۃ الارض: ایک جانور کا نام ہے جو زمین سے نکلے گا اور لوگوں سے باتیں کرے گا۔
تفصیل: الجامع المسلم باب القیامۃ طبرانی ایضا

(۴۵) بیان القرآن ج ا حاشیہ ۲۴۹۲

(۴۶) الصفت :۸۹

(۴۷) مریم:۴۱

(۴۸) بیان القرآن ج۲ حاشیہ ۲۴۹۱

(۴۹) ص : ۳۴

(۵۰) بیان القرآن ج۲ حاشیہ ۲۸۴۰

(۵۱) ایضا

(۵۲) ص:۳۲

(۵۳) ایضا

(۵۴) بیان القرآن ج۲ حاشیہ ۲۸۴۱

(۵۵) ص:۳۵

(۵۶) بیان القرآن ج۲ حاشیہ ۲۸۴۱

(۵۷) ص: ۳۸،۳۷

(۵۸) بیان القرآن ج۲ حاشیہ ۲۸۴۴

(۵۹) ایضا

(۶۰) ص: ۴۲،۴۱

(۶۱) الانبیاء: ۲۱

(۶۲) بیان القرآن ج۲ حاشیہ ۲۸۴۷

(۶۳) ایضا

(۶۴) ص: ۴۴

(۶۵) بیان القرآن ج۲ حاشیہ ۲۸۴۹

(۶۶) المومن: ۱۵

(۶۷) بیان القرآن ج۳ حاشیہ ۲۹۰۱

(۶۸) المومن: ۵۷

(۶۹) المومن: ۵۹

(۷۰) بیان القرآن ج۳ حاشیہ ۲۹۲۷

(۷۱) الزخرف: ۶۱

(۷۲) بیان القرآن ج۳ حاشیہ ۳۰۱۶

(۷۳) الاحقاف: ۲۹

(۷۴) بیان القرآن ج۳ حاشیہ ۳۰۶۶

(۷۵) الفتح: ۲

(۷۶) بیان القرآن ج۳ حاشیہ ۳۰۹۷

(۷۷) النجم: ۸

(۷۸) بیان القرآن ج۳ حاشیہ ۲۳۰۰

(۷۹) النجم: ۹

(۸۰) بیان القرآن ج۳ حاشیہ ۲۳۰۰

(۸۱) بیان القرآن ج۳ حاشیہ ۳۲۰۰

(۸۲) النجم: ۱۴

(۸۳) بیان القرآن ج۳ حاشیہ ۳۲۰۲

(۸۴) القمر: ۲۹

(۸۵) بیان القرآن ج۳ حاشیہ ۳۲۳۲

(۸۶) الرحمٰن:۱۶

(۸۷) الرحمٰن:۱تا۱۵

(۸۸) بیان القرآن ج۳حاشیہ ۳۴۴۳

(۸۹) الطارق: ۱

(۹۰) بیان القرآن ج۳حاشیہ۳۳۶۶

(۹۱) الجن:۱

(۹۲) بیان القرآن ج۳حاشیہ ۳۴۴۱' ۳۴۴۲

باب چہارم

فصل ہفتم

مولانا ابو الکلام آزاد
مکتب فکر، تفسیر

اور

فہم قرآن کے میدان

میں

ان کا منہج ۔ تفردات

ان پر علماء معاصرین کی

تنقید

مختصر حالات زندگی۔

محی الدین احمد ابوالکلام آزاد(۱) ۵ ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۸۸ء کو مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد مولوی خیر الدین قادری ونقشبندی سلسلہ کے ایک صوفی بزرگ تھے اور والدہ کا تعلق مکہ مکرمہ سے تھا۔آٹھ برس کی عمر تھی ۱۸۹۵ء میں خاندان کے ہمراہ ہندوستان آگئے اس رعایت سے مولانا کا مولد مکہ مکرمہ اور متوطن ہندوستان ہے۔

ابتدائی تعلیم (عربی وفارسی میں دستگاہ) والد سے حاصل کی، حافظہ مضبوط تھا، مطالعے میں گہری دلچسپی تھی، سولہ برس کی عمر میں ''لسان الصدق' ماہوار رسالہ جاری کیا۔ ۱۹۱۲ء میں اخبار ''الہلال'' جاری کیا۔ ۱۹۱۵ء میں اخبار ''البلاغ'' کا اجراء کیا۔ کئی کتابوں کے مصنف رہے اور کئی دفعہ جیل کی ہوا کھانی پڑی، ۱۹ فروری ۱۹۵۸ء کو آپ پر فالج کا حملہ ہوا۔ ۲۲ فروری کو موت نے اپنی آغوش میں لے لیا(۲)

علمی مقام:

مولانا ابوالکلام آزاد بیک وقت عالم دین، مفسر، محدث، مفکر، مصنف، خطیب، صحافی، سیاسی رہنما اور شاعر ونثر نگار تھے' مورخین نے آپ کو'' الشیخ الفاضل '' سے یاد کیا ہے(۳)

شیخ الہند مولانا محمود حسن متوفی ۱۳۳۹ھ نے فرمایا تھا۔''ہم سوئے ہوئے تھے(آزاد کے)''الہلال'' نے ہمیں جگایا''(۴)

تعارف تفسیر ترجمان القرآن:۔

''ترجمان القرآن'' مولانا ابوالکلام آزاد کی شاہ کار تصنیف ہے' اسکی پہلی جلد ستمبر ۱۹۳۱ء دوسری جلد دسمبر ۱۹۳۶ء میں شائع ہوئی ہے ان کے اپنے قول کے مطابق ''ترجمان القرآن'' کا پہلا ایڈیشن ۱۳۵۰ھ میں ''دھلی کے جید برقی پریس'' میں طبع ہوا، اس میں سورۂ فاتحہ سے ''سورۃ الانعام'' تک کا ترجمہ مع مختصر تفسیر ہے۔دوسری جلد میں ''سورۃ الاعراف'' سے آخر ''سورۃ المومنون'' تک کا ترجمہ اور تفسیر مختصر ہے میرے سامنے مولانا آزاد کا ترجمہ ''ترجمان القرآن'' موجود ہے دو جلدوں میں ہے مکتبہ سعید ناظم آباد ۲ کراچی نے طبع کیا ہے (سن طبع درج نہیں)

مولانا نے ''ترجمان القرآن'' کے دیباچے میں لکھا ہے'' کہ قرآن کے درس ومطالعہ کی تین مختلف ضرورتیں ہیں اور میں نے انہیں تین کتابوں میں تقسیم کر دیا ہے'' مقدمہ تفسیر، تفسیر البیان'' اور ترجمان القرآن''(۵)

لکھتے ہیں

''کہ یہ تین کتابیں قرآن کے فہم و مطالعہ کی تین مختلف ضرورتیں پوری کردیں گی''عام تعلیم کے لئے ترجمہ،، مطالعہ کے لئے تفسیر،، اہل علم ونظر کے لئے مقدمہ،، (۶)

''ترجمان القرآن''سب سے پہلے دو جلدوں میں شائع ہوئی۔''تیسری جلد''مولانا کی زندگی میں شائع نہیں ہوسکی۔لیکن'' دوسری جلد''میں اس''تیسری جلد''کے جابجا حوالے ملتے ہیں۔

تیسری جلد کہاں گئی؟ اس کے بارے میں چند وجوہات بیان کی گئی ہیں

۱۔ ملکی اور سیاسی مسائل نے مولانا آزاد کا بیشتر وقت گھیر لیا تھا جنکی وجہ سے مولانا کو مہلت ہی نہ مل سکی کہ تیسری جلد لکھ سکے۔

۲۔ تیسری جلد بھی مکمل ہو چکی تھی اکثر مرتبہ جیل کے سلاخوں کے اندر بند ہونے، بار بار نظر بندی اور پے درپے کی جلد وطنی نے مولانا کو مسودے پر نظر ثانی کی اجازت نہیں دی۔لہذا یہ جلد زمانہ کے بے رحم ہاتھوں سے دست برد ہوگئی۔''بعد میں مولانا کو معلوم ہوا۔مسودہ سرے سے موجود ہی نہیں'' (۷)

تیسری جلد کے حوالے:

میں نے جب دوسری جلد کا مطالعہ شروع کیا تو مجھے تیسری جلد میں لکھے جانے والے متعدد حوالے مل گئے۔ چند کا ذکر یہاں ضروری سمجھتا ہوں۔

۱۔''سورۂ الحجر''کے ایک تشریحی نوٹ میں فرماتے ہیں

''کہ قرآن مجید نے مختلف مقامات پر نوع انسانی کی پیدائش کا ذکر کیا ہے چونکہ آگے جاکر (سورۂ ص) میں یہ بیان پھر آنے والا ہے (۸)

۲۔''سورۂ الحجر''کی آیت ۲۷ میں''جان''کی پیدائش کا ذکر ہے لکھتے ہیں

کہ''جان اور جن''کے لئے سورۂ جن کا نوٹ دیکھنا چاہئے (۹)

۳۔''سورۂ انبیاء''کی تشریحات کے اواخر میں لکھتے ہیں

''کہ حضرت ابراھیمؑ کا' انی سقیم ''والاقول تو سورہ صافات''میں ملے گی (۱۰)

۴۔''سورۂ یونس''کے تشریحی حواشی میں ایک جگہ لکھتے ہیں

''کہ پہلی نشأت سے دوسری نشأت پر استدلال کی زیادہ تفصیل''سورۂ حج''کی آیت ۵ اور''سورہ قیامہ''کی آخری آیات میں ملے گی (۱۱)

ایسے بہت سارے حوالے موجود ہیں جو میں نے یہاں طوالت کے خوف سے چھوڑ دیا۔

ان حقائق کے پیش نظر پوری طرح واضح ہو جاتا ہے کہ مولانا آزاد تمام مباحث و مسائل قرآنی کے مقامات متعین کر چکے تھے اور وہ تمام چیزیں جا بجا لکھی جا چکی تھیں ورنہ وہ اس بے تکلفی سے مختلف مباحث کے حوالے سورتوں کے تعین کے ساتھ کیوں کر دے سکتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود ''تیسری جلد'' موجود نہیں وہ کیا ہوئی، کہاں گئی؟ کون لے گیا؟ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ (۱۲)

تفسیر البیان:۔

بالکل یہی کیفیت تفسیر ''البیان'' کی ہے اس کے متعلق بھی ترجمان القرآن ''جلد دوم'' میں جا بجا حوالے ملتے ہیں مثلاً

۱۔ سورۂ توبہ'' کی تشریحات میں ایمان، کفر اور نفاق کی اجمالی کیفیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''اس باب میں بے شمار امور تفصیل طلب ہیں اور مباحث تفسیر و حدیث کے متعدد مقامات ہیں جن کی تحقیق ضروری ہے لیکن مزید تفصیل کا یہ موقع نہیں ''البیان'' کا انتظار کرنا چاہیے۔ (۱۳)

۲۔ اسی سورت کی تشریحات میں ایک جگہ لکھا ہے۔

''اہل کتاب اخلاص کھو چکے تھے جب کبھی دیکھتے کہ شریعت کا کوئی حکم ان کی دنیا پرستیوں میں روک ہے تو کوئی نہ کوئی شرعی حیلہ نکال لیتے، سود کے لین دین سے بھی انہیں روکا گیا تھا علماء یہود نے وہ حیلے نکالے، ان کی تشریح ''البیان'' میں ملے گی۔ (۱۴)

مقدمہ:۔

سب سے آخر میں مقدمہ آتا ہے اس مقدمہ میں مولانا مطالب قرآنی کے جوامع و کلیات مدون کرنا چاہتے تھے اسکی مختلف تصریحات پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

''تذکرہ'' میں ایک مقام پر یہ بحث پیش نظر ہے کہ فلسفہ و عقل پرستی کی راہ یقین و طمانیت تک نہیں پہنچا سکتی یہ دعویٰ صرف قرآن اور صاحب قرآن ﷺ کا ہے کہ علم و بصیرت اور یقین و نور حقیقت صرف ہمارے پاس ہے (۱۵)

ایک جگہ لکھتے ہیں

''یہ مقام منجملہ روح الروح معارف کتاب و سنت و حقیقت الحقائق قرآن و شریعت کی ہے۔ مگر اس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ''تفسیر'' ''البیان'' میں ایک سے زیادہ مواقع پر اس کی تشریح و توضیح ملے گی اور اس سے زیادہ ''مقدمہ تفسیر'' موسوم بہ''

البصائر'' میں بہ عنوان حقیقت ایمان وکفر۔ بااین ہمہ اب تک طبیعت اس طرف سے سیر نہیں ہوتی ۔ روز بہ روز اپنی مزید وضاحت اور وسیع تر اطراف و مباحث کے ساتھ نمایاں ہورہا ہے شاید دامن بیان اس سے بھی کہیں زیادہ پھیلے ، جس قدر ''البیان'' میں سمیٹا جاچکا ہے(۱۶)

اس اقتباس سے بات مزید واضح ہوجاتی ہے کہ ''مقدمہ'' کی ترتیب مولانا بہت پہلے شروع کر چکے تھے اور معلوم ہے کہ ''تذکرہ'' ۱۹۱۶ء میں لکھا گیا تھا'' (۱۷)

ترجمان القرآن ''جلد دوم'' کے حواشی کی آخری ترتیب اپریل ۱۹۳۶ء میں مکمل ہوچکی تھی اس میں بھی جا بجا ''مقدمہ'' کا ذکر آیا ہے(۱۸)

ان کا اپنا کہنا ہے

''میں نے قرآن کے متعلق تمام اصولی مطالب کو ''مقدمہ کے'' چوبیس ابواب'' میں اس طرح سمیٹ دیا ہے کہ کوئی چیز اس سے باہر نہیں رہی یا یوں سمجھنا چاہیے کہ تمام اصولی مطالب کو چوبیس عنوانوں کے ماتحت تقسیم کرلیا ہے پھر ان پر ایسے انداز میں بحث کی ہے کہ کوئی چیز رہ نہ جائے جیسے قرآن کو سمجھنے کے سلسلے میں جاننا ضروری ہو۔(۱۹)

مولانا آزاد کی فکر جوانی :۔

مولانا آزاد اپنی تعلیم ۱۹۰۷ء اور ۱۹۰۹ء کے درمیان عرب ممالک مصر، شام، عراق اور حجاز میں مکمل کرتے ہیں اور وہاں کی تعلیم ان کی دینی اور سیاسی فکر میں روایاتی اور اساسیاتی رجحانات کو پختہ کرتی ہے انہی برسوں کے دروان وہ جمال الدین افغانی (۲۰) اور شیخ محمد عبدہ متوفی ۱۳۲۳ھ کے شاگردوں سے روابط قائم رکھتے ہیں۔

اور پھر یہاں ہندوستان میں مولانا آزاد متوفی ۱۳۲۷ھ محمد حسین آزاد (۲۱)، سرسید احمد خان متوفی ۱۳۱۵ھ اور دوسرے جدید مصنفین کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کے روشن خیالی میں اضافہ ہوتا ہے اور ساتھ امام غزالی (۲۲)، ابن رشد (۲۳) اور دوسرے فلسفیوں کی تصانیف کا گہرا مطالعہ کرتے ہیں اور علم وحکمت کی طلب وجستجو میں طبیعت ہمہ وقت سرگرم رہنے لگتی ہے۔(۲۴)

۱۹۱۲ء اور ۱۹۳۰ء کے درمیان کے عرصے میں آزاد وقفے وقفے سے دو ہفتہ وار اخبار ''الہلال'' اور ''البلاغ'' نکالتے ہیں ان اخباروں میں ان کا انداز تحریر نہایت درجہ عربی زدہ ہوتی ہے، آزاد اسی اسلوب میں مذہبی اور سیاسی موضوعات پر خامہ فرسائی کرتے ہیں۔

آزاد وحی الٰہی کے ذریعے منکشف شدہ کلام سے آغاز کرتے ہیں اور مکنوناتِ عالم کی تشریح اور ان کے طبعی اور اختلافی قوانین تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں جو انسانیت کو باہم پیوست کرتے ہیں۔

مولانا آزاد کو اس بات پر حیرت ہوئی تھی کہ وہ تمام مذہبی مباحثہ اور افکار میں بجنسہ وہی خیالات رکھتے تھے اور ان کے اثبات کے لئے وہی دلائل لائے تھے۔ جو نئے خیال کے اصلاح پسند ہندوستان میں ظاہر کئے تھے یہ اس امر کا ثبوت تھا کہ ایک ہی جیسے حالات میں ایک ہی طرح کے خیالات پیدا ہونا ایک قدر مشترک ہے۔ جو تمام ملکوں اور قوموں میں یکساں طور پر ظہور میں آتی ہے۔ اس زمانہ میں چونکہ مولانا آزاد خود بھی سر سید احمد خان متوفی ۱۳۱۵ھ کے رنگ میں رنگ چکے تھے (۲۵) ابتداء آپ سر سید احمد خان کے بڑے مداح تھے اور ان کی کتابوں کے مطالعہ سے ترک تقلید کی راہ پر گامزن ہوئے اور قصر الحاد کے دروازہ میں داخل ہوگئے اور آٹھ برس تک الحاد کی سنگلاخ وادی میں رہنے کے بعد اللہ کے فضل و کرم سے سیرت کے مطالعہ سے قرآن کی طرف لوٹے تو دل و دماغ کا ہر کانٹا صاف ہوگیا اور انکار والحاد کے بیابان سے نکل آئے۔ (۲۶)

افکار میں انقلاب:۔

الہلال کے صفحات پر بعض اہم قومی اور مذہبی مسائل زیر بحث آتے رہے ان مباحث میں مولانا قدیم مفسرین کے طریق استدلال سے ہٹ کر اپنی اجتہادی قوت کو اس طرح واضح کرتے تھے کہ ہر قدم پر انہوں نے تقلید جامد کی زنجیریں توڑیں اور صاف صاف فرمایا کہ دنیا کی کوئی تعلیمی صداقت بھی ایسی نہیں ہے جس کے پیرو اس کا دروازہ آگے کی تعمیل و تحقیق کے لئے بند کرسکیں اس جمود کے ساتھ ہم حقیقت کی طرف قدم نہیں بڑھا سکتے۔ (۲۷)

''اس دوران مولانا کا ذہن تبدیل ہوجاتا ہے حق کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں رفاقت کی تلاش کے دوران مولانا شبلی نعمانی متوفی (۲۸) مل جاتے ہیں لیکن راہی سفر عظمت و عزیمت کا ساتھ مولانا شبلی بھی زیادہ دیر نہیں دے سکتے ہیں (۲۹) رفاقت کی تلاش میں مولانا کی سرگردانی جاری رہتی ہے۔ اس دوران وہ کئی ملکوں کی خاک چھانتے ہیں کسی کی رفاقت راس نہیں آتی ہے تو کئی سال اسی طرح گزر جاتے ہیں وہ خود بیان کرتے ہیں

''چودہ برس سے لیکر بائیس برس کی عمر تک میرا یہی حال رہا۔ میرا ظاہری روپ ایک ایسے مذہبی آدمی کا تھا جو مذہب کو عقل و علم کے ساتھ ساتھ چلانا چاہتا ہے لیکن میرے اندر اعتقاد میں قطعی الحاد تھا اور عمل میں قطعی فسق! یہی منزل میری آخری مایوسی کی منزل تھی اور اسی کے بعد اچانک امید کی روشنی میرے سامنے چمکی۔ اور نو برس خاک چھاننے کے بعد میں نے اپنی منزل مقصود خود اپنے پاس موجود پائی۔ تمام شکوک دور ہوگئے تمام دھوکے مٹ گئے جس یقین اور اطمینان کی تلاش تھی وہ مجھے حاصل ہو

گئی شک اور انکار کے بعد یقین اور اعتقاد کے حصول میں میری نظر و فکر کا کیا عالم رہا اور میرے تمام لاینحل سوالوں کے کیا کیا جواب ملے؟ یہ بہت لمبی چوڑی داستان ہے اور میری موجودہ تصنیفات انہی کی شرح ہیں (۳۰)

یہ مولانا کی ۱۹۲۱ء کی تحریر ہے اس وقت کی ''موجودہ تصنیفات'' میں سرفہرست ''ترجمان القرآن'' کا وہ مکمل مسودہ تھا جو ضائع ہو گیا۔

رفاقت قرآنی:۔

مولانا آزاد کی سرگشتگی اور تلاش رفاقت کا یہ دور ۱۹۰۳ء کے اواخر سے لے کر ۱۹۱۲ء کے وسط تک کے زمانے پر محیط ہے اس دور کے تاریخی تعین کے لئے مولانا کی ایک اور تحریر کا اقتباس مفید طلب ہو سکتا ہے ترجمان القرآن کے دیباچہ مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۳۰ء میں وہ لکھتے ہیں

''کامل ستائش ۲۷ برس سے قرآن میرے شب و روز کی فکر و نظر کا موضوع رہا ہے اس کی ایک ایک سورت ایک ایک مقام، ایک ایک آیت ایک ایک لفظ پر میں نے وادیاں قطع کی ہیں اور مرحلوں پر مرحلے طے کئے ہیں'' (۳۱)

آگے لکھتے ہیں

''تفاسیر و کتب کا جتنا مطبوعہ و غیر مطبوعہ وغیرہ موجود ہے میں کہہ سکتا ہوں کہ اس کا بڑا حصہ میری نظر سے گزر چکا ہے اور علوم قرآن کے مباحث و مقالات کا کوئی گوشہ نہیں، جس کی طرف سے حتی الوسع ذہن نے تغافل اور جستجو نے تساہل کیا ہو، علم و نظر کی راہوں میں آج کل قدیم و جدید کی تقسیمیں کی جاتی ہیں لیکن میرے لئے یہ تقسیمیں بھی کوئی تقسیم نہیں، جو کچھ قدیم ہے وہ مجھے ورثہ میں ملا، اور جو کچھ جدید ہے اس کے لئے اپنی راہیں آپ نکال لیں'' (۳۲)

لیکن ورثہ میں جو کچھ ملا اس پر قناعت سے انکار کرتے ہیں لکھتے ہیں

''خاندان، تعلیم اور سوسائٹی کے اثرات نے جو کچھ میرے حوالے کیا تھا میں نے اول روز ہی اس پر قناعت کرنے سے انکار کر دیا اور تقلید کی بندشیں کسی گوشے میں بھی روک نہ ہو سکیں اور تحقیق کی تشنگی نے کسی میدان بھی ساتھ نہ چھوڑا (۳۳)

۱۶ نومبر ۱۹۳۰ء (ڈسٹرکٹ جیل میرٹھ) سے ایک تحریر میں ان تمام فکری رجحانات اور کاوشوں و کوششوں کا ذکر فرماتے ہیں۔

''اس تمام عرصے کی جستجو و طلب کے بعد قرآن کو جیسا کچھ اور جتنا کچھ سمجھ سکا ہوں میں نے اس کتاب (ترجمان القرآن) کے صفحوں میں پھیلا دیا ہے'' (۳۴)

بہر حال وہ وقت آخر کار آیا کہ مولانا نے اپنے ترجمہ وتفسیر کی پہلی جلد بنام ''ترجمان القرآن'' مرتب کر کے شائع کی' اس جلد میں سورہ فاتحہ کی پوری مکمل تفسیر اور سورہ بقرہ وآل عمران ونساء ومائدہ وانعام پانچ سورتوں کا جو آٹھ پاروں پر مشتمل ہے۔ تفسیر وترجمہ ہے۔

تفاسیر کے متعلق مولانا آزاد کی رائے:۔

''مسلمانوں نے قرآن پاک کی تفسیریں بہت لکھیں اور شاید ایک بھی نہیں لکھی ''شاید'' اس لئے کہتا ہوں کہ سلف کی تفسیریں ناپید ہیں اس لئے ان پر حکم لگانا احتیاط کے خلاف ہے، بہر حال کتب تفسیر اور علماء کی تفسیری تصنیفات جہاں تک نظر سے گزری ہیں

ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ اور حافظ ابن قیم (۳۵) اور خاص ادب واعجاز کے لحاظ سے ابوالفتح عبدالکریم موصلی (۳۶) اور متاخرین میں حضرت شاہ ولی اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) سے بہتر قرآن کے محقق نگاہ میں نہیں جچے'' (۳۷)

علامہ ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم کی مستقل تفسیریں تو ناپید ہیں لیکن یوں ان کی ہر تصنیف قرآن پاک کی تفسیر کا ایک ٹکڑا ہے علاوہ ازیں علامہ ابن تیمیہ کی تفسیر ''سورہ اخلاص'' ''معوذتین'' اور سورہ نور'' الگ بھی چھپ گئی ہیں اور حافظ ابن قیم کی ''اقسام القرآن (۳۸)' مفتاح دار السعادہ (۳۹)'' اور ''بدائع الفوائد (۴۰)'' چھپ گئی ہیں ان کتابوں سے ہی مولانا آزاد نے ان حضرات کی تفسیری عظمت اور طرز تفسیر کا پتہ لگایا ہوگا۔

وہ بعض اسباب مؤثرات جو مولانا آزاد کے نزدیک ''فہم قرآن'' میں مانع ہیں

مولانا آزاد کے نزدیک تفاسیر کے ہر گوشے میں مخالف اثرات پھیلے ہوتے ہیں ان کا اختصار کے ساتھ بیان میں مشکل ہے اختصار کے باوجود مولانا آزاد نے ان کو چار اوراق تک پھیلا دیا ہے میں مختصراً ان کو یہاں نقل کرتا ہوں تا کہ معلوم ہو جائے کہ مولانا آزاد کے ہاں تفسیر کا منہج کیا ہے؟

۱۔قرآن حکیم اپنی وضع، اپنے اسلوب، اپنے انداز بیان، اپنے طریق خطاب اور اپنے طریق استدلال، غرضیکہ اپنی ہر بات میں ہمارے وضعی اور صناعی طریقوں کا پابند نہیں ہے' قرآن جب نازل ہوا تو اس کے مخاطبوں کا پہلا گروہ بھی ایسا ہی تھا تمدن کے وضعی اور صناعی سانچوں میں ابھی اس کا دماغ نہیں ڈھلا تھا فطرت کی سیدھی سادی فکری حالت پر قانع تھا نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن اپنی شکل ومعنی میں جیسا کہ واقع ہوا تھا ٹھیک ویسا ہی اس کے دلوں میں اتر گیا (۴۱)

۲۔صدر اول کا دور ابھی ختم نہ ہوا تھا کہ روم وایران کے تمدن کی ہوائیں چلنے لگیں اور پھر یونانی علوم کے تراجم نے علوم وفنون وضعیہ کا دور شروع کر دیا نتیجہ یہ نکلا کہ جوں جوں ''وضعیت'' کا شوق بڑھتا گیا قرآن کے فطری اسلوبوں سے طبیعتیں ناآشنا ہوتی گئیں (۴۲)

۳۔ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ جب امام فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ نے تفسیر کبیر لکھی اور پوری کوشش کی کہ قرآن کا سراپا اس مصنوعی لباس وضعیت سے آراستہ ہو جائے اگر امام رازی کی نظر اس حقیقت پر ہوتی تو ان کی پوری تفسیر نہیں تو دو تہائی حصہ یقیناً بے کار ہو جاتا" (۴۳)

۴۔جب کسی کتاب کی نسبت یہ سوال ہو، اس کا مطلب کیا ہے تو قدرتی طور پر ان لوگوں کے فہم کو ترجیح دی جائے گی جنہوں نے خود صاحب کتاب سے مطلب سمجھا ہو قرآن تیئس برس کے اندر بہ تدریج نازل ہوا ، وہ جس قدر نازل ہوتا تھا صحابہ کرام سنتے تھے نمازوں میں دہراتے تھے ان میں بعض افراد خصوصیت کے ساتھ "فہم قرآن" میں ممتاز ہوئے (۴۴)

۵۔ تفسیر میں وضعیت کا اندازہ کرنے کے لئے قرآن کا کوئی ایک مقام لے لو۔ پہلے اس کی تفسیر صحابہ وتابعین کی روایات میں ڈھونڈو، پھر بعد کے مفسروں کی طرف رخ کرو اور دونوں کا مقابلہ کرو صاف نظر آ جائے گا۔ کہ صحابہ وسلف کی تفسیر میں بالکل واضح تھا بعد کی بے محل دقیقہ سنجیوں نے اسے کچھ سے کچھ بنا دیا اور الجھاؤ پیدا ہو گئے مثلاً سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیاتوں کی نسبت حضرت عبداللہ بن عباسؓ (متوفی ۶۸ھ) اور ابن مسعود (متوفی ۳۲ھ) سے مروی ہے" الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوة " (۴۵) سے مقصود عرب کے اہل ایمان ہیں اور" و الذین یومنون بما انزل الیک " (۴۶) سے اہل کتاب۔ (۴۷) امام ابن جریر (متوفی ۳۱۰ھ) نے بھی یہی تفسیر اختیار کی لیکن بعد کے مفسرین اس پر قانع نہیں ہوئے اور عجیب عجیب دورازکار بحثیں پیدا کر دیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ پہلے "ھدی للمتقین" (۴۸) کے مطلب کی نشست بگڑی پھر قرآن نے تین گروہوں کی تقسیم کر کے جس بات پر زور دیا تھا اسکی ساری خوبی اور حقیقت گم ہو گئی۔ (۴۹)

۶۔تفاسیر میں اسرائیلیات (یعنی یہودیوں کے قصص وخرافات) محققین کے چھانٹنے کے باوجود داخل ہو گئے۔

۷۔چوتھی صدی ھجری کے بعد علوم اسلامیہ کی تاریخ کا مجتہدانہ دور ختم ہو گیا اور شواذ ونوادر کے علاوہ عام شاہراہ تقلید کی شاہراہ ہو گئی۔ ہر شخص جو تفسیر کے لئے قدم اٹھاتا تھا کسی پیش رو کو سامنے رکھ لیتا تھا اور پھر آنکھیں بند کر کے اس کے پیچھے پیچھے چلتا۔ کسی نے اس کی ضرورت محسوس نہیں کی کہ چند لمحوں کے لئے تقلید سے الگ ہو کر تحقیق کر لے کہ معاملہ کی اصلیت کیا ہے؟ رفتہ رفتہ تفسیر نویسی کی ہمتیں اس قدر پست ہو گئیں بیضاوی اور جلالین کے حاشیے دیکھو ایک بنے ہوئے مکان کی لیپ پوت کرنے میں کس طرح قوت تصنیف رائیگاں گئی ہے؟ (۵۰)

۸۔متداول تفسیریں اٹھا کر دیکھو جس مقام کی تفسیر میں متعدد اقوال موجود ہوں وہاں اکثر اسی قول کو ترجیح دیں گے جو سب سے زیادہ کمزور اور بے محل ہوگا (۵۱)

۹۔اشکال وموانع کا بڑا دروازہ تفسیر بالرائے سے کھل گیا جس کے اندیشے سے صحابہ وسلف کی روحیں لرزتی رہتی تھیں۔(۵۲)
آگے تفسیر بالرائے کی تشریح خود فرماتے ہیں۔

''دراصل ''تفسیر بالرائے'' میں ''رائے'' لغوی معنی میں نہیں بلکہ ''رائے'' مصطلحہ شارع ہے۔اور اس سے مقصود ایسی تفسیر ہے جو اس لئے نہ کی جائے کہ خود قرآن کیا کہتا ہے۔بلکہ اس لئے کی جائے کہ ہماری کوئی ٹھراتی ہوئی رائے کیا چاہتی ہے؟ اور کسی طرح قرآن کو کھینچ تان کر اس کے مطابق کر دیا جا سکتا ہے۔(۵۳)
مولانا آزاد کے نزدیک یہ چند اشارات ہیں اختصار کے ساتھ تحریر ہوئے۔

ترجمان القرآن کا مقصد ونوعیت:۔

مولانا آزاد ترجمان القرآن کے مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

''قرآن کے درس ومطالعہ کی تین مختلف ضرورتیں ہیں اور میں نے انہیں تین کتابوں میں منقسم کر دیا ہے،مقدمہ تفسیر، تفسیر البیان،اور ''ترجمان القرآن'' مقدمہ تفسیر قرآن کے مقاصد ومطالب پر اصولی مباحث کا مجموعہ ہے اور کوشش کی گئی ہے کہ مطالب قرآنی کے جوامع وکلیات مدون ہو جائیں تفسیر البیان نظر ومطالعہ کے لئے اور ''ترجمان القرآن'' قرآن کی عالمگیر تعلیم و اشاعت کے لئے'' (۵۴)

''ترجمان القرآن'' کے سوا باقی دو کتابوں کا نام ونشان نہیں جن کی تفصیل گزر چکی ہے یہاں ''ترجمان القرآن'' کا مقصد آزاد کے نزدیک بیان مقصود ہے
لکھتے ہیں۔

''اسکی ترتیب سے مقصود یہ ہے کہ مطالب قرآنی کے فہم وتدبر کے لئے ایک ایسی کتاب تیار ہو جائے جس میں کتب تفسیر کی سی تفصیلات تو نہ ہوں لیکن وہ سب کچھ ہو جو قرآن کو ٹھیک ٹھیک سمجھ لینے کے لئے ضروری ہے اس غرض سے جو اسلوب اختیار کیا گیا ہے امید ہے کہ اہل نظر اس کی موزونیت بہ یک نظر محسوس کر لیں گے(۵۵)

''پہلے کوشش کی ہے کہ قرآن کا ترجمہ اردو میں اس طرح مرتب ہو جائے کہ اپنی وضاحت میں کسی دوسری چیز کا محتاج نہ ہو اپنی تشریحات خود اپنے ساتھ رکھتا ہو پھر جا بجا نوٹوں کا اضافہ کیا ہے جو سورت کے مطالب کی رفتار کے ساتھ ساتھ برابر چلے جاتے ہیں اور جہاں کہیں ضرورت دیکھتے ہیں مزید رہنمائی کے لئے نمودار ہو جاتے ہیں قدم قدم پر مطالب کی تفسیر کرتے ہیں'' (۵۶)

ترجمہ کر کے اس کا تجربہ کر لیا کرتے تھے کہ اردو پڑھنے والے اس کو روانی سے پڑھ سکیں گے یا نہیں! اس کے ساتھ پڑھ کر سمجھ بھی لیں گے یا نہیں؟ یا مخاطب کی پوری رعایت پیش نظر تھی۔

(یہ حقیقت پیش نظر رہے کہ ترجمان القرآن کے نوٹ تشریح و وضاحت کا ایک مزید درجہ ہیں، ورنہ قرآن کا صاف صاف مطلب سمجھ لینے کے لئے متن کا ترجمہ پوری طرح کفایت کرتا ہے۔)

لکھتے ہیں

''میں تجربے کے لئے سورۂ بقرہ کا مجرد ترجمہ ایک پندرہ برس کے لڑکے کو دیا جو اردو کی آسان کتابیں روانی کے ساتھ پڑھ لیتا تھا پھر ہر موقع پر سوالات کر کے جانچا۔ جہاں تک مطلب سمجھ لینے کا تعلق ہے وہ ایک مقام پر بھی نہ اٹکا اور تمام سوالوں کا جواب دیتا گیا پھر ایک دوسرے شخص پر تجربہ کیا جس نے بڑی عمر میں لکھنا پڑھنا سیکھا ہے اور ابھی اس کی استعداد اس سے زیادہ نہیں کہ اردو کے تعلیمی رسائل بہ آسانی پڑھ لیتا تھا یہ تین جگہ تین فارسی لفظوں پر اٹکا لیکن مطلب سمجھنے میں اسے بھی کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی میں نے وہ الفاظ بدل کر نسبۃً زیادہ سھل الفاظ رکھ دیئے۔ (۵۷)

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ترجمہ برائے ترجمہ نہیں ہے بلکہ منشاء یہ ہے کہ عوام وخواص پڑھیں اور پڑھکر سمجھیں اور سلاست ایسی ہو کہ معمولی اردو خواں بھی پڑھ لے اور عام فہم بھی ایسا ہو کہ غیر معمولی اور معمولی اور عام مسلمان بھی سمجھ لے اور کسی کو کوئی دقت محسوس نہ ہو۔

بعض جدید تعلیم یافتوں میں اس وقت کی فکری لادینیت بھی آنے لگی تھی اور ہر مسئلہ میں اپنی پسند کی تاویل کر کے خوش ہونے لگے تھے کہ وہ ایک اہم خدمت انجام دے رہے ہیں جو ان کی سراسر غلط فہمی تھی اور اس کے باوجود وہ اپنے غلط افکار کی اشاعت پر مصر تھے اس سلسلے میں مولانا آزاد نے لکھا

''مثلاً آجکل ہندوستان اور مصر کے مدعیان اجتہاد و نظریئے نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ زمانہ حال کے اصول عمل و ترقی قرآن سے ثابت کیے جائیں یا جدید تحقیقات علمیہ سے استنباط کیا جائے (۵۸)

مولانا آزاد میں علمی تحقیقی ذوق بھی تھا اور فکری اعتدال بھی، کلام خداوندی کے اسرار و رموز پر نگاہ بھی تھی اور زبان پر قدرت بھی، روشن خیالات والوں کا تجربہ بھی تھا اور عام مسلمانوں کی سادہ دلی کا پورا علم بھی ۔اس لئے تشریحی نوٹ مختصر لکھا، مگر جامع اور دل پذیر، کہ پڑھنے والے کے ذہن و فکر کو اپیل کر سکے۔ چنانچہ خود لکھتے ہیں۔

''کام کی نوعیت کا اندازہ اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ قرآن کے جس قدر اردو، فارسی ترجمے موجود ہیں سب سامنے رکھ لئے جائیں نیز قدیم تفسیر میں سے بھی چند مقبول و مستند تفسیریں اٹھالی جائیں پھر کم از کم ایک سورۃ کا ترجمہ ،،ترجمان القرآن'' میں نکال کر ایک ایک آیت کے ترجمے اور شرح کا ان سب سے مقابلہ کیا جائے اور پوری دقیقہ سنجی کے ساتھ دیکھا جائے کہ کون سی بات وہاں کس شکل اور نوعیت میں آئی ہے اور یہاں اس نے کونسی نوعیت اختیار کر لی ہے۔(۵۹)

ترجمان القرآن کی اہمیت:۔

''ترجمان القرآن'' کی پہلی جلد ۱۹۳۰ء میں شائع ہوئی اور چھپ کر لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچی۔یہ واقعہ ہے کہ علوم نواز حلقہ میں اس کی دھوم مچ گئی اور قدیم و جدید سب ہوں نے ہی خرید کر پڑھی اور ''ترجمان القرآن'' کے بیان اور اسلوب و نگارش کو پسند کیا۔ مولانا آزاد نے لکھا

''میری اردو مطبوعات میں ''ترجمان القرآن'' پہلی کتاب ہے جسے لوگوں نے اس ذوق اور عشق کے ساتھ خریدا ہو اور پڑھا ہو''(۶۰)

۲۰ مئی ۱۹۳۲ء کے ایک خط میں لکھتے ہیں۔

''لوگوں کا یہ حال ہے کہ اپنی شیروانی بیچ کر ''ترجمان لقرآن'' خریدنا چاہتے ہیں''(۶۱)

کوئی وجہ نہیں کہ ''ترجمان القرآن'' مقبول عام و خاص نہ ہوا ہو، اور ہر پڑھے لکھے نے اس کو پسند نہ کیا ہو، اور اس کو دیکھنے اور پڑھنے کی خواہش نہ کی ہو۔

''ترجمان القرآن'' کا ترجمہ اور تشریحی نوٹ یہ واقعہ ہے کہ بہت ہی جاندار اور موثر ہیں ایک تبصرہ نگار مولانا کے طرز تحریر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''مولانا آزاد کے لکھنے کا انداز لب و لہجہ اور مواد کلام پاک سے لیا جو ان کے مزاج کے مطابق تھا مولانا پہلے اور آخری شخص ہیں جنہوں نے براہ راست قرآن کو اپنے اسلوب کا سرچشمہ بنایا وہی انداز بیان اور زور کلام اور وعید و تہدید کے تازیانے، جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ پہاڑوں پر رعشہ سیماب طاری کر دیتا ہے(۶۲)

مولانا احمد سعید صاحب دہلوی متوفٰی (۶۳) فرماتے ہیں۔

''قرآن کریم کی عربی مبین مولانا آزاد کا انتظار کر رہے تھے وہ آکر اسے اردوئے مبین کے قالب میں ڈھالیں ترجمان القرآن مولانا آزاد کا غیر فانی کارنامہ ہے''(۶۴)

مولانا سید سلیمان ندوی (۶۵) ''ترجمان القرآن'' پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ''ترجمان القرآن کا مصنف قابل مبارکباد ہے کہ اس نے یورپی سامراج کے زمانہ میں بڑی ہمت اور دلیری سے ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ اور ابن قیم متوفی ۷۵۱ھ کی اس صورت میں پیروی کی ہے جس طرح انہوں نے منگول فاتحوں (۶۶) کی مزاحمت کے سلسلہ میں کی تھی'' (۶۷)

مولانا سعید احمد اکبرآبادی مولانا آزاد کی تفسیر پر یوں تبصرہ کرتے ہیں'

''سید رضا مصری متوفی ۱۳۵۴ھ تفسیر ''المنار'' اور مولانا کا ترجمان القرآن مطالب و معانی کے اعتبار سے ایک ہی سانچے میں ڈھلے ہوئے ہیں زبانیں دو ہیں مقصد ایک! مولانا علامہ ابن تیمیہ اور ابن قیم کے شانہ بشانہ ہیں'' (۶۸)

ایک صاحب نے یوں تبصرہ کیا ہے۔ ''اگر قرآن اردو زبان میں نازل ہوتا تو ابوالکلام کی نثر میں ہوتا'' (۶۹)

مولانا آزاد کی قرآنی فہم و فکر کے چند نمونے:۔

تفسیر سورۂ فاتحہ:۔

ترجمان القرآن میں سورۂ فاتحہ کی تفسیر مولانا آزاد کی قرآنی بصیرت اور فہم کا بے مثال کارنامہ ہے خدا کی ذات و صفات اور توحید و ایمان باللہ پر علم و تحقیق معرفت و محبت کے جواسرار و حکم پورے شرح و بسط کے ساتھ اس حصہ میں بیان کئے گئے ہیں متقدمین اور متاخرین کی کتابوں میں ایک جگہ یہ سارے معارف تو حیدِ نظر نہیں آتے۔ مولانا آزاد نے قرآن کریم کی اس بنیادی سورت کے تمام مباحث کو ۲۰۳ صفحات میں جس کمال جامعیت کے ساتھ سمیٹا ہے اس میں مولانا آزاد کے قلم کا اعجاز منہ سے بول رہا ہے۔

مولانا آزاد کے نزدیک وحی نبوت کا تصور:۔

مولانا آزاد نے'' اهدنا الصراط المستقیم ''(۷۰) کی تشریح کے تحت ''ہدایت،، کے چار درجات لکھے ہیں۔

۱۔ہدایت اور وجدان ۲۔ہدایت حواس ۳۔ہدایت عقل ۴۔ ہدایت وحی (۷۱)

اس بحث میں پہلی تین ہدایتوں کو انسانی رہنمائی کے لئے ناکافی قرار دے کر چوتھی اور آخری ہدایت -- وحی الٰہی اور نبوت --کی اہمیت و ضرورت پر زور دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''اچھا اگر خدا کی ربوبیت (پرورش) کے لئے ضروری تھا کہ وہ ہمیں وجدان کے ساتھ حواس بھی دے کیونکہ وجدان کی ہدایت ایک خاص حد سے آگے نہیں بڑھ سکتی اور اگر ضروری تھا کہ حواس کے ساتھ عقل بھی دے کیونکہ حواس کی ہدایت بھی ایک حد سے آگے نہیں بڑھ سکتی تو کیا ضروری نہ تھا کہ عقل کے ساتھ کچھ اور بھی دے کیونکہ عقل کی ہدایت بھی ایک خاص حد سے آگے نہیں بڑھ سکتی اور اعمال کی درستگی وانضباط کے لئے کافی نہیں (یعنی انسانی زندگی کو درست کر کے اسے ایک ضابطہ اور نظام کے تحت لانے کے لئے عقل کی ہدایت کافی نہیں'' (۷۲)

اللہ کی ربوبیت نے انسان کے لئے ایک چوتھے مرتبہ ہدایت کا بھی سامان کر دیا یہی مرتبہ ہدایت ہے جسے وہ وحی و نبوت کی ہدایت سے تعبیر کرتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں وہ اللہ کی ایک خاص ہدایت کا ذکر کرتا ہے اور اسے ''الھدیٰ'' کے نام سے پکارتا ہے۔ (یعنی الف لام تعریف کیساتھ) قل ان ھدی اللہ ھو الھدیٰ'' (۷۳) ہے۔ ترجمہ:۔ پیغمبر ﷺ! ان سے کہہ دو، یقیناً اللہ کی ہدایت ہی ''الھدیٰ'' ہے یعنی انسان کے لئے حقیقی ہدایت ہے'' (۷۴)

ان اقتباسات میں مولانا آزاد وحی کے عام مفہوم اور اس کے اصطلاحی شرعی مفہوم کے درمیان واضح خط کھینچ کر شرعی مفہوم کی اہمیت وضرورت کو واضح کیا ہے اور دوسرے مفکرین کے ہاں وحی کے مفہوم عام پر اتنا زور دیا گیا ہے کہ وحی شرعی کی اہمیت ختم ہو کر رہ گئی ہے۔

مولانا آزاد اور وحدت دین:۔

مولانا آزاد نے ''وحدت دین'' کو تین مہمات میں تقسیم کیا ہے فرماتے ہیں۔

۱۔ انسان کی نجات وسعادت کا دارومدار اعتقاد وعمل پر ہے نہ کسی خاص گروہ بندی پر۔

۲۔ نوع انسانی کے لئے دین الٰہی ایک ہی ہے اور یکساں طور پر سب کو اسی کی تعلیم دی گئی ہے پس یہ جو پیروان مذاہب نے دین کی وحدت اور عالمگیر حقیقت ضائع کر کے بہت سے متخالف اور متخاصم جتھے بنا لئے ہیں یہ صریح گمراہی ہے۔

۳۔ اصل دین توحید ہے یعنی ایک پروردگار عالم کی براہ راست پرستش کرنی اور تمام بانیان مذاہب نے اسی کی تعلیم دی ہے اس کے خلاف جس قدر عقائد واعمال اختیار کر لئے گئے ہیں اصلیت سے انحراف کا نتیجہ ہیں'' (۷۵)

ترجمان القرآن میں ان مہمات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''یعنی دین سے مقصود تو خدا پرستی اور نیک عملی کی راہ تھی وہ کسی خاص حلقہ بندی کا نام نہ تھا کوئی انسان ہو، کسی نسل و قوم سے ہو، کسی نام سے پکارا جاتا ہو لیکن اگر خدا پر سچا یقین رکھتا ہو اور اس کے اعمال بھی نیک ہیں تو دین الٰہی پر چلنے والا ہے اور اس کے لئے نجات ہے'' (۷۶)

اس ضمن میں مولانا آزاد نے ''وحدت دین'' کے عنوان کے تحت اپنی قرآنی فکر کو ۵۲ صفحات پر پھیلا دیا ہے (۷۷)

تکمیل شریعت کا اثبات :۔

مولانا آزاد نے ''ترجمان القرآن'' میں مختلف موقعوں پر شریعت اسلامیہ کی تکمیل کا اثبات پوری شدت وعظمت کے ساتھ کیا ہے۔ایک جگہ ''تقلید جامد'' کی مذمت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''حتی کہ اب معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ ایک طرف مسلمانوں کی معاشرتی واجتماعی زندگی مختل ہو رہی ہے کیونکہ اس کی تمام ضرورتوں کے مطابق احکام فقہ نہیں ملتے اور شریعت کو فقہ کے مذاہب مدونہ (فقہ اربعہ) میں منحصر سمجھ لیا گیا ہے دوسری طرف اسلامی حکومتوں نے قوانین شرع پر عمل درآمد ترک کر دیا ہے اور اسکی جگہ یورپ کے دیوانی اور فوجداری قوانین اختیار کرنے لگے ہیں کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ دفاتر فقہ وقت کے انتظامی ومعاشرتی مقتضیات کا ساتھ نہیں دے سکتے ؟ اور کوئی نہیں جو انہیں بتلائے کہ اللہ کی شریعت کا دامن اس نقص سے پاک ہے اور اگر وہ کتاب وسنت کی طرف رجوع کرتے ،تو انہیں اس زمانہ کے لئے ویسے ہی اصلح واوفق قوانین مل جاتے ،جس طرح پچھلے عہدوں کے لئے مل چکے ہیں'' (۷۸)

حیات النبی ﷺ کا تصور :۔

مولانا آزاد نے حیات النبی ﷺ پر خامہ فرسائی کی ہے حالانکہ مولانا آزاد کے دور میں ''حیات النبی ﷺ'' کا مسئلہ پیدا نہیں ہوا تھا (جو آج کل وجہ نزاع بنا ہوا ہے پنجاب کی طرف جائیں تو وہاں یہی پوچھا جاتا ہے کہ آپ حیاتی ہیں یا مماتی ؟ یعنی آپ رسول اللہ ﷺ کو قبر میں حیات مانتے ہیں یا ممات ؟۔)
مولانا آزاد لکھتے ہیں۔

''جس وجود کی سیرت وحیات قیامت تک کے لئے اسی طرح محفوظ اور ثبت کر دی گئی علاوہ ازیں ان نقوش غیر فانی کے جو صفحہ عالم پر ثبت ہیں اور جس کی زندگی کے وقائع طیبہ کو پوری طرح سورج کی دائمی روشنی اور ستاروں کی یکساں سیر حرکت کے دامن سے باندھ دیا ہو۔کیوں نہ اس خاکدان جسم وزماں میں اس کی موت وحیات یکساں ہو اور کیوں اس کی دائمی حیات وقیام کے عقیدے سے انسانوں کے تاریک دلوں کو انکار اور غافل روحوں کو گریز ہو'' (۷۹)

سب سے الگ راہ:۔

حضرت ابراھیمؑ کی تعریف میں قرآن پاک کا فرمان ہے

ان ابراھیم کا ن امۃ قانتا (۸۰)

عربی لغت میں امت کے معنی امام، پیشوا اور قوم وملت، دونوں آئے ہیں (۸۱) صحابہ کرام جو قرآن پاک کے سب سے پہلے مفسر و شارح ہیں اس آیت میں ''امۃ'' کا مطلب ''امام وپیشوا'' لیتے ہیں اور ان حضرات کی اتباع میں تمام قدیم و جدید مترجم فارسی اور اردو یہی معنی اختیار کر رہے ہیں لیکن تنہا مولانا ابوالکلام آزاد ہیں جنہوں نے صحابہ کرام کے ایک شاگرد امام مجاہد متوفی ۱۰۴ھ کا نادر قول اختیار کیا۔ جمہور کو چھوڑا ہے سب سے الگ ترجمہ کیا، دوسرے مفسرین نے اس طرح ترجمہ کیا ہے'' بے شک ابراہیم پیشوا و مقتدا تھے، اطاعت گزار'' (۸۲)

مولانا آزاد کا ترجمہ یہ ہے۔ ''بے شک ابراہیم اپنی شخصیت میں ایک امت تھے'' (۸۳)

یہاں مولانا مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ نے بھی ''ترجمان القرآن'' کی پیروی کی ہے ''بے شک ابراہیم اپنی ذات سے ایک امت تھے'' (۸۴)

انقلابی مفہوم میں شاہ ولی اللہ متوفی ۱۱۷۶ء کی پیروی:۔

مولانا آزاد اختلافی تراجم میں شاہ ولی اللہ کے ترجمہ کو اہمیت دیتے ہیں اور کبھی تمام اہل تراجم سے الگ راہ اختیار کر لیتے ہیں جبکہ صحابہ اور تابعین میں سے کسی ایک کا قول تائید کے لئے انہیں مل جاتا ہے۔

مثلاً ایک انقلابی آیت اور اس کا ترجمہ ملاحظہ ہو،

و کذلک نولی بعض الظالمین بعضا بما کانوا یکسبون (۸۵)

تمام اگلے اور پچھلے مترجمین نے ''نولی'' ''ولایت بفتح واؤ سے لیا ہے بمعنی قرب اور دوستی'' (۸۶)

شاہ ولی اللہ (المتوفی ۱۱۷۶ھ) نے اس کا ترجمہ کیا اور لکھا۔

''وہم چنیں مسلط می کنیم بعض ستم گاراں رابر بعض بشامت آنچہ می کردند'' (۸۷)

یہاں ''تولی'' کاولایت بکسر واؤ ہے بمعنی مسلط کرنا' حاکم بنانا

مولانا آزادتنہاوہ مترجم ہیں جنہوں نے شاہ ولی اللہ کی پیروی کی ہے اور یہ ترجمہ لکھا ہے۔

''اور دیکھو! اس طرح ہم بعض ظالموں کو بعض ظالموں پر مسلط کردیتے ہیں ان کی اس کمائی کی وجہ سے! جو وہ اپنی بداعمالیوں سے حاصل کرتے ہیں'' (۸۸)

ایسے ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) نے بھی اس تفسیر کو ترجیح دی ہے اور اس کا تعلق آخرت کے بجائے دنیا کی زندگی سے قائم کیا ہے۔(۸۹)

شاہ ولی اللہ نے بادشاہ عالمگیر (متوفی ۱۱۱۸ھ) کے بعد مغل بادشاہوں کی خانہ جنگی پر انہیں متنبہ کیا اور پہلے ترجمہ قرآن کے ذریعہ انہیں تیسری بیرونی طاقت کے تسلط کے خطرہ سے آگاہ کیا۔ اسی طرح مولانا آزاد قرآنی تعلیم کے ذریعے انگریز کی غلامی میں جکڑی ہوئی ہندوستانی قوم کو بیدار کرنے اٹھے اور مسلمانوں کو سرگرم جہاد کردیا۔

تفسیری بریکٹ اور تفسیری حواشی:

مولانا آزاد (متوفی ۱۳۷۷ھ) نے ترجمان القرآن میں آیات قرآنی کی وضاحت کے لئے ایک طرف تشریحی بریکٹ اختیار کئے ہیں جو عربی تفسیروں میں مشہور اور متداول تفسیر، تفسیر جلالین کا طریقہ ہے اور اردو تفسیروں میں یہ طریقہ مولانا اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ نے بیان القرآن میں اختیار کیا ہے۔ تفسیری حواشی میں مولانا آزاد کی روش مخصوص ہے، ان حواشی میں آیات کے مباحث کا خلاصہ بھی ہے اور اس خلاصہ میں ربط آیات کی رعایت بھی ہے سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات پر غور کیجئے۔

ذلک الکتاب لاریب فیه (۹۰)

صاحب جلالین تفسیر کرتے ہیں۔

ذلک ای هذا الکتاب الذی یقرؤہ، محمد صلی اللہ علیه وسلم (۹۱)

علامہ سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے ''ذلک'' اشارہ بعید'' کو ''ھذا اشارہ قریب'' کے معنی میں لیا اور ''الکتاب'' کی صفت محذوف مانی۔

مولانا اشرف علی تھانوی نے دوسرے جملے کو کتاب کی صفت بنا کر یوں ترجمہ کیا،

''یہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی شک نہیں۔(۹۲)

مولانا آزاد نے ''الکتاب'' کے ''الف لام عہد'' (یعنی خاص کتاب) کی صفت وخصوصیت کا اظہار خدا تعالیٰ کی نسبت سے کیا اور لکھا۔ ''یہ کتاب الٰہی ہے اس میں کوئی شبہ نہیں۔(۹۳)

عام مفسرین نے شبہ نہیں کا مطلب یہ لکھا ہے کہ اس کتاب کے کتاب الٰہی ہونے میں کوئی شبہ نہیں اس تشریح کے لحاظ سے پہلے جملہ کا وہی ترجمہ مناسب لگتا ہے جو مولانا آزاد نے کیا ہے "تفہیم القرآن"، میں بھی ان دونوں جملوں کی ترجمانی میں کوئی ندرت وجدت پیدا نہیں کی گئی ہے۔ صرف چند الفاظ بدلے ہوئے ہیں۔ مثلاً یہ اللہ کی کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں (۹۴)

ترجمان القرآن میں فکری اعتدال:۔

شاہ ولی اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) نے اصول دین کی وحدت پر روشنی ڈالتے ہوئے اصل دین کے نام سے تعرض نہیں کیا۔ البتہ ان کے صاحبزادے شاہ عبدالقادر (متوفی ۱۲۳۰ھ) نے اصل دین کا نام "الاسلام"، بتایا ہے لکھتے ہیں۔

"دین اسلام ہمیشہ ایک ہے سب پیغمبر اور سب امتیں اسی پر گزریں وہ یہ کہ جو حکم اللہ بھیجے پیغمبر کے ہاتھ! سو قبول کرنا" (۹۵) مطلب یہ کہ "اصل دین" کا نام لغوی اعتبار سے "اسلام" ہے اسلام کے لغوی معنی حکم برداری اور اطاعت کرنے کے ہیں۔(۹۶)

مولانا آزاد نے بھی شاہ عبدالقادر کی پیروی کی اور لکھا

"دین الٰہی کو "الاسلام" کے نام سے تعبیر کیا گیا جس کے معنی اطاعت کرنے کے ہیں۔(۹۷)

چنانچہ یہ حضرات اگلے رسولوں کی حالات میں اسلام کا لفظ جب آتا ہے تو اس کا ترجمہ لغوی کرتے ہیں۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی (متوفی ۱۳۹۹ھ) نے اپنی تفسیر میں غلو سے کام لیا اور جہاں کسی پہلے نبی کے لئے اسلام کا لفظ آیا تو انہوں نے اس کا لغوی ترجمہ نہیں کیا بلکہ اسلام کے عربی لفظ ہی کو باقی رکھا۔ لیکن جب حضرت ابراہیمؑ اور حضرات اسماعیلؑ کے لئے " فلما اسلما (۹۸) کا لفظ آیا تو مودودی صاحب کو اپنی غلو پسندی کا احساس ہوا۔ کیونکہ اس مقام پر اگر یہ ترجمہ کیا جائے کہ جب ابراہیم و اسماعیل دونوں مسلمان ہوئے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ قربانی سے پہلے وہ مسلمان نہیں تھے اور قربانی کے بعد مسلمان ہوئے، اس لئے مودودی نے اس مقام پر لغوی ترجمہ کرنے پر مجبور ہوئے، اور لکھا

"اور جب ان دونوں نے سر تسلیم خم کر دیا" (۹۹)

مولانا آزاد کے نزدیک دفاع کی اہمیت:۔

مولانا آزاد نے اپنے موقع پر دفاع کی اہمیت کو تاکید کے ساتھ واضح کیا ہے

آیت دفاع۔ واعدوا لھم مااستطعتم من قوۃ (۱۰۰) کے تفسیری نوٹ میں لکھتے ہیں۔

''جہاں تک تمہارے بس میں ہے۔ کیونکہ یہ تو ممکن نہیں کہ کوئی جماعت اس طرح کا سروسامان جنگ مہیا کر سکے جو ہر اعتبار سے مکمل ہو پس معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو اس بارے میں جو کچھ حکم دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اپنے مقدور کے مطابق جو کچھ کر سکتے ہیں کریں اور ادائے فرض کے لئے آمادہ ہو جائیں یہ بات نہیں ہے کہ جب تک دنیا جہاں کے ہتھیار اور ہر قسم کے سازوسامان مہیا نہ ہو جائیں اس وقت تک بے بسی کا عذر کرتے رہیں اور فرض دفاع سے بے فکر ہو جائیں اگر مسلمانوں نے اس آیت کی روح کو سمجھا ہوتا تو اس اپاھج پنے میں مبتلا نہ ہوتے جو ڈیڑھ سو برس سے تمام مسلمانان عالم پر طاری ہے۔'' (۱۰۱)

مولانا آزاد اسلامی جہاد کو ''دفاعی جنگ'' قرار دیتے ہیں

سورۃ الحج کی آیت ''اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا (۱۰۲) کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''اس آیت میں مسلمانوں کو اجازت دی ہے کہ وہ اپنے دفاع میں اب تلوار اٹھا سکتے ہیں کیونکہ مظلوموں کا قدرتی حق ہے اگر وہ اس حق (دفاع) سے محروم کر دیئے جائیں تو دنیا میں انسانی ظلم واستبداد کی مدافعت کا کوئی سامان باقی نہ رہے جس گروہ کی بن پڑے، دوسرے گروہ کے اعتقاد و عمل کی آزادی ہمیشہ کے لئے پامال کر دے۔ (۱۰۳)''

مولانا آزاد کی بحث خلافت:۔

خلافت اسلامیہ کے موضوع پر مولانا آزاد کا ایک مبسوط خطبہ ہے جو بعد میں کچھ اضافوں کے ساتھ شائع کیا گیا ہے یہ اہم کتاب دراصل اسلام کے سیاسی نظام کا مکمل جامع اور مختصر خاکہ ہے اس کتاب میں جہاد کی دوقسموں پر روشنی ڈالی ہے لکھتے ہیں۔

''شرعاً قتال کی پہلی حسرت (یعنی ہجوم ومقابلہ کا دائمی سلسلہ) فرض کفایہ ہے ضروری نہیں کہ بیک وقت ہر مسلمان اس میں حصہ لے ہر عہد میں مسلمانوں کی ایک جماعت ضرور ایسی ہونی چاہیے۔ جو یہ فرض انجام دیتی رہے'' (۱۰۴)

یہ صورت تو اس قتال کی ہے جس کی صورت حملہ وہجوم کی ہوگی اگرچہ مقصد دفاع ہی ہے۔ ''دوسری قسم ''دفاع'' ہے یعنی جب کوئی غیر مسلم حکومت یا جماعت مسلمانوں کی آبادی اور حکومتوں پر حملہ کا قصد کرے۔ تو اس حملہ وتسلط کو ہر طرح مقابلہ کر کے روکنا اور اسلامی ملکوں اور آبادیوں کو غیر مسلموں کی حکومت اور ہر قسم کی قبضہ واثر سے محفوظ رکھنا۔ یہ فرض کفایہ نہیں ہے بلکہ بالاتفاق مثل نماز، روزہ کے ہر مسلمان پر فرض عین ہے'' (۱۰۵)

ذوالقرنین (۱۰۶) کی تاریخی تحقیق:۔

ذوالقرنین کی تعین اور تشخیص میں پندرہ سو برس کا تمام تفسیری لیٹریچر مختلف احتمالات اور اندازے پیش کرنے پر اکتفا کرتا رہا ہے۔ اور اگر کسی قول کو ترجیح دی گئی تو وہ علامہ ابن کثیر دمشقی متوفی ۷۷۴ھ مطابق ۱۳۷۲ء کی تحقیق ہے، جس میں ذوالقرنین وہ سکندر بتایا ہے جسے حضرت ابراہیمؑ کی معاصرت حاصل ہے (۱۰۷)

مولانا محمد انور شاہ کشمیری (متوفی ۱۳۵۲ھ) نے بھی علامہ عینی (۱۰۸) کے حوالہ سے اسی رائے کو تسلیم کیا ہے۔ (۱۰۹) لیکن مولانا اشرف علی تھانوی (متوفی ۱۳۶۲ھ) نے اس کی تحقیق سے گریز کیا ہے (۱۱۰) اور مولانا شبیر احمد عثمانی (متوفی ۱۹۴۹ء) نے علامہ ابن کثیر کی رائے کو ترجیح دی ہے اور یاجوج ماجوج کے بارے میں یہ عجیب بات لکھی، کہ میرا خیال ہے

''یاجوج ماجوج کی قوم عام انسانوں اور جنات کے درمیان ایک برزخی مخلوق ہے'' (۱۱۱)

مولوی محمد علی لاہوری (مرزائی) نے اپنی تفسیر بیان القرآن (۱۹۲۲ء) میں تمام قدیم توجیہات سے ہٹ کر دانیال نبی کے خواب پر توجہ کی اور بائیبل کے اشارہ سے فارس کے شہنشاہ دارائے اول (۱۱۲) کو قرآن کا ذوالقرنین بتایا، اور یاجوج ماجوج عیسائی قوموں کو قرار دیا'' (۱۱۳)

مولانا آزاد نے ۱۹۳۲ء میں صدیوں سے اشتباہ و احتمال میں پڑے ہوئے اس تاریخی مسئلہ کی مکمل تحقیق کی۔ اور علوم جدیدہ اور اثری تحقیقات پر مشتمل تمام تحقیقی مواد کا بغور مطالعہ کیا اور ۳۰ صفحات پر فیصلہ کن بحث کر کے یہ ثابت کر دیا کہ ذوالقرنین قرآنی آیات کے مطابق فارس کا شہنشاہ ''سائرس'' ہے اور یاجوج ماجوج منگولی قبائل ہیں (۱۱۴)

مولانا آزاد کی یہ تحقیق قول فیصل قرار پائی۔ اور ترجمان القرآن کے بعد جس قدر تفسیریں اور تاریخیں وجود میں آئیں تقریباً سب میں ''ترجمان القرآن'' کی تحقیق کو تسلیم کیا گیا ہے (۱۱۵)

ازدواجی زندگی اور حقوق نسواں اسلام میں:۔

مولانا آزاد نے نکاح وطلاق کے معاشرتی مسائل پر روشنی ڈالتے ہوئے چند تشریحی فائدے ایسے تحریر کر دیئے ہیں جو بڑی حد تک اسلام کی بنیادی اصلاحات کو واضح کر دیتے ہیں اور جامعیت کے لحاظ سے مولانا کے تفردات کا پتہ دیتے ہیں۔ طلاق کے مسائل بیان کرتے ہوئے قرآن کریم نے درمیان بحث میں ایک اصولی نصیحت کی۔

ولا تتخذوا آیات اللہ ھزوا • واذکروا نعمت اللہ علیکم و ما انزل علیکم من الکتاب و الحکمۃ یعظکم بہ. واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ بکل شئی علیم (۱۱۶)

''اور دیکھو! ایسا نہ کرو کہ اللہ کے حکموں کو ہنسی کھیل بنالو'' کہ آج نکاح کرلو کل بلا وجہ طلاق دے دو، یا ازدواجی زندگی کے واجبات وحقوق ملحوظ رکھنے کی جگہ محض اپنی نفسانی خواہشوں کی بناء پر رشتے توڑنے اور جوڑنے لگو۔ اللہ کا اپنے اوپر احسان یاد کرو۔ اس نے کتاب وحکمت میں سے جو کچھ نازل کیا ہے اور اس کے ذریعہ تمہیں نصیحت کرتا ہے اسے نہ بھولو اللہ سے ڈرو اور یاد رکھو کہ اس کے علم سے کوئی بات باہر نہیں'' (۱۱۷)

ربط آیات پر روشنی ڈالتے ہوئے مولانا نے یہ جامع فائدہ تحریر فرمایا ازدواجی زندگی کا معاملہ نہایت اہم اور نازک ہے اور مرد کی خود غرضیوں اور نفس پرستیوں سے ہمیشہ عورتوں کی حق تلفی ہوئی ہے اس لئے خصوصیت کے ساتھ یہاں مسلمانوں کو نصیحت کی گئی کہ اللہ نے انہیں ''نیک ترین امت'' ہونے کا مرتبہ عطا کیا ہے اور کتاب وحکمت کی تعلیم نے ہدایت اور موعظت کے تمام پہلو واضح کردیئے ہیں پس اپنے جماعتی شرف ومقام کی ذمہ داریوں سے غافل نہ ہوں اور ازدواجی زندگی میں اخلاق و پرہیز گاری کا بہترین نمونہ بنیں، ضمناً اس حقیقت کی طرف اشارہ۔ کہ جس جماعت کے افراد کی ازدواجی زندگی درست نہیں ہے وہ کبھی ایک فلاح یافتہ جماعت نہیں ہوسکتی (۱۱۸)

سجدہ تعظیمی کا حکم:۔

حضرت یعقوبؑ اور ان کے لڑکوں کا حضرت یوسفؑ کے آگے تعظیم واحترام کے طور پر جھکنا، سجدہ تعظیمی تھا مولانا آزاد اسکی وضاحت میں لکھتے ہیں۔ ''دنیا میں قدیم سے یہ دستور چلا آتا ہے کہ حکمرانوں اور پیشواؤں کے آگے سجدہ کرتے ہیں اور اسے تعظیم واحترام کی خاص علامت سمجھتے ہیں مصر، بابل، ایران، ہندوستان میں اب تک رائج ہے لیکن قرآن پاک نے توحید کے اعتقاد وعمل کا جو اعلیٰ معیار قائم کیا وہ اس طرح کے رسوم واشکال کا متحمل نہیں ہوسکتا تھا اس نے سجدہ کی ہر قسم اور ہر صورت صرف اللہ ہی کی عبادت کے لئے مخصوص کردی اور کسی حال میں جائز نہ رکھا کہ کسی دوسری ہستی کے لئے سر نیاز جھکایا جائے اس نے صرف سجدہ ہی کو نہیں روکا، جو پیشانی کے زمین پر رکھنے کا نام ہے بلکہ یہ بھی جائز نہ رکھا کہ کوئی انسان کسی دوسری ہستی کے آگے اپنا جسم دوہرا کرے، ہر جھکاؤ، ہر خمیدگی، ہر رکوع جو کسی قامت پر طاری ہوسکتا ہے وہ کہتا ہے صرف اللہ ہی کے لئے ہے اور کوئی دوسری ہستی اس میں شریک نہیں ہوسکتی'' پس یاد رہے کہ یہاں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ محض ایک گزشتہ واقعہ کی حکایت ہے اسلامی احکام کی تشریح نہیں ہے'' (۱۱۹)

ناسخ ومنسوخ کا مسئلہ اور مولانا آزاد کی فکر:

ما نسخ من آیة او ننسھانات بخیر منھا او مثلھا(۱۲۰)

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ یہود مسلمانوں کو قرآن کریم اور اسلام سے بدظن کرنے کے لئے یہ کہا کرتے تھے کہ جب قرآن تورات کو خدا کی کتاب اور حضرت موسیٰ کو اللہ کا رسول تسلیم کرتا ہے تو پھر یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ خدا نے اپنا پہلا کلام (تورات) منسوخ کر کے اسکی جگہ دوسری کتاب (قرآن) کو نازل کر دیا۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ کو تجربہ کے بعد اپنی غلطیوں سے آگاہی ہوئی اب وہ ان کی اصلاح کر رہا ہے۔قرآن کریم نے یہود کے اس گستاخانہ اعتراض کا جواب اس آیت میں دیا، کہ تورات کا جو قانون خدا کی طرف منسوب کیا گیا ہے اس کی جگہ خدا نے اس سے بہتر قانون نازل کیا ہے۔شان نزول اور سیاق وسباق کے ساتھ باہمی ربط کا تقاضا ہے کہ اس آیت کا تعلق شریعتوں کے نسخ سے ہو۔(۱۲۱)

امام رازی متوفی ۶۰۶ھ نے تفسیر میں اپنی یہی رائے ظاہر کی ہے کہ اس کا تعلق احکام قرآنی کے منسوخ ہونے سے نہیں ہے۔(۱۲۲) البتہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ قرآن کریم کی آیات واحکام میں ناسخ ومنسوخ کا سلسلہ جاری رہا۔

ابومسلم اصفہانی متوفی ۳۲۲ھ (۱۲۳) جو معتزلہ کے امام ہیں قرآنی آیات میں مطلقاً نسخ کے قائل نہیں ہیں امام رازی نے ان کے خیال کی مدلل تردید کی ہے اور علماء اہل سنت کا مسلک واضح کیا ہے۔(۱۲۴)

مولانا آزاد نے اس آیت کی تشریح امام رازی کی تحقیق کے مطابق حسب ذیل کی ہے۔

''یاد رکھو، وحی وتنزیل کے بارے میں ہمارا مقررہ قانون یہ ہے کہ اپنے احکام میں سے جو کچھ منسوخ کر دیتے ہیں یا فراموش ہو جانے دیتے ہیں تو اس کی جگہ اس سے بہتر یا کم از کم اس جیسا حکم نازل کر دیتے ہیں پس اگر اب ایک نئی شریعت ظہور میں آئی ہے تو یہ کوئی ایسی بات نہیں جس پر لوگوں کو حیرانی ہو کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ کی قدرت سے کوئی بات باہر نہیں؟ اگر وہ ایک مرتبہ تمہاری ہدایت کے لئے حسب ضرورت احکام بھیج سکتا ہے تو یقیناً اس کے بعد بھی بار بار ایسا کر سکتا ہے(۱۲۵)

مولانا آزاد آگے تفسیری نوٹ میں اسکی تشریح یوں کرتے ہیں

''ایک شریعت کے بعد دوسری شریعت کا ظہور اس لئے ہوا کہ یا تو ''نسخ'' کی حالت طاری ہوئی یا ''نسیان'' نسخ یہ ہے کہ ایک بات پہلے سے موجود تھی لیکن موقوف ہوگئی اور اسکی جگہ دوسری بات آگئی۔

''نسیان،، کے معنی بھول جانے کے ہیں، پس بعض حالتوں میں ایسا ہوا کہ پچھلی شریعت کسی نہ کسی شکل میں موجود تھی لیکن احوال و ظروف بدل گئے تھے یا اس کے پیروؤں کی عمل روح معدوم ہوگئی تھی اس لئے ضروری ہوا کہ نئی شریعت ظہور میں آئے۔ بعض حالتوں میں ایسا ہوا کہ امتدادوقت سے پچھلی تعلیم بالکل فراموش ہوگئی اور اصلیت میں سے کچھ باقی نہ رہا پس لامحالہ تجدید ہدایت ناگزیر ہوئی سنت الٰہی یہ ہے کہ نسخ شرائع ہو یا نسیان شرائع، لیکن ہر نئی تعلیم پچھلی تعلیم سے بہتر ہوتی ہے یا کم از کم اسی مانند ہوتی ہے ایسا نہیں ہوتا کہ کمتر ہو کیونکہ اصل تکمیل وارتقاء ہے نہ کہ تنزل وتشکل'' (۱۲۶)

مولانا آزاد نے اس میں ''نسخ ونسیان،، کی تشریح اس قدر جامع کی ہے کہ اس سے شریعتوں اور کتابوں کے منسوخ ہونے کی حکمت واضح ہوتی ہے اور قرآنی احکام کے منسوخ ہونے کی حکمت بھی سمجھ میں آتی ہے۔

ہاروت وماروت کا واقعہ۔ مولانا آزاد کا نظریہ:۔

مآ انزلنا علی الملکین ببابل ھاروت و ماروت (۱۲۷)

ترجمہ:۔ اور یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ بابل (۱۲۸) میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اس طرح کی کوئی بات نازل ہوئی تھی جیسا کہ ان لوگوں میں مشہور ہے واقعہ یہ ہے کہ وہ جو کچھ بھی کسی کو سکھلاتے تھے تو یہ کہے بغیر نہیں سکھلاتے تھے کہ دیکھو! ہمارا وجود تو فتنہ ہے پھر تم کیوں کفر میں مبتلا ہوتے ہو؟ (۱۲۹)

مولانا آزاد نے ''ما'' کو نفی کے لئے لیا ہے اور دوسرے مفسرین نے ''ما'' کو موصولہ کے مفہوم میں استعمال کیا ہے (۱۳۰) ممکن ہے کہ مولانا آزاد کے سامنے تفسیر ابن کثیر موجود تھی جسمیں علامہ ابن کثیر نے اس تاویل کو آکابر صحابہ اور تابعین کی طرف منسوب کیا ہے۔ ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں

''امام قرطبی متوفی ۶۷۱ھ کہتے ہیں کہ ما نافیہ ہے اور ھاروت و ماروت بدل ہے شیاطین سے، یعنی سلیمانؑ نے کفر نہیں کیا لیکن شیاطین نے کفر اختیار کیا۔ یہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے اور بابل کے دو شخص ہاروت و ماروت بھی جادو کی تعلیم دیتے تھے'' (۱۳۱)

مولانا آزاد کا فکری اعتدال۔ ترجمان القرآن کے حوالے سے:۔

قرآن حکیم نے امت مسلمہ کو اعتدال پسند (امۃ وسطا (۱۳۲) امت کے طور پر متعارف کرایا ہے اس امت کی یہ بنیادی حقیقت ہے۔

مولانا آزاد کے آفکار میں یہ اعتدال قرآن اور اسلام کی روح سے گہری وابستگی کا اثر ہے مولانا مرحوم کی مجموعی زندگی ہنگامہ خیز حالات سے دوچار ہوئی اس زندگی میں مولانا کے اندر کبھی کبھی جوش وخروش نے انتہاء پسندی کا رنگ اختیار کیا لیکن قرآن حکیم نے پھر مولانا کو اعتدال کی طرف واپس بلالیا۔ چنانچہ اسلاف کرام کی تاریخ ہو یا ان کے مذہبی افکار، ان سے اختلاف کرنے اور ان پر تنقید کرنے میں مولانا آزاد نے انتہائی احتیاط وآداب کا لحاظ رکھا ہے۔

جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ پر تین جھوٹ والی روایت کو مسترد کرتے ہوئے مولانا آزاد نے امام رازی متوفی ۶۰۶ھ کے قول کو ترجیح دی۔ اور صرف اتنا کہا کہ جلیل القدر پیغمبر کی عظمت کے مقابلہ میں راویاں حدیث کو ترجیح نہیں دی جاسکتی راویاں حدیث کی طرف بھول اور نسیان کی نسبت ایک رسول معصوم کی طرف کذب کی نسبت سے اولیٰ ہے(۱۳۳) کتنا محتاط انداز ہے۔

الغرض مولانا آزاد کی تفسیر ''ترجمان القرآن'' جو اپنی معنوی خصوصیات اور تفسیری نکات پر ایک گرانقدر علمی شاہ کار ہے اس کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا آزاد نے اپنے عمیق علم اور وسیع مطالعہ اور گہرے فکر وتدبر کے ساتھ اپنی تفسیر میں کلام اللہ کی اچھی ترجمانی کی ہے۔

مولانا آزاد پر علماء کے اعتراضات وتنقیدات:۔

مولانا آزاد کی قرآن فہمی اور علم تفسیر میں ان کی بصیرت وفکر پر بہت کم کچھ لکھا گیا اسکی وجہ ایک ہی ہے کہ مولانا کی سیاسی زندگی ان کے علمی اور دینی مقام کے لئے حجاب بن گئی اور سیاسی مخالفین نے ان کی تفسیر پر اعتراضات کیے۔ خصوصی طور پر سورۂ فاتحہ کی تفسیر پر اعتراضات کیے گئے۔

۱۔ پہلا اعتراض یہ کہ مولانا نے ''فاتحہ'' کی آیت ' ایاک نعبد '' (۱۳۴) کی تفسیر چھوڑ دی۔ مولانا نے غیر مسلموں کے ناراض ہونے کی وجہ سے ایسا کیا'' (۱۳۵) (حالانکہ اس آیت کی تفسیر اپنی جگہ موجود ہے)

۲۔ دوسرا اعتراض یہ کیا گیا کہ مولانا نے اس میں نبوت ورسالت کا ذکر نہیں کیا اور نجات کے لئے صرف توحید کو کافی سمجھتے تھے'' (۱۳۶)

۳۔ تیسرا اعتراض وحدت دین کے مسئلہ پر کیا گیا ہے اور مولانا کو ''برھموج سماج (۱۳۷)'' اور اکبر (۱۳۸) کے دین الٰہی کا حامی وموئید کہا گیا (۱۳۹)

مولانا آزاد کی تفسیر پر مولانا محمد یوسف بنوری متوفی نے بھی تنقید کی ہے ''وحدت دین'' میں مولانا آزاد کے نظریہ پر اعتراض کرتے ہوئے ان کی فکر کو اس طرح نقل کرتے ہیں۔

ان کل دین من الادیان فی العالم سواء کا ن دین النصرانیة او الیهودیة اوالصابیئة لودان به الرجل فی صورته التی اتی بها شارع ذلک الدین کفی لنجاته یوم القیامة فان اصل هذه الادیان کلها واحد . وهو الایمان بالله والعمل الصالح و شارع کل دین اتی بالتوحید وهدی الی العمل الصالح و انما الشرک و اعمال الشرنشأت فی اتباع المذاهب من تحزبهم و تشعیهم (۱۴۰)

مولانا آزاد کی یہ تفسیر اس دور میں سامنے آئی جب سیاسی اختلافات کے لئے اسلام کو استعمال کیا جارہا تھا اور ہندو مسلمان دونوں قوموں کو عقیدہ اور معاشرت کے ایک ایک جزء میں ایک دوسرے سے الگ ثابت کرنے کی سرتوڑ کوشش کی جا رہی تھی مولانا آزاد تفریق وعلیحدگی کے اس سیاسی نظریہ کو ختم کرنا چاہتے تھے اس لئے جب ''سورہ فاتحہ'' میں مولانا نے وحدت دین'' کے تصور کی تشریح کی تو علیحدگی پسندوں میں کہرام مچ گیا اور مولانا کی تفسیر کے خلاف سیاسی اور مذہبی فتویٰ لگائے جانے لگے (۱۴۱)

۴۔ کونوا قردة خاسئین (۱۴۲)

اس آیت کے ذیل مولانا آزاد کے ترجمہ پر یہ اعتراض کیا گیا ''کونوا اذلاء مهانین کالقردة منحطین نازلین عن رتبة الانسان فتخرجون من محافل المرؤة والانسانیة مدحورین''(۱۴۳)

فقال لهم موتوا (۱۴۴)

مولانا آزاد نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے (۱۴۵)۔

ای لکم الموت بجبنکم یعنی یغلکم العدو و تحرمون من حیوة الفتح و الظفر علی العدو ثم احیا هم الله ای نشاء فیهم روح العزم و الثبات حتی استعدوا للقتال فرزقوا الفتح والنصر (۱۴۶)

ورفعنا فوقکم الطور (۱۴۷) آزاد کا ترجمہ (۱۴۸)

و هذا حرف معنی قوله تعالیٰ وغیره من تاویلات الایات بمالا یتاولها آئمة اهل السنة و جماهیر الامة و کل تفسیره مشحون بامثال هذه التاویلات الرکیکة التی لا نفاذ لها ولا مساغ و من دابه الخاص انه لا یلتفت قط فی تفسیر الایات الی الاحادیث و آلا ثار وینوط الامر علی کتب التاریخ

(۱۴۹)

و قال (ابو الكلام) و من اعتقادى انه لا ينزل المسيح بن مريمؑ ذكر نزوله فى سلسلة اشراط الساعة وليس مما يدخل فى العقيدة (۱۵۰)

ایک اور اعتراض احکام جنگ کی تفسیر پر کیا گیا ہے مولانا نے ان احکام جہاد کو احوال وظروف کے ساتھ خاص کیا ہے اور اسلام کا اصلی اور بنیادی پیغام صلح وامن اور آزادی رائے وعقیدہ کو قرار دیا ہے (۱۵۱)

مراجع

(۱) مولانا ابو الکلام آزاد : هو الشيخ الفاضل وهو من اذكياء العصر كان من نوابغ الرجال ونوادر العصر فطنة وذكاء ، وحدة ذهن وتوقد فكر وثقة بالنفس واعتدادا بها واعتزازا بكرامته وتمسكا براءه هو عقيدته واثر مذهب شيخ الاسلام ابن تيميه وتلميذه ابن القيم ۔ (نزھۃ الخواطر ج ۸ ص ۲۷)

(۲) تذکرہ خود نوشتہ سوانح عمری، مولانا ابوالکلام آزاد متوفی ۱۹۵۸ء ،

ابوالکلام آزاد: مرتبہ: عبداللہ بٹ متوفی ۱۹۶۸ء ص ۳۲ قومی کتب خانہ لاہور، طبع ثانی ۱۹۸۶ء

۔نزھۃ الخواطر ج ۸ ص ۲۴

۔نقش آزاد ۔ مولانا غلام رسول مہر کتاب منزل لاہور

۔ابوالکلام آزاد۔ آغا شورش کاشمیری متوفی چٹان پرنٹنگ پریس لاہور

(۳) نزھۃ الخواطر ۔مولانا ابوالحسن علی ندوی ج ۸ ص ۲۴ طیب اکادمی ملتان ۱۴۱۳ء

(۴) بیس بڑے مسلمان

(۵) مقدمہ ترجمان القرآن ج ۱ ص ۳ ۔

(۶) ایضاً

(۷) ترجمان القرآن (دیباچہ)

(۸) ج ۲ الحجر: ۷۸، ۷۹، ۸۰

(۹) ج ۲ ص ۳۰۴

(۱۰) ج ۲ ص ۴۹۵ تا ۵۰۱

(۱۱) ج ۲ ص ۱۴۸

(۱۲) تیسری جلد کی صورت: ۔ترجمان القرآن کی تیسری جلد کی صورت اس طرح سامنے آتی ہے ۔مولانا ابو مومن منصور احمد صاحب نے الہلال، البلاغ اور مولانا آزاد کے مضامین میں سے قرآنی آیات جمع کر کے مع ترجمہ اور مطالب کے مرتب کردی ہے ۔ جسے اردو اکیڈیمی اردو بازار لاہور نے چھاپا ہے ۔مولانا محمد حنیف ندوی نے اس کے مقدمہ میں لکھا ہے ۔"اگر بارش کی ارزانیوں سے کشت فکر شگفتہ و شاداب نہیں ہوتی تو پھوار کیا کم ہے"

(ماھنامہ حکمت قرآن ۔ڈاکٹر اسرار احمد ۔قرآن اکیڈیمی لاہور ۔مارچ ۱۹۸۷ء)

(۱۳) ج ۲ ص ۱۰۱

(۱۴) ایضاً ص ۱۲۸

(۱۵) تذکرہ مولانا ابوالکلام آزاد ص ۱۷۳

(۱۶) تذکرہ ص ۱۷۳

(۱۷) ایضاً ص ۲۴۱

(۱۸) ترجمان القرآن ص ۸

(۱۹) باقیات ترجمان القرآن، مرتب مولانا غلام رسول مہر ۔ص ۱۵، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۶۱ء

(۲۰)جمال الدین : هو جمال الدین بن صفدر الحسینی ،حکیم ،واسع الاطلاع فی العلوم العقلیة و النقلیة .و کان یعرف اللغات الافغانیة و الفارسیة و العربیة و الترکیة و الفرنساویة ولم باللغتین الانکلیزیة و الروسیة ،سافر الی الهند وتلقی العلوم العقلیة و النقلیة ،ورحل الی الحجاز ثم عاد فاقام بکابل ثم رحل الی القسطنطنیة ثم قصد مصر ،وانشاء فیها مع رفیقه محمد عبده المصری "جریدة العروة الوثقی"، وتوفی سنة ۱۳۱۴ھ. (معجم المولفین ج۱ ص ۵۰۲)

(۲۱)هو محمد حسین آزاد بن با قر علی الشیعی الدهلوی الملقب فی الشعر بآزاد کان من الشعراء المشهورین والکتاب المترسلین احد اصحاب الاسالیب الادبیة توفی سنة ۱۳۲۷ھ. (نزهة الخواطر ج۸ ص ۴۳۶)

(۲۲)الغزالی : هو محمد بن محمد بن محمد الطوسی الشافعی المعروف بالغزالی زین الدین حجة الاسلام ، ابوحامد ،حکیم ، متکلم ، فقیه ، اصولی صوفی ،مشارک فی انواع من العلوم توفی سنة ۵۰۵ھ تصانیفه الکثیره .

سیر النبلاء للذهبی ج۱۲ ص ۷۵ ، الطبقات لابن الصلاح ج۲ ص ۲۳، وفیات الاعیان ج۱ ص ۵۸۶، طبقات السافعیة للسبکی ج۴ ص ۱۰۱ ، المنتظم ج۹ س ۱۶۹

(۲۳) ابن رشد: هو محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن حمد بن رشد القرطبی ویعرف بابن رشد الحفید ابو الولید ، عالم حکیم مشارک فی الفقة و الطب و المنطق و العلوم الریا ضیة و الالٰهیة کان یشد التوفیق بین الفلسفة و الدین توفی سنة ۵۹۵ھ .

سیر النبلاء : ج۱۳ : ۷۰ ،شذرات الذهب لابن العماد ج ۴: ۳۲۰ ،الدیباج لابن فرحون ۲۸۴، ۲۸۵

کشف الظنون ج۱ ص ۶۳ ، تاریخ فلاسفة الاسلام للطفی جمعه ص ۱۱۲ ، معجم المولفین ج۳ ص ۹۴

(۲۴)مقدمہ باقیات الصالحات ص۱۰

تفصیل کے لئے ۔آزاد کی کہانی خود ان کی زبان، مرتبہ ۔مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی ص۲۲

(۲۵)بیس بڑے مسلمان ۔ص۱۹۷

(۲۶)مفسرین عظام ۔عبدالعزیز بلوچ ۔ص۱۶۶۔النورا کیڈمی چوک بلاک ۱۹ سرگودھا

(۲۷)بیس بڑے مسلمان ۔ص۲۲۳

(۲۸) شبلی نعمانی: هو الشیخ العلامة الفاضل، شبلی بن حبیب الله البندولی فرید هذالزمان المتفق علی جلالته فالعلم والشان ولی التدریس بمدرسة العلوم علی گڑه مصنفاته عدیدة مفیدة توفی سنة ۱۳۳۲ھ . (نزهة الخواطر ج۸ ص ۱۹۰)

(۲۹)آثار آزاد۔ سید قدرت اللہ فاطمی ص۷۔ مکتبہ اخوت اردو بازار لاہور(سطن)

(۳۰)آزاد کی کہانی خود ان کی زبانی ص۳۷

(۳۱)ج۱(مقدمہ)ص۴۸

(۳۲)مقدمہ(دیباچہ اول) ۔ترجمان القرآن ج۱ ص۴۹

(۳۳)ایضاً

(۳۴)ایضاً

(۳۵) ابن قیم :ھو محمد بن ابی بکر بن ایوب الزرعی ثم الدمشقی الحنبلی المعروف بابن قیم الجوزیة شمس الدین، ابو عبد اللہ ،فقیہ اصولی ، مجتھد ،مفسر ، متکلم ، نحوی، محدث مشارک فی غیر ذلک العارف فی علوم کثیرۃ ،والحدیث ومعانیہ والفقۃ ودقائقہ والاستنباط منہ توفی سنۃ ۷۵۱ھ تصانیفہ کثیرۃ ،

طبقات الحنابلہ لابن رجب ج ا ص ۳۵۰ ، الدر الکامنہ لابن حجر ج۳ ص ۴۰) البدر الطالع ۲ ص ۱۴۳

(۳۶)ابو الفتح مو صلی:ھو محمد بن الحسین بن احمد الازدی الموصلی (ابوالفتح) ،محدث ، حافظ نزل بغداد حدث منھا توفی سنۃ ۳۷۴ھ بالموصل .

تاریخ بغداد ج۲ ص ۲۴۳ ، البدایہ لابن کثیر ج ۱۱ ص ۳۰۳ ،
المنتظم لابن الجوزی ج۷ ص ۱۲۵ ، لسان المیزان ج۵ ص ۱۳۹

(۳۷)ابوالکلام آزاد۔مرتبہ عبداللہ بٹ۔ مقالہ ترجمان القرآن تحریر سید سلیمان ندوی ص ۵۱ قومی کتب خانہ لاہور طبع ثانی ۱۹۸۶ء

(۳۸)اقسام القرآن : مجلدا سماہ " التبیان ، اقسم اللہ تعالی بنفسہ فی القرآن فی سبعۃ مواضع والباقی قسم لمخلوقاتہ واجابوا عنہ بوجوہ . (کشف الظنون ج ا ص ۱۳۷)

(۳۹)مفتاح دار السعادہ:للشیخ شمس الدین محمد بن ابی بکر المعروف بابن قیم الجوزیہ الدمشقی المتوفی ۷۵۱ھ ، وھو کتاب کبیر الحجم ولیس بمرتب بل فیہ فوائد مرسلۃ یقتبس من مجموعھا معرفۃ العلم وفضلہ ومعرفۃ اثبات الصانع ومعرفۃ قدر الشریعۃ ومعرفۃ النبوۃ وشدۃ الحاجۃ الیٰ (ھذہ) المذکورات ومعرفۃ الرد علی المنجمین ومعرفۃ الطیرۃ والفال والزجر ومعرفۃ اصو ل نافعۃ جامعۃ فیما تکمل بہ النفس البشریۃ الی غیر ذلک من الفوائد . (کشف الظنون ج۲ ص ۱۷۶۱)

(۴۰)بدائع الفوائد:للشیخ شمس الدین بابن قیم المتوفی ۷۵۱ھ

(۴۱) دیباچہ۔ترجمان القرآن۔ج ۱ ص ۴۰

(۴۲) ایضاً ص ۴۱

(۴۳)مقدمہ ج ا ص ۴۱

(۴۴) دیباچہ۔ص ۴۱

(۴۵)البقرۃ:۳

(۴۶)ایضا

(۴۷)یہود و نصاری

(۴۸)البقرہ:۳

(۴۹)دیباچہ: ص ۴۲

(۵۰)ایضا ۴۵

(۵۱)ایضا

(۵۲) ایضا

(۵۳)ایضا

(۵۴) مقدمہ تفسیر ص ۴۶، ۴۷

(۵۵) ایضا ص ۴۷

(۵۶) ایضا

(۵۷) ایضا

(۵۸) ترجمان القرآن ج ۱ ص ۱۶

(۵۹) ایضا ج ۲ ص ۴۰

(۶۰) نقش آزاد۔ مولانا غلام رسول مہر ص ۳۴۔ کتاب منزل لاہور

(۶۱) ایضاً

(۶۲) علی گڑھ میگزین۔ پروفیسر رشید احمد صدیقی۔ ۱۹۰۹ء

(۶۳) احمد سعید دہلی کے مشہور علماء میں سے تھے۔ ۱۲۱۷ء کو پیدا ہوئے۔ اور ۱۲۷۷ء کو فوت ہوئے جنت البقیع میں دفن ہوئے۔
(نزھۃ الخواطر ج ۷ ص ۴۷ تا ۴۹)

(۶۴) نقش آزاد۔ ص ۸۷

(۶۵) سید سلیمان ندوی: الشیخ الفاضل سلیمان بن ابی الحسن احد العلماء المبرزین فی الفنون الادبیة ولد ۱۳۰۲ھ و توفی ۱۳۷۳ھ من کراتشی۔
(نزھۃ الخواطر ج ۸ ص ۱۷۷ تا ۱۸۳)

(۶۶) منگول: وسط ایشیاء کی جنگجو قوم، جو منگولیا، شمالی و مغربی، منچوریا اور جمہوریہ (بریات) روس میں آباد ہیں قلماق قبیلہ بھی منگولوں میں شامل ہے بدھ مت کے پیروکار ہیں ان میں ترک اور دوسری اقوام کے لوگ شامل ہیں بعد میں ان کا نام ' تاتار،، پڑھ گیا چنگیز خان کے وقت ان کو بہت قوت حاصل ہوئی تھی۔
(اردو جامع انسائیکلوپیڈیا ج ۲ ص ۱۶۳۰ شیخ غلام علی اینڈ سنز۔ لاہور)

(۶۷) ابوالکلام آزاد شورش کاشمیری ص ۳۳۲

(۶۸) ابوالکلام آزاد۔ شورش۔ ص ۳۴۴

(۶۹) مولانا آزاد کی قرآنی بصیرت۔ مولانا اخلاق حسین قاسمی دہلوی۔ ص ۷۰ مولانا آزاد اکیڈیمی نئی دہلی

(۷۰) الفاتحہ: ۵

(۷۱) ترجمان القرآن: الفاتحہ: ۵ ج ۱ ص ۲۰۶

(۷۲) ایضاً ص

(۷۳) البقرہ: ۱۲۰، المائدہ: ۱۷

(۷۴) ترجمان القرآن ج ۱ ص ۲۱۰

(۷۵) ترجمان القرآن ج ۱ ص ۲۲۲

(۷۶) ایضا ص ۲۲۳، ۲۲۴

(۷۷) تفصیل کے لئے ترجمان ص ۲۰۴ تا ۲۴۴

(۷۸) ترجمان القرآن ج ۲

(۷۹) تذکرہ ص ۲۱۰

(۸۰) النحل: ۱۲۰

(۸۱) امۃ: ۱۔ دین وطریقہ وشریعت ، اذا وجدنا آباء نا علی امۃ (الزخرف: ۲۲)

۲۔ مدت: وادکر بعد امۃ (یوسف: ۴۵)

۳۔ بہترین: کنتم خیر امۃ (ال عمران: ۱۱۰)

۴۔ جماعت: جس میں عقیدہ ، توطن، قبیلہ یا کسی طرح کا اشتراک پایا جائے

تلک امۃ قد خلت (البقرۃ ۱۳۴) ، وکذلک جعلنکم امۃ وسطا (البقرہ: ۱۴۳)

۵۔ قائدوپیشوا: انی جاعلک للناس اماما (البقرہ: ۱۲۴) ، فقاتلوا ائمۃ الکفر (التوبۃ: ۱۲)

تفصیل کے لئے: لسان القرآن مولانا محمد حنیف ندوی (مادہ ا،م،ت) ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور ۱۹۸۳

(۸۲) معارف القرآن مولانا ادریس کاندھلوی متوفی ۱۳۹۴ھ ج ۴ النحل: ۱۲۰

بیان القرآن للتھانوی المتوفی ۱۳۶۲ھ ج ۲ ایضا

(۸۳) ترجمان القرآن النحل: ۱۲۰

(۸۴) تفہیم القرآن ج ۳ ایضا

(۸۵) الانعام: ۱۳

(۸۶) تولی: کا لفظ موالات سے ہے موالات کا معنی پے درپے چلنا، یا موالات کا معنی ہے ایک دوسرے سے متصل اور قریب ہونا،

(تفسیر مظہری ج ۴ آیت مذکورہ) ، بیان القرآن (تھانوی) ایضا

(۸۷) فتح الرحمان: الانعام: ۱۳

(۸۸) ترجمان القرآن۔ ج ۱۔ الانعام: ۱۳

(۸۹) تفسیر ابن کثیر: ج ۱۔ الانعام: ۱۳

(۹۰) البقرہ: ۱

(۹۱) جلالین: البقرہ: ۱

(۹۲) بیان القرآن ج ۱ البقرہ: ۱

(۹۳) ترجمان القرآن ج ۱ ایضا

(۹۴) ج ۱ البقرہ: ۱

(۹۵) موضح القرآن : البقرہ: ۱۳۱

(۹۶) مجمع اللغه لابی الحسین احمدبن فارس بن زکریا المتوفی ۳۹۵ھ ج ا موسسة الرساله

القاموس الجدید مو لا نا وحید الزمان کیرانوی ادارہ اسلامیات لاہور ۱۴۱۰ھ

منتهی الارب فی لغة العرب عبد الرحیم بن عبد الکریم صفی پور کتب خانه سنائی

(۹۷) ترجمان القرآن ج ۱: البقرہ: ۱۳۱

(۹۸) الصّٰفّٰت: ۱۰۳

(۹۹) تفہیم القرآن: ج ۴ ایضا

(۱۰۰) الانفال: ۶۰

(۱۰۱) ترجمان القرآن ج ۲ الانفال: ۶۰

(۱۰۲) الحج: ۳۹

(۱۰۳) ترجمان القرآن ج ۲ الحج: ۳۹

(۱۰۴) مسئلہ خلافت پر جس جامعیت اور ہمہ گیریت سے مولانا آزاد نے راہوار قلم کو مہمیز دی ہے خلافت کے لغوی معنی سے لے کر معنوی انتہاء تک کا سفر جس شان سے اس کتاب میں قطع کیا ہے اس کے سامنے فکر ونظر کی ساری، جولانیاں ماند پڑتی دکھائی دیتی ہیں یہ کتاب ۲۲۶ صفحات پر محیط ہے۔

تفصیل کے لئے: مسئلہ خلافت ؛ مکتبہ جمال تھرڈ فلور حسن مارکیٹ اردو بازار لاہور ۲۰۰۱ء

(۱۰۵) ایضا ص ۱۶۲ تا ۱۷۷

(۱۰۶) ذوالقرنین: امام بخاری متوفی ۲۵۶ھ نے ذوالقرنین کے واقعہ کو حضرت ابراہیم کے تذکرہ سے قبل نقل کیا ہے (کتاب الانبیاء)

امام طبری (متوفی ۳۱۰ھ) نے اس کو رومی اور بانی اسکندریہ بتایا ہے (تفسیر طبری الکھف: ۸۳)

امام رازی متوفی ۶۰۶ھ نے سکندر مقدونی کو ذوالقرنین کا لقب دیا ہے (تفسیر کبیر ایضا)

(۱۰۷) تفسیر ابن کثیر ج ۳ الکھف ۸۳

(۱۰۸) عینی: هو محمود بن احمد بن موسی الحلبی القاهری الحنفی المعرف بالعینی ، بدر الدین ، فقیه ، اصولی ، مفسر ، محدث ، مورخ ، لغوی ، نحوی ، بیانی توفی ۸۵۵ھ مصفاته کثیرة.

الضؤ اللامع ج ۱۰ ص ۱۳۱ ، بغیة الوعاة للسیوطی ص ۳۸۶ ، البدر الطالع ج ۲ ص ۲۹۴

(۱۰۹) قصص القرآن (مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی ۱۱۷ تا ۲۴۷)

(۱۱۰) بیان القرآن: الکھف: ۸۳

(۱۱۱) تفسیر عثمانی ایضا

(۱۱۲) دارائے اول: ایران کے بادشاہوں کا لقب، دارا اول ("اعظم یا گتاسب،،) تقریبا ۵۴۹ ۔ ۔ ۵۸۵ ق م ۔ دور حکومت ۵۲۱ ۔ ۔ ۴۸۵ ق م ۔ سائرس اعظم (کورش کبیر) کا بھتیجا۔ تخت کے ایک چھوٹے مدعی کو شکست دے کر اپنے چچیرے بھائی کمبیز (کمبوچہ) کے بعد تخت نشین ہوا۔

(اردو جامع انسائیکلوپیڈیا ج ۲ ص ۵۸۷)

(۱۱۳) بیان القرآن ج ۲ الکھف

(۱۱۴) ترجمان القرآن ۔ ج ۲

(۱۱۵) قصص القرآن ۔ ص ۱۱۷ تا ۲۴۷

تفہیم القرآن مولانا مودودی ، معارف القرآن مولانا مفتی محمد شفیع ، تدبر القرآن مولانا امین احسن اصلاحی

(۱۱٦) البقرہ:۲۳۱

(۱۱۷) ترجمان القرآن ج ۱ البقرہ:۲۳۱

(۱۱۸) ایضاً

(۱۱۹) ترجمان القرآن ج ۱ یوسف:۱۰۰

(۱۲۰) البقرہ:۱۰٦

(۱۲۱) ترجمان القرآن ج ۱ البقرہ: ۱۰٦

(۱۲۲) تفسیر کبیر ج ۱ البقرہ: ۱۰٦

(۱۲۳) ابو مسلم اصفهانی: هو محمد بن بحر الاصفهانی (ابو مسلم) کاتب، متکلم، مفسر، محدث، نحوی، شاعر توفی سنة ۳۲۲ھ

من آثاره: جامع التاویل لمحکم التنزیل فی التفسیر علی المعتزلةفی ۱۴ مجلدا الناسخ والمنسوخ.

(معجم الادباء ج۱۸ ص ۳۵ ، لسان المیزان ج۵ ص ۸۹

(بغیة الوعاة ص ۲۳ ، کشف الظنون ج۲ ص ۱۹۲۰

(۱۲۴) ان کا کہنا ہے کہ اعتقادیات جو بنیادی احکام ہیں "مثلاً اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور فرشتوں، پیغمبروں، برزخ، حشر ونشر، جنت، جہنم، ثواب، عذاب یہ عقائد تو نا قابل تردید ہیں اس لئے ان میں نسخ کا احتمال نہیں" اب رہ گئے احکام! ان میں بھی جو اصول شرائع ہیں کہ تمام مذاہب میں متفق علیہ رہے ہیں جیسے ظلم، قتل وغارت، جھوٹ کا حرام ہونا، سچائی، دیانت وامانت اس قبیل کی سب چیزوں میں تبدیلی کا سوال ہی نہیں اور احکام جزئیہ میں بھی نسخ نہیں ہے۔

تفسیر کبیر ج ۱ البقرہ:۱۰٦

علامہ آلوسی (المتوفی ۱۲۷۰ھ) لکھتے ہیں" واتفقت اهل الشرائع علی جواز النسخ ووقوعه وخالفت الیهود غیر العیسویة فی جوازه وقالوا یمتنع عقلا و ابومسلم الاصفهانی فی وقوعه فقال انه وان جاز عقلا لکنه لم یقع .

(تفسیر الروح المعانی ج ۱ البقرة : ۱۰٦

(۱۲۵) ترجمان القرآن ج ۱ البقرہ:۱۰٦

(۱۲٦) ایضاً

(۱۲۷) البقرہ:۱۰۲

(۱۲۸) بابل: مکسر الباء اسم ناحیة منها الکوفة والحلیة ینسب الیها السحر . (معجم البلدان : ج ۱ ص ۳۰۹ ، ۳۱۰

(۱۲۹) ترجمان القرآن ج ۱ البقرہ؛ ۱۰۲

(۱۳۰) بیان القرآن۔ مولانا اشرف علی تھانوی۔ ج ۱ البقرہ:۱۰۲

(۱۳۱) روح المعانی البقرۃ:۱۰۲

(۱۳۲) الفاتحہ:۵

(۱۳۳) یہ اعتراض حاجی عبدالوہاب دہلوی مقیم معظمہ کے حوالہ سے مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب اور ان کے حلقہ کی طرف سے کیا گیا۔

دیکھئے "ارض القرآن مولانا مودودی۔ ص ۱۰۲"

(۱۳۴) یہ اشکالات ملک زادہ منظور احمد کی تحریر کے مطابق مفتی عتیق الرحمان صاحب عثمانی اور مولانا غلام رسول مہر جیسے اہل علم نے مولانا کے سامنے رکھے مولانا اپنی بے نیازی کے ساتھ ان حضرات کو جواب دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے مولانا کلمہ شہادت اشھد ان لا الہ الا اللہ کی تشریح آدھے صفحے پر اتنی جامعیت و بلاغت کے ساتھ کی ہے اور اس میں نبوت محمدی ﷺ پر ایمان لانے کی ضرورت پر اس طرح زور دیا ہے کہ بیسیوں صفحات پر اس جملے کو پھیلایا جا سکتا ہے اسلام نے اپنی تعلیم کا بنیادی حکم جو قرار دیا ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ اشھدان لا الہ الا اللہ و اشھدان محمدا عبدہ ورسولہ ۔ اس اقرار میں جس طرح خدا کی توحید کا اعتراف کیا گیا ہے ٹھیک اسی طرح پیغمبر اسلام کی بندگی اور درجہ رسالت کا بھی اعتراف ہے۔ غور کرنا چاہیے۔ کہ ایسا کیوں کیا گیا؟ صرف اس لئے کہ پیغمبر اسلام کی بندگی اور درجہ رسالت کا اعتقاد اسلام کا اصل اساس بن جائے۔ کوئی شخص دائرہ اسلام میں داخل ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ خدا کی توحید کے ساتھ پیغمبر اسلام ﷺ کی بندگی اور رسالت کا بھی اقرار نہ کرے۔ (ترجمان القرآن ج ۱۔ ص ۱۱۹)

(۱۳۵) برھمو سماج: اس فرقہ کا بانی رام موہن رائے ۱۷۷۲ء میں ایک معزز برھمن گھرانے میں پیدا ہوئے۔ تعلیم مکمل کی، کئی زبانوں پر عبور حاصل کیا ان کی دلیل تھی بت پرستی کی ویدوں میں نہیں ہوتی توحید کے پرچار کی وجہ سے ان کو اپنے گھر سے الگ ہونا پڑا۔ کلکتہ میں سکونت اختیار کر کے اپنے مذھبی خیالات کی شاعت شروع کردی انہوں نے مذھبی کتب کا سنسکرت اور بنگالی میں ترجمہ کیا ۱۸۳۳ء میں فوت ہوئے

نظریات: ۱۔ پرستش اسی ذات کی ہونی چاہیئے جو غیر فانی ہے۔ جس کا پتہ تلاش سے نہیں ملتا جو تغیر سے محفوظ ہے اور جو تمام کائنات کو پیدا کرتی اور قائم رکھتی ہے

۲۔ وہ ذات پات کی تمیز کے سخت مخالف تھے ستی کی رسم کا خاتمہ انہی کی کوشش کا نتیجہ تھا

۳۔ کثرت ازدواج اور بچوں کی شادی کی مخالفت کی۔ (مذاھب عالم کا تقابلی ص ۲۱۳، ۲۱۴)

(۱۳۶) اکبر: ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر ۹۴۹ھ کو پیدا ہوئے، کوئی خاص تعلیم حاصل نہیں کر سکا شکار کا شوق بہت تھا، ۹۶۳ھ کو با قاعدہ تاج پہنا کر المظفر جلال الدین محمد اکبر کا خطاب دیا گیا اور خطبہ پڑھا گیا انہوں نے وزراء کونسل ''نورتن،، کے نام سے بنائی جن کے نام یہ ہیں

۱۔ اکبری نورتن متوفی ۱۰۳۶ھ ۲۔ ابوالفیض فیض فیضی متوفی ۱۰۰۴ھ ۳۔ حکیم ھمام متوفی ۱۰۰۳ھ

۴۔ راجہ بیربل ۰ وفات معلوم نہیں) ۵۔ راجہ ٹوڈرمل (ایضا) ۶۔ ابوالفضل متوفی ۱۰۱۱ھ

تفصیل کے لئے دیکھیے : منتخب التواریخ ج ۲ ۲۶۳ ماثر الامراء ج ۳ ص ۱۷، تاریخ ملت ج ۳ ص ۱۷۰)

(۱۳۷) اس سلسلے میں تنظیم اسلامی کے امیر ڈاکٹر اسرار صاحب لکھتے ہیں ''مزید افسوس یہ کہ گاندی جی کی شخصیت کے زیر اثر مولانا مرحوم ''وحدت ادیان'' کے بھی پرچارک بن گئے اور اس طرح گویا ''برھمو سماج'' کی تقویت کا ذریعہ بن گئے۔

حکمت قرآن لاہور ماھنامہ اگست و جولائی ۱۹۸۲ء ص ۳۹

اس سے پہلے اسی پرچہ میں یہ لکھا ''عجیب مماثلت ہے کہ جس طرح راجہ رام موہن رائے (متوفی ۱۸۳۳ء) نے اسلام اور مسلمانوں کی مدافعت میں تحفۃ الموحدین تالیف کی اس طرح گاندی جی نے مسلمانوں کی تالیف قلب کے لئے تحریک خلافت میں شمولیت اختیار کی اور وحدت ادیان کے فلسفہ کو اتنا اچھالا کہ مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم جیسی عظیم اور نابغہ روزگار شخصیت بھی ان کی زلف گرہ گیر کی اسیر ہو گئی۔ (ایضا ص ۳۳)

(۱۳۸) یتیمۃ البیان لمشکلات القرآن ، مولانا محمد یوسف بنوری متوفی۔ ص ۵۷۔ المجلس العلمی کراتشی ۱۴۱۶ء

(۱۳۹) مولانا آزاد کے وحدت دین کا نظریہ۔ تفصیل کیلئے۔ ترجمان القرآن ج ۱۔ الفاتحہ: ۵۔ البقرہ: ۲۱۳، ج ۲۔ الحج: ۶۷

مقالہ ھذا۔ باب چہارم۔ فصل ہفتم۔ ص

(۱۴۰) البقرہ: ۶۵ (آزاد کا ترجمہ یہ ہے ''ذلیل و خوار بندروں کی طرح ہو جاؤ، (انسانوں کے پاس سے ہمیشہ دھتکارے نکالے جاؤ گے

(ترجمان ج ۱ البقرہ: ۶۵)

(۱۴۱) یتیمۃ البیان: ص۔ ۶۰

(۱۴۲) البقرہ:۲۴۳

(۱۴۳) مولانا آزاد کا ترجمان کے اپنے الفاظ میں یوں ہے" اللہ کا حکم ہوا (تم موت کے ڈر سے بھاگ رہے ہو تو دیکھو)، اب تمہارے لئے موت ہی ہے، (یعنی ان کی بزدلی کی وجہ سے دشمن ان پر غالب آگئے،) پھر (ایسا ہوا کہ) اللہ نے انہیں زندہ کر دیا (یعنی عزم وثبات کی ایسی روح ان میں پیدا ہوگئی کہ دشمنوں کے مقابلہ پر آمادہ ہو گئے اور فتح مند ہوئے۔ البقرہ:۲۴۳

(۱۴۴) یتیمۃ البیان ص۶۰

(۱۴۵) البقرہ:۶۳

(۱۴۶) مولانا آزاد نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے" اور (یہ وہ وقت تھا کہ تم نیچے کھڑے تھے اور (کوہ طور کی چوٹیاں تم پر بلند کر دی تھیں۔ ج ا۔ البقرہ:۶۳

(۱۴۷) یتیمۃ البیان ص۶۰

(۱۴۸) یتیمۃ البیان۔ ص۔ ۲۶

(۱۴۹) تفصیل۔ ترجمان القرآن: التوبہ

باب چہارم

فصل ہشتم

مولانا احمد رضا خان بریلوی متوفی ۱۹۲۱ء مطابق ۱۳۴۰ء مکتب فکر، تفسیر قرآن میں اُن کا منہج، تفردات اور اس مکتب فکر کے مشہور مترجمین و مفسرین

مولانا احمد رضا خان (المتوفی ۱۳۴۰ھ):

مولانا احمد رضا خان بن مولانا مولانا نقی علی خان (المتوفی ۱۲۹۲ھ) (۱) بن مولانا رضا علی خان (۲) (المتوفی ۱۲۸۲ھ) کو علاقہ بریلی (اترپردیش بھارت) میں پیدا ہوئے۔ طبیعت میں ذکاوت تھی، جلد ہی علوم میں پختہ ہو گئے۔ والد ماجد مولانا نقی علی خان متوفی ۱۲۹۷ھ سے مروج علوم کی تکمیل کی۔ اُن کے علاوہ دوسرے اساتذہ سے بھی سے استفادہ کیا۔ فراغت کے بعد فتویٰ نویسی کا کام آپ کے سپرد ہوا۔ مولانا عبدالحیٔ متوفی ۱۳۴۱ھ لکھتے ہیں۔

''وہ فقہ حنفی میں وسعتِ نظر کے اعتبار سے بے مثل تھے۔ ۱۸۷۸ء میں حرمین شریفین کی زیارت کی، وہاں کے علماء سے استفادہ کا موقع بھی ملا۔ آپ کے فتاویٰ ۱۲ جلدوں میں چھپ چکے ہیں۔ اور بقیہ جلدوں میں ہنوز کام جاری ہے۔ کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ قرآن پاک کا ترجمہ کیا۔ ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء میں فوت ہوئے۔ (۳)

بریلوی مسلک کی ابتداء:۔

بریلوی مسلک کی ابتداء کچھ مسائل میں مولانا احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ کی شدت، تفرد افکار، مناظرانہ صلاحیتوں اور عوامی رسوم و اعمال کی تائید میں ان کے زورِ استدلال سے ہوئی۔

بریلوی مکتب فکر اور ترجمہ و تفسیر قرآن:

مولانا احمد رضا خان اور ان کے بعد کے مترجمین و مفسرین علماء نے زیادہ زور ان مسائل پر دی ہے جو مناظروں اور مباحثوں میں درپیش تھے اُن کی تصانیف بھی زیادہ تر انہی اختلافی مسائل ہی سے متعلق ہیں عمومی علمی موضوعات سے ان کی دلچسپی کم رہی ہے۔ جن موضوعات پر کام کیا ہے ان میں انہوں نے تاویل و تعبیر اور مناظرانہ استدلال کے جوھر دکھائے ہیں۔ اسی طرح ابتداء میں قرآن پاک کی تفسیر کی طرف توجہ نہ ہونے کے برابر تھی تاہم بعد کے علماء نے اس کمی کو محسوس کر کے ترجمہ اور تفسیر کی طرف توجہ مبذول کی جس کی وجہ سے چھوٹی بڑی کئی تفسیریں شائع ہو چکی ہیں۔

مولانا احمد رضا خان نے قرآن پاک کا ''کنز الایمان'' کے نام سے ترجمہ کیا۔ اور اُن کے شاگرد مولانا نعیم الدین مرادآبادی (۴) نے ''خزائن العرفان'' کے نام سے اسی ترجمے پر حواشی لکھے۔ یہ دونوں ترجمہ و حواشی چھپ چکے ہیں۔ اور بریلوی مترجمین و مفسرین علماء کا ماخذِ علم ہیں۔

اس مکتب فکر کی جتنی تفسیریں آئی ہیں تمام کے تمام مسلکی اختلافی مسائل کی مخصوص تعبیر کے علاوہ تفسیر بالرائے اور صوفیانہ انداز فکر پر مرتب کی گی ہیں۔اور جگہ جگہ تفسیر بالماثور کی بھی جھلک نظر آتی ہے اور کچھ تفاسیر میں ضعیف روایات کی بھی بھر مار ہے۔

ان تفاسیر میں عصر حاضر کے حوالے سے وہ ناقدانہ بحثیں بھی ہیں۔جنہیں جدید ذہن تلاش کرتا ہے یا پڑھنے کے لئے تیار نہیں، بلکہ کلامی اختلافی مسائل پر پوری طاقت صرف کی گی ہے اس مکتب فکر کی تفاسیر میں فقہی مسائل کے علاوہ تصوف وسلوک کے مسائل پر تفصیلی گفتگو کی گی ہے'' کنزالایمان،،اور اس کی تفسیر'' خزائن العرفان،، بریلوی مترجمین ومفسرین کے ہاں اساس وبنیاد کادرجہ رکھتی ہیں بریلوی علماء اس ترجمہ'' کنزالایمان،،کے محاسن یوں بیان کرتے ہیں۔

'''امام رازی (المتوفی ۶۰۶ھ) اگر اِسے دیکھ پاتے! تو بے اختیار آفریں کہتے۔ابنِ عطاء(۵) (المتوفی ۱۳۱ھ) اور جبائی (۶) (المتوفی ۳۰۳ھ) کے سامنے یہ ترجمہ ہوتا تو شاید اعتزال سے توبہ کر لیتے، خامہ تصوف سے جس طرح اعلیٰ حضرت (یعنی احمد رضا خان) نے آیات کے بطن کو ترجمہ میں ڈھالا ہے غزالی (المتوفی ۵۰۵ھ) ہوتے تو اسے دیکھ کر وجد کرتے، ابن عربی (المتوفی ۵۴۳ھ) شادکام ہوتے، سہروردی (۷) (المتوفی ۶۳۲ھ) دعائیں دیتے، ترجمہ کے ضمن میں فقہی نگینے لائے ہیں اگر امام اعظم (المتوفی ۱۵۰ھ) پر پیش کیے جاتے تو یقیناً مرحبا کہتے، اور اگر سید طحطاوی (۸) کے سامنے یہ فقہی آبگینے ہوتے تو اعلیٰ حضرت سے تلمذ کی آرزو کرتے۔قرآن مجید کے علوم وفنون، اس کی فصاحت و بلاغت اور اس کی تاویل وتفسیر پر جو شخص نگاہ رکھتا ہو وہ جب اس ترجمہ کو پڑھے گا تو سوچے گا اگر قرآن اُردو میں اُترا ہوتا تو یہ عبارت اس کے قریب تر ہوتی۔(۹)

ایک اور جگہ اس کی تعریف وتوصیف اس سے بھی آگے بڑھ کر کی گی ہے۔ مثلاً ''اور اس کی مثال نہ عربی زبان میں ہے نہ فارسی میں اور نہ ہی اُردو میں''(۱۰)

ایک جگہ اس ترجمہ کی اہمیت وحقیقت یوں بیان کی گی ہے۔''یہ نہ کسی ترجمے کا ترجمہ ہے اور نہ ترجموں کی ترجمانی، یہ تو براہِ راست قرآن سے قرآن کا ترجمہ ہے''۔(۱۱)

بریلوی مکتب فکر کے ہاں تفسیر کی ضروری باتیں:

بریلوی علماء کے نزدیک تفسیر کے اعلیٰ مراتب کے لئے چند امور نہایت ضروری ہیں۔

۱۔ قرآن کریم میں واقع کلمات مفردہ کی تحقیق، لغت عربی کے استعمالات، قرآن پاک کی بہترین تفسیر وہ ہے جو قرآن پاک سے کی جائے۔(یعنی تفسیر القرآن بالقرآن)

۲۔ بلغاء کے کلام کا وسیع اور گہرا مطالعہ، بلند پایہ اسالیب، نکات، اور محاسن کی معرفت، متکلم کی مراد تک رسائی، حدیث شریف کا وسیع مطالعہ۔

۳۔ سابقہ اُمتوں کے بہترین واقعات، اُن کی سیرتوں، اور احوال وطبائع کو جاننا۔

۴۔ قرآن پاک کے نزول سے قبل لوگوں کی حالت، کس حال میں تھے، عقائد و معمولات کی معرفت۔

۵۔ نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا وسیع مطالعہ، نیز صحابہؓ کے احوال سے آگاہی۔ (۱۲)

ترجمہ اور تفسیر میں فرق:

علماء بریلوی ترجمہ و تفسیر میں جو فرق بتاتے ہیں کیا وہ اس کی پھر رعایت بھی کرتے ہیں یا نہیں یہ آگے جا کر مثالوں سے خود ہی ملاحظہ فرمائیں گے۔ فی الحال یہاں اُن کے نزدیک ترجمہ و تفسیر میں کیا فرق ہے وہ بتانا مقصود ہے

۱۔ ترجمہ کے کلمات مستقل حیثیت رکھتے ہیں جبکہ تفسیر ہمیشہ اپنے اصل سے متعلق ہوتی ہے۔ تفسیر کو اصل سے جدا کر دیا جائے وہ بے معنی ہو کر رہ جائے گی۔

۲۔ ترجمہ میں اضافہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ترجمہ تو ہو بہو اصل کی نقل ہے۔ اس لئے دیانتداری کا تقاضا ہے نقل کسی کمی بیشی کے بغیر اصل کے مطابق ہو۔ بہ خلاف تفسیر کے اس میں اصل کی وضاحت ہوتی ہے۔

۳۔ عرفی ترجمہ میں یہ دعوٰی کیا جاتا ہے اصل کلام کے تمام معانی اور مقاصد بیان کر دئے گئے ہیں۔ لیکن تفسیر میں صرف وضاحت مقصود ہوتی ہے۔ خواہ اجمالاً ہو یا تفصیلاً۔ تمام معانی یا مقاصد پر مشتمل ہو یا بعض پر۔

۴۔ عرف عام کے مطابق ترجمہ میں اس اطمینان کا دعوٰی کیا جاتا ہے مترجم کے نقل کردہ تمام معانی اور مقاصد اصل کلام کے مداول ہیں۔ اور قائل کی مراد ہیں۔

تفسیر میں یہ دعوٰی نہیں کیا جاتا بعض اوقات مفسر دلائل کے پیشِ نظر اطمینان اور وثوق کا دعوٰی کرتا ہے۔ (۱۳)

بریلوی علماء کے نزدیک وہ چند امور جن کے بغیر ترجمہ نہیں کیا جاسکتا۔

۱۔ مترجم کے لئے ضروری ہے وہ جس زبان میں ترجمہ کر رہا ہے اُس زبان اور عربی لغت کے معانی وصیغ سے آگاہ ہو، اسے معلوم ہو کونسا لفظ کس معنی کے لئے وضع کیا گیا ہے۔

۲۔ اسے دونوں زبانوں کے اسالیب اور خصوصیات کا پتہ ہو۔

۳۔کسی آیت کے متعدد مطالب ہوں تو اُن میں سے راجح مطلب کو اختیار کرے۔

۴۔اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلالت کو پیشِ نظر رکھے اور ترجمہ میں کوئی ایسا لفظ نہ لائے جو بارگاہِ الٰہی کے شایانِ شان نہ ہو۔(۱۴)

کنز الایمان:

''کنز الایمان'' کے وجود میں آنے سے قبل تک برصغیر میں شاہ ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ کے خاندان کے اُردو تراجم قرآن زیادہ رائج تھے۔مثلاً''شاہ رفیع الدین (المتوفی ۱۲۳۳ھ)، شاہ عبدالقادر (المتوفی ۱۲۳۰ھ)، اور شاہ عبدالعزیز (المتوفی ۱۲۳۹ھ) کی تفسیر عزیزی وغیرہ دہلی والوں سے داد حاصل کر چکی تھی اُن کے تراجم کا اسلوب تقریباً ایک تھا۔صرف'' تحت اللفظ ترجمہ،،اور''بامحاورہ ترجمہ،،میں فرق تھا۔اس دوران مولانا احمد رضا خان (المتوفی ۱۳۴۰ھ) نے ایک نئے اسلوب اور ایک مختلف ترجمہ قرآن لکھے۔یہ ترجمہ ہے یا تفسیر؟ یہ بات میرے خیال میں معلوم کرنی مشکل ہے۔اسے دیکھیں تو یہ نہ ترجمہ ہے نہ تفسیر۔جب سے شائع ہو رہا ہے۔مولانا نعیم الدین (المتوفی ۱۳۶۷ھ) کے تفسیری حاشیے کے ساتھ یا مفتی احمد یار خان (المتوفی ۱۳۹۱ھ)(۱۵) کے تفسیری حاشیے کے ساتھ! اس سے تو اتنا پتہ چلتا ہے یہ تفسیر نہیں۔ورنہ اس پر تفسیری حواشی لکھنے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔پھر جب ہم اسے ترجمہ کہتے ہیں تو اس میں ایسے الفاظ بھی ملتے ہیں جو عربی متن میں سرے سے ہیں ہی نہیں۔بریلوی علماء نے اپنے گرد جن عقائد و مسائل کی باڑ بنا رکھی ہے انہیں اپنے مسلک کی ضروریات بتلاتے ہیں۔

مولانا احمد رضا خان کو ترجمہ قرآن کی ضرورت کیوں ہوئی؟

بریلوی مکتب فکر کے علماء کا خیال یہ ہے'' کچھ لوگوں نے لغات سامنے رکھ کر قرآن پاک کا ترجمہ لکھ دیا۔مگر اہلِ ہند نے اس سے غلط فائدہ اٹھایا، اپنے خیالات فاسدہ کو تفسیری رنگ میں ظاہر کیا، مرزائی نبوت مرزا کا مقصد لے کر مفسر بنے۔چکڑالوی (پرویزی) اپنے مذہب نامہذب کی اشاعت کی تفسیر کی آڑ میں کرنے لگے۔کچھ نے ولایتی عینک سے قرآن پاک کو دیکھا، کچھ لوگوں نے شیطانی دل و دماغ سے اسے سمجھا۔شیطانی توحید کو ایمانی توحید بنا کر خلق کے سامنے پیش کرنے لگے۔اُردو تفسیر عام طور سے بدمذہبوں کی ہیں۔''(۱۶)

مولانا احمد رضا خان کی قرآن فہمی:

ترجمہ کی حقیقت اصل زبان نہ جاننے سے لاحق ہوتی ہے ترجمہ ایسا ہونا چاہیے جو اصل الفاظ کے ساتھ چلے اور اصل الفاظ کی حدود میں ڈھلے۔ترجمہ کرنے والا جان جائے کہ قرآن پاک کی عبارت کیا ہے؟ ہر لفظ کا ترجمہ اس لفظ کے نیچے ہو تو یہ ترجمہ تحت اللفظ کہلائے گا۔جیسا شاہ رفیع الدین دہلوی (المتوفی ۱۲۳۳ھ) کا ترجمہ۔اور اسے دوسری زبان میں ترتیب دینے کے لئے الفاظ میں تقدیم وتاخیر کی جائے،اور جملوں کے حروف ربطہ ساتھ شامل کر لئے جائیں تو یہ ترجمہ بامحاورہ سمجھا جائے گا۔جیسے شاہ عبدالقادر دہلوی (المتوفی ۱۲۳۰ھ) کا ترجمہ ہے،ان حدود کی پابندی کئے بغیر ترجمہ،ترجمہ نہیں رہتا۔اپنی طرف سے کوئی لفظ ڈالنا ہو تو اسے بریکٹ ( ) میں لکھتے ہیں۔تاکہ اسے کسی لفظ کا ترجمہ نہ سمجھا جائے۔وضاحت مقصود ہو،تو اس کے لئے حاشیہ یا تفسیر ہوتی ہے۔(۱۷)

بہرحال کنزالایمان قرآن کا ترجمہ ہے یا تفسیر؟ مثالیں ملاحظہ ہوں۔

① ذلک الکتاب لا ریب فیه.(۱۸)

ترجمہ:''وہ بلند مرتبہ کتاب (قرآن) میں کوئی شک کی جگہ نہیں''۔یہاں فیہ کا ترجمہ اُڑا لیا گیا ہے۔دوسرے مترجمین کے ہاں ترجمہ یوں لکھا گیا ہے۔(۱۹)

۱۔یہ کتاب ہے نہیں شک بیچ اس کے۔(۲۰)

۲۔اس کتاب میں کوئی شک نہیں۔ (۲۱)

۳۔یہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی شبہ نہیں۔(۲۲)

۴۔یہ کتاب کہ کوئی شبہ اس میں نہیں۔ (۲۳)

۵ یہ کتاب (قرآن مجید) اس میں کچھ نہیں۔(۲۴)

② و الذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک و بالاخرۃ ھم یوقنون.(۲۵)

مولانا احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ نے اس آیت کا ترجمہ بایں الفاظ کیا ہے۔

''اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب! تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا اور آخرت پر یقین رکھیں''۔(۲۶)

دوسری تمام قواعد عربی کے غلطیوں کے بغیر ''اے محبوب'' کا اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ ترجمہ ہے کہ تفسیر معلوم نہیں۔ اور ''ھم'' کا ترجمہ موجود نہیں۔

۳۔یخدعون اللّٰہ والذین امنوا .(۲۷)

تراجم:

۱۔''فریب دینا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو۔'' (۲۸)

(مستقبل کا ترجمہ کیا ہے فریب ابھی دیا نہیں بلکہ دینگے اور صحابہ جلد منافقین کا شکار ہو جائیں گے'' (محقق)

۲۔''فریب دیتے ہیں اللہ کو اور ان لوگوں کو کہ ایمان لائے''۔ (۲۹)

۳۔''دغابازی کرتے ہیں اللہ سے اور ایمان والوں سے۔'' (۳۰)

۴۔''دغابازی کرتے ہیں اللہ سے اور ایمان والوں سے''۔ (۳۱)

۵۔''چالبازی کرتے ہیں اللہ سے اور ان لوگوں سے جو ایمان لا چکے ہیں۔'' (۳۲)

۴۔صم بکم عمی فھم لا یرجعون .(۳۳)

اس آیت مقدسہ کا ترجمہ احمد رضا خان یوں کرتے ہیں

''بہرے گونگے اندھے تو وہ پھر آنے والے نہیں۔'' (۳۴)

یہ ترجمہ متعدد وجوہ سے محل نظر ہے۔''صم بکم عمی'' کے بارے میں مفسرین لکھتے ہیں'' یکے بعد دیگرے خبر ہیں مبتدا محذوف ''ھم'' کی۔ (۳۵)

لیکن مولانا کے ترجمہ سے ''خبر'' ہونا تو درکنار ''جملہ'' ہونا بھی معلوم نہیں ہوتا اور حرف ربط نہ ہونے کے باعث ان کا جملہ ہونا معلوم نہیں ہوتا ''لا یرجعون: فعل مضارع منفی کا صیغہ ہے لیکن مترجم نے اس کا ترجمہ ''اسم فاعل'' کیا ہے۔

۵۔فتلقٰی ادم من ربہ کلمت فتاب علیہ انہ ھو التواب الرحیم .(۳۶)

مولانا احمد رضا خان نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

''پھر سیکھ لئے آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمے، تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی۔ بے شک وہی ہے توبہ قبول کرنے والا مہربان۔'' (۳۷)

یہ ترجمہ متعدد وجوہ سے محل نظر ہے۔

ا۔یہاں ''تاب علیہ'' کا ترجمہ ''اللہ نے اس کی توبہ قبول کی'' توبہ کے اصل معنی رجوع کرنے کے ہیں مثلاً والتوبة لفظة یشترک فیه الرب والعبد فاذاوصف بها العبد فالمعنی رجع الی ربه لات کل عاص فهوفی معنی الهارب من ربه فاذا تاب فقد رجع عن هربه الی ربه فیقال تاب الی ربه والرب فی هذه الحالة کلمعرض عن عبده واذا وصف بهاالرب تعالیٰ فالمعنی انه رجع علی عبده برحمته وفضله.(۳۸)

۶. فسیکفیکهم اللّٰه • وهو السمیع العلیم.(۳۹)

''سوائے محبوب! عنقریب اللہ ان کی طرف سے تمہیں کفایت کرے گا۔''(۴۰)

محدثین دہلی کا ترجمہ یہ ہے

ا۔سواب کفایت ہے تیری طرف سے ان کو اللہ۔(۴۱)

۲۔سواب کافی ہے تیری طرف سے ان کو اللہ۔(۴۲)

ان تراجم سے یہ بات ہویدا ہے کہ اللہ حضورﷺ کی طرف سے ان کو کافی ہے ان سے خود نبٹ لیں گے۔مگر مولانا احمد رضا خان (المتوفی ۱۳۴۰ھ) نے اللہ تعالیٰ کو حضورﷺ کی بجائے ان مشرکین کی طرف سے پیش کر دیا ہے۔اور ساتھ ساتھ ''اے محبوب'' ترجمہ کسی لفظ کا نہیں۔یہاں تو اے محبوب ترجمہ کیا ہے لیکن دوسری جگہ حضورﷺ کو اے مسلمان کہہ کر عام لفظوں سے ذکر کیا ہے۔

۷. وان احکم بینهم بماانزل اللّٰه ولا تتبع اهواء هم.(۴۳)

ترجمہ۔اے مسلمان! اللہ کے اتارے پر حکم کر اور ان کی خواہشوں پر مت چل۔(۴۴)

شیخ الہند محمود حسن (المتوفی ۱۳۳۹ھ) نے اس کا ترجمہ بایں الفاظ کیا ہے۔

''حکم کر ان میں موافق اس کے جو کہ اتارا اللہ نے اور مت چل ان کی خوشی پر۔(۴)

مفتی احمد یار گجراتی (المتوفی ۱۳۹۱ھ) نے اس ترجمہ میں تصریح کردی ہے، یہ حکم حضور اکرمﷺ کو دیا گیا تھا۔(۴۶)

۸. واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات(۴۷)

اس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے۔''اے محبوب'' اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو''۔(۴۸)

۹۔ لیغفر لک اللّٰہ ماتقدم من ذنبک و ما تاخر۔ (۴۹)

ترجمہ: تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں اور پچھلوں کے۔'' (۵۰)

ان دونوں آیاتوں میں مولانا احمد رضا خان (م ۱۳۴۰ھ) نے قواعد کا خیال نہ کرتے ہوئے ''ذنب'' کو امت کے ساتھ متعلق کیا ہے۔ حالانکہ کسی مترجم نے ایسا ترجمہ نہیں کیا ہے۔ متن کیا ہے اور ترجمہ کیا ہے؟ ربط بھی نہیں ہے اس ترجمہ کے خلاف بعض بریلوی علماء نے قلم اٹھایا ہے۔

مفتی احمد یار خان گجراتی (المتوفی ۱۳۹۱ھ) خلیفہ مولانا احمد رضا خان لکھتے ہیں

''اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو خبر دے رکھی تھی کہ اُن سے آخرت میں کیا معاملہ ہوگا اور یہ بتلا دیا تھا کہ آپ کے صحابہؓ کا انجام کیا رہے گا (۵۱)

مفتی لکھتے ہیں۔

لیغفرلک اللّٰہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر (تاکہ اللہ بخش دے آپ کے لئے اگلی پچھلی خطائیں) میں حضور ﷺ کے انجام کی خبر ہے اور ''وکلا وعد اللہ الحسنی (۵۲) (ہر ایک سے اچھائی کا وعدہ ہے) میں صحابہ کے بہتر انجام کا وعدہ ہے۔ (۵۳)

یہاں مفتی نے صریح طور پر ''لیغفرلک اللّٰہ ما تقدم من ذنبک۔'' کو حضور ﷺ سے متعلق کیا ہے۔ مولانا احمد رضا خان قرآن فہمی میں یہاں ''ما'' اور ''من'' (جو کہ اصلاً جانداروں کے لئے آئے ہیں) فرق نہیں کیا ہے۔

مفتی احمد یار نے اس سلسلے میں حضرت ابراہیمؑ کی دعا میں جو تعبیر اختیار کی ہے وہ یہاں بھی کی ہے۔ والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین۔ (۵۴) مفتی یہاں لکھتے ہیں۔

آپ (ابراہیمؑ) گناہوں سے معصوم ہیں۔ خطا سے مراد وہ ہے جو پیغمبر کی شان کے لحاظ سے ہو۔ حسنات الابرار سیات المقربین۔ اس کلام میں حضرت ابراہیمؑ نے اشارہ فرمایا کہ کوئی شخص کتنا ہی پرہیز گار ہو تو مغفرت پر یقین نہ کرے۔ بلکہ رب سے امید اور خوف رکھے اس لئے آپ نے ''اطمع'' فرمایا۔ (۵۵)

اسی طرح جامعہ نعیمہ کراچی کے شیخ الحدیث مولانا غلام رسول سعیدی (۵۶) نے اپنی کتاب ''شرح صحیح مسلم'' میں پھر ان کی اتباع کے ساتھ جامعہ مجددیہ رکن الاسلام حیدرآباد (سندھ) کے مہتمم مولانا محمد زبیر نقشبندی نے اپنے ایک لیکچر میں اس

آیت کے تحت مولانا احمد رضا خان کے ترجمہ کو غلط اور مخدوش بتایا ہے اور احادیث صحیحہ کثیرہ کے سراسر خلاف ترجمہ کہا گیا ہے۔
مولانا غلام رسول سعیدی نے لکھا ہے۔
لیکن یہ تفسیر احادیث صحیحہ کے خلاف اور عقلاً بھی مخدوش ہے (۵۷) اس آیت سے امت کی مغفرت لینا صحیح نہیں۔(۵۸)
حضرت عائشہ صدیقہ (المتوفیہ ۵۸ھ) نے آیت کا معنی کیا کیا؟
حضور صلی اللہ علیہ وسلم تہجد میں اتنی مشقت اٹھاتے کہ پاؤں کو ورم آجاتا اس پر ام المومنین حضرت عائشہؓ نے عرض کی ''لم تصنع هذا یارسول اللّٰہ وقد غفر اللّٰہ لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر .(۵۹)
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا "افلا احب ان اکون عبدا شکورا .(۶۰) اور ساتھ آپ کی یہ دعا بھی صحیح بخاری میں منقول ہے۔ اللھم اغفرلی ما قدمت وما اخرت واسررت وما اعلنت انت المقدم وانت المؤخر وانت علی کل شئ قدیر (۶۱) اور امام بخاری متوفی ۲۵۶ھ نے اس پر یہ باب باندھا ہے۔''باب قول النبی اللھم اغفرلی ماقدمت وما اخرت .(۶۲)

قرآن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مغفرت چاہنے کی ہدایت:

۱۔انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللّٰہ ولا تکن للخائنین خصیما ؕ واستغفر اللّٰہ. ان اللّٰہ کان غفورا رحیما. (۶۳)
۲. فسبح بحمد ربک واستغفرہ. انہ کان توابا.(۶۴) واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات(۶۵)

خدائی کلام میں تشکیک:

ترجمہ۔قرآن میں جو بات کہی جاتی ہے وہ خدا کی طرف سے کہی جاتی ہے کیونکہ اسی کا کلام ہے۔ سو اس میں کوئی پیرایہ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ کہنے والا شک میں مبتلا نظر آئے کہ بات یوں ہے یا یوں ہے۔

کنز الایمان میں دو ترجمہ:

بہت سارے مقامات پر مولانا احمد رضا خان ایک ترجمہ کی بجائے دو ترجمہ کئے ہیں۔ چند مثالیں یہ ہیں۔
۱۔وفی ذالکم بلاء من ربکم عظیم.(۶۶) اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی بلا تھی یا انعام۔(۶۷)
۲۔ومنھم امیون لا یعلمون الکتاب الا امانی.(۶۸)
اور ان میں کچھ ان پڑھ ہیں کہ جو کتاب کو نہیں جانتے، مگر زبانی پڑھ لینا یا اپنی من گھڑت۔(۶۹)

۳۔ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید و جئنا بک علی ھولاء شھیداً. (۷۰)
تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت کے لئے ایک گواہ لائیں گے اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ و نگہبان بنا کر لائیں گے۔ (۷۱)

ترجمہ قرآن میں فقہی موشگافیاں:

جس شخص نے حج اور عمرہ دونوں ادا کئے قران (۷۲) کی صورت میں یا تمتع (۷۳) کی صورت میں۔ اس کے ذمہ قربانی واجب ہے، دمِ قرآن یا دم تمتع۔ اور اگر کوئی ایسا غریب ہو کہ قربانی نہ دے سکے تو اس کے ذمہ دس روزے ہیں، تین ایام حج میں اور سات جب وہ حج سے فارغ ہو جائے، وہ واپس لوٹے، جہاں چاہے یہ روزے رکھ لے۔ سفر میں رکھ لے یا کسی اور جگہ جانا ہو وہاں رکھ لے، یا اپنے گھر جا کر رکھ لے۔ ہر طرح سے گنجائش ہے ضروری نہیں کہ گھر جا کر ہی رکھے۔
فمن لم یجد فصیام ثلثۃ ایام فی الحج و سبعۃ اذا رجعتم. تلک عشرۃ کاملۃ. (۷۴)

مولانا احمد رضا خان کا ترجمہ:

پھر جسے مقدور نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے۔ اور سات جب اپنے گھر پلٹ کر جاؤ۔ یہ پورے دس ہوئے۔ (۷۵) ''اپنے گھر پلٹ'' کی قید مولانا رضا خان نے اپنی طرف سے لگائی ہے۔ فقہ حنفی میں مسئلہ اس طرح ہے ''و ان صامھا بمکۃ بعد فراغہ من الحج جاز. وقال الشافعی لا یجوز لانہ معلن با لرجوع. ولنا ان معناہ رجعتم عن الحج لما فرغتم. (۷۶)

کنز الایمان پر تفسیری حاشیوں کی تفصیل اور منہج:

کنز الایمان کے حاشیہ نویسوں اور تفسیر نگاروں نے مولانا احمد رضا خان کے اندازِ فکر کو اپنی رگ رگ میں جذب کیا ہے۔ بریلوی علماء اس ترجمہ اور حاشیہ کو اپنے ایمان کا خزانہ سمجھتے ہیں۔ مثلاً

۱۔ و اذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتی. قال اولم تؤمن. قال بلی ولکن لیطمئن قلبی. قال فخذ اربعۃ من الطیر فصرھن الیک ثم اجعل علی کل جبل منھن جزءا ثم ادعھن یا تینک سعیا. و اعلم ان اللہ عزیز حکیم. (۷۷)

اس واقعہ میں خدا کی قدرت اور حکمت کا بیان ہے۔ان جانوروں کو دوبارہ بلانا خدائی حکم کے تحت تھا۔لیکن مولانا احمد رضا خان کے خلیفہ مفتی احمد یار گجراتی متوفی ۱۳۹۱ھ حاشیہ اور تفسیر میں لکھتے ہیں۔

''معلوم ہوا کہ کسی بے جان جانوروں کو پکارنا جائز ہے۔فیض دینے کے لئے ،تو گزشتہ نبیوں ولیوں کو پکارنا بھی جائز ہے۔فیض لینے کے لئے۔''(۷۸)

۲۔مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللّٰہ.(۷۹)

اس آیت مبارکہ کا تفسیری حاشیہ یوں کیا گیا ہے۔''اس میں ایصال ثواب کے لئے جو خرچ کیا جاتا ہے وہ بھی داخل ہے۔لہذا تیجہ، چالیسواں سب ہی شامل ہیں(۸۰)۔

مولانا احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ کے دوسرے خلیفہ مولانا نعیم الدین مرادآبادی (المتوفی ۱۳۶۷ھ) نے بھی یہاں دسویں، بیسویں کو صراحت سے ذکر کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں۔

''اموات کے ایصال ثواب کے لئے تیجہ، دسویں، بیسویں، چالیسویں کے طریقہ پر مساکین کو کھانا کھلایا جائے۔''(۸۱)

۳۔ والذین فی اموالھم حق معلوم .للسائل وا لمحروم.(۸۲)

مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں کو جتنی جتنی ضرورت ہو اور جب انہیں ضرورت ہو تو اس کے مطابق اہل خیر کے مالوں میں ان کا حق ثابت ہوتا رہے گا۔اور زکوٰۃ اور صدقۃ الفطر کی شرح تو شروع میں مقرر ہے۔مفتی احمد یار متوفی ۱۳۹۱ھ تفسیر میں لکھتے ہیں۔''معلوم ہوا کہ اپنی طرف سے صدقہ نفلی کی مقدار اور خرچ کا وقت مقرر کرنا اچھا ہے جیسے کہ گیارھویں کو گیارہ آنے۔(۸۳)

۴۔وذکرھم بایام اللّٰہ.(۸۴)

اس آیت کے تحت مولانا نعیم الدین آبادی (متوفی ۱۳۶۷ھ) کنز الایمان کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔''ان ایام اللہ میں انکی یادیں قائم کرنا بھی اس آیت کے حکم میں داخل ہے۔'' جیساکہ دسویں محرم کو کربلا کا واقعہ ہائلہ۔انکی یادگاریں قائم کرنا تذکیر بایام اللہ میں داخل ہے۔''(۸۵)

۵۔ارایت الذی یکذب با الدین.(۸۶)اس آیت کی تفسیر مفتی احمد یار یوں کرتے ہیں۔

''اس سے معلوم ہوا کہ حیلے بہانے بنا کر صدقہ و خیرات سے روکنا بوجہلی طریقہ ہے۔اس سے وھابی عبرت پکڑیں۔جو میلاد شریف، گیارھویں شریف، محرم وغیرہ کی خیراتوں سے لوگوں کو روکتے ہیں۔جو کہ شراب سے نہیں روکتے۔''(۸۷)

قرآن کریم میں حکم ہے کہ والدین کے لئے دعا کرو۔

۶۔ رب ارحمهما کماربیٰنی صغیراً. (۸۸) لیکن مفتی نے اس کی تفسیر یوں کی ہے۔

''ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کا تیجہ، چالیسواں، فاتحہ کرنی چاہیے۔ (۸۹)

۷۔ قل ارایتم ما انزل اللّٰه لکم من رزق فجعلتم منه حراماً و حلالاً. (۹۰)

بریلوی تفسیر: کچھ لوگ حلال چیزوں کو حرام ٹھرانے پر مصر ہیں۔ جیسے محفل میلاد، فاتحہ، گیارہویں شریف اور دیگر طریق ہائے ایصال ثواب کو۔ محفل میلاد شریف وفاتحہ وتوشہ کی شیرینی وتبرک کو، جو سب حلال وطیب چیزیں ہیں، اسی کو قرآن میں خدا پر افتراء کرنا بتایا ہے۔'' (۹۱)

۸۔ یا اهل الکتاب قد جاء کم رسولنا یبین لکم علی فترة من الرسل (۹۲)

۹۔ لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم. (۹۳)

ان دونوں آیاتوں کو تفسیر میں اپنے عقیدے سے باہر نہ لیجا سکے۔ یہاں رسول اللہ ﷺ کی محفل میلاد منانے کا بیان ہے یعنی قیام کرنا، جلوس نکالنا، سبلین لگانا، اور چراغان کرنا سب شامل ہیں (۹۴)

بریلوی مکتب فکر کی باقی تفسیریں، انکا منہج اور تفردات:

مولانا احمد رضا خان ۱۳۴۰ھ کے ترجمہ اور مفتی نعیم الدین مراد آبادی (المتوفی ۱۳۶۷ھ) کے حواشی کے بعد بریلوی مسلک وافکار کی خاص خاص تفسیریں وجود میں آئیں۔ ان تفاسیر کا منہج وہی ہے جو مولانا احمد رضا خان کے ترجمہ اور مفتی نعیم الدین کے حاشیے کا ہے۔ لیکن بعد والے ان اختلافی مسائل میں ان سے بھی آگے بڑھے ہیں ان تفاسیر میں وہ بے سروپا قسم کی باتیں جمع کی ہیں جن کو تفسیر نہیں کہا جاسکتا۔

اس سلسلے میں چند مشہور تفاسیر اور ان میں موجود مناہج وتفردات کی چند جھلکیاں پیش کرتا ہوں۔

ا۔ تفسیر نعیمی:

یہ طویل و تفصیل تفسیر ہے، ۱۸ پاروں تک ۱۸ ضخیم جلدوں میں چھپ چکی ہے۔ گیارہ پاروں کی تفسیر مولانا احمد رضا خان کے خلیفہ مفتی احمد یار خان (متوفی ۱۳۹۱ھ) کی اور باقی ۱۸ پاروں تک ان کے صاحبزادے مفتی اقتدار احمد خان نعیمی کی تفسیر ہے۔ یہ تفسیر احمد رضا خان (المتوفی ۱۳۴۰ھ) کے افکار کی ترجمان ہے۔ مفتی صاحب کے قول کے مطابق یہ تفسیر، تفسیر ابن عربی (متوفی ۵۴۳ھ) تفسیر کبیر (للرازی متوفی ۶۰۶ھ)، تفسیر مدارک (للنسفی متوفی ۷۰۱ھ) تفسیر روح البیان (للشیخ اسماعیل الحقی البروسوی (المتوفی ۱۱۳۷ھ) اور تفسیر عزیزی (لشاہ عبدالعزیز متوفی ۱۲۳۹ھ) کا خلاصہ ہے۔ ترجمہ کنزالایمان سے لیا گیا ہے نیز خزائن العرفان (لنعیم الدین مرادابادی) سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ اس تفسیر میں سورت کا تعارف، آیات کی مختصر تفسیر ،فضائل نیز اس میں عملیات اور تعویذات بھی بتائے گئے ہیں۔ اور اپنے مسلک وعقائد دل کھول کر بھر دیئے ہیں۔ مفتی احمد یار خان (متوفی ۱۳۴۰ھ) کو تفسیر لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس سلسلے میں لکھتے ہیں۔

''ہر زبان میں قرآن مجید کی بے شمار تفسیریں لکھی گیئں ،زبان اُردو بھی کسی سے پیچھے نہ رہی۔ مگر اہل ہند نے مسلمانوں کے اس حربے سے غلط فائدہ اُٹھایا۔ اپنے خیالات فاسدہ کو تفسیری رنگ میں ظاہر کیا۔ مرزائی نبوت مرزا کا مقصد لے کر مفسر بنے۔ چکڑالوی (عبداللہ چکڑالوی کے پیروکار) اپنے مذہب نا مہذب کی اشاعت تفسیر کی آڑ میں کرنے لگے۔ کچھ ولایتی عینک سے قرآن پاک کو دیکھا۔ کچھ لوگوں نے شیطانی دل ودماغ سے اس کو سمجھا۔ کہ خود قرآن کریم سے صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نکالنے لگے۔ شیطانی توحید کو ایمانی توحید بنا کر خلق کے سامنے پیش کرنے لگے۔ آجکل ہر مذہب نے ترجمہ قرآن کو اپنے لئے آڑ بنایا ہے۔ درس کے بہانے مسلمانوں کو بہکایا جارہا ہے۔ جاہل اردوخواں جسے استنجاء کرنے کی تمیز نہیں مفسر بنا ہوا ہے۔ اس لئے عرصے سے میرا ارادہ تھا کہ کوئی تفسیر لکھوں جو کہ عربی معتمد تفاسیر کا خلاصہ ہو۔ جس میں موجودہ فرقوں کے نئے نئے اعتراضات کے جوابات دیئے جائیں۔ کیونکہ اردو تفاسیر عام طور سے بدمذہبوں کی ہیں۔'' (۹۵)

اپنے اس نظریے اور فکر وسوچ کو لیکر قرآن پاک کی تفسیر کی ہیں۔ پہلی جلد اور اٹھارویں جلد سے چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ پہلی جلد کی تفسیر مفتی احمد یار خان کی اور اٹھارویں جلد کی تفسیر انکے فرزند مفتی اقتدار کی ہے۔

ایاک نعبد (۹۶) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''کہ قبر پر جھاڑو دینا، دن مقرر کرنا، عبدالنبی (نام رکھنا) جائز ہے۔ (۹۷)''

وایاک نستعین. (۹۸) میں ضروری نوٹ سے یہ بتار ہے ہیں "کہ ہر دعا میں رسول اکرمؐ کا وسیلہ پکڑنا لازمی ہے کیونکہ رسولؐ کی بارگاہ میں حاضری بھی رب کی عبادت ہے۔اور ہر عبادت دعا کا وسیلہ ہے۔"(۹۹)

اس تفسیر میں زیادہ سے زیادہ علماء دیوبند پر غصہ نکالا گیا ہے۔اگر دوسری تفاسیر سے کچھ نقل کیا ہے تو سلف کے مطابق تفسیر ہے۔ورنہ اپنی طرف سے جو کچھ لکھا گیا ہے سب مواد علماء دیوبند کے خلاف ہے۔

اسی سورۃ الانبیاء کی تفسیر کو لے لیتے ہیں۔ان کی تفسیر کرنے کا طریقہ کار اس طرح ہے۔مثلاً سورۃ الانبیاء:

اس رکوع کی دس آیات ہیں پانچ باتوں کا تذکرہ فرمایا گیا ہے۔اور اس کی تعویذی تفصیل یوں ہے۔

"ہر مصیبت کی مشکلات دور کرنے کے لیے اس سورت کی آیات مندرجہ ذیل طریقہ سے تلاوت کرے۔

ا۔نہادھو کر پاک کپڑے پہن کر چار رکعت نفل ایک سلام سے پڑھے۔پہلی رکعت میں ثناء اور سورۃ فاتحہ پڑھے۔پھر سو مرتبہ لاالہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین .فستجبنا لہ ونجیناہ من الغم و کذلک ننجی المومنین.(۱۰۰) دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سو دفعہ انی مسنی الضرو انت ارحم الرحمین(۱۰۱).تیسری میں فاتحہ کے بعد سو دفعہ" وافوض امری الی اللّٰہ .ان اللّٰہ بصیر بالعباد(۱۰۲).چوتھی میں فاتحہ کے بعد قالوا حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل.(۱۰۳) سلام کے بعد سورۃ قمر کی آیت سو مرتبہ" رب انی مغلوب فا نتصر(۱۰۴) پڑھے۔پھر دعا مانگے یہ کپڑے اتار کر دوسرے کپڑے پہنے۔تین دن استعمال کرے۔"(۱۰۵)

۲۔اگر کوئی شخص غمگین ہو تو سورۃ الانبیاء کو ہر روز پڑھے۔کسی بھی نماز کے بعد اول آخر درود شریف گیارہ دفعہ اور درمیان میں سورۃ الانبیاء پوری مکمل تین دفعہ۔انشاءاللہ کوئی غم باقی نہ رہے گا۔(۱۰۶)

۳۔اگر کوئی شخص دشمنوں سے خائف ہو، تو مندرجہ ذیل تعویذ لکھ کر گلے میں پہنے۔"(۱۰۷)

تعویذ:

۷۸۶

۹۵۵۴۷	۹۵۵۶۱	۹۵۵۵۷	۹۵۵۵۴
۹۵۵۵۸	۹۵۵۵۳	۹۵۵۴۸	۹۵۵۶۰
۹۵۵۵۲	۹۵۵۵۵	۹۵۵۶۳	۹۵۵۴۹
۹۵۵۶۲	۹۵۵۵۰	۹۵۵۵۱	۹۵۵۵۶ (۱۰۸)

اسی طرح ہر سورت کے ساتھ تعویذات اور عملیات تفسیر کی گئی ہیں۔

پھر سورت سے متعلق بتایا گیا ہے۔کہ مذکورہ سورت میں فقہ حنفی کے مطابق کتنے مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔اور اس سورت کے فوائد کیا ہیں۔لیکن فوائد میں بریلوی افکار وعقائد کو خوب پھیلایا گیا ہے۔جن کی کم ازکم قرآن کی تفسیر میں ضرورت نہیں، نہ فوائد ہیں۔ان سے فرقہ واریت کو ہوا ملے گی۔فائدہ حاصل کچھ نہیں ہوگا

مفتی اقتدار احمد سورت کے ترجمہ کے بعد ماقبل سورت سے اس کا رابطہ اور شان نزول بھی بیان کرتے ہیں۔پھر ''تفسیر نحوی'' کے عنوان سے نحوی تفسیر کرتے ہیں۔مثلاً سورۃ الانبیاء کی پہلی آیت کی نحوی تفسیر ملاحظہ ہو۔

اقترب للناس حسابهم وهم فى غفلة معرضون.(۱۰۹)

اقترب باب افتعال ماضی مطلق واحد مذکر غائب یہ ہمیشہ متعدی ہوتا ہے۔کبھی لام جارہ سے کبھی من سے۔یہاں للناس یعنی لام سے متعدی ہے۔قُربٌ سے بنا ہے۔اس کا مصدر ہے۔اقتراب: بمعنی قریب آنا قربٌ بعدٌ کی ضد ہے۔لام حرفِ جر تعدیہ بمعنی لوگوں کا۔لوگوں کیلئے یا بمعنی عند یعنی لوگوں کے پاس۔یہ جار مجرور متعلق مقدم ہے۔اس تقدم سے حصر اور متوجہ کرنے کا فائدہ حاصل ہوا۔حسابهم یہ مرکب اضافی فاعل ہے۔واؤ حالیہ اس کا مابعد حال ہے۔حسابهم ضمیر کا هُم ضمیر جمع غائب مبتداء ہے۔فی جارہ ظرفیہ کیفیتی غفلۃ اسم حاصل مصدر آخر کی ت مصدریہ اور تنوین تعظیمی ہے۔بمعنی سخت لاپرواہی، لاعلمی، بھول۔یہ جار مجرور متعلق مقدم معرضون اسم فاعل جمع مذکر کا باب افعال سے ہے۔اس کا مصدر اعراضٌ بمعنی منہ پھیرنا عَرَض سے مشتق ہے۔ھم ضمیر صیغہ اس کا پوشیدہ فاعل ہے۔اس تمام بارز و مستتر ضمائر جمع غائب کا مرجع للناس ہے''(۱۱۰)

نحوی تفسیر کے بعد سورت کا تعارف کراتے ہیں۔مکی ہے یا مدنی۔نیز نمبر نزول بھی بتاتے ہیں۔یعنی یہ سورت نزول کے اعتبار سے کونسے نمبر پر آتی ہے۔پھر حروف اور الفاظ کی تعداد بھی بتاتے ہیں۔

تفصیلی تعارف بھی لکھتے ہیں کہ اس میں کیا خاص خاص عنوانات اور موضوعات ہیں۔تعارف کے بعد ''عالمانہ تفسیر'' کے عنوان سے ان آیاتوں کی تفسیر بیان کرتے ہیں۔یہ عالمانہ تفسیر کافی حد تک طویل ہوتی ہے۔آخر میں اس کے فوائد بھی لکھتے ہیں۔

احکام القرآن:

احکام القرآن کے عنوان سے مذکورہ آیات سے متعلق کفار کے اعتراضات کا جواب بھی دیتے ہیں۔مثلاً ''سورۃ الانبیاء'' ہی کو لے لیتے ہیں۔مفتی اقتدار لکھتے ہیں۔''اگر کوئی اعتراض کرے۔کہ یہاں فرمایا گیا ہے۔''اقترب للناس حسابهم'' اس آیت کو نازل ہوئے چودہ سو سال گزر گئے ہیں لیکن قیامت کا پتہ نہیں۔''

جواب میں امام رازی متوفی ۶۰۶ھ کے حوالے سے لکھتے ہیں اور اس کے چار جواب دیتے ہیں۔

''۱۔ یہ کہ قرب آسمانی قرب ہے جہاں ایک دن ہزار سال کے برابر ہوتا ہے۔

۲۔ یہ قرب گزشتہ زمانوں کے اعتبار سے ہے۔

۳۔ ہر آنے والا زمان ومکان دن بدن قریب ہوتا جاتا ہے۔

۴۔ ہر شخص کے حساب سے مراد اس کی موت ہے۔ کیونکہ موت بھی قیامت ہی ہے۔'' (۱۱۱)

مفتی اقتدار احمد کی اس تفسیر میں صوفیانہ تفسیر کی جھلک کچھ یوں ہے۔

صوفیانہ تفسیر:

سورۃ الانبیاء کی پہلی آیت کی تفسیر صوفیانہ کر کے لکھتے ہیں۔

اقترب للناس حسابهم وهم فی غفلة معرضون. (۱۱۲)

اے عالم ناسوت کے رہنے والو! یاد رکھو کہ ہر شخص کا مقام ہر قدم ہر وقت کا حساب زندگی قریب ہے۔ یہ ابتلاء و حساب ہی بندے کی قیامت صغریٰ ہے۔ مگر بد نصیب عقبیٰ اس بات کو نہیں سمجھتے۔ اور غفلت میں رہ کر بقائے ابدی سے منہ پھرائے ہوتے ہیں۔ (۱۱۳)

هل هذا الا بشر مثلکم (۱۱۴). اس آیت کی تفسیر یوں کرتے ہیں۔

''آج کل کے بدعقیدے گستاخ لوگ کفار مکہ سے بدتر ہیں۔ کہ وہ تو آقائے کائنات حضور مکرمؐ کو برملا ''بشر مثلکم'' کہنے کی جرأت و ہمت نہ کرتے تھے۔ مگر یہ بدبخت تو برملا کہتا، لکھتا، چھاپتا، پھرتا ہے۔ کہ نبی ہماری طرح معمولی آدمی اور ہماری طرح بشر ہیں۔ غرض یہ لوگ کفار مکہ سے بڑے شیطان ہیں۔ ان بد نصیب گستاخوں، قلبی آنکھوں کے اندھوں نے کچھ دیکھا نہیں اس لئے اپنی برابری کا دعویٰ شیطانی کرتے پھرتے ہیں۔'' (۱۱۵)

ولقد استهزئ برسل. (۱۱۶) اس آیت مبارکہ کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''باری تعالیٰ نے سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی تبلیغی زندگی اور ان سے کفار کی بدسلوکی کا ذکر فرما کر اپنے نبی کریمؐ اور صحابہ کرامؓ کو تسلی عطا فرمائی ہے۔ آج علماء اہل سنت و مشائخ عظام محفل گیارہویں، بارہویں، عرس اور محافل ذکر اسی لئے منعقد کرتے ہیں۔ تاکہ اولیاء اللہ کے حالات زندگی اور نقشہ حیات و طیبات عوام کے سامنے سنا کر مسلمانوں کو دعوت عمل کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کو تسکین قلبی اور تسلی روحانی دے کر غم دور کئے جائیں۔ جو دینی دشمنوں کے ساتھ ستائے ہوئے ہیں۔ ان محفلوں کا مقصد صرف لنگر کھانا نہیں۔ وہابی لوگ اس کو بلا سوچے سمجھے حرام کہہ رہے ہیں۔ یہ ان کی حماقت ہے حالانکہ وہ خود کھاتے وقت سب سے زیادہ کھا جاتے ہیں۔'' (۱۱۷)

اسی طرح سورۃ الانبیاء کی آیت ''ووھبنا لہ اسحق'' (۱۱۸) میں ''وھاب'' تفسیر بایں الفاظ کرتے ہیں۔

''وھاب،، اللہ تعالیٰ کا ایک نام بمعنی بہت عطا کرنے والا۔ اگر اس کے آگے ہائے نسبتی لگادی جائے ''وھاب '' سے ''وھابی'' بن جاتا ہے۔ مگر مشہور دیوبندی وھابی فرقہ کا لقب اس نسبت سے نہیں بلکہ وہ عبدالوھاب (۱۱۹) کی نسبت سے ہے۔ جیسے قادیانی مرزائیوں کا لقب احمدی نبی کریم ﷺ کی نسبت پاک سے نہیں بلکہ غلام احمد قادیانی کی نسبت سے ہے۔'' (۱۲۰)

بہرحال مختصر یہ کہ تفسیر نعیمی اپنی طوالت و تفسیر کے باوجود حوالوں سے عاری ہے۔ اگرچہ ابتداء میں چند کتابوں کا حوالہ دیا گیا کہ یہ تفسیر ان کا خلاصہ ہے۔ اگر اس تفسیر میں اختلافی مسائل اور فروعی احکام نہ ہوتے اور غیر ضروری باتوں سے یہ تفسیر پاک ہوتی، تو یہ بہترین تفسیر ہوتی۔ لیکن جگہ جگہ تفسیر سے غیر ضروری باتوں سے اس کو بھر دیا گیا ہے۔

تفسیر الحسنات: مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری (متوفی ۱۳۸۰ھ) (۱۲۱) میں اس تفسیر کا پورا نام ''تفسیر الحسنات بایات بینات خلاصہ تفسیر آیات باقوال حسنات'' ہے۔ چھ جلدوں میں ہے اور اردو زبان میں ہے۔ علوم قرآن پر محققانہ مختصر بحث ، اور اس بحث کے اندر بریلوی علماء کے افکار و نظریات کی تفصیل و تشریح اور روح ہے۔

مثلاً ''الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوباً عندھم فی التوراۃ والانجیل (۱۲۲) . اس کا ترجمہ مولانا احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ کے ترجمہ سے لیا گیا ہے۔ یعنی ''وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی''۔ (۱۲۳)

اسکی تفسیر بایں الفاظ کرتے ہیں

''آپ کی توصیف میں فرمایا گیا ''غیب کی خبریں دینے والا،، یہ ترجمہ نہایت صحیح ہے۔ کیونکہ نباء خبر کو کہتے ہیں جو مفید علم ہو اور شائبہ کذب سے خالی ہو۔ قرآن کریم میں یہ لفظ اس معنی میں بکثرت مستعمل ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہوا ہے ''قل ھو نباءٌ عظیم . (۱۲۴) ایک جگہ فرمایا ''تلک من انباء الغیب. (۱۲۵) ایک جگہ فرمایا ''فلما انباء ھم. (۱۲۶) پھر یہ لفظ فاعل کے معنی میں ہوگا یا مفعول کے معنی میں ہوگا۔ پہلی صورت میں اس کے معنی ہوں گے غیب کی خبریں دینے والا۔ اور دوسری صورت میں اسکے معنی ہوں گے غیب کی خبر دیتے ہوئے، اور دونوں معنی کو قرآن مجید سے تائید پہنچتی ہے، ''نبی عبادی (۱۲۷) دوسری آیت میں فرمایا ''قل اُنَبِّئُکم . (۱۲۸)

''درحقیقت انبیاء غیب کی خبریں دینے والے ہی ہوتے ہیں۔'' (۱۲۹)

اسی طرح آیت مبارکہ "لاتجعلوا دعاء الرسول .(۱۳۰) کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں'' رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھراؤ جیسا کہ تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ رسول اللہ کو ندا کرے تو ادب وتکریم اور توقیر و تعظیم کیساتھ آپ کے معظم القاب سے نرم آواز کے ساتھ متواضعانہ ومنکسرانہ لہجہ میں۔'' یانبی اللہ یارسول اللہ یا حبیب اللہ کہہ کر'' (۱۳۱)

درود شریف کی فضیلت تو بہت زیادہ ہے۔ قرآن پاک میں درود شریف پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

و ایاک نستعین.(۱۳۲) اس آیت کی تفسیر مفتی احمد یار خان کے قلم سے گزشتہ صفحات میں ذکر ہو چکی ہے۔ یعنی ہر دعا میں رسول اللہ کا وسیلہ پکڑنا ضروری ہے۔ کیونکہ حضور کی بارگاہ میں حاضری ہی رب کی عبادت ہے۔ اور ہر عبادت دعا کا وسیلہ ہے۔(۱۳۳)

یہاں سید محمد احمد قادری اسکی تفسیر ہو بہو یہی کرتے ہیں۔ جو مفتی نے کی ہے۔'' یہ عبادت دعا کا وسیلہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وابتغوا الیہ الوسیلۃ(۱۳۴) .انبیاء واولیاء سے مدد مانگنا اور استعانت چاہنا حقیقت میں رب تعالیٰ سے مدد مانگنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے غیر خدا سے امداد لینے کا خود حکم فرمایا'' واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ.(۱۳۵) "ان تنصر اللّٰہ ینصر کم.(۱۳۶) وتعاونوا علی البر والتقوی(۱۳۷)

حضرت عیسیٰ علیہم السلام نے فرمایا۔ من انصاری الی اللّٰہ(۱۳۸) .قرآن مجید نے جگہ جگہ استعانت لغیر اللہ کا حکم فرمایا۔''(۱۳۹)

بلیٰ ان تصبروا و تتقوا.''(۱۴۰)

اس آیت مبارکہ کی تفسیر بھی اپنے افکار وعقائد کی تائید کیلئے یوں کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

'' بدر میں رسول اللہ کنویں کے کنارے پر کھڑے ہو کر ایک ایک مشرک کا نام لے کر آواز دی۔ اور فرمایا۔'' تم نے اللہ تعالیٰ کے وعدے کو سچا پالیا۔'' حضرت عمر بن خطابؓ نے عرض کی۔'' یارسول اللہ! آپ مردہ بے جان جسموں سے کلام کرتے ہیں''؟ حضورؐ نے فرمایا۔'' قسم اس خدا کی جس کے ید قدرت میں میری اور تمہاری جان ہے۔ تم ان سے زیادہ نہیں سنتے۔'' (لہذا بات ثابت ہوگئی) جب مشرک مرنے کے بعد سنتا ہے۔ تو مومن نبی ولی کا مقام بہت بلند و بالا ہے۔ وہ بدرجۂ اعلیٰ سن سکتا ہے۔''(۱۴۱)

حروف مقطعات کی عجیب وغریب تفسیر کی ہے۔ مثلاً'' الم ''(۱۴۲) کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ الم: اس میں تین حرف ہیں۔ (ا،ل،م) ابجد کے قاعدے سے الف کا عدد ایک اور لام کے تیس اور میم کے چالیس ہوتے ہیں۔ تو یہ عبارت حاصل ہوتی ہے۔ ایک وعدہ لاشریک نے یکتا قرآن کریم بے مثل مصطفیٰ (ﷺ) پر تیس پاروں کے اندر چالیس سال کی عمر میں حضورؐ پر نازل فرمایا۔ یہ معنی تاویل اور مقبول ہے۔''(۱۴۳)

پھر آگے ''الم'' کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ ''پھر الف توصیفی علیحدہ کر کے ل اور میم کے تیس اور چالیس عدد جمع کئے جائیں۔تو ستر (۷۰) کاعدد حاصل ہوتا ہے۔جو اشارۃً یہ بھی بتا رہا ہے۔کہ اس کلام پاک کے جمع کرنے والے خلفائے راشدین ہیں۔جن کے نام کے اول وہ حرف ہوں جن کا عدد ستر ہے۔چنانچہ یہ خلفاء اربعہ یہ ہیں۔ابوبکر صدیقؓ جن کا نام عبداللہ بن ابی قحافہ ہے عمر فاروقؓ ،عثمان بن عفانؓ،اور حضرت علیؓ۔'' (۱۴۴)

بہرصورت اس تفسیر کی خوبی یہ ہے۔کہ پہلے ایک رکوع کا با محاورہ ترجمہ کرتے ہیں۔پھر اس میں جو مشکل الفاظ ہیں۔ان کو حل لغات کے نام سے حل کرتے ہیں۔اس کے بعد اس رکوع کی آیات وار تفسیر کرتے ہیں۔نہ تفصیل سے کام لیتے ہیں اور نہ اجمال سے۔بلکہ بین بین چلتے ہیں۔جہاں بریلوی مسلک وعقائد کی بات آجائے تو خوب تفصیل سے کام لیتے ہیں۔کچھ جگہوں میں احادیث کے حوالے بھی موجود ہیں۔فقہی مسائل کا بقدر ضرورت حل کیا گیا ہے۔پہلی جلد پارہ ایک سے پانچ تک ہے۔اور ۸۷۲صفحات پر محیط ہے۔اسی طرح باقی جلدوں کی تفصیل ہے۔(۱۴۵)

ضیاء القرآن:

مترجم ومفسر مولانا پیر کرم شاہ الازھری (۱۴۶) ہیں اس تفسیر کی پانچ جلدیں ہیں۔بہترین کاغذ اور خوبصورت ٹائیٹل میں ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور کی چھاپ شدہ ہے۔اس کی پہلی جلد پہلا ایڈیشن ۱۹۶۴ء مطابق ۱۳۸۴ھ کو شائع ہوا۔پھر ۱۳۹۴ھ میں ضیاء القرآن پبلی کیشنز کے نام سے ایک ادارہ قائم ہوا۔اسی کی نگرانی میں اس کی تمام جلدیں طبع ہوئی ہیں اس تفسیر میں پیر کرم شاہ کیا سمجھانا چاہتے ہیں ان کی اپنی تحریر دیکھتے ہیں۔

'' میں نے کوشش کی ہے کہ مطالعہ کرنے والے کی وجدان کو جھنجھوڑوں اور اسے اپنا محاسبہ کرنے کی رغبت دلاؤں تاکہ وہ اپنے جنسی عمل کو اسلام اور قرآن کے مقرر کئے ہوئے ترازو میں تولے۔اور اسی کی کسوٹی پر پرکھے۔تاکہ اسے اپنے متعلق کوئی غلط فہمی اور اشتباہ نہ رہے۔'' (۱۴۷)

بریلوی مسلک میں نرم لہجہ،غیر متشدد اور غیر متعصب مفسر ہم پیر کرم شاہ کو کہہ سکتے ہیں۔کیونکہ انہوں نے اس تفسیر میں اگر اپنے مسلک وافکار کو ثابت کرنا چاہتے ہیں تو کافی نرم لہجہ میں استدلال کی روشنی میں بات کرتے ہیں۔کیچڑ اچھالنے کا کام نہیں کرتے۔سخت لب ولہجہ استعمال نہیں کرتے۔بوقت ضرورت دلائل میں آکر دوسرے مسلک سے استدلال کرتے ہیں۔اور مخالف نظریہ رکھنے والے کا نام ادب سے لیتے ہیں۔انہوں نے اس تفسیر میں دیوبندی اور بریلوی اختلاف کا ذکر بایں الفاظ کیا ہے۔

"یہ ایک دلخراش اور روح فرسا حقیقت ہے۔ کہ مرور زمانہ سے اس امت میں افتراق ہی افتراق وانتشار کا دروازہ کھل گیا ہے۔ جسے" واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا و لا تفرقوا. (۱۴۸) کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ دونوں گروہ دین کے اصولی مسائل میں متفق ہیں لیکن بسا اوقات طرزِ تحریر میں بے احتیاطی اور اندازِ تقریر میں بے اعتدالی کے باعث غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور باہمی سوءِ ظن ان غلط فہمیوں کو ایک بھیانک شکل دیتا ہے۔ اگر تحریر اور تقریر میں اعتدال واحتیاط کا مسلک اختیار کیا جائے۔ اور بدظنی کا قلع قمع کر دیا جائے۔ تو اکثر وبیشتر مسائل میں اختلاف ختم ہو جائے۔ اور چند امور میں اختلاف باقی رہ بھی جائے۔ تو اس کی نوعیت ایسی نہیں ہوگی کہ دونوں فریق عصر حاضر کے سارے تقاضوں سے چشم پوشی کئے آستین چڑھائے، لٹھ لئے ایکدوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرتے رہیں۔" (۱۴۹)

اور انہوں نے اپنی تفسیر میں کیا لکھے ہیں، کیا افتراق وانتشار اور غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کی کوشش کی ہیں یا نہیں؟ اس سلسلے میں ان کا اپنا بیان ہے۔

" میں نے پورے خلوص سے کوشش کی ہے کہ ایسے مقامات پر افراط وتفریط سے بچتے ہوئے اپنے (بریلوی) مسلک کی ترجمانی کروں۔ جو قرآن کریم کی آیات بینات، احادیث صحیحہ یا امت کے علماء حق کے ارشادات سے ماخوذ ہے۔ تاکہ نادان دوستوں کی غلط امیزیوں یا اہل فرض کی بہتان تراشیوں کے باعث حقیقت پر جو پردے پڑ گئے ہیں وہ اٹھ جائیں اور حقیقت آشکارا ہو جائے۔" (۱۵۰)

تفسیر لکھنے کا باعث:

" قرآن کریم کے اردو تراجم میں جو میری نظر سے گزرے ہیں۔ وہ عموماً دو طرح کے ہیں۔

ا۔ تحت اللفظ کی تراجم کی ہے۔ لیکن ان میں وہ زور بیان مفقود ہے۔ جو قرآن کریم کا طرۂ امتیاز ہے۔ بلکہ اس کی روح رواں ہے۔

۲۔ دوسری قسم بامحاورہ تراجم کی ہے۔ ان میں دقت یہ ہے کہ لفظ کہیں ہوتا ہے اور اس کا ترجمہ دو سطر پہلے یا دو سطر بعد درج ہوتا ہے۔ اور مطالعہ کرنے والا یہ معلوم نہیں کر سکتا کہ میں جو نیچے لکھا ہوا ترجمہ پڑھ رہا ہوں اس کا تعلق کس کلمے یا جملہ سے ہے۔" (۱۵۱)

اس تفسیر میں پیر کرم شاہ (متوفی ۱۴۱۳ھ) انہی دو طرزوں کو یکجا کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔

قرآن کریم نے اپنے ماننے والوں کوایک واضح ضابطہ حیات بھی عطا کیا ہے۔اور یہ ضابطہ اتنا ہی وسیع ہے جتنی زندگی اپنی بوقلمونی تنوع کے ساتھ وسیع ہے۔انسان کیا ہے اس کا تعلق اپنے خالق کے ساتھ اور مخلوق کے ساتھ کیسا ہونا چاہیے اگر وہ حاکم ہے تو اس کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ اگر وہ رعایا ہے تو اس کے فرائض کی نوعیت کیا ہے؟ اگر وہ دولت مند ہے تو اس کا طرزِ عمل کیسا ہو؟ اور اگر وہ فقیر و محتاج ہے تو کس طرح باوقار زندگی گزار سکتا ہے؟

قرآن حکیم نے جو شریعتِ کاملہ ہمیں دی ہے اس میں ان سوالات کا مکمل جواب موجود ہے۔اور صاحب ضیاء القرآن کا بھی دعوٰی ہے کہ میں نے ان مباحث کو واضح اسلوب میں حل کیا ہے تاکہ عصر حاضر کا انسان سمجھ بھی سکے اور قبول بھی کر سکے۔(۱۵۲)

ضیاء القرآن میں ہر سورت سے پہلے مصنف نے اس سورت کا تعارف لکھا ہے۔جس میں سورت کا زمانہ نزول، اس کا ماحول، اس کے اغراض و مقاصد، اس کے مضامین کا خلاصہ ،اور اگر اس میں کسی سیاسی یا تاریخی واقعہ کا ذکر ہے۔تو اس کا پسِ منظر بیان کیا ہے۔تاکہ مطالعہ کرنے والا جب تعارف کو پڑھے گا ان امور پر بھی توجہ مبذول کرے گا۔مثلاً سورۃ فاتحہ کا تعارف کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

"یہ وہ مختصر لیکن حقائق اور معنی سے لبریز، دل نشین و دل آویز جلیل القدر سورۃ ہے۔جس سے اس مقدس آسمانی کتاب کا آغاز ہوتا ہے۔جس نے تاریخ انسانی کا رخ موڑ دیا ہے۔جس نے فکر و نظر میں انقلاب پیدا کر دیا۔جس نے قلب و روح کو نئی زندگی بخش دی۔اس پاک سورت کی گوناگوں برکات کو کیوں کر قلم بند کیا جا سکتا ہے۔وہ متعدد نام جس سے نبی اکرمؐ نے اس سورت کو یاد فرمایا حقیقت شناس نگاہوں کو ان فیوض و برکات سے آشنا کر دیں گے۔جو اس میں بڑی خوبصورتی سے سمو دیئے گئے ہیں۔ان ناموں میں سے چند نام یہ ہیں۔الفاتحہ، فاتحہ الکتاب، ام القرآن، السبع المثانی ،الشفاء ،یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔اس کا ایک رکوع، سات آیاتیں، الفاظ کی تعداد پچیس حروف کی تعداد ۱۲۳ ہے۔"(۱۵۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: کی تفسیر بایں الفاظ کرتے ہیں۔

بسم اللہ کلام الٰہی ہے۔دو سورتوں کو الگ کرنے کے لئے اس کا نزول ہوا۔نہ یہ سورۃ فاتحہ کی آیت ہے نہ کسی اور سورت کی۔ ہاں سورۃ نمل کی ایک آیت کا جزو ہے۔اس لئے احناف و مالکیہ کے نزدیک سورۃ فاتحہ کی طرح نماز میں اسے بلند آواز میں پڑھنا منع ہے۔"(۱۵۴)

و ایاک نستعین (۱۵۵). اس کی تفسیر میں بریلوی مسلک اور نظریہ کی تائید کی ہیں۔ اگر چہ ان کا دعویٰ ہے کہ افراط وتفریط سے پاک تفسیر پیش کروں۔ لیکن تفسیر کے دوران اپنے افکار سے پھر مجبور ہوئے ہیں کوشش کے باوجو د بریلوی عقائد سے باہر نہیں نکل سکے ہیں۔ مثلاً اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''اگر کوئی حضورؐ کے حضور میں کسی نعمت کے حصول یا کسی مشکل کی کشود کے لئے التماس دعا کرتا ہے تو یہ بھی استعانت بالغیر اور شرک نہیں۔ بلکہ عین اسلام اور توحید ہے۔ ہاں اگر کسی ولی، شہید، یا نبی کے متعلق کسی کا یہ عقیدہ ہو کہ یہ مستقل با لذات ہیں اور خدا نہ چاہے تب بھی یہ کرسکتا ہے۔ تو یہ شرک ہے اور ایسا کرنے والا مشرک ہے۔'' (۱۵۶)

اسی طرح دوسری جگہ آیت'' ما اھل بہ لغیر اللّٰہ (۱۵۷) کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں۔

'' کچھ لوگ ان چیزوں کو بھی حرام کہہ دیتے ہیں جن پر کسی ولی یا نبی کا نام لیا جائے۔ خواہ ذبح کے وقت اللہ کا نام ہی لیا جائے۔ کیونکہ اسی طرح مشرکین کے مشرکانہ عمل سے تشبیہ ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ بھی اپنے بتوں کے نام اسی طرح لیا کرتے تھے۔ اگر نظر انصاف سے دیکھا جائے تو مسلمانوں کے اس عمل کو مشرکین کے عمل سے ظاہری یا باطنی، صوری ومعنوی کسی قسم کی بھی مشابہت نہیں اگر مقصد صرف ایصال ثواب ہو تو اس کو طرح طرح کی تاویلات سے حرام کہنا اور مسلمانوں پر مشرک کا فتویٰ دیتے چلے جانا کسی عالم کو زیب نہیں دیتا۔'' (۱۵۸)

اس تفسیر میں یہ خوبی ہے کہ اکثر آیت کا رخ نبی اکرمؐ کی تعریف وتوصیف، فضیلت اور درجہ ومقام کی طرف پھیر دیا ہے۔ اور نبی کریمؐ کی نعت میں مفسر کافی حد تک گہرائی تک گئے ہیں۔ مثلاً آیت فاعف عنھم واستغفر لھم وشاورھم فی الامر. (۱۵۹) کی تفسیر کرتے ہوئے نبی کریمؐ کے مقام ومرتبہ کا بیان بایں الفاظ کرتے ہیں۔

اس آیت میں اپنے رسول کو بتایا ان سے جو غلطی ہوگئی ہے اسے خود بھی معاف کیجئے۔ اور میری جناب میں بھی شفاعت کیجئے۔ کہ میں بھی ان سے راضی ہو جاؤں۔ سبحان اللہ کیا شان ہے صحابہ کرامؓ کی اور کتنا بلند مقام ہے ان کے نبی مکرمؐ کا۔ اور کیا کہنے مولائے کریم کی رحمت کے جو اس نے اپنے محبوب اور اس کے ذریعے اپنی مخلوق پر کی۔ اس آیت میں بالکل واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سب گناہ گاروں کے گناہ بخشنے کیلئے ہمارے دکھ درد کیلئے حضورؐ کی دعا کو وسیلہ بنایا۔ حضورؐ کو وسیلہ سمجھنا اور حضورؐ کی بارگاہ میں شفاعت کی التجا کرنا شرک نہیں عین اسلام ہے۔ اور قرآن کی تعلیم ہے۔'' (۱۶۰)

وسیلہ پکڑنا بریلوی مذہب میں فرض سے بھی بڑھ کر ہے، ان کا خیال ہے کہ وسیلہ کے بغیر دعا قبول ہوگی ہی نہیں بلکہ کوئی کام وسیلہ کے بغیر ہوگا ہی نہیں۔ اسی وسیلہ کو دوسری آیت کی تفسیر میں یوں بیان کرتے ہیں۔

وما کان اللّٰہ لیطلعکم علی الغیب . ولکن اللّٰہ یجتبی من رسلہ من یشاء۔(۱۶۱)

''غیب پر رسولوں کو آگاہ کیا جاتا ہے اور اولیاء کرام کو یہ نعمت حضور کی غلامی سے میسر ہوتی ہے۔اور حضورؐ کے وسیلہ کے بغیر یہ چیز حاصل نہیں ہوسکتی۔اس ذات کریم نے اپنے حبیب ﷺ کو 'جتنا' چاہا دیا یہ ''جتنا'' اللہ تعالیٰ کے علم غیر متناہی کا بعض ہے جولوگ اس جتنا کو یہاں تک تنگ کرتے ہیں حضور گو اور تو اور اپنے انجام کا علم نہ تھا کہ آپ کے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ان کی اپنی تنگ دلی اور تنگ نظری مستحق ہزار تاسف ہے۔''(۱۶۲)

جس طرح انہوں نے ابتدائی صفحات میں کہا تھا کہ بغیر افراط وتفریط کے اپنا عقیدہ بیان کروں۔اپنا عقیدہ اس آیت کے ضمن میں بایں الفاظ لکھتے ہیں۔

''ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مصطفیٰؐ کے قلب منور کو علوم غیبیہ سے بھرپور دیا لیکن حضورؐ کا علم نہ اللہ کے علم کی طرح ذاتی ہے نہ غیر متناہی، بلکہ محض عطائے الٰہی ہے۔''(۱۶۳)

وان احکم بینھم بما انزل اللّٰہ.(۱۶۴) اس آیت کی تفسیر پیر کرم شاہ کے نزدیک بایں الفاظ ہے۔

''یہودی بے چارے ساری عمر اسی غلط فہمی کا شکار رہے کہ یہ رسول بھی ہماری طرح بشر ہیں۔اور ان کی نگاہیں مقام محمدی کی رفعتوں کو نہ دیکھ سکیں آفتاب مصطفوی کی جلوہ سامانیوں کو نہ پاسکیں۔آج بھی توحید کی آڑ لے کر شان رسالت کی عظمتوں کا انکار کرنے والے بعینہ یہی الفاظ دہرائے سنائی دیتے ہیں اس یہودی ذہنیت کو مسلمان کہلانے والوں نے کیوں اور کیسے قبول کیا۔''(۱۶۵)

وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو.(۱۶۶) اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔''ہر قسم کا اختیار اسی کو حاصل ہے اور علم کامل اور محیط سے بھی وہی متصف ہے۔اس آیت سے یہ سمجھنا کسی طرح درست نہیں کہ وہ کسی کو علم غیب سکھا تا بھی نہیں بلکہ وہ جن کو چاہتا ہے جتنا چاہتا ہے عطا فرماتا ہے کوئی بخیل اس کی بخشش اور عطا کو نہیں روک سکتا اور جو کچھ اس نے سید الانبیاء محمد رسول اللہ گو عنایت فرمایا ہے۔اس کا اندازہ لگانا کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔''(۱۶۷)

بریلوی علماء ومفسرین کے ہاں حضرت ابراھیمؑ کے والد کا نام تارح تھا آزر نہیں تھا بلکہ آزر چچا تھا ان کی رائے کے مطابق پیغمبر کا نسب مسلمان اور پاک ہوتا ہے آزر کافر تھا(۱۶۸) اور یہی بات پیر نے بھی کہی ہے۔

واذ قال ابراھیم لابیہ اٰزر اتتخذ اصناماً الھۃ(۱۶۹) کے تحت انہوں نے تفسیر کی ہے یہ آزر حضرت ابراھیمؑ کا چچا تھا(۱۷۰)۔

لا تدرکه الابصار .وھو یدرک الابصار (۱۷۱). میں انہوں نے حضورؐ کے معراج کا بیان کر کے لکھتے ہیں۔

''معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم کو اپنے دیدار سے مشرف فرمایا اور اپنی آنکھوں سے اپنے رب کو دیکھا۔''(۱۷۲)

ضیاء القرآن کی پہلی جلد نویں پارے تک ہے۔۶۲۱ صفحات پر محیط ہے۔صفحات ۶۲۳ سے ۶۷۲ تک ضروری عنوانات اوران کے صفحات کی تفصیل ہے۔مثلاً توحیداور دلائل توحید کی آیاتیں اوران کی تفصیل اس جلد میں درج ہیں۔اوران کے صفحات کی تفصیل بھی دی گئی ہے۔تاکہ قارئین کو تلاش کرنے میں مشکل پیش نہ آئے۔اسی طرح صفات الٰہی،رحمت الٰہی،حضرت محمد رسولؐ،اسلام،انبیاء،انسان اسکی عظمت کا قرآنی تصور،اوامر،بنی اسرائیل،جبروقدر،جہاد،دعائیں،سیاست،شرک کا بطلان،شریعت،معاملات وغیرہ وغیرہ۔(۱۷۳)

ضیاء القرآن کے کچھ مقامات میں مفسر نے بریلوی نظریات ومسائل میں نرم لہجہ اپنانے کی کوشش کی ہے۔نماز کے بعد بریلوی مساجد میں جو گلا پھاڑ پھاڑ کر کلمہ پڑھا جاتا ہے۔جس سے بعد میں آنے والے نمازیوں کو تکلیف اور نماز ٹوٹنے کا خطرہ ہوتا ہے۔پیر نے بھی اس کو پسند نہیں کیا ہے۔

واذکر فی نفسک تضرعاً وخیفة ودون الجھر.(۱۷۴)

''ذکر گلا پھاڑ پھاڑ کر نہ کرے جس میں بے ادبی کا شائبہ ہو اگر ذکر کو ریاء کا اندیشہ ہو یا نمازیوں اور آرام کرنے والوں کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو تو پھر آہستہ ذکر کرنا مستحب ہے۔''(۱۷۵)

پیر صاحب تفسیر میں بات کو کہاں سے کہاں تک پہنچادیتے ہیں۔آیت کا مقصد کیا ہے اسکی کیا تفسیر ہونی چاہیے۔پیر کیسی تفسیر کرتے ہیں نیچے اس آیت میں دیکھتے ہیں۔

ونادی اصحب الجنة اصحب النار . اِن وجدنا ما وعدنا ربنا حقا. فھل وجد تم ماوعد ربکم حقا قالو انعم.(۱۷۶)

اس آیت کی تفسیر کا نتیجہ یوں نکالتے ہیں۔بعد مسافت آواز کے سننے جانے سے مانع نہیں۔آجکل ریڈیو کی ایجاد نے اسکی تصدیق کردی اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ اس طے شدہ علمی مسلمات کی روشنی میں اگر یہ اعتقاد رکھا جائے کہ حضورؐ اپنے محبت کیش غلاموں کا درود شریف سنتے ہیں۔تو اسے شرک کہنا کیوں کے درست ہے۔''(۱۷۷)

ایسے ہی سورۃ رعد کی آیت'' سلام علیکم بما صبر تم فنعم عقبی الدار .(۱۷۸) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''اولیاء کرام کے اعراس اور مزارات پر حاضری کی یہ روشن دلیل ہے۔''(۱۷۹)

وما ارسلناک من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطن فی امنیتہ(۱۸۰)

کی تفسیر میں پیر کرم شاہ نے تحقیق کے ساتھ ''تلک الغرانیق العلی(۱۸۱) کی حقیقت کی سختی سے تردید کی ہے۔اوران کی تحقیق کا لب لباب یہ ہے کہ یہ من گھڑت قصہ ہے۔اور زنادقہ کا ایجاد کردہ ہے۔(۱۸۲)

ان سے قبل ان کے پیرومرشد مولانا نعیم الدین مرادآبادی (المتوفی ۱۳۶۷ھ) نے خزائن العرفان میں اس آیت کی شان نزول ہی اس واقعہ کو قرار دیا ہے۔لکھتے ہیں

''جب یہ سورت نازل ہوئی تو سید عالمؐ نے مسجد حرام میں اس کی تلاوت فرمائی۔اور بہت آہستہ آہستہ آیات کے درمیان وقفہ فرماتے ہوئے جس سے سننے والے غور بھی کرسکیں اور یاد کرنے والوں کو یاد کرنے میں بھی مدد ملے۔جب آپ نے آیت'' ومنوۃ الثالثۃ الاخریٰ(۱۸۳) پڑھ کر حسب دستور وقفہ فرمایا تو شیطان نے مشرکین کے کان میں دو کلمے ملا کے ایسے کہہ دیئے۔جن سے بتوں کی تعریف نکلتی تھی۔جبرائیل امین نے سید عالمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ حال عرض کیا اس سے حضورؐ کو رنج ہوا۔اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی کیلئے یہ آیت نازل فرمائی۔(۱۸۴)

وتقلبک فی الساجدین(۱۸۵) اس آیت کی تفسیر میں دو باتیں ذکر کی ہیں۔

۱۔حضورؐ پر صحابہ کا نہ قلبی خشوع وخضوع مخفی تھا نہ رکوع، رسول اپنی پشت پیچھے بھی دیکھ رہا ہوتا تھا۔

۲۔اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوگیا حضورؐ کے آباؤ اجداد سب مومن تھے آدم سے لیکر کوئی بدکار پیدا نہیں ہوا کوئی مشرک یا فاسق نہیں ہوا ہے۔''(۱۸۶)

انک لاتسمع الموتیٰ. لاتسمع الموتیٰ(۱۸۷) سے مراد ''مردے'' نہیں بلکہ وہ لوگ مراد ہیں جن کے دل مرچکے ہیں مردہ ہو چکے(۱۸۸)

ضیاء القرآن کی دوسری جلد سورۃ الاعراف سے سورۃ بنی اسرائیل تک ہے۔۶۲۱ صفحات ہیں اور اسی طرح تیسری ،چوتھی اور پانچویں جلدیں اوران کی ضخامت ہے۔

پیر کرم شاہ سخت بریلوی مسلک ہونے کے باوجود اپنے دوسرے ہم مسلک علماء کی طرح سخت ،متشدد اور متعصب نہیں ہیں۔کچھ آیاتوں کی تفسیر میں کچھ عقائد ونظریات داخل کرنے کی کوشش کی ہیں۔لیکن نرم لہجہ اختیار کرتے ہیں۔

مخالف مسلک کے علماء کی کتابوں سے اپنے نظریات وعقائد کو ثابت کرنے کے لئے حوالے دیتے ہیں۔لیکن سخت الفاظ ان کیلئے استعمال نہیں کرتے۔پیر کی اس تفسیر میں مسلک صوفیاء کو ترجیح حاصل ہے۔''(۱۸۹)

تفسیر البیان:

مفسر مولانا سید احمد سعید کاظمی متوفی (۱۹۰)(المتوفی ۱۹۸۶ء) صرف ایک پارے کی جامع تفسیر ہے۔مزید تفسیر کیلئے مولانا کو مہلت نہیں ملی،موت کی آغوش میں چلے گئے۔اس تفسیر میں وہی کچھ ہے جو بریلویوں کی اکثر تفاسیر میں ہوتا ہے۔بلکہ مولانا کاظمی عقائد میں بریلوی علماء میں سب سے زیادہ متشدد گزرے ہیں (۱۹۱)

تبیان القرآن:

مفسر مولانا غلام رسول سعیدی مدرس دارالعلوم نعیمیہ کراچی ''تبیان القرآن'' کے نام سے کئی جلدوں میں پورا کیا ہے۔

جلد اول فاتحہ اور بقرہ پر مشتمل ہے۔۱۰۸۱ صفحات پر محیط ہے۔

مقدمہ تفسیر میں وجہ تالیف اور تفسیر کی افادیت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''میں نے قرآن مجید کا ترجمہ تحت اللفظ نہیں کیا اور نہ ہی ایسا کیا ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ سے بالکل الگ اور عربی متن کی رعایت کئے بغیر قرآن مجید کے مفہوم کی ترجمانی کی جائے۔میں نے اپنے آپ کو قرآن مجید کے الفاظ اور عبارت کا پابند رکھا ہے لیکن لفظی ترجمہ نہیں کیا۔''(۱۹۲)

یہ تو ترجمہ قرآن کے متعلق ان کے آراء تھے لیکن تفسیر میں وہ کیا سمجھانا چاہتے ہیں اس سلسلے میں وہ لکھتے ہیں:

''تفسیر میں میں نے اسلام کے مسلمہ عقائد کو دلائل سے مزین کیا ہے اور قرآن مجید کی جن آیات میں احکام اور مسائل کا ذکر ہے وہاں میں نے تمام فقہی مذاہب کا دلائل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ہمارے متقدمین مفسرین نے قرآن کریم کی تفسیر میں جو نکات بیان کئے ہیں ان سے میں نے استفادہ کیا ہے۔حدیث کا زیادہ سے زیادہ حوالوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔''(۱۹۳)

اس تفسیر میں زیادہ حوالے البیان (ترجمہ قرآن) احمد سعید کاظمی،احکام القرآن،الجامع لاحکام القرآن،البحر المحیط،تفسیر الکبیر،الدر المنثور،روح المعانی،تفسیر مراغی،تفسیر منیر، تفسیر فی ظلال القرآن اور تفسیر قاسمی سے استفادہ کیا گیا ہے۔نیز مراجع و ماخذ کی فہرست میں سن وفات کا خیال بھی رکھا گیا ہے تاکہ پتہ چل جائے کہ مفسر،محدث،فقیہ یا مصنف کس زمانے اور کس دور کا ہے۔

مفسر نے مقدمہ تفسیر میں ''وحی کی حقیقت'' قرآن مجید کے فضائل، اعجاز، مکی اور مدنی سورتوں کی بحث، مسائل قرآت، تفسیر و تاویل کی تعریف، تفسیر بالرائے، امہات ماخذ تفسیر، شروط تفسیر، طبقات مفسرین اور بعض دیگر اہم امور کو بیان کئے ہیں۔

اس تفسیر میں بریلوی افکار وعقائد مزید تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں جو چیز ان سے ماقبل بریلوی مسلک کی تفسیروں میں رہ گئی تھی یا کمی وبیشی تھی اس کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، مثلاً

ایاک نعبد (۱۹۴) میں گزشتہ صفحات میں بریلوی مفسر علماء کی تفسیری نکات درج کئے ہیں کہ اس کی تفسیر ''قبر میں جھاڑو دینا، ثواب کمانے کے لئے کوئی خاص دن مقرر کرنا، عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا جائز ہے (۱۹۵)

یہاں بھی مولانا سعیدی نے کچھ زیادہ تشریح کے ساتھ تفسیر کی ہیں۔

لکھتے ہیں

''شیخ اشرف علی تھانوی (المتوفی ۱۳۶۲ھ) نے علی بخش، حسین بخش، عبدالنبی نام رکھنے ناجائز لکھا ہے میرے نزدیک ظاہر ہے کہ دین میں غلو اور زیادتی ہے عبدالنبی اور عبدالرسول نام رکھنا سورۃ نور کی اس آیت ''وانکحو االایامی منکم و الصالحین من عباد کم وامائکم'' (۱۹۶) کے تحت جائز ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے۔(۱۹۷)

وایاک نستعین (۱۹۸) کی تفسیر میں بھی بہت دور تک گئے ہیں غیر اللہ سے استعانت جائز ہے یا نہیں۔ اس پر ۱۶ صفحات سیاہ کئے ہیں ان کا خلاصہ توسل واستعانت غیر اللہ کے جواز پر ختم کیا ہے۔(۱۹۹)

ہم مسلک علماء کا نام القاب وآداب کے ساتھ ذکر کئے ہیں لیکن غیر ہم مسلک کا صرف نام لیا گیا ہے اس تفسیر میں مفسر اپنے نظریات کے ثبوت کے لئے مخالف علماء کے کتابوں کے حوالے بھی دیئے ہیں۔

ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لھم کونوا قردۃ خسئین (۲۰۰)

کی تفسیر میں حیلہ اسقاط کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے وہ اس کی تفسیر یوں کرتے ہیں ''نماز، روزہ دیگر کفارات اور جنایات کو میت سے ساقط کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان تمام حقوق مالیہ کا ایک اندازہ کر لیا جائے اور اس کے تہائی مال سے اس رقم کو صدقہ کر دیا جائے بشرطیکہ اس نے وصیت کی ہو اگر اس نے وصیت نہ کی ہو اور کوئی وارث یا کوئی اور شخص اپنی طرف سے بہ طور احسان میت کی طرف صدقہ کردے تو جائز ہے اور اگر اتنی رقم نہ ہو سکی ہو مثلاً کل رقم ایک لاکھ ہے اور وارث کے پاس ھزار روپے ہیں تو سو آدمی بیٹھ جائیں اور وہ ایک شخص کو ھزار روپے میت کا ذمہ ساقط کرنے کی نیت سے دے تو وہ دوسرے شخص کو اس نیت سے

ھزار روپے دے حتی کہ جو ننانویں واں شخص ہے وہ سوویں شخص کو اس نیت سے ہزار روپے دیدے یا وارث یا فقیر ایک دوسرے کو سو بار دیں تو میت کی طرف سے ایک لاکھ روپے کے حقوق ساقط ہو جائیں گے اور ان سو آدمیوں میں سے ہر شخص کو ایک ہزار روپے صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔(۲۰۱)

تفسیر رفاعی:

یہ سید محمد رفاعی (عرب) متوفی ۱۹۸۹ء کا ترجمہ اور مختصر تفسیر ہے سید محمد رفاعی پیدائشی طور پر عرب ہیں۔کافی عرصہ دہلی میں رہے ہیں پھر لاہور سکونت پذیر ہوئے ہیں۔خود صوفی تھے پیری و مریدی سے بھی گہرا تعلق تھا اور بریلوی ذہنیت اور عقائد و نظریات کے پابند تھے مقدمہ تفسیر و ترجمہ میں اس تفسیر کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ تمام شکوک و شبہات کا ازالہ

۲۔ فضول اسرائلی روایات سے اجتناب

۳۔ عقائد کی درستگی اور فرقہ بندی سے پاک

۴۔ عربی سے اردو میں صحیح ترین ترجمہ وتفسیر

۵۔ عصر حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق

۶۔ اس کے مطالعہ سے ایمان تازہ اور پختہ ہو جاتا ہے

۷۔ اسلام پر پڑی ہوئی گرد صاف اور موجودہ تراجم قرآن کی تمام خامیاں دور کردی گئی ہیں (۲۰۲)

سید محمد رفاعی کے نزدیک ماقبل تمام تراجم غلط ہیں بلکہ انہی کا ترجمہ صحیح اور قرآن پاک کی شان کے مطابق ہے انہوں نے اپنے ترجمہ کیلئے مندرجہ ذیل اصول اپنائے ہیں

۱۔کسی صفت کا سدہ کا رجوع اللہ تعالیٰ کی طرف نہ ہو،اس کو عام انسانوں کی سطح پر نہ لایا جائے بلکہ وہ جو ہماری سوچ اور ذہنوں سے بالاتر ہے ترجمہ کرتے وقت اس کا خیال رکھا جائے۔

۲۔کارخانہ حیات میں اس نے جو اصول بنا دیئے ہیں مثلاً تخلیق،عمل اور ردعمل ،نشوونما،موت،دوبارہ حیات وغیرہ ۔۔ان کو مدنظر رکھا جائے۔

۳۔ رسالت مآب ﷺ کے مقام و مرتبہ کا لحاظ رکھا جائے۔

۴۔ قرآن پاک کی عظمت پیش نظر رہے

۵۔ اردو زبان نہایت سلیس اور عام فہم ہو

۶۔ عربی کے موزوں الفاظ، محاورات، ضرب الامثال پیش نظر رہیں

۷۔ غیر ضروری روایات جو یہود و نصاریٰ نے ہمارے دین کو مسخ کرنے کیلئے گھڑلی ہیں ان سے صرف نظر کیا جائے۔(۲۰۳)

ان کا کہنا ہے کہ مترجمین نے عربی کے محاورہ سے لاعلمی کی بناء پر اللہ تعالیٰ کو نعوذ باللہ گمراہ کرنے والا، چالباز، ٹھٹھا کرنے والا، داؤ چلانے والا اور گھات لگا کے بیٹھنے والوں میں سے بنادیا۔

ومکروا ومکر اللہ(۲۰۴) وہ مکر کرتے ہیں اور اللہ ان سے مکر کرتا ہے اور اللہ سب سے زیادہ مکر کرنے والا ہے(۲۰۵)۔

وہ ترجمہ کرتے ہیں ''وہ مکر کرتے ہیں اللہ ان کے مکر کو ان پر لوٹا دیتا ہے''(۲۰۶)

یہ عجیب وغریب اور انوکھا ترجمہ ہے جو ماقبل و مابعد تمام تراجم سے الگ ہے مثلاً چند ایات مبارکہ کے ترجمے یہاں پیش کرتا ہوں۔

بسم اللہ کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

۱۔بسم اللہ الرحمن الرحیم: اللہ کے لئے جو دنیا و آخرت کی نعمتیں عطا فرمانے والا ہے(۲۰۷)

۲۔الرحمن الرحیم:(۲۰۸) ترجمہ ''جو دنیا و آخرت کی نعمتیں عطا فرمانے والا ہے''(۲۰۹)

۳۔اھدنا الصراط المستقیم: (۲۱۰) ہمیں سیدھی راہ پر استقامت عطا فرما(۲۱۱)

۴.الم: اے الم (۲۱۲)(بلکہ حروف مقطعات میں ہر جگہ ''اے'' کا اضافہ کیا ہے)

۵.ختم اللہ علی قلوبھم(۲۱۳)(ان کے انکار کی وجہ سے)ان کے باطن پر پردے پڑ گئے ہیں(۲۱۴)

۶.فزادھم اللہ مرضاً(۲۱۵) پس اللہ کے اصول کے مطابق یہ مرض بڑھتا جاتا ہے(۲۱۶)

۷.اللہ یستھزئ بھم(۲۱۷)(اللہ کے اصول کے مطابق)ان کے ٹھٹھے کے اثرات انہیں پر مرتب ہوتے ہیں(۲۱۸)

۸.ورفعنا فوقکم الطور(۲۱۹) ''اور طور کی وجہ سے تمہیں بلند کردیا(۲۲۰)

۹.وما احل بہ لغیر اللہ(۲۲۱)''اور ہر وہ کام جو تم غیر خدا کے لئے کرتے ہو''(۲۲۲)

۱۰ .هن لباس لکم وانتم لباس لهن(۲۲۳) وہ تمہاری محرم ہیں اور تم ان کے محرم ہو' (۲۲۴)

(۱۱ .وما کنت لدیهم اذ یلقون اقلاهم(۲۲۵) اور آپ ان کے پاس تھے جب وہ قلموں سے قرعہ ڈالتے تھے(۲۲۶)

۱۲۔فتکون من الظالمین(۲۲۷) اور یہ کام انصاف سے بعد ہے(۲۲۸)

۱۳ .ان ابانا لفی ضلال مبین(۲۲۹) اور ہمارے باپ صراحتاً ان کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں(۲۳۰)

۱۴ .واحلل عقدہ من لسانی(۲۳۱) اور میری زبان میں ایسی تاثیر پیدا کردے(۲۳۲)

۱۵ .اللہ نور السموت والارض(۲۳۳) اللہ آسمانوں اور زمین کا منور کرنے والا ہے(۲۳۴)

۱۶ .وما یدریک لعل الساعة قریب(۲۳۵) اور آپ تو جانتے ہیں کہ قیامت کی گھڑی قریب ہی ہے(۲۳۶)

۱۷ .واستغفر لذنبک(۲۳۷) اور خود کو گناہوں کے کاموں سے بچاتے رہو(۲۳۸)

۱۸ .وما ادرک(۲۳۹) اور آپ تو جانتے ہیں(۲۴۰)

۱۹ .ووجدک ضالا فهدیٰ(۲۴۱) اور آپ گمنام تھے تو ہم نے آپ کو تمام عالم سے متعارف کروایا(۲۴۲)

تفسیری نوٹ:۔

جس طرح ترجمہ انوکھا ہے اسی طرح ان میں مختلف آیات پر تفسیری نوٹ بھی منفرد اور شاذ ہیں، تمام مفسرین سے ایک الگ راہ اپنائے ہیں۔ان کی رائے کے مطابق بعض مفسرین نے اپنی تمام تفاسیر کو اسرائیلی روایات سے مزین کیا اور آخر میں لکھ دیا کہ اس واقعہ کا ثبوت قرآن سے نہیں ملتا۔ثبوت نہیں ہے تو پھر کاغذ اور قاری کا وقت ضائع کرنے کی کیا ضرورت تھی بس اس کا مقصد تفسیر کو ضخیم کرنا تھا۔۲۴۳)

لہٰذا سید محمد رفاعی نے ان تمام روایات سے پہلو تہی کی ہے۔چند نمونے ملاحظہ ہوں:

۱۔اقرأ باسمک ربک الذی خلق(۲۴۴)

میں رحمت عالم کا جواب ما انا بقاریٔ(۲۴۵) مفسرین یہاں رسول اللہ ﷺ کے متعلق اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں

'' میں پڑھا ہوا نہیں ہوں،، کرتے ہیں اور ایک لمبا واقعہ بھی اس سلسلے میں نقل کرتے ہیں لیکن سید محمد رفاعی اس واقعہ کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔بلکہ''ما انابقاری'' کا ترجمہ ''کیا پڑھوں'' کرتے ہیں۔(۲۴۶)

۲۔عبس و تولیٰ ان جاء ہ الاعمی(۲۴۷)

اس کی تفسیر میں عام مفسرین فرماتے ہیں کہ جب آپؐ کے مؤذن اور نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم (۲۴۸) تشریف لائے تو آپؐ نے منہ پھیرلیا اور تیوری چڑھائی۔سید محمد رفاعی کے نزدیک ''ہ'' کی ضمیر رسولؐ کی طرف نہیں بلکہ ''ہ'' کی ضمیر بنوامیہ کے اس سردار کی طرف ہے جس سے آپؐ محو گفتگو تھے۔(۲۴۹)

۳۔سید محمد رفاعی کے مطابق آدمؑ اور حواء دونوں کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا تھا حواء کو آدم کی بائیں پسلی سے پیدا کرنے کی روایت من گھڑت ہے اور ساتھ قابیل و ہابیل کا رشتے پر جھگڑا قتل وغیرہ بھی صحیح نہیں بلکہ قابیل و ہابیل کی لڑائی بھی حضرت آدمؑ کے بعد جانشینی پر تھی قابیل کا خیال تھا کہ مجھے جانشین بنایا جائے لیکن ھابیل میں حضرت آدمؑ کی جانشینی کی خوبیاں موجود تھیں قابیل میں نہیں تھیں لہٰذا قابیل نے طیش میں آکر قتل کیا قیامت تک جو قتل ناحق ہوگا اس کا گناہ قاتل کے علاوہ قابیل کی گردن پر بھی ہوگا۔(۲۵۰)

۴۔وایدنہ بروح القدوس(۲۵۱)

اللہ تعالیٰ انبیاء کو روح القدس کے ساتھ مبعوث فرماتا ہے،روح القدس نبی کو حقیقت اشیائے عالم سے باخبر رکھتی ہے،روح القدس کا ایک سرا اللہ کی طرف اور دوسرا انسانی کی طرف ہوتا ہے۔(۲۵۲)

فکیف اذا جئنا من کل امة بشھید و جئنابک علی ھؤلاء شھیداً(۲۵۳)

ہر نبی اپنی امت کا نگہبان ہوتا ہے اگر نگہبان نہ ہو تو نبی نہیں ہوتا اس کا باعث یہ ہے کہ تمام انسانوں کی موت نیند کی کیفیت رکھتی ہے اور ادراک وشعور ان کا ختم ہو جاتا ہے اور وہ اس عالم مادی سے بےخبر ہوتا ہے مگر انبیاء علیہم السلام کی موت کی کیفیت حالت بیداری کی ہوتی ہے موت کے بعد انبیاء بیداری کی کیفیت میں ہوتے ہیں۔آپ مخلوق اول ہیں اور قیامت تک کے تمام واقعات کے شاہد ہوں گے(۲۵۴)

واذ قال ابراھیم لابیه ازر(۲۵۵)

آزر حضرت ابراہیمؑ کا چچا تھا باپ نہیں باپ کا نام تارخ تھا۔(۲۵۶)

ثم استویٰ علی العرش(۲۵۷)

عرش سے مراد حکومت لیتے ہیں تفسیر یوں کرتے ہیں ''عرش سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی حکومت پر پوری طرح مسلط اور متوجہ ہوا اس عالم کی طرف اور وہ غالب اور محیط ہوا تمام کائنات پر۔(۲۵۸)

وخروا له سجدا(۲۵۹)

یہاں سجدہ سے ''سجدہ شکر'' مراد ہے(۲۶۰)

''اس سجدہ سے مراد نہ سجدہ تعظیمی ہے نہ واجبی۔ یہ صرف سجدہ شکر تھا(۲۶۱)

وذکرھم بایام اللہ(۲۶۲) ان سے تین دن مراد ہیں

ا۔ایک جس دن مہدیؑ کا ظہور ہوگا۔ ۲۔دوسرے موت کا دن ۳۔اور تیسرے قیامت کا دن۔
یعنی ان کو ان دنوں کی یاد دلاؤ، جو ان کو یاد کرے گا وہ گناہوں سے بچ جائے گا۔(۲۶۳)

مراجع

(۱) مولانا نقی علی خان معروف عالم حنفی تھے پڑھان برادری سے تعلق رکھتے تھے باپ کا نام رضا علی خان تھا اہل حدیث حضرات کے شدید مخالف تھے کئی کتابوں کے مصنف تھے ۱۲۹۷ھ آپ کی وفات ہے (تذکرہ علماء ہند ص۲۴۴، ۲۵۰، نزہۃ الخواطر ج ۷ ص ۵۰۸)

۔ حیات اعلیحضرت مولانا ظفر الدین قادری ص۶۴ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور ۲۰۰۳ء

(۲) بریلی میں ۱۲۲۴ھ کو پیدا ہوئے، اسی شہر میں پرورش پائی فقہ میں عبور حاصل تھا واعظ بھی تھے ۱۲۸۲ھ کو فوت ہوئے۔ (تذکرہ علماء ہند ص۱۲۱)

(۳) مقدمہ فتاوٰی رضویہ ج ۱ ص ۱۲

۔ حیات امام احمد رضا خان۔ مولانا محمد ظفر الدین بہاری ص ۱۴۰

۔ نزہۃ الخواطر ج ۸، تذکرہ علماء اہل سنت۔ محمود احمد قادری مطبوعہ فیصل آباد

(۴) نعیم الدین: مراد آباد میں پیدا ہوئے، مولانا احمد رضا خان سے بریلی میں تعلیم حاصل کی کنز الایمان پر حاشیہ آپ کی یادگار ہے ۱۳۶۷ھ کو فوت ہوئے۔

مقدمہ کنز الایمان ص ۳

(۵) هو واصل بن عطاء المعتزلي المعرو بالغزال، متكلم، اديب، خطيب، بليغ ولد بالمدينة ونشأ بالبصرة واليه تنسب المعتزلة توفي سنة ۱۳۱ھ.

وفيات الاعيان ج۲ ص ۲۲۳، معجم الادباء ج۱۹ ص ۲۴۳

ميزان الاعتدال ج۳ ص ۲۶۷، فوات الوفيات ج۲ ص ۳۱۷

(۶) جبائی: هو محمد بن عبد الوهاب بن اسلام الجبائي البصري المعتزلي ابو علي متكلم مفسر توفي سنة ۳۰۳ھ.

سير النبلاء ج۹ ص ۱۸۵، البداية ض ۱۱ ص ۱۲۵

(۷) سهر وردی: هو عمر بن محمد بن عبد الله القرشي التيمي البكري السهروردي الشافعي، شهاب الدين ابو حفص صوفي مشارك بعض العلوم توفي سنة ۶۳۲ھ.

وفيات الاعيان ج۱ ص ۳۸۰، شذرات الذهب ج۵ ص ۱۵۳

(۸) سید طحطاوی:

(۹) محاسن کنز الایمان: ملک شیر محمد اعوان ص ۱۰۹ مرکزی مجلس رضا لاہور طبع سوم

(۱۰) الشاہ احمد رضا خان ۔ ص ۸۲

(۱۱) اختتامیہ خیابان رضا ۔ ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد ص ۱۰ مطبوعہ لاہور

(۱۲) مقالات رضویہ ۔ علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری (عنوان اصول ترجمہ قرآن کریم) ص ۲۲ تا ۲۴ الستار پبلی کیشن لاہور سطن

(۱۳) مقالات رضویہ ص ۲۷، ۲۸

(۱۴) مقالات رضویہ۔ ص ۲۹۔

(۱۵) مفتی احمد یار خان ابن مولانا محمد یار بدایونی ۱۳۲۴ھ کو بھارت میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم بریلی جا کر مولانا احمد رضا خان سے ۱۳۴۴ھ کو مکمل کی پھر یہاں گجرات آ کر تدریس کا کام جاری رکھا (مسلک میں بہت سخت تھے علماء دیو بند کو کسی طور برداشت نہ کرتے تھے) کئی کتابوں کے مصنف تھے ۱۳۹۱ھ کو وفات پائے

(تذکرہ علماء اہل سنت۔ ص ۵۴ تا ۵۹)

(۱۶) تفسیر نعیمی۔ مفتی احمد یار خان گجراتی ص ۴،۳۔ نعیمی کتب خانہ گجرات ۱۴۰۲ھ

(۱۷) تفصیل کے لئے: تفسیر رفیعی (شاہ رفیع الدین کا ترجمہ تحت اللفظ) شاہ عبد القادر کا ترجمہ با محاورہ۔ بیان القرآن۔ مولانا اشرف علی تھانوی (بریکٹوں والا) ترجمان القرآن۔ ابوالکلام آزاد۔)

(۱۸) البقرہ:۲

(۱۹) کنزالایمان: البقرہ:۲

(۲۰) تفسیر رفیعی۔ البقرہ:۲

(۲۱) ترجمہ شاہ عبد القادر۔ البقرہ:۲

(۲۲) ترجمہ شیخ الہند ایضاً۔

(۲۳) تفسیر ماجدی ایضاً۔

(۲۴) فتح الحمید۔ مولانا فتح محمد جالندھری ایضاً۔

(۲۵) البقرہ:۴

(۲۶) کنزالایمان۔ البقرہ:۴

(۲۷) البقرہ:۹

(۲۸) کنزالایمان: البقرہ:۹

(۲۹) ترجمہ شاہ رفیع الدین: البقرہ:۹

(۳۰) ترجمہ شاہ عبد القادر۔ البقرہ:۹

(۳۱) ترجمہ مولانا محمود الحسن۔ البقرہ:۹

(۳۲) ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی: البقرہ:۹

(۳۳) البقرہ:۱۸

(۳۴) کنزالایمان۔ البقرہ:۱۸

(۳۵) اکلیل علی مدارک التنزیل ج ۱:۲

(۳۶) البقرہ:۳۷

(۳۷) کنزالایمان: البقرہ:۳۷

(۳۸) تفسیر ابی السعود علی ھامش الکبیر (المسمی ارشاد العقل السلیم الی مذایا القرآن الکریم۔ ابو السعود محمد بن محمد العماری المتوفی ۹۵۱ھ

(۳۹) البقرہ:۳۷

(۴۰) کنزالایمان: البقرہ:۳۷

(۴۱) ترجمہ شاہ عبد القادر البقرہ:۱۳۷

(۴۲) ترجمہ شیخ الہند: البقرہ:۱۳۷

(۴۳) المائدہ:۴۹

(۴۴) کنز الایمان: المائدہ:۴۹

(۴۵) المائدہ:۴۹

(۴۶) نور العرفان ایت مذکورہ

(۴۷) محمد:۱۹

(۴۸) کنز الایمان: محمد:۱۹

(۴۹) الفتح:۲

(۵۰) کنز الایمان: الفتح:۲

(۵۱) نور العرفان الفتح:۳

(۵۲) النساء:۹۵

(۵۳) نور العرفان: النساء:۹۵

(۵۴) الشعراء:۸۲

(۵۵) نور العرفان: الشعراء:۸۲

(۵۶) ۱۳۵۷ھ میں دہلی میں پیدا ہوئے ۱۹۴۷ء پاکستان آئے۔ جامعہ نعیمہ لاہور، جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال، اور جامعہ قادریہ فیصل آباد سے تعلیم مکمل کی۔ اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔

(۵۷) کنز الایمان پر اعتراضات کا آپریشن، مفتی عبدالمجید رضوی۔ ص ۳۳، ۲۸۵ تا ۳۱۲۔ کاظمی کتب خانہ رحیم یار خان۔

(۵۸) ایضا

(۵۹) شرح مسلم۔ ج ۳۔ ص ۹۸ تا ۱۰۰، ج ۴ ص ۶۹۱ تا ۶۹۴۔ ج ۷ ص ۳۲۴ تا ۳۴۶

(۶۰) ایضاً

(۶۱) صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۱۶، ۷۱۷

(۶۲) ایضاً ص ۹۴۶

(۶۳) النساء:۱۰۶

(۶۴) النصر:۳

(۶۵) محمد:۱۹

(۶۶) بقرہ:۳۹

(۶۷) کنز الایمان: البقرہ:۳۹

(۶۸) البقرہ:۷۸

(۶۹) کنز الایمان: البقرہ:۷۸

(۷۰) النساء:۴۱

(۷۱) کنزالایمان:۴۱

(۷۲) قران: حج وعمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھنا، پہلے کرکے پھر حج کرنا جو شخص ایسا کرے اس کو قارن کہتے ہیں

(۷۳) ایام حج میں پہلے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کرلینا اور اس کے بعد اسی سال اسی سفر میں حج کا احرام باندھ کر حج کرنا، جو شخص ایسا کرے اس کو متمتع کہتے ہیں

(علم الفقہ مولانا عبدالشکور لکھنوی فاروقی متوفی ص ۵۳۲ دارالاشاعت کراچی ۱۴۰۱ھ

(۷۴) البقرہ:۱۹۶

(۷۵) کنزالایمان: البقرہ:۱۹۶

(۷۶) الهدایہ . للشیخ الامام ابو الحسن علی بن ابی بکر برهان الدین المرغینانی المتوفی ۵۹۳ھ کتاب الحج باب القران والتمتع

(۷۷) البقرہ: ۲۶۰

(۷۸) نورالعرفان المعروف تفسیر نعیمی ج ۳: البقرہ:۲۶۰

(۷۹) البقرہ:۲۶۱

(۸۰) نورالعرفان: البقرہ:۲۶۱

(۸۱) خزائن العرفان: البقرہ:۲۶۱

(۸۲) المعارج:۱۹

(۸۳) نورالعرفان: المعارج:۱۹

(۸۴) ابراھیم:۵

(۸۵) نورالعرفان: ابراھیم:۵

(۸۶) الماعون:۱

(۸۷) نورالعرفان: الماعون:۱

(۸۸) بنی اسرائیل :۲۴

(۸۹) نورالعرفان بنی اسرائیل:۲۴

(۹۰) یونس:۵۹

(۹۱) خزائن العرفان: یونس:۵۹

(۹۲) المائدہ:۱۹

(۹۳) التوبہ:۱۲۷

(۹۴) خزائن العرفان: المائدہ:۱۹، التوبہ: ۱۲۷

(۹۵) مقدمہ تفسیر نعیمی ص ۳،۴

(۹۶) فاتحہ:۴

(۹۷) تفسیر نعیمی: مفتی احمد یار خان گجراتی: فاتحہ:۴

(۹۸) فاتحہ:۴

(۹۹) تفسیر نعیمی: الفاتحہ:۴

(۱۰۰) الانبیاء:۸۷، ۸۸

(۱۰۱) ایضا:۸۳

(۱۰۲) غافر:۴۴

(۱۰۳) ال عمران: ۱۸۳

(۱۰۴) القمر:۱۰

(۱۰۵) تفسیر نعیمی: ج ۱۷ص ۱۰

(۱۰۶) ایضاً

(۱۰۷) ایضا

(۱۰۸) تفسیر نعیمی۔ ج ۱۷۔ الانبیاء:۱

(۱۰۹) الانبیاء:۱

(۱۱۰) تفسیر نعیمی ج ۱۷۔ الانبیاء:۱

(۱۱۱) تفسیر نعیمی: ج ۱۷ انبیاء:۱

(۱۱۲) انبیاء:۱

(۱۱۳) تفسیر نعیمی: ج ۱۷: انبیاء:۱

(۱۱۴) الانبیاء:۳

(۱۱۵) تفسیر نعیمی ج ۱۷: انبیاء:۳

(۱۱۶) انبیاء:۴۱

(۱۱۷) تفسیر نعیمی: انبیاء:۴۱ ج ۱۷

(۱۱۸) انبیاء:۷۲

(۱۱۹) محمد بن عبدالوهاب: هو محمدبن عبد الوهاب التميمي النجدى، فقيه، اصولى، مفسر، محدث، متكلم، قام بالدعوة الى العقيدة السلفية والعمل بالكتاب والسنة توفى سنة ۱۲۰٦ھ .

طبقات الحنابلة جميل الشطى ص ۱۱۱ ، الاعلام لزركلى ج۷ ص ۱۳۷

ایضاح المکنون ج ۱ ص ۳۰۷

(۱۲۰) تفسیر نعیمی: ج ۱۷ انبیاء:۷۲

(۱۲۱) سید محمد احمد قادری بن سید دیدار علی الور میں ۱۳۱۴ھ پیدا ہوئے، علوم وفنون کی تکمیل اپنے والد سے کی مسجد وزیر خان لاہور کے خطیب رہے ۱۳۸۰ھ کو فوت ہوئے۔ تذکرہ علماء اہل سنت ۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ص ۳۱۸، تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۲۲۵، ۴۲۸

آکابر تحریک پاکستان محمد صادق قصوری ص ۱۳۹ مکتبہ رضویہ گجرات ۱۹۷٦ء

(۱۲۲)الاعراف:۱۵۷

(۱۲۳)کنزالایمان:الاعراف:۱۵۷

(۱۲۴)ص:۶۷

(۱۲۵)ھود:۴۹

(۱۲۶)البقرۃ:۳۳

(۱۲۷)الحجر:۴۹

(۱۲۸)ال عمران:۱۵

(۱۲۹)تفسیر الحسنات:ج۱(دیباچہ)

(۱۳۰)النور:۶۳

(۱۳۱)تفسیر الحسنات ج۱(دیباچہ)

(۱۳۲)الفاتحہ:۴

(۱۳۳)تفسیر نعیمی ج۱الفاتحہ:۴

(۱۳۴)المائدہ:۳۵

(۱۳۵)البقرہ:۱۵۳

(۱۳۶)محمد:۷

(۱۳۷)المائدہ:۲

(۱۳۸)ال عمران: ۵۲، الصف: ۱۴

(۱۳۹)تفسیر الحسنات ج۱

(۱۴۰)ال عمران:۱۲۵

(۱۴۱)تفسیر الحسنات:ج۱ ال عمران۱۲۵:

(۱۴۲)البقرہ:۱

(۱۴۳)تفسیر الحسنات:ج۱البقرہ:۱

(۱۴۴)تفسیر الحسنات:البقرہ:۱

(۱۴۵)ایضا

(۱۴۶)۱۹۱۸ء مطابق ۱۳۲۶ھ کو سرگودھا میں پیدا ہوئے، دارلعلوم محمودیہ غوثیہ بھیرہ میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۴۵ء میں پنجاب یونیورسٹی سے بی اے کیا ۱۹۵۱ء میں جامعہ ازہر مصر چلے گئے۔ وہاں ۱۹۵۴ء میں الشهادة العالمیہ، تخصص القضاۃ کیا، پھر واپسی پر جامعہ رضویہ بھیرہ میں مدرس مقرر ہوئے۔ ضیاء القرآن کے علاوہ ضیاء النبی آپ کی یادگار ہے ۱۴۰۳ھ میں فوت ہوئے۔

(تعارف علماء اہلِ سنت۔ مولانا محمد صدیق ہزاروی ص۲۷۲، ۲۷۳ مکتبہ قادریہ لوہاری دروازہ لاہور

(۱۴۷)ضیاء القرآن ج۱(مقدمہ) ص۱۰

(۱۴۸)البقرہ:۱۰۳

(۱۴۹)مقدمہ ضیاءالقرآن ج۱ص۱۱

(۱۵۰)تفسیر ضیاءالقرآن (مقدمہ) ج۱ص۱۱

(۱۵۱)ایضاص۱۲

(۱۵۲)ایضا

(۱۵۳)ضیاءالقرآن ج۱ص۳۲

(۱۵۴)ایضاج۱ص۳۲

(۱۵۵)الفاتحہ:۴

(۱۵٦)ضیاءالقرآن ج۱الفاتحہ:۴

(۱۵۷)البقرہ:۱۷۳

(۱۵۸)ضیاءالقرآن ج۱البقرہ:۱۷۳

(۱۵۹)ال عمران:۱۵۹

(۱٦۰)ضیاءالقرآن ج۱ال عمران:۱۰۹

(۱٦۱)ال عمران:۱۷۹

(۱٦۲)ضیاءالقرآن ج۱ال عمران:۱۷۹

(۱٦۳)ایضاً

(۱٦۴)المائدہ:۴۹

(۱٦۵)ضیاءالقرآن ج المائدہ:۴۹

(۱٦٦)الانعام:۵۹

(۱٦۷)ج۱الانعام:۵۹

(۱٦۸)خزائن العرفان:الانعام:۷۵

(۱٦۹)الانعام:۷۵

(۱۷۰) ضیاءالقرآن ج۱الانعام:۷۵

(۱۷۱) الانعام:۱۵۳

(۱۷۲)ضیاءالقرآن ج۱الانعام:۱۵۳

(۱۷۳)تفصیل ضیاءالقرآن میں

(۱۷۴)تفصیل کے لئے ج۱

(۱۷۵)الاعراف:۲۰۵

(۱۷٦)ضیاءالقرآن ج ۲ الاعراف:۲۰۵

(۱۷۷)الاعراف:۴۴

(۱۷۸)ضیاء القرآن ج۲الاعراف:۴۴

(۱۷۹)ایضا :الاعراف:۴۴

(۱۸۰)ضیاء القرآن ج ۲الرعد:۴۴

(۱۸۱)الحج:۵۲

(۱۸۲)ضیاء القرآن ج۲الحج :۵۲

(۱۸۳)النجم:۲۰

(۱۸۴)خزائن العرفان الحج:۵۲

(۱۸۵)الشعراء:۲۱۶

(۱۸۶)ضیاء القرآن ج۲الشعراء:۲۱۶

(۱۸۷)الروم:۵۲

(۱۸۸)ضیاء القرآن ج۲الروم:۵۲

(۱۸۹)تفصیل کے لئے ضیاء القرآن

(۱۹۰)سعید کاظمی: احمد سعید کاظمی بن سید محمد مختار کاظمی حنفی ۱۹۱۳ء کو پیدا ہوئے، کئی کتابوں کے مصنف تھے علماء بریلوی آپ کو اپنے دور کا غزالی کہتے ہیں ۴ جون ۱۹۸۴ء کو فوت ہوئے۔ (ماھنامہ عرفات لاہور ۔ شوال ۱۴۲۵ھ ۔پروفیسر غلام سرور رانا)

(۱۹۱)تفسیر ''البیان''۔ تفصیل کیلئے ان کی تفسیر (ایک جلد میں) دیکھئے

(۱۹۲)بیان القرآن (حدیث دل، ج ۱ ص ۴۴ فرید بک سٹال ۳۸ اردو بازار لاہور ۱۴۲۰ھ

(۱۹۳)ایضا دیباچہ (حدیث دل)

(۱۹۴)الفاتحہ: ۴

(۱۹۵)خزائن العرفان: ۴

(۱۹۶)النور: ۳۲

(۱۹۷)تبیان القرآن ج اایضا

(۱۹۸)الفاتحہ: ۴

(۱۹۹)تبیان القرآن ج ۳

(۲۰۰)البقرۃ: ۶۵

(۲۰۱)تبیان القرآن ج ۱ص ۴۴۷،۴۴۸

(۲۰۲)مقدمہ تفسیر رفاعی۔ ص ۱

(۲۰۳)ایضاً ص ۴

(۲۰۴)ال عمران:۵۴ (۲۰۵)ترجمہ تفسیر رفاعی:ال عمران:۵۴
(۲۰۶)الفاتحہ (۲۰۷)ترجمہ تفسیر رفاعی:الفاتحہ (۲۰۸)الفاتحہ:۲
(۲۰۹)ترجمہ رفاعی:الفاتحہ۲ (۲۱۰)الفاتحہ:۵ (۲۱۱)ترجمہ رفاعی:الفاتحہ:۵
(۲۱۲) ترجمہ رفاعی:البقرہ:۱ (۲۱۳)البقرہ:۷ (۲۱۴)ترجمہ رفاعی:البقرہ:۷
(۲۱۵)البقرہ:۱۰ (۲۱۶)ترجمہ رفاعی:البقرہ:۱۰ (۲۱۷)البقرہ:۱۵
(۲۱۸)ترجمہ رفاعی:البقرہ:۱۵ (۲۱۹)البقرہ:۶۳ (۲۲۰)ترجمہ رفاعی:البقرہ۶۳
(۲۲۱)البقرہ:۷۳ (۲۲۲)ترجمہ رفاعی:البقرہ:۷۳ (۲۲۳)البقرہ:۱۸۷
(۲۲۴)ترجمہ رفاعی:البقرہ:۱۸۷
(۲۲۵)ال عمران:۴۴ (۲۲۶)ترجمہ رفاعی:ال عمران: ۴۴
(۲۲۷)الانعام:۵۲ (۲۲۸) ترجمہ رفاعی: الانعام:۵۲
(۲۲۹)یوسف:۸ (۲۳۰)ترجمہ مذکورہ یوسف:۸
(۲۳۱)طٰہٰ:۲۷ (۲۳۲)ترجمہ مذکورہ طٰہٰ؛۲۷
(۲۳۳)النور:۳۵ (۲۳۴)ترجمہ رفاعی النور:۳۵
(۲۳۵) الشوریٰ: ۱۷ (۲۳۵)ترجمہ رفاعی: النور:۳۵
(۲۳۶)المومن:۵۵ (۲۳۸)ترجمہ رفاعی ؛ المومن:۵۵
(۲۳۹) الانفطار:۱۷،۱۸ (۲۴۰)ترجمہ مذکورہ الانفطار؛۱۷،۱۸
(۲۴۱)الضحیٰ:۷ (۲۴۲)ترجمہ رفاعی مذکورہ الضحیٰ؛۷
(۲۴۳)ترجمہ وتفسیر(مقدمہ)ص۳
(۲۴۴) العلق:۱
(۲۴۵) البدایہ والنھایہ ج۳ص۱۲ عیون الاثر
(۲۴۶)تفسیر رفاعی: العلق:۱
(۲۴۷) العبس:۱،۲
(۲۴۸)المائدہ:۲۷،۲۸،۲۹،۳۰،۳۱،۳۲
(۲۴۹)تفسیر رفاعی: عبس: ۱،۲
(۲۵۰)تفسیر رفاعی المائدہ: ۲۷
(۲۵۱)البقرہ:۲۵۳
(۲۵۲)تفسیر رفاعی ۲۵۳
(۲۵۳)الانعام: ۷۵ (۲۵۴)تفسیر رفاعی:انعام:۷۵

(۲۵۵)الاعراف:۵۴، (۲۵۶)تفسیر رفاعی:الاعراف:۵۴

(۲۵۷)یونس:۳ (۲۵۸)تفسیر رفاعی:یونس:۳

(۲۵۹)یوسف:۱۰۰ (۲۶۰)تفسیر رفاعی:یوسف:۱۰۰

(۲۶۱)ایضا (۲۶۲)ابراہیم:۵

(۲۶۳)تفسیر رفاعی:ابراہیم:۵

باب چہارم

فصل نہم

مولانا عبدالحق حقانی متوفی ۱۳۳۵ھ

تفسیر اور فہم قرآن میں ان کا منہج

سرسید پر اُن کی عالمانہ تنقید

تعارف:

آپ اصل میں گمتھلا ضلع انبالہ (بھارت) کے رہنے والے تھے، درس نظامی کی کتابیں مولانا لطف اللہ علی گڑھی (۱) سے پڑھیں اور حدیث مولانا عالم علی نیگینوی (۲) سے پڑھی پھر مدرسہ فتح پوری دھلی میں تدریس کرتے رہے تدریس کے ساتھ تصنیف کا سلسلہ بھی جاری رہا "آپ کی تصانیف میں مشہور عقائد الاسلام' البیان فی علوم القرآن' اور فتح المنان فی تفسیر القرآن ہیں (۳) ''وکان قوی المباحثة شدید الرغبة 'ملیح البحث حلو المذاکرة مداعا مزاحا بشوشا طیب النفس . (۴)

آپ سلوک میں شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادابادی (۵) سے **بیعت** تھے

فتح المنان المعروف بہ تفسیر حقانی:

وجہ تصنیف: لکھتے ہیں

''جب تخمیناً سو برس سے بڑے دور دراز سے ایک قوم عیسائی 'دانشمند' آزادی پسند ہندوستان میں آئی تو اپنے صدہا جہاز الحاد اور شراب خوری وغیرہ کے بھر لائی اول تو یوں ہی مسلمانوں کی حالت خراب تھی اس پر آزادی اور الحاد کی برانڈی نے تو وہ آفت ڈھائی۔کہ '' ازاں افیون که ساقی در مے افگند۔ حریفاں را نه سر ماند نه دستار (۶)

آگے مزید اس کی تفصیل لکھتے ہیں کہ اس سے کیا نقصان ہوا؟

''جس سے غفلت اور باہمی نزاع اور بے دینی نے ہر طرف سے محیط ہو کر دینی و دنیوی برکات کا خاتمہ کر دیا یہاں ان کا دل خوش کرنے کے لئے ایک قوم نے تو وہ طرز اختیار کیا کہ اھل یورپ کا پورا جامہ ہی پہن لیا جس طرح وہ لوگ برائے نام عیسائی اور در حقیقت سخت ملحد ہیں نہ خدا کے قائل نہ ملائکہ وحشر و نشر' ثواب وعقاب' حلال وحرام طاہر و نجس سے واقف ایک ریفارمر مصلح الہام اور کلام ملائکہ مجنونوں کی بڑ' اسی طرح یہ لوگ بھی نبی اور ملائکہ اور الہام اور جبرئیل اور خرق عادات انبیاء علیہم السلام اور نعمائے جنت اور جہنم کے وہ عقوبات کہ نصوص قرآن سے ثابت ہیں یہ ان سب کے منکر ہیں (۷)

پھر کنائے الفاظ میں سرسید پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''پھر ان کفریات اور پادریوں اور ملحدانِ یورپ کے معتقدات کا تحقیق اور ''ترقی اسلام،، رکھ کر صدہا دولت مندوں اور آزادی پسندوں کو تفسیر کے پیرایہ میں ملحد و گمراہ بلکہ حقیقی اسلام کا بدخواہ بنا دیا، حیف صدہا روحانی زہر کا پیالہ پلا دیا، لہذا حمیت اسلامی اور اہل اسلام کی نفع رسانی نے مجھ جیسے بے لیاقت کو مجبوراً اردو مین ایسی ''**تفسیر**'' لکھنے پر مامور کیا'' (۸)

تفسیر حقانی کے تفردات وخصوصیات:

سرسید احمد خان متوفی ۱۸۹۸ء کے افکار کے باعث جدید تعلیم یافتہ لوگوں مین فکری تشتت پیدا ہوا ' دور استعمار میں عیسائی مشنری اور آریہ سماج کے مبلغین اسلام کے خلاف اعتراضات کا ایک طوفان کھڑا کئے ہوئے تھے ایسے میں ان افکار کی تردید میں تفسیر حقانی کو ممتاز خصوصیت حاصل ہے.

مولانا عبدالحق حقانی متوفی ۱۳۳۵ھ کی تفسیر خصوصی اہمیت کی حامل ہے اس میں مصنف نے ہندوں اور عیسائیوں کے اعتراضات کے جواب دیئے ہیں اور اسی طرح سرسید کے اٹھائے ہوئے سوالات کو بھی پیش نظر رکھا ہے' تعدد ازدواج' معراج النبی ﷺ' معجزات' قرآن مجید اور اس کی تدوین اس کے مضامین وتعلیمات اور اسلام کے اصول دعوت پر اُٹھائے جانے والے سوالات وشبہات کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے.

نیز تفسیر کے مقدمہ میں وجود باری تعالیٰ' معجزات' ملائکہ' جنت ودوزخ 'وحی والہام یاجوج ماجوج اور دجال وغیرہ پر بحث کی گئی ہے سرسید کے افکار کا رد کیا گیا ہے شاہ ولی اللہ دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ) کے علوم پنجگانہ کو بھی شامل کیا گیا ہے مقدمہ تفسیر ایک مستقل کتاب ہے جو اس دور کے تقاضوں کے حوالے سے ایک مفید تصنیف ہے مصنف چوں کہ راسخ العقیدہ عالم ہیں اس لئے تعبیرات میں کہیں بھی سلف صالح کے مسلک سے انحراف نہیں کیا ہے عقلی دلائل میں بھی متکلمین اسلام کے دائرہ کو پیش نظر رکھا ہے.

تفسیر حقانی متجددین ومستشرقین کے عقلیت پرستانہ خیالات کا جواب بھی مہیا کرتی ہے اور ہندوں اور عیسائیوں کے اعتراضات کا رد بھی، اس میں بالعموم اور اس کا مقدمہ بالخصوص ان اعتراضات کو رفع کرنے کی ایک کامیاب کوشش ہے.

مزید خصوصیات وامتیازات:

اس تفسیر میں نقلیات کو بڑی احتیاط سے لیا ہے حل لغات' اعراب اور جو کچھ بلاغت وفصاحت سے متعلق ہے وہ اس فن کی عمدہ کتابوں سے ماخوذ ہے اس تفسیر میں ذیل باتوں کو ملحوظ رکھا ہے.

۱: توضیح مطالب

۲: احکام کی تشریح اور ان کے اسرار اور مخالفوں کے اعتراضات کے جوابات'

۳: الفاظ قرآنی میں قیود کے فوائد کا بیان '

۴: قصص انبیاء کی محققانہ تحقیق'

۵: مخالفوں کے اعتراضات کے جوابات واقعات کے مواقع کے نقشے'

۶: امثال واستعارات وکنایات ومجاز قرآنی کی توضیح اوران کے فوائد'

۷: مبدء ومعاد کی تشریح اوران کا ادلّہ عقلیہ ونقلیہ سے اثبات'

۸: جہاں کہیں قرآن نے مذاہب باطلہ کا رد کیا ہے اس مذہب کے مؤرخانہ حالات اوران آیات سے ان کی رد کے دلائل'

۹، ناسخ ومنسوخ ، مطلق مقید' محکم ومتشابہ اور مبہمات قرآنیہ کا بیان تسلی بخش'

۱۰: آیات کا ارتباط ایسے محکم اصول پر کہ جس سے قرآن کا اعجاز ثابت ہو'

۱۱: اسباب نزول اوران سے آیات قرآنیہ کا پورا پورا تعلق'

۱۲: جہاں انسانی سعادت وشقاوت کا قرآن میں بیان ہے اس کی تصویر کھینچ کر یہ بتایا گیا ہے کہ بجز انبیا علیھم السلام والہام الٰہی کے ایسے امور کو انسان جان نہیں سکتا اور جو کچھ علوم عقلیہ سے جانتا بھی ہے تو اس میں قوت خیالیہ کی صدہا امیزش ہیں'

۱۳: مرنے کے بعد جو کچھ انسانی اعمال وعقائد کے نتائج قرآن نے جہاں کہیں بیان فرمائے ہیں وہاں روحانی اسرار کا اظہار کر کے کامل ثبوت پیش کیا ہے'

۱۴: جہاں اس نے اپنی نعمتوں کا اظہار فرمایا وہاں انسانی اور خدائی ربط کا اظہار ثابت کیا ہے

۱۵: جہاں مذاہب باطلہ یا فلسفہ جدید وقدیم کے اعتراضات وارد ہوتے ہیں ان کا تسلی بخش جواب دیا ہے اور معترضوں کی غلط فہمی کو ظاہر کیا ہے'

۱۶: آیات توحید وصفات جس موقعہ پر آئی ہیں اول تو ان کی اس موقعہ سے مناسبت پھر دلائل وبراہین سے ان کا اثبات وتوضیح کی ہے

۱۷: سلف صالحین کی پابندی ملحوظ رکھی ہے تاویلات باطلہ سے اجتناب کیا گیا ہے

۱۸: مسائل نظیریہ ومسائل عملیہ میں کوئی ترمیم نہیں کی گئی ہے آیات انہیں کے اسلوب پر رہنے دیا گیا ہے (۹)

مولانا حقانی اپنی تفسیر سے متعلق فرماتے ہیں

''اگر یہ تفسیر یورپ کی زبانوں میں ترجمہ ہوگئی تو ان شاء اللہ ترقیٔ اسلام کا ایک بڑا قوی سبب ہوگا '' (۱۰)

یہ ترجمہ و تفسیر بلحاظ زبان و بیان اور مطالب نہایت عام فہم 'بامحاورہ' سلیس اور مطلب خیز ہے علماء کرام نے اس ترجمہ و تفسیر کو مستند تسلیم کیا ہے

'' تفسیر حقانی ترجمۂ آیات' بیان شان نزول' ترکیب نحوی تفسیر و تفصیل و حواشی پر مشتمل ہے' مسائل تصوف' واعظانہ انداز اور مناظرانہ اسلوب کی وجہ سے بڑی مقبولیت حاصل کی ہے (۱۱)

اس تفسیر میں وہ تمام باتیں موجود ہیں جو عام تفسیر میں پائی جاتی ہیں اس کا شمار اردو کی درجہ اول کی تفاسیر میں ہوتا ہے اور اردو زبان کی اسے ایک جامع تفسیر کہا جاسکتا ہے (۱۲)

مولانا اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ اپنے مقدمہ تفسیر میں لکھتے ہیں

'' چوں کہ احقر کو مباحث متعلقہ کتب سماویہ پر بالکل نظر نہیں ہے اس لئے ایسے مضامین کو تفسیر حقانی سے نقل کر دیا گیا ہے (۱۳)

بہت سارے مشہور مفسرین اور مؤرخین نے اس تفسیر کی تعریفیں کی ہیں (۱۴)

سرسید احمد خان (متوفی ۱۳۱۵ھ) پر آپ کی علمی تنقید:

مولانا ابو محمد عبد الحق حقانی (المتوفی ۱۳۳۵ھ) نے خصوصی طور پر سرسید احمد خان (المتوفی ۱۳۱۵ھ) کے آراء اور افکار کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے جہاں جہاں سرسید نے اپنی تفسیر یا تصانیف میں جمہور علماء سے ہٹ کر راستہ اپنایا ہے وہاں وہاں حقانی نے ان کی مکمل گرفت کی ہیں سرسید کی ''تفسیر القرآن'' کا تعارف ان الفاظ میں کرتے ہیں .

'' تفسیر القرآن آنریبل سرسید احمد خان بہادر دہلوی کی تصنیف ہنوز ناتمام ہے اس شخص نے ترجمہ شاہ عبد القادر (المتوفی ۱۲۳۰ھ) کو ذرا بدل کر ترجمہ لکھا ہے اور باقی اپنے ان خیالات باطلہ کو جو ملحدین یورپ سے حاصل کئے ہیں اور جن کے اتباع ان کے نزدیک ترقی قومی اور فلاحی اسلام ہے درج کیا ہے اور بے مناسبت آیات و آحادیث و اقوال علماء کو اپنی تائید میں لاکر الہام الٰہی کو تحریف کیا ہے دراصل یہ کتاب تحریف قرآن ہے نہ کہ تفسیر'' (۱۵)

مولانا حقانی (المتوفی ۱۳۳۵ھ) سرسید (المتوفی ۱۳۱۵ھ) کے ابتدائی خیالات کا تعارف کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''۱۸۵۷ء میں برصغیر میں مسلمانوں اور انگریزوں کے درمیان جنگ کے بعد سرسید نے انگریزوں کو مذھبی خیالات میں یقین دلایا کہ وہ ہر صورت میں بنیاد پرستی کو ختم کر کے ایک جدید فکر والا اسلام سامنے لاؤں گا اور اس کے لئے نوجوانوں کے اذھان وقلوب میں انقلاب لانا ضروری سمجھا' اس کے لئے انہوں نے سب سے پہلے ایک کتاب '' تبیین الکلام '' بائبل کی تفسیر میں لکھ کر عیسائیوں اور مسلمانوں کو ایک بنانا اور ملانا چاہا' مگر اس میں وہ ناکام ہوگئے۔ اس عرصہ میں سید نے کلکتہ میں ''برھمو سماج مذھب'' کو ہونہار دیکھا اور اس کے اصول کو یورپ کے فلاسفروں اور ایشیا کے معلموں کے مطابق خیال پا کر پسند کیا اور دل میں سوچا' کہ اسلام کو برھمو سماج کے مطابق بناؤ (۱۶)

لفظ ''نبی'' ''ملائکہ'' ''جبرئیل'' '' جنت و دوزخ '' '' وحی والہام '' اور شیطان و جن'' بلکہ ''سماء'' کے معنی پلٹ دو' تا کہ مسلمانوں کی طرف سے تکفیر نہ ہو، اس بنیاد پر سرسید نے اپنی کتابوں میں ان الفاظ کے معانی جو رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک سے چلے آرہے تھے کچھ کے کچھ کر دیئے (۱۷)

۱. **نبی**: سرسید کے نزدیک صرف ریفارمر کو کہتے ہیں اور نبوت ہر زمانے میں پائی جاتی ہے نبی کے لئے معجزہ یا خارق عادت شرط نہیں یہ صرف پرانے خیالات ہیں بلکہ خرق عادات ممکن ہی نہیں (۱۸)

نبی کی تعریف میں مولانا حقانی لکھتے ہیں

'' جب حکمت الٰہی اور رحمت نا متناہی خلق کی اصلاح چاہتی ہے تو ان سب میں اعلیٰ شخص کو (کہ جس کی نافرمانی پر خدا کی ناراضگی اور اطاعت پر خوشنودی مرتب ہو اور جس کے موافق کو ملاء اعلیٰ میں محبوب اور مخالف کو ملعون سمجھتے ہوں) پیدا کرتا ہے کہ وہ خلق کو تاریکی سے روشنی کی طرف لاتا ہے اور اس کا نفس قدسی اس درجہ صاف ہوتا ہے کہ جو اوروں کو بڑی ریاضت سے مکاشفہ یا تجلی عالم جبروت وملکوت ہوتی ہے تو اس کو ادنی توجہ سے یہ بات حاصل ہوتی ہے جو باتیں عادت کے خلاف ہیں وہ اس سے سرزد ہو جاتی ہیں ھزاروں وہ چیزیں کہ جو حس بصر سے خارج ہیں اس کو دکھائی دیتی ہیں اور اس سے کلام کرتی ہیں (ان امور کو معجزات کہتے ہیں) اور ایسے شخص کو نبی کہتے ہیں (۱۹)

ایک اور جگہ نبی کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں '' کہ نبی ایسے برگزیدہ کو کہتے ہیں کہ جس کو یہ کمالات حاصل ہوں نہ یہ کہ نبوت کسی جسمانی قوت کا نام ہے کہ جو انسان کے اعضاء دل و دماغ سے مانند اور قوی کے تعلق رکھتی اور نہ یہ کہ جس میں اخلاق انسانی کی تعلیم و تربیت کا ملکہ مقتضی اس کی فطرت کے خدا سے عنایت ہوتا ہے، وہ پیغمبر کہلاتا ہے (۲۰)

سرسید لکھتے ہیں

''میں نبوت کوایک فطری چیز سمجھتا ہوں نبی گواپنی ماں کے پیٹ ہی میں کیوں نہ ہوتا ہے ''النبی نبی ولو کان فی بطن امه،، پیدا ہوتا ہے تو نبی ہوتا ہے جب مرتا ہے تو نبی ہی ہوتا ہے(۲۱)

سرسید اس کوایسا ملکہ بتلاتے ہیں کہ جیسا لہار بڑھئی کواپنے فن کا ملکہ ہوتا ہے کہ جس کی وجہ سے وہ اپنے فن کا پیغمبر کہلاتا ہے(۲۲)

سرسید (المتوفی ۱۸۹۸ء) آدم وابلیس کی تشریح میں لکھتے ہیں

جن فرشتوں کا قرآں میں ذکر ہوا ہیان کا اصلی وجود نہیں ہوسکتا، بلکہ خدا کی بے انتہاء قدرتوں کے ظہور کواور ''قوی،، کوجوخدا نے اپنی تمام مخلوق میں مختلف قسم کی پیدا کی ہیں ''ملک،، یا ''ملائکہ،، کہاہے، جن میں ایک ''شیطان،، اور ''ابلیس،، بھی ہے پہاڑوں کی صلابت، پانی کی رقت، درختوں کی قوت نمو، برق کی قوت جذب ودفع، غرض یہ تمام قوی جن سے مخلوقات موجود ہو ئی ہیں اور مخلوقات میں ہیں وہ ملائک اور ملائکہ ہیں انسان کے اندر بھی ''قوائے ملکوتی،، اور ''قوائے بہیمی،، کا ہے وہی انسان کے فرشتے اور وہی انسان کے شیطان ہیں(۲۳)

سرسید مزید لکھتے ہیں ''بعض اکابر اہل اسلام کا بھی یہی مذہب ہے(۲۴) چنانچہ وہ محی الدین ابن عربی المتوفی ۶۳۸ھ) کے ''فصوص الحکم،، (۲۵) کا حوالہ دیتے ہیں

اس کا جواب مولانا حقانی نے تفسیر حقانی میں خود سرسید کی نقل کردہ عبارات کی روشنی میں دیئے ہیں

''قوله قال الشيخ فى فصوص الحكم : وكانت الملائكة من بعض قوى تلك الصورة التى هى صورة العالم المعبر عنه فى اصطلاح القوم بالانسان الكبير اقول(۲۶)

حقانی کا کہنا ہے کہ یہ سند اپ کے مدعا کوثابت کرتی ہے یا مثاتی ہے؟ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ صورۃ عالم جن کوصوفیاء کرام کی اصطلاح میں انسان کبیر کہتے ہیں اس کے لئے ملائکہ مجموعہ قوی میں داخل ہیں چنانچہ اس قول میں اس کی تصریح ہے

''قوله قال الشيخ : فكانت الملائكة كالقوى الروحانية والحسية التى فى نشأه الانسان،،

یہ قول شیخ کا دلیل ثبوت ملائکہ کی طرف اشارہ ہے (۲۷)

فتوحات کی عبارت یہ ہے "والملائکة رسل من الله الی الانسان مو کلون به حافظون کا تبون افعالنا والشیاطین مسلطون علی الانسان بامرالله . فان الملائکه اصل اجسامها نور والحان نار مارج والانس ماء وتراب ، ولکن کما استحال الانس عن اصل ماخلق منه کذلک والملک والجان ما خلقا منه الی ماهما علیه من الصور ،

اعلم ان الله ماجعل للارواح اجنحة الا للملائکة منهم لانهم السفرآء من حضرت الامر الی خلقه فلابد لهم من اسباب یکون لهم بها النزول والعروج فان موضع الحکمة یقتضی هذا فجعل لهم اجنحة علی قدر مراتبهم فی الذی یسیرون به من حضرة الامر او یعرجون الیه من حضرت الخلق فهم بینالخلق والامر ینزلون ولذلک قالوا وما نتنزل الابامر ربک (۲۸)

(ابن عربی کی یہ عبارت کسی تشریح کی محتاج نہیں ان کے نزدیک ملائکہ نور سے پیدا شدہ ہیں یہاں سر سید نے بری علمی خیانت کے مرتکب ہوئے ہیں: محقق)

۲ الہام یا وحی: سر سید کے ہاں خیالات فطری کا جوش ہیں (۲۹)

مولانا حقانی اس کا جواب دیتے ہوئے ان الفاظ کی تشریح یوں کرتے ہیں

الہام: لفظ الہام اور وحی باعتبار معنی لغوی کے قریب المعنی ہیں یعنی دل میں القاء کرنا ' وحی کا اطلاق کتابت' اشارت' رسالت اور کلام خفی پر ہوتا ہے اور عرف شرع میں وحی کے ساتھ انبیا کرامؑ مخصوص ہیں الہام میں سب شریک ہیں وحی میں ایک خاص بات ہوتی ہے جو الہام میں نہیں ہوتی اس لئے شرعی معنی کے لحاظ سے غیر انبیاء کو صاحب وحی نہیں کہتے' ہاں لغوی معنی کے اعتبار سے غیر انبیاء پر بھی اس کا اطلاق ہوا ہے جیسا کہ قرآن میں ہے واوحی ربک الی النحل (۳۰) ' واوحینا الی ام مو سی (۳۱) واوحی فی کل سماء امرها (۳۲) ' لیو حون الی اولیائهم (۳۳)

اب مولانا حقانی اس کی تفصیل وحقیقت یوں بیان کرتے ہیں.

" وحی یا الہام خدا تعالی اور اس کی مخلوقات کے درمیان ایک پیغام یا ایسی تار برقی ہے کہ جس کے ذریعہ سے وہ اپنے خالق سے ہمراز وہمکلام ہوتی ہے گو اس مخلوقات اس خالق سے کچھ بھی مماثلت اور مشاکلت نہیں مگر تاہم ایک ایسا رابطہ ہے کہ گویا وہ اس کے پاس ہر دم موجود ہے (۳۴)

مولانا حقانی اس وحی والہام کی دوسری قسم یوں بیان کرتے ہیں

"دوسری قسم اس وحی والہام کی اور بھی ہے کہ جس کے ساتھ حضرت انسان مخصوص ہے اس کا دل گزرگاہ خداوند تعالی ہے اس کا رابطہ خدا کے ساتھ سب سے نرالا ہے (۳۵)

اس سلسلہ میں وہ (حقانی) قوت ملکیہ اور قوت بہیمیہ کی چار قسمیں بیان فرماتے ہیں اور ان میں مبتلا انسانوں کی مختلف حالات بیان فرماتے ہیں اور یہ حالات ان لوگوں کے بیان فرماتے ہیں کہ جن کے قوت بہیمیہ اور صفات بشریہ غالب ہیں (۳۶)
مولانا حقانی کے نزدیک ان حالات میں مبتلا انسانوں کی دو قسمیں ہیں

۱. انبیاء علیہم السلام :جن کو باعتبار اختلاف حالات کے مختلف طور پر الہام ہوتا ہے

۱. خواب میں ۲. دوبدوخدائے پاک سے ہم کلام ہونا ۳.مغیبات ۴. حالت بیداری (۳۷)

جب قوت ملکیہ نہایت غلبہ ہوتا ہے تو تین صورتیں پیش آتی ہیں

۱فرشتہ یعنی جبرئیل کسی شکل میں "احیا نا یتمثل لی الملک رجلاً فیکلمنی فا عی ما یقو ل (۳۸)
۲ملکوتی صورت میں ۳ .حالت بیداری میں و کلم اللہ مو سی تکلیما (۳۹)

۳.جبرئیل:

جو اس کو لاتا ہے وہ کوئی شخص خاص نہیں وہ اس نبی کی قوت ہے جو فطرت کے موافق فوارہ کی طرح اچھل کر اسی پر گرتی ہے اور یہی معنی نزول کے ہیں (۴۰) ملائکہ اشخاص متحیزہ بالذات نہیں قرآن میں جو لفظ ملائکہ یا ملک یا جبرئیل آیا ہے اس سے انسان کی قوت ملکیہ مراد ہے (۴۱)

اس عبارت میں سرسید جبرئیل علیہ السلام کا انکار کیا ہے اس کا جواب دیتے ہوئے مولانا حقانی فرماتے ہیں
جبرئیلؑ کا الہام اور وحی میں واسطہ ہونا بخوبی نقل سے ثابت ہے چناں چہ وہ احادیث صحیحہ جو اس بارے میں وارد ہیں ان کا کوئی شمار ہی نہیں مگر قرآنی آیات بھی اس امر میں بے شمار ہیں " قل من کان عدو الجبریل فا نہ نز لہ علی قلبک باذن اللہ (۴۲) یلقی الروح من امرہ علی من یشآء من عبادہ (۴۳) انہ لقول رسول کر یم . ذی قوۃ عند ذی العرش مکین . مطاع ثم امین (۴۴)قل نزلہ روح ا لقدس من ربک با لحق (۴۵)

۴.شیطان:

سرسید کے نزدیک قوت بہیمیہ کا نام ہے یا نفس امارہ (۴۶)

مولانا حقانی لکھتے ہیں '' شیطان کے معنی لغت میں باطل کے ہیں

ابلیس بھی بلس سے مشتق ہے ہر مکار پر بولا جاتا ہے.جمہوراھل اسلام اس کے قائل ہیں کہ وہ ایک شخص خاص از قسم جن ہے کہ جس نے حضرت آدم کے بارہ میں نافرمانی کی اور راندہ گیا (۴۷)

قرآن مجید کی تو بہت سی آیات سے یہ ثابت ہے کہ وہ نہ ادمی ہے نہ ادمی کی قوت بہیمیہ یا نفس امارہ' بلکہ وہ ایک چیز جداگانہ مخلوق مادہ ناری سے ہے کہ جس کا مشہور نام عزازیل ہے (۴۸)

قرآن پاک میں یہ آیت ثم قلنا للملا ئکة اسجدوا لادم فسجدوا الا ابلیس .لم یکن من الساجدین .قال ما منعک الا تسجد اذ امر تک .قال اناخیر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین(۴۹) دلالت کرتی ہے کہ اس کا مادہ ناری ہے اور نار چونکہ لطیف ہے اس لئے وہ محسوس بحس بصر نہیں ہوسکتا (۵۰)

دوسری جگہ فرمایا'' انه یر کم هو وقبیله من حیث لا ترونهم (۵۱) حدیث میں بھی ایسے الفاظ آئے ہیں کہ جن سے شیطان کی موجودگی کی صریح دلالت ملتی ہے مثلاً پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم بیت الخلاء میں جایا کرو تو یہ کہا کرو. ''اللهم انی اعوذبک من الخبث والخبا ئث (۵۲)

مولانا حقانی فرماتے ہیں قرآن میں کان من الجن (۵۳) اور خلق الجآن من ما ر ج من نار (۵۴) آیا ہے سید صاحب کا یہ کہنا کہ شیطان قوت بہیمیہ یا نفس امارہ کے سوائے اور کوئی چیز نہیں ان کے اس خیال کے غلط کرنے کے لئے تو آیات کافی ہیں کیوں کہ قوت بھیمیہ آدمی کی ایک صفت ہے اس کا سجدہ سے انکار کرنا اور مادۂ آتشی سے پیدا ہونا اور اس کا جن کی قوم سے ہونا اور اس کا اور اسکی ذریت کا بنی آدم کو دیکھنا' پھر اس کا سوال و جواب کرنا' اور اپنے آپ کو آدم سے بہتر بتلانا' (۵۵) جنت سے نکالا جانا (۵۶)

اور حشر تک کی زندگی کیلئے دعا کرنا (۵۷) اور اس کے متبعین کو جہنم میں ڈالنا (۵۸) قوت بہیمیہ پر ہرگز صادق نہیں آتا (۵۹)

مولانا حقانی لکھتے ہیں

'' سرسید جگہ جگہ حقیقی معنی کو چھوڑ کر مجازی معنی مراد لیتے ہیں لہذا یہ عقل و نقل کے خلاف ہے کیوں کہ اس تقدیر پر نہ تو شارع کے کلام سے کوئی مدعا ثابت ہو سکے گا اور نہ کسی کی بات چیت کسی کو کچھ فائدہ بخش سکے گی .(۶۰)

۵. جن: سرسید کے نزدیک جن جنگلی قوم کو کہتے ہیں جو لوگوں سے پوشیدہ رہتی ہے (۶۱)

جن لغت میں پوشیدہ کو کہتے ہیں اور جس لفظ میں مادہ ''جیم ونون'' جمع ہوگا اس میں یہ پوشیدگی اور استتار ملحوظ ہوگا جنت کو جنت اس لئے کہتے ہیں کہ وہ لوگوں کی انکھوں سے پوشیدہ ہے (۶۲)

اور جنون کو اس لئے ''جنون'' کہتے ہیں کہ وہ عقل کو پوشیدہ کر لیتا ہے' اور جنین ماں کے پیٹ میں پوشیدہ ہوتا ہے اس لئے یہ لفظ رحم کے بچے پر بولا گیا' اور جنان کا اطلاق اس لئے دل پر ہوتا ہے کہ وہ پوشیدہ اور اس کے خیالات مستتر ہوتے ہیں' اور دجال کو اس لئے ''جنہ'' بولا گیا کہ وہ اپنی آڑ میں پوشیدہ کرتی ہے (۶۳)

اسی طرح لفظ ''جن'' اس مخلوق الہی پر بولا جاتا ہے کہ جو حس بصر سے پوشیدہ رہتی ہے قرآن پاک میں یہ لفظ کئی جگہ آیا ہے اور اسی قسم کی مخلوق کے لئے استعمال ہوا ہے مثلا ''وخلق الجآن من مارج من نار (۶۴) اور قرآن میں جو شیطان کو ملائکہ میں شامل کر کے سجدہ کا حکم دیا پھر اس کو کان من الجن (۶۵) کہ دیا ' والجآن خلقنه من قبل من نار السموم (۶۶)

زمانہ جاهلیت میں بعض لوگ جنوں کو خدا کی بیٹیاں کہا کرتے تھے کبھی ان کی پرستش کرتے تھے وجعلوا بينه وبين الجنةنسبا (۶۷) یا معشر الجن والانس (۶۸) 'من الجنة والنا س اجمعين (۶۹) يعبدون الجن (۷۰)

آسمانوں میں اڑ کر پہنچتے ہیں ''وانالمسنا السماء فوجدنهاملئت حرسا شديدا (۷۱) مشرکین جنات کے نام کی دھائی دیا کرتے تھے وانه كان رجا ل من الا نس يعو ذون بر جا ل من الجن (۷۲) آسمانوں میں جا کر فرشتوں کی باتیں سن لیا کرتے تھے ''وانا نقعد منها مقا عد للسمع فمن يستمع الآ ن يجد له شها با رصدا (۷۳)
مولانا حقانی ان آیات کی طرف اشارہ کر کے سرسید کے اس قول کا (جن جنگلی قوم کو کہتے ہیں جو پوشیدہ رہتی ہے) جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں ''بقول سرسید صاحب لوگوں سے پوشیدہ رہتی تھی تو عرب کا اس کی عبادت کرنا 'مدد مانگنا' آسمانوں تک جانا (۷۴)

انسانوں کے برخلاف ان کا مادہ آتشی سے پیدا ہونا ' اور ان کے لئے کوئلہ اور ہڈی کا غذا ہونا (۷۵)

۶۔ جنت ودوزخ:

جنت اوردوزخ سرسید کے نزدیک خوشی وغمی کا نام ہے جس جنت کا ذکر قرآن میں یا حدیث میں تفصیل ہے وہ سرسید کے نزدیک صحیح نہیں ہے ان کا کہنا ہے

''یہ سمجھنا کہ جنت مثل ایک باغ پیدا ہوئی ہے اس میں سنگ مرمر اور موتی کے جڑاؤ محل ہیں باغ میں شاداب وسرسبز درخت ہیں دودھ وشراب کی نہریں بہ رہی ہیں ہر قسم کا میوہ کھانے کو موجود ہے ساقی ساقنین نہایت خوبصورت چاندی کے کنگن پہنے ہوئے جو ہماری ہاں کی گھوسنیں پہنتی ہیں شراب پلارہی ہیں ایک جنتی ایک حور کے گلے میں ہاتھ ڈالے پڑا ہے ایک نے ران پر سر دھرا ہے ایک چھاتی سے لپٹا رہا ہے ایک نے لب جان بخش کا بوسہ لیا ہے کوئی کسی کو لئے کچھ کررہا ہے کوئی کسی کو لئے کچھ کررہا ہے بیہودہ پن ہے جس پر تعجب ہوتا ہے اگر بہشت یہی ہے تو بے مبالغہ ہماری خرابات اس سے بدرجہا بہتر ہیں (۷۶)

الغرض سرسید (المتوفی ۱۳۱۵ھ) کہتے ہیں جب جنت ہی کا وجود ثابت نہیں تو حوروں کا ہونا لغو خیال ہے لیکن قرآن و حدیث صدیوں سے یہی کہتے چلے آرہے ہیں کہ دوسری نادیدہ مخلوق کی طرح جنت میں حوروں کی مخلوق بھی موجود ہے

مولانا حقانی جواب میں فرماتے ہیں

''جنت میں عنصری تو کیا بلکہ جرم فلکی کی قسم سے بھی کوئی جسم نہیں بلکہ وہ عالم اس عالم سے غیر اس عالم پر قیاس کر کے انفکاک وفساد ترکیب کا احتمال نکالنا قیاس مع الفارق ہے قال تعالی یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات (۷۷) کہ زمین وآسمان اس روز نہ رہے گا بلکہ اس کے بدلے میں اور نئی زمین اور نیا آسمان ہوگا کہ جن کی جسمیت ان کی جسمت سے بالکل مختلف الماہیۃ ہوگی (۷۸)

مزید عقلی جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں

''خواب میں جب ہم لحاف میں منہ لپیٹ کر سوتے ہیں تو ہزاروں عجائبات دیکھتے ہیں اور صدہا مصائب بھی دیکھتے ہیں حالانکہ یہ صورتیں صرف خیال میں ہوتی ہیں پس ان چیزوں کے وجود خارجی کے حالات سے وجود خیالی کا انکار کرنا اور یہ کہنا کہ اس کی وسعت کے مخالف ہے جہل مرکب ہے حال اس عالم کا یہ ہے کہ وہاں سب کچھ ہے مگر یہاں جسم عنصری فانی اور وہاں لطیف باقی. فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین (۷۹)

اوراسی طرح حدیث میں وارد ہے قال الله تعالی اعدت لعبادی الصالحین مالا عین رات ولا اذن سمعت وما خطر علی قلب بشر (۸۰)

(۱) هو الشیخ العالم الکبیر العلامة المفتی لطف اللہ بن اسد الحنفی احد الاساتذہ المشهورین فی الهند ولد سنة اربع و اربعین ومائتین والف واشتغل بالتدریس وقرأ علیه الوف من رجال الهند وخراسان وانتشروا فی الافاق وتو فی سنة اربع وثلاثین ثلاث مائة
نزهة الخوطر ج۸ص ۴۰۳،۴۰۲ ،۴۰۴)

(۲) هو الشیخ العالم المحدث عالم علی بن کفایة الحسینی النیگینوی ثم المراد آبادی ، احد اکابر الفقهاء الحنفیة ، اخذ عنه خلق کثیر من العلماء ، توفی سنة ۱۲۹۵ھ (تذکرۃ العلماء ص۲۱۲، نزھۃ الخواطر ج۷ص ۲۵۷)

(۳) مقدمہ البیان فی علوم القرآن ص ۸تا۱۲

(۴) ج۸ ص ۲۴۱، ۲۴۲

(۵) هو الشیخ العلامة المحدث المسند المعمر صاحب المقامات العلیة والکرامات المشر فة الجلیة شرف الاسلام فضل الرحمن بن اهل اللہ کان من العلماء الربانین ولد سنة ۱۲۸۰ھ وتو فی سنة ثلاث عشرة وثلاث مائة والف بمراد اباد ۔

(نزهة الخواطر ج ۸ ص ۳۸۴تا۳۸۷)

تذکرہ مولانا فضل الرحمٰن ۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی ادارہ نشریات الاسلام کراچی

(۶) مقدمہ فتح المنان ص۳

(۷) ایضا

(۸) ایضاص۴

(۹) تفصیل کے لئے تفسیر حقانی

(۱۰) البیان فی علوم القرآن مولانا عبدالحق حقانی متوفی ۱۳۳۵ھ ص۴۹۴، ۴۹۵

(۱۱) دائرہ معارف اسلامیہ ج۴ص ۳۳۵

(۱۲) قرآن نمبر ص۴۰۱

۔آثار التنزیل ڈاکٹر علامہ خالد محمود ص۲۰۴

(۱۳) بیان القرآن مقدمہ

(۱۴) تاریخ التفسیر :عبدالصمد الازھری متوفی ص۴۳ مکتبہ معین الادب لاہور

۔سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر سید معروف شاہ شیرازی ج۲ ص ۶۳۰

۔تفسیر ماجدی ۔ مقدمہ مولانا عبد الماجد دریابادی ص۳ تاج کمپنی لاہور

۔عبدالماجد دریابادی احوال وآثار ۔ ڈاکٹر تحسین فراقی ص۵۸۲ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور

۔التحریر فی الاصول ؛ مولانا محمد مالک کاندھلوی ص۱۳۲

(۱۵) مقدمہ تفسیر حقانی ج۱ ص۱۲۸

(۱۶) مقدمہ تفسیر حقانی ص۱۲۸، ۱۲۹

(۱۷) ایضا

(۱۸)تفسیر القرآن حصہ اول ص۳۰ تا ۳۵

(۱۹)تفسیر حقانی مقدمہ ص ۳

(۲۰) تفسیر القرآن ص ۳۱ تفسیر حقانی (مقدمہ)ص ۳

(۲۱)ایضا

(۲۲) تفسیر القرآن ج ۱ ص ۲۸

(۲۳)ایضا :البقرۃ:۲۸

(۲۴)ایضا ص ۵٦

(۲۵)فصوص الحکم:

(۲٦)تفسیر حقانی ج ۱ص ٦۰، ٦۱

(۲۷)ایضا

(۲۸)فتوحات مکیہ ج ۳ص ۲۸۲، ۲۸۳، ۵۰٦

(۲۹)تفسیر القرآن ص ۲۹، ۳۰، ۳۱

(۳۰)النحل: ٦۸

(۳۱) طه :۷۷ ' القصص:۷

(۳۲) فصلت : ۱۲

(۳۳) الانعام : ۱۲۱

(۳۴)مقدمہ تفسیر حقانی باب دوم ص ۴۴

(۳۵)ایضا ص ۴۵

(۳٦) ایضا

(۳۷)ایضا

(۳۸) المعجم الکبیر ج ۳رقم حدیث ۳۳۴۳، ۳۳۴۴، ۳۳۴۵

وقالت عائشۃؓ : ولقد رأیته ینزل علیه فی الیوم الشدید البرد فیفصم عنه وان جبینه لیفصد عر قا. (حوالہ مذکورہ بالا)

(۳۹)النسآء:۱٦۴

(۴۰) تفسیر القرآن ؛ البقرہ:۹۷ ص ۵۲ تا ٦۴

(۴۱) تفسیر القر آن :البقرہ:۳۴،ص ۵۲ تا ٦۴ ص ۱۴۵ تا ۱٦٦

(۴۲) البقرہ : ۹۷

(۴۳)المومن : ۱۵

(۴۴) التکویر: ۱۹، ۲۰، ۲۱

(۴۵)النحل؛ ۱۰۲

(۴۶) البقرہ: ۳۶ (تفسیر القرآن ۵ اول ص ۵۸)

(۴۷) مقدمہ تفسیر حقانی ج ۱ ص ۱۸

(۴۸) ایضا

(۴۹) الاعراف: ۱۲،۱۱

(۵۰) مقدمہ تفسیر حقانی ج ۱ ص ۱۸

(۵۱) الاعراف: ۲۷

(۵۲) الجامع البخاری: باب الوضوء ص ۹ ، مسلم باب الحیض ص ۱۴۴ ، ابوداوٗد کتاب الطہارت ص ۴ ، ترمذی باب الطہارت ص ۴ ، نسائی طہارت ص ۱۷، ابن ماجہ طہارت ص ۹

(۵۳) الکہف: ۵۰

(۵۴) الرحمٰن: ۱۵

(۵۵) قال انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین

(۵۶) فاھبط منھا فما یکون لک ان تتکبر فیھا فاخرج انک من الصاغرین .

(۵۷) قال انظر نی الی یوم یبعثون .

(۵۸) لا ملئن جھنم منکم اجمعین

(۵۹) مقدمہ تفسیر ج ۱ ص ۱۹

(۶۰) ایضا

(۶۱) تفسیر القرآن ج ۵ ص ۱۱۴

(۶۲) جن: جن الشئ یجنہ جنا سترہ وکل شئ سترعنک فقد جن عنک وجنہ اللیل یجنہ جنا وجنونا وجن علیہ یجن بالضم وفی الحدیث جن علیہ اللیل ای سترہ وبہ سمی الجن لاستارھم واختفائھم علی الابصار منھم سمی الجنین لاستارہ فی البطن امہ انظر . لسان العرب . ج ۱۳ ص ۹۲ (مادہ ج ن)

(۶۳) کتاب الفنون . محمد بن عقیل بغدادی

مقدمہ تفسیر حقانی ج ۱ ص ۱۶

(۶۴) الرحمن : ۱۵

(۶۵) کہف: ۵۰

(۶۶) الحجر : ۲۷

(۶۷) الصافات: ۱۵۸

(۶۸) الرحمن : ۳۳

(۶۹) ھود: ۱۱۹

(۷۰) الجن: ۸

(۷۱) الجن:۶

(۷۲) ایضا :۹

(۷۳) انطلق رسول اللہ ﷺ فی طائفة من اصحابه عامدین الی سوق عکاظ وقد حیل بین الشیاطین وبین خبر السمآء وارسلت علیهم الشهب فرجعت الشیاطین الی قومهم فقالوا حیل بیننا وبین خبر السمآء وارسلت علینا الشهب قالو اماحال بینکم وبین خبر السمآء الا شیء حدث فاضربوا مشارق الارض ومغاربها فانظروا ما هذا الذی حال بینکم وبین خبرالسمآء وانطلقوا یضربون مشارق الارض ومغاربها فانصرف اولئک النفر الذین توجهوا نحو تهامة الی رسول اللہ ﷺ وهو بنخلة وهو یصلی با صحاب صلوة الفجر ، فلما سمعوا القرآن استمعوا الیه فقالوا هذا والله الذی حال بینکم وبین خبر السمآء فهنا لک لما رجعوا الی قومهم قالوا انا سمعنا قرآنا یهدی الی الرشد فامنا به ولن نشرک بربنا احدا۔

الصحیح البخاری، کتاب الاذان ،کتاب التفسیر ، صحیح مسلم کتاب الصلوة حدیث نمبر ۱۴۹

سنن ترمذی تفسیر سورة الجن

(۷۴) عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جنات کا ایک وفد حاضر ہوا ،اور عرض کیا اے محمد ﷺ! آپ کی امت ہڈی ،لید ،اور کوئلہ سے استنجاء نہ کرے ، کیوں کہ اللہ تعالی نے ان میں ہمارا رزق مقرر فرمایا ہے۔

(بخاری مناقب الانصار ، ابوداؤد کتاب الطہارات)

(۷۵) تفسیر القرآن ج ۱ ص ۱۴۹

(۷۶) ابراہیم:۴۸

(۷۷) تفسیر حقانی : البقرہ : ۲۵

(۷۸) السجدہ:۱۷

(۷۹) بخاری ومسلم کتاب بدأ الخلق

باب چہارم

فصل دہم

مولانا حمید الدین فراہی مکتب فکر، اُن کا طریقہ کار اس مکتب فکر کے مشہور مفسرین اور ہر ایک کی امتیازی خصوصیات و تفردات

مختصر حالات زندگی:۔

علامہ حمید الدین فراہی ضلع اعظم گڑھ (بھارت) کے ایک گاؤں پھریہا میں ۱۲۸۰ھ میں پیدا ہوئے، مولانا شبلی نعمانی (۱۰) اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے اور مولانا فراہی کے ماموں زاد بھائی تھے۔

ابتدائی تعلیم:

ابتدائی تعلیم گھر پر ہی ہوئی، قرآن پاک حفظ کیا، عربی زبان زیادہ تر مولانا شبلی (المتوفی ۱۳۳۲ھ) سے سیکھی، پھر مولانا عبدالحی فرنگی محلی (۲) کے حلقہ درس میں شریک ہوئے پھر لکھنؤ چھوڑ کر لاہور میں مولانا فیض الحسن سہارن پوری (۳) کے پاس عربی سیکھنے کے لئے پہنچے۔ جب عربی ادب اور دینی علوم کی تحصیل سے فراغت ہوئی ۱۳۰۰ھ میں انگریزی سیکھنے کے لئے علی گڑھ میں داخل ہوئے۔

تعلیم سے فراغت:

تعلیم سے فراغت کے بعد سب سے پہلے "مدرسۃ الاسلام کراچی" میں عربی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ پھر کراچی چھوڑ کر ۱۹۰۰ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں پروفیسر ہوئے۔ پھر یہاں سے جامعہ عثمانیہ حیدر آباد میں پرنسپل مقرر ہوئے۔ آخر کار یہاں سے بھی استعفیٰ دیکر "مدرسۃ الاصلاح ضلع اعظم گڑھ آ گئے۔ ۱۹۲۵ء سے ۱۹۳۰ء تک یہاں کام کرتے رہے۔
یہاں طلبہ کو اپنے تعلیمی اور اصلاحی نظریات سے روشناس کراتے، چند ہونہار طلبہ کا (ان کا ذکر بعد میں آئے گا) انتخاب کر کے ان کو خاص طور سے تربیت فرمائی تا کہ وہ ان کے افکار و نظریات کو سمجھیں اور پھیلائیں اور ان کے بعد ان کی فکری و اصلاحی مشن کو جاری رکھ سکیں۔ (۴)

وفات:

۱۹ جمادی الاخری ۱۳۴۹ھ مطابق ۱۱ نومبر ۱۹۳۰ء کو انتقال فرمایا۔ (۵)

یوں تو مولانا فراہی فلسفی، متکلم اور عربی و فارسی کے ادیب و شاعر بھی تھے لیکن اصل چیز جو علامہ کے دل و دماغ اور علم و عمل پر حاوی تھی وہ قرآن تھا" علامہ فراہی نے قرآن پاک پر غور و فکر اور تدبر کا کام باضابطہ طور پر اسی زمانہ سے شروع کیا جب وہ علی گڑھ میں ایک طالب علم کی حیثیت سے تھے یہ وہ زمانہ تھا جب سرسید مغربی نظریات سے مرعوبیت کے نتیجہ میں قرآن کی من مانی تاویلات کر رہے تھے۔ (۶)

ان کے نزدیک قرآن پاک پر غور کرنے کا وہ صحیح طریقہ اختیار کیا جائے جس سے حکمت قرآن پاک کے دروازے کھلیں تاکہ مسلمان مغرب کی فاسد عقلیت سے مرعوب ہونے کی بجائے قرآن کی صالح عقلیت سے اس کا مقابلہ کر سکیں۔ (۷)

تصنیفات:

مولانا کے تصنیفات وتالیفات سے متعلق ان کے شاگردوں کا بیان ہے۔

''مولانا لکھنے کیلئے اس وقت قلم اٹھاتے جب ان کے سامنے کوئی نئی تحقیق آتی وہ لکھنے سے زیادہ غور وفکر کرتے۔ جب کسی کتاب کا مطالعہ کرتے تو اس کتاب سے متعلق یا ان مسائل سے متعلق اپنے افکار کی یادداشت بناتے، پھر ان یادداشتوں کو مرتب کر دیتے اور کتاب تیار ہو جاتی'' (۸)

مولانا کے اس مخصوص طریقہ تصنیف کے سبب سے بیک وقت ان کے زیر تعلیم یا صحیح تر الفاظ میں ان کے زیر فکر متعدد تصنیفات رہتی تھیں جن میں سے بعض تکمیل کو پہنچی ہیں۔ بعض زیادہ صفحات پر ہیں اور بعض چند اوراق پر مشتمل ہیں کچھ طباعت کے مراحل سے گزری ہیں کچھ شائع نہیں ہوئی ہیں۔ میں یہاں مولانا کی صرف ان تصنیفات کا ذکر کروں گا جو یا تو مکمل ہو کر شائع ہو چکی ہیں یا شائع نہیں ہوئی ہیں لیکن معتد بہ حصہ یا تو مولانا لکھ چکے تھے لیکن ابھی تک شائع نہیں ہوئیں جن کو اگر شائع کر دیا جائے تو اہل علم کے لئے زیادہ قیمتی ذخیرۂ تحقیق فراہم کر سکتی ہیں۔

مولانا کی مطبوعہ کتابیں یہ ہیں۔

۱۔ تفسیر نظام القرآن وتاویل الفرقان بالفرقان:۔

مولانا کی تفسیر نظام القرآن کے چند اجزاء عربی میں شائع ہو چکے ہیں یہ چودہ سورتوں کی تفسیر ہے۔ شروع میں نظام القرآن پر ۴۲ صفحات پر مفید مقدمہ ہے۔

۲۔ مفردات القران:۔

اس رسالہ میں مولانا نے قرآن مجید کے بعض مشکل الفاظ کی جن کے بارہ میں وہ دوسرے مفسرین اور عام اہل لغت سے اختلاف رکھتے ہیں تحقیق بیان کی ہے اور کلام عرب سے اپنے قول کی تائید میں دلائل پیش کئے ہیں۔

۳۔ الامعان فی اقسام القرآن:۔

اس رسالہ میں مولانا نے پہلی قسم کی حقیقت اور اس کی مختلف قسموں پر اصولی بحث کی ہیں اس کے ان قسموں کی حقیقت واضح کی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کھائی ہیں۔

۴. الرائی الصحیح فی من ھو الذبیح:-

اس رسالہ میں پہلے قربانی کی حقیقت اور اسلام میں اس کی اھمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے اس کے بعد توریت اور قرآن مجید کے دلائل سے نہایت تفصیل کے ساتھ ثابت کیا ہے۔ کہ حضرت ابراھیمؑ نے اپنے جس بیٹے کی قربانی کی وہ حضرت اسماعیلؑ ہیں نہ کہ حضرت الحقؑ۔

۵. جمھرۃ البلاغۃ:-

اس رسالہ میں مولانا نے فصحائے عرب کے کلام سے بلاغت کے وہ اصول متعین کیے ہیں جو قرآن کی بلاغت کو پرکھنے کے لئے معیار کا کام دے سکتے ہیں۔

۶۔ دلائل النظام:-

اس کتاب میں مولانا نے اپنے اس دعوٰی کو ''کہ قرآن میں نظم ہے،، مضبوط دلائل سے ثابت کیا ہے اور مشکلات نظم کے حل کے لئے اصول بیان کر کے قرآن کی مثالوں سے ان کو اچھی طرح واضح کیا ہے۔

۷۔ اسالیب القرآن:-

قرآن میں زبان کے بہت سے ایسے اسلوب استعمال ہوئے ہیں جو صرف عربی زبان اور قرآن مجید کے ساتھ مخصوص ہیں مولانا نے کلام عرب اور قرآن کی مثالوں سے ان اسالیب کو اچھی طرح واضح کر دیا ہے تا کہ ان کے نہ سمجھ سکنے کی وجہ سے تاویل کی جو مشکلیں پیدا ہوتی ہیں وہ دور ہو جائیں۔

۸۔ اصول التاویل:-

اس رسالہ میں مولانا نے وہ اصول بیان کئے ہیں جو قرآن پاک کی تاویل میں پیش نظر رکھنے چاہئیں اور جن کو خود انہوں نے اپنی تفسیر نظام القرآن میں پیش نظر رکھا ہے۔

۹۔ القائد الی عیون العقائد:-

اس میں مولانا نے دین کے اصولی مباحث توحید، رسالت اور معاد وغیرہ پر قرآنی دلائل کی وضاحت کی ہے اور ہمارے جدید علم کلام کو جن اصولوں پر مرتب ہونا چاہیئے ان کی طرف رہنمائی کی ہے۔

۱۰۔حجج القرآن:۔

اس میں مولانا نے پہلے منطق ،فلسفہ قدیم اور فلسفہ جدید کی خامیوں سے بحث کی ہے اس کے بعد قرآنی فلسفہ کے اصول بیان کر کے ان کی عقلی قدر وقیمت واضح کی ہے۔

۱۱۔ملکوت اللہ:۔

اس میں مولانا نے پہلے ان قوانین کی وضاحت کی ہے جو قوموں کے عروج وزوال اور حق کی فتح اور باطل کی شکست سے متعلق قرآن میں بیان ہوئے ہیں اور پھر ان کی روشنی میں اسلامی نظام سیاست کی وضاحت کی ہے۔

۱۲۔ کتاب الرسوخ فی معرفۃالناسخ والمنسوخ :۔

اس رسالہ میں قرآن کے ناسخ ومنسوخ سے متعلق مولانا اپنے نظریات کی وضاحت کی ہے۔

''ان کے علاوہ بھی مولانا کے مختصر رسالے ہیں جو چند فصلوں اور یادداشتوں پر مشتمل ہیں (۹)

لیکن مندرجہ بالا فہرست پر ایک نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا قرآن حکیم کو مرکز بنا کر اسلامی علوم کو خصوصاً قرآنی علوم کو ازسرنو مرتب کرنا چاہتے تھے۔تا کہ آدمی پر جو دروازہ بھی کھلے وہ قرآن کی راہ سے کھلے۔

مولانا فراہی معاصرین کی نگاہ میں:۔

مولانا فراہی کے آراء کی تعریف ہم عصر علماء نے شاندار الفاظ میں کی ہیں اس وقت کے چند مستند ومشہور علماء کے آراء کا ذکر کرتا ہوں۔

''علامہ شبلی نعمانی (المتوفی ۱۳۳۲ھ) لکھتے ہیں

''عام قیاس یہ ہے کہ صاحب کمال کسی حالت میں گمنام نہیں رہ سکتے ،مولوی حمید الدین (فراہی) کے ایک عجیب وغریب تصنیف کا اس وقت ،ہم ذکر کرنا چاہتے ہیں یہ تصنیف (تفسیر نظام القرآن) خصوصاً اس زمانے میں اسلامی جماعت کے لئے اس قدر مفید اور ضروری ہے جس قدر ایک تشنہ لب کے لئے آب زلال'' (۱۰)

اسی طرح مولانا سید سلیمان ندوی متوفی ۱۳۷۳ھ نے بھی آپ کو''عربی کا فاضل یگانہ،فضل وکمال کا مجسمہ،مجمع کمال،علوم القرآن کا واقف اسرار'' لکھا ہے۔(۱۱)

مولانا مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ لکھتے ہیں متاخرین میں قرآن مجید کے فہم وتدبر کے لحاظ سے بہت کم لوگ اس مرتبے پر پہنچے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے فراہی کو سرفراز فرمایا تھا۔(۱۲)

مولانا عبدالحی لکھنوی متوفی ۱۳۴۱ھ نے آپ کو ''الشیخ الفاضل'' کے لقب سے یاد کیا ہے۔(۱۳)

نیز آگے لکھتے ہیں'' وھو من کبار العلماء له حبرۃ تامةبالعلوم الادبیة راسخ فی العلوم العربیه و البلاغة ،عاکف علی التدبر فی القرآن ''(۱۴)

مولانا عبدالماجد دریا آبادی متوفی ۱۹۷۶ء فرماتے ہیں۔

''علامہ حمیدالدین فراہی اس دور میں علوم قرآنی کے لحاظ سے امام وقت تھے انہوں نے تفسیر کے بعض نئے اصول دریافت کئے فلسفہ نظم قرآن،، بڑا کارنامہ ہے''۔(۱۵)

مولانا فراہی کے نزدیک نظم قرآن کی اہمیت:-

نظم قرآن کیا ہے؟

مولانا فراہی کے نزدیک ''نظم قرآن'' کی اہمیت لکھنے سے قبل مناسب سمجھتا ہوں کہ نظم قرآن کی تعریف لکھوں۔

نظم کلام کسی کلام کا ایسا جزء ہوتا ہے کہ اس کے بغیر کسی عمدہ کلام کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔اسی طرح قرآن کریم کا ایک دقیق اعجاز اس کی آیات کے باہمی ربط و تعلق اور نظم و ترتیب میں ہے۔

اگر سرسری نظر سے قرآن کریم کی تلاوت کی جائے تو بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس کی ہر آیت جدا مضمون کی حامل ہے۔اوران کے درمیان کوئی ربط نہیں ہے۔اس وجہ سے نظم قرآن کریم کے بارے میں مفسرین کے دوگروہ ہو گئے ہیں بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ قرآن کریم، چونکہ تیئس سال میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا ہے اس لئے اس میں کوئی ربط وترتیب تلاش کرنے کی ضرورت نہیں اس کی ہر آیت ایک مستقل مضمون کی حامل ہے(۱۶)

اس کے برخلاف دوسرے گروہ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ قرآن کریم ایک مکمل کتاب ہے وہ شروع سے آخر تک باہم مربوط ہے اور اسی نقطۂ نظر سے اس کا مطالعہ ضروری ہے اس دوسرے گروہ کی دلیل یہ ہے کہ کسی کتاب کا بے ربط ہونا اس کے نقص کی دلیل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام لازماً اس نقص سے بری ہے لہٰذا اس گروہ کے بعض آکابر نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھیں ہیں(۱۷)

علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ مطابق ۱۵۰۵ء ''نظم قرآن'' کی اہمیت کا اعتراف ان لفظوں میں کرتے ہیں

''قرآن مجید بیس سال سے کچھ زیادہ کی طویل مدت میں مختلف حالات کے لئے گوناگوں احکام لیکر نازل ہوا، جس چیز کا نزول اس طرح ہوا ہو، اس میں کسی قسم کا ربط نہیں ہوسکتا''(۱۸)

ترتیب اور نظم کا علم ایک نہایت اعلیٰ علم ہے لیکن اس کے مشکل ہونے کے سبب سے مفسرین نے اس کی طرف بہت کم توجہ کی ہے امام فخرالدین رازی (المتوفی ۶۰۶ھ مطابق ۱۲۱۰ء) کو اس چیز کا سب سے زیادہ اہتمام رہا ہے ان کا قول یہ ہے کہ حکمت قرآن کا اصلی خزانہ اس کے نظم و ترتیب ہی میں چھپا ہوا ہے"(۱۹)

اس سلسلہ کی ایک اور شخصیت ہیں جن کا نام علامہ مخدوم مہائمی (۲۰) ہیں ان کی تفسیر "تبصیر الرحمان و تیسیر المنان" جو تفسیر مہائمی کے نام سے مشہور ہے اس میں انہوں نے آیات کا نظم بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

نظم قرآن کی مثال:۔

نظم قرآن کی ایک ہلکی سی جھلک ذیل اس آیت مبارکہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

نبی عبادی انی اناالغفورالرحیم.وان عذابی هو العذاب الالیم.(۲۱)

اس آیت کے فوراً بعد ارشاد ربانی ہے۔

ونبئهم عن ضیف ابراهیم.(۲۲)

بظاہر ان دونوں آیات میں کوئی جوڑ معلوم نہیں ہوتا، لیکن ذرا غور سے دیکھئے تو درحقیقت حضرت ابراھیمؑ کا واقعہ پہلے جملے کی تائید ہے اس لئے کہ جو فرشتے حضرت ابراھیمؑ کے پاس آئے تھے انہوں نے دو کام کئے ایک یہ کہ حضرت ابراھیمؑ کو حضرت اسحٰقؑ جیسے صالح بیٹے کی خوش خبری دی دوسرے انہی فرشتوں نے حضرت لوطؑ کی بستی پر جا کر عذاب نازل کیا۔ پہلا کام "انا الغفور الرحیم" کا مظاہرہ تھا اور دوسرا کام "عذابی هو العذاب الالیم" کا اس طرح یہ دونوں جملے باھم ربط رکھتے ہیں۔

آیات کا ربط و تعلق:

الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یو منون بالجبت و الطاغوت (۲۳)

اہل کتاب کے ایک شخص کعب بن اشرف (۲۴) کے بارے میں نازل ہوئی تھی وہ مکہ آیا تھا اور بدر کے مقتولوں کو دیکھ کر اہل مکہ کو جنگ پر اکسایا۔(۲۵)

پہلے چند آیات کعب بن اشرف (م ۳ھ) اور اس کے رفقاء سے متعلق ہیں پھر یکایک اگلی آیت میں "اداء امانت" کا حکم دیا جاتا ہے ارشاد ہوتا ہے

ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات الیٰ اھلھا.(۲۶)

مفسرین کا بیان ہے کہ یہ آیت عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ(۲۷) حاجب کعبہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے کعبہ کی کنجی لی اور پھر واپس دیدی تھی۔(۲۸)

جب یہ آیت فتح مکہ کے موقع پر اتری اور سابقہ آیت غزوہ بدر کے بعد نازل ہوئی تو اس سے معلوم ہوا کہ دونوں کے درمیان چھ سال کی مدت ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دونوں کو آپس میں کیوں کر ملا دیا گیا؟ اس قدر طویل بعد زمانی کے باوجود دونوں آیاتیں یکے بعد دیگرے کیوں کرلائی گئیں؟

مگر علماء محققین ان دونوں بظاہر غیر منظم اور غیر مربوط آیاتوں میں ایک ایسا گہرا اور مستحکم ربط نکال لیتے ہیں کہ بے ربطی کا احساس تک نہیں ہوتا اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ دونوں آیاتیں بہمہ وجوہ آپس میں مربوط و متصل ہیں

''کعب بن اشرف اور اس کے ساتھی جواز راہ تملق کفار قریش کو ہدایت یافتہ قرار دے رہے تھے بہر حال اہل کتاب تھے ان کی کتب مقدسہ میں آنحضرت ﷺ کی بعثت اور آپ کی صفات تفصیلاً مذکور تھیں ان سے عہد لیا گیا تھا کہ اس امانت کو مت چھپائیں مگر وہ خائن ثابت ہوئے ان کی خیانت بالکل یونہی تھی جیسے کسی کو امانت دی جائے اور وہ اسے ادا نہ کرے اسلئے ان کو اور ان کے ہم نواؤں کو ''اداء امانت،، کا احساس دلایا گیا کہ وہ اس خیانت کاری سے باز آجائیں۔(۲۹)

امام ابوبکر نیسابوری (۳۰)۔ نے نظم قرآن پر کتاب تصنیف کی۔ جب ان کو کوئی آیت یا سورۃ پڑھ کر سنائی جاتی، تو وہ اکثر دریافت کرتے ''اس آیت کو دوسری آیت کے پہلو میں کس لئے رکھا گیا ہے اور فلاں سورت کو فلاں کے بعد کس لئے لایا گیا ہے؟(۳۱)

مولانا فراہی اور نظم قرآن:

اس راہ میں برصغیر کے سطح پر اہم کوشش کی سعادت مولانا فراہی کو حاصل ہوئی ہے۔ مولانا نے بے شک نظم قرآن کے حق میں دلائل دیئے ہیں اور متعدد سورتوں کی تفسیر بھی انہوں نے لکھی ہے نظم کے دلائل پر مولانا کا ایک رسالہ ''دلائل النظام'' کے نام سے موسوم ہے لیکن شائع نہیں ہوسکا ہے لیکن مولانا کی تفسیر کے کچھ اجزاء اور تفسیر کا مقدمہ جس میں نظم قرآن کی بھی تفصیل ہے شائع ہو چکا ہے۔ اس کو دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن کے معارف وحکم کا اصل خزانہ درحقیقت اس کے نظم ہی کے اندر پوشیدہ ہے مولانا فراہی ''نظم قرآن'' کے سلسلے میں تحریر کرتے ہیں۔

''میں پورے اطمینان قلب کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ نظم کی تلاش میں میں نے کسی شخص کی پیروی نہیں کی ہے بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی بصیرت میری رہنما رہی ہے۔(۳۲)

مولانا فراہی نے قرآن مجید پر غور کرنے کا کام باضابطہ طور پر جیسا کہ انہوں نے اپنے مقدمہ نظام القرآن میں خود ظاہر کیا ہے اس زمانہ سے شروع کیا ہے جب وہ علی گڑھ میں بحثیت ایک طالب علم کے مقیم تھے، یہ وہ زمانہ ہے جب سر سید مرحوم مغربی نظریات سے مرعوبیت کے سبب سے قرآن مجید کی من مانی تاویلات کر رہے تھے (۳۳) اور مسلمانوں کا وہ طبقہ جو انگریزوں اور انگریزوں کے لائے ہوئے افکار ونظریات سے مرعوب تھا ان افکار ونظریات کا شکار ہو رہا تھا۔

مولانا کے نزدیک اس کا انسداد اس طرح ممکن تھا'' کہ مسلمانوں میں مذھبی علوم خصوصاً قرآن کے سمجھنے، سمجھانے کا جو طریقہ رائج ہے۔ وہ غلط اور فرسودہ ہے اس فرسودہ طریقہ نے مسلمانوں کے تعلیم یافتہ طبقہ کو فکری اعتبار سے اس قدر کمزور کر دیا ہے۔ وہ بڑی آسانی سے ان افکار ونظریات کا شکار ہو سکتے ہیں اس کا علاج مولانا فراہی کے نزدیک یہ ہے

کہ قرآن مجید پر غور کرنے کا وہ صحیح طریقہ اختیار کیا جائے جس سے حکمت قرآن کے دروازے کھلیں تا کہ مسلمان مغرب کی فاسد عقلیت سے مرعوب ہونے کے بجائے قرآن کی صالح عقلیت سے اس کا مقابلہ کر سکیں۔

چنانچہ ان کے مشہور شاگرد مولانا امین احسن اصلاحی مولانا فراہی کے قرآن فہمی سے متعلق لکھتے ہیں۔'' مولانا نے تفسیروں کے واسطے سے قرآن کے سمجھنے کا مقبول عام طریقہ چھوڑ کر قرآن پر براہ راست غور کرنے کا طریقہ اختیار کیا اور آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ نے مولانا کی رہنمائی ان اصولوں تک فرمائی جو انہوں نے مقدمہ نظام القرآن میں بیان فرمائے ہیں۔'' (۳۴)

مولانا کا اپنا بیان ہے'' مجھ پر نظم کا دروازہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے، سب سے پہلے سورۃ بقرہ اور سورۃ قصص میں کھولا ، اور اس کی طرف میری رہنمائی باہر سے نہیں ہوئی بلکہ خود قرآن کے اندر سے ہوئی۔'' (۳۵)

فہم قرآن کیلئے مولانا فراہی کے نزدیک چند ضروری باتیں۔

ا۔شان نزول: مولانا فرماتے ہیں۔

'' شان نزول کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ کسی آیت یا سورہ کے نزول کا سبب ہوتا ہے بلکہ اس سے مراد لوگوں کی وہ کیفیت ہوتی ہے جس پر وہ کلام بر سر موقع حاوی ہوتا ہے۔'' (۳۶) مزید آگے لکھتے ہیں

'' اگر تم کو شان نزول معلوم کرنی ہو تو اس کو خود سورۃ سے معلوم کرو کیونکہ کلام کا اپنے موقع ومحل کے مناسب ہونا ضروری ہے۔'' (۳۷)

اس سلسلہ میں احادیث وروایات کی کیا اہمیت ہے؟ شان نزول کے باب میں حدیث وروایات قابل قبول ہیں یا نہیں؟ مولانا فراہی لکھتے ہیں'' احادیث وروایات کے ذخیرہ میں سے صرف وہ چیز لینی چاہیئے جو نظم قرآن کی تائید کریں نہ کہ اس کے تمام نظام کو درھم برھم کر دیں پھر سب سے زیادہ لائق اہتمام وہ شان نزول ہے۔ جو نظم قرآن سے مترشح ہو رہی ہے۔ (۳۸)

اس کی مثال دیتے ہوئے مولانا فراہی لکھتے ہیں ''قرآن میں تعدد ازواج اور وحدت ازواج دونوں کا حکم ہے اب اگر تم اس شان نزول کو سامنے رکھو جو نظم کلام سے نکلتی ہے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ پہلا حکم تیامیٰ کے ساتھ انصاف کے مقصد سے ہے اور دوسرا حکم بیویوں کے ساتھ انصاف کے مقصد سے ہے، اوران دونوں کے درمیان جامع رشتہ قسط بالضعفاء کے ساتھ انصاف ہے'' (۳۹)

۲۔ تفسیر کے خبری ماخذ:

مولانا فراہی تفسیر کے خبری کے ماخذ'' عنوان باندھ کر چند بنیادی باتوں کا ذکر کرتے ہیں جو ان کے تفسیر کے لئے ضروری ہیں اس سلسلے میں فرماتے ہیں۔

''بعض ماخذ اصل واساس کی حیثیت رکھتے ہیں اور بعض فرع کی۔ اصل واساس کی حیثیت تو صرف قرآن کو حاصل ہے اس کے سوا کسی چیز کو یہ حیثیت حاصل نہیں ہے باقی فرع کی حیثیت سے تین ہیں۔

ا۔ احادیث

۲۔ قوموں کے ثابت شدہ اور متفق علیہ حالات

۳۔ گزشتہ انبیاء کے صحیفے جو محفوظ ہیں۔ (۴۰)

۳۔ تفسیر کے لسانی ماخذ:

تفسیر کے لسانی ماخذ سے مراد یہ لیتے ہیں کہ قرآن فہمی کے لئے ضروری چیز لغت عرب ہے نہ لغت کی کتابیں۔ لغت عرب سے بھی نامانوس الفاظ نہ لیا جائے بلکہ وہ معنی لئے جائیں جو اصلی کلام عرب سے ماخوذ ہوں۔ اسکی مثال دیتے ہوئے مولانا فراہی فرماتے ہیں۔

''بعض لوگوں نے آیت ومارسلنامن قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنیٰ القی الشیطن فی امنیتہ (۴۱) میں ''تمنی،، کے معنی تلاوت کرنے کے لئے ہیں۔ اس طرح کے غیر ثابت اور شاذ معانی کی طرف جو لوگ گئے ہیں محض اشکالات سے بچنے کیلئے گئے ہیں۔ (۴۲)

۴۔ آسمانی کتابوں کی شرح ایک دوسرے کی مدد سے:

یعنی آسمانوں کتابوں کا علم قرآن فہمی کے لئے ضروری ہے۔ قرآن مجید پچھلی آسمانی کتابوں کا مصدق ہے۔ ''لہٰذا جو لوگ ان کتابوں کو سمجھنا چاہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ ان کو قرآن کی روشنی میں سمجھیں'' (۴۳)

قرآن قطعی الدلالۃ:

''قرآن مجید بالکل قطعی الدلالت ہے۔ ہر آیت میں مختلف معانی کا احتمال محض ہمارے قلت علم و تدبر کا نتیجہ ہے۔'' (۴۴)
مولانا فراہی کے نزدیک آیت کو مختلف معانی پہنانا اور بیان کرنا درست نہیں ہے اس لئے وہ امام رازی (المتوفی ۶۰۶ھ) کا حوالہ دیتے ہیں کہ امام صاحب نے لفظ ''فتنۃ'' کے پانچ معانی لکھے ہیں ظاہر ہے کہ یہ سب صحیح نہیں ہیں امام فراہی اپنے بارے میں لکھتے ہیں۔

''میں نے اپنی کتاب میں صرف وہی اقوال نقل کیے ہیں جو میری تحقیق پر صحیح اترتے ہیں میں نے آیات کے معانی تفسیر کی کتابوں سے نہیں لئے ہیں بلکہ خود آیات پر ان کے سیاق وسباق اور ان کی مماثل آیات کی روشنی میں غور کیا ہے۔'' (۵۴)

مناسبت و ترتیب:

قرآن میں ایک ہی چیز کبھی عمود کی حیثیت سے آتی ہے، کبھی ضمنی مضمون کی حیثیت سے، کبھی وہی چیز اجمال کے ساتھ آتی ہے، کبھی تفصیل کے ساتھ، کبھی ایک چیز موخر ہوتی ہے، کبھی مقدم، کبھی تنہا ہوتی ہے، کبھی اپنے مقابل کے ساتھ۔ جیسا قرآن پاک میں ارشاد ہے'' انظر کیف نصرف الایات لعلھم یفقھون (۴۶)
تو مولانا فراہی لکھتے ہیں۔

''قرآن پاک کی آیاتوں کی ترتیب میں ایک خاص حکمت ملحوظ ہوتی ہے مثلاً سب سے پہلے عمود پر غور کرو، عمود ہر سورہ کا ایک ہی ہوتا ہے لیکن یہی بسا اوقات، بہت سی چیزوں کو اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے (۴۷)
اپنی اس بات کی دلیل کے لئے بہت سے مثالیں پیش کرتے ہیں مثلاً حجرات اور سورۃ مائدہ کو دیکھیں اس میں عمود ایک ہی ہے لیکن ترتیب کی طرف دیکھیں تو حکمتیں پھوٹتی ہیں۔
لکھتے ہیں

''سورہ حجرات میں بدخلقی پر ملامت اور جھڑکی ہے عام اس سے کہ وہ بدخلقی پر ملامت قول سے یا عمل سے تعلق رکھتی ہو۔'' (۴۸)
آگے لکھتے ہیں

یہ ایک مثال میں نے اسلئے پیش کی ہے کہ تم وحدت میں کثرت کا جلوہ دیکھ سکو۔ (۴۹)

اسی طرح سورہ مائدہ کے متعلق لکھا ہے۔ ''سورۃ مائدہ میں پہلے کھانے سے جو متعلق جو جائز چیزیں ہیں ان کا ذکر فرمایا۔ پھر جن عورتوں سے نکاح جائز ہے ان کو بیان کیا پھر وضو کا ذکر فرمایا۔

اب اگر غور کیا جائے ذبح چوپایوں کو پاک کرتا ہے۔ مہر اور نکاح سے عورتیں پاک ہوتی ہیں اور وضو نماز کی پاکی ہے۔ (۵۰)

۷۔ ہر سورۃ میں ایک مخصوص نظام ہے۔

مولانا فراہی اس عنوان سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہر سورۃ میں ایک مخصوص نظام ہے اور سورتوں کے مطالب میں بے نظمی جو بظاہر نظر آتی ہے وہ قلت تدبر کا نتیجہ قرآن کی سورتیں چھوٹی بھی ہیں اور بڑی بھی۔ لیکن یہ تمام سورتیں ربط و نظام کے محاسن سے محفوظ ہیں۔ (۵۱)

۸۔ احکام وحقائق کے باب میں قرآن اور کتب سابقہ کا تعلق:

قرآن مجید آسمانی صحیفوں ہی میں سے ایک ہے نبی کریم ﷺ جماعت انبیاء ہی کے ایک فرد ہیں اور تمام مسلمان آدمؑ سے محمد ﷺ تک ایک امت ہیں اس کام سے ایک مفسر کیلئے پچھلے صحیفوں کی تعلیمات کو جاننا فوائد رکھتا ہے مولانا فراہی لکھتے ہیں۔

قرآن مجید اگلے صحیفوں کے بعد دو خاص مقصدوں سے نازل ہوا ہے۔

۱۔ دین کا جو حصہ باقی رہ گیا تھا اسکی تکمیل

۲۔ اہل کتاب کے فراموش کردہ چیزوں اور ان میں تبدیلی اور زیادتی کی طرف اشارہ ہے۔ (۵۲)

قرآن مجید اپنی خصوصیت کی وجہ سے حکمت کی اعلیٰ باتوں اور بلند حقائق کو مدنظر رکھا ہے اور قصوں، تاریخی جزئیات اور جزوی احکام کی ان تفصیلات سے تعرض نہیں کیا جن سے بالعموم قرآن کے مخاطب واقف تھے۔ قرآن نے جو قصے بیان کئے ہیں نہایت بلاغت کے ساتھ یا تو بطور تلمیح اور مثال بیان کئے ہیں یا اہل کتاب کے کسی بڑے فریب کو واضح کرنے کیلئے بیان کئے ہیں تو قرآن پاک کی تشریح و تفسیر پچھلے صحیفوں کو سامنے رکھ کر کی جائے۔ تو فوائد حاصل ہوں گے مولانا فراہی چند بنیادی باتوں کی طرف اشارہ دیتے ہیں

۱۔ پرانے صحیفوں کی غلطیوں کی تصحیح اور ان کی مشکل آیات کی تاویل قرآن کی روشنی میں کرنی چاہیئے۔ اہل کتاب کے لئے حق معلوم کرنے کی راہ یہی ہے۔

۲۔قرآن اور کتب سابقہ کے مشترک قصوں میں جو اختلاف ہوگا وہاں ہم قرآن کی طرف رجوع کریں گے کیونکہ قرآن محفوظ ہے
۳۔قرآن سامنے رکھکر ان کتابوں کا مطالعہ کرنے سے اسلام کی فضیلت واضح ہوگی۔
۴۔متضاد اور مخلوط اسرائیلیات کی حقیقت واضح ہوگی۔
۵۔اہل کتاب پر حقیقت واضح ہوگی کہ قرآن پاک ان کی غلطیوں کی اصلاح اور ان کے اوہام وخیالات کی تصحیح کرتا ہے۔
۶۔قرآن کی بہت سی آیاتوں کی تاویل ہو سکے گی جو درحقیقت تورات کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔" (۵۳)

۹۔:سورتوں کی مقدار۔

قرآن مجید کی چھوٹی سورتیں اپنی عظمت، اپنی حکمت اور اپنے نظم کے اعتبار سے بڑی سورتوں کی ہم سری کرتی ہیں۔مولانا فراہی "سورتوں کی مقدار کے عنوان" تحت اس اجمال کی تفصیل لکھی ہیں۔(۵۴)

۱۰۔قرآنی تعلیم کے اصولی مسائل:

تعلیم قرآنی کے بنیادی مسائل دو حصوں میں تقسیم کئے جا سکتے ہیں یعنی عقائد اور اعمال۔مولانا فراہی اعمال کی تین قسمیں بتاتے ہیں شخصی،منزلی،مدنی۔(۵۵)
اور عقائد کے بنیادی مسائل بھی تین (توحید،نبوت،معاد) بتاتے ہیں۔(۵۶)
اسلام میں جہاد صرف دفاع کیلئے ہے جب کہ مولانا ابوالکلام آزاد (متوفی ۱۳۷۷ھ) لکھتے ہیں عہد نبوت میں جو غزوات ہوئے ان سب کی نوعیت دفاعی ہے۔(۵۷)
مولانا فراہی اس چیز کو نہیں مانتے وہ لکھتے ہیں

"جہاد اس لئے فرض ہوا کہ کعبہ فتح ہو جائے اور بنی اسماعیل کے اندر دین حنفی کو از سر نو قائم کیا جائے اور غیر بنی اسماعیل کے ساتھ جہاد کا حکم اسلئے دیا گیا کہ ان کو عدل وقسط پر قائم کیا جائے اور زمین کو فساد سے پاک کیا جائے۔" (۵۸)

ان کے علاوہ کئی اور مقدمات لکھے ہیں جن کے سہارے قرآن فہمی کو ضروری قرار دیتے ہیں۔مثلاً نظم کی دلالت،اجزائے نظام سورتوں کے نام اور ان کے عمود،یقینی خطاب،کیفیت نزول اور قرآن کی تاویل حدیث کی مدد سے۔(۵۹)

مجموعہ تفسیر فراہی۔

''مجموعہ تفسیر فراہی،، میں مشمولات ومندرجات سورتوں کی کچھ یوں ہے۔یہ چند سورتوں (تفسیر آیت بسم اللہ ، تفسیر فاتحہ ،سورۃ ذاریات ،تحریم ،قیامہ ،مرسلات ،عبس ،شمس ،التین ،العصر ، فیل، کوثر ، کافرون، لھب ،اور اخلاص) کی تفسیر ہے۔

سب سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تفسیر ہے جو سات صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔اس کے عنوانات سے اندازہ ہوتا ہے کہ مفسر اس بسم اللہ کے تحت کیا کہنا چاہتے ہیں۔خاص خاص عنوانات یہ ہیں۔

۱۔اس آیت کی تفسیر کیلئے ایک خاص حصہ مخصوص کرنے کی وجہ۔

۲۔سورۃ فاتحہ کیساتھ اس کے تعلق کی نوعیت۔

۳۔بسم اللہ کا مفہوم۔

۴۔اسم ''اللہ'' کا مفہوم (۶۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ،، کے بعد باقی سورتوں کی تفسیر ہے۔ابتداء سورۃ فاتحہ سے کی ہے جو تیرہ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے اس میں ذیل مضامین اور عنوانات ہیں۔

۱۔فصل اول۔پہلا رخ۔یہ سورۃ قرآن کے سہ گانہ علوم (توحید ،رسالت ،معاد) کی جامع ہے۔

۲۔یہ ہر مسلمان کے سینہ میں محفوظ ہے۔

۳)۔علوم سہ گانہ کے جامع ہونے کی نوعیت۔

۴۔یہ سورۃ تکمیل نماز کی سورۃ ہے۔

دوسرا رخ۔

۵۔یہ سورۃ نظم قرآن کا نمونہ ہے۔

تیسرا رخ۔

۶۔نماز دین کے اولین احکام میں سے ہے۔

فصل دوم:۔

۷۔نصاریٰ کی فاتحہ اور ہماری فاتحہ کا مقابلہ۔(۶۱)

تفسیر سورہ کوثر:

۱۔سورۃ کا عمود اور ماقبل و مابعد سے اس کا رابطہ ۲۔لفظ کوثر کی تفسیر و تاویل ۳۔کوثر کی تاویل میں سلف کے اقوال
۴۔ان اقوال کا ماخذ اور اس امر کا بیان، کہ ان سب مرجع ایک ہی جامع حقیقت ہے
۵۔چند اشارات کہ کوثر خانہ کعبہ اور اس کا ماحول ہے ۶۔نہر کوثر خانہ کعبہ اور اس کے ماحول کی روحانیت کی تصویر ہے۔
۷۔یروشلم کی روحانیت ۸۔انا اعطینک کی تفسیر ۹۔فصل لربک وانحر کی تفسیر اور ماقبل سے اس کا تعلق
۱۰۔نماز اور قربانی میں مناسبت ۱۱۔تمام ملتوں پر ملت مسلمہ کی فضیلت ۱۲۔ان شانئک اور الابتر کی تاویل
۱۳۔سورۃ کا موقع نزول اور فتح مکہ کی بشارت ۱۴۔سورۃ پر بحیثیت مجموعی ایک نظر
۱۵۔امت محمدﷺ کے لئے رضوان الٰہی کی بشارت ۱۶۔نبوت محمدی کی ایک دائمی دلیل
۱۷۔حضرت ابراھیمؑ سے اللہ کا وعدہ اور اسکی تصدیق (۶۲)

تفسیری فراہی کی روشنی میں فراہی کے تفردات وافکار:

تفسیری روایات کی حیثیت:

تفسیری روایات کی کیا حیثیت ہے؟ تفسیر قرآن کے باب میں ان سے کس حد تک استفادہ کیا جائے گا کونسی روایات قبول کی جائینگی؟، اور کونسی روایات رد کر دی جائینگی؟ اور ان ترک وقبول کا پیمانہ کیا ہوگا، آیات وروایات مین تعارض ہو، تو کس کو ترجیح دی جائیگی، اور کس کی توجیہ کی جائیگی؟

اسی طرح کی مختلف اہم بحثیں ہیں جن کے سلسلہ میں فراہی اپنا نظریہ پیش کرتے ہیں مثلاً خبر متواتر (۶۳) قرآن کی ناسخ ہے یانہیں۔؟ لکھتے ہیں ”خبر متواتر اگرچہ متواتر ہو، قرآن کونہیں منسوخ کرسکتی، اسکی یا تو تاویل کریں گے یا اس میں توقف کریں گے، لیکن اس کی خاطر قرآن کو منسوخ نہیں کریں گے“ (۶۴)

اپنی اس فکر کے لئے وہ بطور دلیل ابن تیمیہ (المتوفی ۷۲۸ھ) کا قول کرتے ہیں

فان قال قائل : فما احسن طرق التفسیر ؟ فالجواب :ان اصح الطرق فی ذلک ان یفسر القرآن فما اجمل فی مکان فانہ قدفسر فی موضع آخر وما اختصر فی مکان فقط بسط فی موضع آخر.فان اعیاک ذلک فعلیک بالسنۃ فانھا شارحۃ القرآن وموضحۃ " (۶۵)

مولانا فراہی کے افکار اور تحقیق کے چند نمونے:

میں یہاں مولانا فراہی اور دیگر مفسرین عظام کی تحقیقات کے چند نمونے پیش کرتا ہوں کہ اس سے معاملہ کی نوعیت کو سمجھنے اور صحیح رائے قائم کرنے میں آسانی ہوگی۔

قرآن پاک کے اندر سورہ "والتین" میں "تین" کی قسم کھائی گئی ہے "تین" سے وہاں کیا مراد ہے؟ اس سلسلہ میں علامہ زمخشری (٦٦) کی تحقیقات یہ ہیں

اقسم بهما لانهما عجميان من بين اصناف لاشجار المثمرة ، روى : انه أهدى لرسول الله ﷺ طبق من تين فاكل منه وقال لاصحابه : كلو ا، فلو قلت ان فاكهة نزلت من الجنة لقلت هذه ، لان فاكهة الجنة بلا عجم فكلوها فانها تقطع البواسير وتنفع من النقرس " (٦٧)

وعن ابن عباس ؓ : هو تينكم هذاوزيتونكم . وقيل جبلان من الارض المقدسة يقال لها بالسريانية "طور تينا " وطور زيتا " لانهما منبتا التين والزيتون : وقيل : التين جبال مابين حلوان (٦٨) وهمدان (٦٩) "(٧٠)

علامہ قرطبی متوفی ۶۷۱ھ کی تحقیق:

التين والزيتون: قال ابن عباس والحسن ومجاهد وعكرمة وابراهيم النخعى وعطاء بن ابى رباح وجابر بن زيد ومقاتل الكلبى (٧١) ؛ هو تينكم الذى تاكلون ، وزيتونكم الذى تعصرون منه الزيت ،(٧٢)

وروى ابن عباس ايضا : التين:مسجد نوحؑ الذى بنى على الجودى والزيتون ؛ مسجد بيت المقدس ، وقال الضحاک التين:المسجدالحرام ، ابن زيد : التين : مسجد دمشق . وقال محمدبن كعب : التين : مسجد اصحاب كهف . وقال الفراء(٧٣) :سمعت رجلا من اهل الشام يقول : التين : جبال ما بين حلوان الى همدان (٧٤)

علامہ طبری (متوفی ۳۱۰ھ) کی تحقیق:

امام طبری سب روائتیں نقل کرنے بعد اپنی رائے کا اظہار یوں فرماتے ہیں

الصواب من القول فی ذلک عندنا قول من قال التین هو التین الذی یؤکل والزیتون هو الذی یعصر منه الزیت لان ذلک هو المعروف عند العرب ولا یعرف جبل یسمی تینا ولاجبل یقال له زیتون : والمراد من الکلام القسم بمنابت التین ومنابت الزیتون فیکون ذلک مذهبا ،، (۷۵)

یہی اقوال علامہ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ ہیں (۷۶) اور علامہ شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ ان سب مفسرین کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں،

کاش مجھے کوئی بتا تا کہ اس لفظ کے جو اصل معنی لغت میں آتے ہیں اس سے ائمہ نے کیوں انحراف کیا اور کیوں اس قسم کی تفسیریں اختیار کیں جو اصل معنی کوئی مناسبت نہیں رکھتیں جن کی بنا محض ایسے توہمات پر ہے جن کا عقل سے کوئی تعلق ہے نہ نقل سے،، (۷۷)

اب مولانا فراہی کے منہج و تحقیق کی طرف آتے ہیں ان کی تحقیق یہ ہے

۱۔ ''تین اور زیتون مقامات ہی کے نام ہیں اس لئے ''تین اور زیتون'' اور طور سنین'' اور بلد امین'' کے ساتھ لائے ہیں یہ تعلق بھی واضح دلیل ہے

۲۔ تورات میں بھی ایسے اشارات موجود ہیں

۳۔ اہل عرب مقامات و آثار سے عبرت پذیری میں خاص مذاق رکھتے ہیں اس کا اندازہ ان کے اشعار سے کیا جاسکتا ہے تین کا لفظ اشعار میں ملاحظہ ہو .

وهبت الریح من تلقاء ذی ارل　　تزجی مع اللیل صرارها صرما

صهب الضلال اتین التین عن عرض　　یزجین غیما قلیلا ساده شیما (۷۸

اس عبارت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ فراہی کے نزدیک ''تین'' سے مراد یا تو کوہ جودی (۷۹) یا اس سے قریب کوئی پہاڑ ہے (۸۰)

دیگر مفسرین اقوال رویات کا انبار لگا دیتے ہیں اور اپنی رائے بہت کم ظاہر کرتے ہیں مگر فراہی خود تحقیق کرتے ہیں اور پھر تحقیق کے بعد دلائل کی بنیاد پر اپنا نقطہ نظر پیش کرتے ہیں ۔

سورہ تحریم میں اللہ تعالی نے امہات المومنین میں سے دو کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے " ان تتو با الی الله فقد صغت قلوبکما (۸۱)

یہاں صغت کے کیا معنی ہیں؟ جلالین کی عبارت ملاحظہ ہو " صغت قلو بکما (مالت الی تحریم مارية ای سر کما ذلک مع كراهة النبی ﷺ له و ذلک ذنب (۸۲)

امام طبری (المتوفی ۳۱۰ھ) اس لفظ کا معنی و مفہوم یوں بیان کرتے ہیں " ان تتوبا الی الله فقد صغت قلوبکما ، ايتها المرأتان فقد مالت قلوبکما الی محبة ما کرهه رسول الله ﷺ من اجتنابه جاريته و تحريمهاعلى نفسه أؤتحريم ما كان له حلالا مما حرمه على نفسه بسبب حفصة (۸۳)

فقد صغت قلوبکما ای زاغت قلوبکما يقول قد أثمت قلوبکما (۸۴)

فقد صغت قلوبکما ای فقد وجد منکما ما يوجب التوبة ، وهو ميل قلوبکما عن الواجب فی مخالصة رسول الله ﷺ من حب ما يحبه و كراهه ما يكرهه (۸۵)

فراہی کی تحقیق یہ ہے صغت قلوبکما " انابت قلوبکما و مالت الی الله ورسوله (۸٦)

مزید اس کی تشریح یوں فرماتے ہیں "صغو" کا لفظ کسی شئے کی طرف جھکنے کے لئے آتا ہے لفظ کی یہ حقیقت اس کے تمام مشتقات میں موجود ہے مثلا "صاغية الرجل " صغوه معک ، صغت الشمس والنجوم ، حدیث شریف میں ہے " ينفع فی الصور فلا يسمعه احدا الا اصغیٰ اليه (۸۷)

مولانا فراہی اپنے قول کو ثابت کرنے کے لئے شعراء عرب کے اشعار سے بھی مدد لیتے ہیں مثلا

ترى السفينة به عن كل مكرمة   زيغ وفيه الى السفيه اصغاء (۸۸)

ترى عينها صغرآء فی جنب موقها   تراقب كفی والقطيع المحرما (۸۹)

فراہی کا قول ہے کہ " ان تتوبا الی الله ، میں "ان "فقد صغت" میں "قد " قرآن کریم کی دوسری آیات سے مزید واضح ہوتی ہیں

۱. ان تستفتحوا فقد جآء كم الفتح (۹۰)

۲. فان كذبوک فقد كذب رسل من قبلک (۹۱)

۳. فان يكفروا بها هؤلاء فقد و كلنا بها قوما ليسوا بها بكفرين (۹۲)

اسی طرح کے اسالیب میں "قد" کے بعد جو جملہ ہوا کرتا ہے وہ اس امر کی اسانی اور سہولت کو بیان کرتا ہے جو "ان" کے بعد کہی جاتی ہے

پس مولانا فراہی کے نزدیک آیت کی تاویل یہ ہوگی "کہ اگر تم پیغمبر کی رضا جوئی کے لئے خدا سے توبہ کرو جس طرح پیغمبر تمہاری دلداری فرماتا ہے تو یہی بات تم سے متوقع ہے کیوں کہ تمہارے دل تو اس کی طرف مائل ہی ہیں (۹۳)

قرآن کی قسمیں:

قرآن پاک میں متعدد مواقع پر قسمیں کھائی گئی ہیں عام لوگوں کو یہ الجھن پیش آئی ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن پاک میں یہ قسمیں کیوں کھائی ہیں جب کہ:

۱۔ قسم فی نفسہ اللہ تعالی کی شان وعظمت کے بالکل خلاف ہے اپنی بات پر قسم وہ کھاتا ہے جو اپنی ذات کو حقیر سمجھتا ہے اور جس کو اطمینان نہیں ہوتا کہ لوگ اس کی بات کو تسلیم کریں گے ۔

۲۔ قرآن مجید مین قسمیں نہایت اہم امور پر کھائی گئی ہیں مثلاً قیامت، توحید، رسالت، اور ہر شخص سمجھتا ہے کہ ان امور میں قسم کھانا بالکل لاحاصل ہے نہ اس سے مخالف کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے نہ موافق کو،

۳۔ قسم ایسی چیز کی کھائی جاتی ہے جو عظیم الشان اور بلند مرتبہ ہو پھر اللہ تعالی کے لئے یہ بات کیسی مناسب ہوگی کہ وہ اپنی مخلوقات کی قسم کھائے اور وہ بھی تین اور زیتون جیسی چیزوں کی!

مولانا فراہی کا نقطہ نظر یہ ہے

"کہ قرآن پاک میں جہاں کہیں بھی قسمیں آئیں استدلال واستشہاد کے لئے آئی ہیں وہ دراصل فطری دلیلیں اور تاریخی شہادتیں ہیں جو قسموں کی صورت میں پیش کی گئی ہیں" (۹۴)

مثال کے طور پر وہ "سورہ مرسلات،، کی قسموں پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں

،،قسمیں مقسم علیہ پر دلیل وشہادت ہیں پس یہاں بھی ان ہواؤں کا ذکر اسی مقصد سے ہوا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بیان میں ان کے مختلف پہلو اشکارا کئے گئے ہیں وہ چھوڑ دی جاتی ہیں تیز وتند ہو جاتی ہیں بادلوں کو لاد کر لاتی ہیں نباتات کو اگاتی ہیں حیوانات کی پرورش کا سامان کرتی ہیں۔ (۹۵)

ان قسموں کی ایک خاص نوعیت ہے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جس بات پر قسم کھائی گئی ہے اس پر ان چیزوں کو جن کی قسم کھائی گئی ہے بطور شہادت پیش کیا جائے عام قسموں کی طرح ان میں مقسم بہ کی تعظیم نہیں مقصود ہوتی (۹۶)

''سورۃ الشمس،، کی تفسیر میں مولانا فراہی لکھتے ہیں

ان آیات کے باہمی نظم پر غور کرو گے تو معلوم ہوگا کہ اس سورہ میں پندرہ آیاتیں ہیں اور ان سب میں خدا کے قانون جزاء وسزاء کی شہادت ہے ابتدائی دس آیاتیں عام دلائل فطرت میں سے ہیں اور بقیہ پانچ مسلم تاریخی شہادتیں ہیں اور یہ اسلوب قرآن مجید میں عام طور پر پاؤ گے کہ تاریخی دلائل کے پہلو بہ پہلو فطری دلائل بھی بیان ہوتے اور ان کا انداز بیان کبھی قسم کا ہوتا ہے اور کبھی غیر قسم کا ''(۹۷)

فراہی کی تفسیر کا دوسری تفاسیر سے موازنہ:

دوسری تفاسیر میں بہت سی روایات ایک ساتھ موجودگی کی وجہ سے ان سے استفادہ مشکل ہے پھر ان میں ایک روایت کو صحیح قرار دینا بھی مشکل ہے لیکن فراہی سب میں ایک کو صحیح قرار دیتے ہیں اس کے لئے وہ دلائل بھی دیتے ہیں مثلاً قرآن پاک میں سورہ فجر کا آغاز اس طرح ہوتا ہے

والفجر ٠ وليال عشر ٠ والشفع والوتر ٠ والليل اذا يسر ٠ هل فى ذلك قسم لذى حجر ٠ (۹۸)

یہاں الفجر ، وليال عشر ، والشفع والوتر ،اور والليل سے کیا مراد ہے؟

یہ چند سوالات بنتے ہیں اور جب تک ان سوالات کے صحیح جوابات کا سراغ نہ لگایا جائے اس سورہ کو پورے طور پر سمجھنا اور اس کے صحیح رخ کا تعین کرنا مشکل ہے ۔مفسرین نے اس گرہ کو کس طرح کھولتے ہیں اس کا اندازہ کرنے کے لئے ہم بطور مثال تفسیر قرطبی کو سامنے رکھتے ہیں معاملہ کی صحیح صورت حال کا اندازہ کرنے کیلئے صرف ''لفظ'' ''الفجر'' معنیٰ کو لیتے ہیں اس لفظ سے متعلق امام موصوف نے جو اقوال جمع کئے ہیں انہیں میں یہاں نقل کئے دیتا ہوں۔

تفسیری اقوال:

الفجر: یہاں فجر سے کیا مراد ہے اس سلسلہ میں ارباب تفسیر کی مختلف رائیں ہیں، جو یہ ہیں

۱. الفجر : انفجار الظلمة عن النهار من كل يوم

۲. الفجر :انه النار كله

۳. الفجر : هو فجر اول يوم عن المحرم

۴. الفجر : صلوة الصبح

۵۔ الفجر : یرید صبیحه یوم النحر

۶۔ الفجر : انشقاق الفجر من یوم جمع (هی مزدلفة)

۷۔ الفجر : اخر ایام العشر ، اذا دفعت من جمع

۸۔ الفجر : فجر ذی الحجة (۹۹)

اسی طرح دوسری آیات کی تفسیر میں فراہی (المتوفی ۱۳۴۹ھ) نے کئی اقوال نقل کیے ہیں جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ ظاہر ہے یہ سارے اقوال صحیح نہیں ہو سکتے، ان اقوال میں صحیح کونسا ہے اور غلط کونسا؟ بعد کے مفسرین نے بھی یہ سب اقوال نقل کر دیئے۔

مولانا فراہی کا حال ان سے مختلف ہے وہ بہت سے اقوال جمع کر دینے کے قائل نہیں، وہ اپنی پسندیدہ اور مرجح رائے کا اظہار بھی کرتے ہیں مثال کے طور پر یہی ''یہی سورہ فجر'' ہے مولانا اس کی با قاعدہ تفسیر تو نہیں لکھ سکے۔ البتہ اس سے متعلق ان کے مسودات کچھ نوٹس اور کچھ اشارات ملتے ہیں زیر بحث آیت کے سلسلہ میں وہ لکھتے ہیں اور تاویل یوں کرتے ہیں

فهو الذی خلق الصبح و نور اللیالی افلاینظر عباده وقدر الشهور شفعا و وترا کما قال " و القمر قدرناه منازل و جعل اللیل ریثما یکنون ثم یاتی بالنهار فجعل ایضا غالبا ولکن لا یجاوز احد قدره ۔(۱۰۰)

مولانا فراہی کے نزدیک کوئی خاص فجر نہیں بلکہ ہر روز کی صبح مراد ہے

تفسیر فراہی کی انہی خصوصیات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولانا مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ لکھتے ہیں

''فراہی ایک بڑے درجہ کے محقق تھے انہوں نے اپنی تفسیروں میں تحقیق کا ایک مجتہدانہ اسلوب اختیار کیا ہے جو دوسرے مفسرین کے اسالیب سے بہت مختلف ہے''(۱۰۱)

بعض مفسرین نے فراہی کی فکر سے استفادہ کرنے اور ان کے اصولوں کی رعایت کرنے کی کوشش کی ہے ان مفسرین سے میرا اشارہ مولانا ابوالکلام آزاد (المتوفی ۱۳۷۷ھ)، مولانا سید ابوالاعلی مودودی (المتوفی ۱۳۹۹ھ)، مولانا عبدالماجد دریابادی (المتوفی ۱۹۷۶ء) اور مولانا امین احسن اصلاحی متوفی ( ) کی طرف ہے یہ چاروں مفسرین فراہی اسکول کے دلدادہ اور فکر فراہی کے قدرداں نظر آتے ہیں یہ گو اپنے ذوق وطبیعت اور رتبہ و منزلت کے لحاظ سے ایک دوسرے سے خاصے مختلف نظر آتے ہیں مگر محسوس کیا جا سکتا ہے کہ یہ مفسرین اپنے فکر اور نقطۂ نظر میں فراہی سے متاثر ہیں۔(۱۰۲)

لیکن یہ چاروں نمائندے اگرچہ مکمل طور پر فکر فراہی کے نمائندے نہیں کہے جاسکتے لیکن مولانا امین احسن اصلاحی براہ راست علامہ فراہی کے شاگرد ہیں وہ کئی سال ان کی صحبت میں رہے ہیں اوران سے خصوصی طور سے مستفید ہوئے ہیں چنانچہ وہ جگہ جگہ اپنی تفسیر میں اعتراف کرتے ہیں کہ فراہی فکر کا رنگ مکمل طور پر "تدبر قرآن" میں موجود ہے(۱۰۳)

تدبر قرآن:

مولانا امین احسن اصلاحی (۱۰۴) ۵ سال تک مولانا فراہی کے زیر تعلیم و تربیت رہے ہیں اور کافی مدت تک مولانا مودودی (المتوفی ۱۳۹۹ھ) کے رفیق کار بھی رہے ہیں جماعت اسلامی کے مرکزی قائدین میں شامل رہے ہیں اور جماعت میں قیادت اور مناصب پر بھی فائز رہے ہیں جماعتی اجتماعات اور مجالس میں مودودی کے ہم نشین رہے ہیں لیکن اپنے آپ کو "فکر فراہی" کا ترجمان سمجھتے تھے اور اپنی تفسیر کو بھی فکر فراہی کی ترجمان قرار دیتے تھے۔ تدبر قرآن کو فراہی مکتب فکر کی نمائیدہ تفسیر کہا جاتا ہے اس کے لکھنے کے لئے امین احسن اصلاحی نے مولانا فراہی کی تفسیر "نظام القرآن"، اور تمام غیر مسودہ مطبوعات اور مولانا فراہی کے زیر مطالعہ قرآن مجید کو پیش نظر رکھ کر تفسیر لکھی ہیں"(۱۰۵)

منہج اصلاحی:

مولانا فراہی اور مولانا اصلاحی دونوں کا منہج یہ ہے "تفسیر القرآن بالقرآن"، اصول تفسیر میں بنیادی اصول ہے لیکن قرآن میں غور وفکر کے کچھ اصول ہیں اس لئے وہ اس تفسیر میں نہ صرف آیات کے نظم اور تاویل کے بارے میں اصل اعتماد قرآن کے شواہد و نظائر پر کرتے ہیں بلکہ الفاظ کی مشکلات میں قرآن (اور لغت عرب) سے استفادہ کرتے ہیں (۱۰۶)

مولانا اصلاحی اپنے استاد فراہی کی کلام عرب کی شاعری سے استدلال کرتے ہیں اور اسی طرح نظم قرآن پر بھی بہت زور دیتے ہیں اور پھر اس تفسیر میں فراہی کی طرح کئی اقوال ذکر کرنے کی بجائے ایک ہی قول کو اختیار کیا جاتا ہے مفسر فقہی مسلک کے لحاظ سے آزاد خیال نظر آتے ہیں کسی خاص فقہی یا کلامی مسلک کے پیروکار نہیں وہ عام احادیث سے استدلال کرنے کی بجائے حدیث متواترہ اور مشہورہ (۱۰۷) کو فہم قرآن کا بہت بڑا خارجی وسیلہ جانتے ہیں شان نزول پر بھی کافی توجہ دیتے ہیں مگر اس ضمن مین وہ تمام مفسرین سے ہٹ کر اپنا راستہ خود بناتے ہیں۔

اس تفسیر کے مصنف منطقی وکلامی مسائل سے عموما پرہیز کرتے ہیں اور گزشتہ انبیاء کے صحائف اور کتب سے کچھ زیادہ ہی استدلال کرتے ہیں (۱۰۸)

مولانا فراہی اوران کے ترجمان مولانا اصلاحی عربیت کے ماہر تھے اورعربی لغات پر ان کوعبور حاصل تھا لیکن احادیث رسول ﷺ ،آ ثار صحابہؓ وتابعینؒ اورامت مسلمہ کے ہزاروں محدثین، مفسرین اورفقہاء کے تدبر وتفقہ کونظرانداز کر کے یا ان پر صرف طائرانہ نظرکر کے خالص اپنی عربی دانی کی بنیاد پر تفسیر کرنا اوراسلاف کے تدبر کو پس پشت دال کرصرف اپنے اوراپنے شیخ کے تدبر پر اعتماد کرنا بہت بڑی خوداعتمادی اور بےاحتیاطی ہے جوکبھی خطرناک بھی ہوسکتی ہے،

میں مولانا فراہی اورمولانا اصلاحی کومنکرین سنت میں شمار نہیں کرتا،لیکن وہ احادیث وآ ثار کواتنی اہمیت نہیں دیتے جتنی اپنی عربی دانی اوراپنے تعقل اورتفکر کودیتے تھے۔

تدبرقرآن میں لغات اورربط السوروالآیات سے متعلق بڑے اچھے فوائداورنکات ملتے ہیں مولانا اصلاحی مولانا فراہی ے تدبر کے مقابلے میں امت کے سینکڑوں ہزاروں مفکرین کے تدبراورتفکر کو کچھ اہمیت نہیں دیتے تھے۔

وہ شادی شدہ زانی کے لئے رجم کے حد ہونے سے انکاری ہیں (۱۰۹)

حالانکہ علماء کا اجماع ہے

۱.　واجمعوا على ان الحر اذا تزوج حره تزويجا صحيحا وطئها فى الفرج انه محض يجب عليها الرجم اذا زنيا(۱۱۰)

۲.واتفقوا انه اذا زنى كما ذكرنا و كان قد تزويج قبل ذلک ان عليه الرجم بالحجارة حتى يموت (۱۱۱)

۳. على وجوب الرجم اذا كان الزانى محضا اجماع الصحابة (۱۱۲)

مولانا اصلاحی کے فکری شاگردوں اورمتوسلین میں ''جاویداحمد غامدی،،مشہور ہیں غامدی کا اپنا اقرار ہے'' میں نے امین احسن کوسب سے پہلے ۱۹۷۳ء میں دیکھا اورپھر کسی اورطرف نہیں دیکھا میرے لئے اس وقت ان کا دروازہ '' در نکشودہ،، ہی تھا لیکن میں نے ہمت کی اوراس بند دروازے پر بیٹھ گیا، پھروہ دروازہ کھلا اوراس طرح کھلا کہ گویا اپنے گھر کا دروازہ بن گیا اس دن سے آج تک علم وعمل کی جودولت بھی ملی ہے خدا کی عنایت سے اوراس دروازے سے ملی ہے،، (۱۱۳)

اورانجام کار یہاں تک لکھتے ہیں

'' فکرفراہی واصلاحی میرے نزدیک ان اصولوں کا نام جوفراہی واصلاحی نے قرآن وسنت میں تفقہ اوران سے اخذ واستنباط کے لئے اختیار کئے ہیں ان اصولوں کو میں بالکل صحیح سمجھتا ہوں اوراپنی تحقیق میں انہیں ہمیشہ پیش نظر رکھتا ہوں (۱۱۴)

علماء دیوبند اور مولانا غامدی:

علماء دیوبند کا جس گروہ سے تعلق ہے ان کے بارے غامدی لکھتے ہیں

''اس گروہ کی عمر پوری ہو چکی اس کی مثال اس فرسودہ عمارت کی ہے جو نئی تعمیر کے وقت آپ سے آپ ویران ہو جائیگی (۱۱۵)

غامدی کے مختصر افکار:

۱۔ مرتد کی حد کا انکار (۱۱۶)

۲۔ قرأت کی مختلف نوعیتوں کا انکار :

''ان کا کہنا ہے کہ قرأتوں کا اختلاف دراصل قرأتوں کا اختلاف نہیں بلکہ تاویل کا اختلاف ہے (۱۱۷)

۳۔ شادی شدہ زانی کے لئے رجم کے حد ہونے سے انکار (۱۱۸)

۴۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی حیات کا انکار اور نزول کا انکار (۱۱۹)

مراجع

(۱)هو الشيخ الفاضل العلامة شبلی بن حبیب الله البندولی ، فرید الزمان المتفق علی جلالته فی العلم والشان ، ولی التدریس بمدرسة علی گڑہ والندوہ وغیرہ کان قوی الحفظ ،وکان معتزلا فی الاصول شدید النکیر علی الاشاعرہ ، وله کتب ورسائل ،توفی سنة ۱۳۳۲ھ .
(نزهة الخواطر ج۸ ص ۱۸۹)

(۲) هوالشیخ العالم الکبیر العلامة عبد الحی بن عبد الحلیم اللکهنوی (فرنگی محلی) وله بالاصول والفروع کاملة وقدرة شاملة وفضیلة تامة علی مذهب ابی حنیفة فی الفروع والاصول ولکنه کان غیر متوجه فی المذهب مصنفاته کثیرة جلیلة ممتعة توفی سنة ۱۳۰۴ھ.
(ایضا ج۸ ص ۲۵۲)

(۳)هو الشیخ العالم الکبیر العلامة فیض الحسن بن علی بخش القرشی الحنفی السهارنفوری ، کان من اعاجیب الزمان ذکاء وفطنة وعلمالم یکن فی عصره اعلم بالنحو واللغه والاشعار وایام العرب وما یتعلق بها متوفرا علی العلوم الحکمیة ،له مصنفاة جلیلة ممتعة توفی سنة ۱۳۰۴ھ .
(ایضا ج۸ س ۳۸۹)

(۴)یادرفتگان ص۱۲۸

مجموعہ تفسیر فراہی ص۲۱

مکاتیب شبلی حصہ اول ص۴۳

ذکر فراہی ڈاکٹر شرف الدین اصلاحی ص۳۲ تا ۶۲۹ دارالتذکیر اردو بازار لاہور طبع اول ۲۰۰۲ء

(۵) ذکر فراہی ص۶۳۰

(۶)تفصیل مقالہ ھذا میں فصل چہارم

(۷)مقدمہ تدبر قرآن ص۴

(۸)مقدمہ مجموعہ تفسیر فراہی ص۵

(۹)تفصیل کے لئے دیکھئے مولانا امین احسن اصلاحی۔ص۲۱،۴۴۔ فاران فاؤنڈیشن لاہور۔ طبع۔۱۳۱۹ھ

۔ مجموعہ تفسیر فراہی ص۴۴

۔ مکاتیب شبلی حصہ دوم سید سلیمان ندوی ص۲۰

۔ ذکر فراہی ۶۷۵ تا ۷۷۵

(۱۰)ماھنامہ ''الندوہ'' ص۴۴ دسمبر ۱۹۰۵ء لکھنو (بھارت)

(۱۱)ماھنامہ ''معارف'' (اعظم گڑھ) ص۱۶ دسمبر ۱۹۳۰ء

(۱۲)ترجمان القرآن۔ج۶ ص۶۔البدر پبلیکشنز لاہور

(۱۳)نزھۃ الخواطرج۸ ص۲۳۸

(۱۴)ایضاً ص۲۳۸

(۱۵)ماھنامہ ''صدق جدید'' فروری ۱۹۳۶ء

(۱۶)تدبر قرآن ص۶

محاضرات قرآنی ڈاکٹر محمود احمد غازی ص۳۱۳ الفیصل ناشران کتب لاہور ۲۰۰۴ء

(۱۷) شیخ ابوحیان نظم قرآن پر ایک کتاب لکھی اور اس کا نام " البرھان فی مناسبة ترتیب سور القرآن " نیز شیخ برھان الدین بقاعی (ھو ابراھیم بن عمر بن حسن البقاعی اشافعی ، نزیل القاھرة ثم دمشق ، عالم ، ادیب، مفسر ، محدث ، مورخ مولفاته کثیرة مات سنة ۸۸۵ھ

(الضوء اللامع : ج ۱ ص ۱۰۱) کی تفسیر " نظم الدرر فی تناسب الایات والسور " بھی اسی اصول پر لکھی گئی ہے "۔ (الاتقان ج ۱ ص ۳۲۶)

یہ کتاب اٹھ جلدوں میں ہے (تفصیل کے لئے: دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان ۱۴۱۵ھ)

"البرھان فی نظام القرآن ،، مصنف محمد عنایت اللہ سبحانی ہیں اس کتاب کا مقدمہ مولانا محمد ادیب الصالح اور مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے لکھے ہیں یہ کتاب "نظام الایات، ربط الایات اور ربط السور ،، پر مشتمل ہے عربی زبان میں ہے عمدہ و مفید کتاب ہے۔

(تفصیل کتاب مذکورہ؛ دار الکتب قصہ خوانی پشاور (پاکستان) طبع اول ۱۴۱۴ھ

(۱۸) ھو محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین التمیمی البکری ابو عبدالله ،فخرالدین الرازی ،الامام المفسر وھوزمانه فی المعقول والمنقول وعلوم الاوائل ،وھو قرشی النسب ،اصله من طبرستان و توفی فی ھراة،من تصانیفه،مفاتیح الغیب فی تفسیر القرآن الکریم . (الاعلام لر زکلی .۶. ۳۱۳ ، شذرات الذھب .۵. ۲۱

دفیات الاعیان. ۲۴۹۴

(۱۹) الاتقان.

(۲۰) مھائمی : ھو علی بن احمد بن ابراھیم بن اسماعیل المھائمی الھندی الحنفی ، فقیه متکلم ، مفسر ،صوفی، من تصانیفه تبصیر الرحمن وتیسیر المنان لبعض مایشیر الی اعضاز القرآن ،، وغیره توفی سنة ۸۳۵ھ

ھدیة العارفین للبغدادی ج ۱ ص ۷۳۰، نزھة الخواطر ج معجم المولفین ج ۲ ص ۳۹۰)

(۲۱) الحجر: ۴۹، ۵۰

(۲۲) ایضاً

(۲۳) النساء: ۵۱

(۲۴) کعب بن اشرف: کعب بن اشرف یہودی شاعر تھا رسول اللہ ﷺ کی ہجو میں اشعار کہا کرتا تھا جب زیادہ تکلیف پہنچانے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا محمد بن سلمہ نے نے اس کو بہانے سے باہر بلا کر قتل کر دیا یہ سنہ ۳ھ کا واقعہ ہے

تفصیل کے لئے: طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۲۴ ،فتح الباری ج ۷ ص ۲۵۰ ،ابن ھشام ج ۲ ص ۱۷)

(۲۵) تفسیر ابن جریر طبری: ج ۵ ص ۸۵

(۲۶) النساء: ۵۸

(۲۷) عثمان بن طلحه : ھو عثمان بن طلحه بن ابی طلحه القرشی العبدری الحجمی وشھد فتح مکة دفع الیه مفتاح الکعبة یوم الفتھ والی ابن عمه شیبة بن بن عثمان بن ابی طلحه مات سنة ۴۲ھ.

(اسد الغابه ج ۳ ص ۵۷۸ رقم ۳۵۸۴)

(۲۸) تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۵۱۵ ، تفسیر طبری۔ ج ۵۔ ص ۹۱، ۹۲

(۲۹) البرھان للزرکشی ج ۱ ص ۲۹

(۳۰) عبداللہ بن محمد ابوبکر، حافظ الحدیث، فقیہ، شافعی توفی ۳۲۴ھ
(شذرات الذہب ۔ج۲۔ص۳۰۲

(۳۱) البرھان، ج۱۔ص۳۶

(۳۲) مقدمہ تفسیر فراہی۔ص۲۷۔فاران فاؤنڈیشن لاہور۔طبع اول ۱۳۱۹ھ

(۳۳) تفصیل کے لئے مقالہ ھذا باب چہارم فصل چہارم

(۳۴) مولانا فراہی کے حالات زندگی۔مولانا امین احسن اصلاحی۔ص۱۳۔فاران فاؤنڈیشن لاہور۔۱۹۹۸ء

۔ذکر فراہی ۔ڈاکٹر شرف الدین اصلاحی ص۶۹۵ دارالتذکیر اردو بازار لاہور طبع اول ۲۰۰۲ء

۔محاضرات قرآنی ۔ڈاکٹر محمود احمد غازی ص ۳۱۳ الفیصل مارکیٹ ایضا ۲۰۰۴ء

(۳۵) مجموعہ تفسیر فراہی۔ص۲۸

(۳۶) مقدمہ مجموعہ تفسیر فراہی۔مولانا فراہی۔ص۲۵

(۳۷) ایضاً۔ص۳۵

(۳۸) ایضاً۔ص۳۴

(۳۹) مجموعہ تفسیر فراہی ص۳۴

(۴۰) ایضا۔ص۳۷

(۴۱) الانبیاء

(۴۲) تفسیر فراہی۔ص۳۹ تا ۴۲ کا خلاصہ

(۴۳) ایضاً۔ص۴۳،۴۴

(۴۴) مجموعہ تفسیر فراہی، ص۴۴،۴۵

(۴۵) تفسیر فراہی۔ص۴۵

(۴۶) الانعام: ۶۵

(۴۷) تفسیر فراہی ص۴۷

(۴۸) مجموعہ تفسیر فراہی۔ص۲۵

(۴۹) ایضاً ص۴۸

(۵۰) ایضاً۔ص۴۸

(۵۱) ایضاً۔ص۴۹۔۵۰

(۵۲) ایضاً۔ص۵۱

(۵۳) مجموعہ تفسیر فراہی۔ص۵۲

(۵۴) ایضاً۔ص۵۳

(۵۵) ایضاً۔ ص ۵۴

(۵۶) ایضاً

(۵۷) مسئلہ خلافت ص ۱۴۴ تا ۱۵۵

(۵۸) مجموعہ تفسیر فراہی ص ۵۵

(۵۹) تفصیل کیلئے۔ ص۔ ۵۶ تا ۶۶

(۶۰) تفصیل مذکورہ بالا تفسیر۔ ص۔ ۶۹ تا ۷۶

(۶۱) ایضا

(۶۲) تفسیر فراہی ص ۴۱۱ تا ۴۶۳

(۶۳) خبر متواتر: یعنی وہ حدیث جس کو ایک ایسی جماعت روایت کرتی ہو جس کا جھوٹ پر متفق ہونا عقلاً وعادۃ محال ہو اور وہ جماعت جس دوسری جماعت سے روایت کرتی ہو وہ بھی اسی طرح کی ہو اور یہ وصف سند کے آغاز، وسط اور آخر میں موجود رہے۔

(شرح نخبة الفكر فى مصطلح اهل الاثر للامام ابن حجر العسقلانى متوفى ۸۵۲ھ القاهرة ۱۳۵۲ھ)

(۶۴) مقدمه تفسير فراهى ص ۳۲

(۶۵) مقدمه فى اصول التفسير ص ۹۳

(۶۶) زمخشرى: هو الامام ابى القاسم جار الله محمود بن عمر الزمخشرى الخوارزمى المتوفى ۵۳۸ھ

(۶۷) كشاف: التين: ۱

(۶۸) حلوان: حُلوان، بالضم ثم السكون ،والحلوان فى اللغة الهبة . مو جع العراق طولها احدیٰ وسبعون درجة وخمس واربعون دقيقة وعرضها اربع وثلاثون درجة وهى مدينة كبيرة عامر واكثر ثمارها " التين ،،

(معجم البلدان ج۲ ص ۲۹۰)

(۶۹) همدان: هَمَذان بالتحريک والذال المعجمة واخر نون فى الاقليم الرابع ، وطولها من جهة المغرب ثلاثوسبعون درجة و عرضها ست وثلاثون درجة .

(معجم البلدان ج۵ ص ۴۱۰)

(۷۰) الكشاف عن حقائق التنزيل وعيون الاقاويل فى وجوه التاويل : للامام ابى القاسم جار الله محمود بن عمر الزمخشرى الخوارزمى المتوفى ۵۳۸ھ ج۴ "سورة التين" ۱ (دار المعرفة للطباعة والنشر بيروت (لبنان)

(۷۱) هو ابو النصر محمد بن السائب ، هو من علماء الكوفة بالتفسير والاخبار وايام الناس ومقدم الناس بعلم الانساب .

(الفهرست لابن النديم ص ۱۳۹)

(۷۲) الجامع الاحكام القرآن ؛ لابى عبد الله محمد بن احمد الانصارى القرطبى المتوفى ۶۷۱ھ مطابق ۱۲۷۳ء ج۸ التين : ۱ موسسة مناهل العرفان (بيروت)

(۷۳) هو ابو زكريا يحيى بن زياد الفراء مولىٰ بنى منقر ولد بالكوفة وتوفى بطريق مكة سنة ۲۰۷ھ وله من الكتب .

(الفهرست لابن النديم متوفى ۳۸۵ھ دار المعرفت بيروت)

(۷۴) تفسير قرطبى التين : ۱

(۷۵) جامع البیان فی تفسیر القرآن ج۱۲ التین : ۱

(۷۶) تفسیر القرآن العظیم ج۵ ص التین : ۱

(۷۷) فتح القدیر التین : ۱

(۷۸) تفسیر فراهی التین : ۱

(۷۹) کوہ جودی: هو جبل مطل علی جزیرة ابن عمر فی الجانب الشرقی من دجلة من اعمال مو صل، علیه استوت سفینة نوح علیه السلام طولها ثلاث مائة ذراع وعرضها خمسون ذراعا وسمکها ثلاثون ذراعا. (معجم البلدان ج۲ ص ۱۲۹)

(۸۰) تفسیر فراهی التین : ۲،۱

(۸۱) التحریم : ۴

(۸۲) تفسیر الجلالین : التحریم : ۴

(۸۳) جامع البیان للطبری التحریم : ۴

(۸۴) ایضا

(۸۵) الکشاف ؛ التین : ۴، الجامع للقرطبی ج۱۰ التحریم : ۴ فتح القدیر للشوکانی التین : ۲،۱

(۸۶) مجموعه تفسیر فراهی .التحریم : ۴

(۸۷) ایضا

(۸۸) مجموعه تفسیر فراهی التحریم : ۴

(۸۹) ایضا

(۹۰) الانفال : ۱۹

(۹۱) الانعام : ۱۸۴

(۹۲) الانعام : ۸۹

(۹۳) تفسیر فراهی التحریم : ۴

(۹۴) مجموعہ تفسیر فراہی المرسلات:۱

(۹۵) ایضا

(۹۶) ایضا

(۹۷) تفسیر فراہی :الشمس:۱

(۹۸) الفجر:۱،۲،۳،۴

(۹۹) الجامع لأحکام القرآن للقرطبی ج۱۰ الفجر:۱

(۱۰۰) یہ بھی یادداشت کے طور پر فراہی کے چند اشارات ہیں جو زیر بحث آیات کے سلسلہ میں مولانا کے مسودات میں ملتے ہیں۔

(۱۰۱) ترجمان القرآن ج اس۶

(۱۰۲)حیات شبلی مولانا سید سلیمان ندوی
معارف اعظم گڑھ شمارہ ۱ ج ۲۷ سید سلیمان ندوی
مشاہیر اہل علم کی محسن کتابیں مولانا عبدالماجد دریابادی ص ۵۰
ترجمان القرآن مولانا مودودی ج ۱۹ ص ۴، ۵، ۶
مقدمہ تدبر قرآن مولانا امین اصلاحی ص ۵

(۱۰۳)مولانا حمید الدین فراہی۔ محمد عنایت اللہ سبحانی ص ۲۲۸ البدر پبلی کیشنز اردو بازار لاہور ۱۹۸۰ء

(۱۰۴)مولانا اصلاحی ۱۹۰۴ء میں ضلع اعظم گڑھ (بھارت) میں پیدا ہوئے، مدرسۃ الاصلاح میں تعلیم حاصل کی پھر مولانا فراہی کے خصوصی شاگردی اختیار کی اس عرصہ میں مولانا نے فکر قرآنی پر عبور حاصل کیا۔ ان کی تصنیفات میں تفسیر تدبر قرآن، حقیقت توحید، حقیقت شرک، تقوی، تزکیہ نفس، اسلامی ریاست، اسلامی قانون کی تدوین، عائلی کمیشن رپورٹ پر تبصرہ، دعوت دین اور اس کا طریقہ کار وغیرہ شامل ہیں۔
(برصغیر میں اردو تفاسیر کا جائزہ۔ در ثمینہ ص ۸۰، ۸۱)

(۱۰۵)ذکر فراہی ص ۵۸۰
(۱۰۶)انظر؛ تدبر قرآن
(۱۰۷)مشہورہ: جب رواۃ حدیث کی ایک جماعت ثقہ راوی سے روایت کرنے میں شریک ہو تو ان کی روایت کردہ حدیث کو مشہور کہتے ہیں
(علوم الحدیث، ۔غلام احمد حریری ص ۱۹۶ مکتبہ کشمیر چنیوٹ بازار فیصل آباد طبع ۵ ۱۹۹۷ء)
(۱۰۸)تفصیل کے لئے: تدبر قرآن
(۱۰۹)تدبر قرآن ج ۴ ص ۵۰۶، ۵۰۷، ج ۲ ص ۲۷۲
(۱۱۰) كتاب الاجماع . لابی بكر محمد بن ابراهيم ابن المنذر النيسابوری المتوفی سنة ۳۱۸
(۱۱۱) ابن حزم: هو علی بن احمد بن سعيد بن حزم الفارسی الاندلسی القرطبی ابو محمد، فقيه، اديب، اصولی، محدث، متكلم، حافظ، مشارک فی التاريخ والانساب والنحو واللغة والشعر والطب والمنطق والفلسفة وغيرها مصفاته كثيرة مات سنة ۴۵۶ھ.
(سير النبلاء ج ۱۱ ص ۱۸۸، وفيات الاعيان ج ۱۰ ص ۳۲۸، معجم الادباء ج ۱۲ ص ۲۳۵
تذكرة الحفاظ ج ۳ ص ۳۲۱، البداية ج ۱۲ ص ۹۱، لسان الميزان ج ۴ ص ۱۹۸)
(۱۱۲) عنايه: العناية بمعرفة احاديث الهداية . للشيخ محی الدين عبد القادر بن محمد القرشی المتوفی ۷۷۵ھ
(۱۱۳)مقامات؛ جاوید احمد غامدی ۲۱
(۱۱۴)ماہنامہ اشراق جون ۱۹۹۳ء ص ۴۳
(۱۱۵)مقامات ص ۱۸
(۱۱۶)برہان ۔ جاوید احمد غامدی ص ۱۲۷
میزان ایضا ص ۶۸
(۱۱۷)میزان ص ۲۵، ۳۲
(۱۱۸) برہان ص ۷۳، ۷۴، ۷۷
(۱۱۹)ماہنامہ اشراق اپریل ۱۹۹۵ء ص ۳۲

باب چہارم

فصل یازدھم

مولانا حسین علی المتوفی ۱۳۶۳ھ مکتب فکر، ان کا منھج

اس مکتب فکر کے مشہور مترجمین و مفسرین ان کا منہج اور تفسیری خدمات:

مولانا حسین علی :

مولانا حسین علی ۱۲۸۳ھ یا ۱۲۸۵ھ واں بھچراں (ضلع میانوالی صوبہ پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی علوم اپنے علاقے کے علماء سے حاصل کرنے کے بعد ۱۳۰۲ھ کو ہندوستان چلے گئے۔ وہاں کے علماء سے تفسیر اور مولانا رشید احمد گنگوہی (۱) سے احادیث کی تعلیم حاصل کی۔ (۲)

علمی مقام:۔

آپ ایک اعلیٰ مفسر، محدث، فقیہ اور حنفی المسلک عالمِ دین تھے۔ بدعات و رسومات کے سخت مخالف اور سنتوں کے پابند تھے، قرآنِ پاک کے ساتھ انتہائی لگاؤ تھا اور مسئلہ توحید میں فنائیت کے درجہ تک پہنچ چکے تھے۔ ساٹھ سال تک قرآنِ پاک کا درس دیتے رہے۔ (۳)

وشمر عن ساق الجد والاجتهاد فى الدعوة الى التوحيد والدين الخالص ، واخلاص العبادة لله تعالىٰ والانكار عن الشرك بجميع الفاعه ومظاهره وعبادة القبور واتخاف الارباب من دون الله والغلو فى الاولياء والصالحين وارطائهم مهو من صفات الله تعالى وافعاله والرد على الاستعاثة بغير الله والاستعانة بهم واعتقاد ان النبى ﷺ كان يعلم الغيب (۴)

تصانیف:۔

آپ کی بہت سی تصانیف ہیں لیکن تفسیر میں ان کی تفسیر "بلغة الحير ان فى ربط آيات القرآن" (۵) ہے جس میں انہوں نے ربط آیات، سورتوں کے خلاصے اور مشکلات آیات کو حل کیا ہے۔ ان کی دوسری تفسیر "تفسیر بے نظیر" (۶) جس کا موجودہ نام "البيان فى تفسير القرآن" ہے۔ (۷)

مولانا احمد علی لاہوری (المتوفی ۱۹۶۳ء) کے بقول مولانا حسین علی بلند پایہ انسان تھے۔ وہ فنافی التوحید تھے اور قرآن کے حرکات و سکنات سے بھی اللہ تعالیٰ کی توحید ثابت کرتے تھے فرماتے تھے "میں دوسرے علماء کو اس لیے بلاتا ہوں کہ طلبہ و عوام ان سے مستفید ہو جائیں لیکن مولانا حسین علی کو اس لیئے بلاتا ہوں کہ علماء ان سے استفادہ کریں (۸)

قرآنِ پاک کا علم اتنا وسیع واسطوں سے آپ کو ملا تھا۔ آپ نے مولانا محمد مظہر نانوتوی متوفی ۱۳۰۲ھ سے، انہوں نے شاہ محمد اسحاق سے دہلوی (المتوفی ۱۲۶۲ھ سے، انہوں نے حضرت شاہ عبدالعزیز محدثِ دہلوی (المتوفی ۱۲۳۹ھ) اور شاہ عبدالعزیز نے شاہ ولی اللہ محدثِ دہلوی (المتوفی ۱۱۷۶ھ) سے حاصل کیا تھا۔ (۹)

تفسیر پڑھانے کی خصوصیات:۔

آپ قرآنِ پاک کے اسرار و معانی اور معارف سے بخوبی آگاہ تھے۔ مسئلہ توحید اور اتباعِ سنت کو قرآنِ پاک نے جو اہمیت دی ہے اسے آپ اچھی طرح جانتے تھے۔ قرآن فہمی ہی نے ان کے اندر تبلیغِ توحید کا یہ شغف پیدا کیا تھا اور بقولِ حضرت لاہوری آپ فنافی التوحید تھے۔

آپ اپنی تفسیر میں مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھتے ہیں جو آپ کے خصوصیات میں سے ہیں۔

۱۔ ان کے نزدیک سورۃ کا ایک دعویٰ (مرکزی موضوع) ہوتا ہے جو ایک یا کئی بار اس میں مذکور ہوتا ہے اور سورت کی باقی آیاتیں بلاواسطہ اسی کے گرد گھومتی ہیں اسطرح بعض آیاتوں میں مرکزی دعویٰ کے دلائل (عقلیہ ونقلیہ) مذکور ہوں گے۔ بعض آیاتوں میں اس پر تنویر ہوگی۔ کہیں اصل دعویٰ کے مختلف پہلوؤں کو واضح کرنے کیلئے اس کا اعادہ ہوگا۔ بعض آیاتوں میں اصل دعویٰ کو ماننے والوں کیلئے دنیوی یا اخروی بشارات اور نہ ماننے والوں کیلئے تخویف کا ذکر ہوتا ہے

۲۔ ان کے ہاں سورتوں کی ترتیب توفیقی ہے اور ہر سورۃ اپنے ماقبل یا مابعد کے ساتھ با قاعدہ مرتبط ہے اسی طرح ہر سورۃ کی آیاتیں بھی سلسلہ نظم و ربط میں منسلک ہیں۔

۳۔ وہ آیات کا وہی مفہوم راجح لیتے ہیں جو حضور ﷺ، صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ سے صحیح سند کے ساتھ منقول ہو اور آیات کے ماقبل و مابعد کے ساتھ مناسبت رکھتا ہو، وہ نہ اسلام کے مسلمہ اصولوں کے خلاف ہو اور نہ قواعد اور عربیت سے معارض ہو۔

۴۔ حتی المقدور وہ آیات کا ایسا مطلب لیتے ہیں اور بیان کرتے ہیں جس میں حذف و تقدیر کی ضرورت ہی پیش نہ آئے، یا کم سے کم ارتکاب کرنا پڑے۔

۵۔ حتی الامکان آیات کا ایسا مفہوم بیان کیا جائے جس پر سرے سے کوئی خارجی اعتراض یا شبہ وارد بھی نہ ہو اور جواب کی ضرورت ہی پیش نہ آئے مثلاً "الحمدللہ" میں صفات الوہیت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔

"وایاک نستعین" ان امور میں استعانت مراد ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص اور اسبابِ عادیہ سے ماوراء ہیں۔

(۶) بعض مفسرین نے نسخ کا مفہوم وسیع رکھ کر کئی آیات کو منسوخ قرار دیا ہے لیکن نسخ کے خاص مفہوم "آیت کی تلاوت باقی رہے اور اس کا حکم اٹھ جائے" کے پیشِ نظر علامہ جلال الدین سیوطی (المتوفی ۹۱۱ھ) نے انیس (۱۹) آیات کو منسوخ اور باقی کی ایسی توجیہ فرمائی ہیں کہ وہ منسوخ نہیں رہتیں (۱۰)

آخری دور میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (المتوفی ۱۱۷۶ھ) نے ان انیس آیات پر مفصل بحث اور تبصرہ کر کے صرف پانچ آیات میں نسخ کو تسلیم کیا ہے(۱۱) اور باقی آیات میں ان تفسیروں کو ترجیح دی ہیں جن کے مطابق انہیں منسوخ ماننا نہیں پڑھتا۔ لیکن مولانا حسین علی (المتوفی ۱۳۶۳ھ) کے نزدیک یہ پانچ آیات بعض صفات کے لحاظ سے منسوخ ہیں۔ (۱۲)

مولانا حسین علی مکتبِ فکر کے مشہور مفسرین:۔

۱۔ مولانا سید احمد حسین شاہ سجاد بخاری:

فاضل دیوبند اور فاضل دار المبلغین (لکھنو) تھے پنڈی میں ماھنامہ تعلیم القرآن کے مدیر رہے تفسیر جواھر القرآن ان کی ترتیب شدہ ہے (۱۳)

۲۔ مولانا غلام اللہ خان:۔

آپ ۱۹۰۹ھ کو حضرو ضلع کیمبل پور میں پیدا ہوئے۔ یہاں ابتدائی کتابیں پڑھنے کے بعد ضلع میانوالی (علاقہ بھجراں) پہنچے۔ وہاں حضرت مولانا حسین علی (المتوفی ۱۳۶۳ھ) سے تفسیر کا درس لیا اور انہی کے مشورے سے دار العلوم دیوبند چلے گئے دیوبند میں چند کتابیں پڑھنے کے بعد ڈابھیل چلے گئے۔ وہاں ۱۹۳۳ء میں دورۂ حدیث مولانا انور شاہ کاشمیری المتوفی ۱۳۵۲ھ سے پڑھکر سندِ فراغت حاصل کی، ایک سال وہاں مدرس رہے پھر ۱۹۳۹ء کو راولپنڈی چلے ائے یہاں آپ نے راجہ بازار کی مسجد میں "تعلیم القرآن" کی بنیاد رکھی۔ آپ مولانا حسین علی کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ اور انہی کی طرز پر "جواھر القرآن" کے نام سے تین ضخیم جلدوں میں قرآن پاک کی تفسیر لکھی۔ (۱۴)

خصوصیاتِ تفسیر:۔

آپ نے اپنے شیخ مولانا حسین علی متوفی ۱۳۶۳ھ کے طرز پر ''بلغة الحیران فی ارتباط سور القرآن'' تفسیر لکھی جس میں ان کا طرز بیان کیا ہے۔ پھر جواھر القرآن کے نام پر ایک مقدمہ لکھا ہے اور "رسالۂ تعلیم القرآن" میں قرآن پاک کی تفسیر اپنے شیخ کے طرز پر چھپوائے' جو بعد میں ان مضامین کو مرتب فرما کر جواھر القرآن کے نام سے تین ضخیم جلدوں میں شایع کر دیئے۔ جو کہ علماء وعوام میں مشہور و معروف ہے۔

تفسیر جواھر القرآن کی ترتیب میں حتی الوسع آپ نے مولانا حسین علی (المتوفی ۱۳۶۳ھ) کے ارشادات و نکات سے استفادہ کیا گیا ہے مزید بطورِ تایید بعض مقامات پر دوسرے تفاسیر، خازن، قرطبی، روح المعانی، تفسیر کبیر اور ابنِ کثیر کے حوالے بھی دیئے ہیں۔

آپ نے مولانا حسین علی کے افادت کو تفسیر میں تفصیلاً ذکر کرنے کے بعد ایک علیحدہ کالم اختیار کر کے ساتھ اپنا مدّعا بھی بیان کیا ہے اور تفسیر کی ابتداء میں مفید انمول اصلاحات اور فوائد بطور مقدمہ درج کیے ہیں یہ فوائد جلد اول میں ۵۲ صفحات پر پھیلے ہوے ہیں (۱۵)

آپ نے ہر سورت کو شروع کرنے سے پہلے اس سورت کے بارے میں مولانا حسین علی کی تعلیمات کے مطابق ہر سورت کا دعویٰ، ربط، مضامینِ سورت، خلاصہ اور دلائل وغیرہ ذکر کیے ہیں اور آخر میں سورت سے مستفاد توحید کے مضامین پر مشتمل آیات کی نشاندہی کی ہے، متن قرآن بالکل صاف اور واضح لکھا ہے۔ اور ساتھ ہی بین السطور شیخ الہند مولانا محمود حسن (المتوفی ۱۳۳۹ھ)، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (المتوفی ۱۱۷۶ھ) اور حضرت شاہ عبدالقادر (المتوفی ۱۲۳۰ھ) کے فوائد کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ (۱۶)

۳۔ مولانا قاضی شمس الدین گجرانوالہ:۔

آپ مولانا حسین علی کے شاگرد تھے۔ فاضلِ دیوبند تھے۔ قرآنِ کریم کی ایک تفسیر بھی آپ نے لکھی ہے جو کہ ایک جلد میں طبع ہو چکی ہے جس کا نام "انوار التبیان فی اسرار القرآن" علمی نکات سے بھر پور ہے، اور عربی زبان میں جلالین کے طرز پر ہے (۱۷)

قاضی صاحب ابتداء سورۃ میں سورۃ کا خلاصہ مع بیان الربط بین الایات پیش کرتے ہیں اس کے بعد اس کی جلالین کے طرز پر تفسیر پیش کرتے ہیں یہ تفسیر ایک جلد میں ۵۹۷ صفحات پر محیط ہے

۴۔ مولانا محمد طاہر پنج پیری:۔

مولانا محمد طاہر ۱۵ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۱۳ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی کتابیں گاؤں کے مختلف علماء سے پڑھیں، ۱۹۳۰ء کو پشاور چلے آئے۔ یہاں "مدرسۃ الاسلام" میں داخلہ لے لیا۔ اس مدرسہ کے مہتمم مولانا محمد ایوب جان بنوری (المتوفی ۲۰۰۱ء) کے چچا مولانا فضلِ صمدانی تھے۔ یہاں سے آپ نے پنجاب کا رخ کیا۔ میانوالی پہنچ کر مولانا حسین علی (المتوفی ۱۳۶۳ھ) کے درس میں شامل ہو گئے۔ دورۂ تفسیر یہاں مکمل کر کے ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۹۳۴ء کو حرمین شریفین کا سفر کیا۔ وہاں مولانا عبیداللہ سندھی (المتوفی ۱۳۶۳ھ) سے ملاقات کی اور ان سے تفسیر قرآن کے علاوہ امام شاہ ولی اللہ (المتوفی ۱۱۷۶ھ) کی کتاب "حجۃ اللہ البالغہ "فوز الکبیر اور حضرت اسماعیل شہید (۱۸) کی تصنیف عبقات کا درس لیا۔ ۱۹۳۹ء کو وطن واپس پہنچے۔ یہاں مولانا حسین علی کی فکر کے مطابق درسِ قرآن کا آغاز کیا۔ (۱۹)

آپ کی تفسیری تصانیف:۔

مولانا محمد طاہر پنج پیری صاحب کے کئی تصانیف ہیں۔لیکن فہم قرآن کے ضمن میں جو کتابیں آتی ہیں وہ ذکر کئے دیتاہوں

(۱) نیل السائرین فی طبقات المفسرین:۔

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے،مفسرین کے حالات پر تصنیف ہے،ایک جلد میں عربی زبان میں ہے۔

(۲) سمط الدرر فی ربط الآیات و السور:۔

قرآن کے مضامین و مطالب سمجھنے کیلئے فنِ تفسیر میں اپنی نوعیت کی ۴۵۴ صفحات پر مشتمل مفید کتاب ہے،یہ عربی زبان میں ہے۔اس میں آیات وسورِ قرآنیہ کے مضامین کا آپس میں ربط،سورتوں کے خلاصے اور مضامین کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے نیز ہر سورت کا مقصد،دعویٰ اور اس کے دلائل اور شبہات کے جوابات ذکر کیئے گیئے ہیں۔

۳. العرفان فی اصول القرآن:.

شیخ محمد طاہر کے افادات تفسیر کا مجموعہ ہے۔عربی زبان میں ہے،علمِ تفسیر سے تعلق رکھتی ہے

(۴) اللمعان من خلاصة سور القرآن:۔

پشتو زبان میں ہے جو سورة القرآن کے حاصل اور امتیازات پر مشتمل ہے شایع ہو چکی ہے۔(۲۰)

آپ کے فہم قرآن اور تفسیر میں امتیازات وخصوصیات:۔

۱۔آپ ہر سورت کی ابتداء میں سورت کی ترتیب مصحفی اور نزولی بیان کرتے ہیں

۲۔سورت کی ابتداء میں سورت کا دعویٰ (مضمون) بیان کرتے ہیں۔

۳۔سورت کا ربط ماقبل و مابعد کی سورت کے ساتھ کرتے ہیں۔

۴۔ آپ مدنی سورتوں کو سیاستِ مدنی پر منطبق کرتے ہیں۔

۵۔ آپ مفسرین کی آراء کو ایک آیت کے تحت جمع کر کے ترجیح راجح کرتے ہیں۔

۶۔اسرائیلیات کے نقل سے احتراز کرتے ہیں۔

۷۔شانِ نزول بہت کم بیان کرتے ہیں۔

۸۔ آپ کے نزدیک کوئی آیت بھی کلی طور پر منسوخ نہیں ہے۔(۲۱)

(۵)مولانا عبدالہادی:۔

آپ کی ولادت ۱۲۹۲ھ اور وفات ۱۴۰۷ھ کو ہوئی۔موضع شاہ منصور آپ کی جائے پیدائش ہے،ابتدائی تعلیم کے بعد مولانا حسین علی (المتوفی ۱۳۶۲ھ) کی خدمت میں پہنچے۔مولانا موصوف سے دورۂ تفسیر مکمل کیا۔ ۱۹۲۷ء کو آپ گاؤں واپس آ گئے اور روزانہ کا درسِ قرآن شروع کیا۔تقریباً ۶۱ سال تک تفسیر پڑھاتے رہے۔مختلف تصانیف کے علاوہ آپ کی تفسیری یادگار "تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن" عربی میں مطبوعہ ہے لیکن پوری تفسیر نہیں ہے۔
اسکی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

حصہ اوّل: سورۃ فاتحہ سے سورۃ انعام تک "بیان خالقیت" ہے۔

حصہ دوم: سورۃ انعام سے سورۃ کہف تک "بیان ربوبیت" ہے۔

حصہ سوم: سورۃ کہف سے سورۃ سبا تک "بیان برکت دنیوی واخروی" ہے۔

حصہ چہارم: سورۃ سبا سے سورۃ الناس تک "بیان مالکیت" ہے۔(۲۲)

(۶)مولانا سرفراز خان صفدر:۔

مولانا حسین علی سے بیعت ہیں۔دارالعلومِ دیوبند کے فاضل اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔تفسیر میں ''ذخیرۃ الجنان،، کے نام سے آپ کی تفسیر کی پہلی جلد چھپ چکی ہے

تفرداتِ مولانا حسین علی مکتبِ فکر:۔

اس مکتبِ فکر میں سب سے زیادہ شہرت مولانا غلام اللہ خان (المتوفی ۱۴۰۰ھ مطابق ۱۹۸۰ء) اور ان کی تفسیر "جواھر القرآن" کو ملی۔مولانا موصوف مولانا حسین علی کے شاگرد خاص اور اپنے علم وفضل کے اعتبار سے ملک کی معروف ہستیوں میں سے تھے۔اپنی اس تفسیر میں مولانا موصوف نے اپنے استاد مولانا حسین علی متوفی ۱۳۶۳ھ کے تفسیری فوائد کو بھی جمع کیا ہے۔مولانا حسین علی صاحب کے یہ تفسیری فوائد رد بدعات کی افادیت کے باوجود بعض مقامات پر ان کی انفرادی تفردات ہیں۔جہاں تک مطالعہ کیا اسمیں اور دوسرے مفسرین کے درمیاں جہاں الگ راہ نظر آئی وہ یہاں تحریر کرتا ہوں' چونکہ یہاں اس تفسیر کے اقوال شاذہ اور تفردات کا نمونہ ہی دکھلانا مقصود ہے لہٰذا اسی قدر پر اکتفا گیا ہے۔

چونکہ حضرت مولانا غلام اللہ خان (المتوفی ۱۴۰۰ھ) مؤلف "جواھر القرآن" اپنے اکثر تفردات کو اپنے شیخ کی طرف منسوب کر کے "بلغۃ الحیران" کے مضامین کو زیرِ بحث لے آتے ہیں لہٰذا یہاں "جواھر القرآن" کے مضامین پر کلام کرنے کیساتھ "بلغۃ الحیران" کے بعض تفردات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔

تفسیر بلغۃالحیران:۔

" بلغۃالحیران " سے متعلق اگر چہ مشہور یہ ہے کہ یہ حضرت مولانا حسین علی کی تصنیف ہے لیکن صحیح قول کے مطابق مولانا کے دروس کا مجموعہ ہے جو مولانا محمد نذر شاہ عباسی، اور مولانا غلام اللہ خان (متوفی ۱۴۰۰ھ) نے قلمبند کئے تھے، اور تفسیر کے دیباچہ میں یہ تصریح موجود ہے کہ یہ تقریریں جو آگے آرہی ہیں حضرت صاحب نے غلام خان سے قلمبند کروائی ہیں اور بذات خود ان پر نظر فرمائی ہیں لیکن اس میں موجود بعض تفردات کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ جامعین و مرتبین کے ذاتی خیالات بھی شامل ہیں یعنی مولانا غلام اللہ خان اور مولانا سید نذر حسین شاہ اور بعض دوسرے اہلِ علم (جو مولانا حسین علی سے شاگردی کی نسبت رکھتے ہیں) کے خیالات کو بھی "بلغۃ الحیران" میں جگہ دی گئی ہے(۲۳) مثلاً

"بلغۃ الحیران کے جامع نے بعض اہلِ علم کی تحقیقات کا ذکر کر کے آیتِ ذیل کے تحت لکھتے ہیں:

" یا ایھا اللذین ا منو اسنعینو ا بالصبر و الصلوٰۃ"(۲۴)

اگر اس تحویل سے کوئی مصائب اہلِ کتاب کی طرف سے پہنچیں تو صبر کرنا' یہ مولانا شمس الدین نے لکھی ہے۔(۲۵)

اسی طرح "و کذالکَ جعلنکم امۃ وسطاً.(۲۶)

یہاں امت سے مراد کل امت ہے یا خاص اصحاب ہیں۔مولانا شمس الدین نے مراد" کل امت لی" ہے۔(۲۷)

اس سے معلوم ہوا کہ مولانا شمس الدین کے ملفوظات بھی "بلغۃ الحیران" میں درج ہیں۔

"بلغۃ الحیران" میں اختصار کے باوجود اعتراضات بھی کئے گئے ہیں

مثلاً "سورۃ احزاب" کی اس آیت کے تحت حضرت مولانا فرماتے ہیں:

یا ایھا الذین امنوا اذا نکحتم المؤمنات ثم طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدۃ تعتدونھا فمتعوھن وسرحوھن سراحا جمیلاً۔(۲۸)

اگر مؤمنات سے نکاح کرو، خواہ متبنیٰ کی عورت ہو یا سوائے اس کے اور تم طلاق قبل الدخول دے دو تو عدت کوئی لازم نہ ہوگی جیسا کہ زینب(۲۹) کی عدت کوئی نہیں تھی۔(۳۰)

مولانا حضرت حسین علی کی یہ بات بظاہر ان کا تفرد ہے حالانکہ مفسرین کرام صراحت کیساتھ لکھتے ہیں "حضرت زینب نے جب عدت پوری کی تو پھر ان کا نکاح حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ہوا تھا اللہ کے حکم سے۔(۳۱)

فطلقھا زید فلماانقضت عدتھا.(۳۲)

ابن کثیر (المتوفی ۷۷۴ھ) فرماتے ہیں

عن انسؓ قال لما انقضت عدة زینب قال رسول اللہ ﷺ لزید بن حارثة اذهب فاذکرها علیّ۔(۳۳)

یہی بات دوسری تفسیروں میں بھی ہے(۳۴)

۲۔اس طرح "سورۃ احزاب" کی آیت ''ان اللہ وملائکته یصلون علی النبی ط یا ایها الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما ''(۳۵)

کے خلاصے میں لکھتے ہیں ''اے مومنوں! اللہ تعالیٰ وملائکہ رسول ﷺ پر آفرین آفرین کہتے ہیں کہ اللہ کی تابعداری واشاعت خوب طرح سے کی۔تم بھی'' آفرین'' کہو۔''(۳۶)

یہاں درود شریف کا معنی آفرین آفرین" سے کرنا مولانا کا تفرد ہے۔قاضی شمس الدین نے اس آیت کا ترجمہ مفہوم کے ساتھ یوں بیان کیا ہے

ان اللہ وملائکته یصلون علی النبی " یرحمه اللہ ویدعوا له الملائکة یایها لذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما " فهذا هو الواجب علیکم لا ان تقعدوا فی بیته مستانسین لحدیث تؤذون به ایاه،،

(۳۷) ''صلوۃ اللہ کا مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کے سامنے نبی ﷺ کی خوبیاں بیان کرنا (مثلا خوب۔خوب۔واہ۔واہ، کیا خوب میرے پیارے نبی نے لوگوں تک میرے فرمان و پیغام کو کھل کر پہنچایا(۳۸)

ایک جگہ لکھتے ہیں"

کہ عرض اعمال مذہب شیعہ کا ہے۔کسی حدیث میں نہیں اور پھر دوسری جگہ ان کا ارشاد ہے کہ یہ عقیدہ کوئی سب کچھ جانتا ہے اور صبح وشام کسی پر اعمال کل عباد کے پیش ہوتے ہیں۔یہ عقاید شیعہ کے ہیں۔(۳۹)

مولانا تھانوی اور بلغۃ الحیران:۔

بلغۃ الحیران میں ایک جگہ اہلِ سنت اور معتزلہ دونوں کے مذہب کو نقل کر کے اس طرح چھوڑ دینے پر مولانا اشرف علی تھانوی نے سخت برا منایا ہے اوراس کا نام "تنزیه علم الرحمن عن سمة النقصان ،، رکھا اور فیصلہ دے دیا۔

"میں ایسی کتاب کو جس میں ایسی خطرناک عبارت ہو نہ اپنے ملک میں رکھنا چاہتا ہوں نہ اپنے تعلق کے مدرسہ میں۔(۴۰)

خود مولانا حسین علی (المتوفی ۱۳۶۳ھ) نے اپنی تصنیف تحریراتِ حدیث میں اس کے خلاف تقریر لکھی ہیں (۴۱) جس سے مذہب اہل سنت کی تائید ہوتی ہے اور مذہب معتزلہ کی تردید ہوتی ہے۔

لہٰذابلغۃ الحیر ان کے مضامین کو مولانا کی طرف منسوب کرنا درست نہیں ہوگا۔ بلکہ جامع حضرات نے اپنی طرف سے اضافہ کیا ہے۔

اب آگے مولانا حسین علی کے شاگرد خاص اوران کے افادات کے محرر مولانا غلام اللہ خان کے تفسیری تفردات کو پیش رہا ہوں۔

و اذقال موسیٰ لقومه ان الله یأمرکم ان تذبحوا بقرة.(۴۲)

اسکے ذیل میں مولانا صاحب لکھتے ہیں:۔

اس واقعہ کا پہلا حصہ بعد میں ''و اذقتلتم نفساً فا دٰرتم فیها (۴۳) میں مذکور ہے اور "و اذ قال موسیٰ لقومه" میں واقعہ کا آخری حصہ مذکور ہے۔ اکثر مفسرین کی یہی رائے ہے لیکن حضرت شیخ نے فرمایا کہ یہ دو مستقل واقعے ہیں جیسا کہ گذشتہ واقعات کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے

کیونکہ "واذ" سے جتنے واقعات بیان کے گئے ہیں وہ سب مستقل واقعات ہیں نیز بعض روایات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ گائے ذبح کرنے کے حکم اور گائے ذبح کرنے کے درمیان چالیس سال کا طویل وقفہ تھا (۴۴)

نعش کا اتنا عرصہ بے گوروکفن پڑا رہنا اور پھر متعفن نہ ہونا یہ امور بھی عقل وقیاس سے بعید ہیں اس سے اشارہ ملتا ہے کہ یہ ایک واقعہ نہیں بلکہ دو مستقل واقعے ہیں۔(۴۵)

مفسرین کی رائے یہ ہے کہ قتل نفس کا واقعہ پہلے پیش آچکا تھا اور قاتل کے معلوم کرنے کیلئے یہ حکم دیا گیا تھا کہ گائے کو ذبح کر کے اس کا گوشت مقتول کے بدن سے لگا دیا جائے وہ زندہ ہو کر اپنے قاتل کو بتلا دے گا لہٰذا انہوں نے نظم قرآنی میں تقدیم وتاخیر کو تسلیم کر کے یہ فرمایا کہ "واذ قال موسیٰ" میں واقعہ کا آخری حصہ مذکور ہے اور واقعہ کا پہلا حصہ اس کے بعد "وَ اذ قتلتم "میں آرہا ہے۔

و انما قدمت قصة الامر یذبح البقرة علی ذکر القتیل لانه لو عمل علی عکسه لکانت قصة واحدة و لذهب المراد فی تثنیة التقریع.(۴۶)

واقعہ کے تقدیم وتاخیر کی حکمت:۔

ہوسکتا ہے کہ پہلے بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کا حکم ملا ہو، اس کے بعد قتل نفس کا واقعہ پیش آگیا ہو، تو انہیں اس گائے کے گوشت کو مقتول کے بدن سے لگائے جانے کا حکم دے دیا گیا ہو۔

و قیل یجوز ان یکون ترتیب نزولها علی موسیٰ علیه السلام علی حسب تلاوتها بان یأمرهم الله بذبح البقرة ثمّ یقع القتل فیو مر بضرب بعضها لکن المشهور خلافه.(۴۷)

بعض مفسرین تخصیص کی وجہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

و قیل انما امروا بذبح البقرة دون غیرها من البهایٔم لانها افضل قرا بینهم و لعبادتهم العجل فاراد الله تعالیٰ ان یهون معبودهم عندهم.(۴۸)

صاحب جواہرالقرآن کے پیش کردہ قرائن:۔

مولانا غلام اللہ خان نے تفسیر میں دو مستقبل واقعہ ہونے کیلئے دو قرینے پیش کئے ہیں

ا۔گزشتہ واقعات کا سیاق اور "اذ" سے ان دونوں کا اجزاء بیان کیا جانا'

۲۔نعش کا چالیس سال تک بے گوروکفن پڑا رہنا اور متعفن نہ ہونا عقل وقیاس سے بعید ہے۔

پہلے کا جواب تفسیر مدارک سے ہی دیا گیا ہے۔و هاتان القصتان وان کانتا متصلین فستقل کل واحدة منها بنوعه من التقریع .(۴۹)

و هاتان القصتان وان کانتا متصلین فستقل کل واحدة منهامستقلة بنوع من التقریع وان کانتا متصلین متحدتین فی نفس الامر.(۵۰)

دوسرے قرینہ کا قرآن کی آیات سے موازنہ:

حضرت عزیرؑ کے واقعہ میں جب کھانے پینے کی چیز تک سو سال کے عرصہ دراز تک سڑنے اور تغیر سے محفوظ رہی'

بل لبثت مائة عام فا نظر الی طعامک وشرا بک لم یتسنة (۵۱)

ولبثوا فی کهفهم ثلث مائة سنین وازدادوا تسعا .(۵۲)

اضربوه ببعضها کی ضمیر صاحب بلغة الحیر ان کے نزدیک ؛

فرماتے ہیں ھا ضمیر راجع ہے نفس کی طرف (۵۳)

مطلب اس طرح واضح کرتے ہیں

''یعنی ان کو کہا گیا تھا کہ اسی نفس کے ہاتھوں کو پکڑ کر اس نفس کو مارو'تو وہ خود اپنا قاتل بتلا دے گا (۵۴)

مزید تشریح یوں فرماتے ہیں

''حکم ذبح اور ذبح کے درمیان چالیس برس کا فاصلہ آگیا تھا تو وہ قتیل اتنی مدت تک کس طرح پڑا رہ سکتا ہے ''(۵۵)

واد خلو االبا ب سجدا (۵۶)

اس آیت کے تحت مولانا حسین علی متوفی ۱۳۶۳ھ یوں تشریح فرماتے ہیں

''کہ باب سے مراد مسجد کا دروازہ ہے جو کہ نزدیک تھے اور باقی تفسیروں کا کذب ہے (۵۷)

لیکن اس کے مقابلے میں دوسرے مفسرین کی رائے یہ ہے

انہوں نے ''باب'' سے مراد شہر دروازہ مراد لیا ہے یا باب سے مراد شہر کا دروازہ یا قبہ کا دروازہ مراد ہے. جس کی طرف منہ کر کے بنی اسرائیل نماز پڑھا کرتے تھے واد خلوا ا لباب ای باب القریۃ .او باب القبۃ التی کانوا یصلون الیھا (۵۸)

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبد نا فا تو بسورۃ من مثلہ (۵۹)

بلغۃ الحیر ان میں مولانا حسین علی اس کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''لیکن یہ خیال کرنا چاہیے کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی فصاحت و بلاغت سے نہ تھا کیوں کہ قرآن خاص واسطے کفار فصحاء و بلغاء کے نہیں آیا تھا اور یہ کمال بھی نہیں ،کمال تو اس میں ہے کہ ایسے مضمون والی کتاب لے آؤ۔ مثلاً جس میں امور ماضیہ کی خبر مطابق واقعہ کے ہو' معنی یہ ہوگا کہ اگر تم صادق ہو' تو ایسے مضمون والی کتاب کوئی لے آؤ۔ یا ایسے امی جیسے آدمی سے لے آؤ (۶۰)

لیکن تفسیر مظہری میں ''من مثلہ ' کی تفسیر یوں کی گئی ہے

''مثلہ''میں ''ہ'' کی ضمیر یا تو ''ما نزلنا '' کی طرف راجع ہے اس صورت میں ''من'' تبعیضیہ یا بیانیہ یا زائدہ ہوگا اور آیۃ کے معنی اس تقدیر پر یہ ہوں گے کہ بلاغت اور حسن نظم میں قرآن جیسی کوئی سورت لے آؤ۔ یا تو ''عبدنا'' کی طرف راجع ہے اور ''من'' ابتدائیہ ہے اس توجیہ پر معنی یہ ہوں گے کہ کوئی سورت محمد ﷺ کیسی اُمی شخص کی بنائی ہوئی لے آؤ۔ (۶۱)

اگے مزید اپنی رائے کا اظہار یوں فرماتے ہیں''

پہلی ترکیب اولیٰ وانسب ہے کیوں کہ دوسری ترکیب سے یہ وھم ہوتا ہے کہ شاید قرآن کا مثل غیر اُمی شخص سے ممکن ہو' حالانکہ قرآن پاک بذاتہ ہر حال میں معجز ہے'' (۶۲)

مولانا شبیر احمد عثمانی (متوفی ۱۹۴۹ء) تفسیر عثمانی میں وہی بات کہی ہے جو دوسرے مفسرین نے لکھی ہیں لکھتے ہیں

''کہ اگر تمکو اس کلام کے کلام بشری ہونے کا خیال ہے تو تم بھی تو ایک سورت ایسی فصیح و بلیغ تین آیت کی مقدار بنا کر دیکھو اور جب تم باوجود کمال فصاحت و بلاغت کے چھوٹی سورت کے مقابلے سے عاجز ہو جاؤ' تو پھر سمجھ لو کہ یہ اللہ کا کلام ہے (۶۳)

واحفظوا ایمانکم (۶۴)

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مولانا حسین علی متوفی ۱۳۶۳ھ لکھتے ہیں

''بچو اور مت کرو اور یہ معنی نہیں کہ یمین کر کے اس پر قابو رہو اور نگاہ رکھو اور توڑو نہیں کیوں کہ سیاق قرآن کے مخالف ہے'' (۶۵)

یہاں حفظِ یمین کے اس معنی کو'' کہ قسم جو توڑو نہیں'' سیاق قرآن کے مخالف بتلا رہے ہیں امام رازی متوفی ۶۰۶ھ کا قول یہ ہے

''قللوا الایمان ولا تکثروا منها واحفظوا ایمانکم اذا حلفتم عن الحنث لئلا تحتاجوا الی التکفیر (۶۶)

آگے لکھتے ہیں '' واللفظ محتمل للوجهین (۶۷)

ما فرطنا فی الکتاب من شیء (۶۸)

تفسیر اس آیت کی اس طرح فرماتے ہیں

'' اس میں مذہب معتزلہ کا لیا جاوے یعنی فی الحال ہم تفریط نہیں کرتے تو یہ بھی تخویف ہو گی جیسا کہ ''ثم الیٰ ربهم یحشرون (۶۹) تخویف ہے یا مراد ''لوح محفوظ'' ہو گی لیکن آخر بعید ہے (۷۰)

لیکن دوسرے مفسرین نے ''الکتاب'' سے مراد ''لوح محفوظ'' لیا ہے یا قرآن کا مراد ہونا لکھا ہے (۷۱)

مولانا حسین علی یہاں مراد معتزلہ کو زیادہ راجح قرار دیتے ہیں تخویف ہونے کی تائید کرتے ہیں

ان یاجوج وماجوج مفسدون فی الارض (۷۲)

یہاں ''یاجوج وماجوج'' سے مولانا حسین علی ''کافر یا انگریز'' مراد لیتے ہیں (۷۳)

عام مفسرین ان کو'' تاتاری قبائل کی اولاد'' قرار دیتے ہیں (۷۴)

مولانا حسین علی متوفی ۱۳۶۳ھ لکھتے ہیں

'' اس بات میں لوگوں (مفسرین' مؤرخین) نے بہت توجیہات کی ہیں لیکن حق وہی ہے جو ہم نے اوپر ذکر کیا ہے'' (۷۵)

واذ اوحیت الی الحواریین ان اٰمنوا بی وبرسولی (۷۶) اذ قال الحواریون(۷۷) کی تفسیر میں ''حواریون'' سے مراد بادشاہ لیتے ہیں(۷۸)لیکن جواھر القرآن میں''حوارین''سے''مخلص مومن'' لیا گیا ہے (۷۹)

لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا ۰ (۸۰)

اس کی تفسیر یوں کرتے ہیں

''اس کا معنی یہ نہیں کہ یہ قرآن غیر اللہ سے ہوتا تو اس میں اپس میں اختلاف بعض کو بعض کے ہوتا' بلکہ معنی یہ ہے کہ اگر ''من عند اللہ غیر اللہ''ہوتا تو اس میں امور مخالف واقع کے ہوتے' کچھ کزب ہوتا اور معنی اختلاف کا کذب ہے''(۸۱)

حالانکہ جس معنی کی تردید کی جارہی ہے اکثر مفسرین نے اسی کو اختیار کیا ہے

''پس لامحالہ یہ غیر اللہ کا کلام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے (۸۲)

ان الحسنات یذھبن السیأت(۸۳)

سیأت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

'' سیأت سے مراد گناہ نہیں ہیں کہ تاویلیں نہ کرنی پڑیں بلکہ مراد سختیاں ہیں (۸۴)

لیکن جمہور مفسرین نے سیأت سے گناہ ہی مراد لئے ہیں(۸۵) حدیث میں بھی ہے

ان رجلا اصاب من امرأہ قبلۃ فأتی النبی ﷺ فاحرہ فا نزل اللہ عز وجل اقم الصلوٰۃ طرفی النھار وزلفا من اللیل ان الحسنات یذھبن السیأت (۸۶)

اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ سیأت سے مراد گناہ ہیں لیکن بلغۃ الحیر ان میں اس سے سختیاں مراد لی گئی ہیں الغرض مولانا حسین علی بلغۃ الحیر ان میں ایسے بہت سے لطائف وغرائب اور تفردات جمع کئے ہیں جو ان کے تفسیری نکات وافادات کا بیش بہا مجموعہ ہیں

ان تفردات کے باوجود''بلغہ الحیر ان،،اور''جواہر القرآن،،بہترین تفاسیر ہیں یوں تو نفس ترجمہ و تفسیر تمام مفسرین کرتے ہیں، تراکیب عربیہ کا حل، فقہی مسائل کا حل، سلوک کے مسائل کا استنباط اور دیگر موضوعات پر بہت زیادہ بحث کرتے ہیں لیکن قرآن مجید کا جو اصل موضوع''توحید،،ہے وہ تشنہ طلب رہ جاتا ہے مولانا غلام اللہ خان (المتوفی ۱۴۰۰ھ) نے مقدمہ جواہر القرآن میں کچھ اصطلاحات اور رہبر اصول ایسے حسن انداز سے بیان کئے ہیں، جس سے مشکل سے مشکل مسائل حل ہو جاتے ہیں۔

مولانا نے قرآنی تعلیمات کے اصل محور، مرکزی نکتہ اور پیغام ابدی پر ایک مفصل باب مسئلہ ''الٰہ،، کے عنوان سے زینت قرطاس بنایا ہے مثلا

''الٰہ،، کے معنی کی تشریح، قانون لفظ ''الٰہ،، اور لفظ ''الٰہ،، کی تحقیق وغیرہ تفصیل کے ساتھ تحریر کیے ہیں

ربط آیات، ربط سور، خلاصہ، مسئلہ الٰہ تحریمات غیر اللہ اور فرق باطلہ کے دلائل اور ان کے جوابات دلائل کے ساتھ اس تفسیر میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں لیکن بنیادی موضوع مسئلہ توحید ہی ہوتا ہے ایک آیت کا دوسری آیت کے ساتھ تعلق ظاہر کرنے کے لئے ایسا مفید ترجمہ اور عمدہ تفسیر بیان کرتے ہیں جس سے تمام اشکال ختم ہو جاتے ہیں اسی طرح ایک سورۃ کا دوسری سورۃ کے ساتھ ربط اور ان کے مضامین کے درمیان مطابقت پیدا کرنے کیلئے آسان اور عام فہم تفسیر کرتے ہیں جس سے نہ صرف آیات کی پیچیدگیاں رفع ہو جاتی ہیں، بلکہ آیات وسور اور مختلف مضامین موتیوں کی لڑی کی طرح منظم اور مربوط نظر آتے ہیں

''خلاصہ،، شیخ القرآن کے ہاں ایک ضروری اصطلاح ہے وہ سورۃ کے آخر میں پوری سورۃ کا خلاصہ یا پورے قرآن مجید کا خلاصہ صرف چند جملوں میں بیان کر دیتے ہیں۔ مثلا

''ہر چیز کا خلاصہ ہے اور قرآن مجید کا خلاصہ ''حوامیم،، (۸۷) ہیں اور تمام حوامیم کا مبداء سورۃ ''زمر،، ہے اور سورۃ ''زمر،، میں یہ دعوی مذکور ہے کہ صرف اللہ ہی کی عبادت کرو، جبکہ ''حوامیم سبعہ،، کا یہ دعوی ہے کہ حاجات ومشکلات میں غائبانہ صرف اللہ ہی کو پکارو اور صرف اسی سے استمداد اور استعانت کرو اسی طرح سورہ زمر کا خلاصہ سورہ فاتحہ کے ''ایاک نعبد،، میں اور ''حوامیم سبعہ،، کا خلاصہ ''ایاک نستعین،، میں آگیا، اس اعتبار سے سارے قرآن کا خلاصہ سورہ فاتحہ میں آگیا اور سورۃ فاتحہ،، کا خلاصہ ''بسم اللہ الرحمن الرحیم،، میں موجود ہے اور ''بسم اللہ،، کا خلاصہ اس کی ''با،، میں پایا جاتا ہے گویا سارے قرآن کا خلاصہ ''با،، استعانت میں مضمر ہے

اب پورے قرآن کا خلاصہ یہ نکلا کہ ساری کائنات کا خالق اللہ ہی ہے مالک ومختار، متصرف اور کارساز اللہ ہی ہے لہٰذا غائبانہ حاجات میں اسی کو پکارا جائے اور اسی سے استعانت کی جائے۔ (۸۸)

سورتوں کے مضامین واحکام کو ایک ہی سلک میں پرو دینا مولانا غلام اللہ خان (المتوفی ۱۴۰۰ھ) کی تفسیری خصوصیات کا امتیازی شاہکار ہے مثلاً

"سورة النساء"،کا"سورة آل عمران"، کے ساتھ ربط: لکھتے ہیں

سورۃ النساء کا سورۃ آل عمران دو طرح کا ربط ہے ایک اسمی دوسرا رسمی ربط:

فاتحہ سے مائدہ تک سورتوں کا "اسمی ربط"، اس طرح ہے " ایاک نعبد وایاک نستعین ولا نعبد ولا نستعین البقرة کما فعلت الیهود والمشرکون ولا آل عمران کما فعلت النصاری ونؤدی حقوق النساء اللهم فانزل علینا مآئدة انعامک ورحمتک (۸۹)

معنوی ربط: سورہ بقرہ میں چار بنیادی مضامین (توحید، رسالت، جہاد، انفاق) بیان کئے گئے ہیں اوران کے ساتھ ساتھ امور انتظامیہ اور امور مصلحہ بھی مذکور تھے بقرہ میں توحید کا بیان اور شرک کا رد ہر پہلو سے تھا نفی شرک فعلی، نفی شرک اعتقادی اور نفی شفاعت قہری کا بیان تھا، سورہ نساء میں تفصیل سے امور انتظامیہ بیان کئے ہیں اور ساتھ ایک امر مصلح، یعنی نماز کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ نماز امور پر عمل درآمد کرنے مین ممدومعاون ہے گویا سورہ بقرہ کے مضامین میں سے ایک مضمون امور انتظامیہ کو سورہ نساء میں شرح وبسط سے بیان کیا گیا ہے (۹۰)

مراجع

(۱) رشید احمد گنگو هی: هو الشیخ الامام العلامة المحدث رشید احمد بن هدایت احمد الانصاری الحنفی الرامپوری ثم الگنگوهی .احد العلماء المحققین والفضلاء المدققین لم یکن مثله فی زمانه فی الصدق والعفاف والتوکل والتفقه والصلابة فی الدین والشده فی المذهب له مصنفاة مختصرة قلیلة. مات سنة ۱۳۲۳ھ (نزھۃ الخواطر ج ۸ص ۱۶۳)

(۲) تعلیم القرآن ۔خصوصی شمارہ ' بیاد شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان ص ۲۶ راجہ بازار راولپنڈی

(۳) نیل السائرین فی طبقات المفسرین ۔ مولانا محمد طاہر ص ۳۶۶ بقیۃ الآثار الیضا ص ۱۲

مقدمہ جواہر القرآن ۔مولانا غلام اللہ خان ص ۲ فرید بک ڈپو دہلی انڈیا

حیات شیخ القرآن مولانا محمد ابراہیم فانی ص ۷۰ مکتبہ شاہ ولی اللہ اکوڑہ خٹک پشاور ۱۹۹۶ء

(۴) نزھۃ الخواطر ج ۸ص ۱۳۳

(۵) یہ ۸۴۴ صفحات پھیلی ہوئی مختصر تفسیر ہے مکتبہ حنفیہ اردو بازار گوجرانوالہ سے چھپی ہے سطن

(۶) تفسیر بے نظیر ۔یہ چھوٹا سا رسالہ ۱۰۰ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں قرآن کریم کی تمام سورتوں کا الگ الگ خلاصہ تحریر کیا گیا ہے اردو زبان میں ہے سورتوں کے اس خلاصے میں ہر سورت میں توحید کے مضامین بیان کئے گئے ہیں اس کا حاشیہ مولانا سید محمد حسین نیلوی (صدر مدرس ضیاء العلوم سرگودھا) نے بدر منیر کے نام سے کیا ہے اور ادارہ گلستان سرگودھا اس کو چھاپا ہے سطن

(۷) الیضا فیوضات حسینی (تحفہ ابراھیمیہ) مولانا عبد الحمید سواتی ص ۴۷

(۸) خدام الدین لاہور ص ۱۲

(۹) نیل السائرین ص ۳۶۶

(۱۰) الاتقان ج ۲ص ۲۲

(۱۱) الفوز الکبیر ص ۴۲

(۱۲) بقیۃ الآثار ص ۱۰ تا ۱۹

(۱۳) ماھنامہ تعلیم القرآن جون ۱۹۸۰ء

(۱۴) مقدمہ تفسیر جواہر القرآن ص ۶

(۱۵) تفصیل جوار القرآن میں دیکھئے .

(۱۶) الیضا

(۱۷) طبع مدرسہ جامعہ صدیقیہ محلہ مجاھد پورہ گوجرانوالہ

(۱۸) اسماعیل ؛ هو الشیخ العالم الکبیر العلامة المجاهد فی سبیل الله الشهید اسما عیل بن عبد الغنی ابن ولیالله الدهلوی احد ، فی الذکاء والفطنه والشهامة وقوة النفس والصلابة فی الدین هو بحرا ذاخرا فی المعقول والمنقول فجاهد فی سبیل الله حتی استشهد فی بالا کوٹ من ارض یا غستان (فی وادی کاغان) (نزھۃ الخواطر ج ۷ص ۶۶)

(۱۹) حیات شیخ القرآن ۷۱

(۲۰) بقیۃ الاثار ص ۴۰

لایستوی الاعمیٰ والبصیر ۔ شیر احمد منیب ص ۲۳

تسکین الخاطر مولانا خان بادشاہ ؛ ص ۱۴ نوش پریس لاہور

نیل السائرین ص ۳۶۷

جدوجہد ص ۱۱۸

تبصرہ ص ۴۳

ایھا المسلمون ، سلطان غنی عارف ص ۱۴ ادارہ نشرواشاعت پنج پیر صوابی

(۲۰) حیات شیخ القرآن ص ۳

(۲۱) ایضا ص ۴۳-۱۰

(۲۲) تفسیر البرہان

(۲۳) ھدایۃ الحیران فی جواہر القرآن ۔ مولانا عبدالشکور ترمذی متوفی ۱۴۲۳ھ

(۲۴) البقرہ: ۱۵۳

(۲۵) بلغۃ الحیران مولانا حسین علی ص ۲۶

(۲۶) البقرہ: ۱۴۳

(۲۷) بلغۃ الحیران ص ۲۷

(۲۸) ۱۲۹

(۲۹) زینب ؛ ھی بنت جحش زوج النبی ﷺ وکانت قدیمۃ الاسلام ومن المھاجرات وکانت قد تزوجھا زید بن حارثہ مولی النبی ﷺ تزوجھا لیعلمھا کتاب اللہ وسنۃ رسولہ ثم ان اللہ تعالی زوجھا النبی ﷺ من السماء وانزل اللہ تعالیٰ " واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ . امسک علیک زوجک ،واتق اللہ وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس واللہ احق ان تخشاہ فلما قضی زید منھا وطرا زوجنکھا ،، فزوجھا رسول اللہ ﷺ سنۃ ثلاث من الھجرۃ .

طبقات ابن سعد ج۸ص ۸۱ ، اسد الغابہ ج۷ س ۱۲۷

(۳۰) بلغۃ الحیران : ص ۲۶۵

(۳۱) بیضاوی :الاحزاب:۱۲۹ ، الاحکام القرآن لابن العربی الاحزاب:۱۲۹

(۳۲) بیضاوی :۱۲۹

(۳۳) تفسیر القرآن لابن کثیر الاحزاب؛۱۲۹ ، مسلم ج۱ص ۴۶۰

(۳۴) تفسیر مظہری الاحزاب:۱۲۹

(۳۵) ۵۶

(۳۶) بلغۃ الحیران ص ۲۶۶ الاحزاب؛۱۲۹

(۳۷) انوار التبیان فی اسرار القرآن ص ۴۳۶ مدرسہ جامعہ صدیقیہ محلہ مجاھد پورہ گوجرانوالہ طبع اول ۱۹۷۹ء

(۳۸) احسن التفسیر المعروف تفسیر بے نظیر ص ۱۱۸، ۱۱۹ ،

(۳۹) بلغۃ الحیران ص ۳۳۲، ۳۳۳

(۴۰) امداد الفتاوی ج ۶ ص ۱۲۰، ۱۲۱ مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۳۹۳ھ

(۴۱) تحریرات حدیث: ص ۱۹۵

(۴۲)البقرہ:۶۷

(۴۳)البقرہ:۷۲

(۴۴)جواہرالقرآن :ج۱البقرہ:۷۲ ،بلغۃالحیر ان ص۱۵

(۴۵)ایضا

(۴۶)تفسیرمدارک ج۱البقرہ:۷۲

(۴۷)روح المعانی ج۱البقرہ:۷۲

(۴۸)مدارک ج۱البقرہ:۷۲

(۴۹)ایضا

(۵۰)خازن ج۱البقرہ:۷۲

(۵۱)البقرہ :۲۵۹

(۵۲)الکہف:۲۵

(۵۳)بلغۃالحیر ان ص۱۲

(۵۴)ایضا :ص۱۶

(۵۵)ایضا:ص۱۵

(۵۶) البقرہ:۵۸

(۵۷)بلغۃالحیر ان: ۱۵

(۵۸) تفسیرکبیر: ج۱ البقرہ:۵۸

المحرور الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز : لا بی محمد عبد الحق بن عطیه الاند لسی المتو فی ۵۴۱ھ البقرہ : ۵۸
المو سسة دار العلوم الدو حه قطر طبع اول ۱۳۹۸ھ

(۵۹)البقرہ:۲۳

(۶۰)بلغۃالحیر ان :البقرہ:۲۳

(۶۱) قاضی ثناءاللہ پانی پتی (متوفی ۱۲۲۵ھ)البقرہ:۲۳

(۶۲) ایضا

(۶۳)البقرہ:۲۳ وزارت اوقاف سعودی عرب ۱۴۰۹ھ

(۶۴)المائدہ :۸۹

(۶۵)بلغۃالحیر ان : ص۱۰۱ ،جواہرالقرآن ج۱ المائدہ: ۸۹

(۶۶)تفسیر الکبیر ، لامام الفخر الدین الرازی (المتوفی ۶۰۶ھ) ج۴ المائدہ : ۸۹

(۶۷)ایضا

(۶۸)الانعام:۳۸

(۶۹) الانعام:۳۸

(۷۰)بلغۃالحیر ان:ص۱۳۱

(۷۱)دیکھیے انوارالقرآن ج ۳ الانعام:۳۸

(۷۲)الکھف:۹۴

(۷۳)بلغتہ الحیران:ص۲۰۵

(۷۴)تفصیل کے لئے: ترجمان القرآن:الکھف:۹۴ ،تدبر قرآن ج ۴ص۶۲۰

(۷۵)بلغتہ الحیران:ص۲۰۵

(۷۶)المائدہ:۱۱۱

(۷۷) ۱۱۲

(۷۸)بلغتہ الحیران۔ص۱۰۲

(۷۹)جواھر القرآن ج۱المائدہ:۱۱۲

(۸۰)النساء:۸۱

(۸۱)بلغتہ الحیران ص۸۰

(۸۲)بیان القرآن مولانا اشرف علی تھانوی النساء:۸۰

(۸۳)ھود:۱۱۴

(۸۴)بلغتہ الحیران ص۱۶۰

(۸۵)حسنات سے مراد عام ہے،عبادات،حسن اخلاق،خوش معاملگی،حسن معاشرت وغیرہ سب اس میں داخل ہیں تاہم نماز کو فوقیت حاصل ہے،اسی لئے اول ''اقم الصلوۃ،،فرمایا۔ سئیات سے مراد صرف صغائر ہیں۔ ان تجتنبو ا کبائر ما تنھون عنہ نکفر عنکم سیأتکم ۔

(انوارالقرآن ج۴ ھود:۱۱۴)

(۸۶)الجامع البخاری ج۱

(۸۷)حوامیم:وہ سات سورتیں مراد ہیں جن کی ابتداء میں لفظ ''حم،،آیا ہے

(۸۸)جواہرالقرآن ج۱ص۳،۲

(۸۹) جواہرالقرآن ج۱

(۹۰)ایضا ص۲۰۷

باب چہارم

فصل دوازدھم

مولانا عبید اللہ سندھی (المتوفی ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۹۴۴ء

مکتب فکر، ان کا منہج، تفسیری خدمات اور قرآنی

فکر انقلاب

مولانا سندھی:

مولانا عبیداللہ سندھی ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۸۷۲ء میں چیانوالی (۱) (جو سیالکوٹ کلکڑی میں واقع ہے) پیدا ہوئے۔ ان کے والدین سکھ (۲) تھے۔ بلا کے ذھین تھے۔ ہوش سنبھالا، سیالکوٹ سے سندھ پہنچا اور ۱۸۸۷ء کو اسلام قبول کیا۔
سندھ میں ابتدائی دینی تعلیم کے بعد مزید تعلیم کے حصول مین ملتان (پاکستان)، کانپور، رام پور، (بھارت) سے ہوتے ہوئے ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۸ء کو دارالعلوم دیوبند پہنچے۔ جن شیوخ سے علم دین کا اکتساب کیا۔ ان میں حافظ محمد احمد بن مولانا محمد قاسم نانوتوی (المتوفی ۱۲۹۷ھ)، شیخ الہند مولانا محمود حسن (المتوفی ۱۳۳۹ھ) مشہور ہیں۔ ۱۳۰۸ھ میں فراغت کے بعد درس و تدریس اور سیاست میں قدم رکھا۔ انگریز کا بڑا دشمن تھا اسی وجہ سے شیخ الہند کے حکم سے ہجرت کر کے سندھ سے ۱۳۳۴ھ کو کابل چلے گئے۔ سات سال وہاں قیام کیا۔ پھر کابل سے روس اور وہاں سے ۱۹۲۳ء ترکی چلے گئے۔
ہر جگہ انقلابات کا گہرا مطالعہ کیا اور ان کے اسباب و نتائج پر غور و تدبر کیا۔ جب آپ نے روس اور ترکی کا انقلاب اچھی طرح دیکھ لیا، تو آپ ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۹۲۶ء مرکز اسلام مکہ مکرمہ پہنچے۔ مکہ میں آپ کا مشغلہ درس و تدریس تھا۔ انہی برسوں میں آپ نے امام شاہ ولی اللہ دہلوی (المتوفی ۱۱۷۶ھ) کی تصنیفات کا اول سے آخر تک کئی بار مطالعہ کیا اور ہندوستان کی تاریخ اور بالخصوص مسلمانوں کی تاریخ کا گہرا مطالعہ کیا۔ ۱۹۳۹ء میں کراچی آئے تو یہاں بلا تامل اپنے قرآنی افکار کی اشاعت کی۔ رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ مطابق ۲۲ اگست ۱۹۴۴ء کو بستی گوٹھ دین پور شریف متصل خان پور (ضلع بہاولپور پنجاب) میں انتقال فرما گئے۔ (۳)
انتقال کے وقت مولانا کی عمر ۷۱ برس تھی۔ علماء نے آپ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہیں

''کان الشیخ عبید اللہ من نوادر الرجال فی قوۃ الارادۃ، وشھامۃ النفس واقتحام المخاطر والبعد فی التخیل و الاعتماد علی النفس، والغزوات عن الشھوات، وکان مفرط الذکاء، قوی المناسبۃ فی العلوم. جید النظر فی طبقات العلماء و تاریخ العلوم و تدوین الحدیث. وکان مفرط الحب و الانتصار لشیخ الاسلام ولی اللہ دھلوی (۴)

آپ کے مشہور فکری تلامیذ:

دارالرشاد سندھ میں ایک بڑی جماعت نے آپ سے علم حاصل کیا ان میں زیادہ مشہور یہ ہیں

۱۔ مولانا احمد علی لاہوری متوفی ۱۹۶۳ء

۲۔ مولانا عبداللہ لغاری متوفی (۵)

۳۔ مولانا خواجہ عبدالحی فاروقی (۶)

۴۔ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی (۷)

۵۔ قاری محمد طیب (۸)

۶۔ سعید احمد اکبرابادی (۹)

۷۔ پروفیسر محمد سرور (۱۰)

شیخ سندھی مسجد حرام میں بھی درس دیا کرتے تھے وہاں بڑے بڑے علماء نے کتب حدیث اور قرآن کریم کا ترجمہ اور فلسفہ امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۱۱۷۶ھ وغیرہ کا درس لیا، ان میں ان کے درس کے کاتب علامہ موسیٰ جاراللہ (روسی) (مرتب تفسیر ''الہام الرحمٰن،، بھی ہیں (۱۱)

مولانا سندھی (المتوفی ۱۹۴۴ء) وہ ممتاز فرد ہیں کہ جس نے برعظیم کی آزادی کے لئے بنیادی اور لازوال کردار ادا کیا۔ وہ اپنے مربی اور استاد شیخ الہند مولانا محمود حسن (المتوفی ۱۳۳۹ھ) کے سچے اور مخلص پیروکار اور شاگرد تھے۔ انہی کے حکم پر وہ ہندوستان چھوڑ کر کابل گئے اور نہ صرف وہاں کے برسر اقتدار طبقے میں اپنے استاد کے اثر و رسوخ اور اپنی خداداد حکمت عملی کی وجہ سے گہرے اثرات چھوڑے۔

کابل میں اعلیٰ مسلم طبقہ کے نقائص سے آگاہی کے بعد سابق سوویت یونین (روس) گئے اور وہاں دیمک زدہ مذھب کو معاشرے کی لعنت سے خارج ہوتے دیکھا، لیکن اس سے انہیں اپنے سچے مذھب کی حکمت و فلسفہ پر عمیق انداز میں مطالعہ کا موقع ملا، پھر ترکی میں مسلمانوں کی جذباتی امیدوں کے مرکز ''خلافت عثمانیہ'' (۱۲) کی لپٹی ہوئی بساط پر قائم کمالی حکومت (۱۳) کو جانچنے کا موقع ملا اور بالآخر مکہ مکرمہ کے پرتاثیر ماحول میں اپنے مشاہدات و مطالعات کو قرآن کی حکمت کے زاویہ سے پرکھنے اور محققانہ نظر سے دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور اس سلسلے میں انہوں نے قرآن کریم کی فلاسفی سے گہری واقفیت کے لئے امام شاہ ولی اللہ (المتوفی ۱۱۷۶ھ) کی تصنیفات کو حرز جان بنالیا۔

آپ حضرت شاہ صاحب کے فکر و فلسفہ کے بڑے رمز شناس اور راز دان تھے۔ ان کی ایک ایک تحریر کو بار بار غور و فکر سے پڑھتے۔ حضرت شاہ صاحب کا فکر جس عظیم فلسفہ انقلاب کا حامل تھا مولانا نے اسکی روح کو اپنے فکر میں جذب کر کے اسلام اور مسلمانوں کی ہمہ جہتی نشاۃ ثانیہ کے لئے ایک واضح اور مکمل دستور العمل کا خاکہ تیار کیا تھا۔ (۱۴)

مولانا سندھی نے عصر حاضر میں تجدیدی کام کے لئے جس طریقے کی نشاندھی کی ہے وہ یہ ہے

''قرآن وسنت کو سمجھنے اور سمجھانے ان کے مقاصد اور مطالب کو ملت اسلامیہ کے ذہن نشین کرانے اور ان کو ملی وفکری عمل میں رچانے کے سلسلے میں ہماری تاریخ میں اب تک جو علمی کوششیں ہو چکی ہیں آج ان کا پورا احاطہ کیا جائے۔ان کے کھرے کھوٹے کو پرکھا جائے۔(۱۵)

مولانا سندھی نے قرآنی حکمت کو معروضی حقائق کے حوالہ سے آشکارا کیا ہے یوں انہوں نے آج کے سوچنے والے دماغوں کو دین فطرت کی طرف لانے کی سعی مشکور انجام دی ہے۔انہوں نے قرآنی حکمت کو آج کی زبان میں اس طرح پیش کیا ہے کہ پڑھا لکھا نوجوان اس کا شعور اور ادراک حاصل کر کے دین بیزار سامراجی حلقوں کی حکمت عملی کے سحر سے بآسانی نکل سکتا ہے۔

مادیت اور مذھب کا باہمی اتحاد۔ مولانا سندھی کے افکار کی روشنی میں!

مولانا عبیداللہ سندھی (المتوفی ۱۳۶۳ھ) یورپ کے سفر کے بعد روس کے بڑھتے ہوئے لادینی خطرے کو اپنی انکھوں سے دیکھ آئے تھے۔آپ کا فرمانا تھا

''شاہ ولی اللہ کی تعلیم کی موجودگی میں روس کا لادینی فلسفہ کسی طور پر بھی ان پر اثر انداز نہ ہوا،اور پھر اس مشاہدے سے اسلام کی صداقت پر حق الیقین کا مقام حاصل ہو گیا۔''(۱۶)

آگے جا کر اسلام کی حقانیت سے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار اس طرح کرتے ہیں۔

''اسلام کی بنیاد ہی انسانیت کی خدمت ہے۔اسلام کی تحریک کی قبولیت مساوات یا نوع انسان کی ایک برادری یا برابری ہے، جس کی وجہ سے اسلام نے فارس کی امیرانہ سلطنت اور قیصر روم کی زبردست بادشاہت کا خاتمہ کر کے وہاں پر غریبوں کی حکومت قائم کرادی، یہ حکومتیں صرف اللہ تعالیٰ کے نام کی سربلندی اور مخلوق خدا کی خدمت کے لئے قائم کی گئیں۔اسلام کی بنیاد ہی غریب پروری ہے۔

یورپ کے اس لادینی طوفان میں اللہ تعالیٰ کے وجود کے متعلق ہزاروں شکوک وشبہات پیدا کئے جاتے ہیں جس کے لئے مولانا سندھی کا کہنا ہے۔

''اس سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہو سکتا ہے یعنی اسلامی تصوف،اسلامی تصوف میں چیزوں کی حقیقتوں سے بحث کی گئی ہے اور یہ کہ دنیا کی چیزوں کی اصل کیا ہے؟ ان کے سمجھنے سے پہلے ''خودشناسی'' اور ''خداشناسی'' ہوتی ہے جس کے بعد کافی شبہات رفع ہو جاتے ہیں

مولانا سندھی کا ارشاد تھا کہ خداشناسی کے لئے شاہ ولی اللہ کے کتب ''ھمعات'' (۱۷) اور ''سطعات'' (۱۸) ابتدائی طور پر پڑھائی جائیں اس طرح سے مادیت اور مذھب کا آپس میں اتحاد ہوجائے گا اور یورپ کی مادی ترقی کے ساتھ مسلمان نوجوان خداشناسی کی نعمت سے مالا مال ہو کر دنیا پر حکمرانی کرتا نظر آئے گا۔ (۱۹)

پروفیسر محمد سرور لکھتے ہیں

''مولانا فرماتے ہیں میرا دینی فکر روسی انقلابیوں کے لادینی فکر سے بلند تر رہا اور ان کی تمام مادیت کو میرے الٰہی فکر نے اپنے اندر ہضم کرلیا'' (۲۰) یعنی دوسرے لفظوں میں مولانا کا دینی عقیدہ اتنا وسیع اور ھمہ گیر تھا کہ اشتراکیوں کی مادیت کا مطالعہ کرنے کے بعد بھی خدا تعالیٰ کے وجود پر ایمان ان کا متزلزل نہیں ہوا۔

ایسا کیوں ہوا؟ وہ خود لکھتے ہیں

''یہ سب کچھ شاہ ولی اللہ متوفی ۱۱۷۶ھ کی تعلیمات کا فیض اور ان کے پیش کردہ 'وحدت الوجود' کے عقیدہ کا اثر تھا۔ (۲۱) اسلام کے نزدیک بلاتفریق مذہب وقوم عامہ خلائق کی فلاح و بہبود اور خدمت کے تمام کام حکومت کے فرائض میں شامل ہیں اور ان کی انجام دہی اللہ کی خوشنودی اور رضا کا موجب ہے عامہ خلائق کی خدمت میں رضائے الٰہی کے مفہوم پر ایک حدیث شریف نہایت فکر انگیز اور بصیرت افروز ہے مولانا سندھی (المتوفی ۱۳۶۳ھ) اسی حدیث کو پیش کرتے ہیں

" عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله ﷺ ان الله تعالی یقول یوم القیامة یا بن ادم مرضت فلم تَعُدنی قال یارب کیف اعودک وانت رب العالمین قال اما علمت ان عبدی فلانا مرِضَ فلم تعده اما علمت انک لوعدته لو جدتنی عنده . یا بن آدم استطعمتک فلم تطعمنی قال یا رب کیف اطعمک وانت رب العالمین قال اما علمت انه استطعمک عبدی فلان فلم تطعمه اما علمت انک لو اطعمته لوجدت ذلک عندی .

یا بن آدم استسقیتک فلم تسقنی قال یا رب کیف اسقیک وانت رب العالمین قال استسقاک عبدی فلان فلم تسقه اما انک لو سقیته وجدت ذلک عندی (۲۲)

منہج تفسیر:

مولانا عبید اللہ سندھیؒ علماء ہند میں ایک اعلیٰ پائے کے مستند عالم اور اہل اللہ تھے انہوں نے اپنی ساری زندگی دین کی خدمت، دینی علوم وفنون کے مطالعے اور مسلمانوں کی سیاسی اور عملی برتری کے حصول کے لئے وقف کردی تھی۔ بچپن ہی سے بڑے ذہین تھے۔ للّٰہیت کا بے پناہ جذبہ رکھتے تھے۔ خوش قسمتی سے ان کو اعلیٰ پائے کے استاد مل گئے اور روحانیت کے سلسلے میں حافظ محمد صدیق بھر چونڈی اور حضرت غلام محمد صاحب خان پوری جیسے بزرگوں کی صحبت اور ارشاد میسر ہوا، جسکی برکت سے مولانا صاحب کا علمی، روحانی اور عملی پایہ بہت بلند واعلیٰ ہوگیا۔ ''مولانا سندھی ایک طرف علوم عقلیہ کے ماہر تھے دوسری طرف علوم نقلیہ، علم حدیث، علم تفسیر و علم الاصول میں بے نظیر دسترس رکھتے تھے، ساتھ ہی ساتھ جدید علوم کا بھی مطالعہ کیا تھا اور قوموں کی سیاست اور ترقی وتمدن کے حالات اور اصول کی گہرائیوں تک غور وفکر کرنے کے عادی تھے انہوں نے اپنی زندگی کا اکثر و بیشتر حصہ حضرت شاہ ولی اللہ کے فلسفے اور تعلیمات کے مطالعہ اور اسکی اہمیت کے معلوم کرنے اور تحقیق وتدقیق میں گزارے۔ دنیا کی بھی سیر وسیاحت کی اور چشم دید حالات و حقائق سے روشناس ہوئے۔ (۲۳)

تفسیر قرآن مولانا صاحب کا عمر بھر کا مرغوب ترین مشغلہ رہا ہے ان کی ابتدائی تفسیر جو انہوں نے قیام دہلی کے دوران میں پہلی عالمی جنگ (۲۴) سے پہلے مرتب کی تھی ان کی نقلیں سندھ یونیورسٹی حیدرآباد اور دوسری جگہوں میں موجود ہیں۔

ہر مفکر اور مفسر کا کوئی نہ کوئی علمی اور ذہنی موقف ہوتا ہے تفسیر میں مولانا سندھی صاحب کا علمی اور فلسفی موقف شاہ ولی اللہ دہلوی (المتوفی ۱۱۷۶ھ) کی حکمت اور فلسفہ وتعلیم ہے وہ خود اس سلسلہ میں اپنا موقف تفسیری فکر میں اسی طرح بیان کرتے ہیں

''قرآنی معارف ومطالب میں مجھے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے علاوہ کسی اور حکیم کے افکار سے مدد لینے کی ضرورت نہیں پڑی۔ میں نے قرآن سے جو کچھ اخذ کیا ہے اور جو بھی معانی مضامین قرآن سے استنباط کئے ہیں مجھے ان کے تعین اور تائید کے لئے شاہ صاحب کی حکمت سے باہر جانے کی ضرورت پیش نہیں آئی''۔ (۲۵)

مزید اسی چیز کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں

''قرآن مجید کی کسی آیت کی تفسیر میں جہاں کہیں میں نے عام مفسرین سے اختلاف کیا ہے وہاں میں نے شاہ ولی اللہ صاحب (المتوفی ۱۱۷۶ھ) کے اصول کو اپنے لئے سند مانا ہے بعض ایسے مواقع بھی ہیں کہ میں نے شاہ عبدالعزیز (المتوفی ۱۲۳۹ھ)، شاہ رفیع الدین (المتوفی ۱۲۳۳ھ)، مولانا اسماعیل (شہید ۱۲۴۱ھ) اور مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (المتوفی ۱۲۹۷ھ) کے اقوال کو حجت بنایا ہے

اور شاذ و نادر ہی ایسا ہوا ہے کہ میں نے محض اپنے فکر و رائے کی بناء پر دوسرے مفسرین سے اختلاف کیا ہو، جہاں کہیں اس طرح کی کوئی بات ہے میں ایسے موقع پر صراحتاً بتا دیا کرتا ہوں کہ یہ میری سوچی ہوئی بات ہے سننے والوں کو اختیار ہے کہ وہ اسے قبول کریں یا رد کر دیں۔ مگر جن چیزوں میں ائمہ اور اساتذہ کی سند موجود ہو اور ان کی تشریح اور تفسیر کے مطابق آیات میں تناسب اور ربط پیدا ہو سکے تو میرا جی چاہتا ہے کہ اہل علم اس کے قبول کرنے میں انکار نہ کریں''۔ (۲۶)

ایک جگہ آپ لکھتے ہیں

حضرت شاہ ولی اللہ کے فلسفہ اور حکمت سے اگر ہمارا تعلق ہوگا تو ہم کو قرآن پاک کے مختلف رموز و حقائق سے زیادہ وقوف حاصل ہوگا۔ اور پھر ہمیں اس تفسیر کے مطالعہ سے یہ معلوم ہو سکے گا کہ قرآن انسان کی فطری ضروریات اور حاجات کو پورا کرنے کے لئے ضروری اسباب و سامان مہیا کرتا ہے اور طریقے بھی بتاتا ہے اور واقعی اسلام دین فطرت ہے اور قرآنی تعلیمات دین فطرت کی حامل ہے۔ (۲۷)

مولانا سندھی اس امر کی شعوری کوشش کرتے ہیں کہ قرآن کو نہ صرف عقیدے کی حد تک بلکہ وہ تطبیقی طور پر بھی تمام دیگر دینی کتب (بشمول کتب حدیث وفقہ) پر بالادستی دی جائے وہ قرآن حکیم کے مقابلہ میں کسی اور کی اہمیت ماننے کے لئے تیار نہیں، تاہم اس کے بعد دوسرے درجہ میں نہ صرف دینی لٹریچر کو تسلیم کرتے ہیں بلکہ ان پر مبنی فکر کے تاریخی تسلسل کے بغیر آگے بڑھنے کو خطرناک تصور کرتے ہیں وہ قرآن حکیم کو فقہی مسائل کی کتاب یا واقعات کی دستاویز کی بجائے کتاب حکمت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ (۲۸) پھر وہ قرآن کو محض نظری حکمت کی کتاب نہیں سمجھتے، بلکہ وہ اس کو کتاب عمل کے طور پر بھی نمایاں کرتے ہیں جو درحقیقت نزول قرآن کا حقیقی مقصد ہے۔

قرآن کے کتاب حکمت ہونے کے ناطے وہ غلبہء اسلام کے لئے پہلے درجے میں سیاسی فتح کو اساس ماننے کی بجائے ذہنیت کی تبدیلی کو بنیادی اہمیت کا حامل قرار دیتے ہیں کہ یہی امر معاشی تبدیلی کا سنگِ بنیاد ہے۔

مولانا سندھی اسی قرآنی حکمت و فکر کو بنیاد بنا کر ۱۲۵۸ھ کو سندھ میں ایک تنظیم ''جمعیۃ خدام الحکمۃ'' عمل میں لاتے ہیں۔ اس تنظیم کے چیدہ چیدہ اصول یہ ہیں۔

۱۔ امام ولی اللہ (المتوفی ۱۱۷۶ھ) کو جمیع علوم شرعیہ (مثلاً کتاب وسنت وحکمت وسیاست میں) ''امام الہند'' تسلیم کرنا۔

۲۔ ان کی کتابوں کی اصل زبانوں میں پڑھنے پڑھانے کی مقصد حیات بنانا۔

۳۔ امام ولی اللہ دہلوی کی حکمت کی تشریح میں امام شاہ عبدالعزیز (المتوفی ۱۲۳۹ھ) کو امام ماننا، اور مولانا شاہ محمد اسماعیل (شہید ۱۲۴۱ھ) کی ''عبقات'' مولانا محمد قاسم نانوتوی دیوبندی (المتوفی ۱۲۹۷ھ) کی ''تقریر دل پذیر'' اور ''شرح حدیث ابی زرین'' اور ''قبلہ نما'' کو بطور مبادی پڑھنا پڑھانا۔

نیز ''جمعیۃ خدام الحکمۃ'' کی ذیلی شاخ ''بیت الحکمۃ'' میں

۱۔ قرآن عظیم کی حکیمانہ تفسیر پڑھانا۔

۲۔ بیت الحکمۃ میں فقط امام ولی اللہ دہلوی کے فلسفہ کی تعلیم دینا۔

۳۔ بیت الحکمۃ میں ایسا کتب خانہ بنانا، جسکی مدد سے امام ولی اللہ دہلوی کے فلسفہ کا حکماء ہند اور حکماء یورپ سے مقابلہ کیا جانا۔ (۲۹)

مولانا سندھی کی تفسیر ''المقام المحمود'' اور ''الہام الرحمٰن'' کا مختصر تعارف اور تفسیری منہج کے نمونے:

تفسیر ''المقام المحمود'' مولانا سندھی کی تفسیر ہے۔ یہ تفسیر مولانا سندھی مکہ معظمہ کے پرانوار ماحول میں اپنے تلامیذ اور محبین قرآن حکیم کے سامنے پیش کرتے تھے۔ اور ان کے تلمیذ خاص اور سفر کابل کے رفیق مولانا عبداللہ لغاری متوفی ۱۹۵۸ء مطابق ۱۳۷۸ھ روزانہ قلم بند کرتے تھے حتی کہ دو سال کی محنت سے یہ تفسیر قلمبند ہوگئی ہے۔ اسکی نقلیں دہلی، پنجاب یونیورسٹی لاہور، کراچی میں موجود ہیں لیکن اس کا اصل نسخہ جو خود مولانا لغاری کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے سندھ یونیورسٹی میں موجود ہے۔

یہ تفسیر ایک ضخیم جلد میں ہے۔ دوسری جلد ابھی آئی نہیں ہے۔ مکی دار الکتب غزنی سٹریٹ یوسف مارکیٹ نے ۱۹۹۷ء میں شائع کی ہے۔ یہ تفسیر سورۃ الفاتحہ سے ابتداء ہے اور سورۃ المائدہ تک اختتام ہے صرف چار سورتوں ''الفاتحہ، البقرہ، ال عمران اور سورۃ النساء'' پر مشتمل ہے اور ۶۰۶ صفحات پر محیط ہے۔ عمدہ کاغذ اور عمدہ وخوبصورت ٹائٹل میں اسکی چھپائی ہوئی ہے۔

اس تفسیر کے ساتھ قارئین کی سہولت کے لئے قرآن شریف کی آیات اور ترجمہ بھی دیا گیا ہے یہ ترجمہ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کا ہے جو مولانا عبیداللہ سندھی کے استاد تھے تفسیر کے جامع مولانا عبداللہ لغاری (المتوفی ۱۳۷۸ھ) کے مشورہ ہی سے یہ ترجمہ شامل کیا گیا ہے تاکہ استاد و شاگرد دونوں بزرگوں کی قرآنی خدمات سے استفادہ ہو سکے۔

خصوصیات تفسیر:

۱۔اس تفسیر میں یہ خصوصیت ہے کہ طبعیات اور جدید سائنس اور علوم کو بھی قرآنی مسائل کے سمجھنے کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔اور ساتھ ساتھ قرآنی نقطہ نظر سے ان کی اصلیت کا اندازہ لگانے کے راستے بھی دکھائے گئے ہیں موجودہ زمانے میں جو مختلف حالات اور رجحانات پیدا ہو رہے ہیں ان سب میں قرآن پاک ہی سے ہدایت حاصل کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے اسی وجہ سے یہ بات روشن ہو جاتی ہے کہ قرآن پاک انسانی ھدایت کے لئے ایک بین الاقوامی راہ ہے اور نجات دلانے کا ایک واحد مصدر عام ہے اس میں انسانیت کے لئے ہر زمانے اور تمام حالات میں نور ھدایت، راہ نجات اور فلاح و عروج کے لئے فیوض و برکات میسر ہوتے رہیں گے۔

۲۔یہ تفسیر بعض دیگر تفسیروں سے مختلف ہے جن میں فقط شان نزول اور اسرائیلی قصے اور کہانیوں پر اکتفاء کرنے کی وجہ سے یہ خیال ہوتا ہے کہ شاید قرآن مخصوص مواقع اور گزشتہ زمانے کے لئے ہی نازل ہوا تھا لیکن اس تفسیر سے قرآن شریف کی تعلیمات کی خصوصیت و عمومیت اور بین الاقوامیت ظاہر ہوتی ہے۔

۳۔اس تفسیر میں بعض جگہ بڑے بڑے مضامین، اعلیٰ افکار اور دقیق مسائل بھی زیر بحث آئے ہیں اس وجہ سے بعض مواقع قدرے مشکل معلوم ہوتے ہیں لیکن غور و فکر کرنے سے ان کا سمجھنا اور حل کرنا مشکل نہیں، بعض مواقع پر کافی تفصیل سے کام لیا گیا ہے۔

۴۔اس تفسیر میں قرآن حکیم کی حکمت کو عصری انداز فکر کے حوالہ سے اجاگر کیا گیا ہے اس کے گہرے مطالعہ سے قاری بالخصوص باشعور نوجوان اپنے فکری اضطراب، عملی تشنگی اور روحانی قلق کی جگہ شعور و بصیرت پر مبنی اطمینان قلب اور فکری بالیدگی محسوس کرے گا۔

۵۔سلف میں قرآنی اشارات پر مبنی تفسیر کبھی اجنبی نہیں رہی اور مولانا سندھی کی یہ تفسیر کسی طور پر ان حدود سے تجاوز نہیں کرتی۔وہ ظاہری معنی کو تسلیم کر کے نظم قرآنی کے مطابق اپنے مفہوم کی نشاندہی کرتے ہیں جو قرآن کے بنیادی اصولوں اور مقاصد نزول کی ترجمانی کرتا ہے(۳۰)

الغرض اردو زبان میں یہ زبردست انقلابی تفسیر ہے۔

۱۔اس تفسیر میں عربی مشکل اور اصطلاحی الفاظ کی ''بین القوسین'' عبارتوں میں وضاحت کردی گئی ہے اسی طرح جدید انگریزی الفاظ کی بھی توضیح کردی گئی ہے۔

۲۔تفسیر میں بین السطور تفسیری رموز اور علمی نکات کو مولانا عبدالقدیر (بہاول نگری) نے حواشی میں عنوانات کے ذریعے نمایاں کیا ہے۔

۳۔جہاں کہیں امام سندھی نے کسی قدیم آسمانی کتاب کا حوالہ دیا ہے یا کتب تفسیر، حدیث، فقہ وغیرہ کے حوالے دیئے ہیں ان حوالوں کی اصل عبارات مطلوبہ مقامات پر درج کردی گئی ہیں حوالہ میں کتاب کا پورا نام، مصنف، طبع اور اس طبع کی پوری نشاندہی کی گئی ہے۔(۳۱)

تفسیر کے چند نمونے:

• ...الحمد لله رب العالمين(۳۲)

تفسیر: تمام جہانوں کا رب اللہ تعالیٰ ہے اور وہی ستائش کے قابل ہے۔کائنات عالم کو پیدا کرنے والی ایک ہستی ہے جس کے ہاتھ میں نظام عالم کی باگ ہے۔ریت کے ذرات سے لیکر اشرف المخلوقات (انسان) تک تمام اس کے تابع ہیں اسکی مثال عدالت عالیہ کی ہے کہ ہر اپیل کا فیصلہ وہاں سے ہوتا ہے اسکی صفتیں یہ ہیں۔(۳۳)

• ...الرحمن الرحيم(۳۴)

• ...اياک نعبد و اياک نستعين(۳۵)

تفسیر: ہم نے تمام کائنات کو دیکھا اور اس سے اندازہ لگایا کہ اس تمام عالم کے اوپر ایک ذات ہے ہم اپنا سر نیاز اسی کے آگے خم کرتے ہیں کیونکہ وہی ہمارا مالک اور کارساز ہے اور اسی سے ہم مدد مانگتے ہیں۔بڑی بڑی تو ندوالے جس قدر اس دنیا میں ہیں انہوں نے انسانوں پر ظلم وتشدد کر کے انسانی حقوق کو غصب کر دیا اور انسانوں سے اپنی بندگی کرانے لگے۔یا اللہ ہم ان سے بیزار ہیں اور اب تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔(۳۶)

• ...فاذكروني اذكركم واشكرولي ولا تكفرون(۳۷)

تفسیر: ذکر:۔انسان کا اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے سے مراد ہے اس کے احکام کی پابندی کرنا اور اللہ تعالیٰ کا انسان کو یاد کرنے سے مراد ہے اس کو حکومت عطا کرنی، ذکر کے معنی بلندی کے بھی ہیں اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہوں کے تم مجھے یاد کرو یعنی میری حمد کہو، میرے قوانین پر عمل کرو، میں تمھیں بلند مراتب عطا کروں گا غرض ہر وقت انسان کی توجہ حظیرۃ القدوس (بارگاہِ اقدس) کی طرف ہونی چاہیئے تب جا کر اس کے دل میں اطمینان پیدا ہوگا اور وہ کامیابی کی طرف قدم اٹھائے گا۔(۳۸)

• ...ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنک رحمة ۰ انک انت الوهاب(۳۹)

تفسیر: دعا کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ انسان قطعی فیصلہ کرے کہ میں بخوبی اس بات کو انجام دوں گا اور اس کے سرانجام دینے کے لئے سر توڑ کوشش کرے اور نتیجہ اللہ کے ہاتھ چھوڑ دے اور ہر وقت اللہ کی طرف متوجہ بھی رہے تا کہ حظیرۃ القدس (بارگاہ الٰہی) سے اس کی عزیمت (قطعی فیصلہ) کے موافق رحمت نازل ہو سکے اور کامیاب ہونے میں سہولت آجائے۔(۴۰)

• ...ولا تؤتوا السفهاء اموالكم التى جعل الله لكم قياما وارزقوهم فيها واكسوهم وقولوا لهم قولا معروفا(۴۱)

تفسیر: مراد قومی مال، پہلے شخصی حقوق کے متعلق ذکر کیا، اب قومی حقوق سے متعلق ذکر ہو رہا ہے اگر اس یتیم کو کافی سمجھ پیدا نہیں ہوئی تو اس سے اس کا مال نہ دو۔ اس لئے کہ یہ قوم کا مال ہے اور قوم کے اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کا ذریعہ ہے اور وہ یتیم ممکن ہے کہ اسے بے سمجھی سے تلف (ضائع) کر دے۔(۴۲)

تفسیر الہام الرحمٰن:

مولانا عبیداللہ سندھی کا یہ منفرد تفسیری اسلوب ''الہام الرحمٰن'' کے نام سے عربی زبان میں میرے سامنے ہے۔ اس تفسیر میں مولانا نے حیات اجتماعی کے تہہ در تہہ مسائل پر بڑے محققانہ انداز میں بحث کی ہیں۔

قرآن حکیم جس خوبی کے ساتھ ان مسائل کے حوالے سے راہنمائی فراہم کرتا ہے مولانا نے اس کی تشریح و توضیح کا حق ادا کر دیا ہے ایک پسماندہ اور غلام معاشرے میں قومی آزادی اور حریت کے جو تقاضے ابھرتے ہیں اور معاشرے کی سیاسی معاشی تہذیبی تشکیل نو کے لئے جن راہنما خطوط کی ضرورت ہوتی ہے مولانا نے مجتہدانہ بصیرت اور مہارت سے انہیں واضح کیا ہے۔

تفسیر ''الہام الرحمٰن'' ایک مختصر جلد میں ہے ۳۲۰ صفحات پر محیط ہے اور یہ صرف فاتحہ سے سورۃ البقرہ کی تفسیر ہے۔

آخر میں لکھا ہے۔ تم الجزء الاول من تفسير ''الهام الرحمن''

ويتلوه الجزء الثانى اوله سورة ال عمران(۴۳)

اس تفسیر کی اِملاء ان کے خاص شاگرد روس کے عالم دین علامہ موسیٰ جار اللہ (وفات معلوم نہیں) نے کی ہے۔ مکہ معظمہ میں ۱۹۳۵ء میں درس کے دوران جمع کرتے تھے۔ مولانا غلام مصطفےٰ قاسمی (ڈائریکٹر شاہ ولی اللہ اکیڈمی سندھ) نے تحقیق کر کے شائع کیا ہے۔

تفسیر ''الہام الرحمٰن'' میں آیات کی تفسیر ''المقام المحمود'' کے مقابلے میں زیادہ تفصیل ہے۔ شروع میں ایک اہم مقدمہ ہے جس میں مولانا سندھی کی تفسیر کی خصوصیات بڑی تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔

علامہ موسیٰ جار اللہ مولانا سندھی کے آخری دور کے شاگردوں میں سے ہیں تفسیر کی تحقیق و ترتیب کرنے والوں میں شیخ محمد نور مرشد مکی (جن کے حالات معلوم نہیں ہو سکے) اور مولانا غلام مصطفےٰ قاسمی کا نام لکھا ہے

اس تفسیر کی رو سے مولانا سندھی کے بعض افکار یہ ہیں

حیاۃ عیسیٰ علیہ السلام امت مسلمہ کا ایک اجماعی عقیدہ ہے اور علماء اسلام نے اس کے اجماع اور تواتر پر مستقل کتابیں تحریر فرمائی ہیں مثلاً حضرت مولانا انور شاہ کاشمیری (المتوفی ۱۳۵۲ھ) کی تصنیف بزبان عربی ''عقیدۃ الاسلام فی حیاۃ عیسیٰ علیہ السلام، مولانا بدر عالم میرٹھی (المتوفی ۱۳۵۸ھ) (۴۴) کی تصنیف ''حیات عیسیٰؑ'' مولانا محمد ادریس کاندھلوی (المتوفی ۱۳۹۴ھ) کی کتاب ''حیات مسیح علیہ السلام'' مولانا مفتی محمد شفیع صاحب (المتوفی ۱۳۹۶ھ) کی کتاب (جمع کردہ سو احادیث کا مجموعہ) التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' مولانا محمد حسین نیلوی کا رسالہ ''القول الاتم فی حیاۃ عیسیٰ ابن مریم'' اور مولانا سرفراز صفدر کی کتاب ''توضیح المرام فی نزول عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام)

ان کتابوں میں حیاۃ عیسیٰؑ اور قرب قیامت میں ان کے نزول کو امت مسلمہ کے ایک اجماعی عقیدہ کے طور پر ثابت کیا گیا ہے مولانا سندھی (المتوفی ۱۳۶۳ھ) احادیث صحیحہ پر کامل و مکمل ایمان رکھتے تھے حتیٰ کہ حجیت حدیث کے مسئلہ پر مولانا حمید الدین فراہی (المتوفی ۱۳۴۹ھ) سے طویل عرصہ تک ان کا تنازعہ چلتا رہا (۴۵)

جس طرح حضرت سندھی حدیث کی حجیت کا اقرار کرتے ہیں اسی طرح وہ اجماع امت کو بھی مانتے ہیں اور حضرت شاہ ولی اللہ متوفی ۱۱۷۶ھ کی فکر کے داعی بھی ہیں بلکہ شاہ ولی اللہ کی کتاب خیر کثیر کا ترجمہ بھی آپ نے کیا ہے اسی کتاب میں عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی اٹھایا جانا اور پھر واپس تشریف لانا وغیرہ ذکر ہے (۴۶)

اور ساتھ مولانا سندھی دیوبند کے اپنے پورے اساتذہ پر اعتماد کرتے تھے اور ان کے عقیدہ سے ہٹتے نہیں تھے (۴۷)

لیکن مولانا سندھی کی تفسیر میں اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ ان کی تفسیر میں اکابر کی فکر کے خلاف عبارتیں ہیں یہ ان کے شاگردوں (یعنی موسیٰ جار اللہ اور مولانا عبد اللہ لغاری) کا کارنامہ ہے دیگر تمام تلامذہ اپنی کتب تفسیر میں حیات مسیح کا عقیدہ رکھتے ہیں اور نقل بھی کرتے ہیں ((۴۸)

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مولانا سندھی حیات مسیح کا عقیدہ رکھتے تھے ان دونوں شاگردوں کو غلط فہمی ہوئی ہے یا قصداً ایہ غلط عقیدہ مولانا سندھی کی طرف منسوب کر دیئے ہیں حالانکہ ان کے دوسرے شاگرد عقیدہ مسیح کو عیسائیت کے رد میں پیش کرتے ہیں (۴۹) یا اس عقیدہ کو قادیانیت کے رد میں ثابت کرتے ہیں (۵۰)

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ''المقام المحمود،، اور ''الہام الرحمٰن،، بالترتیب ۱۹۳۵ء اور ۱۹۳۷ء قیام مکہ کے دوران املاء کی گئی ہے

جب کہ مولانا سندھی کے آخری دنوں کا لکھا ہوا رسالہ " محمودیہ،، ہے اس کے بعد مولانا سندھی کی ۱۹۴۴ء میں وفات ہوئی ہے اس رسالہ میں یہ عبارت درج ہے

لکھتے ہیں " امام ولی اللہ دہلوی "تفہیمات الٰہیہ،، میں فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام سمجھایا ہے کہ تجھ پر دو جامع اسموں کا نور منعکس ہوا ہے اسم مصطفوی (ﷺ) اور اسم عیسوی (علیہ السلام) تو عنقریب کمال کے افق کا سردار بن جائے گا اور قرب الٰہی کی اقلیم پر حاوی ہو جائے گا تیرے بعد کوئی مقرب الٰہی ایسا نہیں ہو سکتا جس کی ظاہری و باطنی تربیت میں تیرا ہاتھ نہ ہو یہاں تک کہ حضرت عیسیٰؑ نازل ہوں،، (۵۱)

بہر کیف مولانا عبید اللہ سندھی کی طرف منسوب اس تفسیر میں یہ الفاظ موجود ہیں

"واما ما شاع بين الناس من حياة عيسىؑ فهى اسطورة يهودية وصابية وقد شاعت بين المسلمين بعد مقتل عثمانؓ بواسطة انصار بنى هاشم من الصابئه ومن اليهود الموالين لعلى بن ابى طالب لا لحبه بل اشاعوها بين المسلمين بعضاً فى الاسلام واهله بين من لم يتدبر معنى قوله تعالىٰ "هو الذى ارسل رسوله بالهدیٰ ودين الحق ليظهره على الدين كله" واتخذها ولا يفهم معنى هذه الاية الكريمة الا من يتقن الاجتماعية العامة ويكون ماهرًا فيها ...واما ن يومن بتلك الروايات، وياتوننا بها فهم ابعد الناس من العلوم الاجتماعية ، واذ اكانوا جاهلين بمعنى هذه الاية الشريفة فانهم يقبلون تلك الروايات ويتاثرون بها" (۵۲)

اس عبارت میں امت مسلمہ کے ایک اجماعی عقیدہ کو"اسطورة يهودية" قرار دیا گیا ہے اسی طرح اس طرز فکر کو اس تفسیر میں ایک اور جگہ حاشیہ میں ان کے شاگردیوں بیان کرتے ہیں

اتيان المهدى ونزول عيسىؑ لم يكونا من عقيدة السلف. (۵۳) پھر حضرت عیسیٰؑ کے نزول کا انکار کرتے ہیں

"لاحاجة لنا الى القول بنزول المسيح (۵۴)

بہر حال امام سندھی مسیح کی آمد کے حدیث کی رو سے قائل ہیں جیسا کہ انہوں نے اپنی کتاب محمودیہ میں امام شاہ ولی اللہ (المتوفی ۱۱۷۶ھ) کے حوالہ سے حضرت مسیح کی آمد کا ذکر کیا ہے۔ (۵۵)

باقی وفات کا عقیدہ میرے نزدیک شاگردوں کا عقیدہ ہے مولانا سندھی کا نہیں۔

نظریہ وحدت ادیان:

امت کا یہ عقیدہ ہے کہ صرف اسلام مذہب حق اور اس کے علاوہ اس وقت موجود دوسرے ادیان باطل ہیں۔

ان الدین عند اللہ الاسلام (۵۶) اور "و من یتبغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ (۵۷)

لیکن تفسیر الہام الرحمٰن میں "وحدت ادیان" کا نظریہ یہ پیش کیا گیا ہے

"ہم تمام ادیان کی حقانیت وصحت کا اعتراف کرتے ہیں لیکن صرف اس قدر جتنا اس کی طرف نزول ہوا ہے اور ان ادیان میں اختلاف کو ہم اس طرح کا اختلاف قرار دیتے ہیں جس طرح حدیث کی مختلف کتابوں میں اختلاف پایا جاتا ہے اس لئے ہم تمام ادیان کو جمع کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ ان میں تطبیق دیتے ہیں جس طرح مختلف احادیث میں جمع وتطبیق اختیار کی جاتی ہے۔(۵۸)

لکھتے ہیں

"خالدون: خلود بمعنی "ٹھرنا،، یا اقامت کرنا، یا عرصہ دراز تک اقامت کرنا، اس لئے "خالدون،، کے معنی ہوئے اقامت کرنے والے، اور ابدالاباد تک اقامت کرنا مراد نہیں جیسا کہ غلط خیال عام ہو گیا ہے (۵۹)

مولانا موسیٰ جاراللہ اس کے برعکس فرماتے ہیں

"یعنی جو کوئی پیچھے ہٹے اور اللہ تعالیٰ کی زمین میں خلیفہ بننے کی طرف نہ بڑھے تو وہ ابلیس اور اس کے لشکروں کے ساتھ ہوگا اور حیوانات موذیہ کے ساتھ ہوگا تو ہمیشہ جہنم میں تکلیف اٹھائے گا (۶۰)

اب ان دونوں کی املائی تفسیر میں اتنا سخت تضاد ہے معلوم نہیں کہ مولانا سندھی کی بات کونسی ہوگی؟

مولانا سندھی کے افکار شاذہ سے علماء کا اعلان برآت:

ان مذکورہ افکار شاذہ اور تفردات کے خلاف اکابر علماء نے پورے احترام کے ساتھ محتاط انداز میں لکھے، مولانا سندھی کی قرآن فہمی اور تفسیر پر تعریف کرنے کے باوجود ان کی کتابوں میں مذکور بعض افکار و خیالات پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا، اور جن سے علماء خوش نہ ہوئے۔ ان کے خیال میں ان کے خیالات دین کے مسلمات سے متصادم ہیں۔

مولانا احمد لاہوری (المتوفی ۱۹۶۳ء) مولانا عبیداللہ سندھی کے خاص شاگرد ہیں۔ ان کی والدہ سے مولانا سندھی نے عقد ثانی کیا تھا نیز مولانا لاہوری کی تربیت و پرورش مولانا سندھی ہی نے کی اور انہی کے طرز تفسیر پر مولانا احمد علی لاہوری برسوں تفسیر پڑھاتے رہے۔ لیکن ان سب کے باوجود مولانا نے مولانا سندھی کے افکار سے برآت کا اظہار فرمایا۔

مولانا احمد لاہوری کے نزدیک صحیح الخیال علماء اور راسخ العقیدہ جماعت کے عقائد وافکار ومسلک سے مطابقت نہیں رکھتے تھے اور ان میں مولانا سندھی کی حد سے بڑھی ہوئی ذہانت، انفعالیت اور جذباتیت، طویل مسافرت اور زندگی کی ناکامیوں اور ہمت شکن تجربوں کا اصل دخل تھا لیکن مولانا نے ان کے خیالات میں متابعت نہیں فرمائی، بلکہ صاف اپنے اختلاف کا اظہار فرمایا۔(۶۱)

اسی طرح مولانا مناظر احسن گیلانی نے بھی مولانا سندھی کے بعض افکار وخیالات کے خلاف قلم اٹھایا۔(۶۲)

وابدی من الاراء الغريبة ، والافكار الشاذة فی السياسة والاجتماع والثقافة والاصلاح مالم توافق اكثر اصدقاء به وقادة المسلمين وز عمائهم واتسعت الفجوة بينه وبين العلماء والز عماء"(۶۳)

اسی طرح مولانا شبیر احمد عثمانی (المتوفی ۱۹۴۹ء) اور مولانا محمد یوسف بنوری (المتوفی ۱۳۹۷ھ)(۶۴) نے بھی اپنی فکر مندی کا اظہار کیا ہے۔(۶۵)

مولانا عبدالحمید سواتی شیخ الحدیث ومہتمم وبانی نصرۃ العلوم گوجرانوالہ لکھتے ہیں۔

"انصاف کی بات یہ ہے کہ حضرت مولانا سندھی کے بعض افکار شاذ بھی ہیں بعض مرجوح قسم کے خیالات بھی ہیں اور بعض باتیں ایسی بھی ہیں کہ مولانا ان پر بے جا سختی بھی کرتے ہیں اور بعض باتیں مصلحت کی خاطر بھی ناگزیر خیال کرتے ہیں اور بہت سی باتیں ایسی ہیں جن کی نسبت ان کی طرف کرنے میں تلامذہ نے غلطی کی ہے۔(۶۶)

"الہام الرحمٰن" سے چند تفسیری نمونے:

۱. اَتامرون الناس بالبر وتنسون انفسكم وانتم تتلون الكتاب. افلا تعقلون ٠ (۶۷)

تفسیر:

لا يمكن لمدرس ان يدرس كتاباً الا بعد تعلمه جيدا كذلك لا ينبغی لداع ان يدعو الی خلق الابعد ان يكون متخلفا به ولا يحث الناس رجل علی عمل من الاعمال الابعد العمل به ومن فعل شيئاً من ذلك مخالفاً لتلك الشروط صدق عليه قوله" اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسكم ....وقد كانت اليهود ترتكب مثل هذه الاغلاط فنبهم عليها (۶۸)

۲۔فمن یکفر بالطاغوت ویومن باللہ• فقد استمسک بالعروۃ الوثقی• لا الفصام لھا واللہ سمیع علیم.(۶۹)

تفسیر:

الاستماک بالفطرۃ وبدین موافق للفطرۃ ھوالاستمساک بالعروۃ الوثقی التی لا انفصام لھا و کون القرآن موافقا للفطرۃ و تعالیمہ مطابقۃ للفطرۃ الانسانیۃ مبسوطۃ فی حجۃ اللہ البالغہ(۷۰)

ان دوتفسیروں کے علاوہ مولانا سندھی کی دوسری مختصر تفاسیر بھی ہیں جوخاص خاص سورتوں کی تفسیرین ہیں مثلاً:

۱۔قرآنی اصول انقلاب: سورۃ العصر کی حکیمانہ انقلابی تفسیر ہے۔

۲۔ قرآنی اساس انقلاب: سورۃ فلق اورسورۃ الناس کی حکیمانہ انقلابی تفسیر ہے

۳۔ قرآنی فکرانقلاب: سورۃ اخلاص کی خوبصورت تفسیر ہے۔

۴۔ قرآنی دستورانقلاب: سورۃ مزمل اورسورۃ مدثر کی حکیمانہ تفسیر

۵۔ قرآنی جنگ انقلاب: مولانا سندھی کے قلم سے سورۃ محمد کی انقلابی تفسیر

۶۔ قرآنی عنوان انقلاب: مولانا کے قلم سے سورۃ فتح کی حکیمانہ تفسیر۔(۷۱)

مولانا سندھی کا فہم قرآن وتفسیری اسلوب ومنہج:

قرآن کریم کے حوالے سے مولانا سندھی کے فکرارتقاء کاسفرابتدائی تعلیم کے زمانہ سے شروع ہوجاتا ہے اس کے لئے آپ نے اپنے استاد شیخ الہند مولانا محمود حسن (المتوفی ۱۳۳۹ھ) کی رہنمائی میں متقدمین ومتاخرین کی تفاسیر کا مطالعہ کیا بالخصوص امام شاہ ولی اللہ دہلوی (المتوفی ۱۱۷۶ھ) کی کتابوں سے آپ کوبہت مدد ملتی ہے اوران کتابوں کے مطالعہ کے بعد قرآن حکیم کوسمجھنے کے حوالے سے ایک مربوط فکراورراہ عمل سامنے آتی ہے۔

اس تناظر میں آپ نے قرآن حکیم پرتدبر کا سلسلہ شروع کرتے ہیں اورقرآن پاک کے معروضی مطالعہ کی روشنی میں شاہ ولی اللہ دہلوی نے ''الفوز الکبیر'' میں جن اصول تفسیر کی نشاندہی کی تھی (۷۲) انہیں اپنے پیش نظر رکھتے ہیں۔

نیز''حجۃ اللہ البالغہ''میں دین کے جن بنیادی اصولوں کی نشاندہی کی گئی ہےاور ہرسطح پرجس طرح سیاسی تشکیل وتفسیر کے بلند شعور کااس کتاب میں تذکرہ ملتاہے مولانا سندھی اس سے بہت کچھ استفادہ کرتے ہیں۔

اس طرح گردو پیش میں موجودہ انسانی زندگی کے انفرادی اور اجتماعی مسائل کے لئے مولانا کے سامنے ایک مربوط فکر پر مبنی قرآنی حکمت کا بڑا وسیع افق روشن ہو جاتا ہے۔ یوں مولانا سندھی کے منفرد تفسیری اسلوب و منہج کا آغاز ہوتا ہے دس بارہ سال کا عرصہ انہوں نے سندھ میں قرآنی حکمت کی تعلیم و تدریس پر صرف کیا، اس دوران جو سوالات ابھرتے رہے اور جن مقامات پر مشکلات پیدا ہوتی رہیں اس سلسلہ میں انہوں نے اپنے استاد اور مربی شیخ الہند مولانا محمود حسن متوفی ۱۳۳۹ھ سے رجوع کئے رکھا اور ان کی راہنمائی میں قرآنی حکمت کے شعور و تدبر کا سلسلہ آگے بڑھتا رہا۔ وہ خود فرماتے ہیں شیخ الہند نے مجھے جو وصیت فرمائی تھی جو کچھ مجھے یاد ہے وہ یہ ہے۔

۱۔ اصحاب امہات سنت نے جن احادیث کی تصحیح کر دی ہے اس بارے میں مفارعت نہ اختیار کرنا۔

۲۔ متاخرین متکلمین نے اس بارے میں جو کچھ لکھا ہے اسکی طرف التفات نہ کرنا۔

۳۔ احادیث واقوال میں جمع و تطبیق کے طریقہ کو ترجیح دینے پر مقدم کرنا۔

۴۔ پوری توجہ اور ہمت صرف طبقہ اولیٰ ''موطا امام مالک (۷۳)، صحیح بخاری (۷۴) اور صحیح مسلم (۷۵) اور طبقہ ثانیہ ''سنن ترمذی (۷۶) ابوداؤد (۷۷) اور نسائی (۷۸) کی احادیث میں تفقہ کے اندر صرف کرنا۔ (۷۹)

۵۔ اور زوائد احادیث کی طرف ضرورت کے وقت مسند امام احمد بن حنبل (۸۰) کی طرف مراجعت پر اکتفا کرنا اور بس۔

۶۔ اور شروع میں ''فتح الباری'' (۸۱) پر اعتماد کرنا۔

۷۔ اس کے بعد حجۃ اللہ البالغہ (۸۲) کی طرف رجوع کرنا۔ (۸۳)

قرآن شریف کے ساتھ اپنی گہری دلچسپی اور تعلق کا اظہار اس طرح فرماتے ہیں

''قرآن حکیم کے مطالب و معانی کو سمجھنا، میری طبیعت کو سب سے زیادہ رغبت اس موضوع علم سے رہی ہے اور چونکہ قرآن کی تعلیمات میں سب سے اہم مسئلہ توحید کا اثبات ہے اور شرک کا انکار ہے اس لئے مجھے اس مسئلہ سے خاص دلچسپی تھی'' (۸۴)

مولانا سندھی نے شیخ الہند (المتوفی ۱۳۳۹ھ) سے قرآن مجید کے اسرار و غوامض سیکھے۔ انہوں نے اپنے اساتذہ اور اسلاف کا علم کس طرح مولانا کو پہنچایا اس کے بارے میں مولانا سندھی کی اپنی ہی روایت ہے۔

ہم نے امام فخر الدین رازی (المتوفی ۶۰۶ھ) کی تفسیر پڑھی۔ نیز جار اللہ زمخشری (المتوفی ۵۳۸ھ) کی تفسیر کا مطالعہ کیا اس کے علاوہ معالم التنزیل (ابو محمد حسین بن مسعود فراء بغوی (المتوفی ۵۱۶ھ) اور تفسیر حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر المعروف ابن کثیر (المتوفی ۷۷۴ھ) بھی پڑھی۔ ان سب تفسیروں کے ذریعہ ہم نے قرآن کو سمجھنے کی اپنی استطاعت کے مطابق پوری کوشش کی۔(۸۵)

آگے لکھتے ہیں ''لیکن سوائے تحیر کے ہمیں کچھ نصیب نہ ہوا، اگر زمانہ طالب علمی میں ہم نے نجم الائمہ حضرت شیخ الہند قدس سرہ سے چند آیات کی تفسیر جو کتابوں میں نہیں ملتی نہ سنی ہوتی، اور ہمارے لئے وہ اطمینان کا ذریعہ نہ بنتی، نیز شیخ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی متوفی ۱۲۹۷ھ کے بعض تفسیری جملے ہم نے نہ پڑھے ہوتے تو قدماء کی ان تفسیروں کو پڑھ کر ہم علم تفسیر کے حصول سے قطعاً مایوس ہو جاتے۔ بیشک ہم اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ پہلے زمانے میں مسلمانوں نے انہی کتابوں کی مدد سے قرآن کی حکومت قائم کی تھی لیکن جہاں تک اس زمانے کا تعلق ہے ہمارے لئے اس قسم کی تفسیروں سے قرآن فہمی ناممکن ہے۔(۸۶)

مولانا سندھی کے علم کا سفر عمر بھر جاری رہا۔ انہوں نے اپنی رائے بدلنے یا اس میں حک واضافہ کرنے سے کبھی گریز نہیں کیا اس لئے ان کے آخری دور کا فہم قرآن جس درجے کا ہے۔ ابتدائی دور میں ڈھونڈنا مناسب نہیں، لیکن ہر عظیم انتہا کے لئے ابتداء بھی عظمت سے محروم نہیں ہوتی۔

مولانا سندھی نے ۱۹۱۴ء میں راولپنڈی میں آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس میں خطبہء صدارت پڑھا جس کا موضوع ''فہم قرآن'' ہے۔ یہ خطبہء صدارت ''قرآن کا مطالعہ کیسے کیا جائے'' کے عنوان سے شائع ہوا ہے مولانا سندھی نے اس مقالے میں دعویٰ کیا ہے

''کہ قرآن مجید کی تفاسیر قرآن فہمی میں ہرگز مکمل تعاون نہیں کرتیں وہ پہلی منزل پر ہی تفاسیر کی بجائے ''قرآن مجید'' کی تعلیم کی دعوت دیتے ہیں، فرماتے ہیں

''قرآن کی تعلیم اور تفسیر قرآن کی تعلیم علیحدہ علیحدہ ہیں، ایک چیز نہیں۔ قرآن حکیم خود ایک مستقل کتاب ہے''۔(۸۷)

مولانا سندھی قرآن مجید کے تفاسیر کو آج کل کے اذھان وقلوب کیلئے ناکافی سمجھتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

''افسوس ہم یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن تو ہم سمجھ نہیں سکتے البتہ مختلف حضرات نے (اپنے اپنے خیالات کے لحاظ سے) جو شرحیں (تفسیریں) قرآن حکیم کی لکھی ہیں وہ ہم سمجھ سکتے ہیں اور انہیں کو سمجھنا اور ان شرحوں کو سمجھنے کی کوشش کو لوگوں نے قرآن کی تعلیم سمجھ رکھا ہے اگر یہ شرحیں اور تفاسیر ایسی ہوتیں کہ فقط قرآن مجید کا صحیح مطلب ادا کرتیں تو اس میں نقصان نہ ہوتا۔(۸۸)

لیکن غضب یہ ہے کہ مختلف لوگوں نے مختلف زمانوں میں ماحول کے مختلف اثرات سے متاثر ہو کر جو طرح طرح کی باتیں اپنی شرحوں اور تفاسیر میں ایسی درج کی ہیں کہ جن میں اور قرآن میں کوئی مناسبت ہی نہیں ہے۔ لوگ ان باتوں کو قرآن کی تعلیم سمجھنے لگے ہیں اور حقیقت میں وہ قرآن کی تعلیم سے کوئی علاقہ نہیں رکھتے۔(۸۹)

مولانا سندھی کے قرآنی افادات کسی صورت گزشتہ تفاسیر کے افکار کا نتیجہ نہیں بلکہ اس کے برعکس ان سے بھرپور استفادہ کے ساتھ ساتھ آیات میں غوطہ زنی کے ذریعہ معارف کی تلاشی پر مبنی ہیں، حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے قرآن حکیم کی آیات پر اجتماعی حوالہ سے غور وغوض کر کے معاشرے کے عروج وزوال کو اپنا خصوصی میدان تحقیق کے طور پر منتخب کیا ہے۔

''سلف میں قرآنی اشارات پر مبنی تفسیر کبھی اجنبی نہیں رہی اور مولانا سندھی کے قرآنی افادات کسی طور پر ان حدود سے تجاوز نہیں، وہ ظاہری معنی کو تسلیم کر کے نظم قرآنی کے مطابق اپنے مفہوم کی نشاندہی کرتے ہیں جو قرآن کے بنیادی اصولوں اور مقاصد نزول کی ترجمانی کرتا ہے۔(۹۰)

قرانی مطالعہ کے بنیادی اصول:

مولانا عبیداللہ سندھی کے نزدیک مطالعہ قرآن کے کچھ بنیادی اصول ہیں۔ سب سے پہلے مولانا سندھی ''قرآن مجید کی تعلیم کا اثر'' کے عنوان سے ''عرب کی حالت'' کا ذکر کرتے ہیں کہ قرآن مجید کی تعلیم نے ان کے اذھان قلوب اور طور طریقوں کو کیسے بدل دیا۔

یہ فقط قرآن مجید کی تعلیم کا اثر تھا کہ چند سال کے عرصہ میں عرب کے بت پرست اور جاہل لوگ دنیا میں سب سے زیادہ خدا پرست، سب سے زیادہ متمدن، سب سے زیادہ مہذب اور سب سے زیادہ طاقتور بن گئے۔(۹۱)

چنانچہ ۶ھ میں جب رسول کریم ﷺ نے روم کے بادشاہ ہرقل (۹۲) کو بذریعہ خط و کتابت دعوتِ اسلام دی۔ تو اس نے ابوسفیان (۹۳) کو جو اتفاقاً اس وقت روم ہی میں تھا، بلا کر اسلامی تعلیمات اور رسول کریم ﷺ کے حالات دریافت کئے۔ حالات معلوم ہونے کے بعد ہرقل نے یہ الفاظ کہے۔

ان یک ما تقول حقا فانه نبی و لیبلغن ملکه ما تحت قدمی(۹۴)

ہرقل کی رائے بالکل صحیح ثابت ہوئی اور یہی تعلیم آج بھی قرآن حکیم میں موجود ہے پھر بھی ہم مریض ہیں۔

لکھتے ہیں

''یہ نہایت حیرت انگیز اور عجیب بات ہے اس مسئلہ کو حل کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ اس پر ہماری زندگی کا انحصار ہے۔ اپنی بساط کے مطابق میں نے بھی اس مسئلہ پر غور کیا اور جن نتائج پر پہنچا ہوں پیش کرتا ہوں۔

''مریض موجود ہو اور اکسیر موجود ہو، مسموم موجود ہو، تریاق موجود ہو، اور مرض نہ جاتا ہو، زہر نہ جاتا ہو، تو اس کی یہی وجہ ہوسکتی ہے کہ یا تو اکسیر اور تریاق کا استعمال نہیں کیا جاتا، یا اگر استعمال کیا جاتا ہے تو غلط طریقہ سے کیا جاتا ہے۔(۹۵)

دواء جب ہی نفع پہنچاتی ہے جب وہ صحیح طریقہ سے استعمال کی جائے اگر غیر مناسب طریقہ سے استعمال کی جائے تو وہ زہر بن جاتی ہے۔

جب ایک طرف خدا تعالی قرآن کو ذریعہ شفاء فرماتا ہے (۹۶) اور دوسری طرف تجربہ نے بھی اس کو ایسا ہی ثابت کر دیا ہے اگر ہم باوجود اس تعلیم کے، بدستور خراب حالت میں ہیں تو یہ لازمی ہے کہ ہم اس ذریعہ شفاء کو استعمال نہیں کرتے، یا اگر کرتے ہیں تو غلط اور غیر مناسب طریقہ سے استعمال کرتے ہیں (۹۷)

غور کرنے سے معلوم ہوا کہ ہماری تباہی کے یہی دو سبب ہیں ہماری قوم کا ایک حصہ تو قرآن مجید سے بالکل ہی محروم ہے اور دوسرا حصہ اس تریاق کو غلط طریقہ سے استعمال کرتا ہے اسی وجہ سے موجودہ خراب نتائج پیدا ہو رہے ہیں (۹۸)

مولانا عبیداللہ سندھی نزدیک تعلیم قرآن کا صحیح طریقہ:

قرآن کی تعلیم سے فائدہ اٹھانے کا صحیح طریقہ کیا ہے اس سلسلے میں وہ قرآن عظیم کی بیس آیاتیں پیش کرتے ہیں

۱. ورتل القرآن ترتیلا(۹۹)

۲. الذین اتینھم الکتب یتلونه حق تلاوته. اولئک یومنون به.(۱۰۰)

۳. فاقصص القصص لعلھم یتفکرون(۱۰۱)

۴. ومن یکفر به فاولئک ھم الخاسرون(۱۰۲)

۵. کذلک نفصل الایات لقوم یتفکرون(۱۰۳)

۶. قراناً فرقناه لتقرأه علی الناس علی مکث و نزلناه تنزیلا(۱۰۴)

۷. ولقد انزلنا الیکم کتاباً فیه ذکرکم افلا تعقلون(۱۰۵)

۸. ولا تعجل بالقرآن من قبل ان یقضی الیک وحیه(۱۰۶)

۹. ولقد ضربنا للناس فی ھذا القرآن من کل مثل(۱۰۷)

۱۰. ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر(۱۰۸)

۱۱. افلا یتدبرون القرآن(۱۰۹)

۱۲. وقال الذین کفروا لو لا نزل علیه القرآن جملة واحدة . کذلک لنثبت به فوادک و رتلنه ترتیلا(۱۱۰)

۱۳ ۔ والذین اذا ذکروا بایات ربهم. لم یخروا علیها صما و عمیانا(۱۱۱)

۱۴ ۔ کتاب انزلناه الیک مبارک لید بروا آیاته و لیتذکر اولو الالباب(۱۱۲)

۱۵ ۔ انا جعلناه قرآنا عربیا لعلکم تعقلون (۱۱۳)

۱۶ .فانما یسرناه بلسانک لعلهم یتذکرون(۱۱۴)

۱۷ ۔ افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالها(۱۱۵)

۱۸ .لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنه(۱۱۶)

ان آیات کودلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں کیونکہ قرآن میں قرآن کی تعلیم کا طریقہ بالکل صاف طور پر بتلا دیا گیا ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ اسی طریقہ پر کاربند ہوئے، اور پورے کامیاب ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ قرآن مجید پر بے انتہا غور فرماتے تھے بعض وقت صرف ایک آیت کو بار بار تلاوت فرماتے تھے یہاں تک پوری رات گزر جاتی تھی۔

و کان رسول الله ﷺ یرتل السورة حتی تکون اطول منها و قام بایة حتی الصباح من آیاتها(۱۱۷)

یہی حال صحابہ کرامؓ کا تھا کہ وہ ایک ایک آیت پر ٹھیرتے، غور وفکر کرتے، تدبر کرتے۔

قال ابن مسعودؓ قفوا عند عجائبه و حرکوا به القلوب ولا یکن هم احد کم آخر السورة(۱۱۸)

حضرت شاہ ولی اللہ متوفی ۱۱۷۶ھ نے بھی اسی فکر کی تعلیم دی ہے۔

شاہ صاحب فرماتے ہیں

واقول لطلبة العلم ! ایها السفهاء والمستون انفسکم بالعلماء اشتغلتم بالعلوم الیونانین و بالصرف والنحو و ظننتم ان هذا هوا العلم(۱۱۹)

صحیح انداز پر تعلیم قرآن سے محرومی کے انداز:

یہ بات واضح ہوگئی کہ مولانا سندھی کے نزدیک اصل قرآن پر غور وفکر کرنا اور چیز ہے اور تفاسیر پر غور وفکر کرنا اور چیز ہے اصل قرآن کو چھوڑنے سے اور اس کو صحیح طریقہ سے نہ پڑھنے کی وجہ سے ہم قرآن کی صحیح تعلیم سے محروم ہوتے جاتے ہیں اور قرآن کی تعلیم ہمارے غلط طریقہ استعمال کی وجہ سے عمدہ نتائج پیدا نہیں کرتی۔

مولانا سندھی لکھتے ہیں:

''جب سے ہم نے قرآن مجید کو چھوڑ دیا ہے اور اس وجہ سے ہماری حالت خراب ہوگئی ہے تو خود قرآن مجید کے الفاظ کے مفہوم ہی بدل گئے'' (۱۲۰)

اس سلسلے میں مولانا سندھی چند الفاظ کا حوالہ دیتے ہیں کہ دیکھا جائے کہ ان کا اصل اور بنیادی معنی ومفہوم کیا ہے؟ لیکن حضرات علماء ومفسرین نے ان کے معانی ومفہوم کہاں کہاں پہنچا دیتے ہیں۔

۱۔توکل:

''آجکل ہمارے ہاں ''توکل'' کے معنی ہیں ہاتھ پیر توڑ کر بیٹھ جانا اور کچھ کام نہ کرنا۔اس کو کہتے ہیں ''توکل'' اور اس کے لئے من گھڑت قسم کی کہانیاں بھی بیان کرتے ہیں (۱۲۱)

حالانکہ قرآن مجید میں توکل کا مفہوم یہ ہے کہ نہایت مشکلات کی حالت میں پوری ہمت سے کام کرنا اور نتیجہ کی طرف سے خائف ہوکر کام نہ چھوڑنا بلکہ نتیجہ کے بارے میں خداتعالیٰ سے کامیابی کا بھروسہ رکھنا۔(۱۲۲)

دلیل کے طور پر مولانا سندھی قرآن حکیم کی یہ آیت پیش کرتے ہیں

قالوا یٰمو سیٰ ان فیھا قوماً جبارین . وانا لن ندخلھا حتی یخرجوا منھا • فان یخرجوا منھافانا داخلون . قال رجلان من الذین یخافون انعم اللہ علیھما ادخلوا علیھم الباب. فاذا دخلتموہ فانکم غالبون • وعلی اللہ فتو کلوا ان کنتم مومنین(۱۲۳)

۲۔صبر:

صبر کا معنی اور مفہوم آج کل فقط یہ لئے جاتے ہیں اگر کسی نہ کسی وجہ سے کوئی مصیبت آپڑے تو غم کا اظہار نہ کریں اور اف تک نہ کریں حالانکہ قرآن مجید میں صبر کا مفہوم ہے کہ صحیح اصول پر کام کرنے میں جو دقتیں پیش آئیں ان کو برداشت کرنا اور کام کو جاری رکھنا، نباھنا اور دقتوں سے گھبرا کر کام کو نہ چھوڑ دینا (۱۲۴) (چنانچہ یہ مفہوم مندرجہ ذیل آیات سے واضح ہوجائے گا)

قالوا لا طاقة لنا اليوم بجالوت و جنوده . قال الذين يظنون انهم ملقوا الله كم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله. والله مع الصابرين. ولما برزوا الجالوت وجنوده. قالوا ربنا افرغ علينا صبراً و ثبت اقدامنا و انصرنا على القوم لا كافرين • فهزموهم باذن الله (۱۲۵)

قصص القرآن:

مولانا سندھی کے نزدیک قرآن پاک میں مذکور قصص لوگوں میں صرف کہانیوں تک محدود ہیں ان قصوں سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جاتا ہے۔ حالانکہ مسلمانوں کے لئے ان قصوں میں ایسی تعلیم موجود ہے۔ اگر ہم ان سے فائدہ اٹھانا چاہیں انہیں اپنے پیش نظر رکھیں اور ان پر عمل کریں تو دنیا کی بہترین قوم بن سکتے ہیں۔ غور کرنے کے لئے حضرت سندھی چند قصص کی تعلیم کا کچھ حصہ پیش کرتے ہیں۔

حضرت یوسفؑ:

لکھتے ہیں

''حضرت یوسفؑ کے قصے کو ہم صرف ایک حسن ومحبت کا واقعہ سمجھتے ہیں حالانکہ اس کو قرآن مجید میں ''احسن القصص'' کہا گیا ہے۔ یوسفؑ کے قصے میں علاوہ اس کے کہ اس میں رسول علیہ ﷺ کو آپ کے آئندہ واقعات کی خبر دی گئی ہے جو حضرت یوسفؑ کے مثل ہونے والے تھے کہ آپ کو آپ کے بھائی وطن سے علیٰحدہ کریں گے اور وطن سے باہر جانے کے بعد دوسری جگہ آپ کو کامیابی ہوگی اور اس کے بعد آپ کے بھائی قریش آپ سے معافی چاہیں گے اور آپ معافی عطا کریں گے۔ (۱۲۶)

علاوہ اس کے اس قصہ میں ان اخلاق کی تعلیم ہے جس سے ایک شخص غلام کی حیثیت سے ترقی کر کے حکومت کے درجہ تک پہنچ سکتا ہے۔

نیز اس درجہ سے حکومت تک پہنچنے کے لئے خاص طور پر ان اخلاق کی ضرورت ہے۔

جذبات پر قدرت، امانت کی حفاظت، صحیح اصول کی پابندی میں دقتیں برداشت کرنا، اپنا کام جاری رکھنا، پریشانیوں سے گھبرا کر اپنا کام نہ چھوڑنا۔ (۱۲۷)

قصہ طالوت وجالوت:

طالوت اور جالوت کے قصے کو محض ایک واقعہ کی حیثیت دی جاتی ہے حالانکہ اس میں کام کرنیوالوں کے لئے نہایت اعلیٰ درجے کی ہدایتیں موجود ہیں۔ لکھتے ہیں

'' کام کرنے کیلئے افسر کی ضرورت افسر (لیڈر) کے صفات کہ علمی اور جسمانی دونوں قوتیں اس میں اعلیٰ درجے کی موجود ہونا ضروری ہیں اور اس بات کی تردید، کہ مالدار ہونا افسری (قیادت) کے لئے شرط ہے افسر کی صفات کے علاوہ اس کے ساتھ کام کرنیوالوں کی صفات کا بھی ذکر ہے کہ لوگ آزمائش کے بعد منتخب شدہ ہوں۔ اس کے بعد ظاہر کیا گیا ہے کہ کامیابی کے لئے زیادتی تعداد لازمی نہیں ہے۔ کیونکہ اگر تعداد کم ہو، لیکن لوگ ثابت قدم ہوں اور مشکلات برداشت کرنے والے ہوں۔ اور جذبات پر قدرت رکھتے ہوں، تو کثیر جماعت پر غالب ہوں گے۔ (۱۲۸)

اس کے ساتھ مولانا سندھی حضرت ابراہیمؑ، حضرت نوحؑ اور حضرت موسیٰؑ کے حوالے بھی دیتے ہیں۔ (۱۲۹)

آخر میں لکھتے ہیں۔

اب ظاہر ہے کہ قرآن کے ایک حصے کے تو ہم معنی بدل دیتے۔ ایک حصہ ہم نے بھلا دیا اور ایک حصہ کی تعلیم کو ہم نے کہانیوں کا درجہ دے رکھا ہے اور اس سے ہم مستفید ہونے کی کوشش نہیں کرتے تو پھر کونسی تعجب کی بات ہے کہ اب قرآن سے وہ نتیجے پیدا نہیں ہوئے جو ہونے چاہیں اور جو صحابہ کرامؓ کے زمانے میں ہو چکے ہیں۔ (۱۳۰)

تلمیذ خاص حضرت احمد علی لاہوری (المتوفی ۱۹۶۳ء):

آپ مولانا سندھی کے خصوصی شاگرد تھے۔ ۱۹۱۵ء میں مولانا عبیداللہ سندھی (المتوفی ۱۳۶۳ھ) شیخ الہند (المتوفی ۱۳۳۹ھ) کے حکم سے کابل چلے گئے۔ تو مولانا عبیداللہ سندھی کے مدرسہ نظارۃ المعارف اسلامیہ کے سربراہ احمد علی لاہوری بنے۔ (۱۳۰)

۱۹۲۰ء میں انہوں نے استاد کے طرز پر قرآن حکیم کا درس دینا شروع کیا۔ جو بہت مقبول ہوا۔ آپ پر مولانا سندھی کا فکری اثر غالب تھا۔ آپ نے سندھی سے تفسیر کے جو نکات و رموز سیکھے تھے وہ آپ نے سولہ کاپیوں میں درج کئے تھے آپ کے درس میں انقلابی رنگ غالب تھا۔

طریقہ تدریس:

آپ قرآن حکیم کی ایک رکوع تلاوت فرما کر اس کا سلیس ترجمہ کرتے پھر نزول آیات کے ماحول کے پیش نظر سابقہ مفسرین کی تشریح و توضیح کی روشنی میں بیان فرماتے۔ بعد ازاں ''الاعتبار والتاویل'' کے طور پر ان آیات کی زمانہ حاضرہ کے حالات پر تطبیق فرماتے تھے۔ نصوص قرآنی سے معانی کے استخراج، مطالب و مفاہیم کے استنباط اور پھر عصر حاضر کے ساتھ ان کی تطبیق کا آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ (۱۳۱)

مولانا لاہوری کے درس کی خصوصیات:

ا۔ آپ مولانا سندھی کے مدرسہ نظارۃ المعارف کا پروگرام قیام پاکستان ۱۹۴۷ء کے بعد بھی چلایا۔ اس کے تین مقاصد تھے۔

۱۔ درس قرآن و حدیث۔

۲۔ شاہ ولی اللہ کے تعلیمات کی نشر و اشاعت۔

۳۔ برطانوی استعمار کی مخالفت اور آزادی پسند گروپوں سے تعاون۔

آپ اپنے درس میں فلسفہ ولی اللٰہی کو تشریح قرآن حکیم میں اس طرح سمو دیا کرتے تھے کہ ایک دنیاوی تعلیم یافتہ نوجوان طبقہ اسے اچھی طرح اخذ کر سکتا تھا۔ یہی وہ طرز تھا جسے بقول مولانا سندھی، حضرت شیخ الہند نے تدریس حدیث میں اختیار فرما رکھا تھا۔ (۱۳۲)

تفسیر عزیزی:

''تفسیر قرآن عزیز'' کے نام سے آپ نے قرآن کی تفسیر لکھی جسمیں سورت کا عنوان، پھر رکوع کے شروع میں رکوع کا خلاصہ، ماخذ اور ربطہ آیات کا اہتمام کیا گیا ہے۔ (۱۳۳)

مولانا کا کہنا ہے

''مولانا سندھی کے عقائد و نظریات وہی ہیں جو میں نے حاشیہ قرآن میں لکھ دیئے ہیں (۱۳۴)

تفسیر الفرقان فی معارف القرآن:

مفسر مولانا خواجہ عبدالحی فاروقی التوفی ۱۹۶۵ء) ہیں یہ مولانا عبیداللہ سندھی (التوفی ۱۳۶۳ھ) کے خاص شاگرد ہیں دیو بند اور دہلی میں ''نظارۃ المعارف القرآنیہ،، کے ماحول میں تعلیم حاصل کی اور اس ماحول میں جو کچھ سیکھا اور سمجھا اور دیکھا: یہ تفسیر ان سب کا مجموعہ اور ان کی تعبیر ہے۔

مولانا سندھی سے اپنی ملاقات اور استفادہ کا تذکرہ یوں کرتے ہیں

'' کہہ نہیں سکتا کہ ان (سندھی) سے مل کر کس قدر مسرت و شادمانی اور اطمینان قلب ہوا اس کیفیت کی یاد اب تک میرے دل میں تازہ ہے مولانا کو دیکھ کر خدا یاد آتا تھا، وہ جب تک دیو بند میں رہے، قرآن کریم اور ''حجۃ اللہ البالغہ،، کا درس برابر ہوتا رہا، سردی کی راتوں میں بارہا ایسا ہوا کہ عشاء کی نماز کے بعد درس شروع ہوا، تورات کے تین چار بج گئے اور استاد و شاگردوں میں سے کسی نے بھی تھکن محسوس نہیں کی، دن رات یہی مشغلہ تھا ان محنتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن میں درس و فکر کا ذوق پیدا ہوا (۱۳۵)

مولانا عبدالحی ایک جامع فکر و عمل شخصیت تھے، حدیث کا علم آپ نے دیو بند میں شیخ الہند مولانا محمود حسن (التوفی ۱۳۳۹ھ) سے پڑھا تھا نیز مولانا سندھی اور مولانا ابوالکلام آزاد (التوفی ۱۳۷۷ھ) سے استفادہ کا موقع ملا تھا کئی تحریکوں میں ان کے ساتھ حصہ لیا تھا

اس دوران آپ نے سب سے پہلے ''قصص القرآن،، پر مؤثر پیرائے میں ایک رسالہ ''البصائر،، کے نام سے تحریر کیا آپ نے اس چھوٹے سے رسالے میں ''قصص القرآن،، کا فلسفہ فراعنہ مصر کے بارے میں قرآنی تجزیہ اور ان کے انجام کا قرآنی خاکہ بڑے دلکش انداز میں تحریر فرمایا، یہ آپ کی پہلی کاوش تھی (۱۳۶)

پھر یہ سلسلہ جاری رہا ''البصائر،، کے بعد آپ نے سورہ بقرہ کی تفسیر ''الخلافۃ الکبریٰ ،، کے نام سے اور سورۃ آل عمران کی تفسیر ''البیان،، کے عنوان سے سورہ انفال و توبہ کی تفسیر '' الصراط المستقیم،، کی صورت میں ، سورہ یوسف کی تفسیر ''عبرت ،، کے نام سے سورہ نور کی تفسیر ''برھان ،، کے عنوان سے سورۃ الحجرات کی تفسیر ''سبیل الرشاد،، اور آخری پارے کی تفسیر ''ذکریٰ،، کے عنوان سے تحریر فرمائی۔

اور اس پورے سلسلہ تفسیر کا نام ''تفسیر الفرقان فی معارف القرآن ،، رکھا ہے۔

اس تفسیر کا مجموعہ خاکہ وہی ہے جو مولانا سندھی کا ہے لیکن مولانا سندھی کے ہاں قدیم تفاسیر کی جھلک نہیں ہے مولانا عبدالحی خواجہ قدماء کے تفسیری ذخیرہ سے بھی بھرپور فائدہ استفادہ کرتے ہیں پھر ان قرآنی تجزیوں اور نتائج کو سامنے رکھ کر تفسیر کرتے ہیں

''الخلافۃ الکبریٰ،، جو تفسیر سورۃ بقرہ کا عنوان ہے اس کے موٹے موٹے ابواب یہ ہیں

تفاسیر پر ایک نظر: باب اول: وحی الٰہی کی ضرورت،۔ باب دوم: قرآن حکیم کی ضرورت ۔باب سوم: تہذیب اخلاق۔باب چہارم: تدبیر منزل، باب پنجم: معاملات۔باب ششم: سیاست مدن: فصل اول جہانگیری ۔ فصل دوم؛ جہاں داری ،
فصل سوم: ضروریات جہاد ،باب ۷: خلافت کبریٰ:

سورۃ ال عمران کی تفسیر خاص خاص عنوانات یہ ہیں

باب ا؛ الوہیت مسیح، باب ۲: دعوت اسلام: فصل اول نصاب تعلیم، فصل ۲: شرائط خلافت، فصل ۳: تاریخی نظائر
باب ۳: اہل کتاب کی خرابیاں، غزوہ احد (۱۳۷)

مراجع

(۱) موضع چیانوالی، پہلے سیالکوٹ میں شامل تھا اب جدید حد بندی کی وجہ سے ضلع گوجرانولہ میں آ گیا ہے۔

(۲) سکھ: بابا گرونانک کے پیروکار، مذہب والے۔ بابا ہندومت کی بت پرستی سے بغاوت کر کے خالص توحید پر سکھ مذہب کی بنیاد رکھی اور مسلمان علماء سے کتابیں بھی پڑھی تھیں ایک روایت میں حج بھی کیا تھا بابا کی تعلیمات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ توحید، رسالت، قرآن مجید، قیامت اور ارکان اسلام کے متعلق عقیدہ مسلمانوں کا سا رکھتا تھا۔ (مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ ۲۲۳)

(۳) مقدمہ۔ تفسیر الہام المحمود، مرتب مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی۔ ص ۳۷۔ مکی دار الکتب لاہور ۱۹۹۷ء، ماہنامہ توحید۔ ستمبر ۱۹۴۴ء کراچی

(۴) نزہۃ الخواطر۔ مولانا عبدالحی لکھنوی متوفی ۱۳۴۱ء ج ۸ ص ۳۲۳ تا ۳۲۸۔ طیب اکیڈمی ملتان ۱۴۱۳ھ

(۵) عبداللہ لغاری: مولانا عبیداللہ سندھی کے ابتدائی دور کے شاگرد اور مدرسہ دارالرشاد کے مدرس تھے مکہ مکرمہ میں ایک مدت تک قرآن کی تفسیر پڑھتے رہے امام سندھی کے امالی تفسیر کے جامع اور ''مولانا سندھی کی سرگزشت کابل،، کے مصنف تھے ۱۹۵۸ء کو وفات پائے۔۔

(مولانا عبیداللہ سندھی (افکار و خدمات) ڈاکٹر ابوسلمان سندھی ص ۱۳۱ المحمود اکیڈمی اردو بازار لاہور ۱۹۹۵ء

(۶) خواجہ عبدالحی فاروقی ۱۸۸۷ء کو ضلع گورداسپور کی تحصیل شکر گڑھ (بھارت) میں پیدا ہوئے ۱۹۱۳ء کو دیوبند سے سند فراغت حاصل کی مولانا شیخ الہند متوفی ۱۳۳۹ھ اور مولانا عبیداللہ سندھی متوفی ۱۳۶۳ھ کے شاگرد رہے انگریزوں کے خلاف تحریک میں آپ کو جیل بھی جانا پڑا، جامعہ ملیہ دہلی میں قرآن حکیم کا درس دیتے رہے ۱۹۸۵ء کو لاہور میں انتقال کر گئے۔ ان کی تصنیف شدہ تفسیر ''تفسیر الفرقان فی معارف القرآن،، دو جلدوں میں چھپ چکی ہے۔

(مقدمہ تفسیر ص ۴۷ تا ۵۲ مکتبہ رحمانیہ ہارون آباد ضلع بہاول نگر ۱۹۹۸ء)

(۷) مولانا حفظ الرحمٰن: آپ مولانا انور کشمیری کے شاگرد تھے دار العلوم دیوبند کے ممتاز فضلاء میں سے ہیں مختلف مدارس مین تدریس کے فرائض انجام دیئے، کئی مفید کتابوں کے مصنف تھے کئی سال تک جمعیۃ علماء ہند کے ناظم اعلیٰ رہے، پارلمنٹ کے ممبر بھی رہے، قصص القرآن آپ کی تصنیف ہے ۱۳۸۲ھ کو فوت ہوئے۔

دار العلوم دیوبند کی پچاس مثالی شخصیات، مولانا قاری محمد طیب ص ۱۶۳ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

(۸) قاری محمد طیب: دار العلوم دیوبند مہتمم حافظ محمد احمد کے بیٹے، خود بھی مدت العمر مہتمم رہے، حافظ قاری اور نامور عالم دین ہیں کئی کتابوں کے مصنف ہیں ۱۹۸۳ء میں آپ کی وفات ہوئی۔ (مولانا عبیداللہ افکار و خدمات ص ۱۳۲)

(۹) سعید احمد اکبر آبادی:

(۱۰) پروفیسر غلام سرور: ۱۹۰۶ء میں گجرات میں پیدا ہوئے ہندوستان جامعہ ملیہ سے گریجویشن کرنے کے بعد جامعہ ازہر مصر سے بھی اعلیٰ ڈگری حاصل کی واپسی پر جامعہ ملیہ میں استاد مقرر ہوئے، مولانا سندھی کے خصوصی شاگرد تھے اردو زبان میں وہ مولانا سندھی کے سب سے بڑے شارح اور ترجمان ہیں انہوں نے مولانا سندھی کے افکار و تعلیمات و افادات اور خطبات و مقالات ترتیب و تدوین میں کئی کام انجام دیئے کئی اخبار اور رسائل کے ساتھ ان کا تعلق رہا ۔ ۱۹۸۳ء کو آپ وفات پائے۔

(مولانا عبیداللہ سندھی (افکار خدمات) ص ۱۴۰)

(۱۱) تفصیل کے لئے: مولانا عبیداللہ سندھی۔ حالات و تعلیمات۔ پروفیسر محمد سرور۔ المحمود اکیڈمی اردو بازار لاہور

(۱۲) خلافت عثمانیہ: خلافت عثمانیہ کے بانی امیر عثمان غازی ولادت ۶۵۶ھ وفات ۷۲۷ھ ہیں ان کی وفات کے بعد آخری خلیفہ سلطان عبدالمجید خان تک کل ۳۴ سلاطین آئے اور گزر رے۔

(۱۳) کمالی حکومت: مصطفیٰ کمال اتاترک ۱۹۲۳ء برسر اقتدار آئے پندرہ (۱۵) برس صدر جمہوریہ ترکیہ رہے مغربی معاشرت و تمدن کو خوب پھیلانے کی کوشش کی ۱۹۳۸ء کو انتقال کیا۔

(۱۴) شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ۔ پروفیسر محمد سرور مرحوم۔ ص ۲۱، ۲۲۔

(۱۵)مولانا عبیداللہ سندھی حالات وتعلیمات (از سرور)ص۴۰

(۱۶)مولانا عبیداللہ سندھی افکار خدمات۔ ڈاکٹر ابوسلمان سندھی۔ ص۸۹۔ المحمود اکیڈمی لاہور

توحید۔ ماہنامہ۔ مارچ۱۹۴۶ء کراچی۔ تحریر۔ مولانا دین محمد وفائی

(۱۷)الهمعات : رسالة نفيسة بالفارسية في بيان النسبة الى الله.

(۱۸)السطعات: في بعض ما افاض الله على قلبه ،

(الفوز الكبير في اصول التفسير ص ۱۰ قدیمی کتب خانہ کراچی!)

(۱۹) مولانا عبيد الله سندهى افكار وخدمات ص ۸۹

(۲۰)مولانا عبیداللہ سندھی، افکار وخدمات۔ ص۹۰،۹۱

(۲۱) ایضاص۷۰

(۲۲)الجامع المسلم

(۲۳)حالات واقعات (مقدمہ تفسیر المقام المحمود ص۱۰ ڈاکٹر عبدالواحد ہالیپوتہ)

(۲۴)مختصر یہ کہ اسٹریا کے شہزادے فرڈینڈ کو سردیا کے مقام سرائیگو میں کسی نے قتل کردیا، بس اسی حادثے کو بنیاد بنا کر ۱۹۱۴ء کو جنگ کا آغاز کردیا گیا، روس سرویا کی مدد پر اتر آیا پھر روس کا حلیف فرانس بھی جنگ میں شریک ہوگیا ۴ اگست ۱۹۱۴ء کو انگلستان اور اس کے حلیف جاپان نے جرمنی کے خلاف جنگ میں شمولیت اختیار کرلی ادھر جغرافیائی لحاظ سے ترکی بھی جرمنی کی مدد پر مجبور تھا ۱۹۱۵ء میں اٹلی انگریزوں سے مل گیا امریکہ ابھی غیر جانب دار تھا لیکن جب ۱۹۱۷ء میں جرمنی کی ابدوز کشتیوں نے اس کے تجارتی جہازوں کو تباہ کردیا تو وہ بھی جرمنی کے خلاف میدان جنگ میں کود پڑا۔ ایک طرف جرمنی، ترکی، اسٹریا اور بلغاریہ تھے تو دوسری طرف انگلستان، فرانس، بلجیئم، جاپان، اٹلی، سرویا (سربیا) اور امریکہ۔ مختصر یہ کہ اس جنگ میں یورپ کی تمام طاقتوں نے حصہ لیا آخر کار جرمنی اور اس کے اتحادیوں کو شکست ہوئی۔ ۱۱ نومبر ۱۹۱۸ء کو عارضی صلح نامے کی رو سے جنگ ختم ہوئی۔ (انقلابات عالم ص۵۶)

(۲۵)شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ۔ مولانا عبیداللہ سندھی متوفی ۱۹۴۴ء ص۸۲

(۲۶)ایضا ص ۸۳

(۲۷)شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ ص۱۲۷

(۲۸)ماہنامہ۔ التوحید۔ کراچی۔ اکتوبر ۱۹۴۴ء

(۲۹)مقدمہ تفسیر المقام المحمود ص۹

(۳۰)تفصیل کے لئے "تفسیر المقام المحمود" مکی دار الکتب لاہور ۱۹۹۷ء

(۳۱)ایضا

(۳۲)الفاتحہ:۱

(۳۳)تفسیر المقام المحمود ص۱۸۵

(۳۴)الفاتحہ:۲

(۳۵)الفاتحہ :۴

(۳۶)المقام المحمود ص۱۸۸

(۳۷)البقرۃ:۱۵۲

(۳۸)تفسیر الہام المحمود ص۳۱۹

(۳۹)ال عمران:۸

(۴۰) الہام المحمود ص۴۳۸

(۴۱)النساء:۵

(۴۲) الہام المحمود ص۵۵۵

(۴۳)الہام الرحمٰن مولانا عبیداللہ سندھی ص۳۲ بیت الحکمت کراتشی

(۴۴)بدر عالم: دارالعلوم دیو بند جید عالم تھے مولانا انورشاہ کشمیری اور مولانا شبیر احمد عثمانی کے شاگرد تھے تقسیم ملک کے بعد پاکستان آ گئے، پھر مدینہ طیبہ جا کر مسجد نبوی ﷺ میں تیرہ سال تک درس دیتے رہے، ترجمان السنۃ آپ کی یادگار ہے ۱۳۸۵ھ کو فوت ہوئے۔ (پچاس مثالی شخصیات ص۱۶۶)

(۴۵)مولانا عبیداللہ سندھی اور تنظیم فکر ولی اللٰہی مولانا عبدالحق بشیر ص۱۲۸ مسجد حیات النبیؐ گجرات

(۴۶)خیر کثیر لشاہ ولی اللہ (مترجم مولانا عبیداللہ سندھی) ص۴۹

تفہیمات الٰہیہ ج۲ص۲۹۸، الفوز الکبیر ص۲۰

(۴۷)دیکھیے: خدام الدین کا امام لاہوری نمبر ص ۱۳۰

(۴۸)ضرورت رسالت ۔مولانا سلطان محمود (صدر مدرس مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی حصہ دوم ص۱۱۱

(۴۹) ایضا

(۵۰) قصص القرآن مولانا حفظ الرحمٰن سیوحاروی ج۴ص۱۱۹،

تفسیر الفرقان فی معارف القرآن مولانا خواجہ عبدالحی ج۱ص ۶۸۳ ال عمران عنوان ''خلافت کبریٰ''، خدام الدین کا امام لاہوری نمبر ص۱۸۱

حواشی قرآن حضرت لاہوری ص۸۴

(۵۱)رسالہ عبیدیہ (اردو ترجمہ رسالہ محمودیہ ص۲۷

(۵۲)الہام الرحمٰن ص۴۹

(۵۳)الہام الرحمٰن: ص۵۴

(۵۴) ایضاً ص۲۳۱

(۵۵) رسالہ محمودیہ ص۳

(۵۶) ال عمران :۱۹

(۵۷)ایضا ۸۵

(۵۸)تفسیر الہام المحمود ال عمران :۸۵

(۵۹)ایضا ج۱ ص۲۳۲ ، تفسیر پارہ عم ص۴۷

(۶۰) الہام الرحمٰن ص۳۶

(۶۱)پرانے چراغ۔مولانا ابوالحسن علی ندوی ج ۱ ص۱۵۸

(۶۲) ایضاً ج ۱ ص ۸۶،۸۷

(۶۳) نزہۃ الخواطر ج ۸

(۶۴) انوار مشائی ص ۱۱۸،۱۱۶ خط نمبر ۳۱

(۶۵) مولانا سندھی اوران کے ناقد ص ۲۱۵،۲۱۶

(۶۶) البقرہ: ۲۴

(۶۷) الہام الرحمن۔ ص ۱۰۳

(۶۸) البقرہ: ۲۵۶

(۶۹) الہام الرحمن ص ۳۰۸

(۷۰) جمع وترتیب: شیخ بشیر احمد لدھیانوی و غازی خدا بخش (نظر ثانی وتحقیق مراجع مولانا مفتی عبدالغنی قاسمی)

مکی دارالکتب غزنی اسٹریٹ یوسف مارکیٹ اردو بازار لاہور ۱۹۹۹ء

(۷۱) ان اصول کی تفصیل باب چہارم فصل اول میں گزر چکی ہے

(۷۲) ایضا

(۷۳) المؤطاء فی الحدیث للامام مالک بن انسؒ الحمیری الاصبحی المدنی امام دار الهجرة المتوفی ۱۷۹ھ وهو کتاب قدیم مبارک قصد فیه جمع الصحیح لکن انما جمع الصحیح عنده لا علی اصطلاح الحدیث لانه یری المراسیل والبلاغات صحیحة کذافی النکت الوفیة .. (کشف الظنون ج۲ ص ۱۳۰۷)

(۷۴) الجامع الصحیح المشهور بصحیح البخاری للامام الحافظ ابی عبد الله محمد بن اسماعیل الجعفی البخاری المتوفی ۲۵۶ھ وهو اول الکتب السنة فی الحدیث وافضلها علی المذهب المختار قال النووی فی شرح المسلم اتفق العلماء علی ان اصح الکتب بعد القرآن الکریم الصحیحان صحیح البخاری وصحیح مسلم .. (کشف الظنون ج ۱ ص ۵۴۱)

(۷۵) الجامع الصحیح ؛ للامام الحافظ ابی الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النسابوری الشافعی المتوفی ۲۶۱ھ ، وهو الثانی من الکتب الستة واحد الصحیحین اللذین هما اصح الکتب بعد کتاب الله العزیز . (ایضا ص ۵۵۵)

(۷۶) الجامع الصحیح للامام الحافظ ابی عیسی الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ وهو ثالث الکتب الستة فی الحدیث . (ایضا ص ۵۵۹)

(۷۷) سنن ابی داود : للامام سلیمان بن اشعث السجستانی المتوفی ۲۷۵ھ قال کتبت عن رسول اللهﷺ خمس مائة الف حدیث انتخبت ما ضمنته وجمعت فی کتابی هذا اربعة الاف حدیث .(ایضا ۱۰۰۴)

(۷۸) نسائی: هو السنن الکبیر للامام ابو عبد الرحمن احمدبن شعیب النسائی الحافظ المتوفی ۳۰۳ھ (ایضا ص ۱۰۰۶)

(۷۹) التمہید الائمۃ التجدید: مولانا عبیداللہ سندھی متوفی ۱۹۴۴ء ص ۱۲،۱۳ احیاء الادب السندی جام شورو سندھ (سطن)

(۸۰) مسند الامام احمد بن محمدبن حنبل المتوفی ۲۴۱ھ یشمل علی ثلاثین الف حدیث ، وهو کتاب جلیل من جملة اصول الاسلام. (کشف الظنون ص ۱۶۸۰)

(۸۱) هو من اعظم شروح البخاری شرح الحافظ العلامة شیخ الاسلام ابی الفضل احمدبن علی ابن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ ،وهو فی عشرة اجزاء ومقدمته فی جزء . (کشف الظنون ج ۱ ص ۵۴۸)

(۸۲) حجۃ اللہ البالغہ فی علم أسرار الشریعۃ ولم یتکلم فی ھذا العلم احد قبلہ علی ھذا الوجہ من تاصیل الاصول وتفریع الفروع وتمھید المقامات والمبادی واستنتاج المقاصد . (الفوز الکبیر ص ۹)

(۸۳) التمہید لائمۃ التجدید۔ مولانا عبیداللہ سندھی متوفی ۱۹۴۴ء ص ۱۲،۱۳
احیاءالادب السندی جام شورو سندھ (سطن)

(۸۴) خطبات ومقالات۔ مولانا عبیداللہ سندھی

(۸۵) شاہ ولی اللہ اوران کا فلسفہ ۔مولانا عبیداللہ سندھی ص ۵۴

(۸۶) ایضا

(۸۷) المحمود اکیڈمی عزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور ۱۹۹۵ء

(۸۸) ایضا

(۸۹) قرآن کا معالعہ کیسے کیا جائے۔ مولانا عبیداللہ سندھی۔ ص ۳۲۔ المحمود اکیڈمی لاہور ۱۹۹۵ء

(۹۰) مقدمہ۔ تفسیر المقام المحمود۔ مفتی سعید الرحمٰن (استاد جامعہ بہاؤالدین زکریا ملتان) ص ۶۰ مکی دار الکتب غزنی مارکیٹ لاہور ۱۹۹۷ء

(۹۱) قرآنی مطالعہ کے بنیادی اصول۔ مولانا عبیداللہ سندھی۔ ص ۴

(۹۲) ہرقل: روم کے بادشاہ کا نام جس کی طرف ۷ھ میں رسول اللہ ﷺ نے قبول اسلام کے لئے خط بھیجا تھا یہ نامہ آپ نے دحیہ کلبیؓ کے ہاتھ روانہ کیا اس وقت ہرقل ایران پر فتح حاصل کرنے کی خوشی میں بیت المقدس آیا ہوا تھا۔ (سیرۃ المصطفی ۔مولانا ادریس کاندھلوی ج ۲ ص ۸۷)

(۹۳) ابوسفیان: ھوابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب ۔رسول اللہ ﷺ کا سخت دشمن تھا رسول اللہ ﷺ کے خلاف فتح مکہ تک ہر جنگ میں حصہ لیا آخر کار فتح مکہ پر مسلمان ہوگیا ۲۰ھ میں آپ کی وفات ہوئی عمر بن الخطاب نے نماز جنازہ پڑھائی ۔ (تفصیل کے لئے: طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۲۰۵ تا ۲۱۱)

(۹۴) الجامع الصحیح البخاری۔ لامام محمد بن اسماعیل البخاری التوفی ۲۵۶ھ ''کتاب الجہاد، باب حمل یتاسر الرجل۔ ج ۲

(۹۵) قرآنی معالعہ کے بنیادی اصول۔ حصہ اول ص ۴

(۹۶) وننزل من القرآن ما ھو شفاء ورحمۃ للمومنین. (بنی اسرائیل: ۸۲)

(۹۷) مطالعہ قرآن کے بنیادی اصول: ص ۵

(۹۸) ایضا

(۹۹) المزمل: ۴

(۱۰۰) البقرہ: ۱۲۱ ۔

(۱۰۱) الاعراف: ۱۷۶

(۱۰۲) البقرہ: ۱۲۱

(۱۰۳) یونس: ۲۴

(۱۰۴) بنی اسرائیل: ۱۰۶

(۱۰۵) الانبیاء: ۱۰

(۱۰۶) طٰہٰ: ۱۱۴

(۱۰۷) الروم: ۵۸

(۱۰۸) القمر: ۱۷

(۱۰۹) النساء: ۸۱

(۱۱۰) الفرقان: ۳۱

(۱۱۱) ایضاً: ۷۲

(۱۱۲) ص: ۲۹

(۱۱۳) الزخرف: ۲

(۱۱۴) الدخان: ۵۸

(۱۱۵) محمد: ۲۶

(۱۱۶) الاحزاب: ۳۰

(۱۱۷) زادالمعاد۔ امام ابن القیم ج ۱ ص ۹۰

(۱۱۸) الاتقان: ج ا ص ۲۱۴

(۱۱۹)

(۱۲۰) قرآن کا مطالعہ کیسے کیا جائے ص ۱۴

(۱۲۱) قرآن کا مطالعہ کیسے کیا جائے۔ دوسرا باب مختصر تاریخ تفسیر۔ ص ۱۲

(۱۲۲) ایضاً ص ۱۴ (۱۲۳) المائدہ: ۲۱، ۲۲

(۱۲۴) قرآن کا مطالعہ کیسے کیا جائے ص ۱۴

(۱۲۵) البقرۃ: ۲۵۰، ۲۵۱

(۱۲۶) قرآن کا مطالعہ کیسے کیا جائے۔ عنوان قصص القرآن ص ۱۸

(۱۲۷) ایضا (۱۲۸) ایضاً

(۱۲۹) ملاحظہ ہو۔ قرآن کا مطالعہ کیسے کیا جائے۔ تیسرا باب۔ عنوان قصص القرآن

(۱۳۰) مولانا سندھی کے افکار و خدمات ص ۱۳۳

(۱۳۱) خدام الدین، یکم مئی ۱۹۷۰ء ص ۱۳

(۱۳۲) بیس بڑے مسلمان۔ ص ۶۶۳

(۱۳۳) خدام الدین، یکم مئی ۱۹۷۰ ص ۱۳

(۱۳۴) خدام الدین کا امام لاہوری نمبر ص ۱۸۱

(۱۳۵) البصائر۔ مولانا خواجہ عبدالحی (التوفی ۱۹۶۵ء) ''پیش لفظ،، ص ۵ طبع دہلی (سطن)

(۱۳۶) دیباچہ تفسیر القرآن مفتی عبدالخالق آزاد ص ۵۳، ۵۴

(۱۳۷) تفصیل کے لئے دیکھیے ''تفسیر الفرقان،،

باب چہارم:

فصل سیزدھم

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ

مکتب فکر، تفسیر اور فہم قرآن کے میدان میں ان کی کاوشیں، ان کی فکری، تفسیری امتیازات وخصوصیات، تفردات اور منہج،

مختصر حالات:

مولانا مودودی ۲ رجب ۱۳۲۱ھ، ۲۵ ستمبر ۱۹۰۳ء میں حیدر آباد دکن کے شہر اورنگ زیب آباد میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم گھر پر ہی ہوئی۔ سترہ سال کی عمر میں صحافتی زندگی شروع کی روزناموں میں بحثیت ایڈیٹر کام کرتے رہے ۱۹۳۳ء میں حیدر آباد دکن سے ماھنامہ ترجمان القرآن جاری کیا۔ ۱۹۳۸ء میں پنجاب (موجودہ پاکستان) منتقل ہوگئے (۱)

مقام:

مولانا مودودی کا شمار بیسویں صدی کے اسلامی اسکالروں میں ہوتا ہے۔ یہ ایک مفکر، ادیب، خطیب، صحافی اور مفسر تھے ۔انہوں نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ تالیف وتصنیف میں گزارا، ترجمہ وتفسیر قرآن حکیم "تفہیم القران" جوتقریباً بتیس (۳۲) سال کے عرصے میں مکمل کی۔ تفہیم القران کے علاوہ انہوں نے مختلف موضوعات پر ۵۵ سے زائد کتابیں لکھیں۔

وفات: ۲۸ شوال ۱۳۹۹ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۷۹ء کوفوت ہوئے۔ (۲)

مولانا مودودی اور فہم قران:

مولانا مودودی اپنے بارے میں فرماتے ہیں "میں ایک دیندار گھرانے میں پیدا ہوا۔ میں نے بھی پوری مذہبی تربیت پائی تھی میری تعلیم عربی تھی ہی۔۔۔۔ میں نے تمام مذاہب کوٹٹول کے دیکھا اپنے ذہن کواس کے لئے خالی کیا کہ آخر حق فی الواقع کیا ہے؟ سارے مذاہب اوران کی کتابوں کو پڑھنے اور مطالعے کے بعد میں نے پھر قرآن کو بغور پڑھا۔ اس کے لئے تراجم کو پڑھنے کی ضرورت نہ تھی لہذا براہ راست قرآن کو پڑھا۔ (۳)

"تفہیم القرآن" لکھتے ہوئے مولانا کے پیش نظر کیا تھا اسکی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں۔

"میں نے اس کتاب میں "ترجمے" کا طریقہ چھوڑ کر "ترجمانی" کا طریقہ اختیار کیا ہے کیونکہ جہاں تک "ترجمہ قرآن" کا تعلق ہے یہ خدمت مجھ سے پہلے بزرگوں نے انجام دیئے ہیں۔ کچھ ضرورتیں ایسی ہیں جو لفظی ترجمہ سے پوری نہیں ہوتیں اور نہیں ہوسکتیں۔ انہی کو میں نے ترجمانی کے ذریعے پورا کرنے کی کوشش کی ہے (۴)

ایک جگہ تفہیم القران کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ان صفحات میں ترجمانی وتفہیم قرآن کی جو سعی کی گئی ہے وہ دراصل اسی بنیاد پر ہے میں ایک مدت سے محسوس کرر ہا تھا کہ ہمارے عام تعلیم یافتہ لوگوں میں روح قرآن تک پہنچنے اوراس کتاب پاک کے حقیقی مدعا سے روشناس ہونے کی جو طلب پیدا ہوگئی ہے اورروز بروز بڑھ رہی ہے وہ مترجمین ومفسرین کی کوششوں کے باوجود ہنوز تشنہ ہے۔ (۵)

مولانا مودودی نے جب تفسیر پر کام شروع کیا تو ان کے سامنے ماقبل تاریخی پس منظر بھی تھا اور معاصر تفسیری کاوشیں بھی ۔انہوں نے تفہیم القرآن کے دیباچے میں لکھا۔

"قرآن مجید کے ترجمہ وتفسیر پر ہماری زبان میں اب تک اتنا کام ہو چکا ہے کہ اب کسی شخص کا محض برکت وسعادت کی خاطر نیا ترجمہ یا نئی تفسیر شائع کر دینا وقت اور محنت کا کوئی صحیح مصرف نہیں ہے" (۶)

یعنی اس پر کافی کام ہو چکا ہے۔مزید کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں اپنے بارے میں اور اپنی تفسیر و ترجمہ کے بارے میں لکھتے ہیں ۔اس کام میں میرے پیش نظر علماء و محققین کی ضروریات نہیں ہیں۔اور نہ ان لوگوں کی ضروریات ہیں جو عربی زبان اور علوم دینیہ کی تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد قرآن مجید کا گہرا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں۔میں جن لوگوں کی خدمت کرنا چاہتا ہوں وہ اوسط درجے کے تعلیم یافتہ ہیں (۷)

تفہیم القرآن کا تعارف:

یہی وجہ ہے کہ تفہیم کی پہلی دو جلدیں مختصر ہیں لیکن دوسری جلد پہلی جلد سے قدرے مفصل تیسری دونوں سے کچھ زیادہ مفصل اور آخری تین جلدیں تو وسعت اور گہرائی کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہیں۔

امتیازات و خصوصیات:۔

۱۔ تفہیم القرآن کی پہلی اور اہم خصوصیت اسکی زبان اور مؤلف کا انداز بیان ہے زبان شستہ وشگفتہ اور انداز بیان موثر ودلنشین ہے گہری علمی بحثیں اور خشک موضوعات بھی دلکش انداز تحریر سے دلچسپ اور سہل معلوم ہوتے ہیں

۲۔ قرآنی آیات کی تفسیر میں خود قرآنی آیات اور موضوع کے سیاق وسباق کو مدنظر رکھا گیا ہے اور جہاں ضرورت پائی گئی ہے وہاں احادیث اور آثار صحابہؓ کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

۳۔ لغات قرآنیہ یعنی مفردات قرآن کے اصل عربی مفاہیم متعین کرنے میں لغت کی امہات الکتب مثلاً لسان العرب (۸) اور قاموس (۹) وغیرہ سے استفادہ کیا گیا ہے

۴۔ قرانی کریم میں جہاں تورات وانجیل اور صحف سماویہ کا ذکر کیا گیا ہے وہاں مولانا مودودی صاحب نے بائبل کے ان حصوں کا حوالہ دیا ہے جن سے قرآنی حوالوں کی تصدیق ہوتی ہے

۵۔ اسی طرح جدید زمانے کے متحرفین قرآن کی تحریفات کا زوردار رد کیا گیا ہے اور ان کے عقائد باطلہ کی تردید میں قرآنی آیات سے استدلال کیا گیا ہے

۶۔ علاوہ ازیں قادیانیت (۱۰)' انکار سنت وحدیث (۱۱) ،عیسائیت اور اشتراکیت (۱۲) کے خلاف تفہیم القرآن میں مدلل مباحث موجود ہیں

۷۔ ''آیات الاحکام'' (۱۳) جہاں کہیں بھی آئی ہیں تفہیم القرآن میں ان کی پوری تفصیل دی گئی ہے مسئلہ اگر اختلافی ہے تو مذاہب مشہورہ تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

۸۔ تفہیم القرآن کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ تفسیر قرآن کے دوران میں قرآن کے مرکزی مضمون ''توحید'' کی جامع اور مکمل وضاحت کی گئی ہے۔

۹۔ مولانا مودودی نے تفہیم القرآن میں مستشرقین (۱۴) کے اعتراضات اور ان کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کو بڑے سائنٹفک اسلوب میں دور کیا ہے وہ ہر سورت کے آغاز میں اس سورت کا مجموعی مضمون ،اس کے ذیلی مباحث یا تاریخی پس منظر واضح انداز میں بیان کرتے ہیں۔

۱۰۔ تفہیم کی ایک خصوصیت ''نظم قرآن'' کا ایک تصور ہے نظم قرآن تفسیر کا ایک اہم موضوع رہا ہے مفسرین نے بالعموم سورتوں کے باہمی ربط آیات کو متعین کرنے کی سعی کی ہے بعض نے پوری سورت کو ایک وحدت تصور کر کے اس کا عمود متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔اور سورت کے تمام مضامین اور آیات کے اس عمود سے ربط کو ظاہر کیا ہے (۱۵) تفہیم القرآن میں بھی ان کی جھلک نظر آتی ہے۔

مولانا مودودی تفہیم القرآن میں کونسی فکر سمجھانا چاہتے ہیں؟

مولانا مودودی اپنی تفسیر میں جو کچھ سمجھانا چاہتے ہیں اس کے مطالعہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ یہ کتاب صحیفہ ہدایت ہے کتاب ہدایت کی حیثیت سے قرآن پاک ہر فرد میں اور پوری امت میں غور وفکر اور مطالعہ ونظر کا ایک خاص انداز پیدا کرنا چاہتا ہے،

۲۔ یہ انسان میں ایک نیا شعور ،''شعور عبدیت'' پیدا کرتا ہے

۳۔ قرآن پاک محض ایک کتاب ایک الہامی کتاب ،ایک تاریخی کتاب ہی نہیں اس کا بنیادی دعوٰی یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کی طرف سے نازل کردہ وہ ابدی ہدایت ہے جو ایک دعوت کی طرف بلانے والی اور ایک جدو جہد کو برپا کرنے والی ہے یہ ایک دعوت اور تحریک کی کتاب ہے یہ ایک نظریاتی ملت کی تعمیر کرتا ہے

چند نمونے:

الرحمن علم القرآن ہ خلق الانسان علمه البیان (۱۶)

۱۔"خلق الانسان" کے تحت انسانی جسم کی ساخت پر بحث کرتے ہوئے مولانا مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ لکھتے ہیں

"انسان کے جسم کا ایک رونگٹا اور ایک ایک خلیہ وہ کام سیکھ کر پیدا ہوا ہے جو اسے انسانی جسم میں انجام دینا ہے، پھر آخر انسان بجائے خود اپنے خالق کی تعلیم و رہنمائی سے بے نیاز یا محروم کیسے ہو سکتا ہے" (۱۷)

۲۔اور اسی طرح "علمه البیان" کے الفاظ پر بحث کرتے ہوئے اس انسانی جوہر کے بہت سے مضمرات کو بھی اجاگر کیا ہے

"یہ محض قوت گویائی ہی نہیں ہے بلکہ اس کے پیچھے عقل و شعور، فہم و ادراک، تمیز و ارادہ اور دوسری قوتیں کارفرما ہوتی ہیں جن کے بغیر انسان کی قوت ناطقہ کام نہیں کرسکتی اس لئے بولنا دراصل انسان کے ذی شعور اور ذی اختیار مخلوق ہونے کی صریح علامت ہے" (۱۸)

۳۔نفخ فیه من روحه (۱۹) آیت کی تفسیر معنی خیز کی ہے فرماتے ہیں۔

"روحہ سے مراد محض وہ زندگی نہیں ہے جسکی بدولت ایک ذی حیات جسم کی مشین متحرک ہوتی ہے بلکہ اس سے مراد وہ خاص جوہر ہے جو فکر و شعور اور عقل و تمیز اور فیصلہ و اختیار کا حامل ہوتا ہے۔ انسان کے اندر، علم، فکر، شعور، ارادہ، فیصلہ و اختیار اور ایسے ہی جو اوصاف پیدا ہوئے ہیں ان کا سرچشمہ مادے کی کوئی ترکیب نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے یہ اوصاف کسی بے علم، بے دانش اور بے اختیار ماخذ سے انسان کے اندر نہیں آئے ہیں" (۲۰)

فہم قرآن میں تفردات مولانا مودودی:

تفسیر میں مفسرین عام طور پر اپنے مسلک کے مطابق تعبیر کو ترجیح دیتے ہیں اور احکام میں مسلک کی جھلک نمایاں ہوتی ہے وہ تمام تفسیریں جو احکامی انداز میں لکھی گئی ہیں ان کے مسلک کے دلائل و ترجیحات واضح نظر آتی ہیں مولانا مودودی مسلکاً حنفی ہونے کے باوجود بعض اوقات حنفی مسلک سے اختلاف کرتے ہیں ایک جگہ لکھتے ہیں

"میں نہ مسلک اہل حدیث کو اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں اور نہ حنفیت یا شافعیت ہی کا پابند ہوں" (۲۱)

بلکہ مزید اسکی وضاحت یوں کرتے ہیں

"میرے نزدیک صاحب علم آدمی کے لئے تقلید ناجائز اور گناہ بلکہ اس سے بھی شدید تر چیز ہے (۲۲)

ان کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ قرآن کا مطالعہ تمام تعصبات سے خالی الذہن ہوکر کرنا چاہیئے۔ قرآن کی آیات اور ان کے سیاق و سباق سے جو بات عیاں ہوتی ہے اسی کو اختیار کرنا چاہیئے۔

تفہیم القرآن کا مطالعہ کرنے والا محسوس کرے گا کہ مولانا مودودی ایک مجتہد کی حیثیت سے تمام دلائل کا جائزہ لیتے ہیں اور ان کے خیال میں جو قول راجح نظر آتا ہے اسے راجح قرار دیتے ہیں اور جو مرجوح اسے وہی حیثیت دیتے ہیں جس کا ان کے خیال میں وہ مستحق ہوتا ہے۔

ذیل میں ان کے اسی طرح کے چند تفردات تحریر کئے جاتے ہیں۔

۱۔ طلاق و خلع :

الطلاق مر تان فا مساک بمعروف او تسر یح با حسان . ولا یحل لکم ان تاخذوا مما اتیتموھم شیئا الا ان یخافا الا یقیما حدو داللہ . فان خفتم الا یقیما حدو داللہ فلا جنا ح علیھما فیما افتدت بہ. تلک حدو داللہ فلا تعتدوھا . ومن یتعد حدو داللہ فاولئک ھم الظالمون ۰ (۲۳)

اسکی تفسیر کرتے ہوئے مولانا مودودی ۱۳۹۹ھ لکھتے ہیں

''رہی یہ صورت کہ ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دے ڈالی جائیں جیسا کہ آجکل جہلاء کا عام طریقہ ہے تو یہ شریعت کی رو سے سخت گناہ ہے، نبیؐ نے اس کی بڑی مذمت فرمائی ہے اور حضرت عمرؓ سے یہاں تک ثابت کہ جو شخص بیک وقت اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیتا تھا آپ اس کو درے لگا لیتے تھے'' (۲۴)

آگے خلع کے بارے میں فرماتے ہیں

''اسلام نے یہ اخلاق سکھائے ہیں کہ آدمی جس عورت کو طلاق دے اسے رخصت کرتے وقت کچھ نہ کچھ دے کر رخصت کرے اور خلع یہ ہے عورت شوہر کو کچھ دے دلا کر اس سے طلاق حاصل کرلے۔ (۲۵)

خلع کی صورت میں عدت صرف ایک حیض ہے دراصل یہ عدت ہے ہی نہیں بلکہ یہ حکم محض استبراء رحم کے لئے دیا گیا ہے تا کہ دوسرا نکاح کرنے سے پہلے اس امر کا اطمینان حاصل ہو جائے کہ 'عورت حاملہ نہیں ۔(۲۶)

ان دونوں آراء پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ سید مودودی نے احناف کے مفتی بہ قول سے اختلاف کیا ہے احناف کے نزدیک علیحدگی کے وقت شوہر تحفہ میں دیئے ہوئے زیور اور کپڑے واپس لے سکتا ہے

"فان کان النشوز من قبلہ یکرہ لہ ان یاخذ منھا عوضا : وان اردتم استبدال زوج مکان زوج : وان کان النشوز منھا اکثر مما اعطاھا،، (۲۷)

اسی طرح جمہور علماء کے نزدیک خلع کی عدت وہی ہے جو طلاق کی ہے

"واذا طلق الرجل امراته طلاقا بائنا اور رجعیا او وقعت الفرقة بینهما بغیر طلاق وهی حرة فمن تحیض فعدتها ثلثة اقراء: واذا فعل ذلک وقع بالخلع تطلیقة بائنة ولزمها المال "(۲۸) جبکہ سید مودودی ایک حیض کافی سمجھتے ہیں۔(۲۹)

جوتے پہن کر نماز پڑھنا:

فلما اتاها نودی یموسی انی انا ربک فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی (۳۰)

سید مودودی (المتوفی ۱۳۹۹ھ) اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں

"غالباً اسی واقعہ کی وجہ سے یہودیوں میں یہ شرعی مسئلہ بن گیا کہ جوتے پہنے ہوئے نماز جائز نہیں (۳۱) نبیؐ نے اس غلط فہمی کو رفع کرنے کے لئے فرمایا۔

خالفوا الیهود فانهم لا یصلون فی نعالهم ولا خفافهم (۳۲)

حلالہ اور مودودی:-

فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره .فان طلقها فلا جناح علیهما ان یترا جعا ان ظنا ان یقیما حدود الله (۳۳)

فقہاء نے اس ایت کے حوالے سے حلالہ کا مسئلہ بیان کیا ہے فقہاء احناف کے نزدیک جس شخص نے مطلقہ عورت کو پہلے شوہر کے لئے حلال کرنے کی نیت سے نکاح کیا تو اس کا نکاح صحیح ہے اور شرط فاسد کی کوئی حیثیت نہیں یہی محققین کی رائے ہے۔(۳۴)

واذا تزوجها بشرط التحلیل فالنکاح مکروه • بقوله علیه السلام لعن الله المحلل والمحلل له (۳۵)

اس کی مزید وضاحت فقہاء احناف یوں کرتے ہیں۔

فان طلقها بعد وطیها حلت للاول لوجود الدخول فی نکاح صحیح اذاالنکاح لا یبطل بالشرط وعن ابی یوسف انه یفسد النکاح لانه فی معنی الموقت فیه ولا یحل علی الاول لفساده وعن محمد انه لیصح النکاح لما بینا ولا یحلها علی الاول لانه استعجل ما اخره الشرع فیجازی بمنع مقصوده کما قتل المورث (۳۶)

مولانا مودودی نے بھی اس مسئلہ پر مختصر نوٹ لکھا ہے جس میں انہوں نے احناف کے مفتی بہ مسلک سے اختلاف کیا ہے۔

''اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنے لئے حلال کرنے کی کسی سے ''سازش'' کے طور پر نکاح اور پہلے سے یہ طے کر لے کہ وہ نکاح کے بعد اسے طلاق دے دے گا تو یہ سراسر ایک ناجائز فعل ہے ایسا نکاح نکاح نہ ہوگا بلکہ محض ایک بدکاری ہوگی اور ایسے سازشی نکاح وطلاق سے عورت ہرگز اپنے سابق شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی۔(۳۷)

تفہیم القرآن میں اسلامی قانون کے مختلف شعبوں سے بحث کی گئی ہے اس میں دستوری قانون، فوجداری قانون، قانون بغاوت، قانون شہادت، قانون صلح وجنگ اور بین الاقوامی قانون وغیرہ شامل ہیں۔مودودی کے ہاں تقلید جامد نہیں ہے

ابراہیمؑ کی طرف منسوب تین جھوٹ۔اور سید مودودی کی انفرادیت:۔

و تا الله لا کیدن اصنا مکم بعد ان تو لوا مد بر ین • فجعلهم جذاذا الا کبیر الهم لعلهم الیه یر جعون • قالوا من فعل هذا بالهتنا . انه لمن الظالمین •قا لوا سمعنا فتی یذ کرهم یقا ل له ابر اهیم . قالوا فاتوا به علی اعین الناس لعلهم یشهدون • قا لوا ء انت فعلت بالهتنا یا ابر اهیم .قال بل فعله کبیرهم هذا .ان کانوا ینطقون (۳۸)

اسی طرح سورۃ الصافات میں ابراہیمؑ کا واقعہ مختصراً بیان کیا گیا ہے

فنظر نظرة فی النجوم . فقال انی سقیم . فتو لوا عنه مدبر ین.فرا غ الی الهتهم فقال الا تا کلون.مالکم لا تنطقون • فرا غ علیهم ضربا بالیمین .(۳۹)

ان دو آیات کے خط کشیدہ الفاظ ہیں جن کے حوالے سے ابراہیمؑ کی طرف جھوٹ منسوب کیا گیا ہے تیسری حدیث شریف ہے

عن ابی هریرة قال لم یکذب ابر اهیم الا ثلاث کذبات ثنتین منهن فی ذات الله عزوجل قو له انی سقیم وقوله بل فعله کبیرهم هذا وقال بینا هو ذات یوم سارة اذا اتی علی جبار من الجبابرة فقیل له ان ههنا رجلا معه امرأة من احسن الناس فا رسل الیه فساله عنها فقال من هذه ؟ قال اختی فاتی سارة قال یا سارة لیس علی وجه الارض مو من غیری وغیرک ان هذا سألنی عنک فاخبر ته انک اختی فلا تکذبینی فارسل الیها فلما دخلت علیه ذهب یتنا ولها بیده فاخذ فقال ادعی الله و لا اضرک فدعت الله فاطلق ثم تتناولها الثانیة فاخذ مثلها او اشد فقال ادعی الله لی و لا اضرک فدعت الله فاطلق

فدعا بعض حجبته فقال انکم تاتونی بانسان انما اتیتمو نی بشیطان فاخدمها ها جرا فاتته وھو قائم یصلی فاوما بیده مهیا فقالت ردالله کیدا الکافرو الفاجر فی نحره واخدم ها جر قال ابو هریرة تلک امکم یا بنی ما ء السمآ ء (۴۰)

یہ روایت چونکہ صحاح وسنن میں موجود ہے اس لئے محدثین ومفسرین اسکی مختلف تاویلات کرتے ہیں تاکہ صحت حدیث بھی قائم رہے اور قرآن وحدیث کا تعارض بھی نہ ہو۔ مفسرین کے تاویلات کیا ہیں؟

فاما قو له علیه السلام لم یکذب ابراهیم غیر ثلاث کذبات .... ثنتین منهن فی ذات الله تعالی قو له " انی سقیم" ' وقوله " بل فعله کبیرهم هذا" وقوله فی سارة " هی اختی" فهو مخرج فی الصحاح والسنن من طرق ولکن لیس من باب الکذب الحقیقی الذی یذم فا عله حاشا وکلا وانما هو من المعاریض فی الکلام لمقصد شرعی دینی (۴۱)

کما جآء فی الحدیث ان فی المعاریض لمندوحة عن الکذب (۴۲)

اس حدیث کی تشریح محدثین اس طرح کرتے ہیں

" ثنتین منهن فی ذات الله خصهما بزلک لان قصة سارة وان کانت ایضا فی ذات الله لکن تضمنت حظا لنفسه وندله بخلاف اثنین الآخرتین فانهما فی ذات الله محض وقد وقع فی روایة المذکورة ان ابراهیم لم یکذب قط الا ثلاث کذبت وذلک فی ذات الله (۴۳)

وقال ایضا " واما اطلاقه الکذب علی الامور الثلاثة لکو نه قال قولا یعتقده السامع کذبالکنه اذا حقق لم یکن کذبا لانه من باب المعاریض المحتلة لامرین لیس بکذب محض (۴۴)

ملا علی قاری (۴۵) حدیث شفاعت کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں

والحق انها معاریض ولکن لما کانت صو رتها صورة الکذب سما ها اکا ذیب وسنقص من نفسه لها فان من کان اعرف با لله واقرب منه منزلة کان اعظم خطرا او اشد خشیة وعلی هذا القیاس سائر ما اضیف الی الانبیاء علیهم السلام من الخطایا " (۴۶)

یہی حال دوسرے مفسرین کرام کا ہے انہوں نے بھی اس کو معاریض (توریہ) کے معنی میں لے لیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنا۔ عصمت انبیاء وشان نبوت کے خلاف ہے۔ (۴۷)

لیکن سید مودودی سورۃ انبیاء کی مذکورہ بالا آیت کی تفسیر یوں لکھتے ہیں

''حضرت ابراھیمؑ نے بت شکنی کے اس فعل کو بڑے بت کی طرف جو منسوب کیا ہے اس سے ان کا مقصد جھوٹ بولنا نہ تھا بلکہ مخالفین پر حجت قائم کرنا ہے۔(۴۸)

اسکے بعد وہ حدیث مذکورہ بالا پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''بدقسمتی سے حدیث کی ایک روایت میں یہ بات آ گئی ہے کہ حضرت ابراھیمؑ اپنی زندگی میں تین مرتبہ جھوٹ بولے ہیں (دو قرآن میں ہیں) اور تیسرا جھوٹ ان کا اپنی بیوی کو بہن کہنا ہے، جس کا ذکر قرآن میں نہیں بلکہ بائبل کی کتاب پیدائش میں آیا ہے۔''(۴۹)

فن حدیث کے نقطہ نظر سے کسی روایت کی سند کا مضبوط ہونا اس بات کو مستلزم نہیں ہے کہ اس کا متن خواہ کتنا ہی قابل اعتراض ہو مگر اسے ضرور آنکھیں بند کر کے صحیح مان لیا جائے۔(۵۰)

لہٰذا حدیث کی زیر بحث روایت میں تیسرے جھوٹ کی بنیاد اسی صریح لغو اور مہمل اسرائیلی روایت پر ہے۔''(۵۱)

حضرت سلیمانؑ اور مولانا مودودی:

اذ عرض علیه بالعشی الصٰفنٰت الجیاد • فقال انی احببت حب الخیر ذکر ربی • حتی توارت بالحجاب. ردوها علی فطفق مسحا بالسوق والاعنا ق. ولقد فتنا سلیمان والقینا علی کر سیه جسدا ثم اناب . قال رب اغفرلی وهب لی ملکا لا ینبغی لا حد من بعدی .انک انت الوهاب (۵۲)

ان آیات میں دو واقعات ہیں جن پر مفسرین نے مختلف روایات نقل کی ہیں بعض قدیم مفسرین نے ان روایات کی جانچ پڑتال کی ہے اور ان کے بارے میں اپنی آراء کا اظہار کیا ہے۔

ان میں ایک کا تعلق آیت ۳۳ سے ہے جسمیں گھوڑوں کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے کا بیان ہے۔

فوائد عثمانی میں اسکی تفسیر یوں کی گئی ہے

''نہایت اصیل شائستہ اور تیز رفتار گھوڑے لائے گئے جو جہاد کے لئے تیار کئے گئے تھے۔معائنہ کرتے کرتے عصر کی نماز فوت ہوگئی۔پھر فرمایا کوئی بات نہیں جہاد کی تیاری بھی عبادت ہے گھوڑوں سے محبت اللہ کی یاد سے وابستہ ہے۔چنانچہ گھوڑوں کو واپس لانے کا حکم دیا۔آپ نے ان کی گردنیں اور پنڈلیاں پونچھنے اور صاف کرنے لگے۔(۵۳)

آیت کی تفسیر دوسرے مفسرین نے اس طرح کی ہیں۔

''ان گھوڑوں کو ذرا پھر تو میرے سامنے لاؤ۔ چنانچہ لائے گئے سوانہوں نے ان (گھوڑوں) کی پنڈلیوں اور گردنوں پر (تلوار سے) ہاتھ صاف کرنا شروع کیا یعنی ان کو ذبح کر ڈالا اس کو اصطلاح تصوف میں غیرت کہتے ہیں کہ جو چیز سبب غفلت عن اللہ کا ہو جائے' اس کو اپنے پاس نہ رہنے دیں۔ (۵۴)

یہاں مولانا مودودی ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے اپنا نقطہ نظر یوں پیش کرتے ہیں

''قرآن کے الفاظ یہ ہیں'' انی احببت حب الخیر عن ذکر ربی ''ان الفاظ کا ترجمہ یہ تو کیا جا سکتا ہے کہ میں نے اس مال کو اتنا پسند کیا ہے کہ اپنے رب کی یاد سے غافل ہو گیا، لیکن ان میں نماز عصر یا کوئی خاص وظیفہ مراد لینے کے لئے کوئی قرینہ نہیں ہے اور کوئی قرینہ بھی ایسا موجود نہیں ہے جس کی بناء پر مسح سے مسح بالسیف مراد لیا جا سکے۔ (۵۵)

اسکے بعد آگے لکھتے ہیں۔

''ہمیں اصولی اختلاف اس طریق تفسیر سے ہے سلیمانؑ کی شریعت میں قربانی گھوڑے کی جائز ہوگی لہذا کفارہ اس غفلت کا ہو جائے۔'' باقی سورج کا واپس آنا (جس طرح مفسرین نے کہا ہے) نا قابل قبول ہے اس سلسلے میں جو احادیث پیش کی جاتی ہیں وہ بھی کمزور ہیں'' (۵۶)

ان آیات کی تفسیر میں صحابہ کرامؓ سے تین قول منقول ہیں

۱۔ حضرت علیؓ کا قول ہے

''کہ گھوڑوں کو واپس منگا کر ذبح کرنے کا ہے عصر کی نماز فوت ہونے اور سورج غروب ہونے کا ہے ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ نے اسی کو اختیار کیا ہے (۵۷)

۲۔ حضرت ابن عباسؓ (المتوفی ۶۸ھ) کی روایت جو حضرت حسن بصری (المتوفی ۱۱۰ھ) سے منقول ہے وہ یہ ہے

''واپس منگا کر ہلکے پھلکے مارنے کا حکم ہے اور فرمایا آئندہ تم ذکر اللہ سے غفلت کا باعث نہ بنتا،، (۵۸)

۳۔ حضرت ابن عباسؓ ہی سے بطریق علی بن ابی طلحہ منقول ہے

''اس میں نہ نماز فوت ہونے کا ذکر ہے اور نہ سورج غروب ہونے کا مسئلہ ہے نہ گھوڑوں کو ذبح کرنے کا، بلکہ سلیمانؑ کا فعل گھوڑوں کے ساتھ محبت تھی جو جہاد ہی کے لئے استعمال ہوتے ہیں جہاد کے لئے تیاری بھی عبادت ہے بلکہ ان گھوڑوں کو واپس منگا کر ایک ماہر فن کی طرح ان کے سر و گردنوں پر ہاتھ پھرنے لگا تا کہ مانوس ہو جائیں ابن جریر (المتوفی ۳۱۰ھ) اور امام رازی (المتوفی ۶۰۶ھ) نے اسی کو راجح اور قرین صواب سمجھتے ہیں (۵۹)

فہم قرآن میں مولانا مودودی کا انداز تفسیر وترجمہ

مولانا مودودی (المتوفی ۱۳۹۹ھ) نے تفہیم القرآن کے تین بنیادی اصول ابتدائے کتاب میں ذکر فرمائے ہیں۔

ا۔میں نے اس کتاب میں ترجمہ کا طریقہ چھوڑ کر آزاد ترجمانی کا طریقہ اختیار کیا ہے۔

۲۔اس کام میں میرے پیش نظر علماء اور محققین کی ضروریات نہیں ہیں اور نہ ان لوگوں کی ضروریات ہیں۔ جو عربی زبان اور علوم دینیہ کی تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد قرآن مجید کا گہرا تحقیقی مطالعہ کرنا چاہتے ہیں ایسے حضرات کی پیاس بجھانے کے لئے بہت کچھ سامان پہلے سے موجود ہے میں جن لوگوں کی خدمت کرنا چاہتا ہوں وہ اوسط درجہ کے تعلیم یافتہ لوگ ہیں جو عربی سے اچھی طرح واقف نہیں ہیں (۶۰)

۳۔میں نے اس میں قرآن کے الفاظ کو اردو کا جامہ پہنانے کے بجائے یہ کوشش کی ہے کہ قرآن کی عبارت کو پڑھکر جو مفہوم میری سمجھ میں آتا ہے اور جو اثر میرے دل پر پڑتا ہے اسے حتی الامکان صحت کیساتھ اپنی زبان میں منتقل کردوں۔(۶۱)

ان تینوں بنیادی چیزوں میں تیسرا اصول دراصل پہلے اصول کی توضیح اور تشریح ہے۔لہذا پہلے اصول کا مختصر جائزہ لیتا ہوں مولانا مودودی نے ''الحمد للہ رب العالمین'' (۶۲) کا ترجمہ یا ترجمانی یہ کی ہے۔

تعریف اللہ ہی کے لئے جو کائنات کا رب ہے (۶۳)

اسکے بعد ان مترجمین کے ترجمے ملاحظہ فرمائیں جنہوں نے آزاد ترجمے نہیں کئے ہیں

ا۔سب تعریفیں واسطے اللہ کے کہ پروردگار عالموں کا۔(۶۴)

۲۔سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پالنے والا سارے جہاں کا۔(۶۵)

۳۔سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے۔(۶۶)

ان چاروں ترجموں سے یہ چیزیں ثابت ہوں گی۔

ا۔مولانا مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ کے ترجمہ کا مفہوم مخالف یہ ہوگا کہ غیر اللہ کی تعریف جائز نہیں ہے حالانکہ رات دن، ماں باپ، استاذ، کسی صاحب کمال، ولی، صحابہ اور رسول کی تعریفات کی جاتی ہیں۔

ب۔دیگر تراجم کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ سب تعریفیں تو اللہ کے لئے ہیں البتہ بعض تعریفیں دوسروں کے لئے بھی ہیں۔

آزاد ترجمانی جو مولانا مودودی کی مراد ہے اس کی مثالیں ہمیں، ڈپٹی نذیر احمد (المتوفی ۱۹۱۲ء) سرسید احمد خان (المتوفی ۱۸۹۸ء) اور مولانا ابوالکلام آزاد (المتوفی ۱۳۷۷ھ) کے تراجم میں ملتی ہے ان حضرات نے ترجمہ نہیں بلکہ ترجمانی ہی کے رنگ کو اختیار کیا ہے چنانچہ یہ حضرات توسین میں ایک ادھ لفظ ہی بلکہ جملوں کا اضافہ کر کے ترجمہ کرتے ہیں (۶۷)

مثلاً ''ابوالکلام آزاد کا آزاد ترجمہ ملاحظہ ہو وہ'' الحمد لله رب العالمين ،، کا ترجمہ یوں کرتے ہیں ''ہر طرح کی ستائشیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام کائناتِ خلقت کا پروردگار ہے'' (۶۸)

مولانا مودودی کی تفسیر کی بنیادی پالیسی:

تفہیم القرآن کی بنیادی پالیسی سے مراد وہ امور ہیں جن کو مودودی صاحب نے بکثرت بیان کیا ہے خاص طور سے۔

ا۔قصہ نمرود اور فرعون میں بہت جگہ بلکہ جتنی بھی جگہ حضرت موسیٰؑ کا قصہ آیا ہے وہاں انہوں نے یہ ضرور کہا ہے مثلاً

الف۔ نمرود نے حضرت ابراھیمؑ کو سیاسی جرم بغاوت میں نکالا تھا۔

ب۔ نمرود کو اللہ تعالیٰ کی الوھیت کا انکار نہیں تھا۔

ج۔ فرعون تو اپنی سیاسی ربوبیت خداوندی کا مدعی تھا وہ اللہ تعالیٰ کا منکر نہ تھا۔

د۔ ہلاک ہونے والی قومیں منکرین خدا نہیں تھیں بلکہ وہ کافر و مشرک تھیں۔

س۔ یہودیوں کو حضرت عیسیٰؑ کی رسالت میں شک نہ تھا۔

اسی نوعیت کے کئی کئی جملے ہی نہیں بلکہ مسلسل عبارتیں ان کی تفسیر میں پائی جاتی ہیں

۲۔مدینہ کی اسلامی ریاست ۳۔مسلمانوں کی چھوٹی سی جماعت اسلامی

۴۔مشرکین تحریک اسلامی کو دبانا چاہتے تھے ۴۔فلاں قوم فلاں رسول کی لیڈری سے انحراف کر رہی تھی۔(۶۹)

اس قسم کے بہت سارے جملے ان کی تفسیر میں ملتے ہیں

میرے جائزے کی بنیاد ان کے دوسرے سینکڑوں کتب نہیں ہیں بلکہ تفسیر تفہیم القرآن میں مولانا مودودی کا عطا کردہ تیسرا اصول ہے(۷۰)

کہ انہوں نے براہ راست عبارات قرآن سے کیا سمجھا ہے یا عبارات قرآن پر غور و فکر کرنے کے بعد ان کے قلب پر کیا اثر پڑا ہے ان کی تشریحات اور ترجمانی کو میں نے اسی نقطۂ نظر سے پڑھا ہے اور علماء تفسیر نے جو اصول بیان کئے ہیں ان پر پرکھا ہے وہ چند اصول یہ ہیں۔

ا۔قرآن پاک کی تفسیر قرآن ہی کے ذریعہ سے

۲۔قرآن کی تفسیر سنت شریعہ کے ذریعے سے(۷۱)

مولانا مودودی نے بھی ان اصولوں میں سے بعض کو بیان کیا ہے

''ہمارے نزدیک قرآن کے الفاظ سے زائد کوئی مطلب لینا چار ہی صورتوں میں درست ہوسکتا ہے یا تو قرآن ہی کی عبارت میں اس کے لئے کوئی قرینہ موجود ہو یا قرآن میں کسی دوسرے مقام میں اسکی طرف کوئی اشارہ ہو یا کسی صحیح حدیث میں اس اجمال کی شرح ملتی ہو یا اس کا کوئی قابل اعتبار ماخذ ہو۔۔ جہاں ان میں سے کوئی چیز بھی نہ ہو وہاں محض بطور خود ایک قصہ تصنیف کر کے قرآن کی عبارت میں شامل کر دینا ہمارے نزدیک صحیح نہیں ہے۔(۷۲)

مولانا مودودی نے اپنے بیان کردہ اصول بلکہ ماقبل مفسرین کے اصول وقواعد سے انحراف کیا ہے اور تفہیم القرآن میں ان کی تفردات بکثرت ہیں

۱۔ فسجدوا الا ابلیس . ابی و استکبر و کان من الکافرین (۷۳)

اس جگہ تشریح میں مولانا مودودی نے تحریر فرمایا ہے

''ان الفاظ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غالباً ابلیس سجدے سے انکار کرنے میں اکیلا نہ تھا بلکہ جنوں کی ایک جماعت نافرمانی کے لئے آمادہ ہوگئی تھی اور ابلیس کا نام صرف اس وجہ سے لیا گیا کہ وہ ان کا سردار تھا اور بغاوت میں پیش پیش تھا اور دوسرا ترجمہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ کافروں میں سے تھا''(۷۴)

اس تشریح سے دو باتیں سامنے آتی ہیں

۱۔ ابلیس کے ساتھ انکار سجدہ کے معاملہ میں جنوں کی ایک جماعت شریک تھیں جن کی قیادت ابلیس کر رہا تھا۔

۲۔ کافر جنوں کی ایک جماعت پہلے سے تھی اور ان میں ایک فرد ابلیس بھی تھا اور وہ بھی کافر تھا۔

مودودی صاحب کا یہ استنباط غالباً ''کان من الکافرین'' سے ہے ان کی یہ تشریح صحیح نظر نہیں آتی' کیونکہ ''کان'' صار کے معنی میں ہے۔(۷۵)

قرآن پاک میں یہ واقعہ چند سورتوں میں اور بھی اجمال وتفصیل کے ساتھ آیا ہے

فسجدوا الا بلیس لم یکن من الساجدین .قال ما منعک الا تسجد اذ امر تک .قال انا خیر منه • خلقتنی من نار و خلقته من طین (۷۶)

ان آیات میں ابلیس کے کبر وغرور کا ذکر فرمایا (یعنی کبر وغرور کی وجہ سے سجدہ نہیں کیا) نیز یہ بات بھی ثابت ہوئی سجدہ سے انکا کر کے ابلیس سجدہ کرنیوالوں میں نہ ہوا' بلکہ ان سے خارج ہوگیا۔ دوسری بات یہ کہ یہ خطاب ابلیس سے ہے اس میں جنات کا کوئی ذکر نہیں' جن کی لیڈری ابلیس کر رہا ہو۔

كان من الجن ففسق عن امر ربه (۷۷)

آیت میں ''فا'' کا فائدہ یہ ہے کہ امر کی تکمیل نہ کر کے وہ نافرمان ہوا۔ اسی نافرمانی کی وجہ سے وہ کافر ہوا۔

ایک جدید مفسر مولانا عبدالماجد دریابادی متوفی ۱۹۷۶ء بڑی خوبی کے ساتھ اس بارے میں دیگر اقوال کو جمع کیا ہے

كان من الكافرين اى صار من الكافرين بآباءه (۷۸) ومن اقسام كان الناقصه ان تاتى بمعنى صار (۷۹)

اور جن اہل تفسیر نے ''کان'' کو ''ہوگیا'' کے بجائے ''تھا'' کے معنی میں لیا ہے انہوں نے ''فی علم الله'' محذوف مانا ہے (۸۰)

قصہ ھاروت اور ماروت تفہیم میں:۔

واتبعوا ما تتلوا الشياطين على ملك سليمان . وما كفر سليمان ولكن الشياطين كفروا يعلمون السحر وما انزل على الملكين ببابل هاروت وماروت (۸۱)

مولانا لکھتے ہیں

اس آیت کی تاویل میں مختلف اقوال ہیں مگر ''جو کچھ میں نے سمجھا ہے'' وہ یہ ہے کہ جس زمانہ میں بنی اسرائیل کی پوری قوم بابل میں قیدی اور غلام بنی ہوئی تھی اللہ تعالیٰ نے دو فرشتوں کو انسانی شکل میں ان کی آزمائش کے لئے بھیجا ہوگا جس طرح قوم لوط کے پاس فرشتے خوبصورت لڑکوں کی شکل میں گئے تھے اسی طرح ان اسرائیلیوں کے پاس وہ پیروں اور فقیروں کی شکل میں گئے ہوں گے۔ وہاں ایک طرف بازار ساحری میں اپنی دکان لگائی ہوگی۔

دوسری طرف وہ اتمام صحت کے لئے ہر ایک کو خبردار بھی کر دیتے ہوں گے' دیکھو ہم تمہارے لئے آزمائش کی حیثیت رکھتے ہیں تم اپنی عاقبت خراب نہ کرو۔ مگر اس کے باوجود لوگ ان کے پیش کردہ عملیات اور نقوش و تعویذات پر ٹوٹ پڑتے ہوں گے'' (۸۲)

آگے اسکی مزید تشریح اس طرح کرتے ہیں۔

فرشتوں کے انسانی شکل میں آکر کام کرنے پر کسی کو حیرت نہ ہو 'وہ سلطنت الٰہی کے کارپرداز ہیں اپنے فرائض منصبی کے سلسلہ میں جس وقت جو صورت اختیار کرنے کی ضرورت ہوتی ہے وہ اسے اختیار کر سکتے ہیں ہمیں کیا خبر کہ اس وقت بھی ہمارے گرد و پیش کتنے فرشتے انسانی شکل میں آکر کام کر جاتے ہوں گے رہا فرشتہ کا ایک ایسی چیز سکھانا جو بجائے خود بری تھی

تو اسکی مثال ایسی ہی ہے جیسے پولیس کے بے وردی سپاہی کی رشوت خور حاکم کونشان زدہ کر سکے اور نوٹ لے جا کر رشوت کے طور پر دیتے ہیں تا کہ اسے عین حالت ارتکاب جرم میں پکڑیں اور اسکے لئے بے گناہی کے جرم کی گنجائش باقی نہ رہنے دیں'' (۸۳)

(اسرائیلیات میں ہاروت و ماروت کو زہرہ اور مشتری کا عاشق بنا کر پیش کیا ہے لیکن یہاں مودودی نے سی آئی ڈی کا سپاہی بنا کر پیش کیا ہے)

اور اس کو انہوں نے دعویٰ کے طور پر پیش کیا ہے جس کی تمام مفسرین نے تردید کی ہے۔ مودودی صاحب کا یہ بیان ''مگر جو کچھ میں نے سمجھا ہے'' توجہ طلب ہے۔

صورت واقعہ کیا ہے؟ دوسرے مفسرین کی طرف اس سلسلے میں رجوع کرتے ہیں وھٰذان ملکان انزل لتعلیم السحر ابتلاء من اللہ تعالی للناس فمن تعلم وعمل بہ کفر .ومن تعلم وتوقی عملہ ثبت علی الایمان وللہ تعالی ان یمتحن عبادہ بما شاء کما امتحن قوم طالوت بالنھر وتمییزا بینہ وبین المعجزۃ حیث انہ کثیر فی ھذاالزمان 'واظھر السحرۃ امورا غریبۃ وقع الشک بھا فی النبوۃ فبعث اللہ تعالی الملکین لتعلیم ابواب السحر حتی یزیلا الشبہ ویمیطا الاذی عن الطریق قیل کان ذلک فی زمن ادریس علیہ السلام (۸۴)

بیان القرآن میں مولانا اشرف علی تھانوی (المتوفی ۱۳۶۲ھ) لکھتے ہیں

''اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی عالم باعمل کے پاس جائے کہ مجھ کو فلسفہ قدیمہ یا جدیدہ پڑھا دیجئے۔ تا کہ خود بھی شبہات سے محفوظ رہوں اور مخالفین کو جواب دے سکوں اور اس عالم کو یہ احتمال ہو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھکو مثلاً دھوکہ دے کر پڑھ لے پھر خود بھی تقویت باطل میں اس کا استعمال کرنے لگے اور اس احتمال کی وجہ سے اس کو نصیحت کرے کہ ایسا مت کرنا اور وہ وعدہ کرے اور اس لئے اس کو پڑھا دیا جائے۔ لیکن پھر وہ شخص درحقیقت قصداً اسی سوء استعمال محتمل میں مبتلا ہو جائے۔ سو ظاہر ہے کہ اس کے سوء استعمال سے اس معلم پر کوئی ملامت یا قبح عائد نہیں ہو سکتا، اسی طرح اس اطلاع سحر سے ان فرشتوں پر کسی شبہ و وسوسہ کی گنجائش نہیں'' (۸۵)

مفتی محمد شفیع (المتوفی ۱۳۹۶ھ) لکھتے ہیں

'' جس طرح انبیاءؑ کی نبوت کو معجزات و دلائل سے ثابت کر دیا جاتا ہے اسی طرح ھاروت و ماروت کے فرشتہ ہونے پر دلائل قائم کر دیئے گئے تا کہ ان کے احکامات و ارشادات کی تعمیل و اطاعت ممکن ہو۔ اور یہ کام انبیاء کرامؑ سے اس لئے نہیں لیا گیا کہ اول تو انبیاء اور جادوگروں میں امتیاز و فصل کرنا مقصود تھا ایک حیثیت سے انبیاء ایک فریق کا درجہ رکھتے تھے اس لئے حکم فریقین کے علاوہ کوئی اور ثالث ہونا مناسب تھا'' (۸۶)

سحری کا وقت:

کلوا و اشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر (۸۷)

وقت سحر کے بارے میں اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں

''آج کل لوگ سحری اور افطار دونوں کے معاملہ میں شدت احتیاط کی بناء پر کچھ بے جا تشدد برتنے لگے ہیں مگر شریعت نے ان دونوں اوقات کی ایسی حد بندی نہیں کی کہ چند سیکنڈ یا چند منٹ ادھر ادھر ہو جانے سے ادمی کا روزہ خراب ہو جاتا ہے سحر میں سیاہی شب سے سپیدۂ سحر کا نمودار ہونا اچھی خاصی گنجائش اپنے اندر رکھتا ہے اور ایک شخص کے لئے یہ بالکل صحیح ہے کہ اگر عین طلوع فجر کے وقت اس کی آنکھ کھلی ہو تو جلدی سے اُٹھ کر کچھ کھا پی لے'' (۸۸)

اسکے بعد سید مودودی نے ایک حدیث کا سہارا لیتے ہوئے تحریر کرتے ہیں

''حدیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص سحری کھا رہا ہو اور آذان کی آواز آ جائے تو فوراً نہ چھوڑ دے بلکہ اپنی حاجت بھر کھا پی لے'' (۸۹)

مولانا مودودی کی تشریح سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آذان فجر کے بعد سحری کھانے کی گنجائش ہے۔ جبکہ احادیث کا مطلب اس کے خلاف ہے

''حقیقت یہ ہے کہ اس جگہ مودودی صاحب سے فہم حدیث میں کوتاہی ہوتی ہے کیونکہ حضورؐ کے زمانہ میں تہجد کی بھی آذان کا طریقہ تھا اور پھر جب صبح صادق ہو جاتی تو پھر دوبارہ آذان فجر دی جاتی تھی۔

جس آذان کے لئے مودودی صاحب حدیث کا ذکر کیا ہے اس سے آذان تہجد مراد ہے نہ کہ آذان فجر''۔ (۹۰)

اس تشریح کی تائید چند احادیث سے بھی ہوتی ہے۔

عن عائشہؓ ان رسول ﷺ قال لا یمنعکم اذان بلال عن سحورکم فانہ ینادی بلیل فکلوا واشربوا حتی تسمع ابن ام مکتوم فانہ لا یوذن حتی یطلع الفجر (۹۱)

اس سے معلوم ہوا کہ آذان سے مراد آذان فجر نہیں ہے ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں

لا یغرنکم نداء بلال وھذاالبیاض حتی یتفجر الفجر (۹۲)

اور حضرت ابن مسعودؓ (المتوفی ۳۲ھ) کی روایت میں مذکورہ الفاظ کے بعد صراحت ہے

فان بلالا یوذن بلیل او قال ینادی بلیل لینبہ نائمکم ولیرجع قائمکم (۹۳)

ایک دوسری روایت میں اس سے بھی زیادہ صریح الفاظ ہیں

عن انسؓ قال فسحر نا مع رسول اللہ ﷺ ثم قمنا الی الصلوة قال انس قلت لیزید کم کان قدر بین الاذان والسحور قال قدر خمسین آیة (۹۴)

شاید مودودی کی نظر سے یہ روایتیں نہیں گزری ہوں گی۔

صلوٰۃ الوسطیٰ:

حافظوا علی الصلوات . و الصلوة الوسطی . وقوموا للہ قانتین (۹۵)

مولانا مودودی "صلوٰۃ الوسطی" کی ترجمانی "خصوصاً ایسی نماز جو محاسن صلوۃ کی جامع ہو" کرتے ہیں۔(۹۶)

اور تشریح اسکی یوں کرتے ہیں "اصل میں لفظ "الصلوٰۃ الوسطیٰ" ہوا ہے اس سے مراد بعض مفسرین نے صبح کی نماز لی ہے اور بعض نے ظہر کی، بعض نے مغرب کی اور بعض نے عشاء کی لیکن ان میں سے کوئی قول بھی نبی کریم ﷺ سے منقول نہیں صرف اہل تاویل کا استنباط ہے(۹۷)

مفسرین کے نزدیک اکثر صحابہؓ، تابعین اور ائمہ دین اس طرف گئے ہیں کہ اس سے مراد نماز عصر ہے

انها العصر لانها بین صلاتی النهار ' وصلاتی اللیل وهو المروی عن علیؓ والحسنؓ وابن عباسؓ وابن مسعودؓ وخلق کثیر وعلیه الشافعیة والاکثرون صححوا انها صلوة العصر (۹۸)

جدید دور کے تمام تفاسیر میں مفسرین اس سے مراد "نماز عصر" لئے ہیں۔(۹۹)

نمرود کی سیاسی ربوبیت:۔

الم ترىٰ الذی حاج ابراهیم فی ربه ان اٰته اللہ الملک اذ قال ابراهیم ربی الذی یحي ویمیت قال انا احي وامیت(۱۰۰)

مولانا مودودی نے اس آیت پر تفصیلی کلام کرتے ہوئے نمرود کے دعویٰ الوهیت اور ربوبیت کے بارے میں تحریر کرتے ہیں۔

" نمرود کا دعویٰ خدائی بھی اسی دوسری قسم کا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے وجود کا منکر نہ تھا اس کا دعویٰ یہ نہیں تھا کہ زمین وآسمان کا خالق اور کائنات کا مدبر وہ خود ہے"۔(۱۰۱)

حالانکہ اسی آیت میں قرآن نے غیر مبہم طور پر نمرود کی خدائی کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں انا احی و امیت ۔

یاآیھا الذین امنوا لا تا کلوا الربوٰ اضعافا مضعفة ۰ واتقوا اللہ لعلکم تفلحون (۱۰۲)

مودودی صاحب اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں

''سودخواری جس سوسائٹی میں موجود ہوتی ہے اس کے اندر سودخوری کی وجہ سے دو قسم کے اخلاقی امراض پیدا ہوتے ہیں سود لینے والوں میں حرص، طمع، بخل اور خودغرضی اور سود دینے والوں میں نفرت، غصہ اور بغض وحسد۔ اُحد کی شکست میں ان دونوں قسم کی بیماریوں کا کچھ نہ کچھ حال شامل تھا'' (۱۰۳)

غور کیجئے۔ کیا قرآن کریم نے ان بیماریوں کی طرف کوئی اشارہ کیا ہے کہ انہی کی وجہ سے شکست ہوئی تھی؟

واتینا موسیٰ سلطاناً مبینا ۔ (۱۰۴)

''سلطان مبین'' سے مراد وہ احکام ہیں جو حضرت موسیٰؑ کو تختیوں پر لکھ کر دیئے گئے تھے سورۂ اعراف میں اسکی مزید تفصیل یوں لکھتے ہیں

''تبرکات جو اس صندوق میں رکھے ہوئے تھے ان سے مراد پتھر کی وہ تختیاں ہیں جو طور سینا پر حضرت موسیٰؑ کو دی تھیں اسکے علاوہ توراۃ کا وہ اصل نسخہ بھی اس میں تھا جسے حضرت موسیٰؑ نے خود لکھوا کر بنی اسرائیل کے سپرد کیا تھا۔ (۱۰۵)

دوسرے مفسرین ''سلطان مبین'' سے کیا مراد لیتے ہیں۔ دراصل سلطان مبین نبی کی ایک خاص شان ہوتی ہے۔ جس کا اثر لوگوں پر پڑتا ہے۔ جس سے مخلوق ان کے حکم میں آجاتی ہے (۱۰۶)

شاہ عبدالقادر (المتوفی ۱۲۳۰ھ) نے ''سلطان مبین'' مراد ''غلبہ صریح'' لیتے ہیں۔ (۱۰۷)

عصائے موسیٰؑ اور سحر:۔

واوحینا الی موسیٰ ان الق عصاک فاذا ھی تلقف ما یافکون ۰ فوقع الحق وبطل ما کانوا یعملون (۱۰۸)

اس آیت مبارکہ کی تشریح میں مودودی تحریر لکھتے ہیں۔

''یہ گمان کرنا صحیح نہیں ہے کہ عصا ان لاٹھیوں اور رسیوں کو نگل گیا جو جادوگروں نے پھینکی تھی اور سانپ اور اژدھے بن کر نظر آرہی تھیں قرآن جو کچھ کہہ رہا ہے وہ یہ ہے کہ عصا نے سانپ بن کر ان کے طلسم غریب کو نگلنا شروع کر دیا جو انہوں نے تیار کیا تھا اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ سانپ جدھر جدھر گیا وہاں سے جادو کا وہ اثر کافور ہوتا چلا گیا جس کی بدولت لاٹھیاں اور رسیاں سانپوں کی طرح لہراتی نظر آتی تھیں اور اس کی ایک گردش میں جادوگروں کی ہر لاٹھی، لاٹھی اور ہر رسی، رسی بن کر رہ گئی۔ (۱۰۹)

اس اقتباس اور سورۃ طٰہٰ (۱۱۰) میں مودودی صاحب کی رائے یہی ہے کہ عصا موسیٰ علیہ السلام نے سانپ بن کر جادوگروں کے جادو کے اثر کو دور کر دیا اور جادوگروں کی لاٹھیاں اور رسیاں جو سانپ نظر آ رہی تھیں وہ بدستور اپنی اصلی حالت پر ہی رہیں صرف سحر اور جادو کا اثر دور ہوا۔ نگلنے کا معنی قرآن ہی سے ثابت ہے۔ کیونکہ ''تلقف'' کے معنی حقیقی جلدی سے کسی چیز کو نگل جانے کے آتے ہیں (۱۱۱)

''فوقع الحق وبطل،، بطل سے بھی یہی ثابت ہے کہ جو چیز سامنے تھی وہ اپنی اصل ہی کے اعتبار سے ختم ہو گی؟ اس کا وجود بھی باقی نہ رہا (۱۱۲)

مفسرین اسکی مزید تشریح اس طرح کرتے ہیں۔

فقال السحرة لو کان ھٰذا سحرا لبقیت حِبا لُنا وعِصِیُنا (۱۱۳)

یہاں تو جادوگروں کے جادو کا اثر تو ختم ہی ہو گیا بلکہ ان کی لاٹھیاں اور رسیاں بھی سرے سے غائب ہو گئیں۔ نام ونشان ان کا نہیں رہا۔

سجدۂ تلاوت:۔

ان الذین عند ربک لا یستکبرون عن عبادتہ ویسبحونہ ولہ یسجدون (۱۱۴)

اس آیت کے تحت مولانا مودودی ۱۳۹۹ھ لکھتے ہیں۔

''سجدہ تلاوت کے لئے جمہور (علماء) اپنی شرائط کے قائل ہیں جو نماز کی شرطیں ہیں یعنی باوضو ہونا قبلہ رخ ہونا اور نماز کی طرح سجدہ میں زمین پر سر رکھنا۔ لیکن جتنی احادیث سجود تلاوت کے باب میں ہم کو ملی ہیں ان میں کہیں ان شرطوں کے لئے کوئی دلیل موجود نہیں ہے ان سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ آیت سجدہ سن کر جو شخص جہاں جس حال میں ہو جھک جائے خواہ باوضو ہو یا نہ ہو خواہ استقبال قبلہ ممکن ہو یا نہ ہو، خواہ زمین پر سر رکھنے کا موقع ہو یا نہ ہو۔ (۱۱۵)

حالانکہ حضرت ابن عمرؓ (المتوفی ۷۳ھ) کا فتویٰ یہ ہے۔

لا یسجد الرجل الا ھو طاھر (۱۱۶)

فرشتوں کی جنگ:

اذ یوحی ربک الی الملائکۃ انی معکم فثبتوا الذین آمنوا سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب فاضربوا فوق الاعناق واضربوا کل بنان (۱۱۷)

اسکی تاویل مولانا مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ اس طرح کرتے ہیں۔

''جو اصولی باتیں ہم کو قرآن کے ذریعہ معلوم ہوئی ہیں ان کی بناء پر ہم سمجھتے ہیں کہ فرشتوں سے قتال میں یہ کام نہیں لیا گیا ہوگا کہ وہ خود ''حرب وضرب'' کا کام کریں بلکہ شاید اسکی صورت یہ ہوگی کہ کفار پر جو ضرب مسلمان لگائیں وہ فرشتوں کی مدد سے ٹھیک بیٹھے اور کاری لگے (۱۱۸)

یہاں فرشتوں کے قتالِ کفار کے خلاف سے مودودی نے انکار کیا ہے حالانکہ اس سلسلے میں متعدد روایتیں ہیں۔ (۱۱۹)

العابدون الحامدون السآئحون الراکعون الساجدون (۱۲۰)

مولانا مودودی نے اس آیت میں ''السائحون'' کا ترجمہ اسکی خاطر زمین میں گردش کرنے والے سے کیا ہے (۱۲۱)

تفسیر میں مولانا لکھتے ہیں

''متن میں لفظ ''السائحون'' استعمال ہوا ہے جسکی تفسیر بعض مفسرین نے ''الصائمون'' روزہ رکھنے والے سے کی ہے لیکن سیاحت کے معنی روزہ معنی مجازی ہیں اصل لغت میں اسکے معنی یہ نہیں ہیں اور جس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ نبیؐ نے خود یہ معنی بیان کئے ہیں اسکی نسبت حضور کی طرف درست نہیں ہے۔ (۱۲۲)

دوسرے مفسرین کے نزدیک اس کے معنی کیا ہیں۔ ''صائم کو سائح کہا گیا ہے' کیونکہ اس کے پاس توشہ نہیں ہوتا اس لئے جب تک کھانے کو نہ ملے رکا رہتا ہے پس روزہ دار کو افطار کا وقت آجانے تک رک جانے سے تشبیہ دی ہے'' (۱۲۳)

گویا روزہ دار کے لئے ''سائحون '' کا لفظ استعارہ بلاغتِ کلام کی وجہ سے استعمال کیا گیا ہے'' (۱۲۴)

قرآن پاک میں دوسری جگہ بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے، مثلاً

عسیٰ ربه ان طلقکن ان یبد له ازواجا خیرا منکن مسلمت مؤمنات قانتات تائبات عابدات سائحات ثیبات و ابکارا . (۱۲۵)

یہاں بھی روزہ کے معنی میں لفظ ''سائحات '' آئی ہے۔ ہاں ایک جگہ '' چلنے کے معنی میں آیا ہے وہ آیت یہ ہے

فسیحوا فی الارض اربعة اشهر (۱۲۶)

ابن جریر (المتوفی ۳۱۰ھ) نے حضرت ابوھریرہؓ سے روایت کیا ہے۔

۱. السائحون هم الصائمون (۱۲۷)

۲۔ سئل النبی ﷺ عن السائحین فقال هم الصائمون (۱۲۸)

۳۔حضرت ابن مسعودؓ نے ارشاد فرمایا السائحون ای الصائمون (۱۲۹)

۴۔حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا''اس امت کی سیاحت روزہ ہے (۱۳۰)

لغتِ قرآن کی مشہور کتاب مفردات القرآن میں بھی''السائحون''کا معنیٰ''الصائمون'' سے کیا ہے

السائحو ن ای الصائمون' سائحات ای صائمات (۱۳۱)

الصوم ضربان حکمی ' وھو ترک المطعم والمنکح وصوم حقیقی وھو حفظ الجوارح عن المعاصی کالسمع والبصر واللسان ' فالسائح : ھو الذی یصوم ھذالصوم دون الصوم الاول'' (۱۳۲)

جدید دور کے مفسرین نے بھی ''السائحون''کا ترجمہ ''الصائمون'' سے کئے ہیں (۱۳۳)

مولانا مودودی کی حسابی غلطی :

فلبث فی السجن بضع سنین (۱۳۴)

اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

غالباً اس وقت جبکہ حضرت یوسف علیہ السلام قید کئے گئے ان کی عمر بیس سال سے زیادہ نہ ہوگی تلمود (۱۳۵) میں بیان کیا گیا ہے کہ قید خانے سے چھوٹ کر جب وہ مصر کے فرماں رواں ہوئے تو ان کی عمر تیس سال تھی اور قرآن کہتا ہے کہ قید خانے میں وہ ''بضع سنین'' یعنی کئی سال رہے بضع کا اطلاق عربی زبان میں دس تک کے عدد کے لئے ہوتا ہے۔(۱۳۶)

یعنی مودودی صاحب کے نزدیک ''تلمود'' کی قدر زیادہ ہے اور اسکی روایت بھی ٹھیک ہے لیکن قرآن نے حضرت یوسف علیہ السلام کی عمر کے بارے میں کچھ نہیں بتایا ہے تلمود کی جس روایت کی مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ نے تصدیق کی ہے وہ احادیث اور لغت کے اعتبار سے قابل توجہ ہے۔

البضع مابین الثلاث الی تسع. (۱۳۷)

بعض نے تین سے لیکر سات تک اور بعض نے تین سے لیکر پانچ تک کہا ہے (۱۳۸)

البضع: بالکسر المنقطع من العشرۃ ویقال ذلک لما بین الثلاث الی العشرۃ : وقیل : بل ھو فوق الخمس ودون العشرۃ قال تعالی بضع سنین (۱۳۹)

بضع: تین سے لے کر دس تک کے درمیانی اعداد میں ہر ایک کو بضع کہہ سکتے ہیں اور ۲ سے ۹ تک کے صرف طاق اعداد بضع ہیں (۱۴۰)

حدیث شریف میں موجود ہے

الایمان بضع وسبعون شعبة (۱۴۱)

اس سے معلوم ہوا کہ دہائی کا ہندسہ بضع کا مصداق نہیں ہے۔ سورہ روم میں مذکور ہے

وهم من بعد غلبهم سيغلبون فی بضع سنین ۔(۱۴۲)

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے ''دس سال'' سے کم کو بیان کیا ہے۔ اور استدلال میں یہ حدیث بیان کی ہے۔

قال اجعلنی علی خزا ئن الارض . انی حفیظ علیم (۱۴۳)

تفسیر میں مولانا مودودی لکھتے ہیں۔

یہ محض وزیر مالیات کے منصب کا مطالبہ نہیں تھا جیسا کہ بعض لوگ (مفسرین راقم) سمجھتے ہیں بلکہ یہ ڈکیٹرشپ کا مطالبہ تھا اور اس کے نتیجے میں سیدنا یوسفؑ کو جو پوزیشن حاصل ہوئی' وہ قریب قریب وہی پوزیشن تھی جو اس وقت اٹلی میں مسولینی (۱۴۴) کو حاصل ہے۔(۱۴۵)

یہاں انبیاءؑ میں سے ایک صالح پیغمبر کو مخلوق خدا کے ایک ظالم، کافر انسان کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

حقیقت خضر علیہ السلام:

فوجدا عبدا من عبادنا اتیناه رحمة من عندنا وعلمناه من لدنا علما (۱۴۶)

مولانا مودودی اسکی تفسیر میں حضرت خضرؑ کی انسانیت سے انکار کرتے ہیں لکھتے ہیں

''پس نبی کا یہ ارشاد کہ وہاں انہوں نے ایک مرد کو پایا حضرت خضرؑ (۱۴۷) کے انسان ہونے پر صریح دلالت نہیں کرتا اسکے بعد ہمارے لئے اس پیچیدگی کو رفع کرنے کے لئے صرف یہی ایک صورت باقی رہ جاتی ہے کہ ہم خضرؑ کو انسان نہ مانیں۔(۱۴۸)

علامہ ابن کثیر دمشقی (المتوفی ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں

هذا هو الخضر علیه السلام کما دلت علیه الاحا دیث الصحیحة (۱۴۹)

دوسری بات یہ بھی ہے اگر خضرؑ انسان نہیں تھے بلکہ فرشتے تھے تو پھر انہوں نے کھانا کیوں طلب کیا ۔

''حتیٰ اذا اتیا اهل قر یة استطعما اهلها''(۱۵۰)

جمہور علماء کا فیصلہ یہ ہے

والصحیح انه بنی جزم به جما عة وقال الثعلبی هونبی علی جمیع الاقوال (الی قوله) وجزم به ابن الجوزی فی کتابه .(۱۵۱)

ابن جوزی (۱۵۲) جیسا آدمی جوذرا ذراسی بات پر جرح کرتا ہے وہ بھی جزم کے ساتھ کہدے کہ حضرت خضرؑ نہ صرف انسان بلکہ نبی تھے

مولانا مودودی جس حدیث کا حوالہ دیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں ۔

اذ جاء ہ رجل فقال تعلم مکان رجل اعلم منک(۱۵۳)

اس حدیث میں کوئی قرینہ ہے کہ جس سے یہ ثابت ہو کہ ''رجل'' سے مراد غیر انسان ہے اس واقعہ کی ابتداء یہ ہے

واتیناہ رحمة من عندنا وعلمنه من لدنا علما (۱۵۴)

اس جگہ ''رحمۃ'' سے مراد مفسرین نے ''نبوت'' لی ہیں ۔(۱۵۵)

فرعون کی سیاسی ربوبیت:

قال فمن ربکمایا موسیٰ (۱۵۶)

اس آیت کے تحت مودودی نے فرعون کی سیاسی ربوبیت کے عنوان سے مفصل لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے

۱۔فرعون کا دعوٰی واحد مرکز پرستش کا نہ تھا

۲۔ دراصل پوری نوع انسانی کی سیاسی ربوبیت خداوندی کا مدعی تھا

۳۔اور وہ یہ ماننے کے لئے تیار نہ تھا کہ اسکے اوپر کوئی دوسری ہستی فرمان روا ہو

۴۔یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا منکر تھا (۱۵۷)

حالانکہ قرآن پاک کی آیاتیں مودودی صاحب کی رائے کی تردید کررہی ہیں مثلاً

۱.انا ربکم الاعلی(۱۵۸)

۲ .حتی اذا ادرکه الغرق قال امنت انه لااله الاالذی امنت بنواسرآئیل وانامن المسلمین(۱۵۹)

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے پوری زندگی میں اس مردود نے اللہ تعالیٰ کی الوھیت کو تسلیم ہی نہیں کیا تھا لیکن مودودی لکھتے ہیں کہ وہ منکر خدا نہ تھا۔ مزید آیاتیں ملاحظہ ہوں.

۳. قال فرعون وما رب العٰلمین (۱۶۰)

۴. قال رب السمٰوٰت والارض وما بینھماان کنتم موقنین (۱۶۱)

۵. قال ربکم ورب اٰبا ئکم الاولین (۱۶۲)

۶. قال رب المشرق والمغرب وما بینھما(۱۶۳)

(۱۱) قال لئن اتخذت الٰھا غیری لاجعلنک من المسجو نین (۱۶۴)

بہر حال مولانا مودودی کی تمام تصنیفات میں تفہیم القرآن کو جو اھمیت حاصل ہے وہ کسی دوسری تصنیف کو حاصل نہیں۔ اس تفسیر میں قرآنی آیات کی ایسی تفسیر کی گئی ہے جو دوسرے تفاسیر میں نہیں۔

مولانا مودودی نے قرآن فہمی کے لئے سب سے پہلے لفظوں ''الہ'' ''رب''، عبادت، اور ''دین،، کو قرآن کی بنیادی اصطلاح قرار دی اور پھر ان الفاظ کی ایسی تشریح کی جس سے ان کی ذہنی افکار کو مدد مل سکے۔

انہیں خود اعتراف ہے

''کہ میں نے اس ''تفہیم القرآن'' میں قرآن کے الفاظ کو اردو کا جامہ پہنانے کے بجائے یہ کوشش کی ہے کہ قرآن کی ایک عبارت پڑھ کر جو مفہوم ہماری سمجھ میں آتا ہے اور جو اثر میرے دل پر پڑتا ہے اسے حتی الامکان صحت کے ساتھ اپنی زبان میں منتقل کر دوں۔ (۱۶۵)

یہ اقتباس بتلا رہا ہے کہ وہ متقدمین میں سے کسی کے طریقہ کار کی پیروی نہیں کرتے تھے۔

لفظ ''اِلٰہ'' سے متعلق آیات میں تفسیر بالرائے:

وھواللہ لا الٰہ الا ھو • لہ الحمد فی الاولیٰ والاخرۃ • ولہ الحکم والیہ ترجعون • (۱۶۶)

اس آیت میں لفظ ''حکم'' آیا ہے مولانا مودودی نے اس کا ترجمہ ''صاحب حکم واقتدار'' سے کیا ہے (۱۶۷)

جبکہ یہاں اس سے یہ معنی مراد نہیں، بلکہ یہاں ''قضا اور فیصلہ'' کے معنی مراد ہیں بلکہ وہ فیصلہ مراد ہے جو دنیا میں فوق الفطری طور پر تمام چیزوں پر نافذ ہوگا مفسرین دونوں طرف گئے ہیں چند حوالے ملاحظہ ہو۔

۱ . وله الحکم : یقول وله القضاء بین خلقہ .(۱۶۸)

۲ . وله الحکم: ای القضاء بین عباده و الفصل (۱۶۹)

۳ . یحکم لاهل طاعته بالمغفرة ولاهل المعصیة بالشقاوة (۱۷۰)

۴ . ای القضاء النافذ فی کل شیء من غیر مشارکة فیه لغیره تعالیٰ (۱۷۱)

''له الحکم '' سے فیصلۂ آخرت مراد لینے کی رائے کو اس لئے ترجیح حاصل ہے کہ مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عباسؓ (المتوفی ۶۸ھ) سے یہی منقول ہے۔

وعن ابن عباسؓ ای له الحکم بین عباده تعالی فیحکم لاهل طا عته بالمغفرة و الفضل ولاهل معصیته بالشقاء و الویل (۱۷۲)

لہٰذا ''له الحکم '' سے مودودی (المتوفی ۱۳۹۹ھ) کے علاوہ میری معلومات کے مطابق کسی نے سیاسی وتمدّنی اقتدار مراد نہیں لیا ہے۔

اسی طرح ''له الملک '' کا ترجمہ بھی ''اقتدار حکومت'' سے کیا ہے۔

ذلکم الله ربکم له الملک ۰ لا اله الا هو فانی تصرفون (۱۷۳)

اللہ تمہارا رب ہے اقتدار حکومت اسی کا ہے اس کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں ہے تم کدھر پھرے جا رہے ہو۔ (۱۷۴)

اور اس سے مطلب یہ نکالا ہے کہ اس سے سیاسی وتمدّنی اقتدار مراد ہے جبکہ اس ٹکڑے کا سیاق بتلا رہا ہے کہ یہاں اقتدار سے مراد سیاسی وتمدّنی اقتدار نہیں ہے بلکہ اس سے وہ فوق الفطری اقتدار مراد ہے جو سورج اور چاند کو گردش دے رہا ہے جو خلق اور تدبیر کا مالک ہے۔

مشہور مفسرین نے اس کا ترجمہ وتفسیر یہ کی ہیں

(له الملک) . وهذا یفید الحصر ای له الملک لا لغیره ولما ثبت انه لا ما لک الا له وجب القول با نه (لا اله الا هو) لانه لو ثبت اله اخر فذلک الا لٰه اما ان یکون له الملک او لا یکون له الملک فان کان له الملک فحینئذ یکون کل واحد منهما ما لکا قادرا ویجری بینهما التمانع کما ثبت فی قو له تعالٰی (لو کان فیهما الهة الا الله لفسدتا) وذلک محال و ان لم یکن للثانی شیء من القدرة و الملک فیکون نا قصا و لا یصلح للا لهیة فثبت انه لما دل الدلیل علی انه لا ملک الا لله وجب ان تعالی 'لا اله للعالمین و لا معبو د للخلق اجمعین الا الله الاحد الحق الصمد .(۱۷۵)

اسی طرح آیت ''الذی له ملک السمٰوٰت والارض ولم یتخذ ولدا ولم یکن له شریک فی الملک وخلق کل شیء فقدره تقدیرا . (۱۷۶) میں بھی 'ولم یکن له شریک فی الملک '' کا ترجمہ ''اقتدار حکومت میں اس کا کوئی شریک نہیں'' سے کئے ہیں ۔(۱۷۷)

یہاں ''ملک'' کو خدا کے لئے جن معنوں میں خاص کرنے کا ذکر آیا ہے وہ تخلیق، نفع ونقصان، تقدیر اشیاء اور موت وحیات کے اختیارات ہیں (له ملک السمٰوٰت والارض) له ملکهما ای قهر وقهر هما فیهما فا جتمع له الملک والملک لهم ولما فیهما(ولم یکن له شریک فی الملک) تاکید لقوله (له ملک السموت والارض) ورد علی من جعل الله شریکا (۱۷۸)

فہم قرآن میں مودودی کے نزدیک حدیث اور بائبل کا معیار:

کیا ہر صحیح حدیث کو حدیث رسولؐ مان لیا جائے؟

اس سلسلے میں مولانا مودودی (المتوفی ۱۳۹۹ھ) لکھتے ہیں۔

''کوئی روایت جو رسول کی طرف منسوب ہو اس کی نسبت کا صحیح و معتبر ہونا بجائے خود زیر بحث ہوتا ہے آپ کے نزدیک ہر اس روایت کو حدیث رسول مان لینا ضروری ہے جسے محدثین سند کے اعتبار سے صحیح قرار دیں لیکن ہمارے نزدیک یہ ضروری نہیں ہے۔ ہم سند کی صحت کو حدیث کے صحیح ہونے کی لازمی دلیل نہیں سمجھتے، ہمارے نزدیک سند کسی حدیث کی صحت معلوم کرنے کا واحد ذریعہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ ان ذرائع میں سے ایک ہے جن سے کسی روایت کے حدیث رسول ہونے کا ظن غالب حاصل ہوتا ہے'' (۱۷۹)

اس عبارت میں مولانا مودودی نے اپنا موقف متعین کرلیا ہے کہ وہ محدثین کے مقابلہ میں اپنی ایک مستقل حیثیت رکھتے ہیں یہاں تک مولانا مودودی بخاری کی ایک مرفوع متصل صحیح حدیث کے متعلق لکھتے ہیں

''یہ جھوٹ ہے مہمل افسانہ ہے'' (۱۸۰)

حالانکہ بخاری شریف کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) لکھا ہے

'' اماالصحیحان فقداتفقو المحدثون علی ان جمیع ما فیها من المتصل المرفوع صحیح با لقطع وانهما متواتران الی مصنفیهما وان کل من یهون امرهما فهو مبتدع متبع غیر سبیل المؤ منین (۱۸۱)

تفسیر وحدیث کے پرانے ذخیروں سے قرآن وسنت کی تعلیم نہ دی جائے۔ لکھتے ہیں

'' قرآن وسنت رسول کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر تفسیر وسنت کے پرانے ذخیروں سے نہیں۔ ان کے پڑھانے والے ایسے ہونے چاہئیں جو قرآن وسنت کے مغز کو پا چکے ہیں۔ (۱۸۲)

فہم قرآن کے لئے تفسیر کی حاجت نہیں:

اس سلسلے میں مولانا مودودی (المتوفی ۱۳۹۹ھ) لکھتے ہیں۔

'' قرآن کے لئے تفسیر کی حاجت نہیں ایک اعلیٰ درجہ کا پروفیسر کافی ہے جس نے بنظر غائر قرآن کا مطالعہ کیا ہو اور جو بہ طرز جدید قرآن پڑھانے اور سمجھانے کی اہلیت رکھتا ہو''۔ (۱۸۳)

مولانا مودودی کے نزدیک قرآن فہمی کا بہترین طریقہ یہ ہے۔

' قرآن کو پوری طرح سمجھنے کی بہترین صورت صرف یہ ہو سکتی ہے کہ اس کا خواہشمند پہلے تو یہ سمجھے کہ یہ الہام اس پر نازل ہو رہا ہے اور پھر وہ یہ سمجھ کر پڑھے کہ وہ خود اس کلام کو نازل کر رہا ہے اور میں نے قرآن کو سمجھنے کیلئے یہی طریقہ اختیار کیا ہے'' (۱۸۴)

یہاں تو رسول کا واسطہ بھی ختم کر دیا گیا ہے اور یہی باتیں غلام احمد پرویز (المتوفی ۱۹۸۵ء) کی بھی ہیں۔ وہ بھی قرآن فہمی کے لئے حدیث کو معیار نہیں سمجھتے۔ علم تفسیر کی چوتھی شرط حدیث کا جاننا ہے۔ ظاہر قرآن فہمی کے لئے ایک مفسر کو علوم حدیث پر جب تک مہارت تامہ نہ حاصل ہو اس کے لئے قرآن کا افہام وتفہیم نہ صرف یہ کہ دشوار ہے بلکہ ناممکن ہے

''الرابع تعیین مبھم وتبیین مجمل وسبب نزول ونفع ویؤخذ ذلک من علم الحدیث (۱۸۵)

لیکن مولانا مودودی کا نقطۂ نظر یہ ہے۔

'' یہ دعویٰ کرنا صحیح نہیں ہے کہ بخاری میں جتنی احادیث درج ہیں ان کے مضامین کو بھی جوں کا توں بلا تنقید قبول کر لینا چاہیئے۔ اس سلسلے میں یہ بات جان لینے کی ہے کہ کسی روایت کے سنداً صحیح ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا نفس مضمون بھی ہر لحاظ سے صحیح اور جوں کا توں قابل قبول ہو۔ (۱۸۶)

فہم قرآن میں بائبل کا مقام:۔

مولانا مودودی (المتوفی ۱۳۹۹ھ) تفہیم القرآن میں مختلف مقامات پر علیحدہ علیحدہ مختصر تحریف بائبل کا اور یہودیوں کے جرائم کا اعتراف کرتے ہیں لیکن پوری تفہیم میں صرف ایک جگہ بائبل کے چار انجیلوں کے متعلق فنی واصولی طور پر جرح کیا ہے ملاحظہ ہو۔ آپ تحریر کرتے ہیں۔

''بائبل میں جو چار انجیلیں قانونی اور معتبر قرار دے کر شامل کی گئی ہیں ان میں سے کسی کا لکھنے والا بھی حضرت عیسیٰؑ کا صحابی نہ تھا اور ان میں کسی نے یہ دعوٰی بھی نہیں کیا کہ اس نے آنحضرتؑ کے صحابیوں سے حاصل کردہ معلومات اپنی انجیل میں درج کی ہیں ان کا کوئی حوالہ انہوں نے نہیں دیا ہے، جس سے یہ پتہ چل سکے کہ راوی نے آیا خود وہ واقعات دیکھے اور وہ اقوال خود سنے ہیں یا ایک یا چند واسطوں سے یہ باتیں اسے پہنچی ہیں'' (۱۸۷)

مگر اس اعتراف حقیقت کے چار انجیلوں پر جرح وقدح اور تنقید بھی اس وقت تعجب خیز ثابت ہوتی ہے کہ آپ ہی کے قلم سے تحریف بائبل کے اعتراف کے ساتھ ساتھ بائبل کے بیشتر صحائف کی تعریف اور اسی محرف بائبل سے تفسیر وتشریح وتوضیح قرآن پاک بھی تفہیم القرآن کے اندر بھری ہوئی ملتی ہیں۔

تفہیم القرآن کا ماخذ مندرجہ ذیل محرف کتابیں ہیں۔

بائبل (۱۸۸)، تلمود، یوحنا (۱۸۹)، متیٰ (۱۹۰) مرقس (۱۹۱) انجیل برناباس (۱۹۲)

قرآن سے ماقبل کتابوں کی حیثیت کیا ہے؟

''ومنها اشتماله على اسرائليات و خرافات انسابت اليه تارة من زنا دقة الفرس و اخرىٰ من بعض مسلمة اهل الكتاب اما بحسن نية و اما بسوء نية،، (۱۹۳)

''عہد عتیق کے صحیفوں میں انبیاء کرامؑ کے متعلق ایسی باتیں بیان کی گئی ہیں جن کو پڑھکر تہذیب کی آنکھیں جھک جاتی ہیں اور حیاء کی پیشانی عرق آلود ہو جاتی ہے ان پر کہیں کفر کے الزامات لگائے گئے؟ اور کہیں فسق کے، کتاب پیدائش (۱۹۴) کے باب ۹ میں حضرت نوحؑ کے متعلق کتاب پیدائش کے باب ۱۹۱ میں حضرت لوطؑ کے متعلق، کتاب خروج (۱۹۵) کے باب ۳۳ میں حضرت ھارونؑ کے متعلق اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق کتاب سلاطین (۱۹۶) کے باب ۱۱ میں صاف صاف کفر وشرک اور فسق وفجور کی شہادتیں موجود ہیں (۱۹۷)

اناجیل اربعہ کے متعلق مولانا عبدالماجد دریابادی (المتوفی ۱۹۷۶ء) اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں

''جہاں تک اناجیل اربعہ کا سوال ہے (جو عہد جدید کہی جاتی ہیں) تو ان کا معاملہ عہد عتیق سے بھی گیا گزرا ہے، اس کی تدوین اور اس کے مؤلفین کے بارے میں بڑی پیچیدگیاں اور دشواریاں اور شک وشبہ پایا جاتا ہے اور ان کے اور حضرت مسیح علیہ السلام کے درمیان ایک بڑی خلیج حائل ہے، جس کا پاٹنا اور جسے عبور کرنا کسی بھی محقق اور مؤرخ کے امکان میں نہیں رہ گیا ہے'' (۱۹۸)

مولانا ابوالحسن علی ندوی انجیلوں کی اہمیت واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''یہ انجیلیں مسلمانوں کے دوسرے اور تیسرے درجہ کے مجموعہ ہائے حدیث وسنن کا استناد اور اعتماد واعتبار بھی نہیں رکھتی چہ جائیکہ وہ صحاح ستہ (۱۹۹) کے برابر ہوں، اس لئے کہ یہ کتابیں اپنے مؤلفین سے رسول اللہ ﷺ تک مسلسل اور متصل سند اور سلسلہ رکھتی ہیں۔(۲۰۰)

احادیث کی اہمیت مسلمانوں کے نزدیک کیا ہے؟ لکھتے ہیں۔

''مسلمانوں کے نزدیک حدیث صحیح وہ ہے جو معتبر راویوں کی پوری احتیاط و دیانتداری کے ساتھ، سند متصل کے نقل ہوئی اور جس کے راویوں اور خود اس روایت میں کوئی عیب اور نقص (علت وشذوذ) نہ ہو۔(۲۰۱)

مولانا مودودی اپنے قول کے مطابق قرآن کی تفسیر قرآن پاک سے یا حدیث رسول ﷺ سے کردیتے لیکن انہوں نے تفہیم میں جب حدیث صحیح اور بائبل کا مقابلہ آجائے تو حدیث صحیح کو ترک کر کے بائبل کی عبارت کو ترجیح دی ہیں۔

تفہیم کا مطالعہ کریں تو پائیں گے کہ بائبل کے صفحے کے صفحے نقل کرتے چلے جاتے ہیں جن کا محرف ہونا نص قطعی سے ثابت ہے اور احادیث شریفہ کو رد کرتے چلے جاتے ہیں جن پر محدثین نے بڑی محنت سے چھان بین کی ہے قاری میں آہستہ آہستہ احادیث شریفہ سے بے اعتمادی اور بائبل کی حقانیت قائم ہوتی چلی جاتی ہے حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔

یا معشر المسلمین کیف تسأ لون اهل الکتاب من شیء و کتابکم الذی انزل علی نبیه احدث تقرؤنه محضا لم یشب وقد حد ثکم الله ان اهل الکتاب بدلوا کتاب الله و غیروه و کتبوا بایدیهم الکذب وقالوا هو من عندالله لیشتروا به ثمنا قلیلا الا ینها کم ما جاء کم من العلم عن مسألتهم لا و الله ما رأینا منهم اجلا یسأ لکم عن الذی انزل علیکم .(۲۰۲)

تفہیم القرآن میں احادیث پر تنقید:-

تفہیم القرآن میں مولانا مودودی نے احادیث پر جہاں جہاں عدم اعتماد کا اظہار کیا ہے وہ یہاں اشارۃً تحریر کرتا ہوں تفصیل کی گنجائش نہیں قارئین تفصیل کیلئے اصل تفسیر کی طرف رجوع فرمائیں۔

۱۔ بائبل کی کتاب تلمود سے تفصیل اور حدیث کا مفہوم۔(۲۰۳)

۲۔ روایات میں تذبذب پیدا کرنے کا بہترین انداز۔(۲۰۴)

۳۔ حدیث سے انکار۔(۲۰۵)

۴۔جنگ بدر کے بیان میں حدیث ومغازی کا بڑا حصہ نا قابل اعتماد ہے۔(۲۰۶)

۵)۔حدیث پاک کو چھوڑ کر لغت سے آزاد تر جمانی۔(۲۰۷)

۶۔احادیث پاک کی تفصیلات کو نہ ماننے والا کافر نہیں۔(۲۰۸)

۷۔حدیث کی روایت قابل قبول نہیں۔(۲۰۹)

۸۔مفسرین کی نقل کردہ احادیث شریفہ سنداً قوی ہونے کے باوجود نا قابل ترجیح ہیں۔(۲۱۰)

۹۔اپنے مشاہدات اور روایات پر اعتماد۔مگر احادیث سے بے اعتمادی۔(۲۱۱)

۱۰۔بخاری کی روایت کمزور۔اور مودودی صاحب کی تحقیق قوی۔(۲۱۲)

۱۱۔حدیث کا مضمون مودودی صاحب کے صریح عقل کے خلاف ہے۔(۲۱۳)

۱۲۔روایت کے لحاظ سے حدیث عجیب لگتی ہے(۲۱۴)

تفہیم القرآن میں بائبل کے حوالے اور ان کی فہرست:

تفہیم میں بائبل کے حوالوں کی یہ فہرست آیات میری تحقیق کے مطابق ہیں زائد کا انکار نہیں کرسکتا۔

۱۔البقرہ:۵۶،۵۷،۵۸،۶۵،۶۱،۶۵،۱۳۳،۲۴۶،۲۴۷،۲۴۸،۲۵۱،۲۵۵،۲۵۸

۲۔آل عمران:۳،۳۳،۳۵،۳۹،۵۰،۷۵،۱۸۳،۱۸۷ ۳۔۔النساء

:۱،۱۵۷،۱۶۳،۱۶۴،۱۷۱

۴۔المائدہ:۱۲،۱۴،۲۶،۳۲،۴۲،۴۵،۴۶،۶۶،۶۸،۷۷،۷۹،۱۱۶ ۵۔انعام:۱۴۶،۱۵۱

۶۔الاعراف:۵۹،۸۰،۹۲،۱۳۲،۱۳۸،۱۴۵،۱۵۰،۱۵۵،۱۵۷،۱۶۰،۱۶۳،۱۶۸،۱۷۲ ۷۔التوبہ:-۱۱۱

۸۔یونس:۸۳،۹۰ ۹۔ھود:۴۰،۴۴،۷۲،۷۴

۱۰۔یوسف:۶،۱۱،۱۵،۲۱،۲۸،۳۱،۳۶،۴۱،۴۳،۴۵،۵۰،۵۱،۵۵،۷۸،۹۴،۹۹،۱۰۰ ۱۱۔ابراھیم:۷،

۱۲۔الحجر:۶۵،۶۷ ۱۳۔النحل:۱۲۴

۱۴۔بنی اسرائیل:۴،۵،۷

۱۵۔الکھف:۹،۱۳،۲۱،۲۰،۸۳،۹۴

۱۶۔مریم:۲،۷،۱۱،۱۵،۱۷،۳۵،۵۶،۵۷

۱۷۔طٰہٰ:۲۲، ۲۷، ۳۰، ۴۹، ۷۹، ۸۰، ۸۵، ۸۷، ۹۱، ۹۷، ۱۲۰، ۱۲۴

۱۸۔الانبیاء:۶۳، ۷۱، ۷۳، ۸۰، ۸۳، ۸۴، ۱۰۵

۱۹۔النور:۲

۲۰)۔الشعراء:۱۷۳، ۱۷۶

۲۱۔النمل:۱۱، ۱۴، ۱۶، ۲۳، ۴۴

۲۲۔القصص:۴، ۷، ۹، ۱۳، ۱۴، ۱۶، ۱۹، ۲۲، ۲۳، ۲۷، ۲۹، ۳۵، ۴۴، ۷۶

۲۳۔العنکبوت:۱۴، ۶۰

۲۴۔الاحزاب:۶۹

۲۵۔السبا:۱۳، ۲۱

۲۶۔یٰسین:۳۹

۲۷۔صافات:۱۰۱، ۱۰۷، ۱۱۲، ۱۲۵، ۱۲۸

۲۸۔ص:۲۶، ۴۸

۲۹۔المومن:۲۶

۳۰۔الفتح:۲۹

۳۱۔ق:۳۹

۳۲۔ذاریات:۳۰، ۳۱

۳۳۔الحشر:۲

۳۴۔صف:۶، ۱۴

۳۵)۔تغابن:۲

تفہیم القرآن میں بائبل پر اعتماد اور ان کی فہرست:

تفہیم میں جہاں جہاں بائبل پر اعتماد کیا گیا ہے ان کی تفصیل کچھ اس طرح ہے قارئین مقالہ کی طوالت کی مجبوری کو مدنظر رکھکر اصل کتاب کی طرف رجوع فرمائیں صرف حوالے یہاں درج کئے دیتا ہوں۔

۱۔تفہیم القران۔ج ۳۔الانبیاء۔۶۰

۲۔ایضاً۔ج ۵:الصف: حاشیہ:۶۰

۳)۔ایضاً۔ج ۲۔الاعراف: حاشیہ۔۱۲۸، الانفال: یونس ۲۹، ۶۵

۴۔ایضاً۔ج ۲۔یوسف: حاشیہ:۱۷۔ج ۲۔الحجر ۳۹، ۴۲

۵۔ایضاً۔ج ۲۔ایضاً حاشیہ:۲۴، ۶۹، ج ۳ النمل:۔۔

۶۔ایضاً۔ج ۳ طٰہٰ:۵۹

۷)۔ج ۳۔المومنون: حاشیہ:۴۴

۸۔القصص:۲۸۷، ۹۵

۹۔ ج ۳۔ النور:

۱۰۔ ج ۳۔ العنکبوت:

۱۱۔ ج ۴۔ سبا: حاشیہ: ۲۰

۱۲۔ ج ۴۔ الصفت:

۱۳۔ ج ۵۔ ق: حاشیہ: ۵۰

۱۴۔ ج ۵۔ الذاریات:

۱۵۔ الصّف: ۱۹،

۱۶۔ ج ۵۔ التغابن: حاشیہ: ۵

۱۷۔ ج ۶۔ الملک: حاشیہ: ۱۱

۱۸۔ ج ۶: النباء: ۱۰

۱۹)۔ البروج: حاشیہ: ۴

۲۰)۔ الفیل: ۴

فہم قرآن کے لئے تفہیم القرآن میں بائبل سے تفسیر و تفصیل و توضیح :۔

۱۔ فقاتل فی سبیل الله. کی توضیح شموئیل سے۔ (۲۱۵)
۲۔ بائبل سے قرآن پاک کے اصل واقعہ کی تفصیلات پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ (۲۱۶)
۳۔ بائبل کی کتاب احبار اور استثناء قرآن کے اس مختصر فقرے کی بہترین تفسیر۔ (۲۱۷)
۴۔ بائبل کی تصریحات سے قرآن کے اشارات کی تحقیق۔ (۲۱۸)
۵۔ بائبل کے معنی ہی کو ترجیح۔ (۲۱۹)
۶۔ و کتبنا له فی الالواح کی تفسیر بائبل سے۔ (۲۲۰)
۷۔ سورۃ مائدہ آیت ۱۲ کی پوری تفصیل بائبل کی کتاب ''گنتی'' میں۔ (۲۲۱)
۸۔ بائبل میں قرآن کے بیان کردہ جھگڑے کی تشریح۔ (۲۲۲)
۹۔ سجدہ کا مفہوم اردو بائبل سے۔ (۲۲۳)

۱۰۔قرآن کے مضامین کی تقریر بائبل کی کتاب استثناء میں شرح بسط کے ساتھ۔(۲۲۴)

۱۱۔قرآن مجید کے اشارے کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے بائبل کو دیکھنا ضروری۔(۲۲۵)

۱۲۔بائبل کے مجموعہ کتب مقدسہ میں قرآن کے بیان کی تصدیق۔(۲۲۶)

۱۳۔ وان الساعة لا ریب فیھا کی تفسیر سریانی روایت کے مطابق۔(۲۲۷)

۱۴۔قرآن کی روایت کے ساتھ مسیحی روایت۔(۲۲۸)

۱۵۔سورۃ مریم اور آل عمران کی آیات کی توضیح مختلف انجیلوں سے۔(۲۲۹)

۱۶. "یفقھوا قولی" کی تشریح بائبل کی کتاب خروج وتلمود سے۔(۲۳۰)

۱۷۔قرآن پاک کے اجمال کی تفصیل بائبل میں۔(۲۳۱)

۱۸۔من وسلوٰی کی تفصیل وتشریح بائبل کی کتاب ''گنتی'' سے۔(۲۳۲)

۱۹۔قرآن کی تصریح کے مقابلہ میں بائبل سے حوالہ(۲۳۳)

۲۰۔بائبل کے بیانات سے قرآن کے بیان کردہ عذاب کی تفصیل۔(۲۳۴)

۲۱. ویستحي نسآء ھم" کی تشریح بائبل کی کتاب خروج سے۔(۲۳۵)

۲۲۔قرآن کے اس بیان کی تفسیر تلمود سے۔(۲۳۶)

۲۳.وما کنت من الشاھدین '' کا ذکر بائبل سے آپ کو ملا۔(۲۳۷)،۲۴۔بنی اسرائیل کی صراحت پر اعتماد۔(۲۳۸)

۲۵۔بائبل کے بیان کے مطابق الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر اسماعیل واسحق" کی تفصیل (۲۳۹)

۲۶ بائبل کی کتابیں گپ اور حقیقت کا مجموعہ ہیں۔(۲۴۰) ،۲۷۔انگریزی بائبل سے لفظ ''اُمی'' کا ترجمہ۔(۲۴۱)

تفہیم القرآن میں بائبل اور قرآن کی بعینہ ایک تصویر۔

۱۔یہ سب (یعنی کتب محرفہ بائبل وغیرہ اور قرآن پاک) اک ہی ''الکتاب'' کے مختلف ایڈیشن ہیں(۲۴۲)

۲۔بائبل سے حضرت ایوبؑ کی کردارکشی کے بعد قرآن مجید اور یہ صحیفے ایک ہی ہیں۔(۲۴۳)

۳۔قرآن اور انجیل کے ارشادات کا پس منظر ایک ہی ہے۔(۲۴۴)

۴ ۔انجیل برناباس کی تعلیمات قریب قریب وہی ہیں جو قرآن میں بیان ہوتی ہیں۔(۲۴۵)

۵ ۔انجیل پولوسی سے قرآن کے بیان کی توفیق۔(۲۴۶)

مراجع

(۱) مولانا مودودی سے ملئے۔ سید اسعد گیلانی۔

(۲) ماہنامہ فاران۔ ص ۷، یکم مئی ۱۹۲۳ء

(۳) تفہیم القرآن ص ۱۱۴ بتکمیل تفہیم القرآن کی تقریب سے خطاب۔ ۱۵ جولائی ۱۹۷۲ء لاہور

(۴) مقدمہ تفہیم القرآن۔ ص ۶۔ ادارہ ترجمان القرآن لاہور طبع دوازدہم ۱۹۹۱ء

(۵) ایضاً

(۶) مقدمه تفهيم القرآن ص ۴

(۷) ایضاً

(۸) لسان العرب: في اللغة للشيخ جمال الدين ابى الفضل محمد بن مكرم الا فريقي المتوفى ۷۱۱ھ دهونى ست مجلدات ضخمات. كشف الظنون. ج ۲ ماده (ل س) نور محمد كتب خانه كراچى

(۹) القاموس في اللغة. للا مام مجد الدين محمد بن يعقوب الفيروز آبادى المتوفى ۸۱۷ھ. دار احياء التراث العربيه ۱۴۲۴ھ، وقال ابن حجر العسقلانى: لا مزيد عليه فى حسن الاختصار وجموع الكلمات اللغوية (كشف الظنون ج ۲ (ماده ق ا)

(۱۰) قادیانیت۔ جھوٹے دعویدار نبوت مرزا غلام احمد قادیانی اوران کے پیروکار (مرزائی)

(۱۱) منکرین حدیث۔ سرسید احمد، غلام احمد پرویز وغیرہ کے پیروکار

(۱۲) اشتراکیت: بے دین، دہریہ، لادینیت، کمیونزم (جدید لغات ص ۳۸)

(۱۳) یعنی وہ آیات جن میں قوانین بیان ہوئے ہیں۔

(۱۴) مستشرقین: استشراق (مادہ شرق) المستشرق: العالم باللغات والاداب والعلوم الاسلاميه، المستشرقون هم علماء الغرب الذين كرسوا حياتهم على دراسة الاسلامية واللغات الشرقية وغياتهم البحث من مواضع الضعف وابرازها لاول غاية سياسية ودينية وتمثلها فى صورة مروعة ويوضونها للقارئ حتى يرز الذرة جبلا والنقطه بحرا وقد ظهرت خذاقهم وذكائهم فى تشوية صورة الاسلام.

(الصراح بين الفكرة الاسلاميه والعربية، الشيخ ابو الحسن على ندوى ص ۱۸۵ كويت دار القلم)

(۱۵) نظام القرآن حمید الدین فراہی المتوفی ۱۳۴۹ھ

(۱۶) الرحمٰن: ۱، ۲، ۳، ۴

(۱۷) تفہیم القرآن: ج ۵ : ۳

(۱۸) ایضاً : ۴

(۱۹) السجدہ: ۹

(۲۰) تفہیم القرآن ج ۴ : السجدہ: ۹

(۲۱) رسائل ومسائل ج ۱ ص ۲۳۵

(۲۲) ایضاً ج ۱ ص ۲۴۴

(۲۳) البقرہ: ۲۲۹

(۲۴) تفہیم القرآن: ج ۱۔ البقرہ ۲۲۹

(۲۵)ایضاً

(۲۶)ایضاً

(۲۷)ھدایہ باب الخلع ص۱۵۸

(۲۸)ایضاً کتاب الطلاق ج۲ص۱۲۷، باب الخلع ص۱۵۸

(۲۹)غیر مقلدین کا مذہب بھی یہی ہے وہ خلع شدہ عورت کی عدت ایک حیض سمجھتے ہیں۔

تفصیل کے لئے: اردو ترجمہ (سنن ابن ماجہ) مترجم علامہ وحید الزمان خان (تشریح مولانا محمد سلیمان ص۱۲۸

محتاب کمپنی تاجران کتب اردو بازار لاہور (سطن)

(۳۰)طٰہٰ:۱۱،۱۲

(۳۱)تفہیم: طٰہٰ :۱۱،۱۲، ج۳

(۳۲)سنن ابی دائود . للامام سلیمان بن ابی دائود سجستانی متوفی ۲۷۵ھ کتاب الصلوٰۃ باب الصلوۃ فی النعل ج ۱

ترمذی . للامام محمد بن عیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ کتاب الصلوۃ باب الصلوۃ فی النعل ج ۱

(۳۳)البقرہ:۲۳

(۳۴)الفقہ علی المذاہب الاربعہ . ج۴ص۱۳۲

(۳۵)ابن ماجہ . کتاب النکاح ، باب المحلل والمحلل لہ ج ۱ ص ۶۲۲

الھدایۃ ج۲ ص۳۸۰

(۳۶)ایضاً: ج۲ص۳۸۰

(۳۷)تفہیم القرآن: ج۱ ۔البقرہ:۲۳۰

(۳۸)الانبیاء:۵۷،۵۸،۵۹،۶۰،۶۱،۶۲،۶۳

(۳۹)الصافات:۸۸،۸۹،۹۰،۹۱،۹۲،۹۳

(۴۰) الجامع البخاری . للامام محمد بن اسماعیل البخاری المتوفی ۲۵۶ھ کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالی واتخذاللہ ابراھیم خلیلا . (۱ الجامع الصحیح المسلم .للامام مسلم بن الحجاج القشیری المتوفی ۲۶۱ھ کتاب الفضائل باب فضائل ابراھیم .سنن ابی داؤد . للامام سلیمان بن اشعث السجستانی المتوفی ۲۷۵ھ الجامع الترمذی . للامام ابو عیسی محمد بن عیسی الترمذی المتوفی ۲۸۹ھ کتاب التفسیر باب سورۃ الانبیاء

(۴۱) تفسیر ابن کثیر. للامام حافظ عماد الدین ابن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ .الصٰفٰت: ۸۸

(۴۲) البخاری . کتاب الادب باب المعاریض ، ابوداؤد. ایضا ترمذی. کتاب الایمان باب المعاریض فی الیمین

(۴۳)فتح الباری :ج۶ص۳۹۲

(۴۴)ایضاً

(۴۵)هو علي بن سلطان محمد الهروي القاري الحنفي نورالدين عالم مشارك في انواع من العلوم ،ولد بهرات ورحل مكة واستقر بها الى ان توفي ۱۰۱۴ھ من تصانيفه الكثيرة ،مرقاة المفاتيح لمشكاة المصابيح ،تلخيص القاموس وسماه الناموس وغيره .

البدر الطالع للشوكاني ج ۱ ص ۴۴۵ ، هدية العارفين للبغدادي ج ۱ ص ۷۵۱

كشف الظنون ج ۱ ص ۲۴

(۴۶) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ۔ملاعلی قاری

(۴۷) معارف القرآن ج ٦: الانبیاء: ۵۹،۵۸،۵۷

فوائد عثمانی۔علامہ شبیر احمد عثمانی۔الانبیاء: ۵۷۔۵۸

انوار البیان۔مفتی عاشق الٰہی مہاجر مدنی متوفی۔الانبیاء: ۵۷۔ادارہ تالیفات اشرفیہ۔۱۴۱۸ء

(۴۸) تفہیم القران: ج ۳۔الانبیاء: ۵۸،۵۷

(۴۹) تفہیم القرآن: ج ۳۔۵۷،۵۸

(۵۰) ایضاً

(۵۱) ایضاً

(۵۲) ص: ۳۵،۳۴،۳۳،۳۲،۳۱،

(۵۳) فوائد عثمانی۔ ص ۳۲،۳۱

(۵۴) تفسیر مظہری۔مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی ۱۲۲۵ھ ج ۱۰ ص ۳۲،۳۱ دارالاشاعت کراچی

بیان القرآن مولانا اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ مطابق ۱۹۴۳ء۔ج ۱۵ ص ۳۲،۳۱

(۵۵) تفہیم القرآن ج ۱ ص ۳۲

(۵۶) ایضا

(۵۷) تفسیر ابن کثیر ج ۴ ،البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۵

(۵۸) فتح الباری ج ٦ ص ۳۵٦

(۵۹) تفسیر طبری ص: ۳۲،۳۱ تفسیر کبیر ج ۲۴ ص: ۳۱،ص ۳۲

(٦۰) تفہیم القرآن۔ج ا دیباچہ ص ٦

(٦۱) ایضاً ص ۱۰

(٦۲) الفاتحہ: ۱

(٦۳) تفہیم۔الفاتحہ: ۱

(٦۴) ترجمہ شاہ رفیع الدین متوفی ۱۲۳۳ھ

(٦۵) ترجمہ شیخ الہند مولانا محمود حسن متوفی ۱۹۲۰ء

(٦٦) بیان القرآن۔اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳٦۲ھ الفاتحہ: ۱

(٦۷) تفصیل کے لئے: ان مفسرین ومترجمین کے ترجمے ترجمہ ڈپٹی نذیر احمد، تفسیر القرآن۔سرسید احمد خان متوفی ۱۳۱۵ھ

(۶۸) ترجمان القرآن۔ مولانا ابوالکلام آزاد المتوفی ۱۳۷۷ھ

(۶۹) تفصیل کے لئے تفہیم القرآن

(۷۰) مودودی کا تیسرا اصول اس مقالہ کے ص ۲۲۔ میں ذکر ہوا ہے۔

(۷۱) الاتقان فی علوم القرآن۔ روح المعانی ج ا ص ۶

(۷۲) تفہیم القرآن ج ۴ ص ۳۳۴

(۷۳) البقرہ: ۳۴

(۷۴) تفہیم القرآن ج ا ص ۶۶۔ فائدہ نمبر ۴۷

(۷۵) تقصیرات تفہیم ۔ مفتی عزیز الرحمٰن بجنوری۔ ص ۳۷۔ زمزم پبلشرز کراچی ۲۰۰۰ء

(۷۶) الاعراف: ۱۱، ۱۲

(۷۷) الکھف: ۵۰

(۷۸) تفسیر ابن عباس۔ ص ۲۰

(۷۹) تفسیر ماجدی۔ البقرہ: ۳۴

(۸۰) ایضاً

(۸۱) البقرہ: ۱۰۲

(۸۲) تفہیم القرآن ج ا البقرہ: ۱۰۲

(۸۳) ایضاً

(۸۴) روح المعانی ج ا۔ البقرہ: ۱۰۲ ۔ تفسیر ابن کثیر ج ا۔ ایضاً

(۸۵) بیان القرآن۔ ج ا۔ ایضاً

(۸۶) معارف القرآن۔ ج ا۔ ایضاً

(۸۷) البقرہ: ۱۸۷

(۸۸) تفہیم القرآن۔ ج ا۔: ۱۸۷

(۸۹) ایضاً

(۹۰) تقصیرات تفہیم۔ ص ۵۵

(۹۱) الجامع الصحیح البخاری باب الاذان رقم ۱۳ کتاب الصوم قال رسول الله ﷺ ان بلالا یؤذن بلیل فکلوا واشربوا حتٰی تسمعوا تاذین ابن ام مکتوم ، (الجامع الصحیح المسلم کتاب الصوم رقم ۳۵)

لا یغرنکم نداء بلال ولا بیاض یُری باعلی السحر (معجم الکبیر ج۷ ص ۲۳۶ رقم ۶۹۸)

(۹۲) معجم الکبیر ج ۷ رقم ۶۹۸۱

(۹۳)۔ الجامع المسلم کتاب الصلوٰۃ رقم ۳۸

(۹۴)۔ایضا رقم ۴۷

(۹۵)البقرہ:۲۳۸

(۹۶)تفہیم القرآن۔ج ا۔البقرہ:۲۳۸

(۹۷)ایضاً

(۹۸)روح المعانی۔البقرہ۔ج ۲:۲۳۸

۔فوائد عثمانی۔ایضاً

۔جواھر القرآن۔ایضاً۔

(۹۹)تفسیر بیان القرآن۔البقرہ:۲۳۸

۔معارف القرآن۔ایضاً۔(مولانا محمد ادریس کاندھلوی)

(۱۰۰)البقرہ:۲۵۸

(۱۰۱)تفہیم القرآن:البقرہ:۲۵۸

(۱۰۲)ال عمران:۱۳۰

(۱۰۳)تفہیم القرآن۔ج ا ایضاً

(۱۰۴)النساء:۱۵۳

(۱۰۵)تفہیم القرآن:النساء:۱۵۳ ،ج ا۔فائدہ نمبر ۲۷۰

(۱۰۶)تفسیر حقانی المعروف فتح المنان۔ج ۲۔النساء:۱۵۳

(۱۰۷)تفسیر موضح القرآن:النساء:۱۵۳

(۱۰۸)الاعراف:۱۱۷،۱۱۸

(۱۰۹)تفہیم القرآن۔ج ۲۔الاعراف:۱۱۷،۱۱۸

(۱۱۰)آیت نمبر ۶۵،۶۶

(۱۱۱) تفسیر بیضاوی:ج ۲ الاعراف:۱۱۷

(۱۱۲)لغات القرآن :ج ۲ ص ۳۶

(۱۱۳)تفسیر بیضاوی:ج ۲ ، روح المعانی ج ۲

(۱۱۴)الاعراف:۲۰۶

(۱۱۵)تفہیم القرآن الاعراف:۲۰۶

(۱۱۶)مصنف ابن ابی شیبہ لامام یعقوب بن شیبہ البغدادی التوفی ۲۶۲ھ کتاب الطہارۃ دارالفکر

(۱۱۷)الانفال:۱۲

(۱۱۸)تفہیم القرآن:ج ۲ ۔الانفال:۱۲

(۱۱۹) عن ابن عباسؓ ان النبی ﷺ قال یوم بدر هذا جبرئیل ؑ اخذ برأس فرسه علیه اداة الحرب .

الجامع البخاری ج ۵ کتاب المغازی ص ۱۴ دار الکتب العلمیہ بیروت

(۱۲۰) التوبہ: ۱۱۴

(۱۲۱) تفہیم القرآن ۔ التوبہ: ۱۱۴

(۱۲۲) ایضاً

(۱۲۳) انوار البیان فی کشف اسرار القرآن ج ۴ التوبہ: ۱۱۲

(۱۲۴) روح المعانی ج ۳: ۱۱۲

(۱۲۵) التحریم: ۵

(۱۲۶) التوبہ: ۲

(۱۲۷) تفسیر ابن جریر ج ۳ التوبہ: ۱۱۲

(۱۲۸) ایضاً

(۱۲۹) ایضاً

(۱۳۰) ایضاً

(۱۳۱) مفردات القرآن ۔ للعلامۃ الراغب الاصفہانی متوفی فی حدود ۴۲۵ھ ۔ مادہ (ساح) دار القلم دمشق ۱۴۱۲ھ الطبعۃ الاولیٰ

(۱۳۲) ایضاً

(۱۳۳) بیان القرآن ۔ مولانا اشرف علی تھانوی ۔ ج ۴ التوبہ: ۱۱۴

۔ معارف القرآن ۔ مفتی محمد شفیع ۔ ج ۴ ایضاً

۔ انوار البیان ۔ مولانا عاشق الٰہی ۔ ج ۴ ایضاً

(۱۳۴) یوسف: ۴۲

(۱۳۵) تلمود: وحی غیر مکتوب ، جو حضرت ھارون اوران کی اولاد کی وساطت سے روایات کی صورت میں عزرا تک پہنچی جس نے تورات کی کتاب کے لئے ۱۲۰ علماء کی ایک مجلس مقرر کی ، اس طرح یہ سلسلہ روایات ان علماء تک پہنچا اوران سے آگے بڑھا ۔ اس جماعت کا آخری رکن شمعون ۳۰۰ قبل مسیح میں فوت ہو گیا ۔ اس سے یہ سلسلہ روایت کاتبان وحی تک پہنچا ۔ وہاں سے یہ سلسلہ عام علماء تک ، پھر ان سے احبار ربیین تک پہنچا ۔

دوسری صدی عیسوی کے آخر میں ربی یہودا نے ان اقوال کو کتابی شکل دی ، اس مجموعہ کا نام ''مشنا'' رکھا یہ کتاب علماء یہود کے اجتہادی مسائل کا مجموعہ ہے مشنا سے متعلق مواد اور مسائل جو بعد کے زمانہ میں پیش آئے اور جن کو بعد میں اکٹھا کیا گیا ۔ دو الگ کتب میں جمع کیا گیا جن کے نام تو ''سفتا'' ، اور ''مدراشیم'' رکھا گیا ۔ مشنا کتاب کے تفسیری مواد کا نام ''گمارا'' ، ہے پس ''طالمود'' ، مشنا ، اور گمارا دونوں کے مجموعہ کا نام ہے طالمود بھی دو ہیں فلسطینی طالمود اور بابلی طالمود ۔

(تفصیل کے لئے : مذاھب عالم کا تقابلی مطالعہ : چودھری غلام رسول ص ۳۹۷ ، ۳۹۸ علمی کتب خانہ اردو بازار لاہور طبع سوم ۱۹۸۳ء)

(۱۳۶) تفہیم : ج ۲: ۴۲

(۱۳۷) لسان العرب ج ۳ (مادہ بضع)

(۱۳۸)روح المعانی: ج ۱۲ یوسف:۴۳ ' ابن کثیر ج ۴ ایضا 'بیضاوی ج ۳ایضا' تفسیر مظہری ج ۱۲ایضا

(۱۳۹)مفردات القرآن للراغب الاصفہانی مادہ (بضع)

(۱۴۰)مترادفات القرآن ۔مولانا عبدالرحمٰن کیلانی۔ ص ۴۲۶ مکتبہ السلام وسن پورہ لاہور(سطن)

مصباح اللغات ۔ابوالفضل عبدالحفیظ بلیاوی ''مادہ بضع'' مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی ۱۹۸۲

لسان القرآن ۔مولانا محمد حنیف ندوی ۔(ب ض ع) ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور (سطن) طبع اول

(۱۴۱) البخاری ۰ کتاب الایمان)

(۱۴۲) الروم:۴

(۱۴۳)یوسف:۵۵

(۱۴۴)سولینی: اٹلی کا مشہور حکمران ،جو فسطائی جماعت کا لیڈر تھا نصب العین یہ تھا کہ اٹلی کو اشتراکیت اور جمہوریت کے ملے جلے اصول کے مطابق ترقی کرنی چاہیئے ،جو ۱۹۲۱ء کو برسر اقتدار آتے ہی بہانوں سے مختلف علاقوں پر قبضہ کرنا شروع کیا اس نے افریقہ کے شمالی ساحل کے علاوہ یورپ میں یوگوسلاویہ سے البانیہ و یونان تک اپنی حدود کو وسیع کرنا چاہتا تھا اس کے بہانے کا منتظر تھا چنانچہ ۱۹۳۶ء حبشہ ،۱۹۳۹ء البانیہ پر قبضہ کر لیا اور ۱۹۴۰ء کو برطانیہ اور فرانس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا یونان اور یوگوسلاویہ پر قبضہ کر لیا لیکن جنگ نے پلٹا کھایا ،سولینی کو رفتہ رفتہ شکست ہوئی اور آخر کار قتل ہوئے ۔

انقلابات عالم ۔ محمد نعیم صدیقی ص ۳۹ شیخ غلام علی پرائیویٹ لمیٹڈ لاہور (سطن)

(۱۴۵) تفہیمات ۔مولانا مودودی ۔ج ۲ ۔ص ۱۲۲ ۔طبع پنجم ۔

(۱۴۶)الکہف:۶۵

(۱۴۷)خضر: حضرت خضر اللہ کا ایک صالح بندہ تھا قرآن کریم کے سورہ کہف میں آیت ۶۶ سے ۸۲ موسی علیہ السلام کے ساتھ ان کا تذکرہ ہے ان کو حق تعالی نے رحمت خصوصی سے نوازا ،اور اسرار کونیہ کے علم سے حصہ وافر عطا فرمایا تھا ۔۔

تفصیل کے لئے: البدایہ ج ۱ ،البحر المحیط ج ۶ ،روح المعانی ج ۱۵ ،عینی شرح بخاری ج ۷ ،فتح الباری ج ۶ الاصابہ ج ۱ اور قصص القرآن ج ۱ ص ۵۳۸ تا ۵۴۸ قابل مراجعت ہیں ۔

(۱۴۸)تفہیم القرآن ۔ج ۳ ۔کہف ۶۵

(۱۴۹)تفسیر ابن کثیر: الکہف:۶۵

(۱۵۰)الکہف:۷۷

(۱۵۱)عینی شرح بخاری ۔ ج ۱ ۔ص ۱۷

(۱۵۲) ابن الجوزی: هو عبد الرحمن بن علی بن محمد بن علی القرشی التیمی البکری البغدادی الحنبلی المعروف بابن الجوزی جمال الدین ابو الفرج محدث، حافظ ،مفسر ، فقیه ، واعظ ، ادیب ، مورخ مشارک فی انواع من العلوم ولد ببغداد سنة ۵۱۰ھ وتوفی بها ۵۹۷ھ مولفاته کثیره مفیدة.

تذکرة الحفاظ للذهبی ج ۴ ص ۱۳۱ ، البدایة ج ۱۳ ص ۲۸

طبقات المفسرین ص ۱۷ ، شذرات الذهب ج ۴ ص ۳۲۹

الکامل لابن الاثیر ج ۱۱ ص ۶۷، مفتاح السعاده ج ۱ ص ۲۰۷

(۱۵۳) ابن کثیر ؛ ج۳ الکھف : ۶۵

(۱۵۴) الکھف : ۶۵

(۱۵۵) تفسیر مظھری ج۷ ص الکھف : ۶۵

(۱۵۶) طٰہٰ : ۴۹

(۱۵۷) تفہیم القرآن ج۳ طٰہٰ : ۴۹

(۱۵۸) النازعات : ۲۴

(۱۵۹) یونس : ۹۲

(۱۶۰) الشعراء : ۲۳

(۱۶۱) الشعراء : ۲۴

(۱۶۲) الشعراء : ۲۶

(۱۶۳) ایضا : ۲۸

(۱۶۴) ایضا : ۲۹

(۱۶۵) مقدمہ تفہیم القرآن ص۵

(۱۶۶) القصص : ۷۰

(۱۶۷) قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں۔مولانا مودودی۔ص۲۸۔اسلامک پبلیکیشنز شاہ عالم مارکیٹ لاہور طبع سوم ۲۰۰۰

(۱۶۸) تفسیر ابن جریر۔ج۲۰۔القصص : ۷۰

(۱۶۹) بحر المحیط۔ج۷۔ایضاً ، کشاف۔ج۲۔ایضاً ، مدارک التنزیل۔ج۔

(۱۷۰) خازن۔ج۵۔ایضاً

(۱۷۱) روح المعانی۔ج۲۰۔ایضاً ، تفسیر بیضاوی۔القصص : ۷۰

(۱۷۲) روح المعانی۔ج۲۰۔القصص : ۷۰

(۱۷۳) الزمر : ۶

(۱۷۴) تفہیم القرآن۔ج۴ ، قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں۔ص۔۲۹

(۱۷۵) تفسیر کبیر۔ج۵۔الزمر : ۶

(۱۷۶) الفرقان : ۲

(۱۷۷) تفہیم القرآن، قرآن کی چابنیادی اصطلاحیں۔ص۳۱

(۱۷۸) بحر المحیط۔ج۶ الفرقان : ۲

(۱۷۹) رسائل و مسائل۔ج۱۔ص۔۲۹۰

(۱۸۰) ایضاً۔ج۲۔ص۳۵

(۱۸۱) حجۃ اللہ البالغۃ۔ج۱۔ص۱۳۳

(۱۸۲) تنقیحات۔ص ۱۲۶

(۱۸۳) تنقیحات:ص ۲۱۲

(۱۸۴) نوائے پاکستان ص ۴ کالم ۶ ۴ ستمبر ۱۹۵۵ء، اخبار دعوت دہلی۔ج ۱۱

(۱۸۵) روح المعانی۔ج ۱۔ص ۶

(۱۸۶) رسائل ومسائل حصہ دوم۔ص۔۴۴

(۱۸۷) تفہیم القرآن ج ۱۵ الصف: حاشیہ ۸ ص ۴۶۷

(۱۸۸) بائبل؛ عہدنامہ قدیم انجیل جو آہستہ آہستہ عہدنامہ جدید کی شکل اختیار کر لی کیتھولک بائبل ۷۲ کتب پر مشتمل ہے اور پروٹسٹنٹ بائبل ۶۶ کتب پر مشتمل ہے ،عہدنامہ جدید انجیل کا نیا نام ہے جو دوسری صدی عیسوی کے آخر میں دیا گیا انجیل نصاریٰ کی مقدس کتاب ہے مسیحیوں کے نزدیک آج کل بنیادی طور پر انجیل سے مراد وہ چار کتابیں ہیں جو حضرت عیسٰیؑ کے حالات زندگی، معجزات اور تعلیمات کے متعلق مختلف اوقات میں لکھی گئیں یعنی متی، مرقس، لوقا اور یوحنا کی طرف منسوب ہیں۔ (دائرہ ج ۳ ص ۳۰۹)

(۱۸۹) یوحنا: انجیل اول عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق۔

(۱۹۰) متی: انجیل طفولیت۔

(۱۹۱) مرقس: مصریوں کی انجیل۔

(۱۹۲) انجیل برنباس: برنباس کا مرتب کردہ انجیل۔

(۱۹۳) مناھل العرفان ۔ ص ۴۹۰ باب اقسام التفسیر

(۱۹۴) کتاب پیدائش: انجیل میں شامل ایک باب

(۱۹۵) کتاب خروج: انجیل میں ایک باب کا نام۔

(۱۹۶) کتاب سلاطین: ایضا

(۱۹۷) مطالعہ قرآن کے اصول ومبادی۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی متوفی ص ۴۳،۴۷۔ مجلس نشریات اسلام کراچی ۱۴۰۱ھ

(۱۹۸) تفسیر ماجدی: مولانا عبدالماجد دریابادی کی تفسیر ہے بہت عمدہ ہے ایک ضخیم جلد میں ہے

(۱۹۹) صحاح ستہ: سے مراد حدیث شریف کی چھ کتابیں یعنی الجامع البخاری، الجامع المسلم، الجامع الترمذی، السنن لابی داود، السنن النسائی، السنن لابن ماجہ۔

(۲۰۰) مطالعہ قرآن کے اصول ومبادی۔ ص ۱۲۸

(۲۰۱) ایضا

(۲۰۲) الصحیح البخاری۔ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ

(۲۰۳) تفہیم القرآن۔ج ۱۔النساء: ۴، حاشیہ ۱، ایضا حاشیہ ۲۱۹

(۲۰۴) ایضا حاشیہ ۲۱۹

(۲۰۵) ایضا۔المائدہ: حاشیہ ۱۲۹، ایضا حاشیہ ۱

(۲۰۶) ایضا الانفال: حاشیہ ۱۔ ایضا حاشیہ ۴

(۲۰۷) ایضا۔التوبہ: حاشیہ: ۱۰۹

(۲۰۸) ایضا۔بنی اسرائیل:

(۲۰۹) ایضا۔الحج: ص ۲۴۳

(۲۱۰) ایضا۔الحج: ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴

(۲۱۱) ایضا۔ج ۳۔القصص۔حاشیہ: ۳۳

(۲۱۲)ایضاً۔ج۳۔العنکبوت۔حاشیہ:۷۹۱

(۲۱۳)ایضاً۔ج۴۔ص،حاشیہ:۳۶

(۲۱۴)ایضاً۔ج۶:الدھر:

(۲۱۵)تفہیم القرآن۔ج۱ البقرہ :حاشیہ ۲۶۸

(۲۱۶)ایضاً حاشیہ ۲۷۰

(۲۱۷)ایضاً المائدہ حاشیہ ۹۶

(۲۱۸) ج۲ حاشیہ ۴۷

(۲۱۹) ج۲الاعراف: حاشیہ ۹۵

(۲۲۰) حاشیہ :۱۰۱

(۲۲۱) حاشیہ۱۱۸

(۲۲۲) ھود: حاشیہ ۷۳

(۲۲۳) یوسف

(۲۲۴) ابراھیم:حاشیہ ۱۲

(۲۲۵) النحل: حاشیہ ۲۱

(۲۲۶) ایضاً

(۲۲۷) الکھف : حاشیہ ۱۸

(۲۲۸) مریم: حاشیہ:۸

(۲۲۹) حاشیہ۱۲

(۲۳۰)ایضاً:طٰہٰ: حاشیہ:۱۶

(۲۳۱)ایضاً:ج۳:حاشیہ:۵۵

(۲۳۲)ایضاً:ج۳:حاشیہ:۵۹

(۲۳۳)ایضاً:حاشیہ:۹۹

(۲۳۴)ایضاً:ج۳:الشعراء:۱۱۴

(۲۳۵)ایضاً:ج۳:القصص:حاشیہ:۵

(۲۳۶)ایضاً

(۲۳۷)ایضاً:حاشیہ:۶۱

(۲۳۸)ایضاً النحل:حاشیہ:۲۱

(۲۳۹)ایضاً ج۴:الصفت:حاشیہ:۵۷

(۲۴۰)ایضاً:الزخرف:حاشیہ:۴۳

(۲۴۱)ایضاً ج۵:الجمعہ:حاشیہ:۲

(۲۴۲) ۔ج۱۔المائدہ۔حاشیہ۷۸

(۲۴۳) ج۱۔النساء۔حاشیہ۔۲۰۵،ج۲الرعد۔حاشیہ۔۵۸

(۲۴۴)ایضاً۔ج۳۔العنکبوت۔حاشیہ۔۹۹۔ج۵۔القمر۔حاشیہ۔۲۲

(۲۴۵)ایضاً۔ج۵۔الصف۔حاشیہ۔۸

(۲۴۶)ایضاً۔

باب چہارم

فصل چہاردھم:

غلام احمد پرویز مکتب فکر، تفسیر اور فہم قرآن میں ان کا منہج ان کی تفسیر اور قرآنی تفردات پر

''اہل حق کی علمی تنقید''

ابتدائیہ:۔

قرآن مجید مکمل دستور، کامل دین اور پورا پورا قانون الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر بہت بڑا احسان کیا۔ کہ انہیں دین و دنیا کی رہبری، پیشوائی اور ہدایت کے لئے قرآن مجید عطا فرمایا، جو اپنے نزول کے دوران سے لے کر قیامت تک لوگوں کے لئے نور افشاں رہے گا۔

نزول قرآن:۔

یہ سب کو معلوم ہے کہ قرآن پاک ''منزل من اللہ'' ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس سے بھیجا ہے لیکن ہم کس کے کہنے سے اسے اللہ تعالیٰ کا کلام، ''منزل من اللہ'' اور وحی الٰہی مانیں؟ یا مانتے ہیں؟

اپنے آباؤ اجداد کے کہنے سے، بزرگوں، داناؤں یا دوسرے اعاظم رجال کی شہادت سے قرآن کو اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ دستور مانتے ہیں؟ نہیں!

اگر اربوں انسان متفق ہو کر کہتے کہ یہ اللہ کا کلام ہے تو کیا ہم کلام الٰہی مان لیتے؟ نہیں! پھر کس کی شہادت، کس کی بات پر اعتبار کر کے ہم نے قرآن کو دستور خداوندی اور کلام الٰہی مانا ہے؟

حضرت محمد ﷺ کی زبان پر اعتبار کر کے آپ ﷺ کی شہادت پر قرآن مجید کو اللہ کی وحی اور کلام الٰہی مانا ہے اگر محمد ﷺ قرآن پاک کے منزل من اللہ ہونے کا اقرار نہ کرتے، بحیثیت رسول اللہ ﷺ ہونے کے اس کے وحی الٰہی ہونے کی شہادت نہ دیتے تو کوئی بھی کتاب اللہ کو کلام اللہ نہ مانتا۔

محمد رسول ﷺ کی حیثیت:۔

جب یہ تسلیم ہو گیا کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں قرآن پاک آپ ہی کے قلب اطہر پر نازل ہوا۔ اور آپ رسول برحق ہیں تو کیا آپ ﷺ نے قرآن اپنی امت کو چھٹی رسان کی مانند دیا ہے کہ آسمان سے اترا اور امت کو پہنچا دیا، اب امت جس طرح چاہے، اسے پڑھے، پڑھائے اور عمل کرے؟ ہرگز نہیں بلکہ دستور الٰہی، کتاب اللہ پر عمل کرنے کے لئے امت کو اطاعت رسول کی نکیل ڈال دی گئی ہے مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اس طرح قرآن پر عمل کریں جس طرح صاحب قرآن، حامل وحی ﷺ نے عمل کیا ہے حضرت محمد ﷺ کی تعلیم سے ہٹ کر عمل کو عدم قبولیت بنایا گیا۔ ارشاد ہے۔

یایھاالذین امنوا اطیعو اللہ و اطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم .(۱)

بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم برداری کے لئے مسلمان کو پیدائش سے موت تک حضرت محمد ﷺ کے اتباع اور مقید بنادیا ہے۔فرمایا

و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی و یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ماتولی و نصلہ جھنم .

وساء ت مصیرا (۲)

ایک اور آیت میں اتباع رسول ﷺ کو فرض قرار دیا گیا ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم و اللہ غفور رحیم ۰ قل

اطیعوا اللہ و الرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکفرین (۳)

اس آیت میں اتباع رسول کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رضامندی اور خوشنودی کا دارومدار اتباع رسول ﷺ پر رکھا ہے اب اتباع پر عمل اس صورت میں ہوسکتا ہے کہ جب آپ کے اقوال وافعال معلوم ہوں اور اقوال وافعال کا علم احادیث سے ہی ہوسکتا ہے پس حدیثوں پر عمل کرنا اللہ کی رضامندی کا موجب ہوا۔اللہ کی اطاعت مستقل اور حقیقی اطاعت ہے کیونکہ وہ مطاع حقیقی ہے اور اطاعت رسول ﷺ اللہ کی اطاعت کی موجب اور باعث ہے۔

ولو اھلکنھم بعذاب من قبلہ لقالوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولاً فنتبع ایاتک من قبل

ان نذل و نخزی (۴)

اس آیت میں ’’لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع ایاتک ‘‘ قابل غور ہے۔ثابت ہوا کہ بغیر رسول ﷺ کے اتباع کے اللہ کے حکموں پر نہیں چلا جاسکتا جب تک اسوۂ رسول، اقوال اور افعال رسول ﷺ امت کے سامنے نہ ہوں وہ احکام خداوندی کو عملی جامہ نہیں پہنا سکتی۔

اللہ کا فرمان، اور رسولوں کا اتباع:۔

ارشادالٰہی ہے۔وانذر الناس یوم یاتیھم العذاب فیقول الذین ظلموا ربنا اخرنا الیٰ

اجل قریب ، نجب دعوتک و نتبع الرسل(۵)

راہ رسول اختیار کرو:۔

و یوم یعض الظالم علی یدیہ یقول یلیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا(۶)

عملی روایت کی حجیت:۔

قل ارئیتم ما تدعون من دون اللہ ارونی ماذا خلقوا من الارض ام لھم شرک فی السموت ، ایتونی بکتاب من قبل ھذا او اثارۃ من علم ان کنتم صدقین (۷)

اس آیت میں دو باتوں کو حجت بنایا گیا ہے ایک ''آسمانی کتاب'' اور دوسری ''اثرۃ من علم'' کوئی علمی روایت یعنی پیغمبر کا قول یا حدیث۔

پس قرآن کی آیت سے ثابت ہوا کہ صحیح سند سے پہنچی ہوئی حضرت محمد ﷺ کی حدیث دین میں حجت ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ و سنۃ رسولہ (۸)

اتباع رسول ﷺ اللہ کی حکم برداری ہے:۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (۹)

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اتباع رسول ﷺ اللہ کی حکم برداری ہے دراصل دین پر عمل کرنا عبارت ہے اتباع رسول سے۔
اور اتباع رسول کا نقشہ احادیث پیش کرتی ہیں۔
اس لئے احادیث پر عمل کرنے سے ہی رسول کا اتباع کیا جا سکتا ہے۔

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ھمہ اوست   اگر بہ او نرسیدی تمام بولھبی است (۱۰)

انکار حدیث کا فتنہ:۔

برصغیر میں ایک عرصہ سے انکار حدیث کا فتنہ پھیلا ہوا ہے اس کے بانیوں میں سے مولوی عبداللہ چکڑالوی (۱۱) ہوا ہے ''یہ شخص لنگڑا تھا اس لئے ''اریکہ'' یعنی تخت پوش پر بیٹھ کر احادیث میں نقطے نکالا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ حدیث دین میں داخل نہیں۔ صرف قرآن ہی واجب العمل ہے'' (۱۲)

حدیث پاک کا معجزہ:۔

میں یہاں رسول خدا ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ جو سراسر معجزہ واقع ہوئی ہے۔ لکھتا ہوں۔ اور پر حوالہ دیا کہ مولوی عبداللہ چکڑالوی بوجہ لنگڑا ہونے کے اریکہ یعنی ''تخت پوش'' پر بیٹھ کر احایث کا انکار کیا کرتا تھا تخت پوش پر بیٹھ کر احادیث سے انکار کرنے کے متعلق مہبط وحی حضرت محمد رسول ﷺ کی حدیث ذیل ملاحظہ ہو۔

و عن ابی رافعؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لا الفین احدکم متکا علی اریکتہ یاتیہ الامر من امری مما امرت بہ اونہیت عنہ فیقول لا ادری ما وجدنا فی کتاب اللہ اتبعناہ(۱۳)

دوسری حدیث:۔الا اوتیت الکتاب و ما بعد لہ الا یو شک رجل شبعان علی اریکتہ یقول بیننا وبینکم بھذاالقرآن فما کان فیہ من حلال احللناہ وما کان فیہ من حرام حرمناہ الا لا یحل ذو ناب من السبع و لاالحمر الاھلی من معا ھد الا ان یستغنی عنھا وایما رجل صاف قوما ولم یقرؤوہ فعلیھم ان یعقبھم بمثل قراہ .(۱۴)

پھر عبداللہ چکڑالوی کے ساتھ احمد دین امرتسری (۱۵) اسلم جے راجپوری (۱۶)، برق کیمبل پوری (۱۷)، اور غلام احمد پرویز بٹالوی (۱۸) شامل ہو گئے۔ لیکن اس نظریے کو پھیلانے میں پرویز صاحب سب سے بڑھ گئے۔

غلام احمد پرویز اور مکتب فکر:۔

آپ حافظ اسلم جیراجپوری کے فیض یافتہ ہیں ہوم ڈیپاٹمنٹ میں سیکشن افیسر کے طور پر خدمات سرانجام دیتے رہے، اقبال (المتوفی ۱۹۳۸ء) کے شیدائی تھے آپ ماھنامہ ''طلوع اسلام'' کے ذریعے اپنے افکارونظریات کی خوب نشرواشاعت کی ۱۹۸۵ء میں فوت ہوئے لاہور میں دفن ہوئے ۔

افکار:

آپ مغربی مفکرین کے افکارونظریات سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں اور اپنے مافی الضمیر کی تشریح کے لئے بکثرت ان کے اقتباسات پیش کرتے ہیں بعد میں قرآنی آیات لکھ کر ان افکار پر فٹ کر دیتے ہیں آپ نے اپنے افکارونظریات کی مکمل وضاحت کے لئے ماھنامہ ''طلوع اسلام'' (کراچی ولاہور) کو ادارہ کی شکل دی، اس ادارہ نے آپ کی بہت سی تصانیف کو شائع کیا ہے۔

پرویز کا اپنے پیش رووں کو خراج عقیدت:۔

پرویز صاحب اپنے پیشرو منکرین حدیث کے نظریات وافکار سے ماسوائے چند فروعی اختلافات کے پوری طرح متفق ہیں ان کی کتابوں سے چند نظریات وافکار بطور نمونہ ملاحظہ کیجئے ۔

معتزلہ (۱۹) اور پرویز:۔

اگر مسلک اعتزال باقی رہتا تو یہ جمود و تعطل جو آج مسلمانوں میں نظر آ رہا ہے وجود میں نہ آتا اور عمل وفکر کی دنیا میں مسلمان آج ایسے مقام پر کھڑے ہوتے، جہاں ان کا کوئی مقابل نہ ہوتا۔ (۲۰)

(گویا مسلمانوں کا سب سے بڑا قصور یہ ہے کہ انہوں نے مسلک اعتزال کو ترک کیا ہے۔)

سرسید احمد خان اور پرویز:۔

سرسید احمد خان (المتوفی ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۸۹۸ء) کے مذہبی کارناموں سے پرویز اتنا متاثر ہے کہ ان کی مدح و تحسین میں ''پاکستان کے معمار اول'' کے نام سے کتاب بھی شائع کی ہیں۔ سرسید کی تعریف میں لکھتے ہیں

''سرسید نے صدیوں کے جمود کی سلوں کو توڑا اور آنے والوں کے لئے فکر و تدبر کا راستہ صاف کیا اس کا یہ کارنامہ اتنا بڑا ہے کہ اس کے بعد آنے والے قرآنی فکر میں کتنا ہی کیوں نہ آگے بڑھ جائیں اس سابق اول کے احسان سے سبکدوش نہیں ہوسکتے'' (۲۱)

ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

''ہمارا دور سرسید کے دور سے علمی اور فکری لحاظ سے بہت آگے ہے اور اسی لئے جن مفکرین نے اس زمانے میں اپنے تدبر فی القرآن'' کے نتائج پیش کیے ہیں وہ سرسید کے فکری نتائج کے مقابلہ میں کہیں بلند اور محکم دکھائی دیتے ہیں لیکن اس سے سرسید کی فکری عظمت کم نہیں ہوتی بہر حال سابق اول، اول ہی رہتا ہے۔ (۲۲)

علامہ مشرقی (۲۳) اور پرویز:۔

علامہ مشرقی کو یوں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

(عنایت اللہ خان مشرقی) تذکرہ کے مصنف کی حیثیت سے جس اعزاز کے مستحق تھے وہ اس سے کہیں بڑھکر تھا عصر حاضرہ کے علوم کی روشنی میں قرآنی حقائق کو پیش کرنے کی یہ بڑی کامیاب کوشش تھی (۲۴)

حافظ اسلم جیراج پوری اور پرویز:۔

آج اسی سرزمین میں علامہ اسلم جیراج پوری کی قرآنی فکر برگ وبار لا رہی ہے جنہوں نے اپنی عمر عزیز اسی جہاد کے لئے وقف کر رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں تا دیر سلامت رکھے تا کہ ہم ان کے تدبر فی القرآن کے نتائج سے مستفید ہوسکیں۔ (۲۵)

حافظ عنایت اللہ اثری اور پرویز:۔

حافظ کی کتاب ''تیسیر البیان علی اصول تفسیر القرآن'' پرویز کو ملی۔تو دیکھنے کے بعد اپنا تاثر یوں بیان کرتے ہیں۔'' مجھے یہ دیکھ کر حیرت اور خوشی ہوئی کہ انہوں نے بھی مسجد اقصیٰ کا وہی مفہوم لیا ہے(۲۶)جس سے میں نے'' مفہوم القرآن'' میں لکھا تھا چونکہ یہ مفہوم میرے نزدیک قرآن کے منشاء کے مطابق ہے مولانا صاحب اگر بقید حیات ہیں تو وہ میری طرف سے اس تحقیق اور حق گوئی کی جرأت پر ھدیہ تبریک قبول فرمائیں (۲۷)

پرویز: تفسیری نو جدیدیت اور آزاد رجحانات:۔

پرویز اساسیت پسند ہیں دینی، سیاسی، مذہبی اور اقتصادی کاموں کی بنیاد ''تفہیم قرآن'' پر رکھتے ہیں اس کے لئے پرویز نے بالکل نئی اور عجیب وغریب توضیحی اور لغوی تکنیک'' سورہ قرآن اور آیات قرآنی کی جدید پسند اصطلاحوں میں تفسیر کے لئے وضع کی ہیں۔

سید احمد خان متوفی ۱۳۱۵ھ سے لیکر آج تک تمام جدید پسندوں میں غالباً پرویز واحد شخص ہیں جو مغربی نقطہ نظر سے سب سے زیادہ قریب ہیں اور یہ بتانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ایک اعلیٰ معیار زندگی اور مقتدر سیاسی، سماجی، انفرادی اور اقتصادی آزادی دنیاوی زندگی کے آدرش ہیں۔

معیار زندگی کا انحصار کسی معاشرے اور اس کے افراد کی آزادی کے پیانے پر ہے اور اس کا دارومدار کائنات کی قوتوں پر انسان کے دسترس اور تسخیر پر ہے۔پرویز نے اس دنیا پرستی پر سارا زور دیکر ایک صحیح نقطہ نظر کو دور از کار اور غیر معقول توضیحی اصطلاحات کی تخلیق کر کے پامال کر دیا۔

وہ ''دنیا'' ''آخرت'' کی اصطلاحات کو جو قرآن میں استعمال ہوئے ہیں بالکل مختلف معانی پہناتے ہیں'' دنیا'' محض پیش نظر حال ہے اور'' آخرت'' اس کرہ ارض پر آئندہ آنے والی نسلوں کے مستقبل سے مراد ہے وہ ''حیات بعد الممات'' کے منکر نہیں ہیں، اور اسے مسلک اسلامی کا اہم اصول گردانتے ہیں لیکن لفظ'' آخرت'' کو دو معنی پہناتے ہیں تا کہ ان میں سے ایک معنی کو مسئلہ معاد سے الگ کر کے اسے دنیاوی حوالہ سے استعمال کریں اور اس سے اقتصادی ترقی کی اہمیت بڑھا سکیں۔تقویٰ صرف عبادت الٰہی نہیں ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ نے مادی اشیاء کی فطرت میں جو قوتیں ودیعت کی ہیں ان سے دولت پیدا کرنے کے امکانات اور تخلیقی کوشش کو صحیح راستہ دکھانے اور کام میں لانے کے لئے انسان کو تیار کیا جائے۔(۲۸)

بقول پرویز ''دین'' کی صرف ایک واحد بنیاد ہے یعنی جملہ مخلوقات، جملہ حیات اور جملہ قانون فطرت کی وحدت کا تصور، اور یہ وحدتیں اللہ کی وحدت سے ماخوذ ہیں دین انسانی سعی کی تنظیم ہے۔ جس میں حال اور مستقبل ایک متحرک وحدت میں مدغم ہو جاتے ہیں پیغمبر اسلام ﷺ اور خلفاء راشدینؓ کے دور میں اساسی مستحکم معاشرہ اس نہج پر کاربند تھا۔ لیکن بنوامیہ اور بنوعباس کی ملوکیت نے اسلامی معاشرہ کے اس نظام میں رخنہ اندازیاں کر کے اسے کھوکھلا کر دیا اور دنیا اور آخرت کو ان کے معروف معانی پہنا دیئے۔ قرآن شریعت کا اصل منبع نہ رہا اور اس کا مطالعہ محض ''صلاۃ'' ''وثواب'' ہو کر رہ گیا، مقررہ مذہبی رسوم پر اکتفاء کیا جانے لگا۔ اور دنیائے مابعد میں جزائے معہود پر انحصار ہونے لگا۔ لاقانونیت اور بدعنوان حکومت کے جواز کے لئے، مقدر اور قسمت کے نظریوں کی عوام میں تعلیم پھیلائی جانے لگی شرمناک طریقے پر احادیث وضع کی جانے لگیں جس کا کلاسیکی علم تفسیر پر غلط اثر پڑنا لازمی تھا۔

آیات قرآنی کو موضوع حدیث اور قیاس پر منطبق کرنے کے لئے توڑنا مروڑنا شروع کر دیا گیا انتہائی بے دست و پا کرنے والا مذہب کا مسلط کردہ نظریہ تقلید اور قرآنی مسئلہ معاد کی تفہیم میں عقل سے کام لینے کو ممنوع قرار دینا ہوئے۔ (۲۹)
پرویز کہتے ہیں

''کہ قرآن معدودے چند ہی اشیاء کو قابل احتساب قرار دیتا ہے اور بقیہ جملہ اشیاء کو افراد اور معاشرہ کی صوابدید پر چھوڑ دیتا ہے صرف فقہی مذہب نے جمالیات پر پابندی عائد کی ہے اس سے اسلامی ثقافت میں ریاکارانہ سمجھوتوں کی بنیاد پڑ گئی نسائی حسن سے پیدا شدہ محبت کو عذاب جہنم کا پروانہ قرار دیا جاتا ہے لیکن یہی جذبہ محبت الٰہی میں لطیف اور پاکیزہ بن جاتا ہے (۳۰)
قرآنی سوشلزم (۳۱) مارکسیت (۳۲) سے بالکل مختلف ہے مارکسیت کے پاس اپنی سوشل فلاسفی کے لئے اور کوئی اخلاقی بنیاد موجود نہیں ہے اشتراکیت (۳۳) کا پرچار صرف طبقاتی نفرت کے نظریہ کے ذریعہ ہی کیا جاسکتا ہے تاریخی ضرورت اور سبب کا جدلیاتی مادی نظریہ قرآن کے تصور حیات اور تاریخ سے بالکل متضاد ہے قرآن کے مطابق وجود کی خدائی اسکیم خیر و شر کی مستقل کشمکش میں خود کو ظاہر کرتی رہتی ہے (۳۴) پرویز کے نزدیک قرآنی لائحہ عمل، جو اچھی زندگی کی جانب رہنمائی کرتا ہے چند بنیادی حقائق کا حامل ہے جنہیں تسلیم کرنا عمل ایمانی کے مترادف ہے ان میں وحی پر یقین، کائنات میں ایک واحد قانون کا جاری وساری ہونا تمام انسانوں کی اخوت اور حیات بعد الممات پر ایمان، جو قانون مکافات پر ایمان لانے پر دال ہے شامل ہے۔
دوسرا قدم وحی کی روشنی میں سماجی ارتقاء پیدا کرنے کی کوشش ہے۔ جس سے مثالی معاشرہ تشکیل پا سکے (۳۵)

پرویز کے نزدیک ''قیام صلوۃ'' سے مرسوم عبادت نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلامی یا زیادہ وسیع معنوں میں انسانی معاشرہ کو اطاعت الٰہی کے لئے منظم کرنا۔قرآن کے حکم زکوٰۃ کی بھی معاشرتی فلاح کی نسبت سے وضاحت کرنا چاہیے۔اور اس سلسلہ میں صدقہ و خیرات کے اصول وضوابط میں، جو رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک سے قرآن میں آئے ہیں(۳۶)

بقول پرویز۔انسانی معاشروں پر حاکمیت، آفاق پر برتری کی طرح، من وعن اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ انسان کو تفویض نہیں کی جا سکتی، حتیٰ کہ نبیوں کے بھی سپرد نہیں ہو سکتی یہ زاویہ نظر حدیث اور سنت کے سرچشمہ قانون ہونے کے تصور کو ''بیخ وبن'' سے اکھاڑ پھینکتی ہے قرآن میں قانون الٰہی کی حیثیت ایک ''فرمان'' کی ہے کسی سخت گیر قانونی ضابطہ کی نہیں ہے اس لئے ایک اسلامی ریاست اللہ کا بدل نہیں ہے بلکہ وہ اللہ کے قوانین پر عمل درآمد کرانے کا ایک واسطہ اور ان ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے ہے جو انسان کے لئے اللہ نے اپنے ذمہ رکھی ہیں۔خلفاء راشدینؓ کا عہد اسی قسم کی نیابت کی ایک مثال ہے یہ خلافت راشدہ شوریٰ کی اعانت سے، جو قرآنی احکامات کی ترجمانی کرتی تھی سرگرم عمل رہی۔(۳۷)

بقول پرویز (المتوفی ۱۹۸۵ء) قرآن نے مشورہ کرنے کا کوئی خاص طریقہ تجویز نہیں کیا ہے بلکہ ہر ماحول اور زمانہ کی احتیاجات کے مطابق اسے کام میں لانے کے لئے چھوڑ دیا ہے لیکن کسی اسلامی ریاست میں قانون سازی یا اسکی مشاورتی اسمبلی یا پارلیمان کا چند نا قابل تبدیلی قرآنی اصولوں کا پابند اور اس حدود کے اندر رہنا لازمی ہے(۳۸)

غلام احمد پرویز کے قرآنی افکار:۔

پرویز نے ''ادارہ طلوع اسلام'' چلا کر اپنی قرآنی فکر کو آگے بڑھایا، بلکہ اس فکر کے لئے مزید میدان بھی پیدا کئے ہیں مختصراً یہاں نکات کی صورت میں درج کیا جاتا ہے۔

۱۔عقل کی برتری:۔

وہ عقل کو قرآنی فکر کی روح رواں سمجھتے ہیں اور پرویز کی بیشتر کتابوں میں اسکی جھلک نمایاں دکھائی دیتی ہے۔ ہر چند پرویز زبانی طور پر عقل کے مقابلہ میں وحی کی برتری کے قائل ہیں لیکن عملاً اپنے کسی مخصوص نظریہ کو قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش میں تاویلات سے کام لیتے ہیں۔

۲۔مسئلہ تقدیر اور پرویز:۔

مسئلہ تقدیر اور جزاء وسزا کے متعلق آپ کا نظریہ معتزلین سے بہت حد تک ملتا جلتا ہے آپ اس مسئلہ کی وضاحت یوں کرتے ہیں۔" خدانے کائنات کو پیدا کر کے ہر چیز کے پیمانے یا قوانین مقرر فرمادیئے ہیں اب وہ خود بھی ان قوانین کا پابند بن گیا ہے ہر عمل کا ایک لازمی نتیجہ ہے جو ان قوانین کے تحت ظہور میں آتا ہے اور ان نتائج کو روکنا یا ختم کرنا اللہ کے قوانین کی خلاف ورزی ہے اس عقیدہ کی رو سے جہاں انسان کو اپنے اعمال کا مختار کل قرار دیا گیا ہے وہاں خدا کی مغفرت اور انبیاء وصالحین کی شفاعت کا عقیدہ بھی باطل قرار پاتا ہے۔(۳۹)

معجزات سے انکار:۔

معجزات کے انکار کے سلسلہ میں آپ سرسید (المتوفی ۱۳۱۵ھ) کے ہم نوا ہیں اور کوئی بات بھی خلاف فطرت تسلیم کرنے کو تیار نہیں لکھتے ہیں

"آپ ﷺ کو کوئی معجزہ نہیں دیا گیا قرآن کریم سے حضور ﷺ کا کوئی حسی معجزہ ثابت نہیں ہوتا۔(۴۰)

نظریہ ارتقاء:

(یہ نظریہ کہ تمام مخلوق رفتہ رفتہ ترقی کر رہی ہے۔چناں چہ انسان بھی ادنی حالت سے ترقی کر کے انسانیت تک پہنچا ہے)

نظریہ ارتقاء کے مسئلہ میں آپ سرسید احمد خان (المتوفی ۱۸۹۸ء) کے ہمنوا ہی نہیں بلکہ آپ نے نظریہ کو قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور اس میں آپ نے انسان کے آئندہ ارتقاء کی بھی نشاندہی کی ہے۔(۴۱)

مرکز ملت:۔

آپ نے اسلم جے راج پوری کے پیش کردہ تصور مرکز ملت کی بھی قرآن کریم سے توضیح وتصریح کی ہے جسکی رو سے آپ نے مرکز ملت کو اللہ اور رسول کے جملہ اختیاراتِ تشریع تفویض کردیئے ہیں۔(۴۲)

مرد کا تفوق:۔

آپ نے عائلی نظام میں مرد کے تفوق کو یکسر ختم کردیا ہے اور یہ سب کچھ قرآن کریم سے ہی ثابت کیا ہے۔(۴۳)

معاشی مسئلہ کا حل:۔ (بقول ان کے) " آپ نے معاشی مسئلہ کا حل قرآن سے نکالا ہے۔(۴۴)

تاویلات کا دھندا:۔

آپ نے اپنے افکار کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ذیل دو پہلوؤں کو اپنے افکار کی بنیاد بنائی ہیں

ا۔تمام احادیث کو نا قابل اعتماد قرار دیا آپ صرف ان احادیث کو قابل قبول سمجھتے ہیں جو آپ کی ''قرآنی فکر'' کے مطابق ہوں۔

۲۔قرآن کی تمام مروجہ اصطلاحوں کو نئے معانی و مفاہیم کا جامہ پہنایا مثلاً خدا، عبادت، اسلام، ملائکہ، جنات، صلوٰۃ، زکوٰۃ، روزہ، حج، قیامت، جنت و دوزخ، آخرت، ایمان بالغیب وغیرہ کا مروجہ مفہوم ہی یکسر بدل ڈالا، پھر بھی بات نہ بنی۔تو کئی جلدوں میں ''لغات القرآن'' تصنیف کر ڈالی۔اور دور جاہلیت سے عربی الفاظ کے ایسے معانی تلاش کئے گئے جو ان مخصوص نظریات وافکار کی تائید میں ممد و معاون ثابت ہو سکیں۔(۴۵)

اس طرح بقول پرویز، آدم علیہ السلام کا کوئی وجود نہیں ہے اور نہ وہ انسان اول ہے۔ملائکہ بشمول حضرت جبرئیل سب کائنات کی بے جان قوتیں ہیں۔جنت و جہنم کا حقیقی وجود نہیں ہے۔حشر اجساد اور قیامت کے دن کو نہیں مانتا پانچ ارکان اسلام نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کو اپنے حقیقی معنوں میں نہیں مانتا۔اسی طرح اسلامی نظام کو ہر زمانے میں نا قابل نفاذ سمجھتا ہے۔وہ اس حقیقت کو ماننے کے لئے تیار نہیں (۴۶)

حضرت عیسیٰ بن باپ کے پیدا نہیں ہوئے تھے بلکہ حضرت مریمؑ کے متعلق ان کا عقیدہ ہے کہ اس نے ایک مرد کے ساتھ شادی کی تھی اور دونوں کے ملاپ کے نتیجے میں عیسیٰ کی پیدائش ہوئی۔(۴۷)

ذات باری تعالیٰ کے متعلق پرویز کا جو عقیدہ ہے اس کا اظہار وہ ان الفاظ میں کرتا ہے۔

''چونکہ خدا عبارت ہے ان صفات عالیہ سے جنہیں انسان اپنے اندر منعکس کرنا چاہتا ہے۔اس لئے قوانین خداوندی کی اطاعت درحقیقت انسان کی اپنی فطرت عالیہ کے نوامیس کی اطاعت ہے(۴۸)

وہ معراج کا برملا انکار کرتے ہیں۔اور کہتے ہیں

کہ ''شب اسریٰ'' سے شب ہجرت اور ''مسجد اقصیٰ'' سے مراد ''مدینہ ہے''۔(۴۹)

وہ ختم نبوت کے منکر ہیں اور اس کے معنی یہ کرتے ہیں

''اب انسانوں کو اپنے حالات کے فیصلے آپ کرنے ہوں گے۔(۵۰)

اسلام کا دور اول جو رسالت مآب ﷺ کا دور تھا جو ہر کسی سے بہترین، زرین باسعادت اور بابرکت تھا پرویز اس کو ''دور وحشت'' کہتے ہیں وہ کمیونزم (۵۱) کا کلی طور پر قائل ہیں اور اس کو ''نظام ربوبیت'' کا نام دیتے ہیں۔

وہ کہتے ہیں

''کہ ملکیت زمین قرآن کی رو سے ناجائز ہے بلکہ اس سے آگے بڑھ کر کہتے ہیں'' کہ قرآن نے مکان، دکان، تجارت، دولت وسرمایہ سب کی انفرادی شخصی ملکیت کو ناجائز قرار دیا ہے (۵۲)

وہ قرآن کے بیان کردہ نظام وراثت کو بھی مسترد کرتے ہیں'' (۵۳)

قرآن میں داؤدؑ کے ذکر میں ''طیر (۵۴)'' کا لفظ آیا ہے جو طائر کی جمع ہے اور جس کے معنیٰ ''پرندے'' ہیں۔ لیکن پرویز کہتے ہیں۔

کہ ''طیر'' سے قبیلہ ''طیر'' کے منتشر افراد مراد ہیں (۵۵)

اور قرآن میں ''ثعبان'' (۵۶) اور ''ید بیضا (۵۷)'' سے مراد معجزہ نہیں دلائل مراد ہیں۔ (۵۸)

وہ نبوت، وحی، ملائکہ، جنات وغیرہ دینی اصطلاحات کو الفاظ کی حد تک تو تسلیم کرتے ہیں لیکن ان کے معانی و مفاہیم اور حقائق دور نبوی ﷺ سے لے کر آج تک امت مسلمہ میں تواتر وتوارث کے ساتھ منقول چلے آرہے ہیں عربی مبین میں مروج بھی ہیں ان سے انکار کر کے اور ان کو مفسرین کی غلطی پر محمول کر کے نئے معانی بیان کئے ہیں جو دراصل ان کے اپنے خیالات اور افکار ہیں جنات کی حقیقت کے بارے میں ان کی رائے وہی ہے جو سرسید مکتب فکر کی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں

'' انسانی آبادیاں قدیم الایام سے دو حصوں میں منقسم چلی آرہی ہیں شہری اور جنگلی خانہ بدوشی کی زندگی، اب ثانی الذکر گھٹتی جارہی ہے عربوں کے ہاں خصوصیت سے یہ دونوں آبادیاں ایک دوسرے سے ممیز تھیں اور ان کے رہنے سہنے کے طریقے، رسوم وعادات، معاشرتی ومعاشی انداز بالکل جداگانہ۔ ان کے ہاں ''الانس،، اس قبیلے کو کہتے تھے جو ایک جگہ مقیم ہو یعنی شہری آبادی، اور ''الجن،، ان لوگوں کو جو ان شہریوں کی نگاہوں سے اوجھل صحرانشینی کی زندگی بسر کرتے تھے یہ دونوں گروہ انسانوں پر مشتمل تھے اور انہی کو قرآن نے ''انس وجن،، کہہ کے پکارا ہے۔ (۵۹)

بہر حال پرویز کی سب کتابیں قرآن کے معنوی تحریفات سے بھری پڑی ہیں مگر ان کی تفسیر ''مفہوم القرآن'' تحریفات قرآنی کا سب سے بڑا مجموعہ ہے اور اس میں انہوں نے اول سے لیکر آخر تک قرآن مقدس کے معانی اور حقائق میں بے پناہ خود ساختہ تبدیلیاں اور باطل امیزیاں کی ہیں بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہے کہ انہوں نے معنیٰ اور مفہوم کے اعتبار سے قرآن مقدس کے مقابلے میں اپنا ایک نیا اور متوازی قرآن پیش کیا ہے۔ مفہوم القرآن میں قرآنی آیات کی جو مہمل تاویلات (۶۰) کی ہیں

تاویلات پرویز:۔

کلمہ توحید ورسالت:۔ لا الہ الا اللہ۔ ''قانون صرف خدا کا ہے کسی اور کا نہیں'' (۶۱)

محمد رسول اللہ ﷺ:

اور تو اور انسانوں میں سب سے زیادہ ممتاز ہستی محمد ﷺ کی پوزیشن اتنی ہی ہے کہ وہ اس قانون کا انسانوں تک پہنچانے والا ہے، اسے بھی یہ کوئی حق نہیں کہ کسی پر اپنا حکم چلائے" (۶۲)

اس عبارت میں پرویز نے کلمہ توحید و رسالت کا مفہوم ہی بدل دیا ہے "الہ" کے معنی "قانون" کے کئے ہیں حالانکہ لغت میں "الہ" معبود کے معنی کے لئے مخصوص ہے۔"و الہ جعلوہ اسماً لکل معبود لھم" (۶۳)

قرآن میں ارشاد ہے لو کان فیھما الھة الا اللہ لفسدتا (۶۴)

اور محمد ﷺ کا جو مفہوم بیان کیا ہے اس سے ایمان بالرسول کی نفی ہوتی ہے۔

عبادت الٰہی کا مفہوم پرویز کے نزدیک:۔

یاایھا الناس اعبدوا ربکم (۶۵)

پرویزی ترجمہ:۔اے گروہ انسانی تمہیں ان اقوام کے خودساختہ نظام کی نگاہ فریب جگمگاہٹ سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے تمہیں چاہیے کہ اپنے آپ کو نشوونما دینے والے کے قوانین کے تابع لے آؤ ۔(۶۶)

پرویز نے جس طرح "الہ" سے قانون الٰہی مراد لیا ہے اسی طرح "عبادت الٰہی،، سے بھی "قوانین الٰہی،، مراد لئے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پرویز عبادت الٰہی کے قرآنی تصور کا قائل نہیں"

ہفت آسمان اور پرویز:۔قرآن میں ارشاد ہے۔

ثم استوٰی الی السماء فسوھن سبع سمٰوٰت (۶۷)

پرویز کا ترجمہ:۔ تم کائنات کی پنہائیوں پر غور کرو کہ اس میں متعدد اجرام فلکی کس توازن واعتدال کے ساتھ اپنے اپنے فرائض کی سرانجام دہی میں سرگرم ہیں" (۶۸)

قرآن پاک نے متعدد مقامات میں "سبع سموات (۶۹) کا ذکر کیا ہے لیکن پرویز ان سب آیاتوں میں اجرام فلکی (۷۰) مراد لیتے ہیں۔

اطاعت رسول کا پرویزی مقام:۔

اطاعت رسول ﷺ پرویز کے نزدیک کیا ہے؟ لکھتے ہیں

''مقلد ائمہ ہوں یا مقلد روایات۔تقلید کی تائید میں ان کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ ہم رسول اللہ یا صحابہ کبار یا ائمہ فقہ کی تقلید کرتے ہیں وہ یہ کہتے وقت اتنا نہیں سوچتے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کبار یا ائمہ فقہ کسی کے مقلد نہیں تھے۔وہ مسائل زندگی کا حل خود سوچتے تھے آپ بھی اپنے مسائل زندگی کا حل خود تلاش کیجئے'' (۷۱)

مقام رسالت پرویز کی نظر میں:۔

توحید کے بعد رسالت حضور ختم المرسلین ﷺ پر ایمان لانا ضروری ہے لیکن پرویز صاحب کا ارشاد ہے''رسول پر ایمان لانے سے مفہوم اس کی ذات پر ایمان نہیں کیونکہ اس کی ذات تو مکان و زمان کے حدود کی پابند ہوتی ہے اور ملت اسلامیہ جیسا کہ ابھی ابھی کہا جا چکا ہے ابدیت سے ہمکنار ہے رسالت محمدیہ پر ایمان سے مقصود اس کتاب پر ایمان ہے جو حضور کی وساطت سے امت کو ملی'' (۷۲)

اطاعت رسول اور پرویز:۔

اطیعوا الرسول (۷۳) من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (۷۴)

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ''اطاعت رسول'' پر زور دیا ہے۔اور بار بار اطاعت رسول ﷺ کا ذکر فرمایا ہے۔لیکن غلام احمد پرویز خدا کے احکام و فرائض پر عمل کرنے کے لئے''اطاعت رسول' ضروری نہیں سمجھتے۔لکھتے ہیں۔

''قرآن میں جہاں جہاں اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اس سے مراد امام وقت یعنی مرکز ملت کی اطاعت ہے جب تک محمد ﷺ امت میں موجود تھے ان کی اطاعت ﷺ تھی اور آپ کے بعد آپ کے زندہ جانشینوں کی اطاعت اللہ و رسول کی اطاعت ہوگی اور اطاعت عربی میں کہتے ہیں زندہ کی فرمانبرداری کو'' (۷۵)

پرویزی وحی:۔ پرویز (متوفی ۱۹۸۵ء) لکھتے ہیں

''قرآن کریم میں بجز چند تفصیلی احکام دین کے اصول بیان ہوئے ہیں ان اصولوں کی روشنی میں ہر زمانے کے مسلمانوں کا اجتماعی نظام (امام وقت) اپنے زمانے کے تقاضوں کے مطابق جزی احکام خود مرتب کرلے گا ان احکام کا نام''شریعت'' ہے

لہذا قرآن کے اصول تو غیر متبدل ہیں لیکن ان کی روشنی میں متعین کردہ جزی احکام زمانے کے تقاضوں کے مطابق بدلتے رہیں گے (۷۶)

غور کی بات ہے کہ جس ذات اقدس پر قرآن مجید نازل ہوا تھا۔ یعنی محمد ﷺ پر۔ کیا انہوں نے قرآن کے اصولوں کی روشنی میں جزی احکام مرتب کئے تھے؟ یا نہیں اگر کئے تھے۔ تو پھر ماننا پڑے گا۔ کہ وہ احادیث ہیں۔ لیکن پرویز احادیث کو حجت نہیں مانتے ہیں

"دین میں حجت کے طور پر وہ (حدیث) نہیں پیش کی جاسکتی اس (حدیث) کو دین بنالینے سے بڑا نقصان یہ ہوا ہے۔ کہ قرآن کریم جو سراسر زندگی ہے حجاب میں آگیا ہے"۔ (۷۷)

زکوٰۃ اور پرویزی فکر:۔

زکوۃ کے بارے میں پرویزیوں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔

"قرآن نے زکوٰۃ کا حکم دیکر اس کی شرح وقیود کو غیر متعین چھوڑ دیا ہے تا کہ ہر زمانہ کی اسلامی حکومت اپنی اپنی ضروریات کے مطابق اسے خود متعین کرتی رہے۔ قرونِ اولیٰ میں اگر خلافت راشدہ نے اپنے زمانہ کی ضرورت کے مطابق اڑھائی فی صدی مناسب سمجھا تھا اس وقت یہی شرح شرعی تھی اگر آج کوئی اسلامی حکومت کہے کہ اس کی ضروریات کا تقاضا بیس فی صدی ہے تو یہی بیس فی صدی شرعی شرح قرار پائے گی" (۷۸)

پرویز نے یہاں بھی "اقیمو الصلوٰۃ" کی طرح "اقیموا الزکوۃ" کا بھی مثلہ کر کے رکھدیا ہے "الصلوٰۃ" کے معنی و مفہوم میں پرویز بہت دور تک گئے ہیں اس مفہوم کا خلاصہ کچھ طرح ہے۔

الصلوٰۃ:۔

۱۔ صراط مستقیم پر چلنے کا نام ہے

۲۔ نشو ونما دینے والے کے قانون ربوبیت کے پیچھے پیچھے چلو (یہی نماز پڑھنا ہے)

۳۔ گھوڑ دوڑ میں پہلے نمبر پر رہنے والے گھوڑے کے عین پیچھے پیچھے چلنے والا مصلی ہے اسی طرح قانون ربوبیت کے پیچھے چلنے والا نمازی ہے

۴۔ سجدہ سے مراد قانون خداوندی کی اطاعت ہے

۵۔ رکوع کے معنی قانون خداوندی کے سامنے جھک جانا ہے۔ (۷۹)

پرویز صاحب مزید اسکی تشریح اس طرح کرتے ہیں۔

''تمسک بالکتاب'' یعنی قانون خداوندی کا عملاً اتباع ناممکن ہے جب تک کہ دین کا نظام عملاً جاری وساری نہ ہو اور چونکہ اقامت صلوٰۃ بھی اسی نظام ہی سے وابستہ ہے اس لئے ''اقامت صلوۃ'' بغیر تمکن فی الارض ''یعنی کسی خطہ زمین میں قرآنی حکومت قائم کئے بغیر ناممکن ہے'' (۸۰)

مطلب یہ ہے کہ جب تک کسی خطہ زمین (مثلاً پاکستان) میں قرآنی حکومت قائم نہ ہو نماز قائم کرنا ناممکن ہے مثلاً پاکستان میں اسلامی حکومت قائم نہیں تو نماز قائم کرنا بھی ناممکن ہوگئی۔

پرویز کے قرآنی ترجمے اور تفردات:

جیسا کہ معلوم ہوگیا کہ پرویز صاحب حدیث کو دین سے خارج کر کے صرف قرآن میں ہی دین کو محصور سمجھتے ہیں لیکن ترجمے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ سب سے ایک الگ راہ چل رہے ہیں۔ ان کا ترجمہ جمہور علماء کے تراجم کے بالکل خلاف ہے۔ آیاتوں کی من مانی تاویلات کر کے ترجمہ میں آیات کا حلیہ ہی بگاڑ دیا ہے۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

۱۔ **والذین یمسکون بالکتاب و اقاموا الصلوۃ.** (۸۱)

پرویز کا ترجمہ:۔ (متقی وہ ہیں جو) قانون خداوندی کے ساتھ پورا پورا تمسک رکھتے ہیں یعنی صلوۃ کو قائم کرتے ہیں'' (۸۲)

مطلب یہ ہوا کہ جس نے صلوۃ قائم کی (یعنی طریقہ مستقیم پر چلا) اس نے قانون خداوندی کے ساتھ ساتھ پورا پورا تمسک کر لیا تو پھر روزہ، زکوٰۃ، حج اور دیگر اوامر کدھر گئے؟ صحیح یہ ہے ''اقامت صلوۃ'' اور ''تمسک با الکتاب'' دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔

مولانا شاہ رفیع الدین (المتوفی ۱۲۳۳ھ) یوں ترجمہ کرتے ہیں۔

''جو لوگ محکم پکڑتے ہیں کتاب کو، اور قائم رکھتے ہیں نماز کو،، (۸۳)

شاہ عبدالقادر (المتوفی ۱۲۳۰ھ) کا ترجمہ:۔

جنہوں نے چنگل مارا ساتھ کتاب کے، یعنی عمل کیا موجب اس کے، اور قائم رکھا نماز کو (۸۴)

۲۔ **قل امر ربی بالقسط و اقیموا وجوھکم عند کل مسجد** (۸۵)

پرویزی ترجمہ:۔

ربوبیت میں توازن قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تم اپنے اعمال اور افکار کے رخ میں صحیح سمت اختیار کرو'' (۸۶)

دوسرے مفکرین نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

ا۔کہہ کہ حکم کیا ہے تیرے پروردگار نے ساتھ عدل کے، کہ توحید ہے اور سیدھا کرو تم اپنے مونہوں کو نزدیک ہر مسجد کے'' (۸۷)

۲۔آپ کہہ دیجیے کہ میرے رب نے حکم دیا ہے انصاف کرنے کا اور یہ کہ تم ہر سجدہ کے وقت اپنا رخ سیدھا رکھا کرو'' (۸۸)

وما امروا الا لیعبدواللہ (۸۹)

ترجمہ و پرویز:۔ ''تمہیں اس کے سوا اور کوئی حکم نہیں دیا گیا، بجز اس کے کہ تم صرف قانون خداوندی کی ''محکومی'' اختیار کرو'' (۹۰)

یہاں پرویز نے ''عبادت'' کا ترجمہ محکومی سے کیا ہے مسلمان یہاں کئی سال انگریزوں کے محکوم رہے۔ کیا وہ انگریزوں کی عبادت کرتے تھے؟ دوسرے مفسرین کے ہاں اس آیت کا ترجمہ یہ ہے

ا۔و فرمودہ نشد ایشان را مگر آنکہ عبادت کنند خدائے را'' (۹۱)

۲۔اوران کو حکم یہی ہوا، کہ عبادت کریں اللہ کی'' (۹۲)

۳۔اوران کو حکم تو یہی ہوا تھا کہ خدا کی عبادت کریں (۹۳)

۴۔وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ (۹۴)

پرویز کا ترجمہ:۔ ''دین کے پورے نظام میں اپنے افکار و اعمال کا رخ قانون خداوندی کے ساتھ متوازی رکھنا'' (۹۵)

پرویز کا ترجمہ تمام مترجمین کے تراجم سے مختلف ہے۔ دوسرے مترجمیں کے تراجم نمونہ کے لئے ملاحظہ ہو۔

ا۔اور جس مکان میں ہو تم رہنے والے، اے مسلمان! تو پھیرو اپنے منہ کو کعبے کی طرف' (۹۶)

۲۔اور تم سب لوگ جہاں کہیں بھی موجود ہو۔ اپنے چہروں کو اسی (مسجد حرام) کی طرف کیا کرو'' (۹۷)

۳۔اور جس جگہ تم ہوا کرو پھیرو منہ اسی کی طرف، (۹۸)

''دین کے پورے نظام'' ''اپنے افکار و خیالات و اعمال کا رخ'' ''قانون خداوندی کے ساتھ متوازی رکھنا'' یہ جمل کن آیات اور کن الفاظ کے تراجم ہیں؟ پرویز صاحب نے ترجمہ نہیں کیا بلکہ اپنے افکار و خیالات کو ترجمہ کا جامہ پہنایا ہے۔ پرویز صاحب ''اقامت صلوۃ'' کے گوشوں کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''پہلے فرمایا'' و اتقوہ '' یعنی قانون خداوندی سے پوری ہم آہنگی پیدا کرو۔ اس کے بعد کہا . و اقیموا الصلوۃ ولا تکونوا من المشرکین من الذین فرقوا دینھم (۹۹)

یعنی اس قانون سے ہم آہنگی کا عملی نتیجہ نظام قرآنی کی تشکیل ہوگی اور اس نظام کا فطری نتیجہ یہ ہوگا کہ انسان جو اس نظام کے بغیر گروہوں اور ٹکڑے میں بٹے ہوئے ہیں ایک مرکز پر جمع ہو جائیں گے'' (۱۰۰)

پرویز صاحب اپنے تفردات میں قرآن کو اپنی خواہش کی بھینٹ چڑھایا ہے۔ دوسرے مفسرین کے ترجے اور پرویز کے ترجے میں آسمان وزمین کا فرق ہے۔ مثلاً اس آیت کے ترجے کو دوسرے مترجمین کے ہاں ہم دیکھتے ہیں۔

ا۔ اور اس سے ڈرتے رہو اور قائم رکھو نماز اور مت ہو شرک کرنے والوں میں، جنہوں نے پھوٹ ڈالی اپنے دین میں''

(۱۰۱)

۲۔ اور اس سے ڈرا کرو، اور نماز ادا کرتے رہو اور شرک کرنیوالوں میں شامل نہ ہو جاؤ ان میں جنہوں نے اپنے دین میں پھوٹ ڈالدی'' (۱۰۲)

ان نمونوں سے یہ بات روشن ہوگئی کہ پرویز نہ صرف منکر حدیث ہے بلکہ اس نے قرآن کے من مانے معنی اور تفسیر بالرائے کر کے قرآن کی بھی مخالفت کی ہے من قال فی القرآن برایه فلیتبوا مقعده من النار (۱۰۳)

ان کے نزدیک ''اقیموا الصلوة اور اتوا الزکوة'' کے معنی، مفہوم اور مطلب ساری امت سے جدا اور مختلف ہے۔

نماز (۱۰۴)، روزہ (۱۰۵)، حج (۱۰۶)، زکوٰۃ (۱۰۷)، صدقات، قربانی (۱۰۸)

اسلام کے مسلمات، معتقدات اور ارکان غیر قرآنی ہیں۔ وہ صاف لکھتے ہیں۔

''مسلمانوں سے پوچھئے، جو ان چیزوں کو ہزار برس سے اپنے سینے سے لگائے پھر رہے ہیں۔ (۱۰۹)

قرآن میں غور وفکر کرنے کا پرویزی طریقہ:۔

پرویز (م ۱۹۸۵ء) لکھتے ہیں۔

''میں قرآن کا ایک ادنیٰ طالب علم ہوں قرآن سے رہنمائی حاصل کرنے کے لئے میرا ہمیشہ یہ انداز رہا ہے کہ میں پہلے سے کوئی خیال قائم کر کے قرآن کے اندر نہیں جاتا، ایک سوال کو سامنے رکھتا ہوں اور خالی الذھن ہو کر کوشش کرتا ہوں کہ مجھے قرآن سے اس کا کوئی حل مل جائے جو حل مجھے قرآن سے ملتا ہے اسے قبول کرتا ہوں، خواہ وہ ساری دنیا کے مسلمات کے خلاف ہی کیوں نہ جائے۔ حتی کہ خود میرے اپنے معتقدات اور تصورات کے خلاف ہی کیوں نہ جائے'' (۱۱۰)

شاید یہی وجہ ہے کہ پرویز صاحب نے خالی الذھن ہو کر قرآن پاک پر غور شروع کیا تو بہت ساری باتیں دریافت کر ڈالیں جو ساری امت مسلمہ کے مسلمات کے خلاف تھیں۔ مثلاً

ا۔قرآن کی رو سے نہ زمین کی ملکیت جائز ہے نہ انفرادی ملکیت۔(۱۱۱)

۲۔نیز یہ بھی دریافت کیا

''کہ انسان جو کچھ کمائے وہ سرکار عالیہ کا ہوتا ہے اور سرکار عالیہ ہر ایک کو اس کی بنیادی ضروریات مثلاً روٹی، کپڑا اور مکان دینے کی ذمہ دار ہے(۱۱۲)

اپنے خیالات ونظریات کو قرآن سے کشید کرنے کا یہ پرویزی طریقہ:۔

اس سلسلہ میں آپ نے کئی طریقے استعمال کئے ہیں۔مختصر روداد یہ ہے۔

ا۔اپنی طرف سے بے جا اضافوں کے ذریعہ سے:

آپ کسی آیت کے ترجمہ میں اپنی طرف سے کچھ ایسے اضافے کر دیتے ہیں جن کا قرآنی الفاظ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اور اس طرح اس خیال ونظریہ کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں مثلاً

یایھاالانسان انک کادح الی ربک کدحا فملقیہ(۱۱۳)

''اے انسان تو سخت دشوار گزار منازل طے کرتا ہوا خدا کے نظام ربوبیت کے سامنے جا کھڑا ہوگا''(۱۱۴)

اب یہاں پرویز صاحب نے ''نظام ربوبیت'' کے الفاظ اپنی طرف سے چسپاں کئے ہیں۔

۲۔انا ھدینہ السبیل اما شاکرا و اما کفورا (۱۱۵)

''ہم نے اسے (ربوبیت کا) راستہ دکھادیا ہے اب چاہے تو اس راہ کو اختیار کرے اور چاہے تو اس سے انکار کردے''(۱۱۶)

۳۔ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ ''(۱۱۷)

''جو شخص اس ضابطہ (اسلام) کے سوا کسی اور ضابطہ کو اپنا نظام چاہے گا تو قانون کائنات کی رو سے وہ نظام قابل قبول نہیں ہوگا کیونکہ وہ ربوبیت کے حصول کا ذریعہ نہیں بن سکتا(۱۱۸)

۴۔ام نجعل الذین امنوا و عملو الصالحات کا لمفسد ین فی الارض ام نجعل المتقین کا لفجار (۱۱۷)

''کیا (یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ) ہم ان لوگوں کو جو دنیا میں ناہمواریاں پیدا کرتے ہیں ان لوگوں کے برابر کردیں گے جو ہمارے قانون ربوبیت پر ایمان لاتے ہیں اور ہمواریاں پیدا کرنے والے پروگرام پیدا ہوتے ہیں کیا وہ لوگ اپنی معاشی زندگی کو ہمارے قانون سے الگ سمجھتے ہیں (فجار) ان لوگوں کے برابر ہو جائیں گے جو اس زندگی کو ہمارے قانون سے ہم آہنگ رکھتے ہیں''(۱۲۰)

ان ترجموں میں ''اجنبی الفاظ'' دیکھ رہے ہیں ہے پرویز کا ''نظام ربوبیت'' کو قرآن سے ثابت کرنے کا یہ انوکھا طریقہ ہے۔

پرویز کے نزدیک ''ربوبیت'' ''قانون ربوبیت'' ''نظام ربوبیت'' کے لئے قرآنی الفاظ'':

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ پرویز نے بہت سے الفاظ کا ترجمہ یا مفہوم ''ربوبیت' یا قانون ربوبیت یا نظام ربوبیت بتلایا ہے۔

مثلاً ''رب: کا معنی پرودگار' پالنے والا یا مالک ہے (۱۲۱) .اور یہ لفظ بطور فاعل ہی استعمال ہوتا ہے لیکن پرویز اس کا ترجمہ ''خدا کی ربوبیت'' بتلاتے ہیں جیسے ''یوم یقوم الناس لرب العالمین ''(۱۲۲) تمام نوع انسانی خدا کی ربوبیت کے لئے اٹھ کھڑی ہوگی'' (۱۲۳)

(۲) اللہ: اللہ کے معنی بھی نظام ربوبیت لئے ہیں جیسے ''واللہ یعدکم مغفرۃ منہ و فضلاً'' (۱۲۴)

'نظام ربوبیت تمہیں پوری پوری حفاظت کا یقین دلاتا ہے اور فراوانیوں کی ضمانت دیتا ہے'' (۱۲۵)

۳۔قرآن مجید کے معنی بھی ''قانون ربوبیت ہے۔جیسے

بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ (۱۲۶)

''وہ قانون ایسے محفوظ مقام میں رکھا گیا ہے جہاں زمانے کے اثرات نہیں پہنچ سکتے'' (۱۲۷)

۴۔دین کا معنی بھی قانون ربوبیت بھی اور نظام ربوبیت بھی۔ (۱۲۸)

۵۔اسلام کے معنی ہیں اس نظام کا قیام اور تکمیل جس میں ہر شے کی مضمر صلاحیتوں کا نشوونما ہو جائے یعنی نظام ربوبیت کی تکمیل (۱۲۹)

۶۔بینۃ کے معنی بھی قانون ربوبیت ہے۔(۱۳۰) لفظ'' آیات'' کا معنی بھی قانون ربوبیت ہے'' (۱۳۱)

''پرویز کے ہاں نئی نئی اصطلاحات کا طریقہ''

''دنیا'' اور آخرت'' کے کئی معنی و مفہوم:۔

''دنیا'' بمعنی حال ''آخرت'' بمعنی مستقبل

''دنیا'' بمعنی ذاتی مفاد ''آخرت'' بمعنی کلی مفاد

''دنیا'' بمعنی مفاد عاجلہ ''آخرت'' بمعنی آنے والی نسلوں کا مفاد

''دنیا'' بمعنی طبعی زندگی ''آخرت'' بمعنی مرنے کے بعد کی زندگی (۱۳۲)

ان چار معانی میں سے مسلمانوں کے ہاں صرف چوتھا معنی درست اور مسلم ہے باقی معانی پرویز کی اپنی ضرورت کے تحت ایجاد کردہ ہیں۔

ایک جگہ لکھتے ہیں

''کہ عربی میں قریب کے لئے'' دنیا'' کا لفظ آتا ہے اور بعید کے لئے آخرت کا'' (۱۳۳)

''اللہ'' سے مراد'' قرآنی معاشرہ'' ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ (۱۳۴)

پرویز اس آیت میں اللہ سے مراد'' قرآنی معاشرہ'' مومنین سے مراد'' افراد معاشرہ'' اور جنت سے مراد'' روٹی، کپڑا اور مکان'' یا'' ضروریات زندگی'' لیتے ہیں گویا قرآنی حکومت افراد معاشرہ کو ضروریات زندگی دے گی (ایتائے زکوٰۃ اور اس کے عوض افراد معاشرہ کی جانیں بھی اور اموال بھی سب کچھ قرآنی حکومت کے ہوتے ہیں اسی معاہدہ کی رو سے افراد معاشرہ اپنی انفرادی ملکیت رکھ ہی نہیں سکتے کیونکہ وہ تو اپنا سب کچھ حتی کہ جانیں بھی قرآنی حکومت کے ہاتھ'' جنت'' کے عوض فروخت کر چکے ہیں'' (۱۳۵)

پرویز کے چند قرآنی اصطلاحات:۔

پرویز صاحب نے اپنی کتابوں میں چند قرآنی اصطلاحات کی فہرست دی ہیں۔ اور انہیں'' اصطلاحات'' نام دینے کے ساتھ خود ہی ان کے معانی بھی متعین کئے ہیں اور یہ تمام اصطلاحات انسان کے معاشی مسئلہ کے گرد گھومتے ہیں ان میں سے چند کو حروف تہجی کے مطابق ترتیب وار لکھ دیتا ہوں۔

لفظ	معنی	پرویزی مفہوم
ارض	زمین	''انسان کی معاشی زندگی'' (۱۳۶) ''وسائل پیداوار'' (۱۳۷)
انفاق	خرچ کرنا	ایسا نظام جس میں ایک طرف سے افراد کی محنت کا ماحصل آتا جائے اور دوسری طرف سے مفاد عامہ کے لئے نکلتا جائے'' نفق'' ایسا راستہ جو دونوں طرف سے کھلا ہو'' (۱۳۸)
ایمان بالغیب	یعنی اللہ اسکی کتابوں، فرشتوں، رسولوں، آخرت پر بن دیکھے یقین کرنا	'خدا کے نظام ربوبیت کے ان دیکھے نتائج پر یقین رکھنا'' (۱۳۹)
تقویٰ	پرہیزگاری کرنا، گناہوں سے بچنا	
	خوف الٰہی	معاشی پروگرام کو مستقل اوزار (قانون خداوندی) کے ساتھ ہم آہنگ کرنا اور اس طرح فرد اور معاشرہ کو خوف وخون سے بچا لینا'' (۱۴۰)

حزن	غم	''سامان رزق کی کمی کی وجہ سے افسردہ خاطر رہنا' حتی کہ وہ بال بچے بھی حزن کہلاتے ہیں جن کی معاش کی فکر سے انسان غمگین ہو جائے'' (۱۴۱)

دین	ا۔مکمل حاکمیت ۲۔مکمل عبودیت

۳۔قانون جزا و سزا ۴۱۔جزا و سزا کا نفاذ ''دین نام ہی قرآن کے عطا کردہ مستقل اقدار کے تحفظ کا ہے'' (۱۴۲)

''قرآن نے واضح الفاظ میں بتایا ہے کہ ''الدین'' سے مفہوم نظام ربوبیت کا قیام ہے''

(۱۴۳) خدا مالک یوم الدین ہے دین کے معنی مکافات عمل کے ہیں (۱۴۴)

ذکر	یاد کرنا	و من اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا (۱۴۵)

جو قوم اس خدا کے اس ''قانون'' سے روگردانی کرتی ہے اس کی معیشت تنگ ہو جاتی ہے''

(۱۴۶)

الربانیوں	مشائخ، درویش	نظام ربوبیت کی حامل جماعت'' (۱۴۷)
سیأت	برے کام	انسانی ذات اور معاشرہ کا توازن بگاڑنے والا پروگرام'' (۱۴۸)
طیبات	پاکیزہ چیزیں یا پاکباز عورتیں	زندگی کی خوشگواریاں (۱۴۹)

پرویز کا تفسیری انداز:۔

پرویز کا تفسیری انداز بھی ان کے ذہنی افکار کی عکاسی کرتا ہے دوسرے تمام مفسرین سے مختلف سوچ اپنا کر تفسیر کرتے ہیں مثلاً پرویز (متوفی ۱۹۸۵ء) سرمایہ دارانہ نظام میں طبقاتی تقسیم کا نقشہ کھینچتے ہوئے جو آیات اللہ تعالیٰ نے قیامت کے احوال سے متعلق نازل فرمائی ہیں وہ آپ اس معاشرہ پر منطبق کرتے چلے جاتے ہیں۔ مثلاً لکھتے ہیں

''اس کے بعد حالت یہ ہو جاتی ہے کہ بھائی بھائی سے الگ ہو جاتا ہے (یوم یفر المرء من اخیه (۱۵۰) اولاد ماں باپ سے جدا ہو جاتی ہے (و امه و ابیه (۱۵۱) کہ حتی کہ میاں بیوی اور باپ بیٹے کے مفاد تک بھی ایک دوسرے سے متصادم ہو جاتے ہیں (و صاحبته و بنیه (۱۵۲) ہر شخص اپنے اپنے مفاد کے حصول کے لئے الگ الگ پروگرام بنائے۔ (بل یرید کل امری منهم ان یوتی صحفا منشرة (۱۵۳) اس نظریہ کے تحت جو کچھ افراد میں ہوتا ہے وہی کچھ قوم میں ہوتا ہے اس کی رو سے ہر قوم کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ دوسری قوموں کو زندگی کی خوشگواریوں سے محروم کر دے، (کلما دخلت امة لعنت اختها) (۱۵۴) اس ختمی زندگی میں ہر قوم دوسری قوم کو محروم کرنے کی فکر میں ہوتی ہے ''ان تکون امة هی اربی من امة (۱۵۵) اس کے بعد جس طرح ہر دولت مند یہ سمجھ لیتا ہے

کہ مجھے اب دوسرے افرادانسانیہ کی پرواہ کیا ہے میرا مال ودولت میرے لئے کافی ہے اسی طرح ہر قوم اپنے آپ کو خود مکتفی سمجھ کر خیال کر لیتی ہے کلا ان الانسان لیطغی • ان راہ استغنی (۱۵۶) جب انسان اپنے آپ کو مستغنی تصور کر لیتا ہے تو پھر آئین وضوابط سے سر کشی اختیار کر لیتا ہے" (۱۵۷)

اس اقتباس میں پرویز نے سات مختلف سورتوں سے آیات لیکر طبقاتی تقسیم کا جونقشہ پیش کیا ہے یہ آپ کے تفسیری انداز کی تصویر ہے۔ اس میں انہوں نے قرآن کے سیاق وسباق سے بے نیاز ہوکر اپنا نظریہ پیش کیا ہے۔ پرویز کے تفسیری انداز میں یہ خصوصیت دکھائی دیتی ہے کہ وہ اپنے خیالات ونظریات (اپنے قرآنی افکار) پہلے تحریر کرتے ہیں اور آخر میں قرآن پاک کی آیت درج کرتے ہیں گویا آپ خود قرآن کے پیچھے چلنا گوارا نہیں فرماتے بلکہ قرآن کو اپنے خیالات کے پیچھے لگانا چاہتے ہیں۔

پرویز متوفی ۱۹۸۵ء کی قرآنی فقاہت:

روزہ رکھنے میں تکلیف ہوتو فدیہ دے:۔ و علی الذین یطیقونه فدیة طعام مسکین (۱۵۸)

لیکن اگر مشکل یہ ہو کہ ایک شخص نہ تو بیمار ہے اور نہ ہی سفر میں ہے لیکن اس کی کیفیت یہ ہے کہ وہ روزے کو بمشقت نباہ سکتا ہے تو اس کے لئے دوسرے اوقات میں روزے پورے کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اسے چاہیے کہ روزے کے عوض کسی حاجت مند کو روٹی کھلانے کا انتظام کرے۔ (۱۵۹)

آیت کا اصل ترجمہ یہ ہے

"اور جن کو روزہ کی طاقت ہوان کے ذمہ بدلہ ہے ایک فقیر کا کھانا" (۱۶۰)

واضح رہے کہ اس آیت کے متعلق حدیث مبارک ہے سلمہ بن اکوع (۱۶۱) سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہمیں اختیار دے دیا گیا تھا کہ جس کا جی چاہے روزہ رکھے جس کا جی چاہے ہر روزے کا فدیہ دے دے۔ پھر جب دوسری آیت فمن شهد منکم الشهر فلیصمه (۱۶۲) نازل ہوئی تو یہ اختیار ختم ہو کر طاقت والوں پر صرف روزہ رکھنا ہی لازم ہو گیا (۱۶۳)

پرویز چونکہ احادیث نبوی ﷺ سے منکر ہے اس لئے اس کے نزدیک روزہ رکھنا ضروری نہیں

صلوۃ وسطی:۔

حافظوا علی الصلوات و الصلوۃ الوسطی (۱۶۴)

پرویزی تفسیر: تمہارا مرکزی فریضہ جس کی حفاظت اشد ضروری ہے، یہ ہے کہ تم زندگی کے ہر گوشے میں ہمیشہ قوانین کی اطاعت میں کمربستہ کھڑے رہو" (۱۶۵)

آیت کا ترجمہ مفسرین ومترجمین نے یہ کیا ہے

''محافظت کرو سب نمازوں کی اور (خصوصاً) بیچ والی نماز کی'' (۱۶۶)

اس آیت میں پانچ وقتہ نمازوں کی حفاظت کی تاکید کی گئی ہے اور پھر ان میں بیچ والی نماز کی حفاظت واہتمام پر خاص زور دیا گیا ہے علمائے امت کی اکثریت کے نزدیک بیچ والی نماز سے مراد ''نماز عصر'' ہے (۱۶۷)

لیکن پرویز آیت کے مدلول اور حقیقی مفہوم کے بالکل برعکس ''قوانین زندگی'' پر زور دیا ہے۔

ولا تصل علی احد منهم مات ابدا • ولا تقم علی قبره (۱۶۸) کی پرویزی تفسیر:۔

''ان سے معاشرتی تعلقات بھی منقطع کرلو، تاکہ انہیں اور ان جیسے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ تم ان کی حرکات کی وجہ سے ان سے کس قدر خفا ہو۔ معاشرتی تعلقات کی ایک صورت میت کی تجہیز وتکفین میں شرکت اور اس کے لئے نیک آرزوؤں کا اظہار بھی ہوتا ہے تم ان کے ساتھ ان باتوں میں شریک نہ ہو۔ (۱۶۹)

آیت کا ترجمہ اس طرح ہے ''اور ان (منافقین) میں سے کوئی مرجائے تو اس کے جنازے کی نماز ہرگز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہونا'' (۱۷۰)

والطیر محشورة کل له اواب (۱۷۱) ''اور قبیلہ طیر کے خانہ بدوش منتشر افراد سب اس کے ہاں جمع کردئے گئے تھے جن میں سے اس کے لشکر کا رسالہ مرتب ہوتا تھا اور وہ سب اس کے زیر فرمان تھے۔ (۱۷۲)

آیت کا ترجمہ یہ ہے ''اور پرندے جمع ہوکر سب اس (حضرت داؤد) کے زیر فرمان رہتے'' (۱۷۳)

ولا یصد نکم الشیطان . انه لکم عدو مبین (۱۷۴)

پرویزی مفہوم:

''دیکھنا کہیں تمہاری پیر پرستوں کے غلط جذبات اور مذہبی پیشوا تمہیں اس راستے سے نہ روک دیں یہ تمہارے سب سے بڑے اور کھلے ہوئے دشمن ہیں'' (۱۷۵)

اصل ترجمہ یہ ہے ''اور شیطان تمہیں راہ حق سے روک نہ دے۔ یقیناً وہ تمہارا صریح دشمن ہے'' (۱۷۶)

ما ننسخ من آیت او ر ننسهانات بخیر منها او مثلها (۱۷۷)

پرویزی مفہوم: ان (اہل کتاب) کا ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ جب خدا کی کتابیں پہلے سے موجود تھیں تو پھر ایک نئی کتاب

(قرآن) کی ضرورت کیوں پڑ گی نیز یہ بھی کہ اگر یہ کتاب خدا ہی کی طرف سے ہے تو اس میں ایسے احکام کیوں ہیں جو خدا کی پہلی وحی (تورات) کے خلاف ہیں ان سے کہدو کہ ہماری طرف سے وحی کا انداز یہ ہے کہ کسی سابقہ رسول کی وحی کے ایسے احکام جو وقتی طور پر نافذ العمل رہنے کیلئے دیئے گئے تھے انہیں بعد میں آنے والے رسول کی وحی کے احکام سے بدل دیا جاتا ہے اور یہ نئے احکام پہلے احکام سے بہتر ہوتے ہیں (۱۷۸)

تعدد ازدواج اور پرویز:۔

تعداز دواج کے مسئلہ میں بھی پرویز دوسرے علماء اور مفکرین سے الگ راہ اپنائے ہیں مثلاً وہ لکھتے ہیں۔

''قرآن عام حالات میں صرف ایک بیوی کی اجازت دیتا ہے اگر بیوی سے نباہ کی کوئی صورت باقی نہ رہے تو مرد طلاق کے بعد دوسری شادی کرسکتا ہے اس کی موجودگی میں نہیں'' (۱۷۹) سورۂ نساء میں ہے، وان اردتم استبدال زوج مکان زوج و اتیتم احدٰھن قنطارا (۱۸۰)

اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی سے نکاح کرنا چاہو تو پہلی بیوی کا مہر پورا پورا ادا کردو اور پھر اس کی جگہ دوسری لاؤ۔ اس سے بالکل واضح ہے کہ ایک بیوی کی جگہ ہی دوسری بیوی آسکتی ہے اسکی موجودگی میں نہیں'' (۱۸۱)

اب دیکھئے! اس مندرجہ آیت میں پرویز ''احدٰھن'' کا ترجمہ گول کر گئے ہیں۔ ھن ضمیر جمع مونث ہے جو تین یا تین سے زیادہ عورتوں کے لئے استعمال ہوتی ہے۔

ترکہ اور وصیت:۔

پرویز (المتوفی ۱۹۸۵ء) سے سوال ہوتا ہے

''کہ آپ نے کئی جگہوں پر لکھا ہے کہ قرآن کریم کے احکام ہمارے وقتی مصالح اور مقتضیات کی رعایت رکھتے ہوئے ہمیں اجازت دیتے ہیں کہ ہم اپنے حالات کے مطابق فیصلے کرلیں'' (قرآن) تقسیم وراثت کے ایسے حصے مقرر کردیتا ہے جن میں تغیر وتبدل کا اسے اختیار نہیں ہوتا، مثلاً ایک شخص کا بیٹا ہزاروں روپے تنخواہ کماتا ہے صاحب جائیداد بھی ہے لیکن دوسرا ایک سال کا بھی نہیں ہوا، موت آجاتی ہے اب حالات کا تقاضا ہے کہ اس ننھے یتیم کی کفالت کے لئے ترکہ الگ کردیا جائے لیکن اسے اس پر کچھ اختیار نہیں قرآن کی رو سے بڑا بیٹا برابر کا حصہ لے جائے گا اس قسم کی مجبوریوں کی وجہ سے زمینداروں نے لڑکیوں کو زمین سے حصہ دینا بند کردیا تھا ایک شخص کی تھوڑی سی اراضی ہے اس کی لڑکی پچاس میل کے فاصلہ پر بیاہی ہوئی ہے اس شخص کے ورثے میں اس لڑکی کا حصہ نکالئے تو چپہ بھر زمین نہ لڑکی کے کام کی نہ اس کے بیٹے کی'' ان امور میں ذاتی مصالح اور مقتضیات کا لحاظ کیسے رکھا جائے گا'' (۱۸۲)

اس سوال میں سائل نے دوسوال اٹھائے ہیں دونوں وراثت سے متعلق ہیں لیکن پرویز اپنی قرآنی بصیرت وفکر سے جواب میں (قرآن کریم کے احکام ہمارے وقتی مصالح کی رعایت رکھتے ہوئے ہمیں اجازت دیتے ہیں کہ ہم اپنے حالات کے مطابق فیصلے کرلیں'') کہتے ہیں۔

قانون وراثت اور پرویز:۔

پرویز صاحب قانون وراثت سے متعلق اپنے اعتراضات کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

''مقام حیرت ہے کہ مسلمانوں کا مسئلہ قانون وراثت کس قدر قرآن کے خلاف ہے اور یہ حیرت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ قانون وراثت ہم میں صدیوں سے چلا آرہا ہے اس پر بجائے اس کے کہ انسان اپنا سر پکڑ کر بیٹھ جائے اور کیا کرے اس قانون میں یا تو سرے سے وصیت کی اجازت ہی نہیں اور اگر اجازت ہے تو صرف ایک تہائی میں اور وہ بھی وراثت کے لئے نہیں''فیاللعجب''(۱۸۳)

حالانکہ یہ تو قرآن سے ثابت ہے کہ وراثت کے اصل حقدار والدین اور اقربین ہیں تو جب ان کے حصے اللہ نے خود مقرر کردیئے ہیں جو غیر مبدل ہیں تو کوئی شخص سارے مال کی وصیت کیسے کرسکتا ہے؟ پرویز صاحب کو اگر تکلیف ہے تو صرف یہ کہ تہائی مال کی تجدید رسول اللہ ﷺ نے کیوں کردی؟ سوچنے کی بات یہ ہے کہ وصیت میں اصلاح کا حق کسی دوسرے کو دیا جا سکتا ہے تو رسول اللہ ﷺ کو کیوں نہیں دیا جاسکتا؟

وارثوں کے حق میں وصیت کی نفی قرآن سے ثابت ہے۔ کیونکہ یہ دوسرے حقداروں کے حق پر اثر انداز ہوتی ہے اور یہی ناانصافی کی بات ہے۔ جو'' جنفا اور اثما''(۱۸۴) کے ضمن میں آتی ہے۔

اپنی اسی قرآنی بصیرت کو پرویز صاحب رسول اللہ ﷺ کے اتباع قرآن کی آڑ لیتے ہوئے یوں بیان کرتے ہیں

''آپ اس کا خیال بھی کرسکتے ہیں کہ قرآن کریم وصیت کو فرض قرار دے اور بلا مشروط یعنی پورے مال میں وصیت کا حق دے اور رسول اللہ ﷺ یہ فرمائیں کہ نہیں۔ وصیت ایک تہائی مال میں ہوسکتی ہے اور وہ بھی غیر وارثین کے لئے۔ خدا کے حکم میں ایسا ردوبدل ہے یقیناً رسول اللہ ﷺ کی شان کے خلاف ہے جن کا ایک ایک سانس قرآن پاک کی اتباع میں گزرا''(۱۸۵)

پرویز نے وصیت اور ترکہ کے الگ الگ احکام کو گڈمڈ کردیا ہے۔

یتیم پوتے کی میراث:۔

کسی صاحب نے یتیم پوتے کی وراثت کے متعلق سوال کرتا ہے تو پرویز کی طرف سے اس کو یوں جواب ملتا ہے ''حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم نے اپنی چار مختصر سی آیات میں پورے کا پورا قانون وراثت جس حسن وخوبی اور جامعیت واکملیت کے ساتھ بیان کر دیا ہے جب نگاہ بصیرت اس پر غور کرتی ہے تو انسان قرآن کے اس اعجاز پر وجد کرنے لگ جاتا ہے'' (۱۸۶)

لیکن پرویز صاحب نے ان مختصر سی آیاتوں کا ذکر نہیں کیا کہ قرآن کریم کی کوئی آیت ہے جس میں چچا کی موجودگی میں یتیم پوتے کا حصہ مذکور ہے قرآن کی جامعیت اور اکملیت کا نقشہ بتلانے کے بعد پرویز صاحب کی نگاہ فقہاء پر پڑتی ہے تو فرماتے ہیں۔

''اس مروجہ قانون کی رو سے باہمد گر متضاد شقیں موجود ہیں بلکہ ان میں قرآنی اصول کی صریح مخالفت بھی ہے جنہیں قرآن وارث قرار دیتا ہے یہ قانون اسے وراثت سے محروم کر دیتا ہے قرآن اس کے لئے کچھ حصہ مقرر کرتا ہے یہ قانون اس کے خلاف کچھ اور ہی کر دیتا ہے (۱۸۷) آگے اسکی مزید وضاحت یوں کرتے ہیں۔

۱۔کہیں ایک ہی درجہ کے دو رشتہ داروں میں سے ایک کو وارث قرار دیتا ہے اور دوسرا محروم رہ جاتا ہے۔

۲۔اور سب سے بڑی افسوس ناک صورت یہ کہ اس قانون کی رو سے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ (معاذ اللہ) خدا چوتھی جماعت کے بچوں جتنا بھی حساب نہیں جانتا' (۱۸۸)

پرویز محض یتیم سے ہمدردی کے قائل نہیں یہ تو موجودہ قانون کو غلط ثابت کرنے کے درپے اور اسکی غلطیوں کی نشان دہی کر کے بطور حق یتیم کا حصہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

یتیم سے ہمدردی کی شکلیں:

۱۔اگر دادا کو اپنے اکیلے یتیم پوتے سے ہمدردی ہے تو وہ اس کے لئے تیسرا حصہ ترکہ کی وصیت کر سکتا ہے ورنہ چچا اپنی رضامندی سے ترکہ میں شریک بنا سکتا ہے حتی کہ سارا ترکہ بھی دے سکتا ہے

۲۔ اگر یہ صورت نہ ہو تو رشتہ دار بھی اس کے ساتھ ہمدردی کر سکتے ہیں چنانچہ ارشاد ہے

واذا حضر القسمة اولوا القربى واليتامى والمساكين فارزقو هم منه (۱۸۹)

اس آیت میں قرابت دار، یتیم اور مساکین کو کچھ نہ کچھ حصہ دینے کو کہا گیا ہے اور یتیم پوتا یتیم بھی ہے اور قرابتدار بھی۔ دوھرا حقدار ہوا۔

نکاح نابالغاں :۔ نکاح نابالغاں پرویز صاحب جائز نہیں سمجھتے وہ لکھتے ہیں

''قرآن نے نکاح کو ایک معاہدہ قرار دیا ہے جو فریقین کی مرضی سے طے پاتا ہے دنیا کے ہر قانون میں معاہدہ کے لئے بالغ ہونا شرط ہے اور قرآن نے بلوغت کو سن نکاح سے تعبیر کیا ہے قرآن میں ہے کہ جب کوئی بچے یتیم رہ جائیں تو ان کے اموال وجائیداد کی حفاظت کرتے رہو. حتی اذا بلغوا النکاح (۱۹۰)

یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں اس وقت ان کے اموال وجائیداد ان کے سپرد کردو (بشرطیکہ وہ فاتر العقل نہ ہوں) یہاں یہ حقیقت بلاشک وشبہ سامنے آگئی کہ قرآن کی رو سے نکاح کی عمر بلوغت کی عمر ہے بلوغت کی عمر سے پہلے نکاح ہو ہی نہیں سکتا (۱۹۱)

اقتباس بالا میں پرویز نے معاہدہ نکاح کے لئے دو شرائط بتلائی ہیں ۱۔ بلوغت ۲۔ فریقن کی رضا۔ بلوغت کی تشریح کی ہے لیکن دوسرے شق کی نہیں۔

رجم اور حد رجم :۔ والتی یاتین الفاحشة من نسائکم فاستشهد و اعلیهن اربعة منکم (۱۹۲)

پرویزی مفہوم :۔

تم تحفظ عصمت کی طرف آؤ جو تمہاری معاشرتی زندگی میں ایک بنیادی قدر کی حیثیت رکھتی ہے اس لئے اسکی نگہداشت ضروری ہے اگر تمہاری عورتوں میں سے کسی سے ایسی بے حیائی ہو جائے جو زنا کی طرف لے جانے کا موجب ہو سکتی ہو تو ان کے خلاف اپنے میں سے چار گواہ لاؤ، اور اگر وہ اسکی شہادت دیں اور جرم ثابت ہو جائے تو ان عورتوں کو باہر آنے سے روک دو۔ تا انکہ ان کو موت آجائے یا خدا کا قانون ان کے لئے ایسی صورت پیدا کرے جس سے وہ اس قسم کی حرکات سے رک جائیں۔ مثلاً وہ اگر شادی شدہ نہیں تو ان کی شادی ہو جائے'' (۱۹۳)

الزانیة والزانی فاجلدوا کل واحد منهما مائة جلدة (۱۹۴)

پرویز کا خیال ہے

''کہ عورت اور مرد چاہے کنوارے ہوں یا شادی شدہ بلا امتیاز سب کی سزا سو کوڑے ہے (۱۹۵)

پرویز صاحب کے نزدیک حد رجم زیادتی ہے۔ لکھتے ہیں۔

''قرآن نے جو سزائیں بتائی ہیں وہ زیادہ سے زیادہ سزائیں ہیں حدود شرعی نافذ کرنے والے احوال وظروف اور جرم کی نوعیت کے پیش نظر ان سے کم سزا بھی دے سکیں گے'' (۱۹۶)

غلام احمد پرویز کے ترجمے کا ایک نمونہ:

انا اعطیناک الکوثر • فصل لربک وانحر • ان شانئک ھو الابتر • (۱۹۷)

۱۔اے رسول ﷺ! ہم نے تجھے قرآن جیسی نعمت عطا کی ہے جو سرچشمہ ہے، دنیا بھر کی بھلائیوں اور خوشگواریوں کا اس میں حکمت اور بھلائی کی لاانتاہی باتیں ہیں جو زمانے کے ساتھ ساتھ ابھرتی اور سامنے آتی چلی جائینگی اس خیر کثیر میں کبھی کمی واقع نہیں ہوگی
۲۔اب تیرے لئے ضروری ہے کہ تو اس کی تعلیم کو زیادہ سے زیادہ پھیلائے اس کے لئے تو اپنے پروگرام کی تکمیل میں ہمہ تن مصروف رہ، خدا کے نظام ربوبیت کے قیام کے لئے اپنے فرائض منصبی کو پوری طرح ادا کر، ان پر علم وعقل، اور تجربہ اور مشاہدہ سے پوری طرح حاوی ہو اور اس کے ساتھ ہی اپنی جماعت کے لوگوں کے کھانے پینے کا بھی انتظام کر۔
۳۔اس وقت تو حالت یہ ہے کہ تیری جماعت کمزور سی ہے اور مخالفین بڑی قوت اور کثرت کے مالک۔ لیکن آخر الامر تو دیکھے گا کہ جو لوگ تیرے نظام کی مخالفت کر رہے ہیں ان کا نام ونشان تک مٹ جائیگا اور یہی نظام، جو خیر کثیر کا سرچشمہ ہے آگے چلے گا'' (۱۹۸)

پرویز پر علماء امت کی تنقید:

۱۹۶۲ء کے دور میں پاکستان کے ہزاروں جید علماء کرام اور مشائخ عظام نے غلام احمد پرویز کے نظریہ وعقائد پر بالاتفاق اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا اور ان کو دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا فتوی لگایا تھا یہاں مقالہ کے تتمہ کے طور پر اکابر علماء دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث اور شیعہ علماء کے چند فتوے لکھے جا رہے ہیں میں محسوس کرتا ہوں کہ اس سے مقالہ ھذا کی افادیت میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا۔

فتویٰ دار العلوم دیوبند:۔

پرویز کے جو خیالات اور معتقدات ہیں وہ تقریباً سب کے سب الحاد وزندقہ اور کفریات پر مشتمل ہیں اور بلاشبہ ان کا معتقد دائرہ اسلام سے خارج ہے''

محمد جمیل الرحمٰن۔ نائب مفتی دیوبند
سید مہدی حسن مفتی دیوبند

علماء بریلوی کا فتویٰ:۔

''پرویز کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، پرویز محرف، ملحد، مخرب دین متین اور مرتد ہے''

قاضی زین العابدین، مدرس مدرسہ مظہریہ آرام باغ کراچی، محمد عبد السلام، مفتی امانت الاسلام کراچی

علماء اہل حدیث کا فتویٰ:۔

''چوہدری غلام احمد اور اسکی جماعت دائرہ اسلام سے خارج ہے'' (ابو محمد عبد الستار، مہتمم مسجد محمدی کراچی)

علماء شیعہ کا فتویٰ:۔

''پرویز کے عقائد اسلام کے منافی ہیں اور اس قسم کے عقائد رکھنے والا خارج از اسلام ہے''

سید محمد رضی، صدر حسین ایجوکیشنل سوسائٹی کراچی)

اس طرح مفتی محمد شفیع (المتوفی ۱۳۹۶ھ) مفتی ولی حسن ٹونکی اور مولانا محمد یوسف بنوری (م ۱۹۷۷ء) نے رد پرویزیت کے سلسلہ میں ''متفقہ فتوے'' ترتیب دیکر شائع کیے ہیں۔ یہ چند فتوے اسی کتاب سے نقل کیے گئے ہیں حال ہی میں ختم نبوت مومنٹ (انٹرنیشنل) کویت کے امیر ڈاکٹر احمد علی سراج نے عالم اسلام کے ممتاز علماء کرام ومفتیان عظام کی تصدیقات سے پرویز کے کفریہ عقائد کے خلاف فتاویٰ شائع کیے ہیں اور کویت کی عدالت سے پرویز کو غیر مسلم قرار دلوائے ہیں نمونے کے لئے کتاب کے بعض اوراق کا خلاصہ پیش خدمت ہے

انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ۔کویت

مجموعہ فتاوی

بانی طلوع اسلام غلام احمد پرویز کے باطل و ملحدانہ نظریات کی روشنی میں

''فتنہ پرویزیت کے کفر وارتداد'' پر

عالم اسلام کے ممتاز علمائے کرام کی آراء وفتاوی جات

مرتب کردہ: مبلغ اسلام مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج

مرکزی امیر۔ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ۔کویت

منجانب شعبہ نشر واشاعت

انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کویت

لا الـــــــــــــہ الا اللہ مـــــــحـــــــمـــــــد رســـــــول اللہ

موجودہ دور پرفتن کا اہم اور خطرناک ترین مسئلہ۔ ''حفاظت ایمان''

منکرین حدیث ''پرویزیوں'' کا اسلام کے خلاف حملہ

علماء امت کا متفقہ فتوی۔

غلام احمد پرویز اور اس کے متبعین کافر ہیں

مسلمانان عالم ہشیار باش۔ پرویزیت کے کفر و الحاد کی ایمانیت پر یلغار

عالم اسلام آج گوناں گوں داخلی وخارجی فتنوں کا شکار ہے۔ دشمنان اسلام اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لئے مسلم امہ میں انتشار ونفاق پھیلانے کے لئے پہلے سے کہیں زیادہ مستعد و فعال ہو گئے ہیں ان کا ہدف مسلمانوں کو ان کے مرکز اصلی جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی پرنور ذات اقدس کے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا کر کے ان کے قبلہ کا رخ تبدیل کرنا ہے تاکہ وہ خود بخود بے روح و بے جان ہو کر بآسانی شکست وریخت کا شکار ہو جائیں اور وہ قوت جو انکی مرکزیت کی وجہ سے ناقابل تسخیر ہے جلد تحلیل ہو جائے۔ اس مذموم مقصد کی تکمیل کے لئے غلام احمد پرویز کے باطل وملحدانہ نظریات کو ایک نئی تشکیل کے ساتھ نہ صرف پاکستان بلکہ عالمی سطح پر پھیلانے کے لئے ایک گہری اور گھناؤنی سازش کی گئی ہے جو مسلمانوں کے لئے ایک عظیم لمحہ فکریہ اور عملی سرکوبی کی متقاضی ہے پاکستان بھر اور بیشتر بیرونی ملکوں میں پرویزی مراکز قائم کئے گئے ہیں جن میں ویڈیو اور آڈیو کیسٹوں کے ذریعے کفر والحاد پر مبنی پرویزی نظریات کی تشہیر ''بزم طلوع اسلام'' کے سٹیج سے پوری شدومد سے کی جارہی ہے۔ علاوہ ازیں جدید الیکٹرانک میڈیا کے استعمال اور انٹرنیٹ پر خصوصی ویب سائیٹ کے ذریعے پرویزی الحاد گھر گھر منتقل کرنے کا منظم اہتمام کیا گیا ہے۔ ملک کی مقتدر سیاسی، سماجی اور تعلیمی اداروں سے متعلق شخصیات جن میں اعلیٰ مناصب پر فائز فوجی وسول حکام اور بیورو کریسی کے اہل کار بھی شامل ہیں پرویزیت کے خاص ٹارگٹ ہیں۔ جن کو مختلف پرویزی سیمیناروں میں مدعو کر کے پرویز کے حق میں بیاں دلوا کر شرکاء کو متاثر کیا جاتا ہے اس طرح خالص دجل سے کام لیتے ہوئے ان شخصیات کو آلہ کار بنا کر نئی نسل میں پرویزی عقائد کو پروان چڑھایا جارہا ہے۔ ملک اور ملک سے باہر پاکستانی سکولوں میں مشنری طرز پر طلباء کو مستقل وظائف کے ذریعے سلاسل پرویزیت میں مقید کیا جارہا ہے اس طرح سے نئی نوجوان نسل اسلام کے نام پر انتہائی منظم اور وسیع پیمانے پر گمراہ کی جارہی ہے۔ قادیانیوں کی طرح ایک پرویزی کلاس ''بزم طلوع اسلام'' وجود میں لانے کا مشن پرویزی تحریک کا مدعا ومقصود ہے۔

یادرہے غلام احمد پرویز نے اسلامی ماخذ اصلیہ سے انحراف کرتے ہوئے قرآن پاک کی من مانی اور بے سند تشریح و تفسیر کر کے اسلام اور شعائر اسلام کی دھجیاں اڑائی ہیں جس کا اصل اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور تحریک پرویزیت کی بنیاد حدیث و سنت رسول ﷺ کی شرعی حیثیت کے انکار پر رکھی گئی ہے۔ اور اطاعت رسول ﷺ کا ایک نیا فلسفہ پیش کیا ہے تاکہ مسلمان اتباع و محبت رسول ﷺ سے محروم ہو کر اپنی مرکزیت سے محروم ہو جائیں۔

ان نظریات کی روشنی میں عرب و عجم کے مختلف مکاتیب فکر کے علمائے کرام ۱۹۶۲ء میں متفقہ فتوی دے چکے ہیں

کہ ''غلام احمد پرویز اور اسکے متبعین کافر اور مرتد ہیں''

پرویزی عقائد و نظریات کا اجمالی جائزہ۔ غلام احمد پرویز کی تحریروں کی روشنی میں

۱۔ احادیث رسول ﷺ کی حجیت کا انکار

۲۔ معجزہ معراج النبی ﷺ کا انکار

۳۔ اطاعت رسول ﷺ کی حجیت و حیثیت کا انکار

۴۔ دیگر معجزات رسول ﷺ کا انکار

۵۔ انبیاء کرام کے تمام معجزات کا انکار

۶۔ تخلیق آدم اور آدم کے فرد واحد ہونے کا انکار

۷۔ فرشتوں اور جنات کے وجود کا انکار

۸۔ نصاب زکوٰۃ کا انکار

۹۔ عیدالضحیٰ کی قربانی کا انکار

۱۰۔ اقامت صلوۃ کی من مانی اور بے سند تشریح

۱۱۔ حقوق اللہ۔ قدرت الٰہی، وجود عرش الٰہی کا انکار

۱۲۔ جزاء و سزاء کے قرآنی تصور کا انکار

۱۳۔ عذاب قبر کا انکار

۱۴۔ ضروریات دین کا انکار وغیرہ وغیرہ

علاوہ ازیں احادیث رسول ﷺ کے سلسلے میں پرویز کا انداز تحریر انتہائی گستاخانہ اور استہزاء پر مبنی ہے جو حمیت و غیرت ایمانی کیخلاف ایک چیلنج ہے۔ فتنہ پرویزیت کی سنگینی کو بھانپتے ہوئے انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ نے عامۃ الناس کو پرویزی ارتداد سے بچانے کے عزم کے ساتھ عالمی سطح پر اس سازش کو بے نقاب کرنے کے لئے عالم اسلام کے علمائے حق کے فتاوی جات کی تجدید کرائی ہے۔ جسمیں مفتی اعظم سعودی عرب سمیت کویت۔ امارات، پاکستان، بنگلہ دیش، انڈیا، جنوبی افریقہ اور امریکہ کے معروف علمائے حق نے متفقہ طور پر ایک دفعہ پھر پرویز اور اسکے متبعین کو کافر و مرتد قرار دیتے ہوئے زور دیا ہے کہ پرویزی فتنہ سے اپنے ایمان کو بچانے کا اہتمام کیا جائے۔

پرویزیت کے کفر و ارتداد پر مندرجہ ذیل علمائے اسلام نے فتاوی صادر فرمائے ہیں

۱۔ شیخ عبدالعزیز بن باز مفتی اعظم۔ سعودی عرب ۲۔ شیخ عبدالحفیظ مکی سعودی عرب

۳۔ شیخ مشعل مبارک عبداللہ احمد الصباح کویت

۴۔ ابو طاہر محمد اسحاق خان امارات ۵۔ مولانا عاشق الہی البرنی مدینہ منورہ

۶۔ مولانا محمد رفیع عثمانی۔ پاکستان

۷۔ مولانا محمد تقی عثمانی -- ۸۔ مولانا ڈاکٹر عبدالرزق اسکندر جامعہ دار العلوم اسلامیہ کراچی

۹۔ ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزی کراچی شہید ۱۴۲۵ھ ۱۰۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی کراچی ۱۴۲۵ھ

۱۱۔ مولانا علاؤالدین ڈیرہ اسماعیل خان ۱۲۔ مولانا قاضی عبدالکریم کلاچی ڈیرہ

۱۳۔ مولانا عبدالمالک شیخ الحدیث منصورہ ۱۴۔ مولانا محمد اجمل خان۔ لاہور متوفی ۱۴۲۳ھ

۱۵۔ مولانا عبدالرحمٰن اشرفی لاہور ۱۶۔ ڈاکٹر اسرار احمد

۱۷۔ حافظ عبدالقادر روپڑی ۱۸۔ ڈاکٹر عبدالواحد مفتی جامعہ مدنیہ لاہور

۱۹۔ ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی ۲۰۔ مفتی عبدالقیوم ہزاروی

۲۱۔ حافظ مولانا صلاح الدین یوسف ۲۲۔ مولانا سیف اللہ خالد

۲۳۔ ابو عمار زاہد الراشدی گجرانوالہ ۲۴۔ مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی انڈیا

۲۵۔ محمد سلطان ذوق ندوی ۲۶۔ مولانا عبدالحمید۔ واشنگٹن

۳۶۔ مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ المدنی اکوڑہ خٹک

منجانب:۔ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ۔ پاکستان

گلبرگ لاہور کا پرویز کافر ہے

دور ایوبی میں مشرقی پاکستان کے ساڑھے پانچ سو علماء کرام نے متفقہ طور پر منکر حدیث غلام احمد پرویز اور اس کے ماننے والوں پر کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ تمام مکاتب فکر اور ہر طبقہ کے علماء نے اس امر پر دستخط کر دیئے ہیں کہ جب تک یہ لوگ اپنے کافرانہ خیالات سے توبہ نہ کرینگے انکو مسلمان نہ سمجھا جائے اور نہ مسلمانوں کے قبرستان میں انکو دفنانے کا حق ہے۔ فتویٰ پر دستخط کرنیوالوں میں دار العلوم دیوبند کے مفتی اور علماء حضرات مشرقی پاکستان کے موتمر العلماء کے شرکاء حضرات مولانا اطہر علی صاحب ڈھاکہ وغیرہ مغربی پاکستان کے تمام مدارس عربیہ، نظام العلماء مغربی پاکستان کے تمام عہدہ دار داخل ہیں۔

فتویٰ میں پرویز کے جن خیالات کی وجہ سے اسکو اور اسکے ماننے والوں کو کافر قرار دیا گیا ہے۔ وہ بمعہ حوالجات اس فتویٰ میں اس طرح ہیں۔

پرویزی عقائد کفریہ

۱۔ اللہ اور رسول ﷺ:۔ پرویز کہتا ہے کہ اللہ کوئی وجود خارجی نہیں بلکہ وہ عبارت ہے۔ ان صفات عالیہ سے جنہیں انسان اپنے اندر منعکس کرنا چاہتا ہے۔ رسول ﷺ کو قطعاً یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنی اطاعت کرائے۔ معارف القرآن ج ۴ ص ۶۲۵، ۶۲۶

۲۔ ملائکہ:۔ ملائکہ وہ قوتیں ہیں جنہیں انسان مسخر کر سکتا ہے۔ وہ صرف کائناتی قوتیں ہیں۔

۳۔ حضرت آدمؑ:۔ حضرت آدمؑ کا کوئی شخصی وجود نہیں قرآن کریم میں جس آدم کا ذکر ہے اس سے مراد نوع انسان ہے۔ (لغات القرآن صفحہ ۲۱۵)

۴۔ جنت و دوزخ:۔ مرنے کے بعد جنت و جہنم مقامات نہیں ہیں، انسانی ذات کی کیفیات ہیں۔ (لغات القرآن ج ا ص ۴۴۸)

۵۔ ارکان دین:۔ ارکان دین نماز، روزہ، زکوٰۃ، صدقہ، خیرات و عبادات وغیرہ اللہ تعالیٰ کے حضور خوشامدانہ مسلک کے مظاہر ہیں (طلوع السلام ص ۳۷ فروری ۵۳ء)

۶۔ نماز:۔ یہ مجوسیوں کی رسم ایک پوجا پاٹ ہے۔ واقیموا الصلوٰۃ کا ترجمہ مجوسیوں کی رسم سے لیا گیا ہے مرکز ملت کو ان میں تغیر و تبدل کا حق حاصل ہوگا۔ (قرآنی فیصلے ص ۱۵)

۷۔ زکوٰۃ:۔ زکوٰۃ کی حقیقت ایک ٹیکس ہے، صدقہ فطر ڈاک کے ٹکٹ ہیں (قرآنی فیصلے، سلیم کے نام خط)

۸۔ حج:۔ نماز ان کی پوجا پاٹ حج ان کا یاترا۔ (معارف القرآن ج ۴ ص ۳۹۲)

۹۔ قربانی:۔ حج ایک کانفرنس ہے اس میں شریک ہونیوالوں کے خورد و نوش کے لئے جانور ذبح کرنا ہے مقام حج کے علاوہ کسی دوسری جگہ قربانی کا کوئی حکم نہیں۔ (قرآنی فیصلے)

۱۰۔ تلاوت قرآن:۔ تلاوت قرآن غیر قرآنی عقیدہ ہے یہ عقیدہ عہد سحر کی یادگار ہے۔ (قرآنی فیصلے)

۱۱۔ ختم نبوت ﷺ:۔ ختم نبوت ﷺ کا مطلب یہ ہے کہ انسانی معاشرے کی باگ ڈور اشخاص کی بجائے نظام کے ہاتھ میں ہوا کرے گی۔ (سلیم کے نام)

دیال سنگھ کالج میں حضرت مولانا احمد علی (المتوفی ۱۹۶۳ء) کی آخری تقریر

تمام مسلمانوں کے محبوب دینی رہنما حضرت مولانا احمد علیؒ صاحب نے دیال سنگھ کالج لاہور میں واضح الفاظ میں بار بار فرمایا کہ منکر حدیث منکر قرآن ہے اور منکر قرآن خارج از اسلام ہے یعنی بے ایمان ہے۔

اکابر علماء میں سے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کراچی، حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہور، حضرت مولانا نصیر الدین صاحب، شیخ الحدیث غور غشتی، حضرت مولانا محمد صادق صاحب ناظم امور مذہبیہ بہاولپور، حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی، حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب مردان، حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی جامعہ اشرفیہ لاہور، حضرت مولانا محمد داؤد غزنوی خطیب جامع مسجد چینیاں لاہور، مفتی سرحد حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب پوپلزئی پشاور، حضرت مولانا مفتی محمود ناظم اعلیٰ وفاق المدارس ملتان کے دستخط ثبت ہیں۔ (۱۹۹)

مراجع

(۱) محمد: ۳۳

(۲) النساء: ۱۱۵

(۳) ال عمران: ۳۱، ۳۲

(۴) طٰہٰ: ۱۳۴

(۵) ابراھیم: ۴۴

(۶) الفرقان: ۲۷

(۷) احقاف: ۴

(۸) موطا امام مالک کتاب القدر: ۳

(۹) النساء: ۸۰

(۱۰) کلیات اقبال، ڈاکٹر محمد اقبال متوفی ۱۹۳۸ء ص ۷۵۴ اقبال اکیڈمی لاہور ۱۹۹۰ء۔ ۱۴۱۰ھ

(۱۱) مولوی عبداللہ چکڑالوی۔ آپ ضلع گورداسپور (بھارت) کے موضع چکڑالہ میں پیدا ہوائے اور اس کنیت سے چکڑالوی کہلائے۔ آپ ایک الگ فرقہ مسمٰی ''اہل القرآن'' کے بانی ہیں آپ پہلے اہل حدیث اور متبع سنت تھے بعد میں حجیت حدیث سے صرف انکار ہی نہیں کیا بلکہ اسے شرک فی الکتاب قرار دینے لگے۔ ۱۳۳۴ھ فوت ہوئے،

نزھۃ الخواطر ج ۸ ص ۳۱۶

(۱۲) ضرب حدیث: مولانا محمد صادق سیالکوٹی ص ۴۲ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

(۱۳) مسند احمد ج ۶ ص ۸ رقم ۲۳۳۶۲، المعجم الکبیر ج ۱ ص ۳۱۶ رقم ۹۳۴

(۱۴) المعجم الکبیر ج ۲ ص ۲۸۳ رقم ۹۴۹، عن النبی ﷺ قال لاعرفن ما یبلغ احدکم من حدیثی شیء وھو متکئی علی اریکتہ فیقول ما اجد ھذا فی کتاب اللہ تعالی. (مسند احمد ج ۶ ص ۸)

(۱۵) احمد دین گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے آپ عمل بالحدیث کو شرک تصور کرتے تھے دہلی میں تاریخ اسلام کے پروفیسر رہے۔ (وفات معلوم نہیں)

(۱۶) جے راجپوری: ۱۳۹۹ھ میں جے راجپور ضلع اعظم گڑھ (بھارت) یں پیدا ہوئے علی گڑھ اور جامعہ ملیہ یں تاریخ کے استاد رہے آپ کی قابل ذکر تصانیف تاریخ القرآن، تاریخ امت اور الوراثۃ الاسلام ہیں منکرین حدیث میں آپ کا مقام بلند رہا۔

(۱۷) برق: ڈاکٹر غلام جیلانی برق کیمبل پور میں پیدا ہوئے دنیاوی تعلیم مکمل کرنے کے بعد کیمبل پور کالج کے پرنسپل رہے آپ کی تصانیف دو اسلام، دو قرآن، حرف محرمانہ اور تاریخ حدیث مشہور ہیں۔

(۱۸) انکی تفصیل بعد میں آرہی ہے

(۱۹) معتزلہ: علم کلام کا مدرسہ فکر۔ کہ جس نے عقل اور نقل کے مابین تطابق اور توافق کی کوشش کی اعتزال کے معنی الگ ہونے کے ہیں قرآن میں ارشاد ہے "وان لم تومنوا بی فاعتزلون (الدخان: ۴۴) اعتزال کا بانی واصل بن عطاء متوفی ۱۳۱ھ ہے" زعموا انھم اعتزلوا فتنی الضلالۃ یعنون اھل السنۃ والجماعۃ والخوارج (لسان العرب)

مزید تفصیل: الملل والنحل للشھرستانی، الفرق بین الفرق)

(۲۰) ماھنامہ طلوع اسلام۔ غلام احمد پرویز ص ۳۰ جولائی ۱۹۵۵ء

(۲۱) پاکستان معمار اول ایضا ص ۷۵

(۲۲) ایضا ص ۷۵، ۷۶

(۲۳) مشرقی: علامہ عنایت اللہ خان مشرقی ۱۸۸۸ء کو پیدا ہوئے اسلامیہ کالج پشاور کے پروفیسر اور پرنسپل رہے، اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے خاکسار تحریک کی بنیاد رکھی انکار حدیث میں پیش پیش رہے ۱۹۶۳ء میں فوت ہوئے ان کی تصنیف ''تذکرہ'' مشہور ہے (تفصیل تذکرہ ص ۳ علامہ ٹرسٹ لاہور)

(۲۴) طلوع اسلام۔ ماہنامہ۔ ص ۲، ۳، اکتوبر ۱۹۶۳ء

(۲۵) سلیم کے نام سترہواں خط۔ غلام احمد پرویز۔ ص ۳۶

(۲۶) یعنی مسجد اقصیٰ سے مراد ''مدینہ'' ہے

(۲۷) طلوع اسلام ماہنامہ ستمبر ۱۹۷۰ء

(۲۸) تفصیل کے لئے:۔ اسباب زوال امت۔ غلام احمد پرویز۔ ص ۲۹ تا ۵۲ ادارہ طلوع اسلام لاہور ۱۹۵۲ء

(۲۹) اسباب زوال امت۔ ص ۵۲ تا ۸۲

(۳۰) ایضا ص ۹۰ تا ۹۷

(۳۱) سوشلزم۔ اشتراکیت

(۳۲) مارکسیت: محنت کش طبقے کی انقلابی تحریک کا ملی اور نظری پروگرام جسے کارل مارکس ۱۸۱۸ء اور اینگلز ۱۸۲۰ء نے تجویز کیا۔ (لغات جدید)

(۳۳) اشتراکیت: لادینت، دہریت،

(۳۴) نظام ربوبیت، غلام احمد پرویز ص ۱۴۳ تا ۱۵۱ کا خلاصہ، ادارہ طلوع اسلام لاہور ۱۹۰۴ء

(۳۵) ایضا ۱۵۹ تا ۱۶۷

(۳۶) ایضا

۔ لغات القرآن غلام احمد پرویز ادارہ طلوع اسلام لاہور ۱۹۶۱ء

(۳۷) قرآن کا سیاسی نظام ۔ غلام احمد پرویز ص ۲۵ تا ۳۰ ایضا ۱۹۵۶ء

۔ ابلیس وادم ۔ ایضا ص ۱۰۴ تا ۱۰۶ ایضا ۱۹۵۶ء

(۳۸) قرآن کا سیاسی نظام، ص ۲۵ تا ۳۰، ابلیس و آدم، ص ۱۰۴، ۱۰۶

(۳۹) کتاب التقدیر غلام احمد پرویز ص ۷۰ ادارہ طلوع اسلام لاہور ۱۹۷۸ء

(۴۰) معراج انسانیت، غلام احمد پرویز، ص ۳۰۷

۔ معارف القرآن غلام احمد پرویز ج ۴ ص ۲۹۷

(۴۱) ابلیس و آدم ص ۳۱۲

(۴۲) مقام حدیث غلام احمد پرویز ج ۱ ص ۱۶۸

(۴۳) طاہرہ کے نام خطوط۔ غلام احمد پرویز ادارہ طلوع اسلام لاہور

(۴۴) قرآنی نظام ربوبیت۔ غلام احمد پرویز ادارہ طلوع اسلام لاہور

(۴۵) تفصیل کے لئے دیکھئے۔ لغات القرآن ۔ غلام احمد پرویز دوست ایسوسی ایٹس سوسائٹی اردو بازار لاہور

(۴۶) معارف القرآن ۔ غلام احمد پرویز۔ ج ۳ ص ۵۴۴ تا ۵۴۷

(۴۷)ایضا

(۴۸)ایضا ج۲ص ۲۴۱،

مقام حدیث ج۲ص۳۱۱، طلوع اسلام ص۱۴ ماہ اکتوبر ۱۹۵۰ء

(۴۹)طلوع اسلام ماہ اکتوبر ۱۹۵۰ء

(۵۰)ایضا

(۵۱) کمیونزم: اشتراکیت،انسانی معاشرے میں کی وہ شکل جوسوشلزم کے بعد پیدا ہوگئی،

(۵۲)طلوع اسلام حوالہ مذکورہ بالا

(۵۳)النسآء:۱۱،۱۲

(۵۴)النسآء:۱۰ یجبال اوبی معہ والطیر.

(۵۵)البقرۃ:۲۶۰،ال عمران :۴۹المائدہ: ۱۱۰،یوسف:۳۶،۴۱ ،النحل:۷۹،الانبیاء :۷۹،الحج:۳۶

(۵۶)الاعراف:۱۰۷، الشعراء: ۳۲

(۵۷)الاعراف:۱۰۸ ،طٰہٰ: ۲۲، الشعراء: ۳۲، النمل:۱۲، القصص:۳۲ ،الصافات: ۴۶

(۵۸)لغات القرآن از پرویز(م۱۹۸۵ء)

(۵۹)مطالب القرآن: ازپرویز ج۲ص ۴۱،۴۲ادارہ طلوع اسلام گلبرگ لاہور ۱۹۹۱ء

(۶۰)تاویل کی تعریف:۔تاویل کا لفظی معنی کسی کو کسی طرف پھیرنا۔تعبیر اور تشریح کرنا ہے مفسرین کی اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ قرآن کے جو الفاظ متعدد
معانی کے حامل ہوں ان میں سے کسی ایک کو مقرر کیا جائے۔پھر تاویل کی دو قسمیں ہیں

ا۔جو کتاب اللہ وسنت رسول ﷺ اور اتفاق واجماع امت کی کسی بات کی مخالف نہ ہو۔

۲۔جو ان مذکورہ چیزوں سے ثابت شدہ کسی قطعی حکم کی مخالف اور اس کے ساتھ متصادم ہو پس یہ دوسری شکل الحاد ہے اور شاہ ولی اللہ متوفی لکھتے ہیں''اور اگر کوئی ظاہر
طور پر اقرار تو کرے لیکن بعض چیزوں کی جو ثابت ہیں ایسی تعبیر بیان کرے جو صحابہ کرامؓ اور تابعین اور اجماع امت کے خلاف ہو تو وہ زندیق وملحد ہے مثلاً یہ تو اقرا
کرے کہ قرآن حق ہے اور جو اس میں جنت و دوزخ کا ذکر ہے وہ بھی ٹھیک ہے لیکن جنت سے مراد وہ خوشی وراحت ہے جو اخلاق حمیدہ سے پیدا ہوتی ہے اور دوز
سے مراد وہ ندامت وپشیمانی ہے جو اخلاق مذمومہ کے سبب پیدا ہوتی ہے ویسے کوئی نہ جنت نہ دوزخ۔پس یہ شخص زندیق ہے'' مسوّی شرح موطاء ص ۳۱
پرویز بھی جنت وجہنم کے معنوں میں باطل تاویل کرتے ہوئے کہتے ہیں''بہر حال جنت ودوزخ مقامات نہیں ہیں انسانی ذات کی کیفیات ہیں''۔

(لغات القرآن ج۱ص۴۴۸)

اس قسم کی تاویلات کے متعلق شاہ ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ لکھتے ہیں۔فا مثال ھذا المقالات تکذیبات عبرلھا بالتاویلات ،

مسوی شرح موطا ج۲ ص ۱۳۱

حضور ﷺ کی وفات کے بعد جب بعض عرب قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا باوجودیکہ ان کا یہ انکار تاویل پر مبنی تھا وہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ "خذ
من اموالھم صدقۃ" میں نبی علیہ السلام کو خطاب کر کے فرمایا اور یہ خطاب ہے نبی علیہ السلام کو۔پس ہم پر غیر نبی کی طرف زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں اس لئے حضرت
ابوبکرؓ کو زکوۃ ادا نہیں کرتے تھے" (فتاویٰ ابن تیمیہ ج۴ص۲۹۷)

لیکن مانعین زکوۃ کی یہ تاویل قرآن حکیم کے مدلولات،اجماع امت کے خلاف تھی اس لئے حضرت ابوبکرؓ نے ان کو مرتد قرار دیکر ان کے ساتھ جہاد وقتال کیا یہاں
تک پوری زکوٰۃ وصول کر کے دم لیا۔حالانکہ مانعین زکوۃ صوم وصلوٰۃ اور دیگر احکام کے پابند تھے۔

(پرویز اور قرآن، مولانا مدار اللہ مدار ص۴۵ ادارہ نوائے ملت مردان طبع ثانی ۱۹۸۸ء)

(۶۱)سلیم کے نام خط۔ غلام احمد پرویز ج۲ص۳۴ ادارہ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور

(۶۲)ایضاً

(۶۳)مفردات القرآن راغب (مادہ الہ)

(۶۴)الانبیاء:۲۲

(۶۵)البقرہ:۲۱

(۶۶)مفہوم القرآن۔ ص۱۱

(۶۷)البقرہ:۲۹

(۶۸)مفہوم القرآن ص۱۱

(۶۹)البقرۃ:۲۹،الاسراء:۴۴، المومنون: ۸۶،فصلت:۱۲،الطلاق:۱۲،الملک:۳، نوح:۱۵

(۷۰)سورج،چاند،ستارے،سیارے

(۷۱)اسباب زوال امت ص۱۰۱

(۷۲)فردوس گم گشتہ غلام احمد پرویز ص۳۸۳ ادارہ طلوع اسلام لاہور

(۷۳)النسآء:۵۹

(۷۴)النسآء:۸۰

(۷۵) مقام حدیث۔ ج۱ص۱۰۰

(۷۶)ایضاً ج۲ص۴۲

(۷۷)ایضاً ج۱ص۱۶۸

(۷۸)سلیم کے نام خط ص ۸۲، ۸۳

(۷۹)ایضاً ص ۲۰۹، ۲۱۰

(۸۰)ایضاً ص ۲۱۰

(۸۱)اعراف:۱۷۰

(۸۲)سلیم کے نام خط ص۱۰

(۸۳)ترجمہ شاہ رفیع الدین،الاعراف:۱۷۰

(۸۴)موضح قرآن:الاعراف:۱۷۰

(۸۵)الاعراف:۲۹

(۸۶)سلیم کے نام ص۲۱۱

(۸۷)فتح الجید (مولانا فتح محمد جالندھری)

(۸۸) بیان القرآن

(۸۹)البینۃ:۳۰:۵

(۹۰)سلیم کے نام ص ۲۱۳

(۹۱)فتح الرحمن:۵

(۹۲)فتح الحمید:۵۔فتح محمد جالندھری

(۹۳)ترجمہ شیخ الہند

(۹۴)البقرہ:۵۰

(۹۵)سلیم کے نام ص ۳۱۴

(۹۶)موضح القرآن:البقرہ:۱۵۰

(۹۷)بیان القرآن:البقرہ:۱۵۰

(۹۸)ترجمہ شیخ الہند البقرہ:۱۵۰

(۹۹)الروم:۳۱،۳۲

(۱۰۰)سلیم کے نام ص ۲۱۴

(۱۰۱)ترجمہ شیخ الہند محمود حسن:الروم:۳۱،۳۲

(۱۰۲)تفسیر حقانی۔المعروف فتح المنان۔مولانا محمد عبدالحق حقانی دہلوی متوفی ۱۳۳۵ھ الروم:۳۱،۳۲۔الفیصل اردو بازار لاہور

(۱۰۳) ابوداود کتاب العلم باب الکلام فی کتاب اللہ بغیر علم ،مسند احمد ج۱ص۲۳۳ رقم ۲۹۸۵

(۱۰۴)عجم میں مجوسیوں کے ہاں پرستش کی رسم کو نماز کہا جاتا تھا لہذا صلوۃ کی جگہ نماز نے لے لی‘‘(قرآنی فیصلے)

(۱۰۵)روزہ کے معنی صرف خاموش رہنا ہے۔(ایضا)

(۱۰۶)قرآن میں حج کا مہینہ بتایا ہی نہیں گیا۔یہ ایک کانفرنس ہے‘‘ (ایضا)

(۱۰۷)زکوۃ۔ ربوبیت عامہ کے اسباب فراہم کرنا ہے یہ ٹیکس ہے اسکی کوئی شرح متعین نہیں کی گئی (ایضا)

(۱۰۸)قربانی ضیاع مال ہے ایک رسم کی تکمیل ہے (ایضا)

(۱۰۹)قرآنی فیصلے ص ۱۴۴

(۱۱۰)قرآنی نظام ربوبیت۔ غلام احمد پرویز ص ۲۰ ادارہ طلوع اسلام لاہور

(۱۱۱)ایضا ص ۱۲۹

(۱۱۲)قرآنی فیصلے ص ۳۶۰، قرآنی نظام ربوبیت ص ۱۴۰

(۱۱۳)الانشقاق:۶

(۱۱۴) نظام ربوبیت ص ۲۸۵

(۱۱۵)الدھر: ۳

(۱۱۶)قرآنی نظام ربوبیت ص ۱۴

(۱۱۷)

(۱۱۸)قرآنی نظام ربوبیت ص ۱۹

(۱۱۹) ص:۲۸

(۱۲۰)قرآنی نظام ربوبیت ص ۲۴۷

(۱۲۱) مفہوم القرآن ج ا الفاتحہ:۱

(۱۲۲) المطففین:۶

(۱۲۳) قرآنی نظام ربوبیت ص۲۵۸

(۱۲۴) البقرہ: ۲۶۸

(۱۲۵) ایضاً ص۱۷۵

(۱۲۶) البروج:۳۰

(۱۲۷) نظام ربوبیت ص۲۱۵

(۱۲۸) ایضاً ص۱۹

(۱۲۹) ایضاً ص۱۴

(۱۳۰) ایضاً ص۹۴

(۱۳۱) ایضاً ص۹۷

(۱۳۲) ایضاً ص۸۵ ،لغات القرآن (مادہ الف خ ،ر)

(۱۳۳) نظام ربوبیت ص۷۵

(۱۳۴) البقرہ:۱۱۱

(۱۳۵) نظام ربوبیت ص۱۷۱ تا ۱۷۳ ملخصا

(۱۳۶) نظام ربوبیت ص۸۶

(۱۳۷) ایضاً ص۵۵

(۱۳۸) ایضاً ص۸۸

(۱۳۹) ایضاً ص۹۲

(۱۴۰) ایضاً ص۵۶

(۱۴۱) ایضاً ص۲۵۷

(۱۴۲) لغات القرآن زیر عنوان (ق،و،ر)

(۱۴۳) نظام ربوبیت ص۱۱۵

(۱۴۴) قرآنی فیصلے ص۹۲

(۱۴۵) ایضا

(۱۴۶) ایضاً ص۲۸۱

(۱۴۷) ایضاً ص۸۸

(۱۴۸) ایضاً ص۸۶

(۱۴۹) ایضاً ص۸۶

(۱۵۰) عبس:۲۴

(۱۵۱) ایضا:۲۵

(۱۵۲) ایضا۲۶

(۱۵۳) المدثر: ۵۲

(۱۵۴) الاعراف:۳۸

(۱۵۵) النحل:۹۴

(۱۵۶)العلق: ۶،۷

(۱۵۷)قرآنی فیصلے ص۹۲،۹۴

(۱۵۸) البقرہ:۱۸۴

(۱۵۹)مفہوم القرآن ج۱ البقرہ:۱۸۴

(۱۶۰)ترجمہ شیخ الہند البقرۃ:۱۸۴،اور جو لوگ اسے مشکل سے برداشت کر سکیں ان کے ذمہ فدیہ ہے (کہ وہ) ایک مسکین کا کھانا ہے۔

ترجمہ تفسیر ماجدی البقرہ:۱۸۴

(۱۶۱)هو سلمه بن اكوع :بايع تحت الشجرة مرتين وسكن المدينة ثم انتقل من قرى المدينة وكا ن شجاعا راميا محسنا خيرا فاضلا ، وروى عنه جماعة من اهل المدينة وقال رسول الله ﷺ خير رجالناسلمةبن اكوع توفى سنة ۷۴ھ او ۶۴ھ ..

(اسد الغابة ج ا ص ۴۲۳)

(۱۶۲) البقرہ:۱۸۵

(۱۶۳)ابوداود کتاب التفسیر

(۱۶۴) البقرہ: ص ۲۳۸

(۱۶۵)مفہوم القرآن: ج۱البقرہ:۲۳۸

(۱۶۶)تفسیر مظہری ج۱ البقرۃ:۲۳۸

(۱۶۷)حضرت علیؓ المتوفی ۴۰ھ ،ابوھریرہ المتوفی ۵۹ھ ، عائشہ صدیقہ المتوفیہ ۵۸ھ ، ابراھیم نخعی المتوفی ،قتادہ المتوفی، امام ابوحنیفہ المتوفی ۱۵۰ھ،اور امام احمد المتوفی ۲۴۱ھ

(۱۶۸)التوبہ:۸۴

(۱۶۹)مفہوم القرآن :التوبۃ:۸۴

(۱۷۰)بیان القرآن ج۳ معارف القرآن ج۲ ایت مذکورہ

(۱۷۱)ص:۱۹

(۱۷۲) مفہوم القرآن ص: ۱۹

(۱۷۳)تفسیر مظہری ج۹

(۱۷۴)الزخرف:۶۴

(۱۷۵) مفہوم القرآن ایضا

(۱۷۶)بیان القرآن للتھانوی الزخرف:۶۴

(۱۷۷) البقرہ:۱۰۶

(۱۷۸) مفہوم القرآن ج۱۔البقرہ:۱۰۶

(۱۷۹)قرآنی فیصلے ص۱۴۷،طاہرہ کے نام خط ص۳۱۳

(۱۸۰)النسآء:۲۰

(۱۸۱)طاہرہ کے نام خطوط ص۳۱۸

(۱۸۲)قرآنی فیصلے ص۱۱۴،۱۱۷

(۱۸۳)ایضا ص۱۱۰

(۱۸۴) البقرہ: ۱۸۲ فمن خاف من موص جنفا او اثما فاصلح بینهم فلا اثم علیه .ان الله غفور رحیم •

(۱۸۵) قرآنی فیصلے ص۱۱۲

(۱۸٦)مفہوم القرآن:النساا:۱۱،۱۲ ،قرآنی فیصلے: ایضا

(۱۸۷)قرآنی فیصلے ص۱۱۳

(۱۸۸) ایضاً ص۱۱۵

(۱۸۹) النساء: ۸

(۱۹۰) النساء:٦

(۱۹۱) قرآنی فیصلے ص۱۳۴

(۱۹۲) النساء:۱۵

(۱۹۳) مفہوم القرآن ج۱النساء:۱۵

(۱۹۴) النور:۲

(۱۹۵) قرآنی فیصلے ص۱۳۵

(۱۹٦) ایضاً :٦۵

(۱۹۷) الکوثر:۱،۲،۳

(۱۹۸) مفہوم القرآن ج۳۔الکوثر:۱،۲،۳)

(۱۹۹)نوٹ:۔ یہ اشتہار 1962 میں شائع ہوا تھا جب پاکستان متحد تھا۔اس وقت کے علمائے حق نے پرویزیت کے خلاف کفر کا فتوی دیا تھا۔

مصادر و مراجع

مصادر و مراجع

کتاب	مصنف	ناشر
۱۔۔۔ابجد العلوم	نواب صدیق حسن خان	مکتبہ قدوسیہ لاہور ۱۹۸۳ء
۲۔۔۔آب کوثر	شیخ محمد اکرم	ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور
۳۔۔۔ابلیس و آدم	غلام احمد پرویز	ادارہ طلوع اسلام گلبرگ لاہور
۴۔۔۔ابوالکلام آزاد	آغا شورش کاشمیری	چٹان پرنٹنگ پریس لاہور
۵۔۔۔ابوالکلام آزاد	عبداللہ بٹ المتوفی ۱۹۶۸ء	قومی کتب خانہ لاہور طبع ثانی ۱۹۸۶ء
۶۔۔۔اتحاف النبلاء	صدیق حسن خان المتوفی ۱۳۰۷ھ	مطبع مجتبائی کانپور ۱۲۸۸ھ
۷۔۔۔الاتقان فی علوم القرآن	لعلامہ جلال الدین السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
۸۔۔۔آثار آزاد	سید قدرت اللہ فاطمی	مکتبہ اخوت اردو بازار لاہور
۹۔۔۔آثار التنزیل	مولانا ڈاکٹر خالد محمود	دار المعارف اردو بازار لاہور
۱۰۔۔۔آثار الصنادید	سید احمد خان المتوفی ۱۳۱۵ھ	پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی ۱۹۶۶ء
۱۱۔۔۔احسن البیان فی علوم القرآن	ڈاکٹر حسن الدین احمد	مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور ۱۹۹۴ء
۱۲۔۔۔احسن التفاسیر	سید احمد حسن دہلوی المتوفی ۱۳۳۸ھ	مطبع عزم نو دہلی ۱۳۶۰ھ
۱۳۔۔۔احکام القرآن	قاضی ابوبکر بن العربی المالکی المتوفی ۵۴۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت (سطن)
۱۴۔۔۔احکام القرآن	لامام احمد بن علی الجصاص المتوفی ۳۷۰ھ	سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ
۱۵۔۔۔احکام القرآن	لامام احمد بن محمد الطحاوی المتوفی ۳۲۱ھ	استنبول ۱۴۱۶ھ
۱۶۔۔۔احکام القرآن	مولانا ظفر احمد عثمانی	ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۱۳ھ
۱۷۔۔۔احکام القرآن	علی بن محمد الکیا ہراسی المتوفی ۵۰۴ھ	ایضا ۱۴۱۷ھ
۱۸۔۔۔احکام القرآن	للامام محمد بن ادریس الشافعی المتوفی ۲۰۴ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۰ھ
۱۹۔۔۔احکام القرآن	مولانا محمد ایوب الھاشمی	مکتبہ الرازی کراچی
۲۰۔۔۔اخبار الاخیار	شیخ عبدالحق دہلوی المتوفی ۱۰۵۲ھ	مدینہ پبلیکیشنگ کراچی
۲۱۔۔۔اخبار الصنادید	حکیم نجم الغنی رام پوری	مطبع نول کشور لکھنو ۱۹۱۸ء
۲۲۔۔۔ادب الاختلاف فی الاسلام	ڈاکٹر طٰہٰ جابر العلوانی	مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور
۲۳۔۔۔اذکار ابرار (اردو ترجمہ گلزار ابرار)	فضل احمد جیوری	اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور
۲۴۔۔۔اربعین	مولوی عبدالحق غزنوی	لاہور پرنٹنگ پریس ۱۳۲۲ھ

کتاب	مصنف	ناشر
۲۵۔۔۔اربعین	غلام احمد قادیانی (م ۱۹۰۸ء)	احمدیہ پریس ربوہ
۲۶۔۔۔ارشاد الساری	احمد بن محمد القسطلانی المتوفی ۹۲۳ھ	دار الفکر ۱۴۱۰ھ
۲۷۔۔۔ارشاد الساری	حسین بن محمد سعید	مکتبہ اسلامیہ میزان مارکیٹ کوئٹہ ۱۳۹۹ھ
۲۸۔۔۔ارشاد العقل السلیم	ابو سعود محمد بن محمد العمادی المتوفی ۹۸۲ھ	دار احیاء التراث بیروت (سطن)
۲۹۔۔۔ارض القرآن	مولانا ابو الاعلی مودودی المتوفی ۱۳۹۹ھ	ترجمان القرآن پبلیکیشنز لاہور
۳۰۔۔۔ارض القرآن	مولانا سید سلیمان ندوی	معارف اعظم گڑھ لکھنو
۳۱۔۔۔آزاد کی کہانی	مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی	آزاد اکیڈمی دہلی
۳۲۔۔۔ازالہ اوہام	غلام احمد قادیانی (م ۱۹۰۸)	احمدیہ پریس ربوہ
۳۳۔۔۔ازالہ غائین	سید احمد خان المتوفی ۱۳۱۵ھ	مطبع سبحانی حیدرآباد دکن
۳۴۔۔۔اسباب زوال امت	غلام احمد پرویز (م ۱۹۸۵ء)	ادارہ طلوع اسلام لاہور ۱۹۵۲ء
۳۵۔۔۔الاستیعاب	الشیخ یوسف بن عبداللہ المتوفی ۴۶۳ھ	دار الجیل بیروت ۱۴۱۳ھ
۳۶۔۔۔اسد الغابہ	علی بن محمد المعروف بن الاثیر المتوفی ۶۳۰ھ	احیاء التراث العربیہ بیروت
۳۷۔۔۔اسرار التنزیل	مولانا محمد اکرم اعوان	ادارہ نقشبندیہ چکوال ۲۰۰۰ء
۳۸۔۔۔الاسرائیلیات والموضوعات فی کتب التفسیر	ڈاکٹر محمد ابو شہبہ	مکتبۃ السنۃ والبحث العلمی
۳۹۔۔۔اسلامی انسائیکلوپیڈیا	مولوی محبوب عالم المتوفی ۱۹۳۳ء	الفیصل ناشران کتب لاہور ۱۹۹۳ء
۴۰۔۔۔اشرف التفاسیر	مولانا اشرف علی تھانوی المتوفی ۱۳۶۲ھ	ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
۴۱۔۔۔الاصابہ فی تمیز الصحابہ	الامام ابن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ	دار احیاء التراث العربی
۴۲۔۔۔اصلاح الاخوان علی ید السلطان		ادارہ احیاء السنۃ گوجرانوالہ
۴۳۔۔۔اصول التفسیر	الامام تقی ابن تیمیہ المتوفی ۷۲۸ھ	مکتبۃ السنۃ دار ثقافیہ للنشر
۴۴۔۔۔الطاف الرحمٰن بتفسیر القرآن	مولانا عبدالباری فرنگی محلی	دار التصنیف لکھنو ۱۳۹۷ھ
۴۵۔۔۔اعجاز احمدی	غلام احمد قادیانی	احمدیہ پریس ربوہ
۴۶۔۔۔الاعلام	الشیخ خیر الدین الزرکلی	دار العلم للمسلمین بیروت ط۔۶۔۱۹۸۶ء
۴۷۔۔۔اعظم التفاسیر	مولانا رحیم بخش دہلوی	میور پریس دہلی ۱۳۱۱ھ
۴۸۔۔۔الافاضات الیومیہ	مولانا محمد اشرف علی تھانوی المتوفی ۱۳۶۲ھ	ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

۴۹۔۔۔افضل التراجم بلغۃ الاعاجم	مولانا محمد افضل خان	دار العلوم تعلیم القرآن شاہ پور سوات
۵۰۔۔۔اکابر تحریک پاکستان	مولانا محمد صادق قصوری	مکتبہ رضویہ گجرات ۱۹۷۶ء
۵۱۔۔۔الکتاب	ڈاکٹر محمد عثمان	قرآن فاؤنڈیشن لاہور طبع ۴۔ ۱۴۰۹ھ
۵۲۔۔۔الاکسیر فی اصول التفسیر	نواب صدیق حسن خان	مکتبہ سلفیہ دہلی
۵۳۔۔۔الواح الصنادید	مولانا عطاء الرحمٰن قاسمی	فیس بک اردو بازار لاہور ۱۹۹۰ء
۵۴۔۔۔الہام الرحمٰن	مولانا عبد الجبار باجوڑی	جامعہ تعلیم القرآن باجوڑ
۵۵۔۔۔الہام الرحمٰن	مولانا عبید اللہ سندھی المتوفی ۱۳۶۳ھ	شاہ ولی اللہ اکیڈمی سندھ
۵۶۔۔۔امداد الفتاوٰی	مولانا اشرف علی تھانوی المتوفی ۱۳۶۲ھ	مکتبہ دار العلوم۔ کراچی ۱۳۹۳ھ
۵۷۔۔۔امیر الروایات	امیر محمد خان	جدید برقی پریس دہلی
۵۸۔۔۔الانساب	لامام ابی سعد السمعانی المتوفی ۵۶۴ھ	دار الجنان بیروت ۱۴۰۸ھ
۵۹۔۔۔انفاس رحیمیہ	شاہ اہل اللہ المتوفی ۱۱۸۶ھ	مطبع احمدی دہلی
۶۰۔۔۔انفاس العارفین	شاہ ولی اللہ المتوفی ۱۱۷۶ھ	فرید بک سٹال لاہور
۶۱۔۔۔انقلابات عالم	محمد نعیم صدیقی المتوفی ۲۰۰۰ء	شیخ غلام علی لاہور
۶۲۔۔۔انوار التبیان فی اسرار القرآن	مولانا قاضی شمس الدین	مدرسہ صدیقیہ گجرانوالہ
۶۳۔۔۔انوار البیان	مفتی عاشق الٰہی مہاجر مدنی	ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
۶۴۔۔۔انوار التنزیل	لامام عمر بن محمد البیضاوی المتوفی ۶۹۲ھ	دار فراس النشر والتوزیع
۶۵۔۔۔انوار القرآن	مولانا محمد نعیم	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
۶۶۔۔۔انوار القرآن	ڈاکٹر ملک مرتضیٰ	ملک سنز لاہور ط، ا۔ ۱۹۹۶ء
۶۷۔۔۔ائمہ تلبیس	مولانا ابو القاسم دلاوری	مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور ۱۹۸۷ء
۶۸۔۔۔ایہا المسلمون	سلطان غنی عارف	ادارہ نشر واشاعت پنج پیر صوابی
۶۹۔۔۔ایضاح المکنون	اسماعیل پاشا البغدادی	مکتبہ بہیہ استنبول
۷۰۔۔۔باقیات الصالحات	مولانا غلام رسول مہر	شیخ غلام علی لاہور ۱۹۶۱ء
۷۱۔۔۔بائبل		بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور
۷۲۔۔۔البحر العلوم	لابی اللیث السمرقندی المتوفی ۸۶۰ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
۷۳۔۔۔البحر المحیط	لامام بابی حیان الاندلسی المتوفی ۷۵۴ھ	دار احیاء التراث طبع دوم ۱۴۲۱ھ

کتاب	مصنف	ناشر
۷۴۔۔۔بحر مواج	لقاضی شہاب الدین التوفی ۸۴۹ھ	مکتبہ رشیدیہ کراچی
۷۵۔۔۔بدائع الفوائد	لشیخ ابن القیم التوفی ۷۵۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
۷۶۔۔۔البدایہ والنھایہ	لامام ابن کثیر الدمشقی التوفی ۷۷۴ھ	دار الفکر ۱۹۷۷ء
۷۷۔۔۔البدر الطالع	لامام الشوکانی التوفی ۱۲۵۰ھ	الجمالیہ مصر (سطن)
۷۸۔۔۔براھین احمدیہ	غلام احمد قادیانی (م ۱۹۰۸ء)	احمدیہ پریس ربوہ
۷۹۔۔۔برھان	جاوید احمد غامدی	لاہور
۸۰۔۔۔البرھان فی علوم القرآن	لامام بدر الدین الزرکشی	دار المعرفہ بیروت
۸۱۔۔۔البرھان فی علوم القرآن	مولانا محمد عنایت سبحانی	دار الکتب العلمیہ ط،۱، ۱۴۱۴ھ
۸۲۔۔۔برھان القرآن	مولانا رحمت اللہ طارق	ادارہ ادبیات اسلامیہ ملتان ۱۹۹۶ء
۸۳۔۔۔بزم تیموریہ	سید صباح الدین احمد	دار المصنفین اعظم گڑھ
۸۴۔۔۔بصائر ذوی التمیز	لامام مجد الدین الفیروز آبادی التوفی ۸۱۲ھ	المکتبۃ العلمیہ بیروت لبنان
۸۵۔۔۔بغیۃ الوعاۃ	لامام جلال الدین السیوطی التوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ
۸۶۔۔۔بقیۃ الآثار		
۸۷۔۔۔بلغۃ الحیران فی ربط آیات القرآن	مولانا حسین علی التوفی ۱۳۶۲ھ	مکتبہ حنفیہ اردو بازار گجرانوالہ
۸۸۔۔۔بلوغ المرام	لامام ابن حجر العسقلانی التوفی ۸۵۲ھ	فاروقی کتب خانہ ملتان
۸۹۔۔۔البیان فی علوم القرآن	مولانا عبد الحق حقانی التوفی ۱۳۶۲ھ	دار الاشاعت تفسیر حقانی دہلی
۹۰۔۔۔بیان القرآن	مولانا اشرف علی تھانوی التوفی ۱۳۶۲ھ	مکتبہ الحسن لاہور
۹۱۔۔۔بیان القرآن	مولوی محمد علی	احمدیہ اشاعت اسلام لاہور ۱۳۴۰ھ
۹۲۔۔۔بیس بڑے مردان	عبد الرشید ارشد	مکتبہ رشیدیہ لاہور بار اول ۱۴۱۷ھ
۹۳۔۔۔بیس بڑے مسلمان	عبد الرشید ارشد	مکتبہ رشیدیہ لاہور
۹۴۔۔۔پاکستان کا معمار اول	غلام احمد پرویز	ادارہ طلوع اسلام گل برگ لاہور
۹۵۔۔۔پرانے چراغ	مولانا سید ابوالحسن ندوی	مجلس نشریات اسلام کراچی
۹۶۔۔۔پرویز اور قرآن	مولانا مدار اللہ مدار	ادارہ نوائے طبع مردان طبع ثانی ۱۹۸۸ء
۹۷۔۔۔تاج العروس	محمد مرتضی الزبیدی	مکتبہ الحیات بیروت لبنان (سطن)

۹۸---التاج المکلل | نواب صدیق حسن خان المتوفی ۱۳۰۷ھ | شرف الدین واولادہ بمبئی ۱۳۸۳ھ

۹۹---تاریخ ادبیات | زیرنگرانی ڈاکٹر عبادت بریلوی | پنجاب یونیورسٹی لاہور ۱۹۷۶ء

۱۰۰---تاریخ الاسلام | لمؤرخ الذھبی المتوفی ۷۴۸ھ | دارالکتاب العربی ۱۴۱۳ھ

۱۰۱---تاریخ الاصفہان | لابی نعیم المتوفی ۳۶۹ھ | داراحیاء التراث ۱۳۸۸ھ

۱۰۲---تاریخ اہل حدیث | مولانا ابراہیم سیال کوٹی | مکتبہ قدوسیہ لاہور

۱۰۳---تاریخ بغداد | لامام احمد الخطیب البغدادی المتوفی ۴۶۳ھ | دارالکتب العلم بیروت ۱۴۱۷ھ

۱۰۴---تاریخ التشریع الاسلامی | تاج الدین السبکی | مطبع عیسی البابی مصر

۱۰۵---تاریخ التشریع الاسلامی | محمد خضری | موسسۃ الرسالۃ

۱۰۶---تاریخ التفسیر | عبدالصمد صارم الازہری | مکتبہ معین الادب لاہور ۱۹۹۱ء

۱۰۷---تاریخ تفسیر ومفسرین | غلام احمد حریری | کشمیر بک ڈپو فیصل آباد ۱۹۹۹ء

۱۰۸---تاریخ الخلفاء | لامام جلال الدین السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ | دارالکتب الحدیثۃ طبع ثانی ۱۳۹۶ھ

۱۰۹---تاریخ دعوت وعزیمت | مولانا ابوالحسن علی ندوی | مجلس نشریات اسلام کراچی

۱۱۰---تاریخ زوال ملت اسلامیہ | مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی | ادارہ اسلامیات لاہور

۱۱۱---تاریخ سعودی عرب | شیخ محمد حیات | مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور ۱۹۹۲ء

۱۱۲---تاریخ طبری | لابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ | مکتبہ خیاط بیروت لبنان

۱۱۳---تاریخ فلاسفۃ الاسلام | محمد لطفی جمعہ

۱۱۴---تاریخ القرآن | اسلم جیراجپوری | آواز اشاعت گھر لاہور

۱۱۵---تاریخ القرآن | عبدالصمد صارم | حمید برقی پریس دہلی

۱۱۶---تاریخ مسلمانان پاک وہند | پروفیسر محمد رضا خان | علمی کتب خانہ لاہور ۱۹۸۵ء

۱۱۷---تاریخ المسلمین وآثارھم فی الاندلس | عبدالعزیز سالم | دارالمعارف لبنان ۱۹۶۲ء

۱۱۸---تاریخ ملت | مفتی زین العابدین میرٹھی | ادارہ اسلامیات لاہور

۱۱۹---التاویلات النجمیہ | نجم الدین المتوفی ۶۵۴ھ، وعلاء الدین السمانی المتوفی ۷۳۶ھ | مکتبۃ الحیات بیروت

۱۲۰---تاویل مختلف الحدیث | لامام ابن قتیبہ المتوفی ۲۷۶ھ | دارالکتب العلمیہ بیروت

۱۲۱---تبصرہ | مولانا خان بادشاہ | نقوش پریس لاہور

کتاب	مصنف	ناشر
۱۲۲.... التبصرة وتمیز الفرقه	لامام ابومظفر الاسفرائنی الشافعی	الانوار ۱۹۴۰ھ
۱۲۳۔۔۔تبصیر الرحمٰن وتیسیر القرآن	لعلاء الدین علی بن احمد المہائمی التوفی ۸۱۵ھ	عالم الکتب ۱۴۰۳ھ
۱۲۴۔۔۔تبلیغ رسالت	غلام احمد قادیانی (م ۱۹۰۸ء)	احمدیہ پریس ربوہ
۱۲۵۔۔۔تبویب القرآن	مولانا وحید الزمان التوفی	نعمانی کتب خانہ لاہور
۱۲۶۔۔۔التبیان فی اقسام القرآن	لابن القیم الجوزیہ التوفی ۷۵۱ھ	دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۲ھ
۱۲۷۔۔۔التبیان فی علوم القرآن	محمد علی الصابونی	المکتبۃ الحقانیہ محلہ جنگی پشاور ۱۴۰۱ھ
۱۲۸۔۔۔تبیان القرآن	مولانا غلام رسول سعیدی	فرید بک سٹال لاہور ۱۴۲۰ھ
۱۲۹۔۔۔تبیین کذب المفتری	لابن عساکر التوفی ۵۷۱ھ	دمشق ۱۳۴۷ھ
۱۳۰۔۔۔تتمہ حقیقۃ الوحی	غلام احمد قادیانی (م ۱۹۰۸ء)	احمدیہ پریس ربوہ
۱۳۱۔۔۔التحریر فی اصول التفسیر	سر سید احمد خان التوفی ۱۸۹۸ء	دوست ایسوسی ایٹس لاہور
۱۳۲۔۔۔تحریف القرآن	شیخ صالح عبدالعزیز بن محمد آل شیخ	وزارۃ اوقاف مدینہ منورہ ۱۴۲۳ھ
۱۳۳۔۔۔تحریک شیخ الہند	مولانا محمد میاں	مکتبہ رشیدیہ لاہور
۱۳۴۔۔۔تدبر قرآن	مولانا امین احسن اصلاحی	فاران فاؤنڈیشن لاہور ۱۴۲۰ھ
۱۳۵۔۔۔تدریب الراوی	لجلال الدین السیوطی التوفی ۹۱۱ھ	دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور (سطن)
۱۳۶۔۔۔تذکرہ	علامہ عنایت اللہ خان المشرقی	علامہ ٹرسٹ لاہور
۱۳۷۔۔۔تذکرۃ الحفاظ	لشمس الدین محمد الذہبی التوفی	دار احیاء التراث العربی
۱۳۸۔۔۔تذکرہ سید احمد خان	محمد امین زبیری	پبلشرز یونائٹڈ لاہور ۱۹۶۱ء
۱۳۹۔۔۔تذکرہ شاہ اسماعیل شہید	مولانا نسیم احمد فریدی التوفی ۱۹۹۰ء	مکتبہ شاہ اسماعیل شہید لاہور
۱۴۰۔۔۔تذکرۃ الشہادتین	غلام احمد قادیانی (م ۱۹۰۸)	احمدیہ پریس ربوہ
۱۴۱۔۔۔تذکرہ علماء اہل سنت	اقبال احمد فاروقی	مکتبہ نبویہ لاہور
۱۴۲۔۔۔تذکرہ علماء ہند	رحمان علی	مطبع نول کشور ۱۹۱۶ء
۱۴۳۔۔۔تذکرہ علماء ہند (اردو)	محمد ایوب قادری	پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی ۱۹۶۱ء
۱۴۴۔۔۔تذکرہ فضل الرحمٰن	مولانا ابوالحسن علی ندوی	ادارہ نشریات الاسلام کراچی
۱۴۵۔۔۔تذکرۃ المفسرین	مولانا قاضی زاہد الحسینی	دار الاشاعت مدینہ مسجد اٹک

۱۴۶۔۔۔تذکیر القرآن	وحید الدین خان	دار التذکیر لاہور
۱۴۷۔۔۔تراجم اہل حدیث	ابو یحیٰی امام نوشہروی	مکتبہ اہل حدیث ٹرسٹ کراچی
۱۴۸۔۔۔ترجمان القرآن	مولانا ابوالکلام آزاد	مکتبہ سعید ناظم آباد کراچی
۱۴۹۔۔۔ترجمان القرآن بلطائف البیان		
۱۵۰۔۔۔ترجمان القرآن	مولانا صدیق حسن خان المتوفی ۱۳۰۷ھ	مکتبہ قدوسیہ لاہور
۱۵۱۔۔۔ترجمان القرآن کا تحقیقی مطالعہ	مولانا اخلاق حسین قاسمی	آزاد اکیڈمی دہلی
۱۵۲۔۔۔ترجمہ وتفسیر فیوض القرآن	ڈاکٹر سید حسن بلگرامی	سعید کمپنی کراچی ۱۹۰۴ء
۱۵۳۔۔۔ترجمہ قرآن	مولانا عاشق الٰہی مرٹھی المتوفی ۱۳۶۰ھ	برقی پریس میرٹھ ہند
۱۵۴۔۔۔ترجمہ قرآن	مولانا محمود حسن المتوفی ۱۳۳۸ھ	دار الاشاعت کراچی
۱۵۵۔۔۔ترجمہ قرآن مجید	مولانا محمود امروٹی المتوفی ۱۳۳۸ھ	مکتبہ سعید کراچی
۱۵۶۔۔۔ترجمہ قرآن	مرزا حیرت دہلوی المتوفی ۱۸۹۸ء	کمبائنڈ پبلشرز لاہور
۱۵۷۔۔۔ترجمہ قرآن	ڈپٹی نذیر احمد المتوفی ۱۹۱۲ء	کمبائنڈ پبلشرز انارکلی لاہور
۱۵۸۔۔۔ترجمہ قرآن	علامہ یوسف علی المتوفی ۱۳۷۳ھ	شاہ محمد اشرف کشمیری بازار لاہور
۱۵۹۔۔۔ترمیم اصحاب کہف	سید احمد خان المتوفی ۱۳۱۵ھ	دوست ایسوسی ایٹس لاہور
۱۶۰۔۔۔تریاق القلوب	غلام احمد قادیانی	احمدیہ پریس ربوہ
۱۶۱۔۔۔تسکین الخاطر		
۱۶۲۔۔۔تسہیل القرآن	مولوی فیروز الدین	فیروز سنز لاہور
۱۶۳۔۔۔تشحیذ الاذہان	غلام احمد قادیانی	احمدیہ پریس ربوہ
۱۶۴۔۔۔تصفیۃ العقائد	مولانا محمد قاسم نانوتوی المتوفی ۱۲۹۷ھ	دار الاشاعت کراچی ۱۹۷۶ء
۱۶۵۔۔۔تعارف اہلسنت	مولانا محمد صدیق ہزاروی	مکتبہ قادریہ لوہاری گیٹ لاہور
۱۶۶۔۔۔تعارف قرآن	حمید نسیم	فضلی سنز اردو بازار کراچی ۱۹۸۷ء
۱۶۷۔۔۔تعارف قرآن	ڈاکٹر فیوض الرحمٰن	
۱۶۸۔۔۔تفسیر ابن عباس	عبداللہ ابن عباسؓ المتوفی ۶۸ھ	قرآن محل کراچی
۱۶۹۔۔۔تفسیر البیان	سید احمد سعید کاظمی المتوفی ۱۹۸۴ء	فرید بک سٹال لاہور ۱۴۲۰ھ

۱۷۰۔۔۔التفسیرات الاحمدیہ	لملاجیون المتوفی	نورانی کتب خانہ پشاور ط۔۲۔ ۱۹۷۸ء
۱۷۱۔۔۔تفسیر احسن البیان		
۱۷۲۔۔۔تفسیر اکسیر اعظم	مولانا احتشام الدین مرادآبادی	نول کشور لکھنو ۱۳۱۱ھ
۱۷۳۔۔۔تفسیر آیات الاحکام	مولانا عبدالعلی نگرامی المتوفی ۱۲۹۶ھ	مطبع محمدی بمبئی طبع دوم ۱۲۶۶ھ
۱۷۴۔۔۔تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن	مولانا عبدالہادی	دارالعلوم صوابی مردان
۱۷۵۔۔۔تفسیر بے نظیر	مولانا حسین علی المتوفی ۱۳۶۳ھ	مکتبہ حنفیہ گجرانوالہ
۱۷۶۔۔۔تفسیر تبیان	مولانا حسین علی المتوفی ۱۳۶۳ھ	
۱۷۷۔۔۔تفسیر ثنائی	مولانا ثناء اللہ امرتسری المتوفی ۱۳۶۷ھ	فاروقی کتب خانہ ملتان
۱۷۸۔۔۔تفسیر جلالین	لامام جلال الدین المحلی المتوفی ۸۶۴ھ	
	وامام جلال الدین السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ	دار العلم للملایین بیروت ۱۴۱۱ھ
۱۷۹۔۔۔تفسیر الحسنات	مولانا سید محمد احمد قادری المتوفی ۱۳۸۰ھ	ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور
۱۸۰۔۔۔تفسیر حسن نظامی	خواجہ حسن نظامی المتوفی ۱۳۷۲ھ	مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۹۸ھ
۱۸۱۔۔۔تفسیر رحمانی	شیخ علاء الدین المہائمی المتوفی ۸۱۵ھ	
۸۲۔۔۔تفسیر رضوی	مولانا غلام رسول رضوی	مکتبہ قادریہ لاہور
۱۸۳۔۔۔تفسیر رفاعی	سید محمد رفاعی	دینی کتب خانی لاہور
۱۸۴۔۔۔تفسیر رفیعی	شاہ رفیع الدین المتوفی ۱۲۴۹ھ	مہتاب کمپنی نیوانارکلی لاہور
۱۸۵۔۔۔تفسیر رؤفی	شاہ رؤف احمد نقشبندی المتوفی ۱۲۴۹ھ	مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۱ھ
۱۸۶۔۔۔تفسیر ستاری	مولانا محمد عبدالستار دہلوی	مکتبہ ایوبیہ تاجران کتب کراچی
۱۸۷۔۔۔تفسیر سراج البیان	مولانا محمد حنیف ندوی المتوفی ۱۹۹۷ء	ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور
۱۸۸۔۔۔تفسیر السمر قندی	ابواللیث نصر بن محمد السمر قندی	دارالفکر ۱۴۱۸ھ
۱۸۹۔۔۔تفسیر سورہ بقرہ	غلام احمد قادیانی (م ۱۹۰۸ء)	ادارۃ المصنفین احمدیہ ربوہ
۱۹۰۔۔۔تفسیر سورہ فاتحہ	مولانا عبداللہ درخواستی	مکتبہ حامدیہ ایبٹ آباد
۱۹۱۔۔۔تفسیر سورہ فاتحہ اور تعمیر شخصیت	ڈاکٹر طاہر القادری	منہاج القرآن لاہور
۱۹۲۔۔۔تفسیر عثمانی	مولانا شبیر احمد عثمانی المتوفی ۱۳۶۹ھ	مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف

۱۹۳۔۔۔تفسیر عزیزی	لامام شاہ عبدالعزیز المتوفی ۱۲۳۹ھ	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۱۹۴۔۔۔تفسیر غایۃ البرھان	سید محمد حسن امروہی (کان حیا ۱۲۹۷ھ)	مطبع ریاضی امروہہ ۱۹۰۴ء
۱۹۵۔۔۔تفسیر الفاتحہ	مولانا محی الدین احمد قصوری (المتوفی ۱۳۹۰ھ	کریمی پریس لاہور
۱۹۶۔۔۔تفسیر فتح البیان	صدیق حسن خان المتوفی ۱۳۰۷ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۰ھ
۱۹۷۔۔۔تفسیر الفرقان فی معارف القرآن	مولانا خواجہ عبدالحی المتوفی ۱۹۶۵ء	مکتبہ رحیمیہ بہاول نگر
۱۹۸۔۔۔تفسیر فضل الرحمٰن	مولانا فضل الرحمٰن ہری پور	ثنائی برقی پریس امرتسر
۱۹۹۔۔۔تفسیر فی ظلال القرآن	سید قطب شہید	دار الشروق (سطن)
۲۰۰۔۔۔تفسیر القاسمی	جمال الدین القاسمی المتوفی ۱۳۳۲ھ	دار احیاء الکتب العربیہ ۱۳۷۶ھ
۲۰۱۔۔۔تفسیر القرآن	سید احمد خان المتوفی ۱۸۹۸ء	دوست ایسوسی ایٹس سوسائٹی لاہور
۲۰۲۔۔۔تفسیر القرآن	مولانا محمد نبی بخش حلوائی المتوفی ۱۳۶۴ھ	مطبع جدید دہلی ۱۴۰۱ھ
۲۰۳۔۔۔تفسیر القرآن بآیات القرآن	علی احمد خان دانشمند جالندھری	مکتبہ اخوت لاہور
۲۰۴۔۔۔تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن	مولانا ثناء اللہ امرت سری المتوفی ۱۳۶۷ھ	ادارہ احیاء السنۃ لاہور
۲۰۵۔۔۔تفسیر القرآن العظیم	لامام عبدالرحمٰن ابن ابی حاتم المتوفی ۳۲۷ھ	مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز ریاض ۱۴۱۷ھ
۲۰۶۔۔۔تفسیر القرآن الکریم	لامام ابن کثیر الدمشقی المتوفی ۷۷۴ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
۲۰۷۔۔۔تفسیر القرآن الکریم	لابو محمد سہل بن عبداللہ التستری المتوفی ۲۸۳ھ	مطبع السعادہ مصر ۱۹۰۸ء
۲۰۸۔۔۔تفسیر القرآن الکریم	مولانا عبدالسلام رستمی	دار السلام لاہور ۱۴۲۳ھ
۲۰۹۔۔۔تفسیر القرآن الکریم	لشیخ الاکبر ابن عربی المتوفی ۶۳۸ھ	انتشارات ناصر خسرو طہران ایران
۲۱۰۔۔۔تفسیر القشیری	لامام عبدالکریم بن ھوازن المتوفی ۴۶۵ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۰ھ
۲۱۱۔۔۔تفسیر الکبیر	لامام ابن تیمیہ المتوفی ۷۲۸ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۸ھ
۲۱۲۔۔۔تفسیر الکبیر	مرزا بشیر الدین محمود (قادیانی)	احمدیہ پرنٹنگ پریس ربوہ (پنجاب)
۲۱۳۔۔۔تفسیر لامثال	مولوی محمد امین	معراج کتبخانہ پشاور
۲۱۴۔۔۔تفسیر ماجدی	مولانا عبدالماجد دریابادی المتوفی ۱۳۹۸ھ	تاج کمپنی کراچی
۲۱۵۔۔۔تفسیر محمدی	حافظ صلاح الدین یوسف	مکتبہ قدوسیہ لاہور
۲۱۶۔۔۔تفسیر المراغی	لشیخ محمد مصطفیٰ المراغی المتوفی ۱۹۴۵ء	دار احیاء التراث ۱۹۸۳ء

۲۱۷۔۔۔تفسیر مظہری	لقاضی ثناء اللہ پانی پتی المتوفی ۱۲۲۵ھ	دار الاشاعت کراچی ۱۴۱۱ھ
۲۱۸۔۔۔تفسیر المقام المحمود	مولانا عبید اللہ سندھی المتوفی ۱۳۶۳ھ	مکی دار الکتب لاہور ۱۹۹۷ء
۲۱۹۔۔۔تفسیر المنار	الشیخ محمد عبدہ المتوفی ۱۳۲۳ھ	
	سید رشید رضا المتوفی ۱۳۵۴ھ	دار المنار مصر ۱۳۶۷ھ
۲۲۰۔۔۔تفسیر نعیمی	احمد یار خان گجراتی المتوفی ۱۳۹۱ھ	نعیمی کتب خانہ گجرات ۱۴۰۲ھ
۲۲۱۔۔۔تفسیر وحیدی	نواب وحید الزمان المتوفی ۱۳۳۹ھ	نعمانی کتب خانہ لاہور
۲۲۲۔۔۔تفسیر ودودی	مولانا فضل ودود پشاوری المتوفی ۱۴۰۲ھ	نورانی کتب خانہ پشاور
۲۲۳۔۔۔التفسیر والمفسرون	ڈاکٹر محمد حسین الذہبی	دار الکتب الحدیثہ طبع ثانی ۱۳۹۱ھ
۲۲۴۔۔۔تفسیر یسیر	مولانا عبد الحق بھگوی المتوفی ۱۹۱۳ء	نورانی کتب خانہ پشاور ط،۵، ۱۹۸۳ء
۲۲۵۔۔۔تفہیمات	مولانا ابو الاعلیٰ مودودی المتوفی ۱۳۹۹ھ	ادارہ ترجمان القرآن لاہور طبع پنجم
۲۲۶۔۔۔التفہیمات الالہیہ	لشاہ ولی اللہ المتوفی ۱۱۷۶ھ	المجلس العلمی ڈابھیل ۱۹۳۶ء
۲۲۷۔۔۔تفہیم القرآن	مولانا مودودی المتوفی ۱۳۹۹ھ	ادارہ ترجمان القرآن لاہور ط،۱۲، ۱۹۹۱ء
۲۲۸۔۔۔تقریب التہذیب	لامام ابن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ	دار احیاء التراث العربی ۱۴۱۳ھ
۲۲۹۔۔۔تقصیرات تفہیم	مفتی عزیز الرحمٰن بجنوری	زمزم پبلشرز کراچی ۲۰۰۰ء
۲۳۰۔۔۔تلبیس ابلیس	لعلامہ ابن الجوزی المتوفی ۵۹۷ھ	ادارہ اسلامیات لاہور
۲۳۱۔۔۔التمہید لائمۃ التجدید	مولانا عبید اللہ سندھی المتوفی ۱۳۶۳ھ	شاہ ولی اللہ اکیڈمی سندھ
۲۳۲۔۔۔تنزیہ القرآن عن المطاعن	لقاضی عبد الجبار	دار صادر
۲۳۳۔۔۔تنقیحات	مولانا مودودی المتوفی ۱۳۹۹ھ	ادارہ ترجمان القرآن لاہور
۲۳۴۔۔۔توضیح وتلویح	عبید اللہ بن مسعود المتوفی ۷۴۷ھ	
	علامہ سعد الدین تفتازانی المتوفی ۷۹۲ھ	نور محمد کتب خانہ کراچی
۲۳۵۔۔۔تہذیب الاخلاق	سید احمد خان المتوفی ۱۳۱۵ھ	انجمن ترقی ادب اردو لاہور
۲۳۶۔۔۔تہذیب الاسماء واللغات	ابو زکریا یحیٰ بن شرف النووی المتوفی ۶۷۶ھ	دار الکتب العلمیہ
۲۳۷۔۔۔تہذیب التہذیب	لامام ابن حجر المتوفی ۸۵۲ھ	دار صادر
۲۳۸۔۔۔تیسیر الرحمٰن لسان القرآن	ڈاکٹر محمد لقمان سلفی	دار الکتاب والسنۃ لاہور ۱۴۲۳ھ

کتاب	مصنف	ناشر
۲۳۹---تیسیر القرآن	مولانا عبدالرحمٰن کیلانی المتوفی ۱۹۹۵ء	مکتبہ السلام وسن پورہ لاہور ۲۰۰۰ء
۲۴۰---الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند	سید عبدالحی لکھنوی المتوفی ۱۳۴۱ھ	مطبوعہ دمشق ۱۹۶۰ء
۲۴۱---جامع البیان	لامام ابن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۰ھ
۲۴۲---جامع التفاسیر	نواب قطب الدین خان المتوفی ۱۲۸۹ھ	مطبع مجتبائی دہلی
۲۴۳---الجامع الصحیح البخاری	لامام محمد بن اسماعیل البخاری المتوفی ۲۵۶ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۴۴---الجامع الصحیح المسلم	لامام مسلم بن الحجاج القشیری المتوفی ۲۶۱ھ	نعمانی کتب خانہ لاہور ۱۹۸۱ء
۲۴۵---الجامع لاحکام القرآن	ابوعبداللہ القرطبی المالکی المتوفی ۶۷۱ھ	مکتبہ دارالکتب المصریہ ۱۳۶۱ھ
۲۴۶---جائزہ تراجم قرآنی	محمد سالم قاسمی	مجلس معارف القرآن دیوبند
۲۴۷---جمہرۃ انساب العرب	لامام ابن حزم الاندلسی المتوفی ۴۵۶ھ	دارالمعارف مصر ۱۹۴۸ء
۲۴۸---الجن والجان	سرسید احمد خان المتوفی ۱۳۱۵ھ	مکتبہ کتاب گھر اردو بازار لاہور
۲۴۹---الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح	لامام ابن تیمیہ المتوفی ۷۲۸ھ	المکتبۃ العلمیہ ۱۴۲۳ھ
۲۵۰---جواہر القرآن	مولانا غلام اللہ خان المتوفی ۱۴۰۰ھ	مکتبہ رشیدیہ راولپنڈی
۲۵۱---الجواہر فی تفسیر القرآن	الشیخ طنطاوی المتوفی ۱۹۸۰ء	مصطفیٰ البابی الحلبی مصر ۱۳۳۹ھ
۲۵۲---الجواہر المضیہ	الشیخ محی الدین المصری المتوفی ۷۷۵ھ	دائرہ المعارف ہند ۱۳۳۲ھ
۲۵۳---جہود اہل حدیث فی خدمۃ القرآن	عبدالرحمٰن الفریوائی	الجامعۃ السلفیہ بنارس ۱۹۹۲ء
۲۵۴---چشمہ مسیحی	غلام احمد قادیانی (م ۱۹۰۸ء)	احمدیہ پریس ربوہ
۲۵۵---چشمہ معرفت	غلام احمد قادیانی	ایضا
۲۵۶---حاشیہ الفیہ	لجلال الدین السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۵ھ
۲۵۷---حالات مفتی اعظم	مولانا محمد تقی عثمانی	دارالاشاعت کراچی
۲۵۸---حجۃ اللہ البالغہ	لامام شاہ ولی اللہ المتوفی ۱۱۷۶ھ	فربک سٹال لاہور
۲۵۹---حدائق الحنفیہ	مولوی فقیر محمد جہلمی	مطبع نول کشور لکھنو ۱۳۲۴ھ
۲۶۰---حسن المحاضرہ	لجلال الدین السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ
۲۶۱---حقائق التفسیر	لابی عبدالرحمٰن محمد بن حسین المتوفی ۴۱۲ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۲۱ھ
۲۶۲---حقیقۃ الوحی	غلام احمد قادیانی (م ۱۹۰۸ء)	احمدیہ پریس ربوہ

۲۶۳---حل القرآن　مولانا حبیب احمد کیرانوی　ادارہ تالیفات اشرفیہ ۱۳۱۶ھ

۲۶۴---حلیۃ الاولیاء　لحافظ ابی نعیم الاصفہانی المتوفی ۴۳۰ھ　داراحیاء التراث العربی

۲۶۵---حمامۃ البشریٰ　غلام احمد قادیانی　احمدیہ پریس ربوہ

۲۶۶---حمید الدین فراہی　محمد عنایت اللہ سبحانی　البدر پبلی کیشنز لاہور ۱۹۸۰ء

۲۶۷---حیات اعلیٰ حضرت　مولانا ظفر الدین قادری　مکتبہ نبویہ لاہور ۲۰۰۰ء

۲۶۸---حیات جاوید　مولانا الطاف حسین حالی المتوفی ۱۹۱۴ء　انجمن ترقی اردو ادب لاہور

۲۶۹---حیات شبلی　مولانا سید سلیمان ندوی　دارالمصنفین اعظم گڑھ ہند ۱۳۶۲ھ

۲۷۰---حیات شیخ القرآن　مولانا محمد ابراہیم فانی　مکتبہ شاہ ولی اللہ اکوڑہ خٹک ۱۹۹۶ء

۲۷۱---حیات عبدالحی　مولانا ابوالحسن علی ندوی　مجلس نشریات اسلام کراچی

۲۷۲---حیات ولی　مولانا رحیم بخش دہلوی　مکتبہ سلفیہ لاہور ۱۹۵۵ء

۲۷۳---حیات ولی　محمد عاصم دہلوی　المجمع العلمی العربی ۱۳۸۸ھ

۲۷۵---خزائن العرفان　مفتی نعیم الدین مرادآبادی المتوفی ۱۳۶۷ھ　مکتبہ قادریہ گنج بخش لاہور

۲۷۶---خزینۃ الاصفیاء　مفتی غلام سرور لاہوری　مطبع نامی گرامی سراج پنڈت ۱۲۹۰ھ

۲۷۷---خطبات احمدیہ　سرسید احمد خان المتوفی ۱۳۱۵ھ　مسلم پرنٹنگ پریس لاہور

۲۷۸---خطبات ومقالات　مولانا عبیداللہ سندھی المتوفی ۱۳۶۳ھ　الحمود اکیڈمی لاہور

۲۷۹---خطبہ الہامیہ　غلام احمد قادیانی (م ۱۹۰۸ء)　احمدیہ پریس ربوہ

۲۸۰---خلاصۃ التفاسیر　مولوی فتح محمد لکھنوی المتوفی ۱۳۲۷ھ　مطبع حسینیہ دہلی

۲۸۱---خودنوشتہ سوانح عمری　مولانا ابوالکلام آزاد المتوفی ۱۹۵۸ء　مولانا آزاد اکیڈمی دہلی

۲۸۲---خیر کثیر　لشاہ ولی اللہ المتوفی ۱۱۷۶ھ　ادارہ اسلامیات لاہور

۲۸۳---دافع البلاء　غلام احمد قادیانی (م ۱۹۰۸ء)　دارالمصنفین احمدیہ ربوہ

۲۸۴---درس قرآن　مولانا محمد احمد　فرید بک ڈپو جامع مسجد دہلی

۲۸۵---درس تفسیر　مولانا نسیم احمد　المکتبۃ الاشرفیہ لاہور

کتاب	مصنف	ناشر
۲۸۶---الدرالکامنہ	الشیخ ابن حجر المتوفی ۸۵۲ھ	دائرۃ المعارف العثمانیہ ۱۳۴۸ھ
۲۸۷---الدرالمنثور	الشیخ جلال الدین السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۸۸---الدروس الدینیہ	الشیخ محمد مصطفی المراغی المتوفی ۱۹۴۵ء	داراحیاء التراث ۱۴۰۳ھ
۲۸۹---دول الاسلام	الشیخ شمس الدین الذھبی المتوفی ۷۴۸ھ	الھیئۃ المصریۃ العامۃ
۲۹۰---الدیباج	قاضی ابراھیم ابن فرحون المتوفی ۷۹۹ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۷ھ
۲۹۱---ذکرآزاد	عبدالرزاق ملیح آبادی	آزاد اکیڈمی دہلی
۲۹۲---ذکرفراہی	ڈاکٹر شرف الدین اصلاحی	دارالتذکیر لاہور طبع اول ۲۰۰۲ھ
۲۹۳---ذخیرۃ الجنان	مولانا محمد سرفراز صفدر	ادارہ تصنیفات نصرۃ العلوم گجرانوالہ
۲۹۴---رجال الہندوالسند	پروفیسر محمد اسحاق	کتاب محل لاہور
۲۹۵---ردالمختار	لعلامہ ابن عابدین الشامی	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ طبع اول ۱۳۹۹ھ
۲۹۶---الرسالۃ المستطرفہ	لادیب جاراللہ الزمخشری المتوفی ۵۳۸ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۳۹۷ھ
۲۹۷---الرسالۃ المستطرفہ	الشیخ محمد بن جعفر الکتانی المتوفی ۱۳۴۵ھ	اصح المطابع کراچی ۱۳۷۹ھ
۲۹۸---رسائل ومسائل	مولانا ابوالاعلی مودودی المتوفی ۱۳۹۹ھ	البدر پبلی کیشنز لاہور
۲۹۹---روحانی خزائن	غلام احمد قادیانی (م ۱۹۰۸)	احمدیہ پریس ربوہ
۳۰۰---روح البیان	الشیخ اسماعیل حقی البروسوی المتوفی ۱۱۳۷ھ	المکتبۃ الغفاریہ کوئٹہ
۳۰۱---روح المعانی	الشیخ المفسر الالوسی المتوفی ۱۲۷۰ھ	مکتبہ امدادیہ ملتان
۳۰۲---رودکوثر	شیخ محمد اکرم	ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور
۳۰۳---روضات الجنات	لعلامہ محمد باقر الموسوی المتوفی ۱۳۱۳ھ	الحیدریہ طہران ۱۳۹۰ھ
۳۰۴---رئیس قادیان	مولانا ابوالقاسم دلاوری	مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان
۳۰۵---الزادالمسیر	لعبدالرحمن بن علی الجوزی المتوفی ۵۹۷ھ	المکتبۃ الاسلامی ۱۴۰۴ھ
۳۰۶---زادالمعاد	لامام ابن القیم الجوزیہ المتوفی ۷۵۲ھ	مطبع السنۃ المحمدیہ (سطن)
۳۰۷---الزادالیسیر فی مقدمۃ التفسیر	مولانا کمال الدین المسترشد	دارالتصنیف کراچی ۱۴۲۲ھ
۳۰۸---زبدۃ القرآن	ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنی	القاسم اکیڈمی نوشہرہ ۱۴۲۳ھ
۳۰۹---سبحۃ المرجان فی آثار ہندستان	غلام علی آزاد بلگرامی المتوفی ۱۲۰۰ھ	مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ۱۹۷۶ء

کتاب	مصنف	ناشر
۳۱۰۔۔۔السراج المنیر	لا مام محمد بن الشربینی القاہری المتوفی ۱۹۷۷ء	داراحیاء التراث ۱۳۹۲ھ
۳۱۱۔۔۔سرمہ چشمۂ آریہ	غلام احمد قادیانی (۱۹۰۸ء)	احمدیہ پریس ربوہ
۳۱۲۔۔۔سفرنامہ مالٹا	مولانا حسین احمد مدنی	مکتبہ زکریا علم گیر مارکیٹ لاہور
۳۱۳۔۔۔سلیم کے نام خط	غلام احمد پرویز	ادارہ طلوع اسلام گلبرگ لاہور
۳۱۴۔۔۔سمط الدرر	مولانا محمد طاہر	مکتبہ الیمان صوابی
۳۱۵۔۔۔السنن	لا مام ابن ماجہ القزوینی المتوفی ۲۸۵ھ	داراحیاء التراث ۱۳۹۵ھ
۳۱۶۔۔۔السنن	لا مام ابی داود السجستانی المتوفی ۲۷۵ھ	مکتبہ امدادیہ ملتان
۳۱۷۔۔۔السنن الکبرٰی	لا مام احمد بن حسین البیہقی المتوفی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۴ھ
۳۱۸۔۔۔السنن	لا مام عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی المتوفی ۲۵۵ھ	دارالکتب العربیہ بیروت
۳۱۹۔۔۔السنن الکبرٰی	لا مام محمد بن شعیب النیسائی المتوفی ۳۰۳ھ	قدیمی کتب خانہ کراچی
۳۲۰۔۔۔سواطع الالہام	ابوالفضل فیضی المتوفی ۱۰۰۴ھ	طیب اکیڈمی ملتان
۳۲۱۔۔۔سوانح قاسمی	مولانا مناظر احسن گیلانی	دارالعلوم دیوبند
۳۲۲۔۔۔سیرت ابن ھشام	لا مام عبدالملک بن ھشام المتوفی ۲۱۳ھ	المکتبہ الفاروقیہ ملتان ۱۳۹۷ھ
۳۲۳۔۔۔سیرت آزاد	مولانا عبدالمجید سوھدروی	مسلم پبلیکیشنز لاہور
۳۲۴۔۔۔سیرت المصطفی	مولانا محمد ادریس کاندھلوی	مکتبہ عثمانیہ جامعہ اشرفیہ لاہور
۳۲۵۔۔۔سیرت المہدی	غلام احمد قادیانی (م ۱۹۰۸ء)	احمدیہ پریس لاہور
۳۲۶۔۔۔سیر النبلاء	لا مام محمد بن احمد الذھبی المتوفی ۷۴۸ھ	موسسۃ الرسالہ
۳۲۷۔۔۔شاہ ولی اللہ اوران کا خاندان	مولانا انیس احمد پھلتی	مجلس اشاعت اسلام لاہور
۳۲۸۔۔۔شاہ ولی اللہ اوران کا خاندان	مولانا حکیم محمود برکاتی	اشاعت اسلام لاہور ۱۹۷۶ء
۳۲۹۔۔۔شاہ ولی اللہ اوران کا فلسفہ	مولانا عبیداللہ سندھی المتوفی ۱۳۶۳ھ	شاہ ولی اللہ اکیڈمی سندھ
۳۳۰۔۔۔شاہ ولی اللہ اوران کا فلسفہ	پروفیسر محمد سرور	دارالمصنفین دہلی
۳۳۱۔۔۔شاہ ولی اللہ اوران کی سیاسی تحریک	مولانا عبیداللہ سندھی المتوفی ۱۳۶۳ھ	کتاب خانہ لاہور ۱۹۴۲ء
۳۳۲۔۔۔شاہ ولی اللہ کی تعلیم	پروفیسر غلام حسین جلبانی	ادارہ مطبوعات لاہور ۱۹۹۹ء
۳۳۳۔۔۔شاہ ولی اللہ کی قرآنی فکر کا مطالعہ	مولانا مسعود عالم قاسمی	المحمود اکیڈمی لاہور ۱۹۹۸ء

کتاب	مصنف	ناشر
۳۳۴---شاہ ولی اللہ کے اجداد گرامی	نور الحسن راشد کاندھلوی	اسلام آباد ۱۹۸۷ء
۳۳۵---شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات	خلیق احمد نظامی	ندوۃ المصنفین دہلی ۱۳۸۸ھ
۳۳۶---شذرات الذھب	لمؤرخ ابن العماد المتوفی ۱۰۸۹ھ	دار الفکر ۱۳۹۹ھ
۳۳۷---شرح الازھار	احمد بن عبد اللہ جنداری	التمدن ۱۳۳۲ھ
۳۳۸---شرح معانی الاثار	لامام ابو جعفر الطحاوی المتوفی ۳۲۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۲ھ
۳۳۹---شرح المواقف	لسید شریف الجرجانی المتوفی ۸۱۶ھ	دار صادر
۳۴۰---شرح نخبۃ الفکر	لابن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ	القاھرہ ۱۳۵۲ھ
۳۴۱---شعب الایمان	لامام البیھقی	دار الکتب العلمیہ بیروت
۳۴۲---شفاء العلیل	لقاضی عیاض المتوفی ۵۴۴ھ	ایضا (سطن)
۳۴۳---صحیح ابن خزیمہ	لامام محمد بن اسحاق النیسابوری المتوفی	
۳۴۴---الصراح بین الفکرۃ الاسلامیہ والعربیۃ	لشیخ ابو الحسن علی ندوی	دار القلم کویت
۳۴۵---صفوۃ التفاسیر	محمد علی الصابونی	قدیمی کتب خانہ کراچی
۳۴۶---الصواعق المحرقۃ علی اہل الرفض والزندقۃ		
۳۴۷---الصواعق المرسلۃ	لشیخ ابن القیم الجوزیہ	دار العاصمہ ریاض ط۱، ۱۴۰۸ھ
۳۴۸---ضرب حدیث	مولانا محمد صادق سیالکوٹی	نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور
۳۴۹---ضرورت رسالت	مولانا سلطان محمود	فتح پوری دہلی
۳۵۰---الضوء اللامع	لمؤرخ شمس الدین السخاوی المتوفی	منشورات دار الحیات بیروت
۳۵۱---ضیاء القرآن	پیر کرم شاہ المتوفی ۱۴۱۳ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ۱۳۹۴ھ
۳۵۲---طاہرہ کے نام خطوط	غلام احمد پرویز (م ۱۹۸۵ء)	ادارہ طلوع اسلام گلبرگ لاہور
۳۵۳---الطبقات الکبریٰ	محمد بن سعد المتوفی ۲۳۰ھ	دار صادر
۳۵۴---طبقات الحفاظ	لامام جلال الدین السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۳ھ
۳۵۵---الطبقات الحنابلہ	لابن رجب البغدادی المتوفی ۷۳۶ھ	مطبع السنۃ المحمدیہ ۱۳۷۲ھ
۳۵۶---طبقات الحنابلہ	لقاضی ابی الحسین محمد بن ابی یعلی	قاہرہ ۱۳۷۱ھ
۳۵۷---الطبقات الدریۃ	زین الدین محمد عبد الروف المناوی	دار صادر ۱۹۹۹ء

کتاب	مصنف	ناشر
۳۵۸۔۔۔طبقات الشافعیۃ الکبری	لامام تاج الدین السبکی المتوفی	دارالمعرفہ بیروت لبنان
۳۵۹۔۔۔طبقات القراء	لامام محمد بن احمد الذھبی المتوفی ۷۴۸ھ	الریاض ۱۴۱۸ھ
۳۶۰۔۔۔طبقات القراء	لامام محمد بن جزری المتوفی ۸۳۳ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۳۵۱ھ
۳۶۱۔۔۔طبقات المفسرین	احمد بن محمد الادنہ وی	مکتبہ العلوم والحکم المدینۃ المنورہ
۳۶۲۔۔۔طبقات المفسرین	لجلال الدین السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ	ایضا
۳۶۳۔۔۔طبقات المفسرین	لامام محمد بن علی الداؤدی المتوفی ۱۰۳۹ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۲۲ھ
۳۶۴۔۔۔طرب الاماثل بتراجم الافاضل	مولانا عبدالحی لکھنوی المتوفی ۱۳۰۴ھ	نور محمد کتب خانہ کراچی
۳۶۵۔۔۔عبدالماجد دریابادی (احوال وآثار)	ڈاکٹر تحسین فراقی	تاج کمپنی لاہور
۳۶۶۔۔۔عبقات	شاہ ولی اللہ المتوفی ۱۱۷۶ھ	مطبع مجتبائی دہلی
۳۶۷۔۔۔عبیداللہ سندھی ۔افکار وخدمات	ڈاکٹر ابوسلمان سندھی	المحمود اکیڈمی اردو بازار لاہور ۱۹۹۵ء
۳۶۸۔۔۔عبیداللہ سندھی اوران کے چند معاصر	ڈاکٹر ابوسلمان	سندھی اکادمی کراچی
۳۶۹۔۔۔عبیداللہ سندھی اوران کے ناقد	مولانا سعید احمد اکبرآبادی	المحمود اکیڈمی لاہور
۳۷۰۔۔۔عبیداللہ سندھی اور تنظیم فکر ولی اللہی	مولانا عبدالحق بشیر	مسجد حیات النبی گجرات
۳۷۱۔۔۔عبیداللہ سندھی کے حالات وتعلیمات	پروفیسر محمد سرور	المحمود اکیڈمی لاہور
۳۷۲۔۔۔عبیداللہ سندھی کے علوم وافکار	مولانا عبدالحمید سواتی	مکتبہ حمیدیہ گجرانوالہ ۱۴۲۳ھ
۳۷۳۔۔۔عجائب الہند	بزرگ بن شہریار	مطبوعہ لیڈن ۱۹۸۶ء
۳۷۴۔۔۔عرائس البیان	لابی محمد الشیرازی المتوفی ۶۶۶ھ	نول کشور لکھنو ۱۳۰۱ھ
۳۷۵۔۔۔عربی ادبیات میں پاک وہند کا حصہ	شاہد حسین رزاقی	ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور ۱۹۷۳ء
۳۷۶۔۔۔عربی علوم وفنون کے علماء	محمد یونس بلگرامی	مطبوعہ لکھنو ۱۹۷۹ء
۳۷۷۔۔۔العرفان فی اصول القرآن	مولانا محمد طاہر المتوفی	مکتبہ الیمان صوابی مردان
۳۷۸۔۔۔علماء نگران	مولانا مطلوب الرحمٰن	برقی پریس دہلی
۳۷۹۔۔۔علماء ہند کا شاندار ماضی	مولانا محمد میاں	مکتبہ قاسمیہ دیوبند
۳۸۰۔۔۔علم اصول التفسیر	مولانا محمد مالک	قرآن محل ناشران کتب کراچی ۱۹۱۹ء
۳۸۱۔۔۔علم الفقہ	مولانا عبدالشکور لکھنوی	دارالاشاعت کراچی
۳۸۲۔۔۔علوم الحدیث	غلام احمد حریری	مکتبہ کشمیر فیصل آباد ۱۹۹۷ء

۳۸۳۔۔۔علوم القرآن — مولانا شمس الحق افغانی — المکتبۃ الاشرفیہ لاہور

۳۸۴۔۔۔علوم القرآن — مولانا گوہر رحمٰن — مکتبہ تفہیم القرآن مردان ۲۰۰۲ء

۳۸۵۔۔۔علوم القرآن — مولانا محمد تقی عثمانی — مکتبہ دار العلوم کراچی ۱۴۱۹ھ

۳۸۶۔۔۔عمدۃ القاری — الشیخ بدر الدین العینی المتوفی ۸۵۵ھ — احیاء التراث العربی

۳۸۷۔۔۔العنایہ — الشیخ محی الدین عبد القادر القرشی المتوفی ۷۷۵ھ — ایضا

۳۸۸۔۔۔غرائب القرآن — محمد بن حسین النیشاپوری المتوفی ۷۲۸ھ — دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۶ھ

۳۸۹۔۔۔غیاث اللغات — حاجی محمد زکی — ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

۳۹۰۔۔۔فارسی گویان پاکستان — ڈاکٹر سبط حسن رضوی — مرکز تحقیق فارسی ۱۹۷۴ء

۳۹۱۔۔۔فتاوی ابن تیمیہ — لامام تقی الدین ابن تیمیہ المتوفی ۷۲۸ھ — مجمع البحوث العلمی

۳۹۲۔۔۔فتاوی عالم گیری کے مصنفین — مولانا مجیب اللہ ندوی — مرکز تحقیق دیال سنگھ لاہور

۳۹۳۔۔۔فتاوی عزیزی — لشاہ عبد العزیز المتوفی ۱۲۳۹ھ — ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

۳۹۴۔۔۔فتح الباری — لامام ابن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ — مصطفیٰ البابی الحلبی مصر ۱۳۷۸ھ

۳۹۵۔۔۔فتح الحمید — مولانا فتح محمد جالندھری — تاج کمپنی کراچی

۳۹۶۔۔۔فتح الرحمٰن — لشاہ ولی اللہ المتوفی ۱۱۷۶ھ — تاج کمپنی کراچی

۳۹۷۔۔۔فتح الرحمٰن — مولانا عبد الغنی جارجروی — مکتبہ جاجروی رحیم یار خان ۱۴۲۴ھ

۳۹۸۔۔۔الفتوح — لامام ابی محمد احمد بن اعثم الکوفی المتوفی ۳۱۴ھ — مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ

۳۹۹۔۔۔الفتوحات — لامام محی الدین ابن عربی المتوفی ۶۳۸ھ — دار احیاء التراث بیروت ۱۴۱۸ھ

۴۰۰۔۔۔فتح القدیر — لامام الشوکانی المتوفی ۱۲۵۰ھ — عالم الکتب (سطن)

۴۰۱۔۔۔فتح المنان — مولانا عبد الحق حقانی المتوفی ۱۳۲۳ھ — دار الکتب العلمیہ بیروت

۴۰۲۔۔۔فراہی کے حالات — مولانا امین احسن اصلاحی — فاران فاؤنڈیشن لاہور

۴۰۳۔۔۔فردوس گم گشتہ — غلام احمد پرویز (م ۱۹۸۵ء) — ادارہ طلوع اسلام لاہور

۴۰۴۔۔۔الفرق بین الفرق — لامام عبد القاہر البغدادی المتوفی ۱۰۳۷ھ — دار المعرفہ بیروت (سطن)

۴۰۵۔۔۔فرہنگ آصفیہ — مولانا سید احمد دہلوی المتوفی ۱۹۱۸ء — مطبع مجتبائی دہلی

۴۰۶۔۔۔الفقہ الاسلامی وادلتہ — الدکتور وھبۃ الزحیلی — دار الفکر ۱۴۰۹ھ

۴۰۷۔۔۔فقہاء ہند — مولانا محمد اسحاق بھٹی — ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور

۴۰۸۔۔۔فقہ الفتاوی فی شبہ القارۃ الہندیۃ — محمد حبیب اللہ قاضی — مقالہ ایم فل پشاور یونیورسٹی ۱۴۲۰ھ

۴۰۹۔۔۔الفقہ علی مذاھب الاربعہ — الشیخ عبدالرحمٰن الجزیری — شرکۃ دارارقم بیروت

۴۱۰۔۔۔الفوائد البہیہ — مولانا عبدالحی لکھنوی المتوفی ۱۳۰۴ھ — نور محمد کتب خانہ کراچی

۴۱۱۔۔۔فوائد عثمانی — مولانا شبیر احمد عثمانی المتوفی ۱۹۴۹ء — تاج کمپنی کراچی

۴۱۲۔۔۔الفوز الکبیر — شاہ ولی اللہ المتوفی ۱۱۷۶ھ — قدیمی کتب خانہ کراچی

۴۱۳۔۔۔فہم قرآن — مولانا سعید احمد اکبرآبادی — سعید احمد اکیڈمی کراچی

۴۱۴۔۔۔الفیصلۃ الحجازیۃ — مولانا عبدالاحد خانپوری — سرحد برقی پریس راولپنڈی

۴۱۵۔۔۔فیصلہ مکہ — مولانا عبدالعزیز — جمعیۃ اہل حدیث لاہور

۴۱۶۔۔۔فیض الباری — الشیخ انور شاہ الکشمیری المتوفی ۱۳۵۲ھ — مطبع حجازی القاہرہ ۱۳۵۷ھ

۴۱۷۔۔۔فیوضات حسینی — مولانا عبدالحمید سواتی — ادارہ تالیفات نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

۴۱۸۔۔۔الفہرست — محمد بن اسحاق ابن الندیم المتوفی ۳۸۵ھ — دارالمعرفہ بیروت

۴۱۹۔۔۔القاموس الجدید — مولانا وحیدالزمان قاسمی — ادارہ اسلامیات لاہور

۴۲۰۔۔۔القاموس الفارسیہ — الدکتور عبدالنعیم محمد حسنین — دارالکتاب اللبنانیہ طبع اول ۱۴۰۲ھ

۴۲۱۔۔۔القاموس المحیط — محمد بن یعقوب الفیروزآبادی المتوفی ۸۱۷ھ — داراحیاء التراث بیروت ۱۴۱۷ھ

۴۲۲۔۔۔قاموس المشاہیر — نظام الدین بدایونی — نظامی پریس بدایون ۱۹۲۵ء

۴۲۳۔۔۔قرآن کا ایک قدیم اردو ترجمہ — مولانا محمد سالم قاسمی — معارف القرآن دارالعلوم دیوبند

۴۲۸۔۔۔قرآن کا سیاسی نظام — غلام احمد پرویز — ادارہ طلوع اسلام لاہور

۴۲۹۔۔۔قرآن کا مطالعہ کیسے کیا جائے — مولانا عبیداللہ سندھی المتوفی ۱۳۶۳ھ — المحمود اکیڈمی لاہور

۴۳۰۔۔۔قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں — مولانا مودودی المتوفی ۱۳۹۹ھ — اسلامک پبلیکیشنز لاہور ۲۰۰۰ء

۴۳۱۔۔۔قرآن کے اردو تراجم — ڈاکٹر احمد خان — مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد ۱۹۸۷ء

۴۳۲۔۔۔قرآن کے اردو تراجم — ڈاکٹر صالحہ عبدالحکیم — قدیمی کتب خانہ کراچی

۴۳۳۔۔۔قرآنی فیصلے — غلام احمد پرویز (م ۱۹۸۵ء) — دوست ایسوسی ایٹس لاہور

۴۳۴۔۔۔قرآنی مطالعہ کے بنیادی اصول — مولانا عبیداللہ سندھی المتوفی ۱۳۶۳ھ — المحمود اکیڈمی لاہور

۴۳۵۔۔۔قرآنی نظام ربوبیت — غلام احمد پرویز — دوست ایسوسی ایٹس اردو بازار لاہور

۴۳۶---قصص القرآن — مولانا حفظ الرحمٰن سیوھاروی — ادارہ اشاعت دینیات لاہور

۴۳۷---قضاء الارب — مولوی ذوالفقار احمد — مفید عام آگرہ ۱۳۱۶ھ

۴۳۸---کاشف البیان — مولانا عبداللطیف مردانی المتوفی ۱۹۹۰ء — نورانی کتب خانہ پشاور

۴۳۹---الکامل — لمورخ محمد ابن الاثیر المتوفی ۶۳۰ھ — دار المعرفہ بیروت ط،۱،۱۴۲۲ھ

۴۴۰---کتاب الاساس — مولانا شمس الخطاب قریشی — دار العلوم شاہ منصور صوابی ۱۹۹۴ء

۴۴۱---کتاب برکات الدعاء — غلام احمد قادیانی (م ۱۹۰۸ء) — احمدیہ پریس ربوہ

۴۴۲---کتاب البریۃ — ایضا — ایضا

۴۴۳---کتاب التعریفات — لامام علی بن محمد الجرجانی المتوفی ۸۱۶ھ — مکتبہ فاروقیہ محلہ جنگی پشاور ۱۴۲۳ھ

۴۴۴---کتاب التقدیر — غلام احمد پرویز (م ۱۹۸۵ء) — دوست ایسوسی ایٹس لاہور

۴۴۵---کتاب الجرح والتعدیل — لابن ابی حاتم — حیدرآباد دکن ۱۹۵۲ء

۴۴۶---کتاب الفنون — محمد بن عقیل البغدادی المتوفی — دار الکتب العلمیہ بیروت

۴۴۷---کرامات الصادقین — غلام احمد قادیانی م (۱۹۰۸) — احمدیہ پریس ربوہ

۴۴۸---کشاف اصطلاحات الفنون — محمد اعلی تھانوی المتوفی ۱۱۵۸ھ — دار الکتب العلمیہ ط،۱،۱۴۱۸ھ

۴۴۹---کشاف عن حقائق التنزیل — لامام الزمخشری المتوفی ۵۳۸ھ — مطبعہ الاستقامۃ القاہرہ ۱۳۶۵ھ

۴۵۰---کشاف القرآن — حافظ محمد ادریس المتوفی ۱۹۱۹ء — یونیوسٹی بک ایجنسی پشاور

۴۵۱---کشتی نوح — غلام احمد قادیانی (م ۱۹۰۸ء) — احمدیہ پریس ربوہ

۴۵۲---کشف الرحمٰن — مولانا احمد سعید دہلوی المتوفی ۱۳۸۰ھ — دار الاشاعت کراچی

۴۵۳---کشف الظنون — حاجی خلیفہ کاتب چلپی — اصح المطابع نور محمد کتب خانہ کراچی

۴۵۴---الکشف والبیان عن تفسیر القرآن — لابی اسحاق الثعلبی المتوفی ۴۲۷ھ — موسسۃ الرسالہ ط،۱،۱۳۶۵ھ

۴۵۵---کلیات اقبال — ڈاکٹر محمد اقبال المتوفی ۱۹۳۸ء — اقبال اکیڈمی لاہور ۱۹۹۰ء

۴۵۶---کنز الایمان — مولانا احمد رضا خان المتوفی ۱۳۳۸ھ — نعیمی کتب خانہ گجرات

۴۵۷---کنز الایمان پر اعتراضات کا اپریشن — مفتی عبدالمجید رضوی — کاظمی کتب خانہ رحیم یار خان

۴۵۸---کنز العمال — لامام علی المتقی الہندی المتوفی ۹۸۵ھ — موسسۃ الرسالۃ طبع اول ۱۴۰۵ھ

۴۵۹---گلدستہ تفاسیر — مولانا عبدالقیوم مہاجر مدنی — ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

کتاب	مصنف	ناشر
۴۶۰۔۔۔گلزار اولیاء	مظفر حسین	مطبع سبحانی حیدرآباد دکن ۱۳۳۹ھ
۴۶۱۔۔۔لباب التاویل فی معانی التنزیل	لامام المفسر الخازن المتوفی ۷۴۱ھ	المکتبۃ الرشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ
۴۶۲۔۔۔لسان العرب	لامام ابن منظور محمد بن مکرم المتوفی ۷۱۱ھ	داراحیاء التراث بیروت ۱۴۰۸ھ
۴۶۳۔۔۔لسان القرآن	مولانا محمد حنیف ندوی	ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور
۴۶۴۔۔۔لسان المیزان	لامام ابن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ	موسسۃ الاعلمی بیروت ۱۳۹۰ھ
۴۶۵۔۔۔لغات القرآن	غلام احمد پرویز (م ۱۹۸۵ء	ادارہ طلوع اسلام گلبرگ لاہور
۴۶۶۔۔۔لغات القرآن	مولانا عبدالکریم پاریکھ	مجلس نشریات اسلام کراچی ط ۱۳، ۱۹۹۲ء
۴۶۷۔۔۔اللمعان من خلاصۃ سور القرآن	مولانا محمد طاہر پنج پیری	مکتبہ الیمان صوابی
۴۶۸۔۔۔ماثر الامراء	شاہ نواز خان	ایشیاٹک سوسائٹی بنگال
۴۶۹۔۔۔ماثر الکرام	غلام علی آزاد بلگرامی	طبع آگرہ ۱۹۱۰ء
۴۷۰۔۔۔ماثر المفسر الاثری	ڈاکٹر شیر علی شاہ	فضلی سنز کراچی ۱۴۱۳ھ
۴۷۱۔۔۔مانی الاسلام	مولانا اصغر علی روحی المتوفی ۱۳۷۳ھ	منظور عام پریس لاہور
۴۷۲۔۔۔مباحث فی علوم القرآن	منان خلیل القطان	مکتبہ المعارف للنشر ۱۴۱۷ھ
۴۷۳۔۔۔مترادفات القرآن	مولانا عبدالرحمٰن کیلانی	مکتبہ السلام وسن پورہ لاہور
۴۷۴۔۔۔المجددون فی الاسلام	لصعیدی	دمشق ۱۴۰۷ھ
۴۷۵۔۔۔مجمع البحرین	علامہ طاہر سندھی برھان پوری	مطبع مجتبائی دہلی
۴۷۶۔۔۔مجمع الزوائد	لحافظ علی بن ابی بکر الہیثمی المتوفی ۸۰۷ھ	دارالفکر ۱۴۱۴ھ
۴۷۷۔۔۔مجمل اللغۃ	لابی الحسین احمد بن فارس المتوفی ۳۹۵ھ	موسسۃ الرسالۃ ۱۴۰۶ھ
۴۷۸۔۔۔مجموعہ تفسیر فراہی	مولانا حمید الدین فراہی المتوفی ۱۳۳۹ھ	فاران فاؤنڈیشن لاہور طبع اول ۱۴۱۹ھ
۴۷۹۔۔۔محاسن کنز الایمان	ملک شیر محمد اعوان	مرکزی مجلس رضا لاہور
۴۸۰۔۔۔محاسن موضح القرآن	مولانا اخلاق حسین قاسمی	ذوالنورین اکیڈمی سرگودھا ۱۹۷۶ء
۴۸۱۔۔۔محاضرات قرآنی	ڈاکٹر محمود احمد غازی	الفیصل ناشران کتب لاہور ۲۰۰۴ھ
۴۸۲۔۔۔المحرر الوجیز	لامام ابن عطیہ الاندلسی المتوفی ۵۴۱ھ	موسسۃ الرسالۃ دوحہ قطر ط ۱، ۱۳۹۸ھ
۴۸۳۔۔۔محمودیہ	مولانا عبیداللہ سندھی المتوفی ۱۳۶۳ھ	المحمود اکیڈمی لاہور

۴۸۴---مدارک التنزیل وحقائق التاویل لاامام النسفی المتوفی ۷۰۱ھ المطبعۃ الحسینیہ مصریۃ ۱۳۴۲ھ

۴۸۵---المدونہ الکبریٰ لاامام مالک بن انس المتوفی ۱۷۹ھ دارالفکر ۱۴۰۶ھ

۴۸۶---مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ چودھری غلام رسول علمی کتب خانہ لاہور، ط۳، ۱۹۸۳ء

۴۸۷---مرقاۃ شرح مشکوۃ لملا علی القاری المتوفی ۱۰۱۴ھ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۲ھ

۴۸۸---مروج الذہب لابی الحسین المسعودی المتوفی ۳۴۶ھ دارالفکر طبع خامس ۱۳۹۳ھ

۴۸۹---مسلمانوں کا عروج زوال مولانا سعید احمد اکبرآبادی ندوۃ المصنفین دہلی ۱۹۴۷ء

۴۹۰---مسلمانوں کے سیاسی افکار پروفیسر رشید احمد ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور ۱۹۹۵ء

۴۹۱---المسلمون فی الہند سید ابوالحسن علی ندوی المجمع الاسلامی العلمی لکھنو ۱۴۰۷ھ

۴۹۲---مسند ابوعوانہ لاامام ابی عوانہ یعقوب بن اسحاق المتوفی ۳۱۶ھ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۱۹ھ

۴۹۳---مسند امام احمد لاامام احمد بن حنبل المتوفی ۲۴۱ھ موسسۃ الرسالہ ۱۴۲۰ھ

۴۹۴---المسوّیٰ لشاہ ولی اللہ المتوفی ۱۱۷۶ھ طبع دہلی سطن

۴۹۵---مسئلہ خلافت مولانا ابوالکلام آزاد المتوفی ۱۳۷۷ھ مکتبہ جمال اردو بازار لاہور ۲۰۰۱ء

۴۹۶---مسیح ہندوستان غلام احمد قادیانی (م ۱۹۰۸ء) احمدیہ پریس ربوہ

۴۹۷---مشاہیر اہل علم کی محسن کتابیں مولانا عمران خان ندوی مجلس نشریات اسلام کراچی

۴۹۸---مشاہیر سرحد ڈاکٹر فیوض الرحمٰن لاہور

۴۹۹---مصباح اللغات عبدالحفیظ بلیاوی مدینہ پبلشنگ کراچی ۱۹۸۲ء

۵۰۰---مصباح المنیر احمد بن محمد المقری المتوفی ۷۷۰ھ منشورات دارالہجرۃ ایران ۱۴۱۴ھ

۵۰۱---مصنف ابن ابی شیبہ لاامام یعقوب البغدادی المتوفی ۲۶۲ھ دارالفکر

۵۰۲---مطالب القرآن غلام احمد پرویز (م ۱۹۸۵ء) ادارہ طلوع اسلام گلبرگ لاہور

۵۰۳---مطالعہ قرآن کے اصول ومبادی مولانا ابوالحسن علی ندوی مجلس نشریات اسلام کراچی ۱۴۰۱ھ

۵۰۴---مظالم روپڑی مظلوم امرتسری ثناء اللہ امرتسری المتوفی ۱۳۲۵ھ ثنائی برقی پریس امرتسر

۵۰۵---معارف القرآن مولانا زاہد الحسینی دارالاشاعت مدینہ مسجد اٹک

۵۰۶---معارف القرآن غلام احمد پرویز (م ۱۹۸۵ء) دوست ایسوسی ایٹس لاہور

۵۰۷۔۔۔معارف القرآن	مولانا محمد ادریس کاندھلوی المتوفی ۱۳۹۴ھ	مکتبہ المعارف سندھ
۵۰۸۔۔۔معارف القرآن	مولانا مفتی محمد شفیع المتوفی ۱۳۹۶ھ	ادارۃ المعارف کراچی ۱۴
۵۰۹۔۔۔معاصرین	مولانا عبدالماجد دریابادی	دارالمصنفین اعظم گڑھ
۵۱۰۔۔۔معالم التنزیل	لامام حسین بن مسعود البغوی المتوفی ۵۱۰ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ
۵۱۱۔۔۔معالم العرفان	محمد علی صدیقی	ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
۵۱۲۔۔۔معالم العرفان فی دروس القرآن	مولانا صوفی عبدالحمید سواتی	ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
۵۱۳۔۔۔معجم الادباء	لیاقوت الحموی	داراحیاء التراث ۱۳۸۸ھ
۵۱۴۔۔۔معجم البلدان	یاقوت بن عبداللہ الحموی المتوفی ۶۲۶ھ	داراحیاء التراث العربی ۱۳۹۹ھ
۵۱۵۔۔۔معجم الکبیر	لحافظ ابی القاسم الطبرانی المتوفی ۳۶۰ھ	مکتبہ التوعیۃ الاسلامیہ طبع اول ۱۴۰۰ھ
۵۱۶۔۔۔معجم لغۃ الفقہاء	محمد رواس وحامد صادق	ادارۃ القرآن کراچی
۵۱۷۔۔۔معجم مقائس اللغۃ	احمد بن فارس المتوفی ۳۹۰ھ	مکتبہ علوم الشرکیہ مصر
۵۱۸۔۔۔معجم المؤلفین	عمر رضا کحالہ	موسسۃ الرسالہ طبع اول ۱۴۱۴ھ
۵۱۹۔۔۔معراج انسانیت	غلام احمد پرویز (م ۱۹۸۵ء)	ادارہ طلوع اسلام لاہور
۵۲۰۔۔۔معرفۃ الصحابۃ	لابی نعیم الاصفہانی المتوفی ۴۳۰ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۲۲ھ
۵۲۱۔۔۔مفاتیح الغیب	لامام فخرالدین الرازی المتوفی ۶۰۶ھ	مکتبہ علوم اسلامیہ ط،۴ سطن
۵۲۲۔۔۔مفتاح التواریخ	منشی دانشور	نول کشور لکھنو ۱۲۸۴ھ
۵۲۳۔۔۔مفتاح التواریخ	ازولیم بیل	نول کشور کانپور ۱۸۶۷ء
۵۲۴۔۔۔مفتاح السعادہ	احمد بن مصطفیٰ طاش کبریٰ المتوفی ۹۶۲ھ	دارالکتب الحدیثۃ لعابدین
۵۲۵۔۔۔المفردات	حسین بن محمد بالراغب الاصفہانی المتوفی ۵۰۲ھ	دارالقلم دمشق ط۔۱۔ ۱۴۱۷ھ
۵۲۶۔۔۔مفسرین عظام	عبدالعزیز بلوچ	النور اکیڈمی سرگودھا
۵۲۷۔۔۔مفہوم القرآن	غلام احمد پرویز	ادارہ طلوع اسلام لاہور
۵۲۸۔۔۔مفہوم القرآن	مولانا فدا محمد	پشاور
۵۲۹۔۔۔مقالات الاسلامیین	لابی الحسین علی بن اسماعیل الاشعری المتوفی ۳۲۴ھ	النشر الاسلامیہ ھلموت
۵۳۰۔۔۔مقالات حالی	الطاف حسین حالی المتوفی ۱۹۱۴ء	انجمن ترقی اردو کراچی

کتاب	مصنف	ناشر
۵۳۱۔۔۔مقالات رضویہ	مولانا عبدالحکیم شرف قادری	الممتاز پبلی کیشنز لاہور
۵۳۲۔۔۔مقالات سرسید	شیخ اسماعیل پانی پتی	مجلس ترقی اردو ادب لاہور ۱۹۶۱ء
۵۳۳۔۔۔مقالات سرسید	سرسید احمد خان المتوفی ۱۸۹۸ء	ایضا ۱۹۵۸ء
۵۳۴۔۔۔مقامات	جاوید احمد غامدی	
۵۳۵۔۔۔مقامات مظہری	شاہ غلام علی مجددی	مطبع احمدی دہلی ۱۳۶۹ھ
۵۳۶۔۔۔مقدمہ ابن خلدون	المورخ عبدالرحمن محمد بن خلدون المتوفی ۸۰۸ھ	نفیس اکیڈمی کراچی
۵۳۷۔۔۔مقدمۃ التفسیر	لامام الراغب الاصفہانی	قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی
۵۳۸۔۔۔مقدمہ فتاوی رضویہ	مولانا احمد رضا خان المتوفی ۱۳۴۰ھ	احمد رضا اکیڈمی لاہور
۵۳۹۔۔۔مکاتیب شبلی	سید سلیمان ندوی	دار المصنفین اعظم گڑھ
۵۴۰۔۔۔مکتوبات امام ربانی	مجدد الف ثانی	مدینہ پبلیکیشنگ کمپنی کراچی
۵۴۱۔۔۔مکتوبات سرسید	شیخ اسماعیل پانی پتی	ترقی اردو ادب لاہور
۵۴۳۔۔۔الملل والنحل	لامام محمد بن عبدالکریم الشہرستانی المتوفی ۵۴۸ھ	دار السرور بیروت ۱۳۶۸ھ
۵۴۴۔۔۔ملفوظات عبدالعزیز	شاہ عبدالعزیز المتوفی ۱۲۳۹ھ	مطبع مجتبائی میرٹھ ۱۳۱۴ھ
۵۴۵۔۔۔مناہل العرفان	الشیخ محمد عبدالعظیم الزرقانی	دار احیاء التراث العربی ۱۴۱۶ھ
۵۴۶۔۔۔المنتظم	لامام ابن الجوزی المتوفی ۵۹۷ھ	دار الفکر ۱۴۱۵ھ
۵۴۷۔۔۔منتہی الارب فی لغۃ العرب	عبدالرحیم بن عبدالکریم صفی پوری	کتب خانہ سنائی
۵۴۸۔۔۔منسوخ القرآن	مولانا رحمت اللہ طارق	ادارہ ادبیات اسلامیات ملتان ۱۹۹۶ء
۵۴۹۔۔۔منہاج السنۃ	لامام ابن تیمیہ المتوفی ۷۲۸ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۰ھ
۵۵۰۔۔۔منہج الفرقان	محمد ابو سلامہ	مطبع شبراء ۱۹۳۸ء
۵۵۱۔۔۔مواہب الرحمن	سید امیر علی المتوفی ۱۳۳۷ھ	مکتبہ رشیدیہ لاہور
۵۵۲۔۔۔موج کوثر	شیخ محمد اکرم المتوفی ۱۹۷۱ء	ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور ۱۹۹۵ء
۵۵۳۔۔۔مولانا ابوالکلام آزاد	ابو سعید بزمی	مکتبہ اہل حدیث ٹرسٹ کراچی
۵۵۴۔۔۔مولانا ابوالکلام آزاد بحیثیت مفسر	مقالات (سمینار ۸۹۔۱۹۸۸ء)	مکتبہ اخوت اردو بازار لاہور ۱۹۹۶ء
۵۵۵۔۔۔مولانا آزاد کی قرآنی بصیرت	مولانا اخلاق حسین قاسمی	مولانا آزاد اکیڈمی دہلی

۵۵۶---مولانا سندھی اور ان کے ناقد	مولانا عبدالحمید سواتی	ادارہ تالیفات نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
۵۵۷---مولانا فراہی کے حالات	مولانا امین احسن اصلاحی	فاران فاؤنڈیشن لاہور
۵۵۸---مولانا مودودی سے ملیئے	سید اسعد گیلانی	البدر پبلی کیشنز لاہور
۵۵۹---موضح القرآن	شاہ عبدالقادر المتوفی ۱۲۳۰ھ	تاج کمپنی کراچی
۵۶۰---میزان	جاوید احمد غامدی	فاران اکیڈمی لاہور
۵۶۱---میزان الاعتدال	لابی عبداللہ محمد بن احمد الذھبی المتوفی ۷۴۸ھ	دار المعرفہ بیروت ۱۳۸۲ھ
۵۶۲---نجوم السماء فی تراجم العلماء	محمد صادق بن مہدی	مطبع جعفری لکھنو ۱۳۹۷ھ
۵۶۳---نزھۃ الخواطر (ج ۱ تا ۷)	لمورخ عبدالحی اللکھنوی المتوفی ۱۳۴۱ھ	طیب اکیڈمی ملتان
۵۶۴---نزھۃ الخواطر (ج ۸)	مولانا ابوالحسن علی ندوی	ایضاً
۵۶۵---نشر المرجان من مشکلات القرآن	مولانا محمد افضل خان	دار العلوم تعلیم القرآن شاہ پور سوات
۵۶۶---نظام القرآن	مولانا حمید الدین المتوفی ۱۳۴۹ھ	فاران فاؤنڈیشن لاہور
۵۶۷---نظم الدرر	الشیخ ابراھیم بن عمر البقاعی المتوفی	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۵ھ
۵۶۸---نفح الطیب	الشیخ احمد بن محمد المقری المتوفی ۱۰۴۱ھ	دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۱۵ھ
۵۶۹---نقش آزاد	مولانا غلام رسول مہر	کتاب منزل لاہور
۵۷۰---نقش حیات	مولانا حسین احمد مدنی	مکتبہ قاسمیہ دیوبند
۵۷۱---نقوش	مولانا عبدالماجد دریابادی	ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
۵۷۲---نور الانوار	شیخ احمد المعروف بملا جیون	المکتبہ حقانیہ محلہ جنگی پشاور
۵۷۳---نور اللغات	مولوی نور الحسن نیر	نیشنل بک فاؤنڈیشن ۱۹۲۶ء
۵۷۴---نیل السائرین	مولانا محمد طاہر	دار القرآن پنج پیر مردان
۵۷۵---واضح البیان	مولانا ابراھیم سیالکوٹی	ادارہ ترجمان السنۃ لاہور
۵۷۶---الوافی فی الوفیات	لصلاح الدین خلیل بن ایبک	انتشارات جہاں طہران ایران ۱۳۸۱ھ
۵۷۷---واقعات دار الحکومت دہلی	بشیر الدین احمد	شمسی مشین پریس آگرہ ۱۳۲۷ھ
۵۷۸---وفیات الاعیان	احمد بن محمد ابن خلکان المتوفی ۶۸۱ھ	منشورات الرضی قم ایران
۵۷۹---ولی اللہ	محمد اسماعیل گودھری	لاہور ۱۹۶۸ء

۵۸۰---ھادی ھریانہ	منظور الحق صدیقی	لاہور ۱۹۶۳ھ
۵۸۱---الھدایہ	الشیخ علی بن ابی بکر المرغینانی المتوفی ۵۹۳ھ	نور محمد کتب خانہ کراچی
۵۸۲---ھدایۃ الحیران فی جواھر القرآن	مولانا عبدالشکور ترمذی المتوفی ۱۴۲۳ھ	طیب اکیڈمی ملتان ۱۴۱۷ھ
۵۸۳---ھدیۃ العارفین	اسماعیل پاشا البغدادی	دارالفکر ۱۴۰۲ھ
۵۸۴---ہندوستان میں اہل حدیث کی خدمات	مولانا ابویحیٰ نوشھروی	مکتبہ نذیریہ لاہور ۱۹۹۳ھ
۵۸۵---ہندوستان میں عربوں کی حکومت	قاضی اطہر مبارک پوری	مکتبہ عارفین کراچی
۵۸۶---ہندوستان میں عربی علوم وادبیات	عمادالحسن فاروقی	مکتبہ جامعہ نئی دہلی
۵۸۷---ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت	مولانا مناظر احسن گیلانی	جدید پریس دہلی
۵۸۸---ہندوستانی مفسرین اوران کی فارسی تفسیریں		مکتبہ جامعہ دہلی
۵۸۹---ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں	ڈاکٹر سالم قدوائی	مکتبہ جامعہ دہلی ۱۹۷۳ء
۵۹۰---یادایام	سید عبدالحی لکھنوی	دارالمصنفین اعظم گڑھ
۵۹۱---یادرفتگاں	مولانا سید سلیمان ندوی	مجلس نشریات اسلام کراچی
۵۹۲---الیانع الجنی	محمد بن یحیٰ	مطبع صدیقی بریلی ۱۲۸۷ھ
۵۹۳---یتیمۃ البیان	مولانا محمد یوسف بنوری	ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

رسائل جرائد

۵۹۴--- اشراق	(ماھنامہ)	لاہور	جون ۱۹۹۳ء اپریل ۱۹۹۵ء
۵۹۵--تعلیم القرآن	ایضا	راولپنڈی	(خصوصی شمارہ) بیاد شیخ القرآن جون ۱۹۸۰ء
۵۹۶-- توحید	ایضا	کراچی	ستمبر ۱۹۴۴ء، مارچ ۱۹۴۶ء
۵۹۷--حکمت قرآن	ایضا	لاہور	مارچ ۱۹۸۷ء
۵۹۸--خدام الدین	ایضا	لاہور	مئی ۱۹۷۰ء
۵۹۹--صدق جدید	ایضا		فروری ۱۹۳۶ء
۶۰۰--طلوع اسلام	ایضا	کراچی، لاہور	جولائی ۱۹۵۵ء، اکتوبر ۱۹۶۳ء، ستمبر ۱۹۷۰ء
۶۰۱-- عرفات	ایضا	لاہور	شوال ۱۴۲۴ھ
۶۰۲-- فاران	ایضا	لاہور	یکم مئی ۱۹۷۳ء
۶۰۳--الندوہ	ایضا	لکھنو	دسمبر ۱۹۰۵ء